NO IMAGE AVAILABLE

eBooks pk.com

Talism Hoshruba Jild 03

Free
eBooks Portal

www.ebookspk.pk

© UrduServer.com

طلسم ہوشربا

محمد حسین جاہ

۱۹۷۸ء

- بلائے جادو

از بسکہ رات جو زیادہ آئی تھی تو روک ٹوک بہت نہ تھی۔ یہ بازار میں اور بارگاہ شہزادہ دریافت اس طرف آئے۔ یہاں حاجب و دربان وغیرہ حاضر تھے۔ خدمت گار بہر کار آمد و رفت رکھتے تھے۔ اتفاق سے دو خدمت گار چی کرنے والے اپنی باری بھر کر کھانا کھانے بارگاہ سے باہر نکلے اور اپنے بستر کی طرف چلے۔ کہ اب پچھلی رات کو پھر ہماری نوکری ہو گی' اس وقت جا کر آرام کریں۔ چنانچہ وہ بستر تک اپنے پہنچنے نہ پائے تھے کہ ان عیاروں نے قریب ان کے جا کر بطور خدا پرستاں سلام کیا اور عرض رسا ہوئے کہ ہم مسلمان رہنے والے قلعہ طوفانیہ کے ہیں ہمیشہ اپنا آپ پوشیدہ رکھتے تھے کس لیے کہ تمام کوہستان ملواز لقا پرستان ہے۔ اتفاقاً ہمارا راز بادشاہ طوفانیہ کو معلوم ہو گیا اور اس نے عزم ہمارے قتل کرنے کا کیا۔ ہم وہاں سے بھاگ کر اس حوالی میں آئے اور چھپ کر معہ اہل و عیال رہنے لگے۔ مگر ہمیشہ سے درگاہ باری میں دعا بصد گریہ زاری کرتے تھے کہ قدم اقدس مسلمانوں کے یہاں آئیں۔ بارے دعا ہماری مستجاب ہوئی اور آپ لوگ یہاں تشریف لائے۔ فی الجملہ آج کچھ کھانا بطور نذر کے ہم نے کرایا ہے اور چند مسلمان بھی جمع ہو گئے ہیں۔ آپ بھی تکلیف فرما کر کفش خانہ تک قدم رنجہ فرمائیں اور دعوت کا طعام کھائیں" اس لجاجت سے انہوں نے کہا کہ خدمت گاروں کو کچھ عذر نہ بن پڑا۔ سوائے اس کے کہ ان کے ہمراہ ہوئے۔

یہ دونوں مکاران کو لے کر لشکر سے باہر آئے اور جنگل میں پہنچ کر حباب بیہوشی ان کے منہ پر لگائے کہ وہ بیہوش ہوئے۔ انہوں نے اور زیادہ ان کو بیہوش کر کے کپڑے ان کے اتارے' اور فتیلہ روشن کر کے آئینہ سامنے رکھ کر ان کی صورت بنائی اور

ران کو ایک غار میں ڈال کر بارگاہ شہزادہ کی طرف راہ لی اور باتوں باتوں میں سب حال خدمت گاروں سے پوچھ لیا تھا۔ اسی پتہ پر آ کر اپنے بستر پر ٹھہرے اور پچھلی رات کو اٹھ کر بارگاہ کے اندر گئے۔ خدمت گاروں کو بدلوا کر آپ چپ کرنے بیٹھے۔ وہاں شمع ہائے موم اور کافوری روشن تھی۔ انہوں نے پروانے بیہوشی کے بیٹھے بیٹھے پھینکے کہ پلنگ کے باری دار بھی بیہوش ہوئے۔ اس وقت ایک بکتا بیہوشی کا شہزادے کہ منہ پر پل کر اس کو بھی بیہوش کیا اور پلنگ کی چادر پر حلقہ ہائے کمند سے مضبوط باندھ کر پشت پر پشتارہ لگایا اور سراپچہ بارگاہ پشت کی طرف سے پھاڑ کر نکلے اور پہرے والوں کی نظر سے چھپ کر اٹھتے بیٹھتے لشکر سے نکل کر روانہ ہوئے خدا کی بارگاہ میں آئے۔ اس نے انتظار میں رات بھر جاگ کے بسر کی تھی ان کے آتے ہی پلنگ پر سے اٹھ کر آفرین خواں ہوا اور آہنگروں کو بلا کر اس وقت شہزادے کے مطوق و مسلسل کرایا اور ایک صندوق آہنی منگا کر اس متاع گرانمایہ صاحبقرانی بند کر کے قریب بارگاہ ایک خیمہ میں رکھ اس نے کہا: ”تم نے بڑی نامردی کی' نبیرہ حمزہ سنگ آہن سے بنا ہے یا باد و آتش سے خیمہ پر ہزارہا پاسبان مقرر کیا۔ اس عرصہ میں وہ رات گزر گئی اور عیار کی طرح آفتاب پشتارہ نور دوش پر رکھ کر بارگاہ مشرق سے نکلا۔ صبح دم حسب مشورہ کوہیوں نے طبل یورش بجوایا۔ سپاہ بے اندازہ زرہ جوشن سے آراستہ ہوئی۔ حداد وغیرہ سوار ہو کر لشکر مسلمان پر چلے۔ یہاں شہزادے کے غائب ہونے سے غلغلہ برپا تھا۔ ہر سردار رنجیدہ ہو رہا تھا کہ ہرکاروں نے آمد لشکر کی خبر سنائی پھر تو جلدی جلدی تیاری ہوئی۔ جملہ سپاہ مع سرداراں ذی جاہ کے جانب میدان بڑھی۔ آخر دونوں لشکر دل سے مقابلہ ہوا۔ صفوف کارزار دوست ہوئیں۔ نقیبوں کی صدائیں گوش گردوں کے پار گزریں۔ وسط میدان میں آیا اور کلمات لاف و گزاف زبان پر لایا اور مبارز خواہ ہوا ادھر سے یاقوت زنگی غصہ میں بھرا ہوا۔ اٹھ کر اس کے مقابل ہوا اور نیزہ گرز کے جواب میں وہی پر لگایا۔ وہ بھی بڑا طاقت ور ہے۔ دو ایک لٹھ تو اس نے خالی دیئے پھر گھوڑے سے کود کر اس کی لٹھ کی ضرب بچتا ہوا گھوڑے کے پیٹ کے نیچے آیا اور

تنگ مرکب مضبوط تھام کر زور کیا کہ مع گھوڑے اس کو اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ گھوڑا اوپر زنگی نیچے ہوا۔ گھوڑا تو سنبھل کر جانب میدان بھاگا اور زنگی اٹھنے نہ پایا

URDU4U.COM

تھا کہ یہ کود کر اس کے سینے پر سوار اور دبا کندہ زانوں کیا۔ مشکیں اس کی باندھیں اور سپرد عیار کیا۔ اس نے حباب مار کر بیہوش کیا اور اٹھا کر لے گیا۔ اس نے پھر مبازر طلبی کی۔ اب کی مرتبہ خونریز کو ہی سامنے آیا۔ اس نے کہا: "اے خونریز تجھ کو مجھ سے لڑتے شرم نہیں آتی کہ دونوں لڑکے تیرے میرے پاس ہیں اور میں نے اپنے دین و ایماں کا صدقہ سمجھ کر ان کی پرورش کی ہے۔" یہ کلمات سن کر خونریز کو غصہ آیا اور صف لشکر میں لڑکے اس کے کھڑے تھے ان کو پکارا: "ادھر آؤ۔" وہ باپ کی آواز سن کر قریب آئے حداد نے کہا: "تو نے ان کو جو بلایا تو میں ڈر گیا۔ یہ دونوں غلام بے رم ہیں۔ ان کا سن ہوں میرا تصدیق ہے کہ یہ اپنے ایمان پر قائم ہیں۔ اور زندہ و سالم ہیں۔" غرضیکہ اس کج خلق نے ایسے واہیات کلام کیے کہ مسمار و سرشار کو بہت برا معلوم ہوا اور خونریز نے بھی ان کو گھر کا کہ اے نالائق جیسے تم ہو ویسی ہی باتیں سنتے ہو۔ خیر تم جانو تمہارا کام جانے۔ یہ کہہ کر حداد سے کہا: "زبان کو بند کرو اور بازو کھول۔ میں لڑکوں کو نہیں جانتا تو جان اور وہ جانیں۔ اس نے یہ سن کر نیزہ اس کے سینے پر مارا۔ اس نے نیزہ کو سنائے پر گانٹھا دونوں سرگرم کارزار ہوئے۔ یہ تو لڑ رہے ہیں۔ مگر مسمار و سرشار جو باتیں سخت سن کر پھرے جائی نے بھیا سے کہا: "اے برادر یہ حداد حرامزادہ ہے دیکھا تم نے کہ کیسا ہم کو حقیر و ذلیل سمجھ کر برا بھلا اس نے کہا۔ اب اگر ہمارے باپ کو اس نے زیر کر لیا تو قیامت آ گئی بزور گالیاں دے گا۔" دوسرے بھائی نے یہ حال پوچھا: "پھر بھائی کیا کرنا چاہیے۔" اس نے کہا: "بھائی مناسب یہ ہے کہ شہزادہ کو چل کر رہا کر دو اور اس مرتد کا سر کچلوا دو۔" یہ رائے اس نے بھی پسند کی اور صف لشکر سے حیلہ احتیاج کر کے روانہ ہوئے اور اس خیمہ پر آئے۔ جہاں شہزادہ صندوق میں بند ہے۔ دربانوں سے کہا: "لاؤ قیدی کو حداد نے مانگا ہے۔ اس لیے کہ اس کے لشکر کے سامنے اس کو قتل کریں۔

دربانوں نے یہ سن کر صندوق کہ جس میں شہزادہ بند تھا۔ ان کے حوالے کیا اور یاقوت کو بھی دیا۔ یہ دونوں کو لے کر اپنے خیمہ میں گئے اور صندوق واکر کے شہزادہ کو نکالا اور سر جب دماغ سب کی بادہ ناب سے گرم ہوئے اسی بختیار ناچتا ہوا سامنے آیا اور کہا اپنا اس کے قدم مبارک پر رکھ کر عرض کیا کہ "ہم حضور کے غلام ہیں۔ یہ حداد بڑا حرامزادہ ہے اور ہمارے باپ سے لڑ رہا ہے۔ اس کو سزا دیجئے۔ یہ کہہ کر کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوئے۔ تورج نے قید توڑی اور اسلحہ ان سے لے کر پہنا اور باہر آ کر مرکب باد پا پر سوار ہوا۔ یاقوت و پسران خرزیز ہمراہ ہوئے اور فوج جو پڑاؤ پر تھی ان کو رہا دیکھ کر گھبرائی۔ مگر یہ کسی کی مجال نہ ہوئی۔ جو ان کو روکتا۔ پس یہ گھوڑے ڈال کر میان جنگ گاہ میں پہنچے۔ اور شہزادہ نے نعرہ کیا کہ: "باش اور نامراد و بے حیا کو میں آ پہنچا۔ یہاں خونریز سب اسلحہ سے مقابلہ کر کے سر گرم تلاش کشتی تھا اور زیر ہوا چاہتا تھا کہ شہزادہ مرکب سے کود کر درمیان میں آیا اور سد راہ ہوا۔ حداد سے کہا: "ابھی تو مجھ سے معرکہ اٹکا ہوا ہے۔ ادھر آ کہ تو میرا شکار ہے۔ وہ اس بہار کو دیکھ کر ان سے لپٹ پڑا زور ریلا پیلی کے شروع ہوئے شہزادہ کو اس کے مکر کونے پر غصہ بہت تھا۔ دوپہر کی کشتی میں ایسا صاحبقرانی پیچ کیا کہ سنبھلنا اس کو مشکل ہوا اور اکھڑ کر جو مارا۔ چاروں شانے چت گرا۔ بہادر سینہ پر سوار ہو اور پکارا: "حالا شناخت خدائے واحد میں کیا کہتا ہے۔" اس نے عرض کیا: "تا زندہ اہم بندہ ایم۔" اور کلمہ پڑھ کر براہ نفاق دیگر مسلمان ہوا۔ شہزادہ اس کے سینے پر سے اٹھا اور اس کو لے کر اپنے لشکر کی طرف چلا۔ ادھر سے سرچار و مسمار مع اس کے لشکر اور اپنی فوج کے جانب لشکر شہزادہ چلے۔ لیکن سیلان زیر ہوتے ہی خونریز کے سمجھا بخت واژرون پھر دشمن ہوا کوہ و دشت پھر اپنا مسکن ہوا۔ پس گھوڑا ڈال کر یہ جادوہ جا جانب دش راہی ہو گیا۔ یہاں شہزادہ بارگاہ میں آ کر جشن درما ہوا۔ ساقی و مغفی شراب عشرت و سرور و مسرت سے خوش کرنے لگے۔ کل کثر ایک ہو کر اترا اور دو دن تک آسودہ ہوئے۔ تیسرے روز شہزادہ سے حداد عرض پیرا ہوئے ہوا: "اے شہریار

والا مقدر اس ذرہ بے مقدار کے مالک پر آفتاب مثال حضور پر تو ڈالیں اور میرا مرتبہ فلک الافلاک سے بھی زیادہ تر فرمائیں۔"

URDU4U.COM

شہزادہ نے گہر ریزی سخن فرمائی کہ مجھ کو جانب طلسم جانا ہے۔ اس باعث سے ہمراہ چلنے میں پس و پیش ہے۔" خونریز یہ کلام عرض رسا ہوا: "جناب کو راہ طلسم طے کرنے میں کوئی حرج نہ ہو گا۔ راستہ ہی میں دارالسلطنت ان کی ملے گی۔ آپ شوق سے چلیں اور ان کے ملک کو اسلام آبادی کریں۔ سنگین کو ہی ہمراہ آ چکا ہے۔ اس نے بھی ہاں میں ہاں ملائی۔ آخر اس چشمہ مروت کو کچھ بن نہ آئی طبل سفر پر چوب دلائی لشکر نے کوچ کیا زمین کثرت سپاہ سے ہلنے لگی۔ دشت و بیدار میں ہلچل پڑ گئی۔ خاطر فلک پر اس جاہ و چشم کا بار پڑا تھا کہ پشت خم کئے تھا مگر اس بہادر کا وہ خوف تھا کہ بنگاہ کج نہ دیکھ سکتا تھا۔ غرضیکہ بڑے تزک و احتشام سے بعد قطع مسافت راہ شہزادہ عالی جاہ قلعہ حداریہ پر پہنچا اور لشکر ظفر پیکر کو بیرون قلعہ اتروا کر بارگاہ نصب کرا کر آپ مع سرداران نامور کے اندر قلعہ کے آیا۔ شہر مینو سواد پایا۔ رعایا برایا خرم بازاوں میں گھما گھم عمارت ہائے قلعہ پختہ و سنگیں انتہا کی آرائش و تزئین وضیع و شریف کی بستی وہ بادی معمورہ عالم انجمن حسنینان پر ہنستی۔ شہزادہ سیر و کیفیت ملاحظہ فرماتا۔ دارالامارہ میں آیا۔ سامان شاہانہ سے اس کو آراستہ پایا۔ تخت پر حدار کو بٹھایا۔ آپ دنگل پر جلوہ فرمایا۔ سرداروں نے پہلو و جوانب سے شہزاد نے کہا خدا کے فضل سے ہم جائیں گے اور گوہر مقصد اس بحر آفت سے لائیں گے میں جگہ پائی۔ محفل عشرت گرم ہوئی۔ ہر ایک رقاصہ رشک ناہید زینت بزم ہوئی۔ حداد نے غفلت دیکھ کر چند جام سادے پلا کر بیہوشی کے ساغر اس دلاور کو پلائے اور سرداروں کو بھی مع نجم عیار کے وہی دیئے۔ یہ سب بیہوش ہوئے۔ آہنگروں کو بلا کر قید پہنا کر زنداں خانہ میں بھیجا۔

لیکن سنگین کو ہی جو سب کے ساتھ بیہوش ہو گیا تھا اس کو ہوشیار کر کے کہا: "اے

بہادر میں بصلحت مطیع ان مسلمانوں کا ہو گیا تھا ور مجھ کو امید ہے کہ تم بھی میرے شریک ہو گے۔ اب لازم ہے کہ آج رات کو لشکر دشمن پر شبخون مارو اور فراغ خاطری سے داد عیش سب کو قتل کر کے دو۔ سنگین اس حال کو سن کر اس نامردی سے رنجیدہ ہوا۔ لیکن اکیلا اندر قلعہ کے تھا۔ ملال اس پر اپنا ظاہر نہ ہونے دیا۔ خاموش رہا کہ خیر دیکھو کیا ہوتا ہے اور حداد کے قلعہ والوں کی نوبت مسلمان ہونے نہ آئی تھی۔ اس وجہ وہ انتظام ازسر کو کرنے سے عاجز رہا۔ اپنے افسران لشکر کو بطور مخفی بیرون قلعہ سے بلا کر تالیف قلوب کر کے اس بات پر آمادہ کرنے لگا کہ فوجوں کو اپنی لشکر مسلامنان سے علیحدہ کر کے جانب کوہ صا کوچ کر جاؤ اور رات کو میں قلعہ سے نکل کر ان پر گروں تم اس طرف سے آ کر حملہ کرو۔ سب کا کام تمام کر کے چین سے بیٹھو۔

سردار ہنوز لشکر سے کوچ کر کے جانے نہ پائے تھے کہ اظلم پدر سنگین جو عقب اپنے فرزند کے چلا تھا۔ چنانچہ اس کو معلوم تھا کہ بیٹا میرا مال و اسباب اپنا لیے قلعہ حداد پر گیا ہے پس یہ اس طرف گیا۔ اس کے آنے کی خبر ہر کاروں نے آ کر اس کو دی۔ ازبسکہ بیٹا اس کو تو یہاں موجود ہی تھا۔ وہ استقبال کر کے دارالا مارہ میں لایا۔ حداد نے بھی تعظیم کی۔ بغلگیر ہوا اور برابر اپنے تخت پر بٹھایا۔ سارا حال رزم شہزادہ بیان کیا۔ اس نے جملہ ماجرا سن کر کہا: ”تم نے بڑی نامردی کی۔ کیا نبیرہ حمزہ سنگ و آہن سے بنا ہے یا با دو آتش ہے پیدا ہوا ہے جو زیر نہ ہو سکا۔ اس مکر سے زیر کیا۔ ذرا بلواؤ۔ میں تو دیکھوں شکل و شمائل رکھتا ہے۔“ اس نے بہت حیلہ و عذر کیا مگر اس نے نہ مانا۔ ناچار اس نے سب قیدیوں کو سامنے طلب کیا۔ شہزادہ وغیرہ ہر ایک ہوشیار ہو کر مقید ہونے سے مصروف دعا تھے کہ زنداں بان ان کو سامنے اظلم کے لائے۔ ہر ایک نے پکار کر بطور خدا پرستاں سلام کیا۔ حداد نے کہا: ”اے کوہیو تمہیں لازم ہے کہ رفاقت اس مسلمان کی ترک کر دو۔ تا کہ قتل میرے ہاتھ سے نہ ہو۔ یہ کلمہ سن کر خونریز کو غصہ آیا اور پکارا: ”اے بے حیا تو نے وہ نامردی کی ہے کہ

نامردوں کے بھی ناک کان کاٹے ہیں۔ تمام کوہیوں کو رسوا کیا ہے۔ اس نے جب یہ ڈانٹنا سنا۔ بغضب تمام تر ہر قتل اٹھا۔ اس بہادر نے قید کو توڑ ڈالا اور دربا میں ایک سردار کے سامنے سپر پر تلوار رکھی تھی۔ وہ تلوار جھپٹ کر اور لبان برق چمک کر ایک ہاتھ حداد پر مارا۔ وہ جست کر کے پچھلے پاؤں جو ہٹا ایک دنگل میں الجھ کر گرا۔ اتفاق سے سامنے سنگین کے یہ گرا۔ اس نے دنگل پر سے بیٹھے بیٹھے ایک ہاتھ تلوار کا تن کر مارا سر اس کا کٹ گیا۔ اوپر سے خرزیز نے آ کر ہاتھ مارا کہ اس مردے کے چار ٹکڑے برابر سے ہوئے۔ سردار اس کے مسلمان پہلے ہی ہو چکے تھے اس امر میں کچھ نہ بولے اور شہزادہ نے قید کو توڑا۔ سب سردار رہا ہوئے۔ شہزادہ دنگل پر جلوہ گر ہوا اظلم نے کہا اے شہر یار میرے آپ کے زور کا امتحان ہو جائے۔ یہ کہہ کر دراز کیا۔ شہزادہ نے بھی ہاتھ سے ہاتھ ملایا۔ اس نے ایک سحر پڑھا کہ وہ صحرا بارگاہ سے نظر سے غائب ہوئی اور یہ دونوں بارگاہ جھٹکے اور قمچیاں چلنے لگیں کبھی اس کے ہاتھ پر سوار ہوا اور کبھی وہ زبردستی دکھا کر سینہ پر لاتیں لگا کر پیچھے ہٹا آخر کار شہزادہ نے اس کا پنجہ زبردست پھیر دیا۔ اس نے بھی کلمہ پڑھ کر اسلام اختیار کیا۔ شہزادے نے اس ملک کے دو حصہ کر کے ایک تو سر شار کو دیا۔ دوسرا اس کے بھائی مسیمار کو دیا۔ شہر میں مناری نے ندا دی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نہ کرے گا۔ گردن مارا جائے گا۔ اکابران شہر میں حاضر ہو کر نذریں دینے لگے۔ لاش حداد کی پھینکوا دی جلسہ عشرت آغاز ہوا۔ کئی روز تک جشن رہا۔ پھر وہاں سے لشکر ظفر پیکر نے کوچ کیا قلعہ سنگین پر آ کر ٹھہرے تمام قلعہ اسلام آباد کیا پھر وہاں سے کوچ کر کے جانب طلسم ہزار برج روانہ ہوئے اور بعد قطعہ منازل طے مراحل حیدو سیاحی کرتے ہوئے ایک صحرائے سبزہ زار میں پہنچے دیکھا کہ گل ہائے بوقلموں سے یہ دشت رنگین ہے۔ گویا زمین پر بہشت بریں ہے۔ گھنے درخت سایہ دار سایہ فگن عروس چمن پر بہت جوبن ہے سب جنگل نور کا تڑکا نظر آتا تھا۔ دل اس طرف جا رہنے کو چاہتا تھا ہر شاخ

درخت طوبیٰ مثال ہے۔ ہر نہا زرگل سے مالا مال ہے۔ دایہ بہار اس نونہال اولاد سے نہال ہے۔ دودھوں نہائی ہے۔ پوتوں پھلی ہے۔ جو کلی ہے وہ دل کو بھلی لگی ہے نسیم چمن اہلی گھلی پھرتی ہے۔ غنچوں کو وہ اعجاز ہے کہ منہ سے نہیں بولتے ہیں۔ گلوں کو وہ خوشی ہے کہ ہنس رہے ہیں۔ دھوپ جو درختوں سے چھنتی ہے۔ آفتاب کا جی چاہتا ہے کہ اس کے سایہ عاطف میں رہوں یا معلوم ہوتا ہے کہ چادر نورانی تنی ہے۔ نہریں ہوا سے لہراتی ہیں۔ مردہ دلوں کی طاقت بڑھاتی ہیں۔ تراوت آنکھوں میں دیکھنے سے آتی ہے۔ سبزہ پر نیند براحت سلاتی ہے۔

URDU4U.COM

ہرا ساون میں تھا تختہ زمین کا
کہیں نیا سے تھا خوش رنگ سبزا

بہار فصل گل کی تھی پڑی دھوم
مچاتی تھیں چمن میں بلبلیں دھوم

مچاتے نشہ میں غل برگ اشجار
کہ ہو ہر سبزہ خوابیدہ بیدار

عجب پھولا تھا تختہ چاندنی کا
بہت تھا لطف اس جا میکشی کا

عجب صحرا تھا وہ رشک گلستان
تصدیق بلبلوں کی اس پہ تھی جان

اس دشت کے بیچ میں ایک مکان عالی شان بنا ہے۔ حوالی رنگین اس کی مصفا ہے۔ بلند

ایسا ہے کہ کاخ آسمان اس کا گنبد نظر آتا ہے۔ طائر وہم و خیال نفس تن سے خیال پرواز میں اڑ جاتا ہے۔ ہزار برج اس مکان کے گرد بنا ہے۔ ایک برج سے دوسرے برج تک دو تیر کا فاصلہ ہے۔ دروازہ ہر برج کا جواہر کا ہے۔ بعض اس میں ایک ڈال گوہر کا ہے۔ ہر برج میں ایک ایک گھڑی آویزاں ہے۔ یا کسی عاشق کا دل زلف معشوق میں لٹک کر ہر گھڑی نالاں ہے طرفہ تماشا ہے۔ آرائش میں اس قصر رنگ کا یہ نقشہ ہے۔

نہایت قصر عالی صاف و براق
بظاہر تھا متاع عمر آفاق

ہزاروں طرح کے سامان آرام
مناسب فرش رنگین ہر در بام

مصفا فرش ایسا ہر مکان میں
میسر جو نہ ہو اب اس جہان میں

اس نے کہا: "اے شہر یار میرے آپ کے زور کا امتحان ہو جائے اور پنجہ بلی دراز کیا

تعلق سنگ کا ہر شے میں پایا
کھلا یہ سب ہے پتھر کا بنایا

مکان کے سامنے کا تھا جو میداں
نظر آیا کہ اک پھاٹک بھی ہے وہاں

طلائی سر سے پاؤں تک ہر طرف سے

نظر کی تاب کیا جو اس کو دیکھے

پڑا تھا ریشمیں اک اس میں پردہ
بہت اچھا بہت بہتر وہ سارا

شہزادے نے اس صحرا میں قیام کیا۔ صحرا کے ایک جانب کو ایک کوہ فلک شکوہ تھا۔ خونریز نے کہا: "اے شہریار اسی کوہ کے درے سے بسعی و دقت تمام دو کوٹھے خزانے کے مجھ کو ملے تھے۔ حسب بہت ملازم میرے مارے گئے تھے۔ یہی دہنہ طلسم ہزار برج کہلاتا ہے۔ یہیں کا گیا ہوا پھر کر نہیں آتا ہے جائے خطر ناک ہے۔ آگے قدم رکھنے سے قصہ زندگی پاک ہے۔" شہزادے نے فرمایا: "خدا نے چاہا تو ہم جائیں گے اور گوہر مقصد اس سجر پر آفت سے لائیں گے۔" یہ کہہ کر بارگاہ نصب فرما کر اترا اور طلسم میں جانے کا مشورہ کرنے لگا۔ حال اس شہزادے کا نسب فتاحی طلسم بہزار برج اور پھرنا عمرو کا مع ملکہ بران طلسم کوکب سے اور رہا ہونا شہزادہ اس کا قید افراسیب سے یہ جاہ بے سرو سامان جلد سوم میں انشا اللہ بیان کرے گا اب بقیہ حال لشکر امیر با توقیر کا بیان کرنا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ لمولفہ

کدھر ہے تو اے ساقی شوخ و شنگ
جوانی کی پھر آئی دل میں ترنگ

تری چشم میگون نے مارا مجھے
کہ یاد آیا ساغر دوبارہ مجھے

مرے ساقیا آج آخر ہے دور
نرالا ہے کچھ جور گردوں کا طور

چکھا دے مجھے آج اے مہرباں
کوئی دم میں میں پھر کہاں تو کہاں

نہ مجلس نہ مطرب نہ وہ جام ہے
نہ ساقی نہ شاہد نہ وہ شام ہے

URDU4U.COM

نہ غفلت میں اس شب کو رائیگاں
سحر کے ہیں آثار ساقی عیاں

مے سرخ ہے جام بلور میں
شفق پھولی ہے صبح کے نور میں

صدائے بط مے پہ ہے اشتباہ
کہ طائر نوازن ہیں وقت پگاہ

یہ شیشوں کی قلقل سے ظاہر ہوا
کہ اس شب کے جلسہ کا قل ہو گیا

انڈیلتی ہے شیشے سے ساقی شراب
نکلتا ہے مشرق سے دیکھ آفتاب

ہوئے سرنگوں ایسے مینائے مے
کہ زاہد سحر گاہ طاعت میں ہے

بہار اشک شبنم سے منہ دھوتی ہے

گلستان کی دیکھو سحر ہوتی ہے

چھلک جاتے ہیں جام اس طرح سحر
کہ جیسے بوقت سحر گل ہنسے

جوانی کی شب کی ترنگیں کہاں
ہوئی صبح پیری امنگیں کہاں

URDU4U.COM

اس نے عرض کیا میں نے آج رات خواب پریشان دیکھا ہے کہ جیسے شہزادہ پر ایک

اسی رات بھر کی تھی یہ دھوم دھام
سو وہ بھی کچھ دم میں ساقی تمام

جوانی کی حیرت پہ کھینچی ہے آہ
نسیم سحر ہے یہ وقت پگاہ

ہوئی بزم برخاست یار اٹھ گئے
سحر ہوتے ہی کچھ نہ سامان تھے

نہ رکھ مے سے دل کو ترستا ہوا
کہ اس بزم سے جاؤں ہنستا ہوا

سیاہی مرے قلب کی مے سے دھو
کہ نور سحر جلوہ گر دل میں ہو

مجھے ختم کرنا ہے یہ داستاں
بنام ہنر پرور قدر داں

نول پر بڑھے جب کہ لفظ کشور
تو ہو نام نامی کا اس کے ظہور

شہ ملک جو دو سخا ہے وہی
URDU4U.COM
در بحر بذل و عطا ہے وہی

کسے صبح پیری کا جب درد ہے
کہ نام خدا وہ جواں مرد ہے

بوقت سحر خواب سے جب اٹھے
اگر نام لے اس کا غم سے چھٹے

اٹھے سو کے جب صبح دم آفتاب
تو لے نام ایسے سخی کا شتاب

کہ دن بھر کے چکر سے بچ جائے وہ
نہ تاریکی شب کا غم کھائے وہ

سخنگو کا ہے اب وہی داد خواہ
خداوند مال و خداوند جاہ

بس اے جاہ لکھ آخری داستاں

پرانی کہانی نئی کر دے ہاں

حاکیان حکایات عجیب و راویان روایات غریب تاجداران کشور غلام مبازراں لشکر کلام سحر سازان معرکہ عربدہ پروازی و عربدہ پردازاں ہنگامہ سحر سازی ساحران الفاظ تحریر کو میدان سحر خونای میں اس طرح پہنچاتے ہیں اور پرستش خانہ بیان میں لا کر یوں جادو تقریر بناتے ہیں کہ شہزادہ تورج ذی وقار امیر نامدار سے تین روز کا وعدہ کر کے بہر شکار آئے تھے۔ ان کو جب عرصہ دراز ہوا۔ مزاج ہمایوں صاحبقراں دوران ساز ہوا۔ طبیعت فکر مند ہوئی۔ اسی اثنا میں ایک روز شہزادہ ایرج نوجوان نے خدمت عالیی میں عرض کیا کہ میں نے آج رات کو خواب پریشان دیکھا ہے۔ وہ یہ کہ جیسے شہزادہ تورج پر ایک پہاڑ ٹوٹ کر گرا ہے اور وہ اس کے نیچے دب گیا ہے۔ لہٰذا اس خواب کے دیکھنے سے میں بہت فکر مند ہوں۔ مجھ کو اجازت ملے کہ اپنے بھائی کو ڈھونڈھنے کو جاؤں۔" امیر بھی ازبسکہ پریشان خاطر ہو رہے تھے۔ اس شہزادہ نامور کی عرج سن کر فرمایا: "بابا جاؤ تمہیں خدائے کریم کے سپرد کیا۔" شہزادہ رخصت ہو کر اپنی بارگاہ میں آیا اور فوج بے شمار تیار کرا کر زاد سفر درست کر کے مرکب پری پیکر پر سوار ہو کر بڑے کروفر سے تبلاش تورج روانہ ہوا۔

ان کو تو راہ میں چھوڑیے مگر یہاں امیر کا حال سنیے کہ آپ منتظر جنگ و جدال از جانب لقا بدخصال بارگاہ میں جلوہ فرما رکھتے ہیں عیاران لشکر بہر خبر صورتیں بدل بارگاہ لقا میں جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک روز چالاک بن عمرو مع عیاراں خود سرفاش و خدمت گار بن کر داخل تھا اس پر سوار ہوئے اور بروز سحر اس صندوق کو اڑایا دو چار ہزار ساحران کو کام خدمت کے لیے صرف ساتھ لیا۔ ڈمرو بجے ناقوس پھنکے بروئے ہوا اڑ کر بعد قطع مسافت راہ قریب لشکر خداوند گمراہ پہنچ کر ساحروں کو ایک مقام پر ٹھہرایا اور آپ صندوق اڑا کر بارگاہ میں آ کر قائم ہوئے۔ علامت سحر برپا ہوتے ہیں بختیارک وغیرہ اٹھے تھے۔ کہ بہر استقبال جائیں۔ اس اثنا میں وہ صندوق بارگاہ میں اتار لائے اور سامنے اپنے خداوند کے آ کر سجدہ میں گرے۔ اس مردود نے گڑ گڑا کر کہا کہ

سر اپنا اٹھاؤ سجدہ تمہارا بعوض عبادت ہزار سالہ میں نے قبول کیا۔" یہ بہت خوش ہو کر اٹھے اور نذر دے کر دنگل پر خلعت پا کر بیٹھے۔ ساقی نے جام دنیا شروع کئے جب دماغ سے سب کے بادہ ناب سے گرم ہوئے اس وقت بختیارک ناچتا ہوا ان کے سامنے آیا۔ انہوں نے ایک مسخرہ وضع شخص کو دیکھ کر خنداں دنداں نما کیا اور اپنے خداوند سے پوچھا: "یہ بندہ آپ کا کیسا ہے۔" اس خرس نے جواب دیا:" یہ میرا شیطان علیہ اللعن ہے۔" یہ سنتے ہی سب نے شیطان کے قدم آنکھوں سے لگائے اور عرض کیا: "ہم کو نہ بھکایئے گا۔" اس نے کہا: "میں تم سے پوچھتا ہوں تم جو آئے ہو تو کس ارادے سے آئے ہو اور کتنی فوج ساتھ لائے ہو۔" انہوں نے کہا: "ہم خداوند کے ہم کو کچھ احتیاج نہیں ہے۔ دیکھو یہ ہمارا لشکر ہے۔" یہ کہہ کر وہی صندوق کہ جس پر سوار ہو کر آئے تھے وا کیا۔ پٹرا کھلتے ہی پشہ و مگس کی طرح پانچ لاکھ پتلا فولاد کا نکلا اور دو ایک نے ان میں سے بڑھ کر قامت مثل انسان پیدا کیا اور فلک کی طرف سے آوازہ خود آئی کہ اس طرح پانچ لاکھ صندوق اور ہیں۔ آپ فرمائیں پیش کئے جائیں۔ انہوں نے کہا: "کچھ احتیاج نہیں ہے۔" یہ کہہ کر ان پتلوں کو بزور سحر داخل صندوق کر کے پٹرا بند کر کے کہا: "ملک جی آپ نے ہماری فوج کو ملاحظہ کیا۔ یہ پتلے سب انسان بن کر لڑیں گے اور کار دشمن تمام کریں گے۔" بختیارک نے کہا: "حمزہ بھی زبردست ہے کہ اسم اعظم پڑھ کر پتلوں کا حال پتلا کر دے گا۔" انہوں نے کہا: "اسم اعظم کی بھی ہم تدبیر کر چکے ہیں۔ تم دیکھو تو ہم کیا کرتے ہیں۔" اس شیطان نے کہا: "اچھا میں نے مانا کہ تم ہر طرف زبردست ہو لیکن عیاروں کا کیا بندوبست کرو گے۔ وہ دم بھر میں ساری زبردستی خاک میں ملا دیں گے۔ راہ فلک فنا دکھا دیتے ہیں۔" انہوں نے کہا: "وہ کہاں ہیں۔" اس نے کہا: "کچھ تو یہاں بھی اس وقت موجود ہوں گے اور باقی اپنے لشکر میں متمکن ہیں۔" یہ سننا تھا کہ بلائے جادو پکارا: "اے عیارو اگر تم یہاں آئے ہو تو جانا نہیں۔ ورنہ جلا دوں گا۔" یہ صدا دیتے ہی چالاک وغیرہ جو عیار کہ موجود تھے۔ یہ سب ماجرا دیکھ رہے تھے۔ ان کے جسم میں سوزش

ہوئی یقین ہوا کہ جلنے لگیں۔ بہت جلد صورتیں تو بدلے ہوئے تھے بارگاہ کے نکل گئے اور دوڑتے ہوئے بارگاہ سلیمانیہ میں آئے' جب وہ جلن موقوف ہوئی' پس چالاک نے امیر سے سارا ماجرا ساحروں کے آنے کا اور جو کچھ دیکھا تھا عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ برتر ہمارا نگہبان ہے فی الجملہ چالاک وہاں سے پھر چلا اور خیمہ ابو الفتح میں آیا اس نے کہا: "تشریف رکھیے۔" اس نے سب ماجرا اس سے بھی کہا اور اپنا بھی فکر مند ہونا ظاہر کیا کہ ان سازشوں کے شر سے خدا بچائے۔ ابھی سے کوئی تدبیر کرنا چاہیے۔" اس نے کہا: "اے برا اور آؤ ایک آدھ جام شراب کا پیو اور دو اور دو تین بازیاں چوسر کی کھیلوں اور ساحروں کے قتل کا مشورہ بھی کرتے ہیں۔" یہ یہاں بیٹھ گیا اور چوسر بچھا کر کھیلنے لگا اور وعدہ عیاری کا اور مشورہ اس امر کا کرتا تھا۔ لیکن وہاں جب بلا کے نہیب دینے سے کوئی عیار گرفتار نہ ہوا اور کسی کے پیرہن میں آگ لگی۔ بختیارک نے ایک قہقہہ مارا اور کہا: "لیجئے پہلا وار تو انہوں نے خالی دیا۔ وہ بھی تو ساحروں کے برادر باپ ہیں۔ بھلا کب ہاتھ آتے ہیں ساحر ان باتوں سے جھلایا اور کہا۔ "ملک جی عیار یہاں حاضر نہ ہوں گے ورنہ ضرور قید ہو جاتے اور خیر تم کہو گے کہ یہ سخن پوری کرتے ہیں۔ میں ابھی گرفتار کرتا ہوں۔ اچھا جو سب میں سرکردہ اور زبردست عیار ہو اس کا تم نام بتاؤ وہ جہاں ہو گا' وہاں سے پکڑ آئے گا۔ بختیارک نے کہا: "سرکردہ عیاراں تو تمہارے طلسم میں گیا اور اس کے بعد چونامی عیار تھے وہ بھی اس کے ساتھ ہیں ان کی زبردستیوں کو تو تمہارا اور تمہارے بادشاہ افراسیاب کا دل ہی جانتا ہو گا۔" بلا نے کہا: "ان سے کیا مطلب وہ جانیں اور شہنشاہ جانے۔ یہاں جو ہوں ان کو بتاؤ اس نے کہا: "یہاں اب بعد عمرو کے بیٹا اس کا چالاک اور بھانجا ابوالفتح ہے۔" یہ سن کر بلا نے کچھ سحر پڑھ کر دستک دی اور کہا: "اے چالاک اور اے ابوالفتح تم جس مقام پر ہو اور اس جگہ اپنے لشکر میں جلد میرے سامنے حاضر ہو اور اگر تامل آنے میں کرو تو دل و جگر تمہارے فرط تشنگی سے کباب ہوں اور شدت عطش سے بیتاب ہو۔ اس نے تو یہ بات جہاں کہی۔ وہاں یہ دونوں عیار جو چوسر کھیل رہے تھے کہ

پنجہ سحر میں گرفتار ہوئے۔ چھکے چھوٹے تقدیر کا پانسا پلٹا۔ سارا رنگ بد رنگ ہوا۔ ایسی پالیس معلوم ہوائی کہ پانچ صراحیاں کی جھلی ہوئی پی گئے۔ لیکن پیاس کی شدت زیادہ تر ہوئی اور پیاس کے علاوہ سب پختہ کاری بھول کر کچے ہوئے۔ ششش و پنج میں پھنسے۔ سب داؤ گھات بھول کر باہم حرف زن ہوئے۔ کہ واقعی کارخانہ خداوند لقا درست ہے وہاں چل کر چھکے اور پوباراں اڑاؤ۔ یہ کہہ کر بساط سخن کو لپٹا اسلام کی بازی ہار کر بسان نرد چکر میں پھنسے۔ جگ کا جگ اٹھ کر چلا ساحر سے چل کر مل رہیں۔ غرضیکہ افتاں و خیزاں بارگاہ میں لقا میں آ کر سامنے بلا کے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوئے کہ ہم آپ کے غلام ہیں جو ارشاد فرمایئے۔ بجا لائیں اس نے کہا: ”اچھا میں نے مانا کہ تم ہر طرح زبردست ہو لیکن عیاروں کا کیا بندوبست کرو گے

بختیارک یہ سحر دیکھ کر پھڑک گیا اور ہوش اڑ گئے اور کہا: ”اے بلا میں تم کو ایسا نہ جانتا تھا۔ اب تم کو لازم ہے کہ ان عیاروں کے بھائی بند ایک لاکھ چوبیس ہزار میں ان کے ہاتھ سے بچنے کی تدبیر کرو۔ یعنی مخفی ہو کر رہو۔ مجھ کو معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر غالب آؤ گے۔“ اس نے کہا: ”تم میرے رہنے کا بھی تماشا دیکھ لو۔“ یہ کہہ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر بارگاہ کے لایا۔ ایک ناریل جانب صحرا مارا صدائے مہیب پیدا ہوئی۔ آنکھیں بند ہو گئی۔ اب دیکھا تو ایک بیابان سبزہ زار ہے۔ خیابان پھولوں کی بہار ہے۔ شاخ گل پر بلبلیں نغمہ سنج ہیں لالوں لال ترشادے کے درخت انار و نارنج ہیں۔ چشمہ آب موجزن ہیں۔ چمنستان نسرین و نسترن ہیں بیچ میں اس صحرائے فرحناک کے ایک بارگاہ مخمل کاشانی کی نصب تھی۔ جواہر سے آراستہ سب بھی۔ ستون الماس نگار کے استادے جواہر کار تھے۔ فرش اس میں قاقم و سنجاب کا بڑی آب و تاب کا تھا۔ پلنگ اس میں مرصع پایوں کا بچھا تھا۔ مسہری جواہر نگار کا سامان آرائش بہت تحفہ تھا۔ اس نے کہا: ”ملک جی میں جو نظر مردم دینا سے نہاں رہوں گا۔ اور بمن اس شخص کی صبا جادو اڑ کر جائے گی اور بروے ہوا جا کر قیام کرے گی۔“ ملک جی

نے کہا: "اب میرے دل کو قرار آیا۔ اچھا چلو بارگاہ میں بیٹھیں اور عیاروں سے کہیں کہ وہ جا کر سرداران امیر کو چرا لائیں۔ اس نے ایک سحر پھر پڑھ کر وہ صحرا اور بارگاہ نظر سے غائب ہوئی اور یہ دونوں بارگاہ میں آ کر بیٹھے۔ اس عرصہ میں وہ دن تمام ہوا اور آفتاب بسان عیاراں مطیع ساحرہ شب ہو کر جانب بارگاہ مغرب گیا

پھر آیا جھک کر ابر شام سر پر
ہوئی پھر بارش بران اختر

ہوا پھر ماہتاب شام پر نور
جو گزری ہوئی رات تھوڑی حسب دستور

کچھ رات گئے حسب فہمائش بختیارک عیاروں سے ساحر مذکور نے کلام کیا: "اے چالاک وغیرہ تم دونوں جاؤ اور فرزند حمزہ شہزادہ علمشاہ کو پکڑ لاؤ۔" یہ دونوں آداب بجا لا کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے۔ اور راہ میں صلاح کی ساحر نے جو ہمارا فی الحال مالک ہے ایک کے گرفتار کرنے کو حکم دیا کہ ہم کو لازم ہے کہ ہم دونوں شہزادوں کو پکڑ لائیں کس لیے کہ نیا نوکر ہرن مارتا ہے۔ بس یہی تہیہ کر کے داخل لشکر ہوئے۔ چالاک تو بارگاہ شہزاد علمشاہ کی طرف چلا اور ابوالفتح جانب بارگاہ شہزادہ داراب کشور کشا گیا اور اول چالاک صورت اپنی تبدیل کر کے بسان وز و سیاہ پوش ہو کر قریب بارگاہ پہنچا۔ وہاں سیارہ بن عمرو عیار شہزادہ علمشاہ کے پہرے پر تھا۔ اس نے للکارا کہ کون آتا ہے۔ یہ اس کے للکارنے سے بھاگا اور کچھ دور آ کر سوچا کہ تو بھاگ ناحق آیا ہے اور صورت بدل کر بیکار گیا کسی لیے کہ تیرا شریک ساحران ہونا کسی کو معلوم نہیں۔ یہ لوگ مسلمان سب تجھ کو اپنا دوست جانتے ہیں۔ پس بصورت اصلی چل کر شہزادے کو پکڑ لاؤ۔ یہ سوچ کر بصورت اصل قریب بارگاہ آیا۔ سیاہ نے پھر پکارا: "کون ہے۔" اس نے جواب دیا تو پہنچانتا نہیں جو ٹوکتا ہے۔" سیاہ یہ سن کر قریب

آیا اور اس کو پہچان کر بولا: "آئینے بھائی صاحب واقعی مجھ سے خطا ہوئی۔ میں نے پہچانا نہ تھا۔ بلکہ آپ آ گئے ہیں میں ایک کام کو جاتا ہوں۔" شہزادے سے ہوشیار رہیے گا۔" یہ کہہ کر آپ چلا گیا۔ کیونکہ اس کو برادر بزرگ اور باپ کی جگہ پر جانتا ہے۔ غرضیکہ یہ تو چلا گیا اور چالاک اندر بارگاہ کے گیا۔ حاجب دربانوں کی کیا لیاقت تھی۔ جو روکتے تھے۔ جس نے دیکھا تسلیم کی اور راہ دی اندروں بارگاہ گوروں کا پہرا تھا۔ برابر آب زیر کے گار و اترا ہوا۔ سنتری ٹہلتا سنگین اور ہتھیار کا کوٹ بندھا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر پاس دکھایا گورے نے راستہ دیا۔ یہ آگے بڑھا شمع مومی اور کافوری روشن تھیں۔ شہزادہ بارگاہ سلیمانی سے پھر کر آیا تھا۔ مسند پر جلوہ گر تھا۔ شراب پی رہا تھا کہ اس پر نگاہ پڑی۔ فرمایا: "آؤ بھائی چالاک۔" یہ بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ پہرہ موقوف کرا دیجئے۔ میں کچھ تنہائی میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔" شہزادے نے فوراً تخلیہ کرایا اس نے باتیں کرنا شروع کیں اور شراب میں بیہوشی ملا کر شہزادہ کو پلائی کہ وہ بیہوش ہوا۔ اس نے چادر عیاری میں پشتارہ باندھ کر سراچہ بارگاہ پشت کی طرف سے چاک کر کے باہر نکل کر اپنی راہ لی۔

ادھر ابو الفتح نے بھی ایسا ہی کیا کہ بصورت اصل بارگاہ داراب میں گیا۔ کسی نے اس کو روکا نہیں کیونکہ سب اس کو پہچانتے تھے۔ اس نے اسی طرح شہزادہ کو شراب لا کر تخلکہ کرا کر سراچہ کو چاک کیا اور روانہ ہوا۔ جب لشکر کے باہر نکل گیا ٹھہر کر زلیل عیاری بجائی۔ چالاک بھی آ مل گیا۔ دونوں متفق ہو کر جانب لشکر لقا چلے۔ لیکن یہاں بعد کچھ دیر کے سیاہ آیا اور پہرہ وغیرہ برخاست دیکھ کر گھبرایا۔ اندر جو گیا۔ شہزادے کو نہ پایا۔ ادھر فتاح عیار بارگاہ داراب میں گیا۔ اس کو بھی نہ پایا۔ گھبرا کر پیترا ناپا ابو الفتح کا نقش قدم پایا۔ بتیابانہ یہ تجسس میں چلا۔ ادھر سے سیارہ چلا۔ لشکر میں غلغلہ برپا ہوا۔ طلا یہ دار کچھ فوج ہمراہ لے کر دوڑ پڑا۔ یہ دونوں برق و باد کے چلے۔ چالاک اور ابو الفتح قریب لشکر پہنچ چکے تھے کہ انہوں نے جا کر گھیر لیا اور خنجر کھینچ کر حملہ کیا۔ انہوں نے پشتارہ تو زمین پر رکھ دیئے اور لڑنے لگے۔ خنجر

اس شب تار میں بجلی کی طرح کوندنے لگے۔ ہنگامہ جو ہوا لشکر لقا قریب تر تھا طلایہ دار با فوج کثیر دوڑ پڑا۔ لیکن بقدرت خدا پشتاروں سے منہ جو شہزادوں کا باہر تھا۔ ہوائے سرد صحر کی لگی اور زمین کی سردی پہنچی بیہوشی اتر گئی جو آیا اپنے تئیں بندھا پایا۔ زور کر کے پشتارے کو پھاڑا اور باہر نکل کر نعرہ بلند کیا۔ طلایہ یہ دار آ پڑا۔ اس نے گھیر لیا۔ انہوں نے دو ایک کو مار کر تیغہ لیا اور شمشیر زنی آغاز کی۔ اس عرصہ میں طلایہ دار لشکر لے کر آ پڑا۔ دونوں فوجوں میں تیغ زنی شروع ہوئی۔ شیروں کے نعرے سے جنگل گونج گیا۔ رو بارہ خصالوں کے جان پر پڑی۔ نخل تن قطع ہونے لگے چشمہ ہائے خون جاری ہوئے۔ ہوائے تیغ رواں کے سنائے تھے۔ لاش پر لاش گر رہی تھی۔ اخر فوج عدو تاب نہ لا سکی۔ اپنے لشکر کی طرف بھاگی۔ شہزاد گان مریخ صولت بصد جاہ و حشمت اپنے لشکر کی طرف پھرے چالاک و ابوالفتح بھاگ کر لشکر لقا میں گئے۔ دونوں طرف کے لوگ اپنے اپنے مقام پر آ کر آرام پذیر ہوئے جس وقت کہ عیار شب نے پشت سے پشتارہ ظلمت اتار اور شاہ خاور پشتارہ کی چادر ظلماتی پھاڑ کر نکلا کہ

کہ ناگا پھر سحر آئی قضارا
برنگ مہر پھر چمکا ستارا

بختیار نے کہا: "جس طرح ہو فریب و فقرہ کر کے ماہ کو اصل میں عیار ہے یہاں بلاؤ۔"

چھپے نظروں سے بالکل انجم و ماہ
ہوئی ظاہر جب ان میں صبح ناگاہ

دم سحر بادشاہ لشکر اسلام بزیب و زینت تمام اورنگ سلیمانی پر آ کر جلوہ فرما ہوئے۔ سردار ذی وقار دربار میں آ کر جمع ہوئے۔ امیر بھی مسجد کر پاس سے برآمد ہو کر دنگل ناد

عنبر آصفی پر بیٹھے۔ شہزادوں نے آ کر قصہ شبینہ عرض خدمت والا کیا کہ اس طرح چالاک و ابوالفتح ہم کو پکڑ لے گئے تھے۔ امیر سب ماجرا سن کر گویا ہوئے۔ کہ افسوس ہے وہ مسحور بسحر ہو گئے۔ اب ہر ایک ان سے ہوشیار رہے۔ یہ فرما کر سیارہ و فتاح کو عوض خدمت دو شبینہ خلعت فاخرہ دیئے اور فرمایا کہ رات کو عیار بارگاہ سلیمانی میں رہیں اور پانی طلب فرما کر اسم اعظم الہٰ اس پر دم کر کے شیشوں میں بھرا اور سب عیاروں کو دیا کہ اس کو پیو اور منہ پر ملو تاکہ مسحور بسحر ساحر نہ ہو۔ سب نے وہ آب طاہر و پاکیزہ لے کر پیا اور چہرے پر ملا اور بہر عیاری روانہ ہوئے۔ ادھر بوقت سحر لقا تخت نکہت پر آ کر جب بیٹھا۔ بلا و صبا وغیرہ غائب ہو گئے تھے۔ یہ بھی ظاہر ہو کر دربار میں آئے اور دنگلوں پر قیام پذیر ہوئے چالاک و ابوالفتح نے سامنے آ کر دست بستہ عرض کیا کہ اے مالک ہمارے ہم نے رات کو یہ کیا تھا اور یہ ماجرا گذرا۔ اس نے سب ماجرا سن کر آفرین و تحسین کی اور خلعت دیا اس اثنا میں ہرکارے لشکر لقا کے خبر لائے کہ ہم اس وقت لشکر امیر میں تھے۔ امیر نے اسم اعظم پانی پر دم کر کے تقسیم فرمایا ہے اور بارگاہ میں عیاروں کو رہنے کو حکم دیا ہے۔" بلا نے جملہ کیفیت سن کر ایک قہقہہ مارا اور کہا: "حمزہ کہاں تک انتظام کرے گا۔ میں اس کو خود اس طرح قتل کروں گا کہ تمام عالم اس کے حال پر روئے گا۔ یہ کہہ کر میخواری میں مصروف ہوا۔ صبائے جادو جو سب کو بروئے ہو رہتی ہے اتر کر اپنی جگہ پر آ کر بیٹھی اور اس کی دوسری بہن بھی ظاہر ہوئی۔ کس لیے کہ ماہ جادو سپہ سالار ہے۔ وہ لشکر میں ہزار ساحروں میں خیمہ زن ہے اور باقی مخفی رہتے ہیں۔ پس جب ہر ایک جمع ہو چکا اس نے کچھ مشورہ ان سے کیا اور دن پھر ناچ دیکھا کیا جب ساحر روز گار نے ترنج خورشید کو نظر مردم دینا سے ناپدید کیا اور سیر ظلمت شب کو رخ ترک دہر نے اپنا محافظ و پناہ گیر بنایا۔ یعنی بحکم بلا جنگ طبل نے سزا دی۔ ہرکارے خدمت اقدس بادشاہ اسلامیان میں حاضر ہو کر دعا و ثنائے شہنشاہی بجا لئے اور کوس رزم کے بجنے کی خبر عرض کر کے بامر جاسوسی پھر چلے گئے۔ یہاں بھی نقارہ حربی حسب ارشاد

شاہی گڑگڑایا۔ کوس اسکندری کو غریو جار دانگ عالم میں پھیلا کہ بموجب قول لمولفہ

ہوش پھر میرے گم ہوئے ساقی
URDU4U.COM
دے مے تند کچھ جو ہو باقی

آج زاہد سے مجھ کو لڑنا ہے
تیز شمشیر طبع کرنا ہے

رزم پر کینہ ور تھے آمادہ
چوب و طبل جنگ آفتادہ

لڑنے والے کمر لگے کسنے
جوش جرات سے سب لگے ہنسنے

شاید تیغ پر ہوئے مفتون
سر میں سودا ے جنگ و گشت و خون

آب و تاب ایسی تیغ ہمت میں
شمع روشن تھی بزم جرات میں

رزم و پیکار کی تھی دل میں بند
رشتہ جان بھی کیا عجب ہو کمند

تھی چقا چاق اسلحے کی صدا

شور ہل من مبارز تھا بپا

تیر کرتے ہوں جس طرح پرواز
شب میں یوں سائیں سائیں کی آواز

ٹوٹتے تھے جو چرخ سے تارے
تیر ترک فلک نے تھے مارے

URDU4U.COM

ہالہ مہ کی شکل تھیں ڈھالیں
تیز ہوتی تھی تیروں کی بھالیں

خوف سے مرگ کے کوئی تھا نڈھال
کوئی نیزے کی دیکھتا تھا بھال

کوئی گھوڑے پہ زین دھرتا تھا
تیغ کو کوئی صاف کرتا تھا

تھی نصیبوں کی ہر طرف یہ پکار
ہاں جوانوں ذرا رہو ہوشیار

روز جنگ ست جنگ باید کرو
کوشش نام و ننگ باید کرو

رات اسی شغل میں ہوئی جو بسر
غنچہ مہر چمکا گردوں پر

ظلمت شب سے یوں مٹے تارے
جیسے گر جائیں پھول ڈھالوں سے

صبح دم لشکران کینہ جو
چلے میدان کو بہر رزم عدو

حمزہ نامدار مسجد سے
سج کے ہتھیار تن پہ یوں نکلے

URDU4U .COM

جیسے مشرق سے خسرو و خاور
آتا ہے وقت صبح گردوں پر

لے کے سردار اپنے سب ہمراہ
بہر تسلیم شاہ عالی جاہ

عیش خانے کے در پے سب آئے
آمدش کے انتظار میں تھے

جب برآمد ہوئے شہ والا
بڑھ کے ہر ایک نے کیا مجرا

تخت شاہی کے گرد سب ہو کر
جانب رزم گہ چلے خود سر

کیا تجمل لکھوں سواری کا

ترک گردوں بھی تھا ادب سے جھکا

گرد لشکر سے دہر تھا کالا
چشمہ مہر ہو گیا گندلا

کثرت فوج پر پڑی جو نگاہ
دل پیر فلک سے نکل آہ

URDU4U.COM

کہتا تھا آہ اب پڑی آفتاد
مرکز خاک ہو گیا برباد

الغرض دشت کیں میں پہنچے
اس طرف سے عدو بھی آ پہنچے

یعنی فوج لقائے گمراہ کینہ خواہ دارو میدان رزمگاہ ہوئی۔ سیاہ سیاہ در دیاں سواروں کی سرح سرخ قبائیں رسالہ داروں کی کالی کرتیاں پیادے پہنے۔ ظاہراً صورت ڈراؤنی بنائے۔ جرات ان پر ہنستی چہرے پر نامردی برستی گروہ گروہ وہ سب ازبسکہ وہ برہنہ تھی۔ اس سے بارگاہ خداوند میں نہ گئی کہ شیطان دیکھتے ہی
انبوہ سامنے آ کر صف کشیدہ ہوا۔ کوہیاں دراز قامت طریل عریض ہیت شتر بے مہار کی طرح منہ اٹھائے بیوقوفی کے آثار چہرے سے عیاں مہیب صورت بنائے دشت نبرد میں آئے۔ لقا کا تخت ہاتھی رہ کھنچا ہوا خواصہ میں بختیارک خواص شیطان رکھتا مضحکے کرتا ہوا آیا۔ بیلچہ کا پست و بلند زمین ہموار کر چکے تے گرد و غبار بٹھانے لگے۔ نقیب صدا لگانے لگے۔ ہوس خاطر بڑھانے لگے۔
یہاں تو یہ درستی تھی لیکن بلائے جادو ابھی نہ آیا تھا۔ کوہی منتظر تھے کہ یکایک بروئے

ہوا ایک شعلہ چمکا کہ آنکھیں سب کی خیرہ ہوئیں پھر جو دیکھا تو ایک بنگلہ زمرد نگار ہے۔ سر بنگلہ پر کلس جواہر کار ہے گنبد سپر اس کی خوبی پر بلا گردان و نثار ہے۔ ایک مور جواہر کا بنگلے کی چوٹی پر بیٹھا ہے۔ دم چتگر کیے ہوئے ناچتا ہے۔ پردہ زنبوری پڑا ہے۔ خاطر کفار کی طرح بندھا ہے۔ اور بنگلے کے مسندیں پر تکلف بچھی ہیں بلا جادو بیچ میں بیٹھا ہے۔ دونوں پہلوؤں میں دونوں بہنیں اس کی صبا جادو مہتاب جادو بیٹھی ہیں۔ کشتی مے سامنے دھرتی ہے میکشی ہو رہی ہے۔ بوسہ لب شیریں اپنی ہمشیرہ کا بلائے رہا ہے۔ چار شیر پرند بنگلہ کو اٹھائے ہیں۔ منہ سے شعلہ ہائے آتش ان کے نکلتے ہیں۔ بنگلہ میں بولیاں قمر پیکر حسن میں ازمہر منور ناچ رہی ہیں اور غزلہائے عاشقانہ گاتی ہیں۔ تھاپ طبلوں پر پڑتی ہے۔ سارنگی بڑے رنگ سے بجتی ہے برابر برابر بنگلے کے تین ہزار ساحر بازو بط و قر قران پر سوار ماہ جاو بعمدہ سپہ سالاری بہر رزم تیار آ کر ایک طرف قائم ہوئے اور بلا بے ایمان بنگلے سے نکل کر سامنے لقا شیطان کے آکر سجدہ میں گرا اور عرض رسا ہوا کہ اجازت میدان دیجیے۔ اس مردود نے اسی کو رخصت کیا۔ وہ پھر اپنے بنگلے کے در پر آ کر کھڑا ہوا اور شیر بنگلے کو لے کر بڑھے۔ جب وسط میدان میں پہنچے۔ اس نے پکار کر کہا: "اے فرقہ خدا پرستان تم میں سے جوارزوئے مرگ رکھتا ہو وہ آئے۔" لشکر اسلام کے اس کے سحر سے ہوش اڑے ہوئے تھے۔ کس لیے کہ چالاک وابوالفتح کو دیکھ رہے تھے کہ یہ دونوں اندر بنگلی کے سر پر صبا وغیرہ کے رومال جھلتے تھے اور مثل غلامان کمترین کے مصروف خدمت تھے۔ پس اس بے حیا کے نہیب دین سے کسی نے سبقت نہ فرمائی جب اس نے پھر للکارا اس وقت امیر منتظر تھے کہ کوئی بہادر نکلے گا۔ عرصہ جو ہوا خود قصد نکلنے کا کیا مگر ہنوز میدان فرق نہ ہوا تھا کہ صف دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے گورے بگل بجانے لگے۔ باجا اور اراکن بجنے لگا پریٹ جم گئی۔ طنبور رگڑایا۔ شہزادہ عم شاہ نے استر مالا کو کبود فرنگی اڑایا اور سامنے تخت شاہ کے آ کر عرض کیا کہ کہ آرزوئے رزم رکھتا ہوں۔ بادشاہ نے خلعت دے کر رخصت فرمایا۔ یہ شہزادہ جنگ پر آمادہ ہو کر اس طرف سے چلا۔ لیکن ساحروں

نے اس کو آتے دیکھ کر ایک بیضہ زریں روشن برنگ مہر جبیں مشرق دار جھولے سے
نکال کر زمین پر مارا کہ بیضہ آفتاب مثال زمین میں غروب ہوا۔ دفعتہً آٹھ نوکوس تک
زمین اونچی ہو گئی اور سونے کی بن گئی۔ پشتہ دہر سونے کا چبوترہ نظر آنے لگا۔ گویا
زمین نے گنج قاروں کا انبار اگل دیا۔

جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی۔ زمین گز بھر بلند سونے کا چبوترہ ہو کر دور تک دکھائی
دیتی تھی۔ اس چبوترہ پر برابر ہزار ہا برج جواہر کے بنے تھے طلائی فرش پر الماس زمر
یاقوت کے میر فرش دھرے تھے بروج فلک کو منازل شمس ہیں۔ انکے سامنے ماندہ تھے
روئے زمین کو چار چاند کیا لگے۔ ہزار ہا چاند تھے برج کے در محرا بدار تھے ہمشکل
ابروئے دلدار تھے پردے سیاہ ڈوریوں میں ٹنگے تھے۔ دل عشاق زلف یار میں بندھے تھے۔
پردوں پر ترنج اور بوٹے سلا ستارے کے کار چوبی بنے تھے۔ بیچ میں ان برجوں کے ایک
برج جال دار بنا تھا۔ یعنی تمام دیواریں اس کی سونے کی تھیں۔ لیکن مشبکہ دار بنی
تھیں خاتم بندی کا کام کیا تھا ہر شبکہ میں اس کے گوہر آبدار آویزاں تھا۔ ایک لکہ
ابراس بنگلہ سے نکل کر زمین طلائی پر چھا گیا تھا اور ترشح اس مین سے ہوتا تھا۔ عجب
لطف دیتا تھا کہ سونے کی زمن پر پانی کے قطرے جو پڑے تھے۔ گویا گوہر شہوار
بچھے تھے۔ شاہد ارض سونے میں زرد موتیوں میں سفید تھی۔ واقعہ وہ جگہ قابل دید تھی۔
نیلا نیلا ابر سنہری زمین پر چھایا۔ گویا نیلم کے گرد مرصع ساز سحر نے کندن جمایا تھ۔
حلقہ خاتم دنیا پر نیلم کا نگینہ جڑا تھا۔ آب و تاب میں بہت گہرا تھا اودی گھٹا سنہری
زمین پر چھائی تھی باد سے ملنے رات آئی تھی۔ اس ابر کے برسنے سے درخت گلزار شجر
پر بہار پراز غنچہ و اثمار فی الفور زمین سے اگتے تھے۔ چمن ہائے طلائی بنتے جاتے تھے۔
وہ گل اس میں رگن برنگ کے پیدا تھے۔ جو رنگ رخسار یا گلعذار کو اپنے رو برو پھیکا
بتاتے تھے۔ ایسی شوخی دکھاتے تھے جو غنچہ تھا وہ خاطر بستہ رنج کو فرحت دے کر شگفتہ
کرتا تھا خوبی لطافت کا دم بھرتا تھا۔ دم بھر میں بہت بڑا باغ لگ گیا۔ یہ عالم ہوا کہ

تختہ چمن کشور حکومت شہ گل تھا۔ گلزار آباد نام اس ملک کا بے تامل تھا رعایا عناد لطائران نغمہ سنج اس اقلیم میں بستے تھے عجیب دلچپی بستی تھی شہ گل کا حکم ہر ایک تخت گاہ گلستان پر جاری منتظم الملک بہاد بہاری۔ نہ خزاں اس ملک میں رہزنی کر سکتی تھی۔ نہ باغبان و صیاد کی زبردستی چلتی تھی۔ فرش مخمل سب سبزہ کا شانہ بہار میں بچھا تھا۔ ہوا کا دل اس پر لوٹ ہو رہا تھا۔ ریاض سلطنت کا ہر پھول رنگ و بود تھا۔ سپاہی کی صورت سرو لب جو تھا۔ چار ہر ایک خنجر آبدار تھا۔ سبزہ تیر مژگان یار تھا۔ قمری و عندلیب نقیب لشکر بہار تھیں صدائے خندہ گل ان کو کڑکا تھا۔ خوشبو میں گلو کی گلکون ہوا پر سوار تھیں

بنے وہ برج جادو سے سرراہ
رفیع الشان و روشن صورت ماہ

سراپا سنگ مرمر صرف اس میں
نہ آیا عجب کا اک حرف اس میں

وہ موقع سے جواہر سب جڑے
کہ دیواروں پہ گل بوٹے بنے

نگار رنقش ایسے خوب و خوش رنگ
کھلے دیکھے سے جس کے ہر دل تنگ

بنا تھا باغ رنگیں اس کے اندر
فضیلت لے گیا باغ ارم پر

کھلے ہر سو ہزاروں رنگ کے پھول
شگفتہ وہاں سب ڈھنگ کے پھول

جب بلا کے سحر سے کہ کیفیت ظاہر ہوئی۔ شہزادہ علم شاہ نوجوان کے قریب پہنچے ہی اس نے کہا: "اے شہزادے اس برج میں سے برج کو پسند ہوا سا میں جا کر سیر کرو۔" یہ کلمہ سنتے ہی شہادے کو خیال رزم بالکل جاتگا رہا اور اس کا مطیع ہو کر گویا ہوا: "مع مرکب میں اس میں نہ جا سکوں گا۔" اس نے کہا: "مع گھوڑے میں آپ کو بھیج دوں گا۔" یہ کہہ کر کچھ سحر پڑھا کہ ان کے گھوڑے کے پر نکل آئے اور اڑ کر ایک برج میں چلا گیا۔ بعد ان کے جانے کے پھر اس نے مبارز طلبی کی۔ ادھر سے ملک خاور کی فوج میں نارے بجے۔ سردار پاپیادہ ہوئے۔ شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم بن علم شاہ شبرنگ کو چھیڑ کر سامنے بادشاہ کے آ کر اجازت لے کر مقابل ساحر گئے۔ اس نے ان سے بھی کہا: "برج میں چلے جاؤ یہ بھی مطیع ہو کر برج میں مع مرکب گئے۔ پھر اس نے نہیب دی کہ کے دیگر بیایداب کی شہزادہ داراب کشور کشا باجازت سامنے اس کے آئے اور بحکم اس کے برج میں چلے گئے۔ اسی طرح جو مہر سہر شجاعت کہ آیا بسان شمس سیار بروج فلک سحر ہوا۔ یہ ماجرا دیکھ کر امیرنا مور نے ارادہ نکلنے کا کیا صف بند ہونے سے بختیارک سمجھا کہ اب حمزہ نکلے گا۔ پس اس نے طبل بازگشتگ بجوا دیا امیر رنجیدہ خاطر جانب آرام گاہ پھرے۔ لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا۔ اور ادھر بلانے ایک سحر پڑھا کہ وہ باغ و بروج سحر نظر سے غائب ہو گئے اور بیر سحر کے علمشاہ وغیرہ کو گرفتار کر کے سامنے ساحر کے لائے۔ اس نے کہاں ان شہزادوں کو قید کیوں کیا ہے۔ یہ ہمارے بڑے ہیں۔ یہ کہہ کر ایسا سحر پڑھا کہ شہزادے اور سب قیدی مع مرکب اڑ کر جانب فلک جا کر غائب ہو گئے اور یہ لشکر پھرا۔ پڑاؤ پر آ کر لشکر نے استراحت کی۔ بلا کا بنگلہ وغیرہ بھی غائب ہو گیا عیار اور صبا وغیرہ بنگلہ سے اترے اور سب داخل بارگاہ لقا ہوئے اور اپنے مقام پر بیٹھ کر جمع دیکھنے لگے۔ اس وقت

URDU4U.COM

شیطان خداوند نے بلا کی بہت تعریف کی۔ واہ واہ کیا خوب تم لڑے۔ جیسا سنا ویسا ہی تم کو پایا۔ آج تم سارے لشکر کے مسلمانوں کا خاتمہ کر دیتے۔ مگر میں نے بخیال حمزہ طبل بازگشت بجوا دیا۔ خیر یہ تو سب کچھ ہوا مگر اب تدبیر اسم اعظم کرنا لازم ہے۔

بلا نے کہا: "ملک جی' میرا قصد یہ ہے کہ فرزنداں حمزہ کو اس کے لشکر سے لڑاؤ اور اسی لیے علم شاہ وغیرہ کو میں نے بھی گرفتار کیا ہے۔" شیطان نے جواب دیا: "شہزادہ مذکور کو بیشک تم لڑا سکتے ہو۔ لیکن حمزہ جب اس کے مقابل آئے گا سحر طبل کر دے گا۔ پس مناسب یہ ہے کہ چالاک و ابوالفتح سے حکم دو کہ اس کو جا کر چرا لائیں۔ جب وہ اس کو لے آئیں گے اس وقت شہزادوں کو لڑا کر لشکر اسلام کو تاکت و تاراج کرنا اور ان عیاروں سے یہ بھی تاکید کر دی کہ حتی الامکان بارگاہ سلیمانی میں نہ جائیں بلکہ گھات میں رہیں کہ جب حمزہ مسجد کر پاس میں جائے اس یہ اس پر عیار کریں کس لیے کہ اس بارگاہ میں بھی سحر اتر جائے گا۔"

بلا نے کہا: "یہ وہ سحر نہیں ہے جو بارگاہ میں جانے سے اتر جائے۔" یہ کہہ کر عیاروں سے حکم دیا کہ جاؤ حمزہ کو پکڑ لاؤ۔" عیاروں نے کہا: "بہت اچھا اور منتظر شام ہونے کے ہو کر ٹھہرے۔ لیکن بصورت مبدل سرہنگ و یزک خطائی عیاراں لشکر اسلام بامر جاسوسی یہاں موجود تھے انہوں نے بھی یہ ارادہ وہ ساحر اور عیاروں کو بھیجنا معلوم کر کے کچھ دن باقی تھا کہ خدمت امیر میں دوڑ کر اپنے تئیں پہنچایا اور عرض کیا: "آپ کی گرفتاری کو عیار یعنی چالاک وغیرہ آتے ہیں۔ لہٰذا ہم عیاروں کو ہمارے بھائی بندہ ہیں۔ عیار کر کے آپ کی خدمت میں لانا چاہتے ہیں اور اس حال زبوں سے رہنا ان کا خدمت ساحر میں نہایت عار وننگ جانتے ہیں۔ پس آپ آج مخفی ہو جائیں۔ تاکہ ہم عیاری کریں۔" امیر نے عرض ان کی قبول فرمائی اور ایک تہ خانہ میں اندربارگاہ سلیمانی کے آج کی شب عبادت کرنا مقرر فرمایا۔ سرہنگ وغیرہ یہ بندوبست کرا کر بہر عیاری چلے اور قریب شام لقا میں اس جگہ کو جہاں سواروں کی لین ہے آئے دیکھا کہ گھیسارے گھانس گھوڑے کے سامنے کھول کر اپنے گاؤں کی طرف جاتے ہیں انہوں

نے ایک گھیسارے کو تجویز کر کے اس کے ساتھ جنگل میں آ کر حباب بیہوشی مار کر اس کی صورت امیر کی ایسی بنائی اور پشتارہ چادر عیاری میں باندھ کر ایک غار میں رکھ دیا اور آپ پھر جانب لشکر لقا چلے اس عرصہ میں بیلچہ کار فلک پشتہ چرخ سے کاہ شعاع لے کر جانب مغرب روانہ ہوا اور کاہ کش ماہ کشت انجم سے گھا نکلنے پیدا ہوا کہ

چھپا جب اشہب گردوں کا اسوار
پیادہ بن گئے سب نجم سیار

تلاش اسبات کی تھی سبکونا گاہ
کہ آئی شام لے کر مشعل ماہ

شام ہوتے ہی چالاک و ابوالفتح حسب الحکم ساحر بہر عیاری قنطورے اور پیتابے وغیرہ حیلہ ہائے ناحق سے چست و چالاک ہو کر چلے۔ جیسے ہی کنارے لشکر لقا کے پہنچے۔ دیکھا کہ سرہنگ و یزک صحرا کی جانب سے آتے ہیں۔ پس یہ ٹھہر گئے انہوں نے بھی ان کو پہچانا۔ ازبسکہ ان کی تلاش میں تو آتے ہی تھے۔ فوراً دوڑ کر قریب آئے اور بہت ادب سے سلام کر کے ٹھہرے انہوں نے پوچھا: "کہو بھائی مزاج تو اچھا ہے۔ آج کدھر آئے۔" انہوں نے کہا: "تمہارے پاس جاتے تھے تم راستہ میں مل گئے۔ یہ مستفسر ہوئے کہ کیوں خیر تو ہے۔" انہوں نے کہا: "ہم نوکری حمزہ کی چھوڑ کر اپنے وطن کو جاتے تھے۔ تم کو بھی چاہا کہ دیکھ آئیں۔ بھائی اب تو حمزہ کو ایسا غرور ہو گیا ہے کہ وہ ناحق ہر ایک کو مارتا ہے۔ گالیاں دیتا ہے کل ہم کو بھی بہت مارا ہم نے نوکری چھوڑ دی۔ یہ ہماری حقیقت ہے۔"

- آنا بلائے جادو وغیرہ حاکمان شہر صبا کا

انہوں نے سارا ماجرا سن کر ان کے اوپر افسوس کیا اور کہا: "تم نے خوب کیا جو نوکری چھوڑ دی ہمارے مالک کے پاس نوکری کر لو۔ بڑے آرام سے رہو گے۔ انہوں نے کہا: "نہیں ہم اب اپنے گھر جائیں گے۔" وہ بولے: "نہیں ہم ضرور تم کو اپنے ساتھ رکھیں گے۔" یہ کہہ کر باصرار تمام اپنے ہمراہ ان کو لے کر چلے اور جو خیمہ ان کے رہنے کے لیے ملا ہے وہاں لا کر خیمہ میں زینت وا آراستگی بہت تھی۔ شمع ہائے موی کافوری روشن تھی۔ ان کو مسند پر انہوں نے بٹھایا اور کہا اب تم ہم میں مل گئے ہو۔ اس سبب سے راز اپنا تم سے کہتے ہیں۔ ہم حمزہ کو گرفتار کرنے کو جاتے ہیں۔ تم باطمینان تمام بیٹھو۔ جب ہم اس کو پکڑ لائیں گے تو تمہارا حال اپنے مالک سے کہیں گے۔ نام تمہارا لکھوا دیں گے۔ یہ گویا ہوئے کہ بھائی' تم حمزہ کے قید کرنے کو نہ جاؤ۔ کیونکہ تم کو صورت بدل کر جانا ہو گا۔ ہم جاتے ہیں۔ وہ لوگ ہم کو بھی تمہارا شریک نہیں جانتے ہیں۔ ہم باآسانی اس کو بیہوش کر کے لائیں گے۔" یہ کہہ کر اٹھے وہ بھی سمجھے کہ یہ سچ کہتے ہیں۔ اس وجہ سے چپ ہو رہے۔ اور وہاں سے چلے جنگل میں ان کے آئے۔ انہوں نے کہا: "بھائی لائے۔" کہا: "ہاں لیجئے لائے۔" وہ بہت خوش ہوئے۔ کہا: "آپ ٹھہریے ہم اس کو اپنے مالک کو دے کر آتے ہیں۔ یہ کہہ کر پشتارہ اٹھا کر شاداں و فرحاں بارگاہ لقا میں آئے۔ یہاں ابھی سویرا تھا۔ دربار برخاست نہ ہوا تھا۔ بلا وغیرہ بیٹھے تھے کہ انہوں نے پشتارہ لا کر سامنے رکھ دیا اور کہا: "لیجیے ہم حمزہ کو بدقت تمام لائے اور دو بھائی ہمارے اور آ کر شریک ہمارے ہوئے ہیں۔ ان کی پرورش بھی سرکار کریں۔ اس وقت ان کی خاطر مدارات کرنے اپنے خیمہ میں جاتے ہیں شب کو مع ان کے حاضر خدمت ہوں گے۔"

یہ عرض کر کے اپنے خیمہ میں چلے آئے۔ یہاں شراب و کباب وغیرہ تو موجود کر ہی

گئے تھے۔ سرہنگ و یزک نے جام مے بیہوشی آلودہ کر رکھے ہیں۔ جب یہ آئے کہا: ”بھائی صاحب آپ نے شراب نہیں پی۔“ انہوں نے کہا: ”خوب ہم پی چکے ہیں۔ جب سے آپ گئے تھے اس وقت سے پی رہے تھے۔ اب آپ پی دیجئے۔“ یہ کہہ کر جام بھر کر دیا۔ وہ بے اندیشہ انجام پی گئے اور بیہوش ہوئے۔ انہوں نے ان کو کمند سے باندھ کر چادر میں لپیٹا اور پشتارہ درش پر دونوں نے رکھا اور اس خیال سے کہ در خیمہ پر ملازم وغیرہ ان کے ہیں شاید روکیں۔ پس پشت کی طرف سے خیمہ چاک کر کے نکلے اور اپنا راستہ لیا۔ ادھر بارگاہ میں بلانے پشتارہ سے امیر نقلی کو کھلوایا اور آہنگر بلا کر ہزار من کی قید جسم پر پہنا کر ہوشیار کیا۔ جب آنکھ اس گھسیارہ کی کھلی۔ اس بارگاہ کی شوکت دیکھ کر پہلے تو سونگ ہو گیا۔ چپ بیٹھا رہا۔ بلا نے پکار کر کہا: ”اے حمزہ ذرا آنکھ کھول کر اپنی حقیقت دیکھ کہ کوئی گھڑی میں قتہ ہوا چاہتا ہے۔“ گھسیارے نے مرنے کا جو نام سنا گھبرایا اور اپنے تئیں طوق زنجیر میں بندھا دیکھ کر پکارا: ”گسیان مورا کیا کسور ہے۔“ ان الفاظ کو سن کر بختیارک نے صلوات پڑھی اور کہا: یہ حمزہ کبھی نہیں ہے' اس کا منہ گرم پانی سے دھلواؤ۔ معلوم ہو جائے گا' جو کوئی ہو گا۔“ پس اس وقت آب رم سے ہاتھ منہ دھلوایا۔ رنگ و روغن عیاری جاتا۔ اخصا گیارہ نکل آیا۔ اس سے پوچھا کہ بتاؤ تو کون ہے۔“ اس نے کہا: ”میں گھلسیل خان کے گھوڑے کا گھسیارہ ہوں۔ بلا کو یہ سن کر غصہ آیا اور حکم دیا: ”چالاک کو لاؤ' لوگ وہاں جو گئے معلوم ہوا کہ دو عیار آئے تھے۔ وہ پکڑے گئے۔ یہی حال آ کر ساحر سے بیان کر دیا۔ اس نے گھسیارے کو تو چھوڑ دیا اور کہا: ”عیاروں کو وہ لے گئے ہیں تو کیا ہوا۔ ان کا سحر کسی طرح نہ اترے گا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہو جائیں گے۔“ یہ کہہ کر بہر آرام و راحت دربار سے غائب ہو گیا۔ لقا بھی دربار برخاست کر کے خوابگاہ گیا ادھر سرہنگ ویزک ان دونوں کا حال سن کر رہ نہ سکے قید کرا دیا۔ چنانچہ عیاروں نے ان کو قید پنہاں کر داخل زندان کیا اور آپ رام پذیر ہوئے۔ جب طوق ہالہ وہ و زنجیر کہکشاں جسم قیدی شب سے اتری اور حال امیر سیارہ گان روشن ہوا کہ

ہوا پیدا جو شاہ چرخ اخضر
جلوس اس نے کیا تخت سحر پر

URDU4U.COM

ہوا جاری جہاں میں شقہ نور
ضیا سے خانہ عالم تھا معمور

دم سحر بادشاہ نومر و امیر داد گر بار گاہ سلیمانی میں آ کر زیب وہ تخت و دنگل ہوئے۔ سرداروں کے جنگل ہوئے عیار حاضر ہو کر قصہ شبینہ زبنا پر لائے۔ بادشاہ نے حکم حاضر ہونے چالاک وغیرہ کو دیا۔ اس اثنا میں سیارہ وغیرہ جو عیاری کو گئے تھے۔ ساحر تو غائب رہتے ہیں۔ عیاری کچھ نہ کر سکے۔ پھر کر بارگاہ میں آئے اور حال گرفتاری چالاک وغیرہ سن کر امیر کی خدمت میں عرض پیرا ہوئے کہ: "حضور بارگاہ میں عیاران مسحور کو آج نہ بلائیں اور اسم اعظم پڑھ کر ان کا سحر نہ رفع فرمائیں۔ ہماری عیاری کو ملاحظہ کریں کہ ہم کیونکر اسی ساحر کہ جس نے ان کو مسحور کیا ہے۔ رد سحرا کرتے ہیں اور انشاء اللہ سردارا مقید کو بھی رہا کر کے بلاتے ہیں۔ کیونکہ ہم عیاروں پر اس نے آتے ہی دست اندازی کی ہے تو ہم کو بھی چاہیے کہ اس کا عوض اپنی ہی فطرت سے کریں آپ کع معین نہ بنائیں امیر نے ان کی جرات و ہمت پر آفرین کی اور عیاروں کو بلانا موقوف رکھا۔ سیاہ وہاں سے اپنے اقرار کو پورا کرنے کو روانہ ہوا اور چونکہ صبح کو سب ساحر ظاہر ہو کر دربار میں اپنے خداوند کے آئے تھے اور ماہ جادو سپہ سالار ہے۔ یہ اپنے خیمہ میں بہر انتظام فوج بیٹھی تھی کہ سیارہ صورب بدلے اسی طرف آیا اور جانے کی فکر میں تھا اتفاقاً سے ایک کنیز خدمتی ماہ کی خیمہ سے نکلی اور ایک طرف کسی کام کو چلی۔ اس نے اشارے سے اس کو بلایا اور کہا: "عجیب تماشہ ہے۔ یہ جو سامنے پہاڑی ہے۔ اس پر چڑھ کر جو میں نے دیکھا تو صبا جادو الٹی ٹنگی معلوم دیتی ہے۔ تم بھی چل کر دیکھو۔ بروے ہوا تو وہ رہتی ہیں کہیں کوئی ساحر نہ آیا ہو اور ان

کا یہ حال بنایا ہو۔" کنیز بیچاری کی عقل اس بیان کو سن کر اوندھی ہوئی اور اپنی راہ بھول کر دم میں آ کر اس کے ساتھ چلی۔ جب یہ کنارے لشکر کے اس کو لایا کہا: "دیکھو یہاں سے بھی دکھائی دیتی ہے۔" وہ لگی اوپر دیکھنے۔ اس نے بیہوشی کا ہاتھ مارا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہو گئی۔ اس نے اس کو سناٹے کی جگہ لا کر ایک غار میں ڈال دیا اور پیرہن کو اس لے کر رنگ و روغن عیاری لگا کر مثل اس کی صورت کے شکل اپنی بنائی۔ مسی ہونٹوں پر لگا کر لالی جمالی۔ بالوں کو سمیٹ جوڑا باندھا ہلکا رنگ ہوا۔ پیازی دوپٹہ اوڑھا ہاتھوں میں چاندی کی چوڑیاں پہنی۔ بجلیاں چاندی کی سادی کانوں میں ڈالیں سانولی صورت کان ملاحت نمک پاش جراحت دل عشاق دلبری میں طاق بن کر کہ

سنواری زلف پیچ و تاب دے کر
کہ روغن سے خوشبو سے معطر

بنایا ہر گروہ کو مشک نافہ
ہوا اس کے الم سے خشک نافہ

وہ بیٹھی رو برو آئینہ لے کر
لحد میں شاد تھی روح سکندر

رقم آنکھوں میں تھی سرمہ کی تحریر
شرابی کو کوئی دیتا ہے شمشیر

وہاں سے اٹھلاتا کمر کو لے کر عالم دکھلاتا خیمہ ماہ میں آیا اور سامنے اس کے آتے ہی قہقہ مار کر ہنسا اس نے کہا: "مالزادی' کچھ تو دیوانی ہو گئی ہے میں نے جس کام

کو بھیجا۔ اس کا حال بتلا۔ یہ تو ہنستی کیوں ہے۔ اس نے ان باتوں کے جواب میں پھر ایک ٹھٹھا اور ایسا ہنس کہ ہنسی تھمتی ہی نہ تھی۔ پیٹ پکڑ لیا اور لوٹنا مارے ہنسی کے شروع کیا۔ آنکھوں میں فرط خندہ سے آنسو بھرے تھے۔ اہاہاہا کا شور اور ہی ہی کی صدا بلند تھی۔ ماہ بہت حیران تھی کہ کم بخت کیا زعفران کا کھیت دیکھ آئی ہے یا کچھ آسیب ہو گیا ہے۔ کیا ماجرا ہے جو ہنسے جاتی ہے پس وہ غصہ سے گھڑکنے لگی کہ رنڈی حواس میں آہوش کی دوا کر۔ یہ ٹھٹھی مجھ کو اچھی نہیں معلوم دیتی۔ سچ بتا تجھے اپنے دیدوں کی قسم کہ کیوں ہنستی ہے۔ اس نے ہاتھ دکھا کر کہا: یہ کاہے کو بتائیں جو ہم نے پڑا پایا ہے۔" اس نے مشتاق ہو کر کہا: "دیکھیں دیکھیں۔ وہ ہنستی ہوئی بھاگی اور یہ پیچھے دوڑی کہ موئی شامت آئی ہے۔ مارے جوتیوں کے فرش کر دوں گی۔ لومونڈی کاٹی بندوڑ کو دن لگے ہیں۔ خدا کی شان کچھ پایا جو ہے تم ہم سے بھاگتی ہے یہ کہتی ہوئی اس کے پیچھے باہر خیمے کے آئی اور کہا: "قسم سامری کی اب جو بھاگی تو سحر کی بجلی گرا کر تجھے جلا دوں گی۔" کنیز نے کہا: حضور اتنا دور تو آپ آ ہی چکی ہیں اور کچھ دور چلی آئیے تو میں اکیلے میں آپ کو دکھا دوں۔" یہ کہہ کر دور سے بلائیں لیں کہ میری اچھی بیوی میں تمہارے صدقے میں تمہارے واری تھوڑی دور اور چلی آئیے۔ وہاں بہت آدمی آتے ہیں۔ چیز چھن جائے گی۔ اس نے اس طرح اس کے چھپانے اور احتیاط کرنے کو دیکھ کر بڑا تعجب کیا۔ اور بہت اشتیاق پیدا ہوا کہ نہیں۔ معلوم نہیں کیا اس نے پایا جو ایسی باتیں کرتی ہے۔ یقین ہے کہ شادی مرگ ہو جائے گی۔ پس دیکھنا ضرور چاہیے اور اگر نایاب زمانہ کوئی چیز ہو تو اس سے لینا چاہیے۔ کیونکہ لشکر خداوند کا اور اہل اسلام کا اترا ہوا ہے۔ نہیں معلوم کس کا گر گیا ہے۔ جو اس نے پایا ہے۔ پس یہ سوچ کر ہمراہ کنیز نقلی صحرا میں آئی کنیز مذکور وہاں آ کر ٹھہری اور پاس آ کر بیوی کی بلائیں لیں کہ میری بیوی کسی سے ذکر نہ کرنا۔ اس بلائیں لینے میں ہاتھ تو بیہوشی سے بھرا ہی تھا۔ ماہ چھینک مار کر بیہوش ہو گئی۔ اس

نے ایک غار میں اس کو بھی بند کیا اور آپ اس کی صورت بن کر لباس اس کا پہن کر اس غار پر گیا۔ کہ جس میں کنیز کو بند کر آیا تھا اور اس کے کپڑے اس کے پہنا کر ہوشیار کیا۔ اس نے ہوشیار ہو کر اپنی بی بی کو دیکھا۔ پوچھا: "یہ کیا ماجرا ہے۔" اس نے کہا تجھے عیار بیہوش کر کے ڈال گیا تھا۔ میں نے تیرا حال دریافت کر کے آ کر چھڑایا۔ یہ کہہ کر اس کو ہمراہ لیا اور بارگاہ میں آ کر بجائے ماہ بیٹھا۔ کچھ دیر میں مبتلا جادو نے چوبدار بھیجا کہ ماہ کو بلا لا کہنا کہ آج تم ہمارے پاس کیوں نہیں آئی۔" چوبدار نے آ کر پیام اس کا دیا۔ یہ مع چند کنیزوں کے بارگاہ میں لقا میں گیا اور پاس بلا کے بیٹھا۔ ہر طرح کی باتیں کر کے ذکر عیاروں کا چھیڑا۔ بلا نے کہا۔ چالا وغیرہ کو عیار لے گئے ہیں مگر وہ اچھے کس طرح نہ ہوں گے۔ بلکہ تڑپ تڑپ کر مر جائیں گے۔" ماہ نے کہا: "اے بلا تم سچ کہتے ہو۔ مگر ایک بات سوچی ہوں یعنی ان پر سے سحر اپنا اتار لو۔ تا کہ وہ قید میں ہلاک نہ ہوں اور جب وہ ہوش میں آئیں تو حمزہ ان کو چھوڑ دے گا۔ تم پھر ایسا کرنا وہ چھوٹتے ہی تمہارے پاس چلے آئیں۔ قید میں ان کو ہلاک کرانے سے کیا فائدہ ہے۔" بلا کو یہ تقریر پسند آئی۔ کہا: "تم اچھی صلاح بتاتی ہو۔ اس کو تو یہ سخن پسند خاطر ہوا۔ مگر بختیارک کھٹکا کہ یہ ماہ کو کیا ہو گیا ہے جو عیاروں سے سحر دفع کراتی ہے۔ منطنہ تو ہوا مگر بیساختہ منع نہ کر سکا کہ یہ ماہ نہیں کوئی عیار ہے۔ کیونکہ شاید گمان غلط ہو۔ غرضیکہ بلائے حسب مشورہ ماہ سحر پڑھ کر دستک دی اور کہا: "اے چالاک و ابوالفتح اب تم اپنی اصلی حالت پر آ جاؤ۔ اطاعت میری ترک کرو۔" یہ کہنا تھا کہ وہاں زنداں میں ان دونوں پر بیہوشی طاری ہوئی پھر جو ہوشیار ہوئے پکارے کہ بھائیوں ہمارا کیا قصور ہے جو ہمیں قید کیا ہے۔ عیاروں کا درزنداں پر پہرا تھا۔ وہ صدا سن کر قریب گئے اور سارا ماجرا مطیع ساحران ہونے کا ان سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا! ہم ساحروں پر لاکھ لاکھ لعنت کرتے ہیں ہم کو چھوڑ دو۔" عیاروں نے خوش ہو کر رہا کر دیا اور پانی اسم اعظم دم کیا ہوا اپنے پاس رکھتے تھے۔ وہ ان پر چھڑکا۔ اور پلا بھی دیا۔ پھر زنداں سے نکال کر سامنے امیر

کے لائے۔ وہ بھی خوش ہوئے اور ان کو خلعت دیئے۔ یہ بھی فکر میں عیاری کرنے کی چلے اور وہاں بعد سحر اتروانے کے ماہ نقلی اپنی بارگاہ میں حیلہ درد سر کر کے آئی جب یہ چلی آئی۔ بختیارک نے کہا: "اے بلا مجھ کو یہ ماہ جادو نہیں معلوم ہوتی۔ میں اس وقت محافظ کی وجہ سے چپ ہو رہا۔ اب تم اس کو بلوا کر نگاہ سحر اس میں پر ڈالو۔" بلا نے کہا: "ملک جی تم کو وہم بھی ہے۔" اس نے کہا: "خیر میں وہی سہی۔ لیکن تم اس کو میری خاطر سے ایک بار اور بلاؤ۔ کیونکہ بیشک وہ عیار ہے جب تو اس نے سحر عیاروں کا تم سے اتروایا ہے۔" بلا نے کہا: "دیکھو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے۔ یہ کہہ کر چوبدار سے حکم دیا: جا ملکہ ماہ سے کہنا کہ کھڑے کھڑے ایک بات آ کر سن جاؤ میں کہنا بھول گیا تھا۔ ضرور آ ؤ کہ میرے مطلب کی بات ہے۔ چوبدار نے جام کر پیام ادا کیا۔ ماہ نقلی نے کہا: "جاؤ عرض کرنا کہ حاضر ہوتی۔ چوبدار تو ادھر گیا۔ یہاں اس نے دل سے تجویز کیا کہ تو ابھی ہو آیا تھا۔ یہ مکرر جو بلوایا ہے مقرر اس میں فتور ہے۔ یہ سوچ کر ایک کنیز کو پاس اپنے بلایا اور سب سے ہٹا کر اس کنیز کو حباب مار کر بیہوش کیا اور بہت جلد ماہ جادو کی سی صورت اس کی بنائی اور اپنی صورت پر ایک چہرہ جوگیوں کا ایسا نکال کر چڑھا کپڑے اتار ڈالے لنگوٹا باندھ کر اس کنیز کو ہوشیار کیا اس کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک جوگی لنگوٹا مارے کندل کانوں میں پڑے۔ آنکھوں میں لال لال ڈورے داڑھی بڑھائے کھنور لگائے بیٹھا ہے۔ اس نے اس کو سلام کیا۔ اس نے آئینہ نکال کر اس کے ہاتھ میں دیا اور کہا اپنی صورت دیکھو تم کو بحکم سامری میں آ کر ماہ جادو بنایا اور ماہ پر غضب سامری کا آیا۔ وہ غائب ہیں اب نہ آئے گی تمہیں مالک ہوئیں۔ کنیز یہ سن کر خوش ہوئی۔ جوگی تو اٹھ کر چلا گیا اور کنیز بیٹھی اور لوگوں نے جو باہر خیمہ کے ساتھ جوگی کو جاتے دیکھا لیکن کچھ ٹوکنا بغیر حکم مالک مناسب نہ سمجھا۔ غرضیکہ یہ تو نکل گیا اور وہاں چوبدار نے جا کر عرض کیا کہ آیا چاہتی ہیں۔ جب بہت عرصہ ہوا اور ماہ نہ گئی بختیارک نے کہا:

"ہم نہ کہتے تھے کہ وہ اور کوئی صاحب ہیں۔ اب بھلا وہ کب ہاتھ آتے ہیں اپنا کام کر گئے۔ سحر اتروا دیا۔ اسے بلا عیاروں نے تو ناک میں دم کر دیا ہے۔ افراسیاب جب پریشان ہو گیا ہے تو تمہاری کیا اصل ہے۔ اب بڑا غضب یہ ہے کہ چالاک کو بھی وہ چھڑوا گیا۔ اب وہ بھی عیار کو آئے گا۔ وہ بلا کا عیار ہے۔ اپنے مسحور ہونے کو بدلہ لے گا۔" بلا نے کہا چالاک آئے گا تو پیس کے مار ڈالوں گا کیا کرے گا لیکن ماہ کے نہ آنے سے میرا بھی دل کھٹکتا ہے۔ اچھا دیکھو ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔" یہ کہہ کر جھولی سے اوراق کتاب سامری نکالے کیونکہ یہ ساحر بڑا زبردست ہے بدیں وجہ اس کے پاس بھی اوراق ہیں۔ پس ان ورقوں میں اس نے دیکھا۔ لیکن بقدرت خدا اور تو کچھ نہ دیکھا۔ صرف یہ غور کیا کہ ماہ کہاں ہیں اور یہ جو میرے پاس آئی تھی یہ ماہ اصلی تھی عیار تھا۔

ان اوراق میں نکلا کر جو تیرے پاس آئی تھی۔ یہ سیارہ عیار تھا اور ماہ اصلی فلاں غار میں بیہوشی پڑی ہے اور برہنہ ہے۔ صرف ایک لنگوٹی بندھی ہے۔ یہ دیکھ کر اس نے اوراق کو رکھ لیے اور بختیارک سے کہا: "واقعی آپ سچ فرماتے ہیں۔ یہ عیار بلا ہیں آفت زمانہ ہیں۔

بختیارک نے کہا: "اب جس طرح ممکن ہو فریب و فقرہ کر کے ماہ کو کہ اصل میں عیار ہے یہاں بلوائیے اور ایک گولہ سحر کا ماریئے تاکہ کام اس کا تمام ہو جائے جب اس کام سے فارغ ہو لیجیے تو چل کر ماہ اصلی کو غار سے نکالیے اور اگر پہلے اس کو نکالیے گا تو عیار مذکور بھاگ جائے گا۔" اس کو یہ رائے پسند آئی اور چوبدار پھر روانہ کیا کہ جا کر ماہ سے کہے کہ تم اگر کسی کام میں ہو تو میں خود آتا ہوں یا ایک لمحہ کے لیے تم ہو جاؤ۔ ٹھہرنا نہیں چلی جانا۔

چوبدار حسب الحکم روانہ ہوا اور پیام جا کر ماہ کو دیا۔ اس کو جانے میں کیا عذر تھا کیونکہ اصل میں یہ کنیز ہے۔ پس ہمراہ چوبدار اٹھ کر روانہ ہوئی۔

ادھر سے تو یہ چلی ادھر چالاک و ابوالفتح جو عیاری کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ صورت

اپنی فراش و خدمت گار کی ایسی بنا کر داخل بارگاہ اسی اثنا میں ماہ یعنی کنیز پہنچی۔ پس اس کے سامنے پہنچتے ہی بلا نے اس خیال سے کہ یہ عیار ہے بھاگ نہ جائے۔ ایک گولا فولادی سحر کا سارا کہ ماہ نقلی کے سینے پڑا اور وہ بھی غافل تھی۔ اس وجہ سے رو سحر نہ پڑھ سکی۔ گولا سینہ توڑ کر پشت کے پار نکل گیا اور علامت مرگ ساحرہ برپا ہوئی بختیارک گھبرا کر کھڑا ہو گیا اور پکارا: "اے بلا تم نے قتل کرنے میں جلدی کی۔ عیار اتنا جلد مرنا نہیں جانتے دیکھو وہ نہ ہلاک ہوئے یہ کوئی اور تھا۔"

ادھر تو یہ شیطان تمسخر کرتا تھا ادھر کنیز کے بیر سحر گل مچا رہے تھے۔ آواز آئی تھی کہ افسوس ہے مارا نرگس جادو کو یہ ندا سن کر بلا کے ہوش اڑ گئے کہ یہ واقعی کنیز خاص ملکہ ماہ کی قتل ہوئی۔ عیار نہ مارا گیا۔ بختیارک کہہ رہا تھا کہ وہ ایسے ہی ہیں کہ ان کی الا بلا لے کر ایسی لونڈیاں بہت مرتی ہیں۔ وہ بھلا مرنا کیا جانیں۔ ایسا سبق تو وہ پڑھے نہیں۔ یہ کتاب تو ان کی نگاہ سے نہیں گزری کہ زنگی پر حرف ان کے آئے کہاں مرنا کہاں وہ منزلوں کو مرگ سے اور ان سے فاصلہ رہتا ہے جو ایسے وہ مر جایا کریں تو ساحروں کو کون مارے کہ

کبھی موت اپنی آتے ہی نہ دیکھی
ہزاروں ساحروں کی ان لے گی

وہ ہیں جس نے کی نسبت میں مسیحا
بلا کو ہیں وہ بہر قتل اعدا

بلا اس کے گھبرانے سے ایسا گھبرایا کہ چاہا کہ غائب ہو جاؤں اور سوچتا تھا کہ یہ کیا طلسمات ہے۔ گمان یہ تھا کہ عیار نے ماہ کو غار میں ڈال دیا ہے اور آپ اس کے صورت بن کر بیٹھا ہے۔ یہاں عیار کے عوض کنیز نکل کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ

یہ کیا ماجرا ہے۔ کیا کنیز عیاروں سے مل گئی تھی۔ پھر یہ نہیں معلوم کہ اس نے صورت پر سے سحر اتروائی یہ اسی سوچ میں تھا کہ چالاک کہ جو خدمت گار بیٹھا تھا اس نے ایک دھول ہاتھ پھونک کر اس کے سر پر لگائی اور کہا: "اے سوچتا کیا ہے بس حرامزادے ولد الحرام شیطان ابن شیطان بختیارک بے ایمان نے تیری کنیز کو اس وقت قتل کرایا۔"

یہ تقریر سن کر اور دھپ کھا کر بلا چاہتا تھا کہ سنبھلے چالاک سراپچہ فرا کر نکل گیا اور بختیارک پکارا کہ ہت تیرے کی بہت ساحری بگھارتا تھا۔ مبارک باشدیہ پہلی دھپ ہے۔ اس دھپ کے پڑنے سے گویا نجات ہو گئی ہے۔ مرشد زادے کا ہاتھ سر تک پہنچا سرفراز ہوئے۔ سر ہو رہو کہ سر منظور نظر ہو چکا ایک دن نذر کرنا ہو گا۔"

بلا بہت گھبرایا اور لقا سے عرض کیا: "یا خداوند یہ کیا معرکہ ہے۔" اس خرس صحرائے بے خردی نے کہا کہ میں اپنی نیرنگی کا قدرت کا تماشا دیکھتا ہوں اے بندہ نجس تیری سمجھ میں نہ آئے گا اور تیرا اعتقاد فاسد ہو گیا ہے۔ جلد باراوت تمام سجدہ کر اس نے سجدہ کیا۔ اس وقت اس نے کہا تو نے عیاروں کی نسبت غرور بہت کیا۔ ان کو تو بندہ میرا نہ سمجھا تھا پس ان کی حقیقت نہ سمجھنے سے انہیں کو تجھ پر غالب کر دیا اس لیے کہ وہ بھی میرے پیارے بندے ہیں۔ جب تو میں ان کو غارت نہیں کرتا ہوں اور ان کے ہاتھ سے بھاگا پھرتا ہوں۔ اب خبردار ان کو حقیر نہ سمجھنا۔"

یہ تقریر سن کر اس نے توبہ کی اور بختیارک نے کہا: "اے بلا اب چلو ماہ کو تو غار سے نکال لائیں" اس نے کہا: "اچھا چلو۔" یہ کہہ کر روانہ ہوا۔ بختیارک آگے آگے یہ پیچھے پیچھے چلا۔ یہ تو اسی فکر میں دونوں چلے گر طرفہ تماشیر یہ ہوا کہ سیارہ جو ماہ کنیز کو بنا کر آپ جوگی بن کر نکلا تو سیدھا اسی غار پر آیا کہ جہاں ماہ کو بند کر آیا تھا اور اس کو اس خیال سے کہ حال کنیز کو ظاہر ضرور ہو گا اور تلاش ماہ کی ضرور ہو گی۔ جب پتہ نہ ملے گا تو بلا اپنے سحر سے دریافت کرے گا کہ ماہ غار میں ہے پس وہ یہاں اس کو نکالنے آئے گا۔ چنانچہ تم کچھ دیر ٹھہرے رہو تا کہ وہ سحر سے حال ماہ دریافت کر لے۔ پھر اس غار میں تم پڑی رہو اور عیاری کرو۔

یہ تجویز کر کے کچھ دیر ٹھہر کر غار سے ماہ نگار کو ایک درخت پر چڑھ کر کسی شاخ سے پتوں کی آڑ میں باندھ دیا اور اس کی صورت بن کر اسی طرح سے برہنہ لنگوٹی باندھ کر غار میں جا کر اپنے تئیں مثل بیہوش کے بنا کر پڑا۔ وہاں حال ماہ پہلے ہی بلا دریافت کر چکی اس کے ٹھہرنے کی بھی کچھ ضرورت نہ تھی۔ اب جو یہ غار میں ٹھہرا۔ وہ تو چل ہی چکا تھا۔ کچھ عرصہ اس کو ٹھہرے ہوئے نہ گزرا تھا کہ وہ آ پہنچا اور ماہ سمجھ کر اس کو غار سے نکالا۔ دیکھا کہ برہنہ بدن بیہوشی سے خستہ تن ہے۔ اس نے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا۔ جب ماہ نقلی کی آنکھ کھلی' پوچھا: "کیا ماجرا ہے؟"

اس نے سب حال بیان کیا اور اس کو لے کر چلا۔ اور ازبسکہ وہ برہنہ تھی اس وجہ سے بارگاہ خداوند میں نہ گئی اپنے خیمہ میں آئی۔ بختیارک نے کہا: "میں جا کر خداوند کو خوشخبری سناتا ہوں۔ اے ماہ کپڑے بدل کر تم بھی آؤ۔ اس نے کہا: "اچھا بس شیطان تو چلا گیا اور بلا بیٹھا رہا۔ ماہ نقلی نے پوشاک منگوا کر پہنی اور موقع جو پایا چاہا کہ بلا کو مار ڈالوں لیکن براہ مکر منہ بنا کر گویا ہوا۔

کیا بلا کے عیار ہیں۔ یہ غضب دیکھ کر میرا یہ حال انہوں نے کیا۔ اب مجھے یہ کھٹکا پیدا ہوا کہ کہیں تم کو اے بلا وہ آ کر بیہوشی نہ پلا دیں اور ہلاک کریں۔"

اس نے کہا: "یوں تو میرے لیے جو نہ ہو تھوڑا ہے میں غرور نہیں کرتا ہوں کہ خداوند کے خلاف ہے مگر اتنا جانتا ہو کہ وہ عیار مجھ کو بیہوشی اگر پلائے تو سحر کے بیر مجھے پینے نہ دیں اور کسی طرح سے میں بیہوش نہ ہوں اور اگر کوئی مجھ کو ضرب لگائے تو پنجہ سحر کے ہاتھ اس کا پکڑ لیں۔"

سیارہ نے جو یہ باتیں سنیں دل سے کہا خوب ہوا جو میں نے اس کو بیہوشی اس وقت نہ دی۔ تو حال میرا ظاہر ہو جاتا اب اور کوئی تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچ کر دوسرا مکر پھیلا یعنی چہرہ غصہ ناک بنا کر کہا: "اے بلا مجھ کو تو اس وقت وہ غصہ ہے کہ جی چاہتا ہے کہ جی چاہتا ہے۔ سب مسلمانوں کو جا کر بعوق اپنی ذلت کے ابھی قتل کروں

یا اپنی جان دوں اور ان عیاروں کے ٹکڑے اڑاؤں۔ اس نے کہا: "اے ماہ صبر کرو۔ خداوند کی تقدیر پر سب کام محول ہیں۔ ابھی مرضی خداوند کی نہیں ہے کہ مسلمان قتل ہوں۔"

URDU4U.COM

اس نے کہا: "اگر سب کو قتل کرنا ممکن نہیں تو وہ مسلمان جو قید ہو چکے ہیں ان کو تو میرے حوالے کرو تاکہ ان کو ہلاک کر کے اپنا دل غمگین شاد کروں ورنہ طرف رنج سے اپنی جان دوں گی۔"

یہ کہہ کر ایسا روئی اور فیل لائی کہ بلا بے چین ہو گیا اور کہا: "اے ملکہ تم روتی کیوں ہو۔ میں قید منگوائے دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر سحر پڑھ کر دستک دی کہ فلک کی طرف سے اسی طرح سے گھوڑے پر سوار علمشاہ وغیرہ جملہ سرداران مقید اتر آئے۔ سے سے بے حس و حرکت تھے۔ اس نے کہا: "لو ان کے سر کاٹو۔

ماہ نقلی نے کہا: "اپنا سحر ان پر سے دفع کرو کہ میں ان کو پہاڑ پر لے جا کر بلندی پر سے نیچے گردوں کہ چور چور ہو جائیں۔ یہاں ان کی حمایت کو ایسا نہ ہو حمزہ آ جائے اس نے اس کی خاطر سے سحر بھی دفع کیا۔ کیونکہ غار سے اس کو نکال لایا تھا کوئی دغدغہ تو اس کی نسبت نہ تھا نہیں۔ بس قید اس کے حوالے کی۔ یہ پاس ان قیدیوں کے گیا اور بظاہر سحر پڑھ کر ان پر پھونکا اور پھونکتے وقت جب منہ قریب لایا چپکے سے کہا: "میں سیارہ ہوں تم سب کو چھڑانے آیا ہوں کچھ بولنا نہیں ورنہ پھر گرفتار سحر ہو جاؤ گے۔" قیدی سحر اترنے سے آمادہ بجنگ و جدال ہوئے تھے اس کے کہنے سے خاموش ہو رہے اور یہ ان سب کو لے کر خیمے سے اترا۔ جب بیچ لشکر میں پہنچا۔ ادھر سے بختیار جو پہلے گیا تھا اس نے دیکھا کہ ماہ سب قیدیوں کو لیے جاتی ہے۔

یہ دیکھ کر پکارا: "اے ماہ انہیں کہا لیے جاتی ہو۔ اس نے ایک رقعہ نکال کر جھولی سے اس کو دیا کہ ملک جی یہ رقعہ ہمارا خداوند کے پاس لے جاؤ اور جواب لے کر جلد اتر آؤ۔ یہ جو سامنے پہاڑ ہے میں وہاں ان سب کو لے جا کر تمہارا انتظار کروں گی۔ تم آؤ گے تو ان کی قتل کروں گی۔ راہ میں اس رقعہ کو نہ کھولنا۔ ورنہ دغا

پاؤ گے۔"

بختیارک کو اس کچھ منطقہ تو عیار کا ہوا۔ مگر سمجھا یہ جو عیار ہوتا تو سردار کو چھوڑ کر اس طرح چبگا نہ چلا جاتا۔ سحر اترنے سے لڑنے لگتا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک سحر ماہ میں گرفتار ہیں۔ پھر سوچا کہ ماہ یہ عیار ہو اور ان سے کہہ دیا ہو کہ چپکے رہنا شاید اس وجہ سے سب خاموش ہوں۔ پس ان کو روکنا چاہیے۔ پھر خیال میں آیا کہ تو اکیلا ہے ایسا نہ ہو سردار تجھ کو مار ڈالیں یہ سمجھ کر پھرا۔

ادھر تمام سرداروں کو سیارہ اپنے لشکر میں لایا اور چالاک وغیرہ بھی امیر کے سامنے آئے۔ سردار آ کر آداب بجا لائے۔ ہر ایک سے ملے۔ امیر نے خلعت فاخرہ سب کو دیے۔ سیارہ کو خلعت و انعام سے نہال کیا۔ پھر حکم آغاز ہونے و جلسے مسرت کس دیا۔ ناچ ہونے لگا۔ یہاں تو یہ خوشی ہے۔ لیکن سیارہ یہاں پھر چلا کہ ماہ جو درخت پر بندھی ہے اس کو اتار کر پھر غار میں ڈال دوں تاکہ میرے دھوکے سے شاید ساحر آ کر مار ڈالیں۔ غرضیکہ وہاں سے صحرا میں آ کر ماہ اصلی کو درخت سے اتار اور اسی غار میں کہ جس میں پہلے اس کو رکھا تھا لایا مگر اتنے عرصہ میں بختیارک نے رقعہ خود پڑھا اور ہنستا ہوا خیمہ ماہ میں گیا۔ وہیں بلا بیٹھا ہوا انتظار کر رہا تھا کہ سرداروں کو قتل کر کے ماہ آتی ہو گی کہ یہ پہنچا اور کہا آؤں یہاں اکیلے بیٹھے کیا کرتے ہو۔ آخر سرداروں کو ہاتھ سے کھو بیٹھتے۔

اس نے کہا: "کیوں کچھ تو کہو۔"

اس نے کہا: "کیا خاک کہیں' چلو خداوند کے پاس سب کھل جائے گا۔"

بلا گھبرایا ہوا سامنے لقا کے آیا۔ بختیارک نے وہ رقعہ پیش کیا کہ خداوند اسے ملاحظہ فرمائیں مرشد زادے سے دے گئے ہیں۔"

اس مردود نے کہا: "تو ہی پڑھ کر سنا۔" اس نے باآواز بلند پڑھا مضمون یہ تھا کہ:"

اے میمون بادیہ نکبت والے خنزیر بیدا نے خواری و ذلت' ان سحر کرنے والوں کو یہاں سے نکال دے اپنے سر سے ہمارے گزند پہنچائے کی بلا ٹال دے نہیں تو وہ روز بد

میرے حال سے دیکھے گا کہ کبھی کا ہے کو کسی دشمن نے دیکھا ہو گا۔ منم سیارہ بن عمرو سب سردار میں چھڑا لے گیا۔"

URDU4U.COM

یہ مضمون سن کر لقا نے کہا: "واقعی ان عیاروں کو میں نے ایسی ہی قدرت دی ہے جیسا کہ وہ تحریر کرتے ہیں یہی ہونے والا ہے۔"

بلا یہ تقریر سن کر گھبرایا اور کہا: "یا خداوند یہ آپ کیا فرماتے ہیں۔" لقا نے کہا: "ما بدولت سچ فرماتے ہیں غرور تیرا تجھ کو خراب کرے گا۔"

اس نے کہا: "میں کبر کو اب دل میں جگہ نہ دوں گی اس مردود نے جواب دیا: "تو ہم تجھ کو سب پر غالب کریں گے۔"

بلا کو اس کلمہ سے فی الجملہ تسکین ہوئی۔ لیکن ایسا خوفناک تھا کہ سحر پڑھ کر اپنی بہن صبا کو طلب کیا وہ بروئے ہوا رہتی ہے۔ اس کے سحر کرنے سے بارگاہ میں اتر آئی۔ دیکھا کہ بھائی میرا گھبرایا ہوا ہے۔ پس اس کو پریشان دیکھ کر قریب آ کر بیٹھی اور کہا: "جانی بھیا' خیر تو ہے۔ تم اداس کیوں ہوئے۔ اس نے سارا ماجرا عیاروں کا اس سے بیان کیا۔ اس نے حال سن کر بہت کچھ تسلی دی اور کہا: "تم گھبراؤ نہیں میں مقابلہ کر کے کام ان عیاروں کا تمام کروں گی اور جملہ اہل اسلام کا خاتمہ کر کے خداوند کی خدائی کا رخنہ مٹا دوں گی۔ اچھا اے جانی بھیا۔ اب تو دیکھو کہ ماہ کو عیار نے کہاں رکھا ہے۔" اس نے اس کے کہنے سے پھر اوراق نکال کر دیکھا معلوم ہوا پہلے درخت پر باندھا تھا۔ مگر اب وہاں سے اتر کر غار میں لے گیا ہے۔ یہ دیکھ کر صبا سے کہا۔

اس نے کہا: "ایسے میں چلو اس عیار کو بھی پکڑ لیں اور ماہ کو بھی رہا کریں۔"

اس نے کہا: "چلو' پس بزور سحر دونوں اڑا کر چلے مگر سیارہ غار میں ماہ کو رکھ کر اور دہن غار پر کمند لگا کر حلقہ ہائے کمند خس پوش کر کے غار سے نکلا تھا کہ یہ آ کر پہنچے۔ سیارہ ان کو دیکھ کر بھاگا اور درہ کوہ میں چلا گیا انہوں نے جاتے دیکھ کر فرط خوف سے سحر بھی نہ کیا اور غار میں آ کر جھانکا دیکھا کہ ماہ بیہوش پڑی ہے۔ یہ دیکھ کر بلا جیسے ہی غار میں اترا کمند میں پھنس کر گولا لاٹھی ہو کر گرا اور سمجھا کہ تجھ کو

عیار نے پکڑا۔ پس ایسا بدحوا ہوا کہ چیخنے لگا: "ارے بیوی بمن دوڑ و مجھ کو مارے ڈالتا ہے۔ صبا بھی اس کے چیخنے سے گھبرا گئی۔ لیکن ادھر ادھر دیکھ کر کچھ اس نے سحر پڑھا کہ کمند جل گئی اور بلا جو چھوٹا سیدھا نکل کر بھاگا۔ صبا بھی مارے خوف کے غار میں نہ گئی۔ مگر ایک پنجہ بھیجا کہ وہ جا کر ماہ کو لے آیا یہ اس کو لے کر بلا کے پاس بارگاہ میں آئی اور کہا: "اوراق میں دیکھو تو کہ یہ اصلی ماہ ہے یا نہیں اس نے پھر اوراق دیکھے معلوم ہوا کہ یہ اصلی ہے کچھ خوف نہ کرو جب یہ دیکھ لیا تو ماہ کو ہوشیار کیا۔ لباس منگا کر پہنایا اور سارا ماجرا اس سے بیان کیا۔

بختیارک نے سب کیفیت کمند میں چلنے کی سن کر کہا: "اے بلا بڑی خیر ہوئی کہ تم بچ آئے۔ غنیمت سمجھ بیشک وہ اسی غار کے کسی کونے میں ہوں گے۔ یہی بلا ٹل گئی۔ ایک ہاتھ خنجر کا نہ انہوں نے رسید کیا۔"

صبا نے کہا: "ملک جی تم اور دھمکا کے مارے ڈالتے ہو۔ وہ موا عیار کی حقیقت رکھتا ہے کہ میرے سامنے سے بھاگ گیا اگر ٹھہر جاتا تو مار ہی ڈالتی۔"

شیطان نے کہا: "ایک تو غرور کرنے کی سزا پا چکے ہیں۔ اب تم باقی ہو۔ دیکھو وہ یہاں کہیں ہوں گے۔ سنیں گے تو ناک کاٹ لیں گے۔"

صبا نے یہ کلمہ سن کر جھلا کر کہا: "اچھا اب میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ کہ میں سب مسلمانوں کا خاتمہ کروں۔"

یہ کہہ کر مصروف میخواری ہوئی۔ چنانچہ اس ہنگامہ میں وہ دن تو زر ہی چکا تھا اور ماہ آسمانی بصورت نورانی غار تیرہ و ظلمت سے نکلا اور پشتارہ نور لے کر آفتاب غار مغرب میں گیا کہ

ہجوم شام نے گیسو کو کھولا
تصور میں نگاہوں کو جو تولا

بہت تھا بخت عاشق سے بھی تاریک
URDU4U .COM
بشکل تصد آ پہنچا وہ نزدیک

صدائے طبل جنگ بید رنگ لشکر ساحراں میں بلند ہوئی عیاروں بانام و ننگ خدمت شاہ قوی جنگ میں حاضر ہو کر دعائے درگاہ دولت بہزار عجزو منت بجا لائے اور عرض پیرا ہوئے کہ

ملک بارگاہ فلک در گہا
شہنشاہ عالم ہیں تیرے گدا

سنا ہے پھر ساحر نابکار
کریں گے بوقت سحر کارزار

یہ خبر سن کر ادھر طبل جنگ پر چوب پڑی۔ دل ترک فل میں ہلچل پڑی۔ بہادروں نے ہتھیاروں کی آراشگی لے کر ماہ خیمہ میں آئی۔ لیکن عیاران لشکر اسلام آج کی رات کو پھر بہر قتل ساحران چلے۔ سیارہ بھی درہ کوہ سے نکل کر ہر سمت پھرتا تھا اور لشکر لقا میں آیا۔ طبل بجنے سے دربار برخاست کر چکا تھا۔ بختیارک اپنے خچر پر سوار ہو کر اپنے خیمہ کو جاتا تھا اور خدمت گاروں سے کہتا جاتا تھا کہ جو کوئی غیر شخص تمہارے پاس آئے۔ اس کو پکڑ لینا سیارہ نے جو یہ سامان دیکھا تو ایک مشعل کسوت سے گودڑ نکال کر بنائی اور اس کو روشن کر کے خچر کے قریب آ کر ملک جی کے منہ سے وہ مشعل لگانا چاہی۔ خدمت گار دوڑے کے ہاں ہاں کیا کرتا ہے۔ بختیارک نے پہچان

کر کہا: "ارے ان کو نہ گرفتار کرو۔ یہ ہمارے پرانے نوکر ہیں۔ دادا جان کے وقت سے ملازم چلے آتے ہیں۔"
خدمت گار یہ سن کر پیچھے ہٹے اور برا بھلا کہنے لگے کہ کیا حرامزادہ یہ شیطان ہے کہ آپ ہی کہتا تھا جو کوئی ملے گرفتار کرنا۔ اب ان کو اپنا بزرگ بتاتا ہے۔
ادھر سیارہ نے کہا: "ملک جی ہماری گرفتاری کے لیے ملازمتوں سے تاکید کرتے تھے۔"
اس نے ہاتھ باندھے کر میری کیا مجال وہ شخص تو آپ کا غلام ملکہ غلام کا غلام ہے۔"
یہی باتیں کرتے ہوئے خیمے تک پہنچے۔ ملک جی خیمے میں اتر گئے۔ یہ بھی ساتھ گیا۔
اس نے بمنت تمام عرض کیا: "آج میری جان بچے گی یا نہ۔"
اس نے کہا: "کیونکر جان بچے گی کہ ہم کو ان ساحروں نے پریشان کر رکھا ہے۔ ان ساحروں کو نکال دو تو جان بچے۔ اس نے کہا: "مرشد زادے' چاہیں تو آپ مار ڈالیں یہ کام میرے اختیار میں نہیں ہے۔
یہ کہہ کر کشتیاں زود جواہر کی اور تحفہ جات پیش کئے اور منت بہت کی سیارہ سمجھا کر ساحر کو نکالتے ہیں یہ بے بس ہے۔ پس زر و جواہر لے کر وہاں سے روانہ ہوا۔
یہ تو ادھر سے چلا۔ ادھر کلبلا و عراقی جو داخل لشکر عدو ہوئے قریب بارگاہ میں آیا۔
اس بارگاہ کے قریب خیمہ اتادہ ہیں اور ان میں آبدار خانہ تو شک خانہ وغیرہ ماہ کا ہے۔
اس نے دیکھا کہ ایک خیمہ میں آبدار خانہ کے داروغہ آرام کر رہے ہیں۔ یہ دیکھتے ہی اس نے صورت اپنی مثل عورت کے بنائی اور اس خیمہ میں گیا۔ دیکھا تو سب سوتے ہیں۔ یہ آہستہ آہستہ آبدار خیمہ کے داروغہ کے پلنگ کے پاس گیا اور اس کے منہ پر بیہوش مل کر بیہوش کر کے اس کو تو زیر پلنگ ڈالا۔ آپ پلنگ پر بیٹھ کر لباس اس کا اتار کر پہنا اور اس کی سی صورت بن کر لیٹ رہا۔ بعد کچھ دیر کے وہاں سے اٹھ کر اندر بارگاہ کے گیا دیکھا تو ماہ بیٹھی انتظام فوج کر رہی ہے۔ یہ بھی ٹھہرا رہا۔ ماہ نے کچھ عرصہ میں آب خاصہ طلب کیا۔ یہ لپکا اور خیمہ میں آ کر گلاس میں پانی برف کا بھلا بھر کر تھالی جوڑ میں لگا کر پانی میں بیہوشی ملا کر سامنے اس کے لایا۔ اس نے

اس کو بنگاہ غضب دیکھا۔ اس نے جانا کہ یہ تجھ کو پہچان گئی۔ بس ہاتھ اس کا جام آب سامنے کرتے وقت تھرا گیا۔ اس نے جب تو نہ پہچانا تھا۔ ہاتھ تھرانے سے پہچانا کہ یہ کوئی عیار ہے بس سحر پڑھ کر پھونکا کہ پاؤں اس کے زمین نے پکڑ لیا اور غلغلہ ہوا کہ عیار پکڑا گیا۔

بختیارک کی طرف سے سیارہ بھرا ہوا اس طرف آتا تھا۔ اس نے بھی غوغا سنا اور خیال کیا کہ نہیں معلوم کون سا ہمارا بھائی گرفتار ہوا ہے۔ چل کر اسے چھڑانا چاہیے۔

یہ سمجھ کر علیحدہ جا کر صورت اپنی مثل بلا جادو کے بنائی۔ اسی طرح جھولا گلے میں ڈال کر جواہر کے بت ہاتھ میں باندھے۔ روغن وہ لگایا کہ کان آنکھ ناک سے شعلہ آتش کے نکلتے معلوم ہوتے تھے۔ رنگ چہرے کا بہت سیاہ بنایا۔ کلاہ مروارید نگار سر پر رکھ کر جوڑا باندھا انڈوی سر پر رکھی۔

اس صورت سے یہ بن کر قریب بارگاہ ماہ آ کر گرا ماہ اور حاضرین دربار نے جو اس کو دیکھا سمجھے کہ بلا جو غائب رہتا ہے۔ اس وقت روئے ہو اسے اترا ہے بس یہ سمجھ کر مع ماہ سب نے اٹھ کر تعظیم دی اور تسلیم کی یہ قریب ماہ کے جا کر بیٹھا اور کہا اس وقت مجھ کو سحر نے خبر دی کہ عیار تمہارے یہاں آیا ہے۔ پس میں اتر آیا کہ ایسا نہ ہو تم کو کچھ ضرر پہنچے۔ اس نے کہا۔ "حضور کی پرورش میرے حال پر ہوئی' آپ میرا خیال نہ رکھیں تو اور کون رکھے۔ آپ کے اقبال سے میں نے اس عیار کو پکڑ لیا۔ دیکھیے وہ سامنے مقید کھڑا ہے۔" یہ سن کر اس نے جانب عیار مذکور کو دیکھا اور اٹھ کر بغضب تمام ایک طمانچہ اس کے مارا اور کہا۔ "او نا عیار دیکھ تو میں کس حال خراب سے تجھ کو مارتا ہوں بظاہر تو طمانچہ وہ بڑے زور سے پڑا۔ مگر رخسار پر بہت ہلکا معلوم ہوا۔ گلباد سمجھا کہ یہ بلا نہیں کوئی میرا بھائی عیار ہے پس اس کو بہت اطمینان ہوا کہ اب میں رہا ہو جاؤں گا۔

یہ تو اس فکر میں تھا کہ جو بلا نقلی نے ماہ سے کہا کہ عیار یہاں آ کر تم کو اس عیار کے چھڑانے کے لیے پریشان کریں گے۔ اس لیے میں اس عیار کو اپنے ہمراہ بالائے

ہوا لیے جاتا ہوں۔ رات بھر قید رکھ کر صبح کو قتل کر دوں گا اور سر لیتا آؤں گا۔

ماہ نے یہ سن کر اپنا سحر اتارا اور کہا۔ "اچھا لے جایئے۔"

اس نے اٹھ کر ایک ہار پھولوں کا دکھلانے کی راہ سے گلباد کو پہنایا۔ اس لیے کہ ماہ سمجھے اس نے عیار کو مسحور کر لیا۔ غرض بعد اس تدبیر کے اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر بارگاہ کے لایا اور نعرہ کیا۔ "ارے او قحبہ ماہ تجھ کو لازم ہے کہ یہاں سے چلا جا۔ منم سیارہ اگر یہاں ٹھہرے گی تو وہ میخ ماروں گا تو بھی یاد کرے گی۔"

ماہ یہ نعرہ سن کر پیچھے دوڑی۔ دونوں عیار مثل برق دباؤ کے نکل گئے اور یہ ساحرہ اول مرتبہ زک پا چکی تھی آگے نہ بڑھی اور پھر کر اپنی حفاظت کے لیے ایک بیضہ سحر پڑھ کر زمین پر مارا۔ زمین سے دھواں نکل کر گرد بارگاہ ایک دیوار سیاہ کھینچ گئی۔ اب کوئی بغیر اجازت ماہ بارگاہ میں جائے۔ ممکن نہیں یہ انتظام کر کے ماہ تو بارگاہ میں بیٹھی اور عیار بھی اندر بارگاہ کے نہ جا سکے مجبور ہو کر اپنے لشکر میں آئے۔

لشکر میں تیاری ضرب و حرب تھی۔ بہادر تن رہے تھے نوجوان بن رہے تھے۔ اسلحہ کی بلند جھنکار تھی۔ تلوار کی تیز دھار تھی۔ گرز سر بلندی پر آمادہ مستعد جنگ ہر ایک سوار و پیادہ۔ اسی ہنگامہ میں وہ رات بسر ہوئی علامت آمد سحر ہوئی۔ جسم دہر پر سے بلائے تیرگی دور ہوئی۔ سحر خنداں اور مسرور ہوئی کہ

قمر نے پھر لباس شب اتارا
ہوا روشن سحر کا پھر ستارا

دم سحر لشکران جنگجو آمد خسرو زرین لباس بارگاہ مشرق سے معلوم کر کے توسنہائے سبزہ رنگ پر سوار ہو کر وارد صحرائے جدال ہوئے۔ سبزے فلک مرکبوں پر رشک کرتا بہرام چرخ کو بڑا خوف تھا۔ مختصر یہ کہ بہادر آمادہ قتال ہوئے۔ امیر با اقبال اسلحہ تن پر سج کر بہزاراں جاہ و جلال اشقر پر سوار ہو کر جلو خانہ شہنشاہ رستم خصال پر آئے۔ سرداروں

نے انتظام مقدم شاہ دبدبے جانب در لڑائے ناگاہ گلہائے تشریف آوری گلبن شہر یاری نے مقام منتظراں معطر فرمایا جمال شاہی نے چشم مشتاقاں میں نور بخشا دیدہ چراغ اخضر کو تجمل سواری نے نرگس آسا حیران بنایا۔ ہر سردار بسان شاخ بار وار بہر تسلیم جھکا چمن ستان شاہی سے نسیم قبول نے اہتزاز پایا۔ تخت کے گرد برنگ بلبلان گلستان شجاعت جمع ہو کر گلگوں صبا شتاب سب نے بڑھائے فتح و ظفر نے پرچم اقبال اڑائے ڈنکے بادلوں کی طرح گرجے ہتھیار برق کردار چمکنے لگے۔ امیر کا اشقر چھلبل دکھاتا فوج کے آگے اس طرح چلا کہ برق شعلہ کا بھی اس کی تڑپ پر رشک سے دل جلا۔

برابر برابر امیر کے جانشین وارائے اعظم ہندوستان بصد عظمت و شان فیل میمونہ مبارک پر سواران نو لاکھ ہندی کا مجمع ہمراہ بڑا تزک اور سامان تھا۔ ہاتھی ایسا صاحب شکوہ و شان تھا کہ فیل فلک پر قربان تھا۔ ہر چند سر جھکا کر شباہت اپنی مثل اس کے بنایا تھا مگر ٹکر نہ کھاتا تھا۔

اسی طرح قرنا پھنکتی علم لچکتے نیچے ان کے تڑپتے بہروں کی سیاہی چھائی۔ کالی گھٹا آئی۔ سیاہ دل بادل کی طرح میدان نبرد میں پہنچی۔ اس طرف سے آمد لشکر حریف میں ہوئی۔ لقا کا ہاتھی قلب لشکر میں آ کر قائم ہوا۔ بلا و صبا و مہتاب اسی طرح بنگلے میں بیٹھے ہوئے آئے۔ ماہ سپہ سالار اژدر دماں پر پر سوار ہو کر مع گرد ساحران نابکار ایک سمت آ کر ٹھہری صفیں آراستہ ہوئیں۔ بعد دستی جملہ امور جنگ ماہ بے نام و ننگ نے بلا سے کہا کہ آج میرا ارادہ مقابلہ کا ہے۔ اس نے اجازت اس کو دی قحبہ اژدر اڑا کر سامنے تخت لقا کے آئی اور اس بے حیا سے بھی اجازت چاہی۔ اس نے بھی رخصت دی۔ اس نے رخ جانب میدان کیا اور وسط میدان میں پہنچ کر نعرہ مارا کہ "فرقہ مسلمانان آج میں طبقہ الٹے دیتی ہوں اور تمہارے لشکر میں آ کر تمہیں سب کو بحال خراب قتل کرتی ہوں۔"

یہ کہہ کر اژدر بڑھا کر کنارے صف لشکر اسلام کے جا کر اژدھے سر پر ایک ترسول

مارا کہ وہ ستر گز کا ہو گیا اور منہ اس نے مثل سانپ کے کھولا شعلے آگ کے منہ سے نکلنے لگے۔ در جہنم ظاہر تھا کہ کھل گیا۔ اس اژدر نے دم گھسیٹا لشکر کے آدمی کھینچ کر سو سوا سو ایک ہی بار دہن میں سما گئے۔ غلغلہ عظیم برپا ہوا۔ صفوں میں درہمی و برہمی ہوئی۔ بہادر چار سمت سے مرکب بڑھا کر تیغیں علم کر کے جانب ساحرہ چلے۔ لیکن حرارت آتش دہن اژدر سے بھیجے پکنے لگے۔ شور و واویلا بلند ہوا۔ امیر نے یہ ہنگامہ دیکھ کر اسم اعظم الٰہی درد زبان کیا اور اشقر دیوز بڑھایا۔ اس ساحرہ نے آپ کو دیکھ کر رکے لیکن جس جگہ کہ وہ ساحرہ زمین غرق ہوئی تھی شعلہ آتش وہاں سے نکلنے لگے اور لشکر کے آدمی سو سو دو دو سو غرق زمین ہونے لگے۔ اس زندہ درگور ہونے سے لشکر میں پھر تلاطم برپا ہوا اور کئی ہزار آدمی پیوند زمین ہوئے۔ اس وقت امیر نے مرکب اڑ کر اپنے تئیں اس مقام پر پہنچایا اور اسم اعظم پڑھ کر دم کیا کہ یکایک وہ ساحر مع اژدر شعلہ نشاں زمین سے نکلی اژدر کا قد اب سو گز تھا اور ساحرہ بھی آنکھیں لال لال کئے منہ سے شعلہ چھوڑتی مہیب صورت بنائے بال زمین تک لٹکائے ظاہر ہوئی اور ترشول پکڑ کر امیر پر حملہ کیا۔ آپ نے حملہ اس کا رد کر کے نعرہ اللہ اکبر بلند فرمایا اور اسم اعظم دم کر کے تلوار پر عقرب سلیمانی کا ہاتھ اس کے سر نجس پر لگایا۔ برکت اسمائے الٰہی سے تلوار ایسی پڑی کہ مع اژدر اور ساحرہ کے چار ٹکڑے ہوئے غلغلہ قیامت خیز برپا ہوا۔ آندھی نے دنیا اندھیری کر دی۔ آگ برسنے لگی۔ بیروں نے غل مچایا کہ افسوس ہے کہ مارا ماہ جادو کو۔ اس ہنگامہ کو دیکھ کر بلا اور صبا وغیرہ نے ایک نعرہ آہ مارا اور فوج ساحران کو للکارا کہ ہاں لینا اس مسلمانان کو ساحر حملہ آور ہوئے بختیارک نے اس حملہ کو دیکھ کر غور کیا اس گرمی میں جلاد وغیرہ گرم ہو جائیں گے۔ کیونکہ ان کو غصہ بہت ہے اور حمزہ مالک باطل السحر ہے وہ ایک کو بھی زندہ نہ رکھے گا۔ لہٰذا جنگ مغلوبہ کرا کر ان سب کو بچانا چاہیے۔ یہ سمجھ کر افسران لشکر کو اس نے بھی حکم حملہ کرنے کا دیا۔ تمام مسنحانی باختری و مشتری و عصاری اور

کوہی اور سلیمانی گرگانی جمشیدی کیوں مرتی۔ تیر و تلوار و گرز وغیرہ سے کام لینے لگے۔
نیزہ داروں نے دشت قتال نیستاں بنا دیا تیر افگنوں نے مینہ برسا دیا۔
امیر اور سرداران لشکر اسلام بھی سینہ سپر کر کے عدو کو روز بد دکھانے لگے۔ منچلے ہاتھ تلواروں کے بڑھ بڑھ کر لگانے لگے جو بہار کو رزم کو بزم سمجھتے تھے جان دینا ان کے نزدیک کھیل تھا۔ تیغ کو ان کی سرگردان سے دشمن کے میل تھا۔ جانبازی ان کی بازی تھی۔ دم شمشیر سے دمسازی تھی۔ صہبا سے ہوائے شمشیر زنی فراش تھی۔ بچھی ہوئی ناش پر لاش تھی۔ پیرہن ہستی قطع ہو کر ان کا بچھونا تھا۔ زندگی کا ہر ایک کو رونا تھا۔ تار نفس کی دوریاں کسی تھیں۔ خیمہ جسد ویران تھے۔ اہل بزم پریشان تھے۔ ڈالیں ابر کی طرح چھائی تھیں یا شامیانہ تنا تھا۔ تار شعاع شمشیر کی چمک سے ایسا اجتماع تھا کہ کلابتوں کی ڈوریاں اس نمگیرہ کی تھیں۔ رقص بسمل نے کیفیتیں دکھائیں۔
ساحروں نے ہر چند ہر سمت سے طرح طرح کی آفت برپا کی یعنی آگ برسائی پہاڑ اڑا کر ڈھائے۔ مار و عقرب برسائے اژدر صحرا سے بلا کر لڑائے مگر برکت اسم اعظم اہل اسلام ان بلاؤں سے محفوظ رہے اور قتل کرتے جانب لقا چلے۔ امیر جانب ساحران بڑھے۔
بختیارک نے یہ دیکھ کر طبل بازگشت بجوا دیا۔ امیر ناچار پھرے ادھر بھی طبل آسائش پر چوب پڑی۔ فوجیں پھر کر پڑاؤ پر آئیں۔ امیر نے لاشیں اپنے لشکر کے مقتولوں کی اٹھائیں پھر بارگاہ میں تشریف لائے۔ زخمیوں کے ٹانکے دلوائے دربار برخاست ہوا ہر ایک سردار اپنے اپنے مقام پر جا کر مصروف عیش و نشاط ہوئے۔ بادشاہ بھی داخل شبستاں ہوئے۔ یہاں تو یہ کیفیت ہے۔ لیکن اس طرف بلائے لاشہ ماہ اٹھوایا۔ بہت کچھ اس کے مرنے کا غم کیا پھر بارگاہ لقا میں آیا۔ وہاں مہتاب و صبا بھی موجود تھیں وہ بھی غم ظاہر کرنے لگیں۔ بختیارک نے کہا۔

فکر خود کن فکر بیگانہ مکن

ایک دن اس طرح تم سب خوابگاہ عدم میں جا کر سوؤ گے۔

عالم ارواح میں روؤ گے۔ ساحران نے منقق اللفظ اس کے قول کی تائید کی مہتاب جادو نے بھی کہا۔ ملک جی آپ سچ فرماتے ہیں۔ بغیر اسم اعظم بھلائے حمزہ سے کوئی لڑ نہیں سکتا۔ اچھا آج کی رات میں ایک سحر تیار کرتی ہوں۔ اگر اس سحر سے بھی کچھ نہ ہوا تو اسم اعظم کی تدبیر کروں گی۔ یہ کہہ کر کچھ دیر بیٹھی رہی۔ جب وقت آیا کہ اژدر شب پر ماہ آسمان بسان ساحران سوار ہوا اور مرگ ساحر روز سے عالم میں اندھیرا چھایا۔

مے غم سے بھرا جو ساغر شام
تو پہنی شب نے پوشاک سیہ فام
کیا شب نے چراغ ماہ روشن
ڈھلا دن کی طرح تاروں کا جوبن

مہتاب بارگاہ سے اٹھ کر اڑی اور حوالی کوہ عقیق میں پہنچ کر ایک چشمہ کے کنارے اتری۔ برہنہ ہو کر اس چشمہ میں پہلے نہائی۔ پھر کنارے آ کر برنجی تھالی میں ایک چومک جلائی اپنے خون سے چھینٹے اس چومک کی لو پر دینے لگی اور سحر پڑھتی تھی۔ پہر رات تک اسی طرح افسوں خواں رہی بعد نصف شب تین دستکیں زور زور سے دے کر ناچنے لگی۔ ناگاہ اس چومک تھرا کر شق ہوئی اور ایک شیطان خبیث نے اس میں سے منہ نکال کر پوچھا۔ کیا کہتی ہے؟

اس نے کہا۔ مجھ کو منظور ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑا دوں اور ایک دوسرے کے ہاتھ سے قتل کراؤں شیطان نے جواب دیا۔ "یہ کچھ مشکل نہیں جا ایسا ہی ہو گا۔

اس نے کہا۔ حمزہ افسر لشکر مسلمانان رد سحر پڑھتا ہے۔ اس کا کیا علاج آپ نے سوچا ہے۔

اس نے بیان کیا۔ جب حمزہ ان لڑنے والوں کے قریب رد سحر کرنے آئے گا تو گرد

پیدا ہو گی۔ وہ لڑنے والے اس میں غائب ہو جائیں گے۔ حمزہ پھر ان کو نہ پائے گا۔

اس نے کہا۔ "پھر وہ لوگ کہاں جائیں گے؟"

URDU4U.COM

اس نے جواب دیا۔ "ہم قید کر لائیں گے۔"

ساحرہ ان باتوں سے بہت خوش ہوئی اور اس شیطان کو اپنا خون جسم کاٹ کر پلایا اور رخصت کیا کہ وہ غائب ہو گیا۔ اس نے بہت سے دانے ماش کے لو پر سے چومک کے اتار لیے اور چونک بجھا کر غائب ہو گئی۔ بروئے ہوا اپنے بھائی بلا کے پاس آ کر سوئی۔ جب ساحر روزگار نے آفتاب کی چومک چشمہ فلک کے کنارے جلائی اور حوادث دہر نے شیطان بن کر غمزاراں مالک دنیا کی صورت دکھائی۔

وقت سحر لقا آ کر بارگاہ میں تخت پر بیٹھا۔ دربار جمع ہوا۔ ساحر بھی روئے ہوا سے بارگاہ میں اتر آئے جیسے سرزمین دین پر سایہ اترایا فتنہ دہر میں پیدا ہوا اس طرح ظاہر ہو کر دنگل پر بیٹھے ناچ ہونے کا حکم دیا۔ دن عیش و عشرت میں بسر کیا۔ جب اندھیرا بھوت کی طرح سر عالم پر چڑھا اور عامل روز فتیلہ آفتاب بجھا کر کنارا کر گیا اور شب کی پیر زاری نے ہندسہ جات انجم کا نقش خطوط کہکشاں کھینچ کر بھرا۔

تیاری جنگ دونوں جانب آغاز ہوئی۔ طائر خیال مبارزاں کو جانب صحرائے جلاوت طاقت پرواز ہوئے۔ ہوائے حوصلہ شجاعان نے گلستان تہوری ہرا کر دیا۔ نیا گل کھلایا یا کہ گلشن ہستی میں نہال قامت کے قطع ہونے کا وقت قریب آیا۔ واقعی عجیب بہار تھی کہ فوج آبیاری آہن کرنے پر تیار تھی۔ نیزے حدیقہ ارجمندی کے سروپا شمشاد تھے خانہ کمان آباد تھے تیغیں سان پر چڑھے سے شعلہ فشاں تھیں۔ چنار سے گرتی چنگاریاں تھیں۔ لال پلٹن کے سپاہی سرخ وردی سے لالہ احمر ریاض شجاعت یا گل بوستان جلاوت تھے فوجوں کی نگرانی آنکھیں چار سو لگی تھیں۔ تختہ نرگس اس گلزار بہادری میں پھولا تھا۔ سرد باغ غبار دل کا بگولا قمر بلبلیں زمزمہ پرواز تھیں۔ نقیب بولتے تھے۔ مرغ ارمان پیکار پر تولتے تھے جو پریٹ جمی تھی مہندی کی ٹٹی نظر آتی تھی۔ قرنا ہر ایک شبو تھا۔ گل

عباس طرم کی صورت ہو بہو تھا مرکب سب نسیم رو صبا شتاب تھے سیر کے پھول تھے یا تختہ سوسن کے قریب کھلے گل گلاب تھے نوجوان بسان جوانان گلشن تن رہے تھے۔
URDU4U .COM
افسر ہر ایک شمشاد قامت زیور اسلحہ پہن کر عروس بن رہے تھے۔ جرنیل و فوجدار چمنستان جرات کے مرد صنوبر تھے پھلدار نخل تیغ و خنجر تھے۔ لال لال آنکھیں سپاہیوں کی گل کی رنگت دکھاتیں۔ قیامت زا کیفیتیں نظر آئیں۔ صرصر حادثہ زا بوستانے وزان تھی۔ یہ صورت نمایاں تھی۔

وہ سب گلستان شجاعت کے گل
برنگ عنادل یہ کرتے تھے غل
کہ ہاں اے جوانان گلزار رزم
سمجھنا تم اس رزم کو جائے بزم
کہیں سان پر تیغ تھی شعلہ بار
کہ ہو جیسے گلشن میں نخل چنار

رایت نصرت آیات فوج ظفر موج شہنشاہ آسمان ورایت بصد مکنت و جلال بہر جنگ و جدال جانب میدان بڑھا۔ امیر با اقبال نے مع سرداراں رستم خصال کے مسجد سے آ کر جلوہ خانہ بادشاہی میں قرار لیا۔ شاہ قوی بال برآمد ہو کر جانب رزم گاہ چلے سردار تسلیم کر کے گرد تخت شاہی ہوئے کہ بموجب

چلے جانب رزم گاہ بادشاہ
زمین و زماں میں پڑا زلزلہ
پڑی کوس شاہی پہ چوب ایک بار
جہاں میں ہوا شر حشر آشکار

بہادر ہنر مند عالی گوہر
سجے تن پہ تلواروں تیر و تبر
بڑے کر و فر سے بڑی آن سے
ہوئے داخل رزم گہ شان سے

میدان میں پہنچ کر یہ صفیں جمیں۔ اس طرف سے آمد لشکر لقا بے بقا ہوئی۔ ساحروں میں سے بلاد صبا بنگلے میں بیٹھے ہوئے متاب اژدر پر سوار ساحروں کے پرے ہمراہ لیے آئی۔ لشکر نے صف باندھی قلب میں تخت ہاتھیوں پر کھنچا ہوا' لقا کا ٹھہرا نقیب للکارے کڑکیٹ پکارے کہ

کدھر ہیں شجاعان نام آوراں
کہاں ہیں وہ جنگ اور تیغراں
لڑائی میں جانیں لڑا دیں ذرا
کہ مٹ جائیں گے نام رہ جائے گا

○○○

• مہتاب جادو

جب کل انتظام میدان ہو چکا۔ مہتاب نے قریب تخت خداوند آ کر رخصت سر حرب کی بقا نے اجازت دی۔ بختیارک نے کہا۔ "ماہ کی طرح سے ملکہ تم بھی جانب ملک عدم جانے میں عجلت نہ کرنا۔ جو ہم کہیں واہ ری روشنی۔" وہ قحبہ یہ کلام سن کر ہنسی اور کہا "ملک جی آج کی لڑائی قابل دیکھنے کے ہے۔" یہ کہہ کر اژدہا بڑھا کر کچھ دور آگے جا کر پکاری "اے قاسم و علم شاہ تم دونوں بڑے لڑنے والے ہو۔ مگر کبھی آپس میں باپ بیٹے لڑے ہیں۔ اب مثل رستم و سہراب باہم لڑ کر مر جاؤ۔ نام اس معرکہ میں کر جاؤ۔" یہ سنتے ہی قاسم و علم شاہ کہ صف دست چپ میں ایک ہی مقام پر کھڑے تھے۔ آمادہ فساد ہوئے۔ علم شاہ نے قاسم کو للکارا۔ "بے ادب تو ہمیشہ مجھ کو گھورتا ہے اور ہر بات میں منہ چڑھتا ہے۔" قاسم نے بجواب اس کے نہیب دی کہ میں رتبہ پدردی کا پاس کرتا تھا۔ اس وجہ سے آپ کا کڑ کڑا جواب اٹھاتا تھا۔ اب میں تلوار کے آگے کچھ باپ دادا کا لحاظ نہ کروں گا۔ زیادہ بولو گے تو زبان تیغ سے جواب دوں گا۔" یہ سن کر علم شاہ تیغہ کپتان فرنگی کھینچ کر اس پر چلے قاسم نے بھی پلارک کو افراسیاب کی نیام سے لیا۔ دونوں صف لشکر سے باہر ہوئے اور لڑنے لگے۔ جھنناتا شمشیر زنی کا شروع ہوا۔ سردارن اسلام ہاں ہاں کر کے چھڑانے لگے اور پکارے "اے دلاور کیا کرتے ہو۔ قدم راہ مروت سے خلاف دھرتے ہو۔ خبردار فساد باہم نہ کرو۔" یہ کہتے ہیں اور کچھ کر نہیں سکتے۔ اس وقت امیر مرکب بڑھا کر اسم اعظم پڑھتے ہوئے چلے اور کمند اندازوں کو بادشاہ اسلام نے حکم دیا۔ "کمندیں مار کر ان کو اسیر کرو۔" ادھر سے کمند انداز چلے۔ ادھر سے امیر بڑھے۔ لیکن کوئی قریب ان کے نہ پہنچا تھا کہ صحرا کی طرف آندھی آئی اور ایسی جلد یہ آئی قریب آ کر غبار نے ان دونوں لڑنے والوں کو چھپا لیا۔ امیرت اس آندھی پر اسم اعظم پڑھ کر دم کیا کہ وہ

خاک بیاد فنا اڑ گئی۔ لیکن نگاہ جو کی لاش و قاسم علمشاہ کی پڑی تھی صورت زیبا خاک میں پڑی تھی۔ آنکھیں حسرت آلود باپ کی تلوار بیٹے پر پڑی ہے بیٹے کی تلوار نے باپ کی جان لی ہے۔ یہ دیکھ کر امیر نے چاہا کہ گریبان پھاڑیں۔ فرط غم سے سر پر خاک ڈالیں۔ مگر میدان جنگ میں کھڑے تھے۔ غیرت شجاعت دامن بن کر دیدہ دل سے اشک ریبہ پاک کرنے لگے تھے۔ نالہ نے ضبط کرنے سے گلا گھونٹا آنسو بے ساختہ نکل پڑے۔ لشکر میں بھی کہرام بپا ہوا۔ کوئی کہتا تھا۔

سدا گھر کس نے اس عالم میں پایا
زمین سے آسمان نے ہے اٹھایا

اسی طرح یہ سب تو مصروف نالہ و شیون تھے کہ اس قحبہ مہتاب نے پھر پکار کر کہا "اے لندھور اے مالک بھلا دیکھوں تو تم دونوں کیونکر باہم مقابلہ کرتے ہو۔ کس لیے کہ تم دونوں جانشین حمزہ ہو۔ یقین ہے کہ خوب لڑتے ہو گے۔ اتنا کہتے ہی لندھور نے مالک کی طرف دیکھ کر نعرہ کیا "اتنا کہتے ہی لندھور نے مالک کی طرف دیکھ کر نعرہ کیا "اے ماہ بجھی ریگ بیابان شمار سو سار خوار عربی تو ہمیشہ بنگاہ کج مجھ کو دیکھتا ہے آج آ تو میرے مقابلہ میں۔" مالک نے نہیب سن کر جواب دیا کہ اے ہندی پہتی خور کم قدے تو لڑنا کیا جانے۔"

یہ کہہ کر مادیان عربی کو صف سے نکالا۔ ادھر سے فیل میمونہ کو لندھور نے ہولا امیر ہاں ہاں کر کے چلے ازبسکہ لشکر کی صف دور تک ہے۔ جب تک یہ جائیں اس وقت تک وہ دونوں لڑنے لگے۔ اس نے نیزہ مارا اس نے گرز مارا۔ دونوں نے ضربیں رد کر کے جنگ مردانہ آغاز کی۔ اس عرصہ میں امیر قریب پہنچے اور ایک طرف سے بحکم بادشاہ کمند انداز آ گرے۔ لیکن ویسی ہی آندھی بہت جلد آئی اور دامن گرد نے بسان دامن آغوش مار دان پروردگار مہد شجاعت و تہوری کو چھپا لیا۔ امیر نے قریب پہنچ کر

اسم اعظم پڑھا کہ وہ آندھی تو مٹی لیکن ان دونوں کی لاش پر نظر پڑی۔ عیاذ باللہ پھر تو طاقت ضبط باقی نہ رہی بے اختیار انا اللہ ونا الیہ راجعون ارشاد کیا اور کہا۔

URDU4U .COM

فلک دے گا ابھی کیا کیا تو داغ
جلے گا دل تو دے گا آج بو داغ

یہ تو اس عالم میں تھے کہ ساحرہ نے ہنس کر باآواز بلند کہا۔ "اے فرامرز و جمہور تم دونوں بڑے بہادر کہلاتے ہو کہ پسر خواندہ حمزہ جو چاہے کہ ہم لڑ کر مر جاؤ اپنا نام کر جاؤ۔" یہ آواز سنتے ہی امیر چلے کہ میں پہلے ہی جا کر ان دونوں کو روکوں اور اسم اعظم پڑھوں۔ لیکن صف میں دست چپ دوسرا دست راست میں تھا اور تخت شاہی سے مل کر صفیں آراستہ تھیں۔ امیران سے بہت دور لاشہ لندھور وغیرہ پر گریاں تھے۔ ان دونوں کے پاس جلد پہنچ سکے۔ وہ صف سے نکل کر لڑنے لگے۔ جمہور کا تیر زریں فرامرز پر پڑا۔ دونوں شیر بیشہ شجاعت ہیں حربے رد کر کے باہم گتھ گئے۔ امیر قریب پہنچے اس وقت غبار زمین پر پیدا ہوا اور ان دونوں شیر بیشہ شجاعت ہیں دونوں نور دید گان مرد مک دلاری کو مارا گرایا امیر نے جو دیکھا تو لاشہ ان کا نظر آیا بحر اشک قلزم چشم سے بہایا۔ دست تاسف ملے اور فرمایا۔

نیا یہ تیر تم نے دل پر مارا
نہیں ہے صبر کا اب مجھ کو یارا

اب تو مصروف نوحہ شیون تھے کہ مہتاب نے اب کی پکارا "اے مندویل اصفہانی والے مہلیل جنگ عراقی تمہاری رزم بھی قابل دید تھی۔ ہاں لڑو تو آپس میں۔" یہ سن کر مندویل و مہلیل صف لشکر سے نکلے اور ہمکلام کر کے باہم لڑنے لگے اور دل گرد میں

چھپ کر مردہ ہوئے امیر روتے رہے۔ ساحرہ نے اس طرح دس پندرہ جوڑ لڑوائے۔ یہاں تک کہ وہ دن تمام ہوا اور غبار تاریکی شام ظلام نے مبارز فلک کو یعنی نیر جہاں تاب کو چھپایا۔ روز روشن مثل شمع کشتہ ساحرہ شب نظر آیا کہ

URDU4U.COM

ادای شام پر چھائی ہوئی تھی
ستاروں پر بلا آئی ہوئی تھی

مہتاب نے طبل بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا
"اے لشکر مسلمانان اگر تم نے میرے خداوند کی اطاعت نہ کی تو صبح کو چراغ ہستی تمہارا گل کر دوں گی۔ دشت لاشوں سے بھر دوں گی۔ خبردار انکار نہ کرنا ورنہ سزا اپنی کنار میں دیکھو گے۔"
یہ کہہ کر پھری۔ امیر بھی رنجیدہ خاطر مراجعت فرما ہوئے۔ لشکر نے کمر کھولی۔ آسودہ ہوا۔ لقا اپنی بالگاہ میں آ کر بیٹھا۔ ناچ ہونے لگا صحبت نشاط برپا ہوئی لشکر اسلام میں ہر شخص فرط غم سے افسانہ حیرت و حسرت بر زبان تھا۔ سراسر غم کا سامان تھا۔ امیر نے بارگاہ میں آ کر خواجہ زادوں کو بلایا اور حال کشتگان لشکر استفسار فرمایا۔ خواجہ زادوں نے قرعہ پھینک کر خوض و غور فرمایا۔ نظرات ثوابت و سیار گان کو دیکھ کر سر اٹھایا اور عرض کیا "اے شہر یار سر فراز سب قید میں مبتلا ہیں۔ یہ سب پتلہائے سحر ہیں جو قتل کئے گئے ہیں ان کو پھکوا دیجئے اور جو امتحان میرے قول کا کرنا ہو تو کسی پتلے پر اسم اعظم دم فرمایئے حال معلوم ہو جائے گا۔"
امیر نے ایسا ہی کیا۔ پتلے ماش کے آٹے کے تھے۔ غرض ان کو پھکوا دیا اور خواجہ زادوں کو خلعت دے کر رخصت فرمایا۔ عیار سیارہ وغیرہ فکر عیاری میں چلے۔ دربار برخاست ہوا۔ سردار خواب گاہ میں گئے۔ بادشاہ داخل شبستان ہوئے۔ چالاک نے امیر سے عرض کیا میرا جی گھبراتا ہے آج جا کر یا تو اپنی جان دیتا ہوں یا مہتاب کو قتل

کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر نہائے عیاری سے آراستہ ہو کر روانہ ہوا۔ ابوالفتح نے جو اس کو جاتے دیکھا۔ آپ بھی ہمراہ ہوا اور دونوں کنارے لشکر حریف پہنچ کر صورت خدمت گار کی سی بن کر داخل لشکر ہوئے۔ یہاں دیکھا تو بڑی گھما گھمی ہے۔ دکانیں کھلیں۔ سپاہ تمام مصروف خرمی ہے ہر سمت سامان عیش و نشاط ہے۔ ساحروں میں انجمن انبساط ہے۔ ناچ ہر مقام پر ہو رہا ہے ہر شخص فتح کی خوشی کر رہا ہے۔ بستر پر سپاہیوں کے یاروں کا مجمع ہے۔ شراب کا دور چلتا ہے۔ یہ دونوں عیار باہم مشورہ پار ہوئے کہ ایک ہم میں سے بارگاہ لقا میں جائے اور دوسرا باہر ٹھہرے۔ اس لیے کہ اندر والے پر خدانخواستہ کچھ آفت آئے تو یہ اسکی اعانت کرے۔"

غرض کہ یہ صلاح کر کے چالاک نے ابوالفتح کو باہر چھوڑا اور آپ اندر گیا۔ یہاں بھی سامان عشرت نظر آیا۔ مہتاب مع اپنے بھائی وغیرہ کے تک پر جلوہ فرما تھی۔ محفل انبساط برپا تھی۔ بختیارک شیطنت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ہائے ملکہ مہتاب یہ روشنی تمہاری رات بھر کی ہے۔ یہ رات تم پر بھاری نظر آتی ہے۔ مرزد زادے آتے ہوں گے وہ سارا فروغ مٹا دیں گے۔ یہ چاند سی صورت خاک میں ملا دیں گے۔" مہتاب یہ باتیں سن کر ہنس رہی ہے۔ چالاک جملہ کیفیت سن کر ایک جگہ ٹھہر کر دیکھنے لگا کہ شیطان نے پھر ساحرہ کو عیاروں کا خوف دلایا۔ اس نے زیر لب کچھ بڑبڑایا۔ فوراً ایک پنجہ پیدا ہوا کہ ہاتھ میں خاصدان لیے تھا۔ وہ خاصدان رو برو بے ساحرہ لایا۔

اس نے ایک گلوری اس میں سے لے کر کھائی اب اس پنجہ نے صورت ایک پتلے کی پیدا کی اور کان میں اس کے کچھ کہا۔ چالاک سمجھا کہ تیرا ذکر یہ کر رہا ہے بھاگ جا پھر سمجھا کہ جو تیری جانب یہ کچھ اچارہ بھی کرے۔ اس وقت بھاگنا چاہیے۔ یہ سمجھ کر ٹھہرا تھا۔ کہ ساحرہ سے پتلا کہہ چکا تھا کہ عیار کھڑا ہے۔ اس نے دانہ ماش کا پھینک کر آواز دی "اے زمین بگیر۔"

چالاک کے پاؤں زمین نے پکڑ لیے۔ اس نے گرفتار کرا کر سامنے بلایا اور کہا "سچ بتلا

کہ تو کون ہے۔"
چالاک نے اپنا نام بتایا اور کہا میں تماشا دیکھنے آیا تھا کوئی خطا تیری نہیں کی تھی جو تو نے گرفتار کر لیا۔ میں ہمیشہ جمال خداوندی دیکھنے اس بارگاہ میں آیا کرتا ہوں۔ علاوہ اس کے ہم لوگوں کو ستانا اچھا نہیں۔"
URDU4U.COM
بختیارک یہ تقریر سن کر سمجھا کہ ایسا نہ ہو خوف زدہ ہو کر ساحرہ اس کو چھوڑ دے۔" پس اس نے کہا مرشد زادے یہ بغیر قتل کیے عیار کو چھوڑتی نہیں اور اب تو ماہ جادو کا ان کو بدلہ لینا ہے۔ ہمارا کچھ اس میں زور نہ چلے گا اور نہ ہم اس مقدمہ میں بولیں گے۔" یہ کہہ کر ساحرہ سے کہا "اے ملکہ مرغ سر بریدہ بانگ نمیدید آ ان کو وہ راہ بتلائیے کہ آپ یہاں نہ آ سکیں۔"
ساحرہ اس کے کلام کو سمجھی کہ در پردہ اس کے قتل کو کہتا ہے بس عازم قتل عیار مذکور کے ہوئی اور لقا سے کہا "یا خداوند میں اس عیار کو اپنے خیمہ میں لے جا کر سر کاٹ کر اس کا آتی ہوں۔ اس جا اس کے معین اور عیار آ جائیں گے اور فساد برپا کریں گے۔"
یہ کہہ کر اٹھی اور چالاک کو لے کر چلی مگر غلغلہ گرفتاری مذکور جو بلند ہوا۔ ابوالفتح جو باہر بارگاہ کے تھا یہ خبر سن کر اندر آیا اور بختیارک کے پس پشت ٹھہرا۔ جب ساحرہ چالاک کو لے کر چلی اس نے خنجر کی نوک پشت بختیارک میں چھوتی کہ اس نے گھبرا کر سر اونچا کیا اور اس کی جانب دیکھا۔اس نے کان میں جھک کر کہا "ملک جی آج تمہاری قضا آ گئی۔ دیکھو میرا خنجر کیسا براّن ہے۔"
ملک جی نے جلدی یہ تقریر سن کر عرض کیا کہ "یا حضرت میری کیا خطا ہے۔ اس نے کہا "حرامزادے تو ہی تو اشغالک ساحرہ کو بہر قتل عیار دیتا ہے۔ اے بے ایمان خود اگر میرے بھائی کا ایک رویاں بھی میلا تیرا حلوہ پکا دوں گا۔ بہتر یہ ہے کہ اس کو قید سے چھڑا دے۔"
ملک جی نے جی کڑا کر کے کہا "آپ اس مقدمہ میں دخل نہ دیجئے قتل ہو جانے دیجئے۔

پھر جیسا ہو گا دیکھ لیجئے۔"

ابوالفتح کو یہ سن کر ایسا غصہ آیا کہ تھرانے لگا۔ اور خنجر کھینچ کر پکار کہ او قرمساق قضا ہی تیری آ گئی۔ پس جیسے ہی اس نے خنجر کھینچا۔ ساحروں اور سب اہل دربار نے دیکھا چاہا کہ گرفتار کریں مگر شیطان سمجھا کہ میں قتل ہو جاؤں گا اور بالفرض کہ بسبب سحر کے اس وقت اس عیار کا خنجر دفعۃً مجھ پر نہ پڑے گا لیکن اور عیار مجھ کو زندہ نہ رکھیں گے۔ پس یہ سمجھ کر ہر شخص سے مانع ہوا کہ خبردار آپ سے کوئی نہ مزاحم ہوا اور سب کو روک کر آپ عرض پیرا ہوا "حضور جو فرمائیں میں بجا لاؤں۔"

ابوالفتح نے بہ آواز کہنا مناسب نہ جانا آہستہ سے کان میں کہا "اے فسادی جلد اٹھ کر ساحرہ کے پاس چل اور اس سے کہہ کر اس عیار کو قتل نہ کیجئے قید کیجئے۔"

شیطان نے کہا۔ "بہت خوب چلئے۔" یہ کہہ کر اٹھا چونکہ ساحرہ چالاک کو اس عرصہ میں اپنے خیمہ میں لائی تھی اور قتل کیا چاہتی تھی کہ یہ شیطان جا کر پہنچا اور پکارا "اے ملکہ مہتاب چلو تم کو خداوند بلاتے ہیں۔ فرمایا ہے کہ اس عیار کو قتل کرنا نا مناسب ہے قید کرو۔"

ساحرہ نے کہا "قید سے کیا حاصل ہے قتل ہی کرنا بہتر ہے۔"

بختیارک نے کہا "ارے مالزادی نہ تو سمجھے نہ بوجھے باتیں بناتی ہے۔ اور قحبہ آج قتل کرنے میں میرا پیٹ پھٹے گا۔ خداوند بھی جوتیاں کھائیں گے۔ تیرا سر اڑے گا۔ کیوں شامت آئی ہے۔ جلد حکم قید کا دے اور جو میں کہتا بجا لا۔"

ساحرہ اس کی باتوں سے حیران ہوئی کہ آج شیطان کو کیا ہوا ہے جو مجھ کو گالیاں دیتا ہے اور عیار کا جنبہ کرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کچھ اسرار ہے۔ مناسب ہے کہ خداوند کے پاس چل کر دریافت کروں۔ پس یہ خیال کر کے ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی ساحر نظر آئے تو اس عیار کو اس کے پاس قید کرا کے خداوند کے پاس جاؤں۔

پس اس کا ہر ستم دیکھنا تھا کہ سیارہ جو پہلے عیاری کو آیا تھا بھائی کی قید کا غل سن

کر بیتاب ہوا قریب خیمہ فکر رہائی برادر میں ٹھہرا ہوا تھا۔ شیطان کے آنے سے اس کے ہمراہ خیمہ میں چلا آیا تھا۔ اس وقت ساحرہ نے جو ساحر کی تلاش کی۔ بس اس کو قریب پایا چالاک کو اس کے سپرد کیا کہ اپنے سحر میں قید کر میں خدمت خداوند میں جاتی ہوں۔"

یہ کہہ کر اپنا سحر اتار لیا اور ہمراہ شیطان چلی۔ یہ دونوں عیار بھی خیمہ سے نکل کر بھاگے اور سیارہ نے عرہ کیا اور پکارا "اے قحبہ منم سیارہ دیکھ یوں چھڑا لے جاتے ہیں۔"

ساحرہ نے یہ نعرہ سن کر چاہا کہ پھر ان کو گرفتار کروں مگر بختیارک نے منع کیا کہ ان عیاروں کو چھیڑنا اچھا نہیں ابھی مجھ پر یہ سانحہ گزر چکا ہے۔"

یہ کہہ کر سارا ماجرا بیان کیا۔ ساحرہ کے عیاروں کی چالاکی سے حواس منتشر ہوئے لیکن شیطان سے کہا کہ آپ لوگ اگر اسی طرح خوفناک ہوں گے تو پھر ہم مقابلہ کیا کریں گے۔ آپ نے بہت برا کیا کہ اس عیار کو رہا کر دیا جس نے آپ کو دھمکایا تھا اس موئے کو بھی قید کرانا تھا آپ نے ملک جی فرط خوف سے جی ہار دیا ہے۔ سو بودوں کے بودے آپ بن گئے ہیں۔"

بختیارک یہ باتیں سن کر ہنسا اور کہا "اے ملکہ آپ زندہ جہان زندہ جان ہے تو جہان ہے۔ جب میری جان پر بنے گی میں بھی یہی کروں گا۔ اگر ایسی ہی تم مضبوط ہو تو اپنے خیمے میں بیٹھ کر عیاروں کو بلاؤ۔ دیکھو تو کہ وہ آ کر کیسی میخ مارتے ہیں۔"

مہتاب نے یہ کلام سنتے ہی غصہ میں آ کر کہا۔ "اچھا میں ابھی جا کر جتنے عیار ہیں سب کو گرفتار کر کے راہ فنا دکھاتی ہوں۔ اپنا سحر آزما ہوتی ہوں۔ ان موؤں نے بہت ناک میں دم کر رکھا ہے اور بڑی دھاک اپنی باندھ رکھی ہے۔"

بختیارک تو چاہتا ہے کہ میں الگ رہوں اور عیار قتل ہوں۔ پس اس نے اور زیادہ اس کو ورغلایا یعنی کہا "اے ملکہ کیوں قضا آئی موت پھڑپھڑاتی ہے۔ بھلا دیکھیں تو کم تم عیاروں کو کیونکر قتل کرتی ہو۔"

مہتاب یہ کلمہ سن کر پھری اور اپنے خیمے میں چلی۔ بختیارک بارگاہ لقا کی طرف پھرا۔

ابوالفتح جو خدمت گار بنا ہوا ساتھ تھا اپنے لشکر کی طرف چلا۔ اس لیے کہ اور عیاروں سے مشورہ ساحر کا بیان کروں۔ یہ تو ادھر سے چلا۔

ادھر سیارہ جو عیار کر کے مہتاب سے چالاک کو لے گیا تھا تو چالاک کو رنج ہوا تھا کہ یہ تجھ سے چھوٹا بھی ہے اور دست چی عاریٔ ہے۔ یہ جو تجھ کو رہا کر لایا احسان کا تجھ پر ہوا۔ اب تو چل کر جس طرح ہو سکے۔ اس ساحرہ کو ہلاک کر بس سیارہ سے جدا ہو کر چلا۔

ادھر سیارہ بھی بارادہ عیاری روانہ ہوا اب ایک فراش کی سی صورت بن کر جب تک مہتاب خیمہ میں پھر کر آئے یہ داخل خیمہ ہوا اور لوٹ مار کر پلنگ جر خیمے میں بچھا تھا اس کے نیچے جا کر چھپ رہا اور چالاک جب قریب خیمہ پہنچا دیکھا کچھ کنیزیں مہتاب کے در خیمہ پر کھڑی انتظار اپنی بی بی کے آنے کا کر رہی ہیں۔ یہ ساحر تو بن کر گیا ہی تھا۔ ایک کنیز کا اس نے جا کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا "ادھر آؤ تم سے خدا نے کچھ کہا ہے سن لو۔" کنیز ہمراہ اس کے چلی۔ یہ اس کو تنہائی میں لایا اور احباب مار کر بیہوش مار کر بیہوش کیا۔ پیرہن اس کا لے کر اس کی سی صورت اپنی بنائی یعنی دو دو انتیاں کان میں ڈالیں۔ اوراج پہن کر الٹی ساری باندھ کر گاتی دوپٹہ کی باندھی جھولی سحر کی گلے میں ڈالی ماتھے ماتھے پر سیندور کا قشقہ کھینچا۔ سیندور مانگ میں بھرا یہ نقشہ بنایا کہ

چمکتا برق سان تھا رنگ سرخ کا
مقابل مہر تاباں کے تھا چہرہ
نہایت خوبصورت بن کے گلفام
فدا تھے نرگسی آنکھوں پہ بادام
وہ دونوں کان میں بالے جو ڈالے
جڑاؤ سب جواہر کار وہ تھے
گلے میں خوشنما اک ہار ڈالا

اسی صورت سے سج کر سارا گہنا

پس اس صورت سے تیار ہو کر بہت جلد کنیزوں میں آ ملا۔ اس عرصہ میں مہتاب بھی شیطان سے شرط گرفتاری عیاراں کر کے خیمہ میں ائی۔ کنیزیں بھر خدمت حاضر ہوئیں۔ چالاک بھی ان میں ملا ہوا سامنے آیا۔ ساحرہ نے غور کیا کہ ایسا نہ ہو کوئی ان میں عیار ملک کر چلا آیا ہو پس امتحان کر کے چند کنیزوں کو رکھ لینا چاہیے۔ زیادہ مجمع رکھنا مناسب نہیں ہے پس یہ سمجھ کر سحر پڑھا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور دم بھر میں وہ پنجہ ایک سے دو ہوئے پھر دو سے چار ہوئے۔ تاآنکہ سو پنجے ہو گئے اور ایک ایک پھولوں کا وہ پنجے لیے تھے۔ پس ہار سب کنیزوں کے گلے میں پنجوں نے ڈال دیے۔
سب کنیزوں کو تو کچھ نہ ہوا مگر ہار پڑتے ہی چالاک کے بدن میں چنگاریاں اڑنے لگیں۔ اس نے جلدی سے وہ ہار اتار ڈالا مہتاب دزویدہ نگاہ سے دیکھتی تھی سحر پڑھ کر اس کو بے حس و حرکت کیا اور پکاری کہ اور دز و گردن باریک پہچانا میں نے تجھ کو تو جانتا ہے کہ میں غافل ہوں۔ اب قضا ہی تیری آ گئی۔"
چالاک ان باتوں کا جواب کیا دے ناچار رضیناً بالقضا خاموش ہو رہا اور ساحرہ نے تمام کنیزوں کو حکم دیا کہ باہر نکل جاؤ یہاں نہ ٹھہرو ایسا نہ ہو کہ تم مل کر کوئی عیار اور نہ آ جائے۔ کنیزیں حسب الحکم باہر بارگاہ کے گئیں اور اس نے چالاک پر سحر پڑھا کر وہ زمین پر گرا۔ یہ خنجر کھینچ کر اس کے سینے پر سوار ہوئی اس ماجرے کو سیارہ نے کہ پلنگ کے نیچے بیٹھا تھا۔ دیکھا گھبرایا کہ بڑا غضب ہوا بھائی قتل ہوتا ہے۔ پس لوٹ مار کر پشت ساحرہ کی طرف نکلا وہ جب تک کھٹکا سن کر پھر کر دیکھے۔ اس وقت سیارہ نے کمند ماری کہ حلقوں میں پھنس کر ساحرہ سینہ چالاک پر سے گری اور چاہتی تھی کہ سحر پڑھ کر کمند جلائے۔ سیارہ نے مہلت نہ لینے دی بہ زبردستی تمام ایک خنجر مارا کہ سر اس کا کٹ کر دور گرا وہ عیاروں کا قتل کیا چاہتی خود رہگرائے ملک عدم ہوئی۔ تیرگی اجل نے فروغ مہتاب سحر مٹایا بیرون نے ہنگامہ مچایا آندھی سیاہ

آئی۔ دنیا تاریک ہوئی کنیزیں اور سب ساحر دوڑے۔ عیار دونوں نعرہ کر کے بھاگے۔ اندھیرا جو ہوا شیطان درگاہ بختیارک بارگاہ میں کھڑے ہو کر ناچنے لگا کہ وہ مارا تاک دھنا دھنا خوب ہوا جو میں ان کے منہ نہ چڑھا۔ دیکھا آپ نے یوں مار ڈالتے ہیں۔ ممکن ہے کہ کوئی مرشد زادوں کے سر چڑھے اور جیتا رہے۔ میاں بلا صاحب دیکھا آپ نے بلا صبا یہ کیفیت دیکھ کر ایسا گھبرائے کہ اڑ کر غائب ہو گئے اور ادھر سردار جو آپس میں لڑ کر مہتاب کے سحر میں گرفتار ہوئے تھے تو ان کی حالت یہ تھی کہ وہ جو شیطان ساحرہ نے پوجا کر کے بلایا تھا وہی غبار بن کر آتا تھا۔ اور پتلا سحر کا ہمیشہ سر ڈال کر سردار کو پکڑ لے جاتا تھا اور درہ کوہ میں لے جا کر بیہوش مدہوش کر کے رکھتا۔ چنانچہ مرگ ساحرہ سے وہ سحر رو ہوا اور سردار ہوشیار ہو کر درہ کوہ سے نکلے اور باہم صلاح کی کہ لشکر حریف کو قتل و قمع کر کے اپنے لشکر میں چلنا چاہیے۔ چنانچہ ہتھیار تو سب باندھے ہی تھے کہ میدان جنگ گاہ سے قید ہوئے تھے۔ پس جانب لشکر حریف آئے۔ اول تو تیر اندازی کی۔ جب لشکر میں غلغلہ برپا ہوا۔ تیغیں کھینچ کر طنابہائے خیام کاٹ کر نعرہ شیرانہ بلند کر کے یہ سب گرے۔ فوج کوہیاں دبا ختری میں غل ہوا کہ مسلمان شبخون لے آئے۔ پلٹنیں اور رسالے جلد جلد تیار ہوئے لیکن جب پلٹن چلی۔ رسالہ ادھر سے آتا تھا۔ آپس میں لشکر اسلام سمجھ کر لڑائی شروع ہوئی۔ بدحواسی لشکریوں اسلام سمجھ کر لڑائی شروع ہوئی۔ بدحواسی لشکریوں اس درجہ تھی کہ ترکش کو نیام سمجھ کر تیغ کی تلاش کرتے تھے۔ نیام میں تیر ڈھونڈتے تھے۔ سپر تلوار کے عوض کھا کر کردار کرتے تھے تلوار کی بجائے سپر آڑ کرتے تھے۔ چہروں پر سرخی نشہ شجاعت کے عوض زردی مردنی کی چھائی تھی۔ اجل پیشوائی کو آتی تھی تیغ نے رگ حوصلہ کاٹ دی تھی۔ گرم بازاری اجل تھی۔ نہایت درجہ ہلچل تھی مہمانان کاشانہ شجاعت کے لیے دسترخوان دامن تیغ کا بچھا تھا۔ لقمہ شمشیر کا نوالہ تھا۔ میزبان اجل خاطر داری میں مصروف تھا۔ دل و جگر کی نہاری تلوار کی آنچ میں پکتی تھی۔ تیغ و خنجر نے جان کھائی تھی خون سو واز و گان شجاعت نمکین تھا۔ حریف کو حریف حلوا سمجھتا تھا۔ بیٹھا کوئی ننھا جان شیریں

دینے میں کڑوا زہر تھوار آگیں تھا۔

رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا۔ جب وہ زمانہ آیا کہ آب خنجر مہر خاور سے گلو ہے ساحرہ شب تر ہوا اور مہتاب آسمانی کا سر ضیا فروغ نیر عالم سے قلم نظر آیا۔

دم سحر شاہ اسلام بصد احتشام بارگاہ میں تشریف لائے۔ امیر عالی مقام بھی مسجد کر پاس سے آئے۔ رات ہی کو سردار لشکر عدو باہم لڑوا کر چلے آئے تھے۔ صبح حاضر خدمت بادشاہ ہوئے۔ عیاروں نے رات کا حال سب بیان کیا۔ بادشاہ نے خوش ہو کر خلعت فاخرہ ہر ایک کو عنایت فرمایا۔ پھر قتل ساحرہ کی خوشی میں جشن کیا۔ ساقیو مطرب بصد طرب حاضر محفل عشرت ہوئے۔ مہیا سامان مسرت ہوئے۔

ادھر دم سحر لشکر لقا میں ایک نے دوسرے کو پہچانا اور لڑنا موقوف کیا۔ حال کشتگان پر اشک حسرت بہاتے۔ آخر سب خدمت میں اپنے خداوند کے آئے وہ بھی تخت نکبت پر آ کر بیٹھا۔ دربار جمع ہوا۔ بلاؤ صبا بھی روئے ہوا سے اتر کر سامنے آئے اور عرض پیرا ہوئے یا خداوند جس کا ایسا جاگتی جوت کا تجھ ایسا خدا ہوا اس کو عیار اس طرح آ کر قتل کریں۔ بڑے افسوس کا مقام ہے۔ ہائے تقدیر ہماری کیا بری ہے کہ مشیت خداوندی بھی ہمارے قتل پر راجع ہوئی ہے۔" لقا یہ سن کر شرمندہ تو ہوا مگر تالیف قلوب کرنے کو ان سے مدارات تمام پیش آیا۔ بہت کچھ تسکین دی اور کہا "تم گھبراؤ نہیں میں بروز نو روز مہتاب و ماہ دونوں کو زندہ کروں گا۔ ابھی اپنی بہشت میں برائے سیرو تماشہ ان کو بھیج دیا ہے۔ یہ باتیں قدرت کے کارخانہ کی ہیں۔ جس کو میری مشیت میں آتا ہے۔ برائے سیر بہشت بھیجتا ہوں۔ اب تم اسم اعظم حمزہ بند کرو میں تقدیر کرتا ہوں کہ تم فتح یاب ہو گئے۔"

ساحروں نے یہ کلام سن کر کہا۔ "ہم مقابلہ مسلمانوں سے نہ کریں گے۔ اب ہم عرضی افراسیاب کو لکھیں گے۔"

تاکہ وہ ہماری مدد کے لیے اور کسی کو بھیجے۔"

لقا نے کہا "کیا مضائقہ ہے انھوں نے اسی وقت عریضہ شاہ جاوداں کی خدمت میں ترقیم

کیا اور جملہ حال یہاں کی لڑائی اور قتل ہوتا جادوگرنیوں کا اس میں لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ ہماری مدد کرنا چاہیے۔"

پس اس عرض کو ایک ساحر کے حوالے کیا اور کہا خدمت شاہ میں جا کر عریضہ بھی دنیا اور زبانی بھی یہاں کی کیفیت عرض کرنا۔ اسی لیے یہ عرض پہاڑ پر رکھ کر نقارہ بجا کر نہیں بھیجی گئی ہے کہ تم سب حال بھی کہو گے اور جواب بھی جلد لاؤ گے۔"

ساحر مذکور کہ نام اس کا انجم جادو ہے۔ عرضی لے کر روانہ ہوا اور داخل طلسم ہو کر بعد قطع منازل کوہ نیلم پر پہنچا۔ وہاں سے کچھ ساحر اپنے ہمراہ برائے رہبری لے کر چلا اور دریائے خونرواں پر آیا کنارے۔

دریائے کے ساحر مذکور ٹھہر کر پکارا۔ "شہنشاہ ساحران غلام کو اپنے پاس بلا لیجئے کہ خداوند کے پاس سے حاضر ہوا ہے۔" یہ صدا دیتے ہی ایک بنچجہ پیدا ہو کر اس کو اٹھا لے گیا۔

افراسیاب ایک بیابان طلسم باطن میں کہ نام اس کا نرگس زار ہے بیٹھا تھا۔ ناچ پری زاداں ظلم کا سامنے ہوتا تھا۔ شراب پی رہا تھا۔ پنجے نے لا کر اس ساحر کو پہنچایا۔ اس نے شاہ طلسم کو تسلیم کی نذر دی۔ پھر عرضی پیش کر کے زبانی بھی کیفیت بیان کی اور خواہاں امداد ہوا۔ بادشاہ عرضی پڑھ کر اور حال سن کر بہت خاطر ملول ہوا۔ دست تاسف ملے ہنوز کچھ حکم نہ دینے پایا تھا کہ ایک پنجہ عرضی ملکہ حیرت کی لایا اس کو جو ملاحظہ کیا لکھا تھا "اے بادشاہ عالی جاہ حضور نے اپنے پیر بھائی کو میری مدد کے لیے بھیجنے کو فرمایا تھا۔ اب تک ان کا انتظار کیا گیا۔ کوئی نہ آیا۔ اب کس کو یہاں بھیجے تاکہ کارنمک حراماں تمام کرے۔ یہ عرضی پڑھ کر اور ایک نامہ اپنے پیر بھائی طاق چشم کو لکھا مضمون یہ تھا "اے برادر سابق تم کو اپنی مدد کے لیے طلب کیا تھا نہیں معلوم توقف تم کو اپنی مدد کے لیے طلب کیا تھا نہیں معلوم توقف تشریف آوری کیا ہے اب جلد دیکھتے نامہ محبت آگیں کے یہاں آیئے اور اعانت اس مخلص کی فرمایئے۔

یہ نامہ ایک ساحر کو دے کر روانہ کیا۔ اب یہ نامہ طاق چشم پاس شاہ طلسم بھیجتا ہے اور لقا کی مدد کی کچھ اور فکر کرتا ہے۔ شہزادہ اسد ابھی تک قید میں ہے۔ ملکہ مہ رخ بمقابلہ حیرت مع تمام لشکر کے اتری ہوئی ہے اور عمرو طلسم کوکب میں ملکہ بران کے پاس ہے۔ ادھر لشکر امیر بمقابلہ لشکر لقا ہے۔ بلا و صبا انتظار مدد کر رہے ہیں۔ ابھی زندہ ہیں۔ لڑنا موقوف کیا ہے۔ لشکر اسلام سے ایرج تلاش تورج میں گئے ہیں اور تورج کا دہنہ پر طلسم ہزار برج کے داخلہ ہے۔ اب یہ سب حالات جلد سوئم میں انشاء اللہ بیان ہوں گے۔

مے توبہ شکن دے اے ساقی
ابھی فصل بہار سے باقی
ابھی باقی ہیں دن جوانی کے
عیش و عشرت کے کامرانی کے
یار ہم مشربان کا ہے یہ قول
پڑھو اے جاہ جلد ترلاحول
ارے توبہ ابھی سے کی توبہ
واہ واہ واہ کون مانے گا
لو اٹھو آؤ میکدے کو چلو
بزم رنداں کو چل کے رونق دو
تم پیر مغاں کے سر کی قسم
تم کو اس میکدے کے در کی قسم
روح جمشید کی قسم تم کو
اپنی امید کی قسم تم کو
آب آتش کی گرمیوں کی قسم

دختر زر کی زمیوں کی قسم
URDU4U.COM
تم کو سوگند جان رنداں کی
بادہ خواروں کے دین دنیا کی
سچ بتاؤ کہ مے سے کیوں ہو خفا
دختر رز سے کیا قصور ہوا
تم سے پیر مغاں کی عزت ہے
تم سے بنت العنب کی حرمت ہے
محتسب تم سے خوف کھاتا ہے
قاضی دستار کو بچاتا ہے
دیکھو سنسان میکدہ ہے پڑا
ہے یہ مے خانہ یا کہ ہے صحرا
انجمن ہے کہ بزم ماتم ہے
ساغر بے بھی چشم پر نم ہے
ہالہ در گلو صراحی ہے
جس طرف دیکھو اک تباہی ہے
چلیے میخانہ کیجئے آباد
آپ کے دم سے رند پھر ہوں شاد
الغرض آئے میکدے میں ہم
جھک کے سب نے لیے ہمارے قدم
شیشے کرنے لگے مجھے تسلیم
گردنیں خم ہوئیں بے تعظیم
لب ساغر پہ پھر ہنسی آئی
میں نہیں آیا دل لگی آئی

ہوئے محراب خم میں سر پھر خم
URDU4U .COM
رند سجدے میں گر پڑے پیہم
زہد و تقوی کی وہاں سے گریز
رند بنکارے مے بیارو بریز
دف پہ مطرب نے ہاتھ پھر مارے
نے نے مارے خوشی سے پھر نعرے
ہر طرف کو یہی تھی گفت و شنید
ہو گئی آج میکدے میں جب
بیعت خم پہ سب ہوئے راضی
آخر اچھا عمامہ قاضی
لب ساغر کے پھر لیے بوسے
پھر صراحی کے ہم گلے سے ملے
اپنے ساقی کو مہرباں پایا
وقت افسانہ گوئی پھر آیا
چھک گئے جاہ خوب پی کر
ہاں اٹھاؤ قلم کو وقت
بادہ خوراں ساغر معنی
ابن حکایت کنند لاثانی
بادہ کشاں رحیق مردق مصطبہ خوش کلامی ہو

جرعہ نو شاں ساغر بادہ حسن انتظامی مستقیاں شراب حسن بیان و سر خوشاں سا تگیں میخانہ داستان ساغر و دائر حروف تحریر کو شراب کلام سے اس طرح لبریز فرماتے ہیں اور انجمن قرطاس میں بسان بادہ خوراں الفاظ مضامین کو یوں بٹھاتے ہیں کہ جب افراسیاب کو حال خراب بلا و صبا بذریعہ عریضہ معلوم ہوا نامہ وار کو بعد فکر بسیار جواب دیا کہ جا کر

بلا کو میری جانب سے دعا کہنا اور بیان کرنا کہ میں بہت جلد ٹپکا مدد دہی کا تمہاری کمر سے باندھوں گا اور لباس اعانت تمہیں عنایت کروں گا۔ گھبراؤ نہیں اطمینان تمام رکھو جنگ مسلمانان و اعانت خداوند سے کام رکھو۔ غرضیکہ شاہ طلسم سے وہ نامہ وار یہ باتیں سن کر اور خلعت رخصت پا کر جس راہ پر آیا تھا اسی راہ پر پھیر چلا اور بعد قطع راہ طلسم دار بارگاہ لقا ہوا۔ یہ مرتد تخت نکبت پر بیٹھا تھا کوسیوں کا مجمع تھا۔ بلا و صبا بھی حاضر دربار نذمت مدار تھے نشہ شراب سے سرشار تھے کہ نامہ دار نے آ کر اثر رنگ بیان میں تصویر تقریر شاہ طلسم کھینچی۔ جس سب کیفیت انہوں نے سنی باہم مشورہ کیا کہ طبل جنگ بجوا کر مقابلہ اہل اسلام سے کریں۔ پھر آپ ہی کہا "اول اسم اعظم حمزہ کے بند کرنے کی فکر کریں پھر لڑیں۔"

یہ کہہ کر تدبیر سہو کرانے اسم اعظم میں بارگاہ سے اٹھ کر غائب ہو گئے اور ان کو تو اس فکر میں مبتلا رکھیے۔ لیکن حال زبوں خصال افراسیاب بد افعال سنیے کہ اس نے دوبارہ اپنے پیر بھائی کو نامہ بھیج کر خیال کیا کہ حیرت فی الحال بہت گھبرائی ہوئی ہے۔ کئی شکستیں کھا چکی ہے اس کی دلداری چل کر کرنا چاہیے۔ یہ سوچ کر اٹھا وہ بیان نرگس جہاں پہ بیٹھا ہوا تھا۔ نہایت پر بہار تھا فرحت آگیں گلزار تھا گہائے نرگس چمن چمن کھلے تھے شاہدان گلشن آنکھیں جواناں باغ سے لڑا رہے تھے زیر قدم بادشاہ باہر گلستان نے آنکھیں بچھائی تھیں یاد ہر عذار نے بیوفائی سے بغصہ آنکھیں دکھائی تھیں بادشاہ جیسے ہی اٹھا ہوا نے سرد اس صحرا میں وذان ہوئی اور گوشہ ہائے صحرا سے بارہ سو نازنیناں حور پیکر سمن پر بصد حسن دادا لباس جواہر دو زیب جسم کیے۔ زیور مرصع کار پہنے اپنی آن دادا پر نوجوان چمن ستان دہر کو لبھائیں۔ زلفیں ہر ایک کے چہرے بے نظر پر بل کھاتیں گیسو کا رخسار پر لہراتا کفر کا اسلام پر غالب آنا ظاہر تھا۔ یا ملک حلب پر تتاریوں کا چڑھ آنا باہر تھا۔ زلف شکن در شکن تھی یا دلہائے عشق کی جائے مسکن تھی۔ حلقائے زلف تھے یا حشی نافہ ہائے غزال ختن لیے تھے۔ بلکہ مشاط

بہار نے جعد سنبل کو پیچ دیئے تھے۔ پیشانی پر ٹیکا جواہر کا لگایا۔ حسن کا اسی ماتھے پر ٹپکا پٹیاں بنیں در خوبی کی محرابیں تھیں ابرو کے قریب تل تھا فلک حسن اختر کامل تھا۔ چشم شرگین میں سرمہ کا دنبالہ تھا یا کوئی سیہ مست پائے خم سے لپٹا تھا۔ نہیں نہیں محراب آبرو میں بہر آبادی میکدہ دعا کرتا تھا۔

خداوند ہے پیر مغاں شاد
رہے یہ میکدہ تاحشر آباد

چشم فتان کے اشارے سے انقلاب روز گار کا نشان نگاہ کی گردش گردش آسمان رکسار نازک پر شمش و قمر صدقے اس آسمان حسن پر فلک تارے اتارے بنی چشمہ حیوان دہن کا راستہ بتاتی خود بنی حسینان اس جگہ منہ کی کھاتی۔ واقعی ہر ایک ماہ پارہ تھی۔

کمان یا ہے محراب یا ماہ نو ہے
یہ ابرو ہے یہ تیغ بران ہے کیا ہے
یہ خنجر ہے جمدھر ہے یا تیرو ناوک
یہ نشتر ہے یا تیر مژگاں ہے کیا ہے
یہ ہے آئینہ یا ہے مہر درخشاں
یہ چہرہ ہے یا ماہ تاباں ہے کیا ہے
یہ زنجیر یا مار یا دام عاشق
یہ سنبل ہے یا زلف پیچاں ہے کیا ہے
عقیقق یمن یا کہ مصری ہے یا قند
یہ لب ہے کہ لعل بدخشاں ہے کیا ہے
ایسی الماس میں کب ہے پیارے
یہ سلک گہریا کہ دنداں ہے کیا ہے

یہ آفت ہے فتن ہے یا ہے قیامت
ترا قد ہے یا سرو بستان ہے کیا ہے

URDU4U.COM

ایک تخت جواہر نگار کاندھے پر لیے سریر جمشیدی کو جس پر رشک آئے گھڑے چاندی سونے کے رنگ سے بھرے کمر پر رکھے ہاتھوں میں قمقمے لیے انگیا میں بھی گیند بلور کے چھپائے مسکراتیں کمر اور کولے کا عالم دکھاتیں سامنے شاہ طلسم کے آئیں بہر تسلیم سب نے گردنیں جھکائیں۔ شاہ عالی پائے گا۔ تخت پر سوار ہوا گھنٹے ناقوس بجنے لگے تخت برور سحر دوش ہوا پر روانہ ہوا۔ ایک ابر سرخ سر پر آ کر چھا گیا۔موتی برسنے لگے وہ پری زادیں جو تخت لاج تھیں۔ رنگ کھیلنے لگیں۔
پچکاریاں چلنے لگیں۔ مقیس اڑانے لگیں۔ تارے ٹوٹتے نظر آتے تھے مقیش کے تار اس طرح جگمگاتے تھے سدائے دور باش سے گوش فلک کر تھا۔ خلاسہ یہ کہ بڑا کروفر تھا۔ اسی طرح حیرت بادشاہ بصد حشمت رواں تھا۔ ادھر حیرت بارگاہ میں بمقابلہ مہ رخ اتری ہے اور تمام سردار سالار ساحراں غدار حاضر دربار ہیں اور اسی طرح بارگاہ لشکر عمرو میں بھی ساحر بیٹھے ہیں لیکن بہار رونا فرمان وغیرہ چند ساحر نیاں مہ رخ کے یہاں کی اور گیسو بن شہاب و شکوہ زرین تاج وغیرہ جادو گرنیاں حیرت کی میدان میں بہر رزم درست کرا رہی ہیں۔ غار بھرے جاتے ہیں۔ درخت کٹتے ہیں۔ مورچے بندی ہو رہی ہے کس لیے کہ آمد ملکہ صنعت سحر ساز کی خبر لگی ہوئی دونوں طرف کی بارگاہ میں ناچ ہو رہا ہے پیالہ شراب گردش میں ہے کہ یکایک سواری افراسیاب کی پیدا ہوئی ابر سرخ پیدا ہوا طبلے پر تھاپ پڑتی سنائی دی ملکہ حیرت مع تمام ساحران انسر لشکر کے بارگاہ سے باہر آئی اور بہر استقبال شاہ بد افعال آگے بڑھی تخت بادشاہ نیچے اترا۔ ملکہ مذکورے نے مجرا کیا اور کئی کشتیاں زد و گوہر کی سر شاہ پر سے نثار کیں۔ بادشاہ نے ہاتھ ملکہ کا زیر بغل داب لیا۔ملکہ نے شانے سے پہلو اپنا ملا دیا دوش بدوش دونوں روانہ ہوئے۔ اس وقت صورت برج جو نرا ظاہر تھی۔ سب کہتے تھے کہ سخیر کہاں سے

آیا ہے۔ قران الحسنین ہوا ہے۔

غرض یہ کہ اسی طرح یہ دونوں داخل بارگاہ ہوئے پری زاداں ہمراہ سواری تخت شاہی لے کر دوبارہ پر ٹھہریں بعد عہدے ہاتھ میں لیے شاہ کے ساتھ اندر آئیں۔ باقی انتظام ہو گیا کہ کوئی شخص اندر نہ جانے پائے۔ بادشاہ آ کر تخت پر بیٹھا۔ ملکہ پہلو میں اہل دربار اپنی جگہ پر متمکن ہوئے۔ شراب کا پیالہ گردش میں آیا ناچ ہونے لگا۔

ملکہ نے حال اپنی شکست وغیرہ کا آبدیدہ ہو کر بیان کیا۔ بادشاہ نے قفل دہن مفتاح زبان سے وا کیا اور تسکین آمیز کلام کیے اور کہا "اب کی میں نے طاق شم اپنے پیر بھائی کو بلایا ہے اور وہ آ کر سب باغیوں کو غارت کر دے گا اور مثل برگ خزاں رسیدہ باغل عالم سے بہ صرصر فنا اڑا دے گا۔"

حیرت یہ کلام سن کر بہت خشنود ہوئی اور کہا اے شہنشاہ میں حیران تھی کہ بڑے بڑے ساحر ملازمان شاہی ہیں۔ سرکار یہ جبرو تعدی ان نمک حراموں کی اٹھاتے ہیں اور ان ساحروں کو نہیں بلاتے اب معلوم ہوا کہ آپ مخالفوں کی سزا دی اور گوشمالی دینے پر آمادہ ہوئے۔"

بادشاہ نے یہ سن کر اہل دربار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "کیوں صاحبو تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ جو میرے پیر بھائی کا سامنا کر سکے۔ سب نے متفق اللفظ نہیں کر سکتا ہے وہ بڑے زبردست جادوگر ہیں۔ خوشامدی بادشاہ کے کلام کی اور زیادہ تر تائید کر کے مدح و ثنا میں طاق چشم کی تر زبان ہوئے۔

یہاں تو یہ ذکر و تذکرہ ہے لیکن جواسیسان لشکر مہ رخ جو قریب بارگاہ آئے دیکھا تو یہاں کے لشکری خوشی کر رہے ہیں۔ غلغلہ برپا ہے کہ بادشاہ کے پیر بھائی طاق چشم آتے ہیں۔ سب نمک حراموں کا کام تمام کریں گے۔

یہ خبر ہا کروں نے جو سنی وہاں سے پھر کر خدمت ملکہ مہ رخ میں حاضر ہوئے اور بعد دعا ثنا کے خبر عرض کی کہ لشکر حریف میں اس طرح کی خبر ہم نے سنی ہے آمد طاق چشم کی خوشی ہو رہی ہے۔"

ملکہ مہ رخ نے خبر سن کر فرمایا "اب تو افراسیاب ایسے ہی ایسے ساحر ڈھونڈ ڈھونڈ کر بلائے گا خیر ہمارا بھی خدا مالک ہے۔"

URDU4U.COM

یہ کہہ کر چپ تو ہو ہی رہی مگر رنگ چہرہ کا زرد ہو گیا۔ برق عیار حسب اتفاق دربار میں موجود تھا۔ اس نے جو رنگ چہرہ ملکہ متغیر دیکھا اپنی جگہ سے اٹھ کر گویا ہوا کہ ذرا میں تو جا کر اس طاق چشم دیکھ آؤں کہ یہ اس کی کیسی صورت ہے۔"

مہ رخ نے یہ بات سن کر کہا۔ "اے برق واسطہ خدا کو وہاں جانے کا ارادہ نہ کرنا۔ وہ مواطاق چشم اپنے فن میں طاق شہرہ آفاق سے زبردست جادوگر ہے۔ افسوں سحر سے ماہر ہے مثل یہ اسی پر صادق آتی ہے کہ اس کے کاٹے کا منتر نہیں۔ بڑا موذی ہے خد کی مار اس پر۔"

برق نے کہا "ہم کو خدا تعالٰی کے فضل و کرم پر بھروسہ اور تکیہ ہے۔ وہ ساحر ہمارا کیا کرے گا۔"

یہ کہہ کر ہر چند ملکہ موصوف نے منع کیا۔ اس نے نہ مانا اور روانہ ہوا جب قریب لشکر حیرت پہنچا۔ دل سے مشورہ کیا کہ ابھی جس ساحر کی فکر میں تم آئے ہو۔ وہ آیا نہیں پس لازم ہے کہ کسی نہ کسی طرح بارگاہ میں حیرت کی اپنے تئیں پہنچاؤ اور کسی سردار کی صورت بناؤ ٹھہرے رہو جب ساحر مذکورے آئے تو اس پر ہاتھ صاف کرو۔ راہ عدم اس کو دکھاؤ۔

یہ سوچ کر بہ صورت مبدل داخل لشکر ہوا اور قریب بارگاہ پہنچ کر فکر کرنے لگا کہ کسی کو بیہوش کر کے اسی کی سی صورت بنوں اور اندر جاؤں۔ اسی خیال میں تھا کہ وہاں جو نازنیناں ہمراہی شاہ طلسم دربارگاہ پر کھڑی تھیں ان میں سے ایک کو احتیاج کی حاجت ہوئی اس نے اپنی ساتھ والیوں سے کہا "بھنیا مجھ کو جائے ضرورت پر جانے کی حاجت ہے۔ کوئی چلتا ہے میرے ساتھ۔"

سب نے کہا "تجھ کو ہر بار ایسی ہی جگہ پر احتیاج ہوتی ہے۔ بھلا یہ کون سا موقع ہے شہنشاہ آنے والے ہیں۔ نہ بی بی ہم میں سے کوئی نہ جائے گا۔ یہ کیا تو نے عادت

سیکھی ہے کہ ایک تو آپ جاتی ہے اور دوسرے اور کو لیے جاتی ہے۔"
ایک عورت نے ان میں سے کہا "یہ رنڈی اپنے پیلے چمڑے پر اتراتی ہے جانتی ہے مجھ سے بڑھ کر کوئی خوبصورت نہیں۔"

URDU4U.COM

اس نازنین نے کہ جس کو احتیاج تھی ان باتوں کا جواب دیا "اوئی اتنا میرا پوچھنا کہ ساتھ چلتی ہو۔ غضب ہو گیا۔ ہزاروں باتیں تم نے مجھے پکڑوائیں۔ اگر تم میرے ساتھ نہ جاؤں گی تو مجھ کو کوئی کھا نہ جائے گا۔"
یہ بکتی ہوئی وہاں سے چلی اور لشکر سے نکل کر ایک گوشہ میں بہر رفع احتیاج بیٹھی تھی۔ یہ بھی گیا اور گھات میں تھا کہ اس کو بیہوش کروں۔ پس ایک عورت کی قطع بن کے جہاں وہ بیٹھی تھی یہ بھی گیا اور جب تک وہ اٹھے اٹھے اس نے کمند ماری۔ وہ عورت دریائے نور کی رہنے والی کنیزہ شاہ جاوداں عیاروں کی مکاری کیا جانے۔ کمند میں الجھ کر گری۔ عیار مذکورے خوب اس کو بیہوش کر کے پیرہن اور زیور جسم سے اتار لیا اور اس کو وہیں مٹی میں دبا دیا۔ پھر آپ آئینہ سامنے رکھ کر اس کی ایسی صورت بنا۔
کیا قدرت نقاش ازل و مصور آفرینش نے اس صورت نگار نیرنگ و عیار کو عطا فرمائی تھی کہ

پل مارنے کی ہوئی نہ دیری
سبحان اللہ شان تیری

ہوا ہی کو گویا پھر گئی۔ وہ برق ہی نہ تھا وہی نازنین خواص افراسیاب کی تھی۔ زلف چلیپا اس سبزہ رنگ کی تھی یا کشت حسن پر گھٹا کالی چھائی تھی سبزہ رنگ دہر کے زلف کو دیکھ کر رشک سے رخساروں پر تیرگی آئی تھی گیسو کا پیشانی پر عکس پڑا تھا۔ واقعی پری کا سایہ ہوا تھا۔ نہیں بلکہ اس گیسو و جبین نے ہزاروں کو پری زدہ بنا کر سودائی

مشہور کرایا تھا۔ ارو تھے یا نخل بند قدرت نے نیا تماشا دکھایا تھا۔ باغ رخسا کی نرگس میں تلوار کا پھل آیا تھا۔ ترکھان چشم نے تلواروں کی کوٹ بندی کی تھی۔ قینچی باندھی تھی یا اس کی جٹی بھویں تھیں۔ ایک ایک اشارے پر سینکڑوں کشور دل لوٹ لینے پر جٹی تھی چشم مردم فریب نئے فتنہ اٹھاتی تھی لیل و نہار فتنہ زا کو آنکھیں دکھاتی تھی۔ نرگس مست پر چشمک زن تھی۔ بڑی پر فن تھی۔ رخسار نازک کو کس سے مثالی دوں لازم ہے کہ اس کو لامثال کہوں۔ سچ ہے وہ رخ لاجواب ہے۔ مرقع دہر میں یہ تصویر انتخاب ہے۔ دہن تنگ و موہوم کی صفت میں چپ رہنا اچھا ہے اور کیونکر اس عنقائے اوج حسن کا وصف کروں۔ میں نے کہا اس کو دیکھا ہے۔ غرض یہ کہ از سر تاپا اس بت فن کا یہ نقشہ تھا بلا وہ سوخی کی چال بھی ہے وہاں کا کل کا جال بھی ہے ادا سے دل پائمال بھی ہے قلق سے آشفتہ حال بھی ہے۔

اس صورت دلفریب سے جب درت ہو کر بن سنو چکا اٹھلاتا ہوا پانی سے لوٹے کے کھیلتا ہوا چلا اور دربارہ گاہ پر اسی گروہ حسینہ میں آ ملا۔ جو تخت شاہی لیے کھڑی تھیں اور گویا ہوا "لو تم جو میرے ساتھ نہ گئیں تو میرا کیا ہوا۔ کوئی مجھے کھا نہ گیا۔ یہ کہہ کر ہنستا ہوا اندر بارگاہ کے چلا کہ جا کر دیکھوں شہنشاہ کے چلنے میں کتنا عرصہ ہے۔

غرضیکہ اندر جا کر ایک کنیز بادشاہ کے برابر کھڑا ہوا بادشاہ اہل دربار سے باتیں کر رہا تھا۔ جب اس نے نگارہ ادھر سے پھیری اس پر نظر پڑی ایسا حسن کا اچھا معلوم ہوا کہ فریفتہ ہو گیا۔ مگر بمصداق اس مثل کے کہ

آن ہونی کی ہوں کو تاکت ہیں سب کوے
ان ہونی نہیں ہونی ہوئے سو ہوئے

ازبسکہ یہ عورتیں خاص طلسم کی رہنے والی ہیں جب برق نے اس نازنین کو بیہوش کر کے صحرا میں چھوڑا فوراً ایک پنجہ پیدا ہو کر اس کو اٹھا لے گیا اور دریائے نور پر اس

کو پہنچا کر بادشاہ طلسم کو بھی اس نے اطلاع دی کہ عیار برق فرنگی نام اس طرح کنیز بن کر آتا ہے۔ پس اس وقت بادشاہ نے جو اس کے حسن پر نگاہ کی تو ہو چکا تھا سمجھا کہ یہ تجھ پر مائل جو ہوا ہے۔ اس وجہ سے ہنستا ہے یہ سمجھ کر اس نے اور زیادہ تن کو اپنی گات کو دکھایا اور بناز دادا مسکرایا۔ بادشاہ نے اشارہ کیا کہ آگے آؤ۔ یہ اٹھلاتا ہوا سامنے آیا ہے۔

بادشاہ نے سبب اس کے کہ فرار نہ ہو جائے بھلاوا دیا۔ ہنس کر استفسار کیا تو کیا کام کرتی رہتی ہے۔"

اس نے آنکھیں جھکا کے کچھ جواب دیا کہ لونڈی سواری میں حضور کی حاضر رہتی ہے مور چھل ہلاتی ہے اور جو حکم ہوتا ہے وہ بجا لاتی ہے۔

شاہ جاوداں نے کہا "ہم نے تیری نوکری معاف کی صرف پاؤں رات کو دبانا اور کوئی کام نہ کرنا۔"

اس نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا۔ بادشاہ اس کی ایک ایک ادا پر لوٹا جاتا ہے اور دل سے اپنے کہہ رہا ہے کہ کم بخت عیار کیا بلا کے ہیں۔ معشوقوں کے ناز کو ابھی انہوں نے گرد کر دیا۔ رنڈی کیا ایسی ادائیں کرے گی جو یہ کر رہا ہے۔

فی الجملہ بادشاہ نے زیر لب کچھ افسوں پڑھا کہ ایک چوکی سنگ مرمر کی ہشت پہل ترشی ہوئی اور مخمل سرخ سے منڈھی ہوئی فلک پر سے اتری۔ بادشاہ نے برق سے کہا "لو تم اس چوکی پر بیٹھو۔"

یہ بہت خوش ہوا کہ اب یہ بادشاہ مسخرا میرے جال میں پھنسا۔ آج رات کو باغ سے میں لے جا کر اپنے ساتھ سلائے گا۔ میں بیہوش کر کے اس کو راہ فنا دکھاؤں گا۔

بس خوشی خوشی کمر کو تین بل دے کر تیوری نزاکت سے چڑھا کی چوکی پر بیٹھا۔ بادشاہ نے ہنس کر کہا "اے جانی اب تم کہیں نہ جانا۔ ہم تمہارے عاشق ہیں۔ عیار مذکور اس کلمہ سے کچھ کھٹکا اور غور جو کیا تو چوتڑ چوکی سے جم گئے اور زمین سے چوکی اونچی ہوتی جاتی ہے۔عیار مسطور یہ حال دیکھ کر گھبرایا اور بادشاہ طلسم حسب کر کے تخت

پر سے چوکی پر آیا اور کہا "میاں برق اچھی طرح رہے۔
برق نے کہا "میں آداب عرض کرتا ہوں۔" اور یہ کہہ کر بہت جھک کر تسلیم کی۔
URDU4U.COM
جاوداں قہقہہ مار کر ہنسا۔
برق نے کہا "آپ ہنستے کیا ہیں اس وقت ہم نے عیاری کو آئے تھے نہ لڑنے کو آئے تھے۔ تم کو دیکھنے چلے آئے تھے۔ ہماری عادت کم بخت ایسی بری اور نکمی ہے کہ جہاں کسی کو دو تین مرتبہ دیکھا بس محبت ہو گئی۔ چنانچہ تمہیں عرصہ سے دیکھا نہ تھا۔ آج سنا کہ تم آئے ہو ہم بھی چلے آئے۔ کیا جانتے تھے کہ تم یہ سلوک ہمارے ساتھ کرو گے۔"
افراسیاب نے کہا "ارے تو نے میری لونڈی کو غارت کیا ہوتا کہ خاک میں دبا دیا تھا۔ وہ تو میرے سحر کا پنجہ اس کو دریائے نور پر گیا۔ اب مجھے تو فقرہ دیتا ہے۔ میں بغیر قتل کیے تجھے زندہ نہ چھوڑوں گا۔"
برق نے کہا "تمہارا فرمانا سچ ہے لیکن اب بادشاہ جو لونڈی کو بیہوش نہ کرتا تو آپ تک کیونکر پہنچتا۔ اور یوں مار ڈالنے کا تمہیں اختیار ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم زبردست ہو۔ شہنشاہ کوئی تمہارا نہیں کر سکتا ہے جس کو چاہو مار ڈالو۔ مجھے قتل کرو گے تو کیا پاؤ گے۔ اگر چھوڑ دو گے تو تمہارا نام ہو گا۔"
شاہ جاوداں یہ تقریر اس کی سن کر بر سر رحم آیا۔ اور چاہا کہ وہاں کر دوں مگر ملکہ حیرت نے تیور بادشاہ کے پہچان کر کہا "اے شہنشاہ یہ موا دم دیتا ہے۔ بھلا اس کی اور آپ کی الفت اے یہ سراسر چھوٹا ہے فیل باز اور مکار۔ یہ چھوٹا تو آپ کے پیر بھائی آنے والے ہیں ان کا ناک میں دم کر دے گا اور علاوہ اس کے کہ

نیکی کرتا بدوں سے ایسی ہے
جیسے نیکوں سے کی بدی تو نے

URDU4U.COM

اس کو رہا کرنا ہر گز نہ چاہیے۔ شاہ سے یہ کلمات سن کر کہا "اے ملکہ تم سچ کہتی ہو میں اس کو دشمن سمجھ کر اس طرح ہلاک کرتا ہوں کہ لے آب دوانہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائے۔

یہ کہہ کر ایک دانہ ماش کا چوکی پر سحر پڑھ کرمارا کہ وہ چوکی اڑکر جانب فلک گئی اور بروئے ہوا جا کر معلق قائم ہو گئی۔ اب جو برق نے دیکھا تو یا زے نہ مددگارے نہ آب و دانہ ملنے کا ٹھکانہ نہ کہیں جانا نہ آنا۔ جیتے جی عالم برزخ میں آ گیا۔ دھوپ کی شدت دلسوزی کے لیے آفتاب سر پر فلک دشمنی سے بنگاہ کرم دیدہ مہر سے گھورتا یہ بیچارہ بایں آفت و خرابی بہرار ناچاری مہر خاموشی بر لب شکر خداوند عالم کرتا چوکی پر بیٹھا تھا۔سارا طلسم پیش نگاہ عمارت قلعہ جات طلسم دکھائی دیتی تھی۔ زمین کی طرف دیکھنے سے روح نکلی جاتی شریک حال بیکسی و تنہائی تھی طائع پست نے یہ بلندی دکھائی تھی جب خیال اپنے خیال دوستوں کا آتا تھا تو آہ کی نے بجاتا۔

یہ تو اس طرح گرفتار بصد آہ بکار بروئے ہوا ہے مگر اب حال طاق چشم مکار کا بیان ہوتا کہ وہ مرض باطل پرستی کا بیمار پردہ ظلمات طلسم میں ایک ملک کا مالک ہے۔ اپنے مقام پر نام اس مقام کا کوہ لاجو رویہ ہے۔ سالک ہے جب نامہ بادشاہ طلسم اول مرتبہ اس کو پہنچا نامہ کو پڑھ کر خاموش ہو رہا مگر فکر کرا تھا کہ کیا غدرکروں اور جنگ پر جانے سے باز رہوں اسی فکر میں تھا کہ بیمار ہو گیا۔

حسب اتفاق اس کا استاد دام جادو اس کے دیکھنے کو ایک دن آیا۔ اس نے استقبال کراکر بڑی عزت و توقیر سے بلوایا اور مقام صدر پر بٹھایا۔ ساقی مہر دیدار و قاصان پری رخسار کو طلب کر کے سامان عیش استاد کے لیے مہیا کرایا۔ جلسہ عشرت جما پیالہ نے احمر

گردش میں آیا۔ اسی ہنگامہ نشاط میں دوسرا نامہ افراسیاب کا جو بیابان نرگس ہے بھیجا گیا تھا۔ اس کے پاس پہنچا نامہ پڑھ کر افسوس کرنے لگا کہ شہنشاہ ساحران مجھ کو طلب فرماتے ہیں دو نامے آ چکے ہیں مگر میں کیا کروں ناچار ہوں کہ صاحب آزاد ہوں اب کچھ بن نہیں آتا ہے کیا جواب ندمے کا لکھوں نہ روئے رفتن نہ پائے ماندن سخت مجبوری۔

اس کے استاد نے جو یہ تقریر سنی کہا "اے فرزند تم مجھ کو کیسا ساحر جانتے ہو۔ اس نے کہا "اے استاد آپ یہ کیا پوچھتے ہیں۔ بھلا آپ کے فرمانے کی بات ہے۔ اب آپ کا ثانی اس طلسم میں کیا عالم میں نہیں۔ آپ ہی سے افراسیاب پڑھ کر شاہ جادواں ہوا۔ آپ کا ادنیٰ غلام ایک میں ہوں کہ کوئی میرا ہمسر نہیں۔ حضور نے خوب بات کہی کہ میں کیسا ہوں واہ واہ وا اے میں کہتا ہوں کہ خداوند سامری بھی ہوں گے تو اتنے ہی ہوں گے جیسے آپ ہیں۔ اب اور آگے میں کیا کہوں۔"

استاد جی اس کی تعریف پر بہت خوش ہوئے اور پھول گئے۔ بے اختیار کھلکھلا کر ہنسے اور کہا "اے بیٹا تو مجھ کو اپنے عوض شاہ طلسم کے پاس بھیج دے میں آپ چاہتا تو چلا جاتا لیکن اس نالائق نے آج تک مجھ کو پوچھا نہیں۔ میں اس سے ناراض تھا۔ اب تیرے سبب سے بنا چاری جاؤں گا۔ سنا ہے کہ وہاں کچھ ملازم بگڑ گئے ہیں۔ شاہ طلسم ان کو گوشمالی دینا چاہتا ہے۔ اس نے کہا "وہاں اور کون لڑنے والا ہے۔ ایسے لڑنے والے ہیں کہ بادشاہ کسی معزز کو ان پر بھیجتے تنگ جانتا ہے۔ حیرت زبردستی اپنی خوشی سے ان کے مقابل جا کر اتری ہے۔ ورنہ بادشاہ راضی نہ تھا۔ اب ایسی ہی کچھ ضرورت ہوئی جو مجھ کو بلایا نہیں تو اب تک تو کچھ پرواہ بھی نہ تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوکب کے یہاں سے کچھ فوج برائے اعانت مخالفان آ گئی ہے۔ اس لیے مجھ کو طلب کیا ہے۔"

حسان نے کہا "سچ کہتے ہو۔ اچھا مجھ کو روانہ کرو جو کوئی لڑے گا۔ میں سمجھ لوں گا۔"

طاق چشمہ نے اسی وقت اپنے یہاں کے افسران لشکر کو بلایا اور حکم کوچ کا دیا۔ پھر تو

نفیر سحر بجی۔ ساحروں میں کمر بندی ہوئی۔ خیمہ و بارگاہ اژدہوں پر لد گئی جادوگرنیاں علم سحر سے ماہر کیسے کیسے کالے کافر ساحر ہنس و فیل و اسپ آتشیں پرند پر سوار ہوئے۔ چلنے پر تیار ہوئے۔ ابر کے لکے ہوا پر جم گئے۔ سحر کے بادل آ گئے بجلیاں چمکنے لگیں۔ تیغیں لپکنے لگیں۔ ڈمرو کی صدا سے ہندوے چرخ گھبرایا جھانجھ اور نفیر کی آواز سے آفتاب جھانجھ کی طرح تھرایا بازو بط و قرقرے جادو بھرے لکہ اے ابر میں جا کر شور مچانے لگے۔ جادوگران پر سوار ہو کر چے سامری کی پکارتے تھے۔ تخت سحر پر حسام سوار ہوا۔ منقل آتش ناک کو سامنے رکھ لیا۔ ہار جواہر کے گینڈوں کے گلے میں پہنا سارے جسم پر سیندو ورملا۔ بھبھو سے بدن رنگا۔ تخت کے کونے پر ترسول گڑا ہوا۔ جھولا سحر کا گلے میں پڑا ہوا سب کے آگے چلا۔ پس پشت دو لاکھ ساحروں کا پرا ڈنکے اور گھنٹے بجتے ناقوس کی صدا سے دل لرزتے جادو گرنیاں سحر آزمائیاں کرتی۔ کوہ روشت میں آگ لگاتی چلی جاتی تھیں۔ دن دھاڑے یہ اندھیر مچاتی تھی کہ سحر سے رات دن کو بناتی تھیں منہ سے رال کے شعلے اڑاتی تھیں۔

○○○

- ## طاق چسم جادو کا بھیجنا

اسی طرح جب چند منزل یہ باد ہوائی اڑتا ہوا چلا۔ ایک مقام پر اتر کر شاہ جاوداں کو نامہ لکھ بھیجا۔ مضمون یہ تھا کہ نامہ تمہارا بنا پر طلب طاق چشم آیا۔ اس نے وہ خط

URDU4U.COM

مجھ کو دکھایا اور کہا کہ میں نہایت رنجور ہوں جانے سے مجبور ہوں۔ مجھ کو اس کے حال پر ترس آیا۔ خود تکلیف سفر میں نے گوارا کی۔ اس کی عوض میں آتا ہوں۔
یہ لکھ کر اپنا نام و نشان لکھا اور پنجہ سحر کو دے کر کہا۔ "جہاں افراسیاب ہو۔ وہاں لے جا "پنجہ لے کر بارگاہ حیرت میں آیا۔ کیونکہ شاہ طلسم بیابان نرگس سے یہاں آیا تھا اور انتظار آمد طاق چشم کر رہا تھا کہ نامہ پنجہ نے دیا۔ پڑھ کر نہایت خوشھوا اور اہل دربار سے کہا۔ "کیوں صاحبو تم حسام جادو سے واقف ہو کہ کون ہے۔" ابریق وزیر حاضر تھا۔ اس نے عرض کیا کہ "حضور نے بھی کچھ کتابیں اس سے پڑھی ہیں مع جناب شہنشاہ ہم سب کے وہ استاد ہیں اور کون ہیں۔"
شاہ نے فرمایا۔ "دی تشریف لاتے ہیں۔" یہ کہہ کر بجواب نامہ عریضہ تحریر کیا کہ مقدم فیض تو ام جناب سے اس خاکسار کو جو خوشی ہوئی عدو حصر اس کا زبان قلم سے ناممکن ہے۔ لازم ہے کہ ذات والا صفات پر تو آنگن عزت و جلال سر پر اس احقر تلمزان گے ہو اور افتخار اعزاز بخشے جواب پنجہ کو جب لکھ کر دیا۔ اس نے لے جا کر حسام کو پہنچایا۔ اس نے حال مفہوم کر کے پھر نامہ لکھا کہ "او بادشاہ میں چلا تو آیا ہوں لیکن یہ شرط بھی رکھتا ہوں کہ جب میں لشکر حیرت میں پہنچوں تو جابیجا جو کچھ کہ امورات جنگ میں کام کروں کوئی اس امر میں دخل نہ دے۔ چنانچہ تم کو اگر یہ شرط منظور ہو تو ایک بیضہ سحر تمہارے پاس بھیجتا ہوں اس کو زمین پر توڑ کر پھینک مجھ کو معلوم ہو جائے گا کہ تم نے میری شرط قبول کی۔ اب نامہ نہ بھیجنا۔ میں چلا آؤں گا۔ اور جو بیضہ نہ توڑو گے تو میں پھر جاؤں گا۔

یہ لکھ کر اور ایک بیضہ جھولے سے نکال کر ہمراہ نامہ پنجہ سحر کو دیا کہ وہ لیکر شاہ طلسم کے پاس آیا۔ بادشاہ نے نامہ پڑھ کر کہا۔ "جو وہ فرماتے ہیں مجھ کو سب قبول ہے۔ کس کی مجال ہے جو ان کے مقدمہ میں دخل دے گا۔ یہ کہہ کر وہ بیضہ زمین پر توڑ دیا۔ پنجہ جو نامہ لایا تھا غائب ہو گیا اور منظور شرط مذکور کی خبر سحر نے حسام کو دی۔ اس نے پھر کوچ کیا۔

URDU4U.COM

یہاں بادشاہ نے حیرت سے کہا۔ "اے ملکہ اس بیضہ توڑنے سے حرام کو منظور شرط کی خبر ہو گئی ایسا زبردست وہ ساحر ہے۔ اے ملکہ اس کا سحر آب ہے کہ چھ مہینے آتش پرستی کرتا ہے اور چھ مہینے آب پرستی کرتا ہے میں اس کے صفات بیان نہیں کر سکتا ہوں۔ جس مرتبہ کا وہ ساحر ہے۔ اگر وہ اکیلا ایک طرف ہوا اور تمام طلسم کے ساحر ایک طرف ہوں جب بھی وہی سب پر غالب آئے میرے دادا کی تلواریں اس کے پاس ہے کسی کو وہ دیتا نہیں ہے آخر کو میں ہی جا کر لاؤں گا۔"

غرضیکہ یہ باتیں کر کے بادشاہ دربارہ تنظیم و تواضع حسام ملکہ کو تاکید بلیغ فرمائی اور آپ سوار ہو کر بحشم و خدم داخل باغ سیب رشک وہ گلشار ارم ہو کر مصروف عیش و تنعم ہوا۔

یہاں بعد قطع منازل و طے مراحل حسام بد انجام دریائے سحر سے پار اتر کر قریب لشکر حیرت نافر جام پہنچا۔ ملکہ کو طائران سے سحر نے ان کے آنے سے مطلع کیا چونکہ یہ استاد بادشاہ کا ہے۔ اس وجہ سے ملکہ مذکور معہ اراکین سلطنت بہر استقبال روانہ ہوئی اور راہ میں جا کر اس سے ملی۔ یہ بھی تخت پر سے اترا۔ ملکہ نے تسلیم کی۔ اس نے سر اس کا سینے سے لگایا۔ خیر اپنے مذہب و مسلک کے طور پر دی۔ ملکہ نے بارگاہ زربفتی نصب کرا رکھی تھی۔ جملہ اسباب راحت سے آراستہ تھی۔ پلنگ کرسی میز چھپر کھٹ شیشہ آتا فرش جملہ سامان مہیا تھا اسی میں اس کا اسباب رکھا گیا۔ لشکر اس کا لشکر سے مل کر ملکہ کے اترا گھما گھم ہونے لگی۔ بازاریں کھل گئیں۔

حسام بارگاہ میں ملکہ کے ہمراہ آیا اور شراب خواری میں مصروف ہوا اور سارا حال باغیوں

کا پوچھ کر کہا۔ "میں ابھی جا کر سب کو غارت کر دیتا ہوں۔"
ملکہ نے کہا۔ "آپ کے مقدمہ میں کوئی دخل کسی کی مجال ہے لیکن آج طبل جنگ بجوا کر شب بھر آرام بھی فرمائیے اور دشمنوں کو مہلت بھی دیجئے کہ عذر غفلت انہیں باقی نہ رہے۔ صبح سب کو شام فنا دکھائیے گا۔"
اس نے یہ تقریر سن کر توقف کیا۔ اور جب حسام مہر فلک ترک روز گار نے نیام مغرب میں رکھی اور ساحرہ شب حیرت ناک آئینہ ماہ لے کر انجمن عالم میں آئی کہ

گیا دن شام آتش بار آئی
بغل میں مجمر مہتاب لائی
ہمارے شب ہوا جب سایہ افگن
قمر کو سلطنت حاصل ہمہ تن

شام ہوتے ہی نفیر سحر بجی ملکہ مہ رخ کو طائران سحر نے خبر دی اور بھی نقارے بالائے ہوا جادو کے لڑنے مرنے والے آگاہ ہوئے نامرد دو بزدل گھبرائے۔ دربار برخاست ہوا۔ سردار ساحران ذی وقار خیموں میں آ کر درستی آلات کار زار میں مصروف ہوئے۔ منتر پر ایک زبان پر جاری کرتا۔ دل سے یاد باری کرتا کہ خدا وند تو مشکل آسان کرنے والا ہے۔ تیرے بحر کرم سے ہمارا بڑا اس شورش قلزم فوج کے پار اترنے والا ہے۔ غرضیکہ ہر سمت سحر تھی سب کو فکر جانبازی تھی۔ رات وہ تاریک تھی نہ خوف سے دل ہلتے تھے۔ بہادر تیغ کے کلیے ملتے تھے۔ دیدہ ساحر دنیا میں کا جل لگا تھا یا رات کا اندھیرا تھا۔ سپروں کی تاریکی چھائی تھی یا کالی بلا ساحروں نے بلائی تھی۔ تیغ تیز کی چمک روشنی مردیک دیدہ سواد شجاعت تھی جس نے لڑنے مرنے کی راہ دکھائی تھی۔ سپروں پر پھول جڑے تھے یا کالی کللکتے والی کے مندر پر پوجاری جمع تھے۔ بھول مان منتا کے لیے چڑھے تھے۔ تلواروں کے سر پر وہ زبردست بیر چڑھا تھا کہ جان بھینٹ میں لیتا تھا۔

مبارز اسکو دیکھ کر سر سے کھیلتے تھے وہ بیر جس پر سایہ سایہ ڈالتا بغیر جان لیے نہ اترتا تھا۔ محراب خم شمشیر میں منچلے نوجوان مرادوں والے سر چڑھانے پر تیار تھے۔ گلہائے زخم کے ہار پہننے کی مراد تھی۔ نام و ننگ کے طلب گار تھے نئے نئے سحر و نیرنگ آشکار تھے کہ

کوئی بیٹھ کر دور پڑھتا پڑھنت
کوئی سامری کا بنا تھا مہنت
کوئی لے کے اکیس لونگ اور پھول
وہ جیتا تھا منتر گیا تھا جو پھول
بنایا کسی نے شجر سحر سے
کہ پھل جس میں تلوار کی شکل تھے
کسی نے بنائے تھے تسموں کے سانپ
جنہیں دیکھ ترک فلک جائے کانپ

جب منشی قدرت نے لوح زر جسدی چرخ سے نشاط انجم و اسطار کہکشاں کو بہ آبداری مہر دھوایا استاد نے طفلک خورشید کو افلاک میں بہر سحر خوانی دافع ظلمت شب بلایا کہ

پڑی سامان ظلمت پر تباہی
دھواں ہو کر چلی شب کی سیاہی
جمال شمع پر آئی اداسی
مزاج شب میں پھیلی بدحواسی

ہنگام سحر استاد افراسیاب اٹھ کر رزمگاہ کو چلا دو لاکھ جادوگراں کا پرا ہمراہ ہوا۔ حیرت

بھی بڑے کروفر سے سحر کے بنگلہ میں سوار ہو کر چلی۔ فوج قاہرہ ہمراہ ہوئی ایک طرف سے مہ رخ نے رخ اپنا جانب میدان کیا۔ فوج ظفر موج کو ہمراہ لیا۔ ملکہ بہار معشوقہ طرحدار گلزار تخت سحر پر بہزاراں زیب و زینت سوار تھی جانب زرمگاہ اس طرح رواں ہوئی کہ گلستان لشکر میں نسیم بہار و زان ہوئی تخت بلور پر ملکہ مذکور جلوہ بخش نور اس تخت پر صدہا گلدستے جو گلزار جنان سے پیش دستی کا دعویٰ رکھتے دھرے تھے۔ اس پر بہار گلزار حسن کے جوبن پر بلبل دلی عالم مرے ہوئے تھے۔

ماتھے پر وہ غیرت قمر افشاں چنے فلک ساحری پر گویا ستارے نکلے ہوئے لباس ارغوانی قبالہ عالم کا برنگ لالہ خون قبا عاشقوں کو خونیں کفن بناتا معشوقان گل رخسار کو لال لال آنسو رشک سے رلاتا کالی گھٹا انور پرچھائی جیسے زلف سیاہ رخ پر نور پر لہر کر آ اس بدلی سے جانور فصل بہار کے فجر ظاہر ہو کر زمزمہ پر سرائی کرتے دھانوں کو کلا دھیڑ کوبل۔

پپیہا بہزار خوش الحانی تعریف اس غیرت گلشن کی پڑھتے کہ

دعوٰی کرتے وہ رخے ترے آب و تاب کا
اتنا نو منہ نہیں بخدا آفتاب کا
بے وجہ تیرے رخ سے نہیں عشق عندلیب
سمجھی ہے اس کو پھول وہ شاید گلاب کا
مہتاب فرش خاک پر غش کھا کے گر پڑے
رخسے اگر اٹھاوے پردہ حجاب کا
بیدار شور حشر سے ناگاہ جاگ اٹھے
اب تک مزا گیا تھا نہ آنکھوں سے خواب کا

ایک طرف سے نافرمان کی نرالی آن بان طاؤس جوابر بز۔ سحر زیران دھانی جوڑا پہنے کشت حسن کو تازگی و سرسبزی دیئے زمردیں زیور سے جسم آراستہ حسن سبزہ برنگی کے جلوے

ہرے نہایت پیراستہ آمد بہار کے دن طرحدار کم سن۔
ایک سمت سے ملکہ سر خمو بصد آبرو ابر سحر پر سوار زلفیں کھولے بال بال موتی پروئے۔
بالوں سے اتارے جھڑتے۔ شب تار میں جگنو چمکتے یا سپر حسن پر تارے نکلے ہوئے رخساروں پر سے ستارے کا ڈھلک کر گرنا تارے کا قمر پاس ٹوٹا نظر آتا تھا۔ زلف پریشان کن خاطرہ عاشقان گیسو کا دہن تنگ پر اڑ کر آنا راہ چشمہ جستجو میں سکندر کا جانا معلوم ہوتا کہ

کیا زلف تیری گرہ گیر ہے اللہ اللہ
دل کو دیوانے کی زنجیر ہے اللہ اللہ
شور ہے خلق میں بیدار کا اس کے ہر سو
کیا ہی ظالم بت بے پیر ہے اللہ اللہ

اسی طرح یہ گروہ حسینان سپہ سالار لشکر نازو ادا بہزاد زینت و عظمت دشت و دغا میں پہنچا اس فوج کے آنے سے گردو غبار چھایا ابر سحر اور ساحروں کے اڑنے سے وہ اندھرا تھا کہ خاک کسی کو نظر نہ آتا تھا اور کوس دمامے نوبت گرجتے اور بجتے تھے گوش فلک کر تھے۔
غرضیکہ طرفین سے ہوا کے جھونکے آئے خس و خاشاک میدان کا اڑا لے گئے پھر گھٹائیں آئیں ہلکی ہلکی بوندیاں اور پھار پڑی۔ چھڑکاؤ کر کے ابر کے سقے بھی چلے گئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب کڑکیت چاوش نکل پر پکار کہ کہاں ہیں۔ ساحران کا شغر و کشمیر اور کدھر گئے بنگالے اور کانورو دیس کے نامی جادوگر اب نہ دمامہ ہے نہ شمامہ ہے نہ ساحر مشمس ہے نہ نمرود ہے نہ فرعون ہے نہ ہزار شکل چرخ گرداں ہے کسی کا کچھ پتہ ہے نہ نشان ہے۔ پس آج کون ایسا جادوگر ہے جو سامری و جمشید کا نام لے کر اس معرکہ جدال و قتال میں قدم آگے بڑھائے اور کچھ کرتب اپنی سحر ساحری کا دکھلا

کر نام اپنا کر جائے کہ اس خاکدان عالم میں وہی غار تاریک لحد آخر ٹھکانہ ہے کہ کدھر آج ہے عدل نوشیرواں

URDU4U .COM

ہوا پردہ تخت سلیمانی کہاں
کدھر ہے سکندر کا وہ تخت و تاک
کہاں ہے وہ دادا کا لشکر سب آج
کہاں اب کیوں مرچ کا نام ہے
کہاں اب وہ جمشید کا جام ہے

اس نہیب دینے سے ساحروں حوصلے بڑھے ناریل نارج اچھلنے لگے۔ بیر اور جھنڈیاں اڑنے لگیں۔ حسا بد انجام فوج کے پرے سے الگ ہوا اجازت لینے کی عوض اس نے حیرت کی جانب تن کر دیکھا۔

حیرت نے پکار کر کہا۔ "بول حسام استاد تیری صدا جے۔" سارے لشکر میں جے جے کاغل ہوا اور ناکام آگے بڑھا۔ فوج کی طرف مہ رخ کے بنگاہ تیز و گرم دیکھ کر پکارا "اے فرقہ نمک حرام تم سب مجھ کو جانتے ہو کہ میں کون ہوں اور کس مرتبہ کا ساحر ہوں۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ اطاعت اسلام چھوڑ کر حاضر خدمت شاہ عالی مقام ہو عفو تقصیرات چاہو نہ بدنام ہو۔ ورنہ سر اپنے اپنے کنار میں دیکھو گے۔"

ادھر سے ہر چند کہ وہ استاد ساحران ہے مگر بمو جب جواب جاہلاں باشد خموشی۔ کسی نے اس کی گفتگو سے بے معنی ولا یعنی کا جواب نہ دیا۔

اس نے غصہ میں آکر دو ناریل اپنے جھولے سے نکالے اور لشکروں کو دکھائے اس وقت بہار نے تخت قریب تخت مہ رخ لے جا کر آہستہ سے کہا۔ "یہ ناریل جو اس نے نکالے ہیں۔ خاص سامری کے بنائے ہیں اس سحر کا روکی سے نہ ہو سکے گا۔ مناسب ہے کہ لشکر سے نکل چلو تا کہ اس کے شر سے محفوظ رہو۔ مہ رخ نے کہا۔ "لشکر

کو اپنے آفت و مصیبت میں چھوڑ کر جانا افسری سے بعید نظر آتا ہے۔ ہر چہ بادا باد دیکھیں خدا تعالیٰ ہم کو کیا دکھاتا ہے۔"

URDU4U.COM

بہار ہنوز کچھ جواب نہ دینے پائی تھی کہ حسام نے نیام سحر سے تیغ انتظام کو کھینچا یعنی ان ناریلوں میں سے ایک کو زمین پر مارا اور دوسرے کو جانب آسمان اچھالا۔ یہ کرشمہ کرتے ہی معاذ اللہ ایک آواز ایسی ہولناک آئی کہ مہر فلک تھرانے لگا۔ فرط خوف سے بخار چڑھ آیا گاؤ زمین کو غش آنے لگا ساحر چرخ گھبرا کر چرخ کھانے لگا۔ جہاں تک کہ لشکر مطعیان اسلام تھا۔ وہاں تک زمین شق ہو کر نشیب عدم اور غار قبر تیرہ و تار بن گئی ساحر دھنسنے لگے۔ مہ رخ رونے لگی۔ ساحران دشمن ہنسنے لگے آسمان کی طرف ناریل اچھالنے سے یہ تاثیر ظاہر ہوئی کہ ظلمت کدہ دہر تاریک ہو گیا۔

ایک چادر سیاہ بطور ابر کے لشکر مہ رخ پر آ کر چھا گئی۔ اس میں سے سیاہی کاجل کی طرح گر کر پھیلتی تھی دیدہ دہر سے اس کاجل نے روشنی کھو دی شامت ہر ایک کی آ گئی تیرگی بخت تیرہ بختان سب اسی جا اکٹھا ہو کر آئی تھی نور و ضیائے کا نور اقبال ہما کی طرح روشنی دور خانہ عالم میں اندھیرا مچ گیا تھا کہ چشم نور آگیں اہل دنیا کو کچھ بجھائی نہ دیتا تھا۔ بوم شوم کا سایہ نحوست اس لشکر پر پڑا تھا کہ اندھیرے نے چار سمت سے بھیر لیا تھا۔ ہر طرف بھگدڑ پڑی۔ ہلچل ہوئی لیکن سوجھتا کچھ خاک نہ تھا۔ سواد شہر نور منزلوں دور تھا۔ عالم عالم میں تاریکی کا ظہور تھا۔ بھاگ کر یہ سب کہاں جاتے۔ کدھر ٹھوکریں کھاتے اور سر ٹکراتے جو بھاگے وہ زمین کے پھٹنے سے گڑھے میں گرے۔ اندھے راہ کہاں پاتے ساحر جو نامی و نامود تھے۔ وہ سحر پڑھ کر دستک دیتے اور رو پڑھ کر دم کرتے مگر کچھ اثر نہ ہوتا تھا اور وہ چادر سیاہ بڑھتے بڑھتے گرد لشکر حلقہ زن ہوئی اور جملہ سپاہ مع بادشاہ زمین جو شق ہوئی اس کے نشیب میں آ گئی۔

گویا زندہ درگور ہوئی۔ سب زیب و زینت خاک میں مل گئی۔ اس وقت کی آفت کہاں قلم سینہ چاک کی طاقت جو رقم کرے۔ خامہ با چشم نمناک قطرات مدار سیاہ سے ماتمی پوشاک

شاہد قرطاس کو پہناتا ہے اشک سیاہ آنکھ سے بہاتا ہے جو لفظ تحریر ہے سوگ نشین ماتم کدہ کاغذ ہے صریر کلک سے آواز ہے کی نکلتی سر پیٹتی ہے۔ ہائے ہوز ہے جیم دائرہ نشین غم ہے تو عین بعینہٖ چشم پر نم ہے۔ وائے ای فلک غدار یہ کیا ستم ہے کہ گلبدنان یاسمن پیکر واں صرصر عالم ہے کہ

گلشن دہر ہے دلچسپ جدھر جائے نظر
مے و لے مطرب و ساقی سب مہ نور سحر
جو کہ شے ہے وہ ہے مرغوب دل پیر و جواں
سبزہ ابرو ہوا لالہ حمرا گل تر
دیکھو صحرا کو کیا سبز زمرد گون ہے
دیکھ دریا کو کہ ہے موجوں سے زنجیر ببر
قطر ہے بازاں کے ذرا دیکھ کہ کیا عالم ہے
لوٹتے پھرتے ہیں داماں صبا میں گوہر
شاق ہے اس کی جدائی تو سبھی کو لیکن
عالم خواب سمجھتے ہیں جو ہیں اہل نظر
لطف لاکھوں میں پر افسوس کہ ہے نقش بر آب
آبشاریں ہیں صدا نوحہ گر اس گلشن پر
چھوڑ دیں اس کی محبت کو جو ہیں صاحب ہوس
وہ دن آئے گا کہ بیٹے کی نہ ہو ماں کو خبر

آخرالامر جب اس لشکر میں یہ آفت برپا ہوئی حسام نے پکار کر کہا۔ "اے گروہ گمرا ہاں اب تمہارا مار ڈالنا کچھ بات نہیں۔ مگر ابتدا سے مزاج ہمایوں شہنشاہ جاوداں کا حال میں نے سنا ہے کہ تمہارے پرورش پر مائل ہے۔ بدیں سبب آج کا اتنا دن اور یہ

رات تم کو اس عالم میں چھوڑتا ہوں۔ اگر تم نے اطاعت بادشاہ نہ کی تو جس طرح نشیب زمین میں سما گئے ہو اسی طرح زمین کو حکم دوں گا کہ تمہارے سر پر دوڑ آئے گی اور برابر ہو جائے گی۔ زندہ بند ہو کر رہ جاؤ گے اور یہ سیاہی ظلمت عدم میں پھنسائے گی۔ آگ تم پر برسائے گی۔ نام و نشان تک تمہارا خاک میں ملائے گی۔"

یہ کہہ کر طبل بازگشت بجوا کر پھرا۔ لشکریوں نے اراد لوٹنے کا کیا۔ حیرت مانع ہوئی خبردار استاد کے مقدمہ میں کوئی دخل نہ دے ورنہ جان سے مارا جائے گا۔"

ہر ایک ملکہ کے مانع کرنے سے رکا اور جملہ افسران لشکر ہنسے باہم خوشی کرتے پھرے۔ لشکر آ کر اپنے مقام پر اترا۔ ملکہ مذکور استاد جی کو لے کر اپنی بارگاہ میں آئی۔ شاہ طلسم نے بھی ہلکارے و مبدم کی خبر پہنچنے کے لیے مقرر کیے تھے۔ انہوں نے یہ خبر فتح کی پہنچائی۔ شاہ بہت خوشنود ہوا۔ مصور و صورت نگار داخل باغ سیب ہوئے ان کو حال آمد حسام نہ معلوم تھا۔ پوچھنے لگے اے بادشاہ یہ سحر کیا آپ نے کیا ہے۔"

بادشاہ نے حال اپنے پیر بھائی کے ماندے ہو جانے کا اور اپنے استاد کے بھیجنے کا سب مفصلاً بیان کیا۔ پھر خلعت اور کشتیاں زرد جواہر بے بہا کی اور تحفہ اجت طلسم استاد کے لیے روانہ کیے۔ اور عریضہ تحریر کیا کہ استاد آپ کے کرم سے میری سلطنت قائم ہوئی سب ملک و مال بچ گیا۔ اب غلام بھی حاضر خدمت ہو گا۔ حجاب کی وجہ سے میں سامنے نہ آیا تھا کہ آج تک قاصر خدمت گزاری رہا۔" یہ عریضہ مع تحفوں کے جب حیرت کے پاس پہنچا۔ اس نے استاد کو خلعت پہنایا اور جلسہ عشرت جمایا اور کہا۔ "کل بعد قتل باغیان چالیس روز کا جشن کروں گی۔ آج کے جلسہ طرب کی سند نہیں۔"

غرضیکہ ناز پروردگان مہد دلربائی و زینت بخش بزم خوش ادائی رونق انجمن عشرت و لائق محفل بہجت جمع ہوئے۔ گلعذاروں نے بارگاہ کو رشک وہ گلزار جناں بنا دیا اور اپنے زمزمے اور ترنم کے سامنے بلبلوں کو شرما دیا۔ ساقیوں نے شراب عشرت آمیز سے اہل انجمن کو محظوظ و خوش کیا اور مغنیان خوش نوا نے الحان دلکش غزل کو گایا اور رقاصوں

نے اپنی ادائے دلفریب پر ہر ایک کو لبھایا۔
غرضیکہ شام تک یہی جلسہ عشرت رہا۔ جب نور دیدہ فلک سحر حسام شب سے دور ہوا اور چرخ ستم گر نے انجمن عشرت میں ناہید فلک کو بلایا کہ

ہوئی جب روشنی روز نابود
ہوئی پھر شام شب سے پہلے موجود
جو ناگہ یہ پری بن ٹھن کے آئی
چراغوں نے چمک اپنی دکھائی

حسام دن بھر کا تھکا ماندہ تھا۔ بہر آرام اپنی بارگاہ میں جلسہ سے اٹھ کر آیا۔ پہلے کچھ غذائے لطیف زہر مار کی پھر سراپچہ بارگاہ کے اٹھوا دیئے۔ صحن خرگاہ میں پلنگڑی بچھوا کر لیٹا لطف شب ماہ دیکھتا جاتا تھا۔ سامنے جنگل کا سبزہ خوب ہی کیفیت کدھاتا تھا اس خوش میں تھا کہ نیند آتی تھی۔
اسی طرف اہل اسلام ک دعا بصد واہ تابعرش جاتی تھی۔ جب وہ زار زار اشکبار ہوتے تھے۔
عشرت پذیراں عالم کے ہوش کھوتے تھے بلبلا کر یہ کہتے تھے کہ

یا رب ہے کریم نام تیرا
ستار و رحیم نام تیرا
کفار لعین و تیرہ ایمان
ہیں تشنہ خون و دشمن جان
غالب ہوا کفر عاجز اسلام
یارب ہو ہمارا نیک انجام
اپنی وحدانیت کا صدقہ

دے ہم کو نجات خدایا

یہ دعا ان کی درگاہ کبریا میں قبول ہوئی۔ مراد دل حصول ہوئی یعنی استاد شاہ طلسم زمین کی سیر دیکھتے دیکھتے آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ فلک پیر کو اس کی استادی پر رشک آیا کہ مجھ سے بڑھ کر یہ ستمگر پیدا ہوا۔ جس نے چشم زدن میں جاہ و جلال لشکر اسلام مٹایا۔ بس گردوں درن دشمن اس کا ہوا۔ اور اس نے بروئے ہوا ایک ستارا چمکتا ہوا دیکھا جیسے ساکنان فلک نے سقف سپہر میں قندیل لٹکائی ہے یا ستارہ ٹوٹ کر کرہ زمر پر جم گیا ہے۔

حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے آخر اس کو تہ بین نے دور بین سحر لگا کر دیکھا تو ایک چوکی بلور کی نظر آئی کہ ماہتاب کے عکس پڑنے سے وہ مثل کوکب درخشاں نظر آتی ہے۔

یہ دیکھ کر اس کو اور زیادہ حیرت ہوئی اور سحر پڑھ کر دستک دی۔ گو وہ سحر شاہ طلسم کا تھا جو کسی سے رد نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ استاد بادشاہ ہے۔ اس نے رد کر دیا۔ وہ چوکی چکر کھاتی ہوئی سمت زمین چلی۔ برق فرنگی اس پر دور روز کا بھوکا پیاسا اپنے حال پر روتا ہوا۔ چپ بیٹھا تھا اور لشکر کے حال زبوں کو بھی اس نے اسی بلندی پر سے دیکھا تھا۔ دل سے کہتا تھا کہ اب رہائی نہ ہو گی۔ کیونکہ ہمراہی بھی اپنے سب خاک میں مل گئے۔

اسی فکر میں تھا کہ چوکی نیچے اترنے لگی اس نے بھی جھک کر دیکھا معلوم ہوا کہ ایک بارگاہ میں ایک ساحر بیٹھا ہے۔ اس کے پاس یہ چوکی جاتی ہے یہ دیکھتے ہی گو دو روز میں بوجہ گرسنگی و تشنگی پریشان حال تھا اور صورت جو کنیز بادشاہ کی ایسی بنائے تھے اس میں بھی کچھ کچھ تغری ہو گئی تھی۔

لیکن یہ بہت جلد اترتے اترتے درست ہو بیٹھا وہ چوکی جب زمین پر آئی۔ استاد جی نے اور ہی صورت ملاحظہ فرمائی۔ دیکھا ایک عورت قبول صورت بمشابہ شکل حور سراپا بقیہ

نور لباس و زیور سے آراستہ اس چوکی پر بیٹھی ہے۔ ماتھے پر ایک تختی ہیرے کی بطور تمعہ کے لگی ہے اس پر کھدا ہے کہ کنیز افراسیاب جادو۔ اور بسبب شدت و تکلیف اسیری کے منہ اس کا تمتمایا ہے نچا کھچا مکھڑا ہے با سر عریاں و مو پریشان ہے۔ ہر ایک بال سیاہ اور دراز اس کا افعی پیچان ہے یا شب ہجر عاشقان ہے ہوا کے سبب سے اس طرح لہرا رہا ہے کہ جیسے مار سیاہ بل کھا رہا ہے۔ بالوں کے گھن میں چہرہ تاباں اس کا یوں نظر آیا ہے۔ جیسے بدلی سے چاند چمک جاتا ہے۔ فوج غم و الم کی دل پر چڑھائی ہے رنگ رخ زرد ہے۔ منہ پر چھٹتی ہوائی ہے پوشاک بھی ملگجی ہو گئی ہے۔ لیکن بایں ہمہ رنج و الم وہ صورت زیبا رکھتی ہے کہ حسینان جہان پر ہنستی ہے۔ یوسف نے تو خواب میں بھی۔ یہ صورت نہ پائی ہو گی۔ وہ کون سی طبیعت ہے جو زلیخا اس کے عشق میں نہ بن آئی ہو گی۔

کہ ناگ اک چاند کے ٹکڑے پہ پڑی میری نگاہ
ہو گئیں جلوہ رخسار سے آنکھیں روشن
مہوش عشوہ گری آفت جانے شوخی
گلرخے سرمو قدے نوش لیے غنچہ دہن
قاتل خلق خدا جنبش تیغ ابرو
خرمن ہستی عاشق پہ نگاہ برق فگن
رات بھیگی عرق شرم میں وہ ڈوبے بال
آنکھ سورج کی جھپک جائے وہ چہرہ روشن
چاند سورج نے کیا شب کو ثریا میں طلوع
سر پر تعویذ مرصع کی بیان کی ہو پھبن
طرہ مقیش کا جوڑے پہ نیا طرہ ہے

سانپ بیٹھا شب تاریک میں ہے ڈالکے من
URDU4U.COM
رَوکش اختر تاباں ہے سنہری افشاں
نصف خورشید درخشاں ہے جبیں روشن

حسام اس کی صورت دیکھتے ہی دیوانہ ہوا ساری استادی اس پر فن نے بھلا دی گھبرا کر پوچھا "اے ماہ پارہ تجھ کو کس نے یہ کاہش دی ہے۔ اسی پری تو کیوں اڑ رہا ہے۔ ماتھے پر تمغہ لگا ہے۔ شاید تو کنیز بادشاہ طلسم کی ہے۔

برق نے شرما کے مسکرا کے کہا۔ "اے جادوگر تو کیوں دیوانہ ہوا ہے۔ میرے ساتھ اپنی بھی جان کھوئے گا مجھ کو شہنشاہ نے قید کیا ہے۔ اگر تو معزز ساحر ہے تو میری خطا بادشاہ سے معاف کرا دے۔ نہیں تو مجھ کو پھر اڑا دے۔"

اس نے کہا۔ "اے جانی وائے مایہ زندگانی تجھ سے کیا خطا ایسی ہوئی جو زہرہ منش ہو کر ہاروت وار چاہ عذاب میں لٹکی یا شمع قندیل ہے تو کہ بغیر لٹکے حسن نہیں دیتی۔"

جس نے جواب دیا "باتیں نہ بنا۔ جلدی مجھ کو بروئے ہوا پہنچا ارے آفت آ جائے گی۔ ابھی تو میں قید ہوں پھر قتل کی جاؤں گی۔ جس بادشاہ نے اتنے سے قصور پر کہ جام شراب لیے آتی تھی ٹھوکر لگی میں گر پڑی جام چھوٹ کر جو گرا ٹوٹ گیا۔ یہ حال میرا کیا کہ بے دانہ و آب قید کیا۔ اب غیر مردودے سے سنے گا تو مار ہی ڈالے گا۔"

اس نے یہ تقریر سن کر کہا۔ "شاہ کو اس وقت نشہ شراب ہو گا جو قید کیا ورنہ یہ کوئی ایسا جرم نہیں میں تیری خطا معاف کرا دوں گا۔"

یہ کہہ کر اپنے دل سے کہا۔ "اے حسام تو نے اتنا بڑا کام کیا ہے کہ بادشاہ اس کنیز کو تجھے نہ دے گا نہیں ضرور دے گا۔ یہ سوچ کر اس غارت گر جان سے پوچھا اے نازنین سچ بتلا افراسیاب نے کبھی تجھ کو ہاتھ تو نہیں لگایا۔"

اس نے کہا۔ "قسم ہے سامری جمشید کی کبھی آنکھ بھر کر بھی نہیں دیکھا اور کیونکہ دیکھے میں مرد سے خوف کھاتی ہوں۔ میرا کلیجہ ہاتھوں مرد کی صورت دیکھ کر اچھلنے لگتا

ہے۔"
یہ کہہ کر اس طرح انگڑائی لی کہ بغلیں اور سینہ و پیٹ کھل گیا۔ استاد جی کا تو جی لوٹ گیا۔

انگڑائی لے کے اپنا مجھ پر خمار ڈالا
کافر کی اس ادا نے مجھ کو تو مار ڈالا

بس شیفتہ ہو کر پکارا۔
جان کیا تم کو کہوں میں جان ہے جانے کے لیے دل سمجھتا ہوں کہ دل ہوتا ہے آنے کے لیے اس گلبدن نے بھی مسکرا کر کہا۔ "میں سچ کہوں مجھ کو مرد کے نام سے نفرت ہے مگر تجھ کو دیکھ کر میرے دل کا حال اور ہو گیا ہے۔ یوں تو ہزاروں لاکھوں جوان پری زاد حو کے بچے میں نے دیکھ ڈالے۔ تجھ کو نہیں معلوم کیا سبب جو دیکھتے ہی دل بے چین ہو گیا۔"
حسام یہ پیاری پیاری باتیں اس ستمگر کی سن کر بہت خوش اور سحر پڑھ کر چوکی میں جو یہ لپٹا ہوا تھا اور اٹھ نہ سکا تھا۔ اس حال سے ان نے نجت پائی اٹھ کر بناز و تخبر اس کے پاس آیا۔ اس نے ایک رقعہ لکھ کر اس مضمون کا "کہ اے شاہ جاوداں میں نے تمہاری کنیز معتوب کو چوکی سے چھڑا لیا اور اپنی خدمت میں اس کو لایا۔ اطلاعاً تمہیں لکھ بھیجا۔"
یہ تحریر اس چوکی پر رکھ کر سحر پڑھ کر اڑا دیا اور کہا۔ "اے چوکی جہاں بادشاہ ہو وہیں جا۔"
چوکی اڑ کر چلی۔ برق نے جو یہ ماجرا دیکھا دل سے سوچا کہ یہ چوکی بادشاہ کے پاس کوئی دم میں جائے گی۔ وہ تو میرے حال سے واقف ہے فوراً میرا میرا رہا ہونا سن کر دوڑ آئے گا۔ بس جلد کوئی تدبیر کروں۔ یہ سوچ کر پاس اس کے بیٹھ گیا ور اس پر دست انداز ہوا۔

اس نے اور تو کچھ نازو ادا نہ کیا مگر سسکی بھر کر کہا۔ "ٹھہرو میں بے قرینے ہوئی جاتی ہوں۔ چھوٹے کپڑے کھلے جاتے ہیں۔ تمہارے نوکر چاکر سب دیکھ رہے ہیں۔ سراپچے بارگاہ کے اٹھے ہیں۔ کیا مجھ کو نگوڑی کسی خانگی سے بھی بدتر تم نے سمجھا ہے۔ کسبیاں بھی بیچ بازار میں مردوے کو لے کر نہیں پڑتیں۔"

یہ سن کر اس نے سراپچے گرا دیئے اور خادم خدمت گار سب وک باہر بارگاہ کے نکال دیا۔ اس اچنا میں عیار مذکورے نے انگیا میں سے ایک گیند نکالا اور کہا۔ "دیکھو یہ کیا ہے۔"

استاد جی نے اس کی بھولی اتوں پر گلے سے لگایا اور کہا۔ "یہ گیندا ہے اور کیا ہے۔"

اس گلبدن نے کہا۔ "واہ یہی پہنچانتے ہو۔ یہ باغ خداوند جمشید کا گلاب ہے۔ شہنشاہ گئے تھے تو کوئی لائے تھے۔ ایک مجھے بھی دیا تھا۔ دیکھو سونگھ کر گلاب کی بو آتی ہے نا۔"

اس نے تعجب کر کے گیند اس سے لیا اور سونگھا سونگھتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ اس نے فوراً خنجر کھینچ کر سر اس کا کاٹ ڈالا۔ شور قیامت خیز اور آفت محشر انگیز برپا ہوئی۔ آگ برسنے لگی آوازیں مہیب آنے لگیں کہ "ارے ظالم غضب کیا تو نے کہ استاد ساحران کو مارا۔"

ساحر غل سن کر دوڑے۔ برق نرہ کر کے اسی ہنگامہ گیر وار میں جست و خیزہ کر کے نکل گیا۔ اس عرصہ میں وہی چوکی شاہ طلسم کے پاس پہنچی۔ وہ استاد کو رضی تحریر کرے باغ سیب سیب سے بیابان لالہ زار میں واسطے سیر کے گیا تھا۔ چوکی کے آتے ہی نامہ پڑھا اور پکارا "ارے یہ کیا غضب استاد نے کیا کہ اس بلائے آسمانی کو اتار لیا۔ ملازموں نے پوچھا حضور کیا ہوا۔"

اس نے سب حقیقت عیار کے قید کرنے کی بیان کی۔ ابریق وزیر سے کہا۔ "جلد جا استاد سے بعد آداب و تسلیم حال عیار عرض کرنا اور کہنا کنیزیں آپ کی خدمت کو حاضر ہیں اس کو جلد قتل فرمایئے اور وزیر مذکور چلنے پر تھا کہ بیر حسام کے روتے پیٹتے آئے اور حال اس کے مرنے کا معرض بیان میں لائے۔

بادشاہ سن کر سن ہو گیا۔ بعد کچھ دیر کے ہاتھ مل کر گویا ہوا کہ خود کردہ را درماں
چیست۔ ہائے افسوس میں نے برق کو گرفتار جب کیا تھا جب ہی مار ڈالنا چاہیے تھا۔
ناحق اس کو قید کیا۔ خیر مرضی سامری کی یہی تھی۔ اے ابریق تو جلد جالاش استاد کی
طاق چشم کے پاس بھجوا اور استاد کے مرنے سے جملہ نمک حرام رہا ہو گئے ہوں گے۔
ایسا نہ ہو کہ لشکر حیرت پر آ کر گریں اور لشکر مذکور کو غفلت میں ضرر پہنچے۔"
وزیر حسب ارشاد بہت جلد چلا۔ یہاں بعد مرگ حسام وہ چادر ظلماتی دور ہو کر زمین ہموار
ہو گئی لشکر مہ رخ نے جاب پائی۔ سجدہ لشکر خدا ادا کیا اور لشکر تو تیار دشت کار زار
میں کھڑا تھا۔ ہر ایک جانب لشکر حیرت چلا۔ لیکن اتنے عرصہ میں وزیر مذکور جو روانہ
ہوا تھا اس نے آتے ہی سحر کیا کہ سب لشکر حیرت لشکر میں روشنی ہو گئی اور اس
نے نہیب دی کہ اے لشکریان خاتون شاہ طلسم آگاہ ہو کر حریف کا لشکر آ پہنچا۔"
سب میں مرگ حسام گھبراہٹ تو ہو رہی ہے اس کے آواز دینے سے کمر بند ہونے
لگی۔ حیرت بھی باموے پریشان خوابگاہ سے نکل آئی۔
مہ رخ نے کہا۔ "اب جانا لڑنے کو اس وقت بے فائدہ ہے یوں تو بہت لڑیں گے وہ
غفلت میں کار حریفاں تمام کرنے کا لطف نہ رہا۔ اب پھر چلو۔"
یہ کہہ کر مع لشکر کے مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوئی۔ لشکری بھی آسودہ ہوئے۔
آج یہاں جلسہ عشرت جما لشکر دشمن شور واویلا بلند ہوا۔ وارے انقلاب دہر گاہے چناں
المختصر ارباب نشاط حاضر ہوئے۔ جام مے سرخ گلفام کا دور چلنے لگا۔ ہر ایک گلے ملنے
لگا سامان شادی و جشن کے قباری کی کیفیت کیا لکھی جائے اختصار منظور ہے۔ حاصل
یہ کہ برق بھی بارگاہ میں آیا۔ مہ رخ نے خلعت فاخرہ عنایت فرمایا۔ جملہ کیفیت
سن کر خوشنود ہوئی۔ یہ تو سب بعشرت تمام تر یہاں ٹھہرے۔
ادھر حسام کی لاش ساحران لشکر کے ہمراہ ابریق نے طابق چشم کے پاس بھیجی اور آپ
خدمت بادشاہ میں گیا۔ یہاں شاہ طلسم بیابان لالہ زار میں متفکر بیٹھا تھا۔ وہاں کے مالک

نے حاضر خدمت ہو کر نذر دی اور عرض کی کہ شہنشاہ نصف نشان آپ کچھ متردد معلوم دیتے ہیں۔ کتاب رخسار معنی غم و ملال سے تحریر نظر آتی ہے۔

URDU4U .COM

بادشاہ نے سارا حال استاد کا بیان کیا۔ اس نے عرض کیا "مجھ کو حکم ہو۔ میں جا کر کار نمک حراماں تمام کر دوں۔ میرا لشکر بہت آراستہ دیتا ہے۔ فوج بھی آپ کے اقبال سے جرار ہے۔" بادشاہ کو اس کے عرض کرنے سے خیال آیا کہ بلائے جادو نے عرضی بھیج کر مدد مانگی تھی۔ اس کے پاس اس کو بھیجنا چاہیے۔ یہاں لڑنے کو تو پیر بھائی میرا ہی آئے گا۔

یہ سوچ کر گویا ہوا "اے زہر بن قاہر قہر چشم جادو اگر تمہارا لڑنے کا اور میری مدد کرنے کا ارادہ ہے تو میری اعانت کرنے سے خداوند باختر کی اعانت کرنا بہتر ہے۔ تم جانب کوہ عمیق جاؤ اور دشمنان خدا وند کا استیصال کرو۔ اس میں بھی خوش ہوں گا اور خداوند بھی راضی ہوں گے۔ دنیا اور آخرت تمہاری دوں بن جائے گی۔"

اس نے یہ تقریر سن کر عرض کیا "بہت مبارک انچہ مرضی مولا از ہمہ اولیٰ۔

یہ کہہ کر بادشاہ سے رخصت ہوا۔ شاہ نے خلعت دیا۔ اپنے مقام پر آیا اور کئی ہزار ساحران نابکار روغدار اپنے ہمراہ لے کر بعظم و شان تمام جانب لقائے بد انجام روانہ ہوا۔ حال اس کا بیان کیا جائے گا۔

اب کچھ حال خجستہ مال شہزادہ ایرج اور ضمناً شمہ احوال و ہنہ ظلسم ہزار برج اور شہزادہ تورج بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا بیان ضرور تر ہے۔ موکفہ۔

کدھر ہے تو اے ساقی سیمتن
پلا جلد مجھ کو شراب سخن
سخن کی کریں قدر سب نکتہ دان
سخن کی زمانہ میں عالی ہے شان
سخن ہی جہاں میں ہے سب کو عزیز

یہ قول حسن ہے سن اے باتمیز
سخن کے طلبگار ہیں عقل مند
سخن سے ہے نام نکویاں بلند
سخن سے سلف کی بھلائی رہی
زبان قلم سے برائی رہی
سخن ہے وہی شخص رکھتے ہیں کام
جنہیں چاہیے ساتھ نیکی کے نام
سخن کا صلہ یاد دیتے رہے
جواہر صدا مول لیتے رہے
سخن کا صدا گرم بازار ہے
سخن سنج اس کا طلبگار ہے
کہاں رستم و گیو وافراسیاب
سخن سے رہی یاد یہ نقل خواب
رہے جب تک داستان سخن
الٰہی رہیں قدر دان سخن
بیا ساقیا جام عشرت بگیر
نویسم یکے قصہ دل پذیر

مبارزاں میدان تہوری۔ دفتا حال طلسم نیرنگ و جادو گری جانبازی سوار قلم دست نبد گاہ قرطاس میں اس طرح دکھاتے ہیں کہ سر کٹوا کر اس معرکہ تحریر میں قدم جماتے ہیں۔
وہ یہ کہ شہزادہ عالی شان تورج نوجوان جو دہنہ طلسم ہزار برج پر ٹھہرے تھے اور قاصد تھے کہ عبادت صانع طلسم عالم کر کے میشر بہ بشارت غیبی ہوں۔

لیکن ہنوز یہ نوبت نہ آئی تھی کہ شہزادہ بارگاہ سے اٹھ کر امتحاناً اس قلعہ کی طرف چلا۔ جس میں ہزار برج بنے تھے۔ چنانچہ ایک برج کے قریب جب پہنچا دیکھا کہ زنجیر اس میں لگی ہے۔ برج مقفل ہے شہزادے نے بسم اللہ کہہ کر قفل پر ہاتھ ڈالا۔ کوہی جو ہمراہ شہزادہ فلک مرتبت تھے۔ قدم پر پر شہزادے کے گرے "اے شہر یار واسطہ خدا کا اپنی جان نہ دیجئے۔ آفت برپا ہو گی یہ قیامت نہ کیجئے۔"

یہ ذکر تھا کہ دفعۃً ایک تڑاقا ہوا اور اس درہ کوہ سے ایک طاؤس زریں بال پیدا ہو کر اڑا اور بروے ہوا جا کر ٹھہرایا۔ اس کے منہ سے لڑی موتی کی نکل کر زمین تک آئی اور بہت سے مالے موتیوں کے اس کے گلے میں پڑے تھے۔ بس اس طاؤس نے پکار کر کہا۔ "میں طاؤس جادو ہوں۔ اے شہزادے کیوں اپنی جان کھوتا ہے۔ آفت میں مبتلا ہوتا ہے غضب میں گرفتار ہو گا یہ قصر طلسم جمشدو سامری کے استاد کا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ یہاں سے پھر جا۔ نہیں تو جا کر اپنے بادشاہ سے کہوں گی۔ وہ نہیں معلوم کیا تمہارے ساتھ معاملہ کرے۔"

شہزادے نے جب یہ تقریر سنی۔ کمان کیانی دوش پر سے اتار کر تیر بازو وہ مشتی زرنگ خذرنگ شستہ سو فار عقاب پر بھر کمان میں پیوستہ کر کے۔ طاؤس کا پوٹا تاکا۔

اس وقت مور چلا "اے تم بڑے زبردست و سرکش معلوم دیتے ہو۔ کیا زلزلہ قاف اپنے تئیں سمجھتے ہو۔ یا ان کے بیٹے پوتے ہو۔ اچھا سمجھ لیا جائے گا تم یوں نہ مانو گے۔"

یہ کہہ کر پھر درہ کوہ میں جا کر غائب ہو گیا۔ شہزادہ نے بعد اس کے غائب ہونے کے پھر قصد دروازہ کھولنے کا کیا۔ یاقوت وغیرہ کوہی جو ساتھ تھے وہ عرض کرنے لگے کہ حضور کے لیے یہ امر بھی یہاں ہوا کہ طاؤس طلسی سمجھا کر چلا گیا۔ ورنہ کوئی یہاں سے زندہ پھر انہیں۔ اب آپ بھی اسی مقام پر بارگاہ استادہ کرا کے تشریف فر ہو جنیے۔ دیکھیے تو کیا ہوتا ہے۔"

شہزادے نے یہ تقریر سن کر حکم دیا "لشکر جہاں اترا ہے۔ وہاں سے کوچ کرا کے تم

لاؤ۔ یہ قصر کئی منزل تک کس لیے کہ اس میں ہزار برج ہیں۔ پس میں منزل دو منزل یہاں سے بھی اور آگے جا کر اتروں گا دیکھوں تو کہ اس اطراف میں کیا انتظام ہے۔ اول نواح کا طلسم کا تسخیر ہو جانا بہت مناسب معلوم دیتا ہے کہ بعد میرے۔ داخلہ کرنے طلسم کے تم لوگ دشمن کے شر سے محفوظ رہو گے۔"

سب نے رائے بیضا ضیائے شہزادہ گرامی پر آفریں کی اور وہاں سے آ کر لشکر میں طبل سفر بجوا کر کوچ کر کے اسی پہاڑ کی داگ کے نیچے نیچے ایک میدان سبزہ زار میں پہنچے اور منزل بھر آگے۔ بڑھ کر اسی فقیر کے ایک برج کے پاس مقام کیا۔ جب طلسم عالم سے فتاح طلسم ظلمت شب برج مغرب میں گیا اور فلک زمردیں ستاروں سے بصورت بال طاؤس بنا کہ

بنا طاؤس کا پر چرخ اخضر
ہوئے گردوں پہ تارے جلوہ گستر
یہ ہے نیرنگی عالم کا نقشہ
کہ زاغ شب بھی ہے صورت بدلتا

شہزادہ فتح کرنے پر طلسم کے آمادہ اپنی بارگاہ میں آ کر پلنگڑی جواہر نگار بچھوا کر آرام پذیر ہوا شیشہ آلات بے قیاس اس بارگاہ میں لگا تھا۔ فرش و کرسی و تخت سے آراستہ اس کو کیا تھا۔ قناتیں ہر سمت کی گری تھیں صحرائے طلسمی کی کیفیتیں نظر آتی تھیں۔ چاندنی چھٹکی تھی۔ کوڑیالا پھولا تھا سبزہ لہلہاتا تھا۔ ہر درخت قامت یار کا جوبن دکھاتا تھا۔ زلف جاناں کی طرح الجھی ہوئی جھاڑیاں نہروں میں ٹھنڈا ٹھنڈا پانی رواں چاند کا عکس چشموں میں پڑا تھا۔ ہزار ہا چاند زمین کے منہ کو لگا تھا۔

ادھر بروج قصر طلسم کے در کھل گئے اس میں پریاں کھڑیاں تھیں۔ ساز ہاتھوں میں لیے

تھیں زلفیں رخسار پر لہراتی تھیں۔ اس طرح کا ساز بجا کر گانا گاتی تھیں کہ خاطر پیر فلک سے ترانہ زہر کا بھلاتی تھیں پیشوازیں ستار وار پہنے تھیں۔ کچھ بائیں پر کچھ دائیں پر تھیں۔

URDU4U.COM

شہزادہ جس طرف کروٹ لیتا تھا۔ تماشا عجیب ملاحظہ فرماتا۔ اس اثنا میں طرفہ تماشا نظر آتا کہ سامنے میدان میں کچھ طاؤس زریں بال ظاہر ہو کر لوٹنے لگے اور لوٹ کر بشکل زنان خوبرو بن گئے۔ ایک ایک ان میں کافر و ستمگر و مست نشہ حسن غارت جان شیدا تھی سیمبر گل اندام و مہ لقا تھی۔ کسی کی زلف مشکیں سوار ختن کو مول لینے کا ارادہ رکھتی کسی کے ابرو خنجر کھینچ کر ظلم پر آمادہ رہتے۔ آنکھوں پر چشم غزالیں قربان رہتی کسی کا رخسار نازک خانہ دلہائے عشاق میں آگ لگاتا۔ کسی کا لب معجز نما مردم چشم نظارگیاں کو بیمار بناتا۔ ہر ایک عشوہ گر گل سے زیادہ نازک چشم خماریں نرگس و غزال سے کہیں بڑھ کر بلکہ صاد دختر نازو غمزہ سے بہتر ایک ایک ان میں مہرجبیں ماہ جبیں کہ

مردے جی اٹھتے ہیں جس دم وہ تکلم کرتے
زندہ اعجاز مسیحا کو پھر تم کرتے
پان اگر کھاتے تو لاکھوں ہی کا خان تم کرتے
تیر چیتوا کے تہ تیغ تبسم کرتے
خاک میں روز ملا دیتے ہیں مل کے مسی
پان کھا کھا کے ہو پر خون دل مردم کرتے
چھنتے افشاں جودہ پیشانی نور افشاں پر
صدقے گردوں طبق گوہر انجم کرتے

پس وہ سب نازنینا مہر تمثال اچھلتی کودتی ایک برج کے قریب آ کر پکاریں۔ "اے ملکہ عالم آیئے تشریف لایئے۔ ان کے پکارنے سے ایک خورشید طلعت اس برج سے بسان نیر اعظم طالع ہوئی۔ جیسے برج حمل واسد میں آفتاب کو عروج و شرف ہوتا ہے۔ اسی طرح بصد شرف وہ ساطع الانوار ہوئی۔ ہر تار زلف اس کا مسطر رقم طرازی صحیفہ حسن جوبن تھا۔بہروجہ احسن تھا حلقہ ہائے زلف کو روزن کاخ شہنشاہ حسن کہوں تو بجا ہے۔
شکن گیسو کو چین پیشانی شاہدان ختن و چین کہوں تو روا ہے اس صانع طلسم جہان کی قدرت پر میں فدا جس نے ایسا نقشہ بنایا۔
سبحان اللہ کیا دلربا خلق فرمایا جس کی پیشانی نورانی پر خوش قسمتاں دہر قربان چشم افتان پر غزالاں ختن تیر خوردہ خدنگ مژگان کان کی لو شمع بزم خوبی کے دل میں شعلہ عشق بھڑکا دے۔ اس کی لو آگ لگا دے۔ رخسار تاباں کے رو برو آئینہ سکندر حیران دہن تنگ مسیحائے مردہ لاں۔
پس وہ بحر سن کی گوہر یکتا مثل طاؤس طناز بہزر حسن داد خرامان بارگاہ شہزادہ ذی شان میں آئی اور کنیزاں خوش آئین دربار گاہ پر چھوڑ کر آپ قریب پلنگ کے پہنچی۔
شہزادہ اس مسیحا کو بالیں پر آتے دیکھا کر بیمار محبت تو ہوا دل بے چین ہونے لگا۔ لیکن صبر سے کام لیا۔ جس طرح لیٹا تھا لیٹا رہا۔ وہ راحت بکش پہلوئے امید پائنتی آ کر بیٹھ گئی ور لب معجز نما سے زندہ کن بد دعا ہوئی۔" اے شہزادہ عالی بتاؤ آپ کو پورا غرور اپنی جوانی پر ہے کہ میری جانب نگہ لطف ذرا بھی نہیں۔ خیر اس کی کچھ شکایت نہیں مجھ کو آپ کی پروا بھی نہیں۔ لیکن ایسے شخص کو بے حمیت شاید کہ اہل مروت کہتے ہیں۔ لوگ دشمن کو بھی تواضع کرتے ہیں نہ کہ دوست۔ ذرا اٹھ کر بیٹھے پھر لیٹ رہیے گا۔"
شہزادہ ہر چند کہ طلف از کف دادا ہو چکا تھا مگر ضبط کر کے صدف زبان سے گہر ریز تکلم ہوا "مجھ کو غرور ذرا نہیں۔ آپ کی تشریف آوری کی خبر اصلا نہیں۔ اگر

معلوم ہوتا تو سر کے بل بھرا استقبال جاتا۔ اور یوں کسی کے گھر میں چلے آنا حرکت مجنونانہ ہے۔ اور میں جو آپ کو دیکھتے ہی اٹھ بیٹھتا تو خوشامد ٹھہرتا۔ اب یہ معلوم ہوا کہ آپ اپنے حسن بے نظیر کا جلوہ دکھاتی پھرتی ہیں اور ہر ایک کو آزماتی پھرتی ہیں۔ اتراتی پھرتی ہیں۔ پھر مجھ کو کیا غرض جو میں آپ کی تعظیم کرتا۔ یہ حسن آپ کا آپ ہی کو مبارک رہے مجھ سے امید خاطر داری نہ رکھیے۔ جایئے اپنی راہ لیجئے۔"

اس رشک قمر نے ہنس کر جواب دیا۔ "اے شہزادہ کیوں نہ ہوا آخر نبیرۂ حمزہ صاحبقران ہونا۔ واقعی اس وقت جو مجھ پر تم فریفتہ ہوتے تو میں اپنے عشق میں تم کو دیوانہ بنا کر نہیں معلوم کس آفت میں پھنساتی۔ اے شہر یار میں طاؤس جادو ہوں مجھ کو یہی خدمت متعلق ہے کہ جو کوئی طلسم میں جانے کا ارادہ کرے اس کو منع کروں۔ چنانچہ پہلے طاؤس بن کر تجھ کو منع کیا تھا اب حس لیاقت تمہارے پھر سمجھاتی ہوں کہ یہ مقام بہت سخت و صعب ہے۔ یہاں سے کوچ کر جایئے اپنے تئیں بلا میں نہ پھنسایئے۔ ہر چند کہ آپ پوتے ثانی سلیمان کے ہیں۔ لیکن یہاں کچھ نہ ہو سکے گا۔ اس طلسم میں ہزار برج ہیں۔ اگر ایک ایک برج پر ایک ایک سال لڑیئے گا تو ہزار برس لڑنے کا چاہیں پھر اتنی عمر کہاں سے لایئے گا۔"

شہزادے نے بجواب اس تقریر کے ارشاد فرمایا۔ "اب تو ہم یہاں آ چکے قدم بھر فتاحی طلسم اٹھا چکے۔

ہمارے منہ سے جو بات نکل جاتی ہے پھر جان جاتی رہے' لیکن وہ بات نہیں جائے' باقی کہ

فعل مردوں کا نہیں کام ادھورا کرنا
منہ سے جس بات کو کہنا اسے پورا کرنا

اس نازنین نے تیوری چڑھائی گویا صحفہ پیشانی میں غلطی کٹی نظر آئی۔ شہزادہ اس ادا

پر بیتاب ہو گیا۔ مگر ساحرہ اس کو سن چکا تھا۔ سن ہو کر رہ گیا اور اس نے بصد غصہ کہا۔ "اے تورج بن بدیع کیا طاقت تیری جو تو آگے قدم بڑھا سکے اور طلسم میں جا سکے۔ کیا سیدھا راستہ مقرر کیا ہے جو تو چلا جائے گا۔ مجھ کو تیری محبت ہو گئی ہے اور حکم بھی بادشاہ طلسم کا نہیں ہے۔ ورنہ ابھی تجھ کو مار ڈالتی۔"

URDU4U.COM

شہزادے نے فرمایا۔ "کہ جو تو میری بارگاہ بطور مہمان نہ آتی تو میں بگیر قتل کیے تجھ کو نہ چھوڑتا۔"

یہ سنتا تھا کہ وہ شعلہ حسن بہت جلی اور غصہ میں آ کر تھرا کر اڑ گئی۔ کنیزیں بھی غائب ہو گئیں۔ پھر قریب اسی برج کے کہاں سے یہ آئی تھی ظاہر ہو کر ٹھہری اور زمین پر دو ہتڑ مارا۔ پھر تو آندھی تیرہ و تار آئی۔ ہوا نے وہ زور باندھا کہ ہر جھونکا طوفان با و قوم عاد کا پتہ دیتا تھا۔

لشکر شہزادے کے خیمہ وغیرہ اڑ گئے۔ لشکر جلد تیار ہوا۔ ہر ایک سوار مرکب پر سوار ہوا۔ پیادوں نے غار مغاک میں پناہ لی۔ شہزادے نے جلد اٹھ کر ایک نشیب کی راہ لی۔ مرکب سمیت غار میں اتر گیا۔

کچھ ہی عرصہ میں وہ تاریکی عالم میں پھیلی کہ شب دیجور ایسی ہزار راتیں اس سیاہی پر قربان تھیں۔ راہ ظلمات اس کے سامنے تاباں تھی۔ آندھی کی ہیبت ناک صدائیں زہرہ آپ کیے دیتی تھیں۔ سائیں سائیں ہوا کے سامنے خبر مرگ سناتے تھے۔ درختوں کے جھگڑ مہیب آوازی جان لے لیتی تھیں۔ مرکب سمیت سوار نشیب و غار سے نکل نکل کر اڑ رہے تھے۔ بارگاہیں کہیں تھیں خیمہ کہیں تھے۔ شہزادہ عالی بتار دعا ہائے صحائف انبیا علیم السلام پڑھتا تھا اور آندھی کی جانب دم کرتا تھا اور کہتا تھا کہ "مجھ سے نادانی ہوئی جو مع لشکر یہاں آیا۔ اکیلا مجھ کو یہاں آنا چاہیے تھا۔ غرضیکہ اسی طوفان نے آخر گلہائے گلستان افلاک برباد کیے اور نخل دشت عالم سے اکھیڑ دیا۔ زاغ شب ہلاک ہو گیا۔

ہوئی آندھی میں آخر آخری شب
URDU4U.COM
ہوئے روپوش تار چرخ سے سب
ہما مہر نے جھاڑے پروبال
رخ مشرق شفق سے ہو گیا لال

ہنگام سحر بقدرت مالک خشک و ترنہ اس آندھی کا پتہ نہ تھا ہوا کا سناٹا تھا۔ نہ لشکر میں کچھ تباہی تھی اتنا تو البتہ فرق ہوا تھا کہ جہاں سے کل کوچ ہوا تھا اسی جگہ منزل بھر پیچھے لشکر ہٹا نظر آیا۔

شہزادے نے فرمایا کہ یہ نیرنگی سیر زمین طلسم ہے بغیر اس کے کہ راہ طلسم معلوم نہ کی جائے۔ جانا اندر اس قصر کے دشوار ہے۔ اب کی انشا اللہ میں تنہا جاؤں گا۔ نجم عیار اور خونریز وغیرہ کوہیوں نے عرض کیا "ہم حضور کے ہمراہ چلیں گے۔"

شہزادہ نے فرمایا۔ "ظلم کوہی کے لوگ میرے ہمراہ ہیں اور عیار میرا باقی تم سب ٹھہرو کوہستان جو میں نے فتح کیا ہے اس سے بھی خبر دار رہنا۔یہ فرما کر عزم روانگی کیا تھا کہ بروئے ہوا ایک تڑاقا ہوا اور ابر سرخ رنگ پیدا ہو کر تمام دشت پر چھایا۔

رنگ صحرا کوہ اس کے عکس سے گلنار نظر آیا۔ ہر ایک شجر لال کرتی کی پلٹن کا تلنکا بنایا۔ قامت یار نے پیرہن سرخ پہنا۔ اس ابر گلناری سے دس بارہ اژدر ہے شعلہ فشاں ظاہر ہوئے جن پر بارگاہ خیام بار تھے اور دو تین عورتیں۔ دس بارہ زنگی آدم خوار سوار تھے۔ چنانچہ وہ اژدر کچھ شعلہ منہ سے چھوڑ۔ کر زمین سے اتر آئے۔ ان رنگیوں نے بارگہا فلک فرما نکل بہ ستون جواہر استادہ کی۔ فرش عمدہ سے آراستہ کی۔ بعد اس انتظام کے اس ابر سے ایک تخت یاقوت نگار پیدا ہوا۔ جس پر ایک سفاکہ عالم لباس ارغوانی اور زیور یاقوت رمانی سے آراستہ مسند پر تکلف پر بیٹھی تھی۔ گرد تخت کے صدہا خواص حور پیکر تھی کہ بروئے ہوا اڑاتی آتی تھی۔ اپنی شعلہ رخساری سے وہ حور نژاد دل دہر میں آگ لگاتی تھی۔ چہرہ بے نظیر کی صفا آئینہ آفتاب کو اندھا بناتی تھی۔ برق نظر

کی وہ چل پھر کہ ابر سرخ میں بجلی کوندتی جاتی تھی۔ چشم فتان بظاہر سیا پرور تھی مگر فتنہ انگیز محشر تھی۔

URDU4U .COM

گر تیرے چاند سے چہرے کے مقابل ہو جائے
آئینہ جوش ضیا سے مہ کامل ہو جائے

پس و غیرت قمر جیسے ستار ٹوٹتا ہے اس طرح تخت بارگاہ میں اتار لائی۔ عاشقوں کی جان حزیں پر غضب خدانازل ہوا جیسے برج فلک میں ماہ کامل داخل ہوا۔ یوں تخت سے اتری اور کرسی جواہر کی بیٹھی۔ خواصیں گردو پیش بادب استادہ ہو گئیں۔ اس نے ایک خواص سے حکم دیا : جاوہ نبیرہ حمزہ کھڑا ہے میرے پاس بلا لا۔"
خواص خدمت شہزادہ فلک میں آئی۔ شہزادہ اس رنگ کا تماشہ دربارگاہ پر کھڑا دیکھ رہا تھا کہ کنیز نے تسلیم کر کے عرض کیا کہ "حضور نے میری آپ کو بعد سلام شوق پیام دیا ہے کہ لحہ بھر کے لیے یہاں قدم رنجہ فرمایئے۔ دو باتیں میری سن جایئے۔"
شہزادہ نے فرمایا ہم ساحرہ کے پاس جانے سے عار رکھتے ہیں۔ دشمن کو سرفرا نہیں کرتے۔ ذلیل و خوار رکھتے ہیں۔"
کنیز یہ سن کر پھر گئی اور ملکہ سے اپنی یہ گفتگو بیان کی۔ اس نے پھر اس کو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آپ نے سچ ارشاد فرمایا۔ لیکن اس وقت تو ضرور قدم رنجہ فرمایئے۔ ایک بار کنیز نوازی لازم ہے۔" خواص نے آ کر پیام شہزادہ کو دیا شہزادہ بمنت اس کے بلانے سے اس کے پاس گیا۔ ہمراہ شہزادہ عیار نجم و خونریز و اظلم وغیرہ تھے۔
غرضیکہ ساحرہ حسینہ نے اٹھ کر تا در بارگاہ ان کا استقبال کیا اور سامنے اپنے کرسی پر لا کر بٹھایا۔ بعد خاطر مدارت کے قفل دہن کو وا کیا "اے شہزادے میں نے اس لیے تم کو تکلیف دی ہے کہ اس حوالی میں کوہ و دشت جس قدر ہیں آپ کو اجازت دی جاتی ہے کہ جہاں آپ کے مزاج ہیں آپ کو اجازت دی جاتی ہے کہ جہاں آپ

کے مزاج میں آئے شکار کھیلئے سیر کیجئے جو ملک بسند فرمائیے فتح کیجئے اگر آپ نہ فتح کر سکیں میں خالی کرا دوں اور جس تحفہ طلسم کی ضرورت ہو وہ منگوا دوں۔ مگر آپ کی جوانی پر مجھ کو رحم آتا ہے۔ واسطہ اپنے دین و مذہب کا اس ارادہ فتح طلسم سے باز آیئے کیونکہ اس طلسم کا گیا ہوا جیتا نہیں پھرتا ہے اگر ایک دربند سے نکل گیا تو دوسرے پر ضرور مارا جاتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ عزم اپنا فتح فرمائیے گھر پھر جائیے۔"

URDU4U.COM

شہزادہ نے فرمایا۔ "ایک رات کو ہمیں نصیحت کرنے آئیں تھیں۔ اس وقت تم دفتر پندوا لیے ہو۔ تم کیا ہمیں ملک و مال دو گی۔ ہم سوائے خدا کے اور کسی سے مدد مانگنے کو ننگ سمجھتے ہیں۔ اب اگر تم کو اپنا طلسم بچانا ہے تو بادشاہ طلسم سے جا کر کہوں کہ دین اسلام قبول کرے اور خراج طلسم ملازمان شاہ اسلام سعد بن قباد کو دے اور مثل غلامان حلقہ بگوش حاضر خدمت ما بدولت ہو کر عفو تقصیرات چاہے۔"

یہ تقریر سن کر وہ نازک مزاج چین بجبین ہوئی اور پکاری اے تورج رات کو بھی میں ہی تجھ کو سمجھانے آئی تھی۔ صرف فرق اتنا تھا کہ اس وقت صورت اور بنائے تھی اور اس وقت دوسرے طور پر ہوں۔ مجھ کو بسبب تیری الفت کے یہ سمجھانے میں کدے۔ ورنہ مجھے کو منع کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ مثل مشہور ہے کہ جو جیسا کرے گا۔ ویسا پائے گا۔"

تورج نے کہا۔ "میں مقرر اس طلسم میں جاؤں گا تو لاکھ کہے ہیں ایک نہ سنوں گا۔"

یہ سن کر اس نے کہا۔ "منم طاؤس جادو اے تورج تو نے ہم کو موم کا سمجھ لیا ہے۔ کیا طلسم میں جانا سہل سمجھا ہے۔ کیا مجال جو ایک قدم بھی اٹھا سکے۔ میں نے تجھ کو جب سے دیکھا تھا دل میرا تجھ پر آ گیا تھا اس لیے تین بار آ کر سمجھایا۔ اب میں دیکھوں تو کہ کیونکر اپنی بارگاہ میں پھر کر تو جاتا ہے۔ بھلا طلسم میں جانا تو بڑی بات ہے۔"

شہزادے کو یہ سن کر غصہ آیا اور پکارا "او قحبہ تو گھر میں بلا کرواہیات کلام کرتی ہے۔

دیکھ یہ سہرا تیری ہے۔" یہ کہہ کر تیغہ کھینچ کر ایک ہاتھ مارا کہ اس کے سر پر تیغہ پڑا مگر چٹ گیا۔ ایک جھنا ہوا جیسے گھن پڑا اور اس ساحرہ نے اٹھ کر دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور بزور سحر گرا دیا۔

URDU4U.COM

پھر کچھ ماش پڑھ کر ہمراہیوں پر مارے کہ وہ پتھر کے ہو گئے۔ لشکر میں شہزادے کے قریب تر تھا یہ خبر گئی وہاں کمر بندی ہونے لگی۔ اس نے کچھ دانے سرسوں کے ادھر بھی پھینکے کہ سارا لشکر پتھر کا ہو گیا۔ جب یہ سنگدلی دکھا چکی تو شہزادے سے گویا ہوئی کہ "اسی منہ پر دعوئ طلسم میں جانے کا تھا۔ دیکھا تو نے کہ دم بھر بھی تیری بربادی میں نہ گذرا۔ اب کہ تو تجھ کو بھی پتھر کا بنا دوں لیکن پھر تجھ پر رحم کرتی ہوں۔ اب ایسا ارادہ نہ کرنا۔"

یہ کہہ کر کچھ سحر پڑھا کہ لشکری اور ہمراہی شہزادے کے پھر اصل صورت پر بن گئے۔ جب نجم و اطلم وغیرہ کو ہوش آیا نجم نے کہا۔ "شاید ہم بھی پتھر کے بن گئے تھے۔

ساحرہ نے کہا۔ "ہر چند میں نے تمہارے مالک کو سمجھایا مگر انہوں نے نہ مانا۔ اس وقت میں نے یہ حرکت کی۔ ارے صاحبو یہ تو صاحبزادے ہیں۔ مزاج میں ان کے جہالت ہے تم لوگ تو دیرینہ ہو۔ ان کو سمجھا کر پھیرے لے جاؤ اور شہزادے سے دست بستہ ہو کر کہا۔ "مجھ سے خطا ہوئی۔ اب آپ تشریف لے جائیے۔"

شہزادے کو ہمرایوں نے بھی پاؤں پر گر کر سمجھایا کہ حضور یہاں سے تو تشریف لے چلیے پھر سمجھ لیجئے گا۔"

شہزادہ وہاں سے آرزو وہ خاطر پھرا اور نجم عیار نے ساحرہ سے کہا۔ "میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔"

اس نے کہا۔ "کہو۔"

اس نے عرض کیا "شہزادہ تمہاری بارگاہ میں آیا تھا۔ تم بھی شہزادہ کی بارگاہ میں چلو۔ میں دعوت کروں گا۔ دو گھڑی بیٹھ کے چلی آنا۔ شہزادے سے صفائی بھی ہو جائے گی۔"

ساحرہ یہ بیان سن کر راضی ہوئی راضی ہوئی کس لیے کہ منت سے دھمکا کے خوشامد

کر کے سب طرح اسکو طلسم میں نجانے دینا منظور ہے اور فریفتہ جمال پری تمثال شہزادہ بھی ہو چکے ہے۔

چنانچہ دو ایک زنگی اور چند کنیزوں کو ہمراہ لے کر شہزادے کے بارگاہ میں آئی۔ نجم نے

URDU4U .COM

اس کو باعزاز تمام تر مسند پر بٹھایا اور شہزادے سے بادشاہ کہا۔ "آپ فرمایئے تو میں اس کا تمام کر دوں۔"

شہزادے نے اس کے کان میں کہا۔ "گھر میں بحیلہ دعوت کسی کو بلا کر عداوت کرنا شیوہ مسلمان نہیں ہے۔ یہاں کوئی برائی اس کے ساتھ نہ کرنا۔

نجم خاموش رہا شہزادے نے سامان عشرت حاضر ہونے کے لیے حکم دیا۔ ساقیاں ہمیں غدار ذخنیا گراں کیک رفتار حاضر ہوئے۔

ساحرہ نے دیکھا کہ شہزادہ یہ محبت مجھ سے پیش آیا اب یہ تجھ پر فریفتہ ہے۔ پس اگر یہ کام دل سے تجھ سے حاسل کرے گا تو زنگی اور خواصییں تری سب اس حال سے ماہر ہوں گے۔ سارے طلسم میں تو ہوا دار مسلمانان مشہور ہو جائے گا پس یہ سوچ کر کنیزوں کو بلا کر حکم دیا کہ تم سے دو ایک یہاں ٹھہریں اور خیمہ ایک رکھ لیں۔ باقی سب ہمراہی میرے مع بارگاہ طلسم میں جائیں میں بھی جب فرصت ہو گی آؤں گی۔"

○○○

- شہزادہ تورج

یہ حکم سن کر سب ہمراہی اس کے روانہ ہو گئے اور یہ شریک جبسہ عشرت ہوئی۔ جام شراب گردش میں آیا۔ ناچ ہونے لگا۔ ساحرہ جب مست ہوئی دست ہوس جانب شہزادہ بڑھانے لگی۔ شہزادے نے فرمایا۔ "اس ارادے سے باز رہو میں ساحرہ کی طرف نگاہ بھر کر بھی نہیں دیکھتا۔ یہ صرف تمہارے یہاں آنے سے مہمان جان کر تمہاری صحبت میں بیٹھا ہوں۔ طاؤس یہ باتیں سن کر بدمزہ ہوئی۔ پھر سوچی کہ یہ ناز معشوقانہ کرتا ہے اور تجھ سے کھینچتا ہے تو بھی یہاں سے اٹھ جا۔ کشیدہ خاطر دکھلا۔ یہ نوجوان دام شہوت کا گرفتار آپ ہی تیری منت کر کے تجھے بلائے گا۔ یہ سوچ کر دو گھڑی اور بیٹھ کر اٹھی کہ اب میں جاتی ہوں۔ شہزادہ خاموش ہو رہا۔ یہ وہاں سے اٹھ کر اس خیمہ میں اپنے جو رکھ لیا تھا آئی اور منتظر خوشامد کرنے شہزادے کی بیٹھی۔ ادھر نجم عیار نے شہزادے سے کہا۔ "اب تو وہ ساحرہ آپ کی مہمان نہیں ہے۔ میں مار ڈالوں جا کر آپ ناراض تو نہ ہوں گے۔" شہزادے نے فرمایا اب تجھ کو اختیار ہے۔ نجم اجازت یاب ہو کر چلا اور ایک زمرد کا خاصدان لے کر گلوریاں عطر بیہوشی کی بسی اس میں رکھ کر بڑے تکلفات سے درست کر کے خیمہ ساحرہ میں آیا۔ وہ سمجھی کہ شاید شہزادے نے بلایا ہے۔ یہ منانے کو آیا ہے بس بخاطر پیش آئی۔ اس نے وہ خاصدان پیش کیا اور کہا۔ "شہزادے نے آپ کے لیے گلوریاں بھیجی ہیں۔" ساحرہ بہت خوش ہوئی کہ بیشک اس مغرور حسن و جمال کو بھی میرا خیال ہے۔ پس وہ خاصدان لے کر کھولا۔ گلوریاں بہت پر تکلف گنگا جمنی ورق لگری کٹاؤ کی بنی اپنی سرخروئی کی آپ گواہی دے رہی تھیں۔ اس نے ایک گلوری کنیز کو دی اور دو آپ کھائیں۔ باقی اپنے خاصدان میں رکھ لیں اور نجم کے خاصدان میں پانچ اشرفیاں ڈال کر واپس کیا۔ عیار مذکور ہنوز مرجعت نہ کرنے پایا تھا کہ وہاں ہک حلق سے نیچے اتری اور بیہوشی

نے اثر کیا ساحرہ مع کنیزوں کے بیہوش ہو گئی۔ نجم تو اس کے قتل کا بیڑا اٹھا چکا تھا۔ منہ کو لہو لگا ہوا تھا۔ ساحرہ کو روئیں برور سحر کرخت بدن دیکھ کر سیسہ گرم کر کے پلا دیا اور ہمراہیوں کے اس کے سر کاٹ ڈالے لیجیو گھیر یو قید کیجیو کی آواز ہولناک آئیں۔ پیر سحر کے غل مچانے لگے۔ اندھیرا ایسا ہو گیا کہ شب ہجر عاشقاں بھی ایسی تاریک نہ ہو گی۔

عالم میں چادر سیاہ گھر گئی گویا رہزن روز گار نے دن دہاڑے دنیا بھر کملی ڈالی۔ نجم عیار وہاں سے بھاگ کر خدمت شہزادے میں آیا۔ شہزادہ اس آفت کے آنے سے گھبر کا باہر بارگاہ کے نکل آیا تھا سردار حاضر خدمت تھے لیک اس اندھیرے نے سب کے دم خفا کیے تھے اور سب دست بدعا تھے کہ اے خالق عظمت نور مالک لیل و نہار یہ بلا ہم پر سے تو دفع کر دے۔

اثر دعائے نوریان نے آخر زمانہ روشن کیا وہ سیاہی دھواں ہو کر ہمٹی ور بروئے ہوا جا کر ٹھہری اور وہ قلعہ اور پہاڑ سب غائب ہو گیا۔ صرف ایک دیوار سیاہ منزل ہا منزل تک کھنچی نظر آنے لگی۔بلندی اس کی تا چرخ بویں تھی۔ پس پست اس دیوار کے صدائے حزیں تھیں۔ سر دیوار پر ایک دیوار پر ایک عقاب تیز چنگال قوی بال آ کر بیٹھا اور ہزار دروازے پیدا ہو گئے بیچ میں پھاٹک جواہر آگیں لگا تھا۔

پس یہ تماشا دیکھ کر شہزادہ حیران تھا کہ دفعۃ وہ پھاٹک کھل گیا اور اس میں سے ایک اژدر خونخوار شعلہ فشاں موذی ایذا رساں نکلا اور اس زہر ناک مار نے دم اپنی زمین پر ماری۔ زمین سے پانی اس قدر جاری ہوا کہ ایک دریائے زخار و قہار لطمہ نج آفت خیز پیدا ہوا اور اتنا جلد بڑھا کہ کاسنک اس قلزم عمیق کا ایک حباب تھا جو بلبلا تھا وہ دور بحر عالم کا پتا دیتا تھا نہنگان خون آشام اس میں سے سر بدر کیے تھے۔ حباب بسان چشم قہرناک و خشمگین آنکھیں دکھاتے تھے۔ موجیں دنیا کے ڈبو دینے کی چالیں چلتی تھیں ایک طلاطم برپا تھا۔ آفت کا سامنا تھا اور پانی بڑھتا جاتا تھا۔

شہزادے نے یہ طغیانی اس بحر طلسم کی دیکھ کر کنارہ کرنا چاہا۔ لیکن ان کے لشکر کی سمت کو چھوڑ کر وہ دریا بہتا تھا۔ یہ اس طرح سب کھڑے تھے کہ سامنے وہ پھاٹک اور اژدہا تھا اور اس کے پہلو میں وہ دریا بہتا تھا۔۔

URDU4U.COM

فی الجملہ شہزادے نے دیکھا کہ بعد ور ظاہر ہونے کے ایک آواز مہیب آئی اور دیوار کی پشت پر سے دو عورتیں اڑتی ہوئی سر دیوار پر آ کر ٹھہریں۔ پھر قریب اژدور اتر آئیں۔ ہر ایک ان میں حسینہ و جمیلہ نہایت شکیلہ تھی گوہر بحر خوبی و صدف قلزم محبوبی واقعی بے نظیر و بعیدیلہ تھی۔ جناب بحر طلسم نہ تھے۔ دریائے بچشم حسرت انہیں دیکھتا تھا۔ موجوں کا دال ان کی رفتار زم پرستا تھا انہیں کے عشق میں یم بہ چشم پرنم سر اپنا کنارے پر ٹکراتا تھا۔ گوہر اپنے بہز شار لاتا تھا۔

پس وہ دونوں نازنین ایک نقارہ اور چوب اپنے ساتھ لائی تھیں۔ کوس محبوبی بجانے آئی تھیں اس نقارے کو انہوں نے اژدر ہے کہ سر پر رکھ کر چوب بھی قریب نقارہ رکھ دی اور قہقہہ مار کر ہنسیں اور شہزادہ تورج سے آنکھ ملا کر گویا ہوئیں اے فتاح طلسم اگر طلسمات کی سیر کرتا ہے۔ آفت میں قدم دھرنا ہے تو بسم اللہ اس نقارے پر آ کر چوب لگائیے۔ اس اژدہے کا منہ کھلے گا۔ یہی دروازہ اس طلسم کا ہے۔ دہن اژدور کا منہ کھلے گا۔ یہی دروازہ اس طلسم کا ہے۔ دہن اژدر میں تشریف لے جائیے۔"

شہزادے نے یہ کلمات سفر قدم آگے بڑھایا۔ نجم عیار اور خونریز وغیرہ جملہ سردار قدم اقدس پر گرے اور عرض کرنے لگے۔ اے شہر یار قول دشمن پر اعتماد کرنا دیدہ دانستہ اژدر میں جانا بلا میں پھنسنا خلاف رائے صواب اندیش عاقلاں ہے بربادی گوہر جان ہے۔ برائے خدایا ارادہ نہ فرمائیے منہ میں اژدر کے نہ جائیے۔"

شہزادہ ہنوز کچھ جواب دینے نہ پایا تھا کہ حوالی دیوار طلسم کی جانب سے گر داڑی اور اسلحے کی چقا چاق سنائی دی۔ شہزادہ اس طرف دیکھنے لگا۔ جب دامن گروشگا فتہ وہا ایک لشکر ساٹھ ہشار سوار کو نظر آیا کہ مرکب ہائے تازی نژاد سواروں کے زیران غرق

دریائے آہن ہر ایک نوجوان برچھے رکابوں کے تسموں میں لگے۔ پرچم ان کے لگے سردار لشکر بصد زیب و فر مرکب پری پیکر کو گانٹھے آگے آگے ہر اول فوج علم کو جلوہ دیتا۔

URDU4U.COM

خلاصہ یہ کہ بڑے احتشام سے لشکر آیا۔ یہ لشکر آہن کو ہی کا ہے جو اس طلسم کے حوالی میں سلطنت کرتا ہے اور بادشاہ طلسم مذکور سے دوستی رکھتا ہے۔ شاہ طلسم نے اس کو ماتحت طاؤ جادو کے معین کیا ہے کہ جو کوئی طلسم کے اندر آئے گا تو اس کو یہ روکے۔

چنانچہ جب طاؤس مار ڈالی گئی اس بادشاہ نے خبر سنی کہ نبیرہ حمزہ نے آ کر اطراف کوہستانی تسخیر کیا ہے اور اب محافظ طلسم کو قتل کر کے اندر طلسم کے جانا چاہتا ہے۔

بس یہ سنتے ہی لشکر تیار کرا کر روانہ ہوا اور اس وقت آ کر پہنچا چنانچہ سامنے فوج ظفر موج شہزادے کے اس نے صف کشی کی اور آگے بڑھ کر نہیب دی کہ "اے بنبیرہ حمزہ تو نے سب کو ہیوں کو نامرد بنا دیا اور ہر ایک کو اپنے دام تزویر میں پھنسا لیا۔ اب میرے ہاتھ سے کہاں بچ کر جائے گا۔ ادھر آ کہ تو میرا شکار ہے۔"
شہزادہ یہ نعرہ دلیرانہ سن کر مرکب پر سوار ہوا لشکر میں قرنا پھنکی۔ جانثار شہزادہ مرگ پر آمادہ ہو کر کمر کسنے لگے۔ طرفتہ العین میں لشکر ہتھیار سج کر تیار ہوا۔ شور و نشور برپا تھا کرنا نے دم عدو کا بند کیا۔ جھانجھ کف افسو ملنے لگی۔ نیزے جوانوں کی طرح تننے لگے گرز سرکش بن گئے۔ نقیب للکارے بہادروں نے نعرے رد کی طرح مارے آہن صف صف لشکر سے آگے بڑھے اور سلحشوری دکھانے لگا۔ بعد اسپ سازی اور چوگان بازی وغیرہ کے شہزادے دلاور کی جانب دیکھ کر للکارا اور نعرہ کیا۔
تورج اس کا نعرہ سن کر گھوڑا ڈپٹ کر سامنے اس کے گیا ور ایک نگاہ اور ایسی پڑی کہ مرکب اس کا سات قدم پیچھے ہٹا اور سمند چالاک شہزادہ تین قدم تھپڑ کھا کر ہٹ گیا۔ دونوں رانوں میں گھوڑے مسلتے ہوئے مقابل ہوئے۔ اور ایک دوسرے پر جھپٹے۔
اسی طرح دونوں گتھے ہوئے زمین پر پشت زین سے آئے اور دامن گرداں کی سرگرم کشتی بصد درشتی ہوئے۔ داؤں پیچ توڑ جوڑ شجاعت پسند ہونے لگے۔

ایک بار وہ شہزادہ کو پکڑ لایا۔ شہزادہ و مثل برق جہندہ چمک کر نکلا اور اس کو پکڑ لایا۔ اس نے نیچے آ کر زمین پکڑی۔ لیکن شہزادہ نے لنگر نہ قائم ہونے دیا اور توڑا زنجیر کمر کا تھام کر ہکا دے کر اول زور میں تا بہ کمر لایا اور دوبارہ میں اس کو سر سے بلند کر کے چرخ زیادہ مکار الامان پکارا۔

شہزادہ ایمان پذیری زبان پر لایا اس نے اقرار کیا۔ اس نے زمین پر اتار دیا اور کلمہ طیبہ تلقین فرمایا۔ وہ مکر سے کلمہ طوطے کی طرح پڑھ کر مسلمان ہوا۔ شہزادہ اس کو لے کر اپنی بارگاہ میں آیا۔ سامان جلسہ عشرت مہیا فرمایا۔ اس نے بمنت تمام عرض کیا کہ "اے شہر یار والا تبار میرا ملک یہاں سے بہت قریب ہے حضور قلعہ میں تشریف لے چلیں اور تمام رعایا اور اہالیان ملک کو تلقین و ہدایت فرمائیں اور قلعہ اسلام آباد کریں۔ مسجدیں وہاں بنوائیں۔"

سرداران شہزادہ نے بھی اس کے کلام کی تائید کی کہ "اے شہر یار بہتر تو یہ ہے کہ اہل قلعہ بیمن قدم جناب باطل پرستی سے محفوظ رہیں اور در دولت اسلام پا کر ہمیشہ محفوظ رہیں۔"

شہزادے کو اس طرف جانے کی اس لیے سب نے تلقین و ترغیب دی کہ طلسم میں جانے سے باز رہے شہزادے کو بھی منظور ہوا حوالی طلسم کو تسخیر کرنا اچھا ہے۔

پس عرض ہر ایک کی قبول فرمائی اور لشکر اپنا اسی مقام پر چھوڑ کر مع جملہ سرداران کے سوار ہو کر روانہ ہوا اور بعد طے کرنے چند فرسخ راہ کے قریب قلعہ مذکور پہنچا۔ شہر پناہ واقعی نزہت گاہ تھی دیواریں بلور کی تھیں۔ سراسر نور کی تھیں۔ شکار گاہیں اس میں بنی تھیں۔ شاہان جہان کی تصویریں تھیں۔ در قلعہ پر سواروں کی چھاؤنی ہر سمت گھماگھمی سر قلعہ پر توپیں چڑھیں۔ سامان حرب و ضرب مہیا پل تختہ پڑا ہوا۔

خندق پراز آب مصفا گولنداز برق انداز جوانان شکیل جرات میں بعدیل۔

ہر ایک نے اپنے مالک کے آنے سے تعظیم کی۔

سلامی اڑی شہزادہ داخل شہر ہوا۔ اس کو بھی آباد پایا کوسوں تک کی ہموار بستی رعیت

خوشی سے ہنستی ہر سمت بازار عیش و نشاط گرم ہر شاہد بازاری کی رفتار نرم ملک تھا کہ شہر حسن و خوبی آباد تھا یا آسمان رفعت پراز انجم مسرت تھا۔ نہیں نہیں فلک ستمگر اس

URDU4U.COM

زمین سے بہت شاد تھا۔ عمارات شہر نہایت بلند اور رفیع زمین فسحت آباد اور وسیع۔

شہزادہ شہر کیفیت دیکھتا دارالامارہ میں تشریف لایا۔ اس جگہ کو بھی پاکیزہ پایا اور عمدہ پایا۔ اکابرین شہر جمع تھے۔ ارکان دولت پایہ بپایہ تھے۔ شہزادے نے آہن کو موافق اپنے آئین کے تخت تخت پر بٹھایا۔ آپ دنگل پر بیٹھا۔

آہن نے ارباب نشاط کو طلب کیا۔ جلسہ انبساط آغاز ہوا اس نے شراب و کباب میں نجم عیار کو دھوکا دے کر بیہوشی پلائی اور شہزادہ مع رفقا اور عیار کے بیہوش کر کے گرفتار طوق و سلاسل کیا اور افسران شکر کو اپنے بلا کر ظاہر کیا کہ میں نے بمصلحت اس مسلمان کی اطاعت کی تھی۔ اب چل کر اس کے لشکر کو تاخت و تاراج کرنا چاہیے۔"

مشیران سلطنت نے عرض کیا کہ "اس کو تنہا قلعہ میں چھوڑ کر جانا نہ چاہیے اور نہ ہمراہ لے جانا مناسب ہے۔ کیونکہ مددگار اس کے ملوہ کر کے اس کو رہا کر لیں گے۔ پس آج کی شب اس کو مقید رکھیے اور ہنگام سحر سب کو قتل کر کے لشکر پر چلیے۔ لشکر بے سردار کا لڑ نہ سکے گا۔ شکست کھائے گا۔"

یہ رائے اس کو پسند آئی اور شہزادہ کو زندان خانہ میں بھیجا اور رات بھر بڑی ہوشیاری رکھی۔ جس وقت کہ مہر فلک زاندان شرق سے نکلا اور شاہ ماہ اسیر سلاسل شعاع خورشید ہوا کہ

برآمد ہوا شاہ سیارگان
کیا نور سے اپنے روشن جہان

ہنگام سحر اس مقسد کو ہی نے حکم تیاری لشکر دیا۔ فوج تیار ہوئی شہزادہ اور اس کے رفیق کو عراوہ پر بٹھا کر یہ مرتد بد اختر برون قلعہ دیا۔ شہر میں غلغلہ برپا ہوا۔ افسران

لشکر صفیں کھینچ کر کھڑے ہوئے۔ خلعت شہر جوق در جوق آ کر جمع ہوئی۔ جلا دان قوی بازو طلب ہوئے چبوترے ریگ کے بنائے گئے۔ بوریئے فلاکت آلودہ بچھائے گئے پروردگان مہد شجاعت و صدر نشیناں مسند انجمن ریاست ان پر بٹھائے گئے۔ اہل شہر براہ دانشمندی افسوس کرنے لگے مذمت دنیا فانی زبان پر جاری تھی۔ رحم دلوں کو آہ و زاری تھی۔

ادھر تو یہ سب افسوس کرتے تھے۔ ادھر شہزادے سے سردار عرض کر رہے تھے اے شمع شبستان صاحبقرانی والے چراغ انجمن جہانبانی خدا نہ کرے کہ باد صرصر ظلم عدو سے آپ کا چراغ ہستی گل ہو اور زندگی جاوید ہمارے لیے جو آپ کے قدم اقدس پر ہم نثار ہو جائیں۔ ہمارے لیے زیادہ فروغ حاصل ہو جائے جو مثل شمع سر کٹائیں اور آپ کی محبت میں مرگ سے لو لگائیں۔

شہزادہ جواب دیتا تھا اے بہادران میں تم سب کا کارواں سالارا تھا سردار تھا۔ قافلہ کے آگے مجھ کو چلنا زیبا تھا۔ افسوس کہ میرے ہوتے تم سب قتل ہو اور رخت ہستی اس منزل سے بار کرو اور میں پیچھے رہ جاؤ۔ وائے صد والے برادران یہ اشعار میرے حسب حال ہیں۔

یہ غمکدہ رہنے کا نہیں جائے اقامت
عالم ہے پریشان شدو وادی غربت
سب راہ سفر چھوڑ کے جاتے ہیں بحسرت
آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت
اسباب لٹا راہ میں یاں ہر سفری کا

یہ کہہ کر وہ محراب خم تیغ کا ساجد دست مناجات بلند کر کے درگاہ باری میں لصد زاری پکارا۔

اے شہنشاہ عرب میر عجم عالی جناب
URDU4U.COM
تا بکے دنیا میں کھینچوں میں عذاب بے حساب
مصطفیٰ کے واسطے میری مدد کیجئے شتاب
ہے یہی درد زباں مجھ کو بعین اضطراب
یا علی یا ایلیا یا ابوالحسن یا ابوتراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

یہ تو مصروف دعا ہے۔ مقتدی قبولیت آمین کہہ رہا ہے۔
اس طرف جلا دان بے ایمان حکم قتل کرنے کا لے رہے ہیں۔ سنگ چٹا کر تیغوں کو آب دے رہے ہیں کہ بقدرت خالق جزو کل دامن صحرا پر غبار ہوا اور غبار کینہ سے خاطر روز گار صاف ہوا۔ چہرہ شہر یار آشکار ہوا۔
یعنی شہزادہ ایرج نوجوان جو تلاش میں توراج ذیشان کے لشکر اسلام سے رواں ہوا تھا اس وقت یہاں آ کر پہنچا۔ جلاد اسکی آمد دیکھ کر رکے اور ہر ایک نے دیکھا کہ آگے آگے شہسوار عالی مقدار مرکب تازی پر سوار پست پست اس کے سپاہ جرار چلتہ پوش چار آئینہ بند شجاعت شعار آتا ہے۔ ترک فلک بھی اس کی شوکت دیکھ کر خوف کھاتا ہے۔
خورشید اس کے جلال کو خیال کر کے تھراتا ہے۔ زلفیں ابراہیمی سلسلہ اسماعیل کی۔ گرد چہرہ نور کے بل کھاتی ہیں۔ بلائی اس کے صدقے بلائیں لے کر ہوتی جاتی ہیں۔ اسلحہ کی چقا چاق بلند گردش آسمان اس کے فعت مراتب ارجمند پر بلا گردان جوان طرحدا شجاعت پسند اس شیر بیشتہ شجاعت نے مجمع فوج دیکھ کر للکارا۔ اور نعرہ کر کے تیغ ابدار قاتلکفار اس جرار نے نیا انتقام سے کئی لاکھ تلوار ساتھ کھینچیں اور گھوڑے بڑھا بڑھا کر دلاور صف لشکر دشمن پر آ گرے۔
آہن نے جب یہ ماجرا دیکھا۔ تیغہ کھینچ کر اس ارادہ پر چلا کہ قیدیوں کے سر کاٹ ڈالنا چاہیے اور قریب شہزادہ تورج پہنچا۔ شہزادہ مذکور نے غیض میں آ کر قید آہن کو

پارہ پارہ کر ڈالا۔ رفیقوں کو آ کر ایرج سے رہا کیا۔ ہر ایک دلور ہتھکڑی بیڑی پکڑ کر اٹھا اور صدہا مار گرا دیا۔ سواروں کے گھوڑے اور ہتھیار اپنے قبضہ میں کر کے سوار ہر کر تہلکہ ڈال دیا۔ اسی گرمی جنب میں آہن اور تورج سے مقابلہ ہوا۔

اس نے بقوت تمام تر تیغہ مارا شہزادے نے رد کر کے جو ہاتھ تلوار کا مارا سر پر تلوار بیٹھ کر قاش زرین سے اتر گئی۔ خلعت ہستی اس کے تن نجس سے اتارا پھر تو وہ تلوار گھمسان کی چلنے لگی کہ العظمتہ اللہ طائر جان شکار شہباز تیغ تھے۔ لشکر عدو کے زیر تیغ بیدریغ تھے آخر سپاہ بے شاہ کی ہو چکی تھی۔ بھاگ کر قلعہ کے اندر چلی گئی اور پل تختہ خندق پر کا اٹھا لیا۔ پھاٹک بند کر دیا۔ بالائے خلعہ حبا کر توپیں جھکا کر گولے مارے مگر یہ دونوں نہنگ بحر شجاعت شہزادہ دو مان صاحبقرانی ہیں۔ ایسے قلعہ کو گھروندا جانتے ہیں فوج کو اپنی روک کر آپ تنہا روانہ ہوئے۔ قلعہ پر سے گولہ مثل اولے کے پڑنے لگا۔ ابر دھوئیں کا بن کر تیارا ہوا رنجک کی بجلی چمکی۔ توپیں کڑکیں اور گرجیں گولے برسانے لگیں۔ لیکن ان شہزادوں کا وہ دل گردہ تھا کہ یہ دریائے آتش کو شناوری کرنے لگے گولند ازجو گرد کدورت کہ دل میں اپنے توپے ہوئے تھے نکالے لگے۔ دستی گولے اور بان داغ داغ کر مارنے لگے۔

یہ دونوں اٹھتے بیٹھتے گولوں کو رد کرتے قریب خندق پہنچے اور گرز جھولا دے کر پہلے اس پار پھینکے پھر آپ جست کر کے خندق فرا گئے۔ قلعہ پر سے ہنڈیا مارود کی حقہ ہائے لفطی پڑنے لگے۔ تیرو ژوپین و خشت کی مار ہوئی۔ کڑپ کے پولوں میں آگ لگا دی۔ تیل کے کڑھاؤ کھولتے ہوئے پھینکے۔ ان سمندر مزا جان بحر آتش نے سپر منہ پر لے کر وہ آفت جھیل اور گرز پھاٹک پر بقوت تمام لگائے کہ پھاٹک اڑا اڑا کر گرا پل تختہ خندق پر پڑ گیا۔ فوج ظفر موج کا اتارا ہوا۔

پھر تو اندر قلعہ کے تلوار چلنے لگی۔ پرنالے خون کے بہنے لگے۔ گلی کوچے لاشوں سے لپٹ گئے۔ بازار جل گرم ہوا ملک الموت جان کا خریدار تھا۔ تیغ تی اور خنجر ہنگام ستیز سروں کے مشتری تھے۔ جان وہی کی تجارت میں بہادر بہتر جانتے تھے۔

خلاصہ کلام وہ سب مرد و بد انجام کچھ ہی عرصہ میں رو بفرار لائے۔ بہت سے واصل دارلبوار ہوئے بہت کنوں کھتوں میں گر گئے۔ آخر طالب امان ہو کر قتل سے رستگار ہوئے۔ رعایا ہے شہر ہاتھ باندھ کر خدمت شہزادگان میں حاضر ہوئی۔

URDU4U.COM

شہزادوں نے طبل امان بجوایا۔ فوج قتل کرنے سے رکی۔ دونوں کشورستان دارالامارہ آہن بے ایمان میں تشریف لائے اور اس کے محلوں میں تلاش فرما کر ایک لڑکا بارہ برس کا پا کر اسی کو وارث فرما کر ایک لڑکا بارہ برس کا پا کر اسی کو وارث تاج و تخت قرار دیا۔ کلاہ مہی و افسر شہی کو اس کے سر پر رکھا خراج اس نے مقرر فرمایا۔ اکابرین شہر نذریں لے کر حاضر ہوئے۔ دیر بتکدے لقا پرستوں کے کھدوا ڈالے مسجد میں بنوائیں موذنوں نے ندا ہائے اللہ اکبر سنائیں۔

جب سارا ملک اسلام آباد ہو چکا بفتح و فروزی وہاں سے نہضت فرما کر دونوں شہزادے قریب در طلسم آئے۔ وہاں وہی سامان طلسمی پائے اسی طرح نقارہ سرا اژدہا پر رکھا تھا۔ دریائے طلسم موج مارتا تھا۔ تورج نے یہ حال ملاحظہ فرمایا اور قدم بارادہ داخلہ طلسم آگے بڑھایا۔

ایرج اور ب کو ہی اور عیار مانع ہونے منت کرنے لگے۔ شہزادہ مذکورے غور کیا کہ اس وقت یہ سب روکیں گے اور منع کریں گے۔ مناسب یہ ہے کہ صبح کو کچھ رات رہے ہے کہ ہنوز کوئی سو کر بھی اٹھنے نہ پائے داخلہ طلسم میں کرنا چاہیے۔ یہ سوچ کر داخل لشکر ہوا۔

افسر شرائط تعظیم بجا لائے یہ بارگاہ میں مع ایرج ذی جاہ کے مسند پر جلوہ گر ہو کر داد عیش دینے لگا۔ ناچ سامنے ہونے لگا۔ ایرج نے گوہر کلام اس زینت انجمن پر نثار فرمائے کہا۔ "اے بھائی تم دادا جان صاحبقرانی عالی شان سے تین روز کا وعدہ پھر آنے کا کر کے شکار کھیلنے آئے تھے۔ اتنا عرصہ ہوا کہ پھر کر نہ گئے۔ امیر باقیر ناراض ہوتے تھے اور فرط الفت سے یاد تمہاری کر کے روتے تھے اور ہر ایک عزیز اور دوست کو تمہارا انتظار ہے۔ تمہاری یاد میں ہر ایک بے قرار ہے۔ لازم ہے کہ میرے ساتھ چلو اور

سب کو دیدار فرحت آثار دکھا کر تسلی و تسکین دو۔

تورج نے کہا۔ "اے برادر فرمانا آپ کا بجا ہے واقعی مجھ کو عرصہ ہوا کہ قدم جدا مجد سے جدا رہا۔ لیکن اتنے ملک فتح کیے۔ یہ کہہ جر جو قلعہ کو تسخیر فرمائے تھے ان کا حال بیان کر کے کہا۔ "میں اس طلسم میں ضرور جاؤں گا۔" ایرج نے یہ سن کر ہر چند سمجھایا مگر اس نے نہ مانا چارہ وہ خاموش ہو رہا اور اس نے ایک فرمان حاکمان قلعہ جات کوہستان تحریر فرمایا مضمون یہ تھا۔ بعد میرے داخل ہونے طلسم کے شہزادہ نوجوان تم سب مالکان قلعہ جات کا مالک و حاکم ہے ہر ایک ان کی اطاعت کرے۔ درصورت انحراف ورزی حکم شہزادہ میں اس کا دشمن ہوں۔"

قلعہ کی جانب روانہ کیے۔ ایرج ان باتوں سے سمجھا کہ یہ ضرور طلسم میں جائے گا۔ آج کی رات تنہائی میں اس کو اور سمجھانا چاہیے آئندہ جو منظور خدا ہو۔ یہ سمجھ کر مجلس عیش میں بیٹھا رہا۔ جب کہ شام سیہ فام بسان اژدر مان منہ کھولے دہر میں ظاہر ہوئی اور آفتاب تاباں کو من کی طرح مار ظلمت نے نگلا کہ

شفق سے تھا ستھرا شام کا رنگ
ہوا زرد آب گل خورشید کا رنگ
ہو زرد آب گل خورشید کا رنگ
زرگل رو برو تھا اس کے پاسنگ

دربار برخاست کر کے دونوں شہزادے ایک ہی مقام پر آرام پذیر ہوئے۔ ایرج نے پھر دفتر نصیحت کھولا اور کہا۔ "اے برادر خلاف مرضی جد عالی وقار مناسب نہیں کہ تم کوئی امر ظہور میں لاؤ۔"

تورج نے اب ان باتوں کا کچھ جواب نہ دیا چپکا سنا کیا۔ آخر ناصح بھی خاموش ہو رہا اور دونوں آرام پذیر ہوئے۔

جب دفتر انجم کو مثل دفتر پند پیرزال شب نے بند کیا اور شہریار مہر بار گاہ شرق سے نکل کر داخل طلسم سپہر ہوا کہ

URDU4U.COM

دہن اژدر سحر سے مہر
ہو کے ظاہر چلا بروئے سپہر

شہزادہ شائق سیر طلسمات تورج خوش صفات بیدار ہو کر طاعت الٰہ میں مصروف ہوا اور بعد فراغ عبادت کمر ہمت چشت باندھ کر عازم روانگی تھا لیکن محبت کے تقاضے سے ناچار ہو کر دل نے چاہا کہ بھائی سوتا چھوڑ کر چلا جاؤں۔ ایرج کو جگایا۔ وہ شہزادہ بھائی کو آمادہ بہ روانگی دیکھ کر سمجھا کہ اب یہ نہ رکے گا پس بھائی سے بھائی لپٹ گیا اور سر شک گریہ سے دامن قبا کو دامن دریا بنا دیا۔ سرداران لشکر بھی آگاہ اس حال سے ہو کر حاضر خدمت ہوئے اور قدم پہ سر رکھ کر رونے لگے۔
شہزادہ نے جواہر زواہر ہر تسکین و تشفی سے ان کے دامن بھرے اور فرمایا کہ "فاتحہ خیر سے مجھ کو یاد کرنا اور خلاف حکم برادر معظم کے قدم نہ دھرنا۔"
غرضیکہ ہر ایک سے رخصت ہو کر بہزار و دشواری و بصد گریہ زاری یہ شہریار روانہ ہوا۔ ہر شخص کنارے لشکر کے پہنچانے آیا۔ آخر سب کو ٹھہرا کر آگے بڑھا اور قریب اس اژدر کے جس پر نقارہ رکھا ہوا تھا۔ پہنچ کر چوب نقارے پر لگائی۔ صدائے مہیب نقارے سے آئی اور نمہ اژدہے کا کھلا۔ قلاب آتشیں اژدر نے چھوڑ کر دم گھسیٹا۔ شہزادہ اس کے منہ میں چلا گیا۔
پہلے تو وہ اژدر اور اژدر کو نگل گیا پھر اس نے اگلا۔ سب نے دیکھا کہ نصف جسم شہزادہ کا اس کے منہ سے نکل کر دریا میں گرا اور نصف تن زمین پر رہا۔ یہ حال دیکھ کر شہزادہ ایرج نے گریبان چاک کیا۔ سرداروں نے سر درد آلودہ خاک کیا شور واویلا و افغان تابہ سپہر پہنچا۔ وہ دیوار جو پیدا ہوئی تھی غائب ہو گئی۔ پانی دریا کا ایسا بڑھا

کہ جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی۔ پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ لشکر کے دانشمندوں نے یہ ماجرا دیکھ کر شہزادہ ایرج سے کہا بھائی آپ کے زندہ ہیں۔ یہ مقدمہ طلسم ہے ایسے ایسے نیرنگ اس میں بہت دکھائی دیں گے آپ نے بھی تو بہت طلسم فتح کیے ہیں۔ یہ کیفیتیں ملاحظہ فرمائی ہوں گی۔ ایسے اضطراب کو دل میں جگہ دیجئے صبر کیجئے انشاء اللہ شہریار کچھ عرصہ میں بفتح فروزی آپ سے آ کر ملاقی ہو گا۔"

URDU4U.COM

یہ کہہ کر سمجھا کے شہزادہ کو بارگاہ میں لائے۔ سرداران تورج خونریز و سرشار مسمار وغیرہ بے قراری زیادہ تر کرنے لگے۔ اس وقت ایرج نے اپنے عیار شاپور اور نجم سے کہا ہر چند طلسم میں جا کر بغیر فتح طلسم آنا دشوار ہے۔ لیکن تم عیار ہو جس طرح ہو سکے میرے بھائی کی خبر لا دو۔"

عیار ان مذکور عرض پیرا ہوئے اے شہر یار آپ خاطر جمع رکھیے۔ غلامان جانثار جاتے ہیں۔"

یہ کہہ کر دونوں باز ہائے عیاری سے آراستہ ہو کر روانہ ہوئے اور قریب اس دریائے طلسمی کے پہنچے دیکھا کہ پاٹ اس بحرز خار کا کوسوں تک ہے۔ عیار کنارے کنارے اس کے صورتیں بدلے روانہ ہوئے اور ایک مقام پر ٹھہر کر شاپور نے کلہ فلاخن میں پتھر رکھ کر دریا میں پھینکا۔ وہ پتھر بیچ دریا میں گر کر ڈوب گیا۔ اس نے کہا۔ "ایسا دھوم ہم نہ کھائیں گے دریا میں ڈوبنے نہ آئیں گے۔" یہ کہہ کر پھر آگے بڑھے یہ اس لیے کہ ہمارے گرفتار کرتے کو کوئی ساحر دریا سے نکلے تو ہم اس کے ساتھ کسی تدبیر سے اندر طلسم کے جائیں۔

فی الجملہ یہ تو اس فکر میں کنارے کنارے بحر کے روانہ ہیں مگر حال شہزادہ تورج سنیے کہ ان کو جو اژدر طلسم سے نکلا۔ بظاہر تو سب نے دیکھا کہ دو ٹکڑے ان کے جسم کے اس اژدر نے اگلے۔ لیکن یہ شعبدہ طلسمی تھا۔

شہزادہ مذکور زندہ و سالم شکم اژدر میں غلطاں پیچاں اس طرح چلا جیسے کوئی نشیب میں

گرتا ہے۔ اور تاریکی ازحد پائی طبیعت شہزادہ کی گھبرائی دم خفا ہوا گرمی ایسی معلوم ہوئی کہ چنگاریاں بدن سے اڑنے لگیں۔ یہی ایسا صاحب قوت تھا جو اس گرمی کی تاب لا سکا۔ دوسرا کوئی شخص ہوتا تو زہرہ آب ہو جاتا۔

URDU4U.COM

آخر کار خداوند غار نے اپنا فضل کیا کہ روشنی دکھا دی اور پاؤں زمین پر نگاہ دیکھا کہ ایک صحرائے ہول خیز و وادی پر آفت میں استادہ ہوں۔ جو بگولا اڑتا ہے دیو آتشیں نظر آتا ہے۔ الجھے ہوئے دل کی پھانسوں کا نشان دینے والا ہر ایک کانٹا ہے آفتاب کی تماز دھوپ کی شدت دل جلوں کے سوز سے کم نہ تھی۔ وہ کون سی جھاڑی تھی جو مثل دل برہم کے برہم نہ تھی۔ زبان خار جھاڑ کا کانٹا بن کر پیچھے پڑتیں۔ ندیاں حسرت آلود گرمی کے مارے کی طرح نگاہیں کرتیں۔ چشمے بسان چشم بیمرو تاں ذرا بھی میل نہ رکھتے۔

چشم کور کی طرح سوکھے تھے کہ

خجل اس دشت سے صحرائے محشر
جہنم سے زیادہ تر وہ بد تر

شہزادہ اس منزل پر آفت کو طے فرماتا بھوکا پیاسا چلا جاتا تھا۔ سر کا پسینہ پیر کو آتا تھا مالک خشک و تر کو یہ یاد کرتا جاتا تھا تا اینکہ چند فرسخ کے بعد اس دشت سے گزرا اور سامنے ایک پہاڑی نظر آئی۔ قریب اس کے ایک کوٹھڑی بن پائی سامنے کوٹھڑی کے ایک اژدہا بیٹھا تھا۔ منہ اس کا مثل قعر بلا خیز کے کھلا تھا۔

اژدہے سے کچھ دور ہٹ کر ایک درخت بلند درختاں عالم سے ارجمند مثل سہر آزاد غلام اس نونہال ریاض صاحبقرانی کا بنا ہوا بصد ادب ایک پاؤں سے برنگ دربان استادہ تھا اور اس کی ایک شاخ میں کمان لٹکی اور دو تیر بھی کمان سے بندھے تھے۔

شہزادہ نے یہ نیا ماجرا دیکھ کر دل سے تصور کیا کہ شاید اسی کمان سے اس اژدر کی قضا ہے یہ سوچ کر آگے بڑھا اور دست حق پرست جانب کمان دراز فرمایا۔ کمان پر قبضہ کرنا چاہا۔ فوراً ایک تڑاقا ہوا اور آواز آئی "ہاں ہاں اے اجل رسیدہ کیا کرتا ہے۔"

شہزادے نے پھر کر جو دیکھا اس کوٹھڑی کا دروازہ کھلا پایا اور زن پر فن حسینہ و جمیل کو ایک کرسی زرنگار پر بیٹھے دیکھا اور ایک مشعل کو اس کے ہاتھ میں روشن پایا۔ حسن اس کا بہ نور مہر انور سے فروغ رخسار سے کوٹھڑی برج قمر ہے۔ واقعی برج حمل میں داخ خورشید منور ہے بلکہ مشعل آفتاب رشک سے اس کے حسن جہاں تک کے جلتی ہے۔ قمر کی رنگت اس سے کہاں ملتی ہے واقعی عجب حسن دلربا ہے۔ یہ نقشہ ہے کہ

موسیٰ بھی عشق ہوں دیکھ کے جلوہ حضور کا
رخسار آتشیں ہے کہ شعلہ ہے طور کا
مانی سے کب کھنچے گا سراپا حضور کا
پتلا بنایا صانع قدرت نے نور کا
دست حنائی پنجہ مرجان سے بڑھ گیا
شک بازوؤں پہ ہوتا ہے شاخ بلور کا

وہ غنچہ دہن کمان ابرو شہزادہ سے مسکرا کر گویا ہوئی "صاحب پرائے مال پر ہاتھ دوڑانا اچھا نہیں دادی پر آفت میں قدم دھرنا عاقل کو روا نہیں۔ میں آپ کی دوست ہوں میرے پاس تشریف لائے۔ اس کرسی پر بیٹھے میں آپ کو منزل مقصود پر پہنچا دوں گی خاطر داری بدل کر دوں گی۔"

شہزادہ اس زن پر فن کی باتیں سن کر سمجھ گیا کہ یہ بھی کوئی شعبدہ طلسمی ہے۔ یہ سمجھ کر بصواب ان کلمات کے اس عورت سے کہا۔ "بیٹھی رہو میں آتا ہوں۔"

یہ کہہ کر پھر اپنا جانب کمان بڑھایا۔ اس ناوک مژگان نے کہا خبردار کمان نہ چھوتا

اے شخص مبتلائے آفت نہ ہوتا۔ میرا کہا مان یہاں آ۔ اسی کرسی پر جلوہ گری فرما۔"

شہزادے نے ان باتوں کا کچھ جواب نہ دیا اور جانب کمان رخ کیا۔ پھر وہ چلائی "اے شہنشاہ نشانہ تیرا جل جلد اس کمان کے لینے سے گوشہ گیر ہوا اور کچھ پلہ نہیں ہے میرے پاس آ کرسی پر بیٹھ جا۔"

شہزادے نے دل سے مشورہ کیا کہ یہ عورت بار بار مجھ کو بلاتی ہے۔ ضرور کچھ اس میں فتور ہے۔ اب وہ تم کو بلاتی ہے تو تم اس کو اپنے پاس بلاؤ۔ جیسا وہ سوال کرے ویسا ہی جواب دو۔

پس یہ تجویز کر کے جب اس نے ان کو طلب کیا انہوں نے کہا۔ "آپ ہی تشریف لائیے۔"

وہ عورت کرسی پر سے اٹھی۔ شہزادہ سوچا کہ جیسے ہی یہ باہر نکلے ایک ہاتھ تلوار کا لگانا چاہیے۔ اس کے حس کی خوبی پر نہ آنا چاہیے۔ کیونکہ شاید طلسمی قاعدہ یہ مقرر ہو گا کہ آنے والے کو کرسی پر بٹھاتے ہوں گے پس اس عورت کے باہر آنے سے آئین طلسم میں بھی فرق آئے گا۔ قصر طلسم میں بھی رخنہ پڑے گا۔ بنیاد فساد مٹے گی جو یہ کوٹھڑی سے نکلے گی۔

یہ سوچ کر اس کی جانب مخاطب ہوا۔ مگر وہ بھی دروازے تک آ کر ٹھہر گئی اور پکاری۔ "لے آئیے کچھ دور میں آئی کچھ دور آپ قدم رنجہ فرمائیے۔"

شہزادے نے کہا۔ "واہ یہ ہونا ہی نہیں۔ جب تک آپ میرے پاس نہ آئیے گا۔ میرا آنا دشوار ہے۔ اے رونق فر محبوبی میں تیرے مکان عشرت کا کمین ہوں تو مجھ کو پیشوائی کر کے لے جا باتیں نہ بنا۔"

اس نے ہنسی کر کہا۔ "واہ یہ خوب بات ہے کہ اتنی دور سے تو آپ چلے آئے۔ یہاں مجھ کو دیکھ کر پاؤں پھیلائے۔ اب میں آؤں اور آپ کو گود میں اٹھا کر لاؤں۔ کیا آپ نام خدا سے بچہ ہیں۔ اے صاحب آئیے باتیں نہ بنائیے۔"

شہزادہ نے فرمایا۔ "مجھ کو بھی ضد ہے۔ جب تک تم باہر نہ آؤ گی۔ میں ہرگز نہ

اندر آؤں گا۔"

غرض یہ کہ تکرار تا دیر رہی۔ آخر کار وہ زن ناہنجار چار و نا چار باہر نکلی۔ شہزادے نے چاہا کہ دوڑ کر شمشیر لگاؤں پھر سوچا کہ شاید یہ روئیں بدن بزور سحر ہو تو وار خالی جائے گا۔ پس گلہ داب کر مارنا چاہیے۔ یہ سوچ کر تعریف کناں اس کی جانب چلا اور قریب پہنچ کر گردن اس کی مضبوط پکڑ لی۔ ہر چند وہ تڑپی مگر دست بلی سے نہ چھوٹی اور دہ پہاڑی تو قریب تر اس حجرہ کے تھی ہی اسی سے سر ٹکرا دیا کہ وہ تڑپ کر ہلاک ہو گئی۔ شور و غوغا اس کے مرنے سے بلند ہوا اور آواز آئی کہ مارا کوہ جادو کو اس کے مرتے ہی اس اژدہے کے پہلو سے ایک پنجہ کوڑا لیے پیدا ہوا اور شہزادے کے وہ تازیانہ اس زور سے مارا کہ صدمہ ضرب گرز کا بھی نہ پڑے گا اور وہ کوڑا مثل مار پیچاں جسم شہزادے سے لپٹ کر اڑا اور شہزادے کو بھی لپیٹ کر لے گیا۔

چشم عجائب میں اس سیار سپر طلسم کی تموج ہوا سے بند ہو گئیں۔ پھر جو آنکھ کھلی تو ایک شہر میں اپنے تئیں پایا۔ نہ وہ حجرہ نہ وہ اژدر نہ وہ پنجہ و تازیانہ کسی کا پتہ نہ تھا۔ شہر میں آبادی بہت تھی۔ عمارت ہر ایک پر رفعت وسعت تھی۔ گلی کوچے صاف سڑکیں پختہ بسان آئینہ صاف قرینے بازاروں کے سجنے کے ہر جگہ سے بہتر اشیائے نفیسہ و خوشتر ہر ایک عمدہ سے عمدہ اور بہتر سے بہتر دکاندار خوشخو و راست گفتار لین دین کا گرم بازار زینت کشور روزگار وہ شہر نثار اس پر سے خوبی دہر جو جی چاہیے۔ وہ وہاں موجود اور ارزاں نامیری اس ملک میں گراں کہ

حسن میں وہ پرستان تھا
باغ رضوان بھی اسپہ قربان تھا

یہ مشتری اشیائے غریب سیاح اقلیم عجیب سیر و کیفیت ملاحظہ فرماتا ایک سمت کو جاتا تھا کہ سامان سواری نظر آیا۔ ہٹو بچو کا شور مچا۔ نقیب بولتے و چوبدار عصاہائے جواہر کار

ہاتھوں میں لیے ادب سے اور تفاوت سے کہتے نمودار ہوئے۔
پھر سواروں کے سپرے رسالے کے نوجوان سوار قوی تن شجاعت سے غصہ میں بھرے۔
URDU4U.COM
خوبصورت خوبصورت پیادوں کے چہرے گزر گئے۔ پھر سقے گلاب کیوڑے کا چھڑکاؤ کرتے عود و عنبر کے لوٹے طفلاں ماہ طلعت لیے نکلے۔
غرض یہ کہ سامان باد بہاری اور جلوس سواری کا بے نظیر طوالت کلام بیان کیا ہو۔ بعد نکلنے اسباب تزک و احتشام کے ایک تخت طاؤسی پر بادشاہ پر شوکت و جاسوار چتر سر پر گردش میں تاج سر پر گوہر نگار مگس پرانی میں مصروف وزیر نامدار یہ سواری بصد جاہ و حشمت دارالعلمات شہر کی جانب روانہ تھی۔ شہزادہ بھی اس کے پیچھے پیچھے جاتا تھا۔

یہاں تک کہ ایوان شاہی اور کاخ سلطانی نظر آیا اور قصر پر ہزار ہا عورتیں قبول صورت کمسن کو استادہ پایا۔ جب سواری وہاں اتری اندر سے اس مشکوے خسروانی کے ایک عورت جوان حسین طرحدار نکلی۔ یہ معلوم ہوا کہ مشرق ایوان سے مہر تاباں حسن کی کرن پھوٹی کیا خوبی اس کے جوبن کی بیان ہو۔ کیونکہ عقلی بشر اس کا آئینہ رخسار دیکھ کر نہ حیران ہو سنبستبان شب اس کے گیسوے پر پیچ و سیاہ کے سامنے کیوں نہ پریشان ہو۔ پیشانی انور اس کی داغ دہ سیمائے قمر گردش شمس کو خالی ازعت نہیں قربان سے اس پر کہ
زلفیں لہراتی نہیں چاند سے رخساروں پر کہ جھکی ایک قدح شیر یہ ہیں دو ناگن چشم فتان سے نہ کیوں آنکھ چرائے نرگس کیوں نہ وحشت سے کریں برم کہ چکارے ہیں ہرن جس طرح رخ کریں وہ ناوک مژگان دراز دل مشبک ہوں کلیجے میں پڑیں سور و زن غمزہ چشم غضب عشوہ ابرو آفت عین فتنہ نگہ گرم قباحت چتون۔
لباس و زیور سے آراستہ کئی سو نازنین گرد ویش اہتمام کناں خلعت حسن سے پیراستہ قریب بادشاہ آ کر اس دلبر نے تعظیم دی اور مسکرا کر ہاتھ میں ہاتھ تھام کر اندر مکان لے چلی۔ شہزادہ بھی ہمراہ سب کے داخل قصر مذکور ہوا اور وہاں دیکھا تو کوئی درجہ اس قصر میں تعمیر ہیں اور کئی ہزار آدمی اس میں اسیر ہیں۔ زار و نالے کر رہے ہیں۔

شدت اسیری سے مر رہے ہیں۔ کوئی ان میں ان میں بادشاہ زادہ ہے کوئی تاجر بچہ کوئی پسر وزیر ہے۔

غرض جو ہے وہ مرنے پر آمدہ ہے دوسرے درجہ میں اس مکان کے فرش ملکف بچھا ہے۔ مسند مغرق آراستہ ہے۔ اس مسند پر آ کر وہ بادشاہ جلوہ گستر ہوا اور وہ نازنین پہلو میں بیٹھی۔ پانچ سو عورت دست بستہ سامنے کھڑی ہوئی۔ پانچسو زنگی او بچی بنا ہوا بادب استادہ ہوا۔

URDU4U.COM

اس وقت شہزادے کی طرف کچھ لوگوں نے دیکھ کر بادشاہ سے عرض کیا "اے شہریار یہ جو سامنے حضور کے ہے بڑا جھوٹا دغاباز ہے کہ اس نے فقرے سے ملکہ کوہ جادو کو بلایا اور مار ڈالا۔ وہ بیچاری اس کی خاطر داری کرتی تھی وہ کیا جانیں کہ یہ مکارے ہے اس کے دم میں آ گئیں۔ وہ تو فیل مست جادو وہاں موجود تھے جو کمند مار کے اس کو پکڑ لائے ورنہ یہ قتل کر کے صاف نکل جاتا۔

یہ تقریر سن کر بادشاہ نے کہا۔ "اس پر سے وہ کمند کھول کر سحر اتار لو۔ شہزادے نے دیکھا کہ اب میرے جسم میں یا تو کچھ دکھائی نہ دیتا تھا یا وہی کوڑا لپٹا ہوا ہے۔ اب معلوم ہوا کہ اندر اس ایوان کے میں آپ سے نہیں آیا۔ یہی کوڑا لایا ہے۔

غرضیکہ ایک عورت نے بنا پر حکم شاہ تازیانہ جسم سے جدا کر لیا۔ بادشاہ نے حکم دیا "ایک کرسی جواہر نگار لاؤ۔

عورتیں کرسی لائیں۔ تورج کو بادشاہ نے بخاطر تمام اس کرسی پر بٹھایا۔ اور کہا۔ "آپ بڑے زبردست خدا پرست ہیں کہ آپ نے کوہ جادو کو مار ڈالا۔ یہ خوب سمجھ لیجئے کہ کوئی یہاں سے اگر بچ گیا نہیں۔ آپ کیوں اپنی جان دیتے ہیں۔ مال و اسباب کی طمع میں آفت مول لیتے ہیں۔ ابھی آپ کا کیا سن ہے۔ کیا زمانے میں آپ نے دیکھا۔ کیا کھایا کیا پیا۔ جو زندگی دو بھر ہوئی۔ جینے سے جی گھبرایا۔ یہاں آتے کچھ خوف نہ آیا۔ اب بھی کچھ گیا۔ نہیں جس کو آپ نے قتل کیا۔ خیر کیا یہاں سے چلے جائیے۔"

شہزادہ نے فرمایا۔ "آپ اپنا اسم مبارک تو بتلائیے۔ میرے تو بڑے شفیق آپ نکلے۔

فرمانا بجا ہے حضور کا۔ اگر میرے باپ دادا تو سودائی ہیں ویسی ہی جھک مجھ کو بھی ہے۔
جو کہا وہ کہا جو کیا وہ کیا۔"

URDU4U.COM

اس بادشاہ نے کہا۔ "اے تورج آپ ان قیدیوں کو بھی دیکھ چکے یا نہیں۔ یہ بادشاہ و شہزادے اسی طمع میں فاتح طلسم کی آئے تھے۔ اب گرفتاری تاحیات رہیں گے۔ یہی حال آپ کا بھی ہو گا۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے۔ یہ امر تمہارے ہی واسطے ہے کہ اجازت پھر جانے کی ملتی ہے۔ ورنہ جو کوئی یہاں آیا تا دور قیامت یہیں رہا۔"

شہزادے نے کہا بجا ارشاد ہوا۔ لیکن میرا آنا آ دور قیامت سمجھیے۔ اب یہ انشاء اللہ یہاں نہ رہیں گے اور آپ نے اپنا نام نہ بتایا۔ اب بتایئے تو آپ رفیق الفت جتانے والے میرے حال پر ترس کھانے والے کیا نام رکھتے ہیں۔"

اس نے کہا۔ "مجھ کو الوان جادو کہتے ہیں اور آپ مجھ پر طنز کر کے ہنستے ہیں۔ خیر تقدیر تمہاری جب شامت آتی ہے تو ایسا ہی ہوتا ہے۔

یہ کہہ کر چاہتا تھا کہ اٹھے شہزادے نے تیغہ کھینچ کر ہاتھ تلوار کا مار اس نے سحر پڑھا کہ ان کے ہاتھ پاؤں کا دم نکل گیا گر پڑے اس وقت فرمایا۔ "تم لوگ اسی بات پر بڑا گھمنڈ رکھتے ہو اور بڑے دغاباز ہو ایسی مردی میں نے کسی قوم میں نہیں دیکھی اور مجھ کو جو سمجھایا تھا تو اکیلے میں جا کر سمجھایا ہوتا کہ کہاں مان لیتا یہاں سب کے سامنے اپنے ارادے سے باز آنا اپنے تئیں نامرد کہلانا تھا۔ افسوس کہ حسرت میرے دل کی دل میں ہی رہی۔

الوان نے یہ کلمے جو سنے سمجھا کہ یہ بیشک خداپرست صاحبان غیرت ہیں۔ ان کو تنہائی میں فہمائش کرنا تھا۔ مجمع کثیر میں ناحق کہا۔ یہ سوچ کر سامنے شہزادے ہاتھ باندھے کہ بے شک مجھ سے خطا ہوئی آپ معاف فرمائیں اور میں حضور کے مرتبہ سے آگاہ نہ تھا۔ اب آپ کو لشکر میں اپ کے پہنچائے دیتا ہوں۔"

شہزادے نے فرمایا۔ "آپ کہ مہربانی اس نے سحر اتار لیا۔ مگر دل سے اپنا مشورہ کیا کہ نام طلسم کشا کا تورطلسم میں مشہور سے پھر جیسے تو ویسے تورج اس کا مور ہی ڈالنا

چاہیے۔ ادھر تو یہ سوچ کر سکونت پذیر ہوا اس طرف شہزادے نے قصد کیا کہ اس کو الگ لے جا کر مار ڈالے۔ مگر اس کو شہزادے کی خوشامد کرنا منظور تھی یہ اس کو فریب تو دے چکا تھا ہی بس اس نے ملازموں کو حکم دیا "آپ کو کھانا کھلاؤ۔ وہ سب طعام لذیذ سامنے لائے۔

شہزادے نے خشک میوہ کچھ کھایا۔ پھر اسنے کہا۔ "اے شہزادے آپ علیحدہ چلیے کہ مجھ کو عرض کرنا ہے شہزادہ یہ سن کر اٹھا اور وہ ہمراہ ہوا۔ اس قصر کے ایک گوشے طرف دونوں چلے۔ شہزادے دے کے ہاتھ میں رومال تھا۔ اس کو ہلاتا ہو اس طرح کہ جیسے کوئی بازی کرتا چلتا ہے روانہ ہوا اور ایک مقام پر وہ رومال اس کی گردن میں ڈال جھٹکا مارا کہ وہ گرا۔

شہزادے نے ایک پاؤں اس کا اپنے پاؤں کے نیچے رکھا اور دوسرا پاؤں ہاتھوں سے پکڑ جھٹکا مار کر مثل کر پاس اس کو چیر ڈالا۔ یہ حال جو وہاں زنگی تھے۔ انہوں نے دیکھا تیغ اور لٹھ پکڑ کر آگرے ادھر شور اس کے مرنے کا بلند ہوا۔ ادھر نٹھ شہزادے پر پکڑنے لگا۔ اس نے بھی تیغہ ابدار نیام انتقام سے لے لیا اور قتل کرنا شروع کیا۔ لاش پر لاش گرنے لگی۔ اس قصر میں اجلی کی بادشاہت تھی۔ رقص بسمل ہوتا تھا۔ ہر کادے روح ملک و فنا کی خبر لینے کو بھیجے تھے۔ شاہ اجل فتاح طلسم جسد جان کو گوشہ خبر میں سمجھانے کے لیے جاتا تھا۔

آخر کار فوج جو ہمراہ سواری الوان نابکار آئی تھی۔ وہ قصر کے اندر آئی اور کمند شہزادہ پر ہر سمت سے پڑنے لگیں۔ شہزادہ الجھ کر گرا۔ سب ٹوٹ پڑے اور اسیر کر لیا۔ پھر قید سخت میں گرفتار کر کے وہاں سے لے چلے۔ شہر میں ایک غوغائے عظیم برپا ہوا۔ ہر ایک شخص تماشائی تھا۔

غرضیکہ اس قلعہ کے متصل اور ایک قلعہ تھا۔ وہاں شہزادے کو لائے۔ وہ قلعہ بھی بہت آباد تھا۔ جو شخص تھا وہ دلشاد تھا۔ برسبیل اختصار یہ کہ شہزادہ کو وہاں کے ایوان شاہی میں لائے دیکھا کہ تخت شاہی پر ایک بادشاہ بصد حشمت وجا بیٹھا ہے اراکین سلطنت کا

مجمع ہے کرسی و دنگل سے قصر شاہی سجا ہے۔ نام اس بادشاہ کا کفل شاہ ہے۔
فی الجملہ شہزادہ جب سامنے اس کے پہنچا۔ اس نے سب سے پوچھا کہ یہی شخص فتاح طلسم بن کر آیا ہے۔ ہر ایک نے کہا۔ "جی بجا ہے یہی فتح طلسم کو آیا ہے۔"
کفل شاہ مخاطب شہزادہ کی جانب ہوا اور کہا۔ "اے حمزہ کیا تجھ کو آج کے دن کی خبر نہ تھی۔ اب بتا کہ کس حال سے تجھ کو قتل کروں۔"
تورج نے جواب دیا "تم لوگ بڑے نامرد ہو تمہاری غیرت جاتی رہی ہے۔ ارے نامراد ازلی و ابدی بہادر بیارو کے ساتھ ایسا ہی کرتے جب تو نے کیا کہ ازرائے کے مجھ کو گرفتار کرایا۔
اس نے کہا۔ "اے شہزادے یہ فوج سحر بھی جانتی تھی لیکن تلوار سے اس لیے لڑی کہ تم نامرد ہم کو نہ سمجھو اب اگر تم کو یہ خیال ہے کہ وہ بہت تھے۔ میں تنہا تھا تو اس کا بھی انتظام ہو سکتا ہے۔ وہ یہ کہ اگر تم کو بقوت بازو کوئی زیر کرے تو اطاعت اس کی کرو گے۔"
شہزادے نے فرمایا۔ "اطاعت کرنا کیسی غلامی کریں گے۔" یہ سنتا تھا کہ اس نے حکم دیا "بلاؤ ہمارے پہلوان دوران کو۔"
بمجرو حکم لوگ گئے اور ایک پہلوان کو اپنے ساتھ لے کر آئے۔۔ شہزادہ کیو ان جاہ نے دیکھا کہ ایک زندگی ناپاک صورت کرینہ منظر و بد حقیقت ہے۔
ایک زنجیر آئین کمر سے باندھے چپٹ لنگوٹ کے خم بجاتا۔ بید سے سامنے آیا۔ بادشاہ نے شہزادے کو کندھوں سے کھلوا دیا اکھاڑ درست کرا دیا۔ دونوں اکھاڑے میں کودے خم بجا کر سر گرم تلاش ہوئے۔ یہ لڑ رہے تھے کہ دربار گاہ پر غل مچا اور ملازموں نے آ کر بادشاہ سے عرض کیا ملکہ حاتم تشریف لائی ہیں۔ سب کی نگاہ یہ خبر سن کر جانب روانگی اور ایک زن سیمیں بدن غنچہ دہن اندر دارلعارہ کے آئی۔ حسن میں بے نظیر سراپا نور کی تنویر معشوقی کے ہزاروں دنگل جیتے سینکڑوں زرر آوازاں سر نیچہ عشق

کو چت کئے ہوئے۔ بہت شہرور اس کے عشق میں لنگوٹ باندھ کر فقیر ہو گئے۔
لاکھوں نے جی ہار دیئے طاق ابرو میں اس کے پہلوانان کشور عاشقی اپنا دل چڑھاتے ناز و غمزہ دل کے اکھاڑے میں پاؤں جماتے زلف کو اس کی بہت سے پیچ یاد چشم فتان بیک اشار چت کر دیتے ہیں استاء تیر مژگان کے توڑ خدا کی پناہ شمش قمر کار رخساروں سے جوڑ کہاں ہو سکتا۔
پس وہ شہریار خوبی اکھارے کے قریب آ کر کھڑی اور میر کشتی لڑنے کی دیکھنے لگی۔ شہزادہ کی صورت پر جب نظر پڑی۔ دل اس کا کشتی کھا زلف کے پیچ میں آ گئی بنظر حسرت جانب شہزادے کے دیکھتی۔ راتوں گھات اس کے ملنے کے لیے سوچتی تھی اور وہ پہلوان جو کشتی لڑ رہا تھا۔ بظاہر پہلوان تھا اور بباطن ساحر زبردست تھا۔ سحر کرتا جاتا تھا اور لڑتا جاتا تھا۔
پس ایک مقام پر شہزادے کو ریل لے چلا اور ایک نازنین سے آنکھ ملا کر گویا ہوا کہ دیکھئے میں حمزہ کے پوتے کو ریلے لیے جاتا ہوں اور حمزہ کو جس نے دیو سمندروں ہزار دست کا مارا یہ میرا ہی مرتبہ ہے کہ اس کے پوتے کو ریل لے چلا ہوں۔"
وہ نازنین ازبسکہ عاشق ہو چکی تھی سمجھی کہ شہزادہ زیر ہو گا۔ یہ سمجھ کر اس پہلوان نے جب فخر کیا بجواب کلمات تفاخر اس نے کہا: "اے پہلوان یہ شہزادہ اس وجہ سے پیچھے ہٹتا آتا ہے کہ یہ کہتا ہے میں آج نہ لڑوں گا مجھ کو چھوڑ دے۔ میں کل مقابلہ کروں گا۔"
پہلوان نے یہ سن کر شہزادے سے پوچھا "کیوں یہ نازنین جو کہتی ہے سچ ہے۔"
شہزادہ وہ انکار کیا چاہتا تھا کہ اس پری پیکر نے منع بادشاہ کیا۔ شہزادے نے کہا میں آج خستہ و شکستہ چلا آتا ہوں۔ بیشک کل لڑوں گا۔"
پہلوان نے یہ سن کر چھوڑ دیا اور چلا گیا۔ بادشاہ نے اس ایوان شاہی میں شہزادہ تورج کے لیے ایک کمرہ رہنے کو خالی کرایا۔ اسباب عیش و نشاط مہیا کر دیا مسند لگائی۔ پلنگڑی جواہر نگار۔ بچھوائی شہزادہ مذکورہ اس کمرہ مزن آ کر تشریف فرما ہوا۔ جب آفتاب عالم

افروز ایوان فلک سے مغرب کے کمرے میں جا کر آرام گیر ہوا اور عالم ضیائے ماہ سے پر ہوا کہ

بسر اوقات کی لڑ بھڑ کے دن بھر
چھپایا مہر نے جب روئے انور
ہوا تاریک عالم چھپ گئی راہ
اٹھی ظلمت کی آندھی ایسی ناگاہ

URDU4U.COM

بادشاہ یعنی کفل شاہ اور تمام حاضر ان دربار اس ایوان سے اٹھ کر اپنے مقام پر گئے۔ شہزادہ اس کمرہ میں تنہا بیٹھا رہا۔ جب برنگ زلف جانان شاہد شب نے بھی مانگ نکالی یعنی آدھی رات آئی زمین تھرائی اور دمشق ہو گئی۔ وہی گلبدن رشک چمن سبزہ نمط زمین سے پھوٹی۔
شہزادہ یہ سر زمین بر اور عجائبات و طلسمات جانتا تھا۔ اسکے نکلتے دست تقضہ ہوا کہ شاہد کوئی اور شاخسانہ نکلا۔ اس گل باغ خوبی نے ہنس کر کہا اے میاں ہوش میں آؤ اپنے حسن پر اتنا نہ اتراؤ دیکھو میں رہی تمہاری خیر خواہ ہوں حسن نے کشتی لڑنے سے منع کیا تھا۔ میں کم بخت ناچار تھی۔ میرا دل تم پر آ گیا تھا۔ خیر تمہیں آفت سے چھڑا دیا۔ اب کچھ پروا نہیں بندی کو مستی تو چھائی نہیں ہے جو کسی کی ٹیڑھی نگاہ دیکھے اچھا صاحب تم خوش رہو۔ ہم جانتے ہیں۔
شہزادے نے اپنے دل سے کہا بے شک اس سے کچھ مطب نکل آئے گا محبت جتانا چاہیے۔ یہ تجویز کر کے اٹھا اور وہ جانے نہ پائی تھی کہ اس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے غنچہ دہن تیرے منہ پھلا لینے سے مرا دل خون کر دیا اور طائر روح کو صیاد بے مہری نے تڑپایا

یہ کہ عاشقوں میں محبت کہاں ہے
صد ایک سی ان کی الفت کہاں ہے
تجھے ویسے لوگوں سے صحبت کہاں ہے
تیرے پاس عاشق کی عزت کہاں ہے
تجھے بے مروت مروت کہاں ہے

اس غیرت گلزار نے ہاتھ ہاتھ پکڑنے سے شہزادے کے گلے میں باہیں ڈال دیں اور کہا اے بے وفا

گر چاہ عجیب سمجھے ہوا اچھا نہ جایئے
ہم کو بھی آپ کی نہیں پرواز نہ چاہیے

ان انصاف کر کہ چاہیے اب یا نہ چاہیے
یہ کہہ کر مسند پر آ کر بیٹھی وہ عجیب وقت خوش تھا کہ خانہ خالی ازا اغیار پہلو میں محبوب گلعذار کیا اس جلسہ عشرت انگیز کا بیان کیا جائے۔ اس معشوقہ عاشق خصال کا الفت جاتانا کبھی بگڑنا کبھی منت کرنا گاہے اٹھلانا پھر مسکرانا اور شرمانا اس فقرے سے کوئی انجانے ڈر کر پہلو سے سرک جانا شہزادے کا چھیڑنا اس کا باتیں سنانا فرط خوف سے کبھی روئی کر کے لپٹ جانا کبھی اقرار حاصل کرنا اور کبھی مکر جانا۔
غرضیکہ اسی اختلاط و انبساط میں وہ زمانہ قریب آیا کہ شاہد شب نے آغوش دہر سے کنارا کرنا چاہا اس وقت اس معشوقہ صادقہ نے شہزادے سے رخصت طلب کی اور بروقت جانے کے ایک انگوٹھی اس نبیرہ ثانی سلیمان کو دی اور کہا یہ اس پہلوان دیو صورت عفریت خصال کے باندھ لینے کی سند ہے۔ یہ حاتم سامری کے پہننے کی ہے۔ آپ پہن لیجیے اس پہلوان کو اٹھا لیجیے گا اور جب اس کو اٹھا لیجیے گا تو زمین پر ماریئے گا۔ فوراً آگ جسم شاہ میں لگے گی۔ تخت اور بادشاہ اور پہلوان سب جلیں گے اور اس آتش میں سے

سبو لو چکر باندھ کر پیدا ہو گی اور اندر سے لو کے نشیب سا ظاہر ہو گا۔ وہ گڑھا نہیں چاہ ہنر ہے۔ اس میں آپ کود جایئے گا۔ وہی راہ طلسم کی ہے اور یہ مقام جہاں آپ بیٹھے ہیں۔ حوالی طلسم ہے۔ ابھی تک آپ کو اندر طلسم کے جانا نصیب نہیں ہوا۔ یہ سب ساحر جو مارے گئے وابستہ طلسم نہ تھے۔ ورنہ بغیر کسی تحفہ طلسم کے ہلاک نہ ہوتے۔

URDU4U .COM

پس اس چاہ سبز میں جب آپ کود جائے گا تو ایک بیابان میں آپ کا گزر ہو گا۔ وہاں ایک درخت سے میں بندھی کھڑی ہوں گی مجھ کو کھول دیجئے گا۔ خبردار بھول نہ جایئے گا نہیں بہت پچھتایئے گا۔"

شہزادے نے فرمایا۔ "اے نازنین میں تجھ کو یہاں کا مالک کروں گا۔" انہیں باتوں میں آخر شب ہوئی۔ وقت مہاجرت قریب آیا۔ سحر نے فراق کی منہ دکھایا۔ فہیم سحر آج سرد تھی۔ شمع محفل غم سے زرد تھی وہ نازنین کہتی تھی

که اتنی دیر کا آرام کیا تھا
فقط اک رنج دینا مدعا تھا

سو حاصل ہو چکا لو حق نگہبان
دم رخصت قریب آیا ہے پہلوان
جگہ پر داغ فرقت لے چلے ہم
اس کی مہمانی تھی پہ کچھ دم
بھر آئے آنکھ میں بھی اس کے آنسو
کہ ہوتا تھا جدایا پری رو
اٹھی وہ نازنیں بولی ادھر
جدائی ہے گلے سے میرے مل جا
مرے ہمدم مرے پیارے مری جان
چلے ہم لے خدا تیرا نگہبان

رہے یہ حسن عالم تاب روشن
URDU4U.COM
الٰہ تا کہ ہے دنیا کا گلشن
ہوئی کہ کہہ کہ وہ ظالم روانہ
یہاں پیدا کیا دل نے زمانہ
اڑائے جلوہ ہائے صبح نے ہوش
بڑھیں بے تابیاں گھٹنے لگے جوش
نہ وہ سامان نہ وہ یاراں نہ وہ محفل
بجز چند آہ یا کچھ حسرت دل

صبح ہوتے نقارہ دربار کا بجا کفل شاہ تخت پر آ کر بیٹھا۔ پہلوان نے آ کر اکھارے میں خم مارا اور پکارا "وہ مسلمان کہاں ہے آئے میرے سامنے شہزادہ مسلح ہو کر کمرے سے نکلا اور سامنے آتے ہی لپٹ پڑا۔ لمحہ بھر کشتی اتکی انگشتی کی وجہ سے کچھ سحر پہلوان کا نہ چلا اس نے کمر میں ہاتھ دے اس کا اٹھا کر قریب بادشاہ پٹخ کے دے ٹپکا۔ آئین نیرنگ طلسم یہی تھا کہ تخت اور بادشاہ اور پہلوان سب میں آگ لگی۔ ایک سنگدل تو دوسرا آئین مدن تھا رگڑ کھاتے ہی شعلہ آتش سے نکل کر سوختہ کیا اور وہ آگ ایسی بڑھی کہ ایوان شاہی سب جل کر اندھیرا ہو گیا۔ پھر جو دیکھا تو ملک و قلعہ کچھ نہیں ہے وہی جنگل اور پہاڑی ہے۔ جہاں کوٹھڑی عورت مشعل لیے بیٹھی تھی اور وہ جنگل بھی جل رہا ہے۔

شہزادے نے ہر سمت غور کر کے دیکھا تو ایک مقام پر شعلہ آتشک شکر باندھے تھا اور سبز لو اٹھ رہی تھی پس یہ دیکھتے ہی شہزادہ قریب اس کے گیا اور دونوں ہاتھ جما کر بسم اللہ کہہ کر کودا۔ دیکھا تو واقعی میں کنوئیں میں جا رہا اور آواز غر غر کی سنائی دی۔ پھر غلطاں و پیچاں و چلا اور اس صدمے سے بیہوش ہو گیا۔

- طاق چشم کا مقابلہ مہ رخ میں

غصہ ترا ساقیا برا ہے
URDU4U.COM
میخوار ترا تڑپ رہا ہے
ہے واہ کچھ آج رنگ ہیں اور
تیور ہیں کچھ اور ڈھنگ ہیں اور
میخانہ ہیں ہے غضب کا وہ جوش
غصہ سے ہیں رند سارے بیہوش
شیشہ کا بھی دل بھرا ہوا ہے
کف غیض میں منہ سے بہ رہا ہے
ہیں جوش غضب سے جام لبریز
کب ان میں بھری ہے بادہ تیز
گردن نہیں عجز سے جھکاتے
شیشے ہیں سرکشی دکھاتے
گردن جو صراحی کج ہے کرتی
رندوں سے ہوئی آج ٹیڑھی
بڑاتے ہیں رند میکشی ہیں
کھپانے ہوئے ہیں جام ہنسی ہیں
قلقل کی نہیں صدا ہے دیتی
ڑاتی ہے رند سے صراحی
ہو وقت غضب جو چہرے کا حال
منہ رندوں کا نشہ ہے یوں لال
میخانہ ہیں جو غضب کے ہیں طور

گلزار کی بھی ہوا ہے کچھ اور
ساقی کی نگاہ کیا پھری ہے
باغ دنیا میں بے کلی ہے
نہروں میں ہے آب خجلت رو
فواروں کے یہ رہے ہیں آنسو
غنچوں نے بھی منہ پھولا لیا ہے
گھسیانا ہے گل جو ہنس رہا ہے
غصہ سے چنار جل رہا ہے
مرجان کف دست مل رہا ہے
غصہ سے سرد بھی اکڑتا
سنبل میں غضب کابل ہے پڑتا
سرخی سے گلوں کی سارا گلشن
افروختہ ہے برنگ دشمن
غنچے ہیں چمن میں یوں چٹکتے
جیسے دشمن چٹک کے بولے
گو سوسن صد وہ زبان ہے دیگی
شہرت سے زبان ہے ہاتھ بھر کی
پھولوں کا چراغ جل رہا ہے
گلشن سارا چراغ پا ہے
منہدی کے بھی تلوؤں سے لگی ہے
نرگس آنکھیں نکالتی ہے
گل اس طرح ہیں چمن میں پھولے
دیدے کوئی جس طرح نکالے

ہم تم تو بہم ہیں ساقیا ایک
URDU4U.COM
رہتے ہیں شریک ہر بد و نیک
خط ساغر کا ہے سبق یاد
ہم دونوں ایک ایک ہی ہے استاد
ہم کو لڑنے سے واسطہ کیا
ہم سے ساقی بگاڑنا کیا
طاق نسیان پہ غیظ کو دھر
لا جلد پلا دے بھر کے ساغر
احسان کرنے میں تو بھی ہے طاق
مہمان نوازی میں ہے مشتاق
نشہ میرا بھی کم ہوا ہے
غصہ دل میں مرے بھرا ہے
کر دیر نہ ساقیا خدارا
دے منہ سے مرے لگا پیالہ
وہ جام پلا کہ بات رہ جائے
میرا اور تیرا ساتھ رہ جائے

بزم آرائیاں قصہ افسوں گری و انجمن پیرائیاں فسانہ ساحری مہمان کا شانہ ظفر و احتشام و میزبان مشکوے کلام نصرت نجام بادہ پر جوش سخن کو میکدہ کلام سے اس طرح مول لیتے ہیں اور بسیان ساغر شکستہ دلی نشہ غرور کو یوں شکست دیتے ہیں۔ کہ جب حسام ناکام بد انجام ہاتھ سے برق عیار ذی احتشام کے مارا گیا۔ لاش اس بدمعاش کی ملازش اس کے اٹھا کر نالاں و گریاں جانب طاق چشم بے ایمان روانہ ہوئے اور سامنے پہنچ کر حال قتل حسام معرض بیان میں لائے۔

العیاذ باللہ حال سنتے ہی اس ناری پر وہ غصہ طاری ہوا کہ آتش غضب کے جوش سے

انگاروں پر لوٹا اور دو بد دماغی دماغ کے پار نکل گیا۔ پس اسی وقت نفیر سحر کو دم دیا۔
ایک لاکھ بارہ ہزار ساحر اسباب سحر لے کر آلات و حرب سے آراستہ ہو کر طائران سحر پر سوار ہوئے۔ طاق بھی سامان سحر سازی ہمراہ کر اژدر پر سوار ہوا۔

URDU4U.COM

خلاصہ یہ کہ بڑے کروفر سے بسان موج ہوا۔ لشکر نکبت قریں لے کر رواں ہوا۔ اس طرف شاہ طلسم نے بھی چوکی کے پہنچنے سے ساحر روانہ کیے تھے وہ ساحر پھر کر گئے اور حال ہلاکت ساحر مذکور شاہ سے عرض کیا۔ بادشاہ کو بھی بڑا صدمہ ہوا۔
اس عرصہ میں خبر پہنچی کہ پیر بھائی میرا آتا ہے یہ خبر سن کر حیرت کو اس نامہ لکھا "اے ملکہ جس کو میں مدت سے طلب کرتا تھا وہ اب آتا ہے۔ خبردار کوئی دقیقہ اس کی تعظیم و خاطر داری میں فرو گذاشت نہ کرنا۔"

یہ نامہ جب ملکہ مذکور کو پہنچا۔ اس نے ملکہ شکوہ زریں قبا شہاب جادو گیسوے بن شہاب وغیرہ کو کوئی منزل آگے استقبال کے لیے بھیجا اور آپ بھی کنارے تک لشکر کے آئی اس طرف سے وہ مسافر بیدارے ضلالت بعد قطع مسافت راہ قریب سردارا ملکہ پہنچا۔ راہ میں ملاقات ہوئی۔ ہر ایک سے وہ ملا اور بغلگیر ہوا۔ پھر کنارے لشکر کے آ کر حیرت سے ملاقی ہوا فرمائی "یہ کہہ کر بسبب اس کے ملکہ شہزادی کل طلسم کی ہے اس نے نذر دی۔ ملکہ اس کو بعظمت تمام بارگاہ میں لائی۔ خلعت دیا۔ مقام بہتر پر بٹھایا۔ لشکر اس کا اترا۔
اب ایک سمت لشکر مصور کا ہے ایک جانب لشکر حیرت کا پڑا ہے تیسری سمت کو لشکر اس کا اترا سامنے مہ رخ کی فوج اتری ہے۔ اس ربع مسکون میں چار طرف فوج ہی فوج تھی۔ کثرت لشکر سے زمین دہلتی تھی فلک چکر میں تھا۔ مریخ کی طبیعت گھبراتی تھی۔
غرضیکہ جب یہ داخل بارگاہ ہوا۔ مصور جادو بھی اس کی ملاقات کو جاہ خانہ سے اٹھ کر آیا۔ یہ بنا پر تعظیم خداوند زادہ اٹھا اور اس کے قدم پر گرا۔ اس نے گلے لگا لیا۔
اس نے کہا۔ "ہمارے مذہب میں آپ کے قدم آنکھوں سے لگانا بڑا ثواب ہے۔"

اس خرس نے بھی اس کی تعریف کر کے دعا دی۔ سب بعیش و عشرت بیٹھے۔ ساقی و مغنی حاضر ہوئے جام مئی گردش میں آیا۔ جلسہ نشاط گرم ہوا۔
یہ سب خبریں جاسو سان لشکر اسلام نے دریافت کر کے اپنے لشکر کی راہ لی۔ اور خدمت ملکہ مہ رخ میں آ کر بصد ادب نیائش کناں آنا طاق چشم کا بیان کیا اور کہا۔ "اس نابکار کے ہمراہ جو فوج آئی ہے۔ ان کے ماتھے پر ایک ستارہ لگا ہے کہ مثل کوکب تابندہ کے چمکتا ہے۔"
یہ عرض کر کے جاسوس تو چلے گئے لیکن مہ رخ نے برائے طمانیت قلب سرداراں فرمایا۔
"یہ موذی کانا طاق جو آیا ہے تو ہمارا کیا کرے گا۔ پس بھڑوا استاد اس کا کچھ نہ کر سکا کچھ نہ کر سکا تو اس کی کیا حقیقت ہے۔"
یہ لاف زنی کر رہی تھی کہ ملکہ بہار نے کہا۔ "اے ملکہ عالم آج آپ بہت تیز در معلوم ہوتی ہیں۔"
ملکہ نے کہا۔ "مدت سے مشتاق جنگ بھی ہم سب ہیں۔ خیر اب سمجھ لیں گے۔ لیکن اے بہار تم کیا کچھ طاق کم ہو۔"
بہار نے بھی اس وقت جوش میں آ کر کہا۔ "اگر آپ فرمائیں تو موا وہیں بارگاہ میں اپنی دیوانہ ہو کر تنکے چننے لگے۔"
یہ کلمہ زبان بہار سے سن کر سرداروں کو ایسا اطمینان ہوا کہ ہر ایک اپنی برائی کرنے لگا۔ سرخ کو طاؤس نا فرمان وغیرہ سب نے کہا ایسے گولے مولے کے ماریں گے کہ یاد ہی تو کرے گا۔"
اس تقریر میں برق وغیرہ عیار آ گئے اور کہا ہم کو حکم ہو تو جا کر اس کا کام تمام کریں۔"

بہار نے جواب دیا اے برق اب تو میرے منہ سے نکل گیا ہے کہ میں اس کو تنکے چنواؤں گی۔ پس اس کے باپ یعنی استاد کو تم نے مارا۔ وہ تمہارا حصہ تھا۔ یہ میرا ہے جب میں نہ ہوں تو تم کو اختیار ہے۔"
یہ کہہ کر اپنی جگہ سے اٹھی اور ملکہ مہ رخ سے کہا آپ بھی آئیے۔ مجھ کو کچھ

مشورہ کرنا ہے۔" ملکہ مذکور ابھی اٹھ کر علیحدہ صحنچی میں آئی۔ وہاں بحر سخن رواں کیا کہ یہ ساحر واقعی زبردست ہے کیا تدبیر اسی کی نسبت سوچی ہے مہ رخ نے جواب دیا " ایک دن میں دربار افراسیاب میں حاضر تھی اور بادشاہ مجھ سے بہت راضی تھا تو اس نے ایک ناریل مجھ کو دیا اور کہا۔ "اس ناریل کو اگر پہاڑ پر مارو تو دریا پہاڑ سے پیدا ہو گا۔ اس بحر کا پانی اگر ساحری بھی پی لیں تو دیوانہ ہو جائیں۔ پس اے ملکہ مہ جبیں کی تم نانی ہو یہ ناریل اپنے پاس رکھو کہ ساکنان طلسم تم سے کمتر رہیں۔" میں نے وہ ناریل تسلیم کر کے لے لیا۔ وہی میرے پاس اب تک میرا ارادہ جنگ حسام میں اس سے کام لینے کا تھا۔ فی الجملہ اب اسی سے کام لوں گی۔"

یہ سن کر بہار نے کہا۔ "بہتر ہے۔ ایک سحر مجھ کو بھی بادشاہ طلسم نے بتایا ہے۔ تم اس ناریل س کام لو میں سحر کروں۔ دیکھو کہ خدا کیا دیکھاتا ہے۔"

یہ مشورہ کر کے پھر آ کر تخت پر مہ رخ جلوہ گر ہوئی۔ اس عرصہ میں صنعت گر دہر نے طاق نیلی رواق سپہر سے آئینہ مہر اٹھا کر طاقچہ مغرب میں رکھا۔ چشم خورشید کور ہوئی۔ سواد ظلمت شب کا سرمہ چشم ماہ میں لگا فلک طاق چشم بنا کہ

ہوں کو رجب چشم مہر فلک
ستاروں میں ظاہر ہوئی جب چمک
بڑھا دیدہ نجم میں بسکہ نور
ہوا نور کا چشم مہ میں ظہور

شام کو پہلے تو حیرت نے خاصا طلب کیا۔ دسترخوان شاہانہ آراستہ ہوا۔ سب نے مع طاق چشم کھانا زہر مار کیا۔ بعد فراغ اکل و شرب جلسہ میخواری گرم رہا۔ اس وقت حالت مستی میں طاق چشم نے کہا۔ "پھر بھابھی جان دیر کیوں کیجئے کہ طبل جنگ بجے۔"

ملکہ نے کہا۔ ”بہتر آپ لڑنے کو تو آئے ہی ہیں۔“
اس نے کہا۔ ”مجھ کو ایک گھڑی بھرا میں جنگ میں گزرے گی۔ زیادہ کد نہ کرنا پڑے گی کہ سب کو غارت کر دوں گا۔ کس لیے کہ میرے ساتھ جتنی فوج ہے سب ستارہ پیشانی اور روئیں تن ہے۔ یہ فوج نہ مارے مرے گی نہ کاٹے کٹے گی۔“

ملکہ نے کہا۔ ”اس میں کیا شک ہے آپ ایسے ہی ہیں۔ یہ کہہ کر نفیر سحر کو دم دیا۔ لشکر میں تیاری جنگ ہونے لگی۔ ہر کاروں نے جا کر سمع ہمایوں مہ رخ ہیں یہ خبر پہنچائی۔ ملکہ موصوفہ نے بھی قرنا جنگی کو پھونکا۔ ادھر بھی تیاری آغاز ہوئی۔
لیکن بہار نے چپکے سے کہا۔ ”اے ملکہ مہ رخ لشکر کے آراستہ کرنے سے کیا مطلب ہے۔ تم کو جو سحر کرنا ہے وہ تنہائی کا ہے۔“
مہ رخ نے یہ سن کر افسران لشکر اپنے طلب کر کے حکم دیا تم سب فوج کو اپنے طور پر تیار رکھو۔ میدان میں لے جانے کا قصد نہ کرنا۔ ہم کچھ دیر کے لیے دو کوس تک لشکر لے جائیں گے اور تھوڑے ہی عرصہ میں پھر آئیں ے جس دم تم دیکھنا کہ ہم پر وقت تم فوج لے کر آنا اور اعانت کرنا۔“
افسران لشکر یہ حکم سن کر گئے اور کاربن حکم مذکور ہوئے دکھلانے کی راہ سے تیاری اسباب سحر ہونے لگی کہ حریف ہوشیار نہ ہو جائے۔ ڈمرو بجا کیا۔ ہوم ہوا کیا۔ بیرون کا غل رہا۔ چھکے کئے گئے۔ بھینٹیں چڑھائی گئیں۔ ہتھیار صیقل ہوئے باجے پلٹنوں میں بجتے رہے۔ جب بحر فلک میں ستارے ڈوبنے لگے اور زلف لیلائے شب تا بزانو پہنچی۔ یعنی پچھلی رات وہی مہ رخ اور بہار سوار ہو کر طاؤس لشکر سے چلیں اور دو کوس پر لشکر سے ایک پہاڑ تھا۔ اس کے قریب آ کر ٹھہریں۔
مہ رخ نے وہی ناریل جس کا ذکر جس کا ذکر اوپر ہو چکا جھولی سے نکالا اور کچھ اور افسوں پڑھ کر پہاڑ کے درے پر مارا۔ فوراً پانی درہ کوہ سے جاری ہوا اور سب گھاٹیوں سے پانی بہنے لگا۔ لمحہ بھر میں اس آب نے وہ طغیانی کی کہ پہاڑ سے تا بہ لشکر حیرت

مثل دریائے ذخار کے موج زن ہوا۔ ایک جانب لشکر حیرت تھا اور ایک طرف لشکر مہ رخ، بیچ میں یہ دریا لہرا تھا اور پانی اس شجر سحر کا ایسا شیریں و سرد تھا کہ جوئے شیر بھی ایسی شیریں نہ ہوا کار فرہاد کوہکن بھی اس تاریل کے سامنے گرد تھا۔ موجیں اس کی رفتار معشق کو شرماتیں۔ گردش فلک کو اپنی نیرنگی پر غیرت دلاتیں۔ آپ گوہر کی آبرو مقابل اسکی صفا کے بحر غیرت میں ڈوبی تھی۔ ہر موج مصفا و پاکیزہ خاطروں کے ارادہ کی لہر تھی۔ بلکہ رخسار شاہد محبوبی تھی۔ بحر اخضر چرخ گردش کرتا تھا۔ نہیں نہیں اس پر صدقے ہوتا تھا عکس نیلو فری اس میں پڑا تھا اور ستارہ ہائے چرخ کا اس کا چمکتا معلوم دیتا تھا کہ گل ہائے نیلو فری کا تختہ کھلا تھا جس کو دیکھ کر کنول دل کا کھلتا لہریں پیچ در پیچ تھیں۔ رو برو جس کے زلفیں جاناں کی ہیچ تھیں چشمہ قمر سامنے اس کے شرم سے عرق شبنم میں عرق ہو جائے۔ چشمہ مہر نکو غیرت سے اسی میں ڈوبا نظر آئے اسی کو دیکھ کر آتش رشک سے جلا کرے زبان پائے تو اف اف کہا کرے۔

اس بحر سحر کے کنارے اپنے لشکر کی طرف یہ قلزم ساحری اور وہ یم خوبی مہ رخ و بہار آ کر ٹھہریں اور حسب وعدہ بہار نے سحر پڑھ کر دم کیا کہ کنارے دریا کے چھوٹی چھوٹی کیاریاں جواہر کے پھولدار درختوں کی نمودار ہوئیں۔ اس وقت عجب بہار تھی کہ جو خوشہ تھا وہ پروین پرن کو شرماتا تھا جو پھول تھا۔ وہ تارا فلک اخضر کا نظر آتا تھا خسرو بہار کا فیض جاری تھا زر گل سے گنج بادا اور لٹ رہا تھا۔ ثمر صبح کا وقت قریب تھا نو سجود میں تھے۔ شاخیں رکوع میں نخل قیام و تعود میں تھے۔ دانہ ہائے اثمار کی تسبیح موظفاں چمن لیے تھے سبحان گلشن دست چنار بہر دعائے فتح و ظفر ملکہ بہا اٹھائے تھے۔شفق کنارے بحر کے پھولی تھی یا پھولی ہوئی ساوَنی تھی۔ دوش شاہد ارض پر مثالی رومال پڑا۔ مگر کثرت سے گلوں کے چار باغ کا تھا۔ اس چمن ستان میں ایک چبوترہ بلور پر یہ دونوں بہار باغ سحر بصار اور زیبائش مسند بچھا کر جلوہ گستر ہوئیں۔ اس وقت ملکہ بہار کا حسن خزاں بخش گلزار جناں غیرت دہ گلشن حسن معشوقاں تھا۔ زلفیں اس

کی یوں لہراتی تھیں کہ سحر حسن میں موجیں آتی تھیں۔
پیشانی کی شکن بحر نور میں مردم آبی غوطہ زن نہیں عیسیٰ عواض چشمہ و حیوان ابرو کے رو برو فخر اطاق حسن کیا۔ طاقت جو سر اپنا اٹھائے۔ کمان لب سوفار سے یا صاحب قاب قوسین چلائے اور ادنیٰ خطاب پائے مژہ سبزہ گلزار خوبی کو پائمال کرے۔ تیر کو مثل معشوق چٹکیوں میں اڑائے چشم فتان فلک شعبدہ باز کی استاد ہزاروں کرشمے اس کو یاد گردش چشم گردش چرخ جلاد سرمہ دنبالہ دار لگا ہوا۔ فتنہ پروازی کی حد پر خط کھینچا ہوا کہ اس سے بڑھ کر کوئی کرشمہ ساز نہ ہو گا۔ ہر ایک غمزہ ان کا جانستان نظر ترحم مسیحائے مرگ عاشقاں بنی بام حسن کی نزد زبان بلکہ الف وہ جو ہمزہ وصل کہلاتا ہے با مابین آفتاب و ماہ لکھا جاتا ہے رخسار ہر چند کو بحر نور مگر تاثیر میں بہ از چشمہ حیوان لذت بوسہ جان بخش عاشقاں دہن تنگ کو کس سے مثال دوں لازم ہے کہ کچھ نہ کہوں بالکل بے نشان۔
پس اس صورت سے یہ اعجوبہ روز گار یا گلعذار و طرحدار کی صورت بن کر مع رخ نامور جب زینت طراز مسند بے صد ادا ہو چکی۔ گفتگو الفت و محبت کرنے لگی۔ مہ رخ سے کہا۔ "آؤ بہن صبح قریب ہے ایک بازی چوسر کی کھیلیں۔" مہ رخ بولی۔
اس نے کچھ سحر پڑھا کہ اس گلستان روح پرور سے ایک زن رشک چمن غنچہ دہن چو سر لیے ان کے سامنے آئی اور روبرو ان کے بچھا کر آپ سر پر کھڑے ہو کر رومال جھلنے لگی۔ یہ دونوں چو سر کھیلنے لگیں۔
اب بساط فلک نورین کوا کب کی چلتی تھی۔ زمین پر جو سر بچھی تھی۔ طاق چشم کے لڑنے کو تین کانے ہو رہے تھے بلکہ چھکے اور پو بارہ تھے۔

ظلمت شب ہوئی گم فور بڑھایوں دن کا
URDU4U.COM
یاسمن زار ہیں جس رنگ ہو برگ سوسن
زاہد خشک کے لقویٰ کا خدا حافظ ہے
نہ کر رنداں جگر سوختہ تر دامن

صبح دم سحر بہار آگیں بہار سے دریائے سحر میں عجیب کیفیت پیدا ہوئی کہ پتلہائے سحر گا زر بن کر کپڑے دھونے لگے چھوا چھو کی صدا بلند ہوئے بگلے قر قرے قازیں مرغابیاں سرخاب کنارکنارے پھرنے لگے۔ پن ڈبیاں غوطے مارنے لگیں۔ مچھلیاں رنگ برنگ کی تیرتیں بطخیں خوش فعلیاں کرتیں۔ لشکر میں نوبت جو بجتی۔ اس کی ٹکور دل کو بے آرام کرتی۔ بحر خاطر کو ہلور دیتی۔ مندروں میں قلعہائے طلسمی کے گھنٹے بجتے لشکر اسلام سے آواز موزن کے اللہ اکبر کہنے کی آتی۔ خفگان خواب غفلت کو جگاتی۔ چمن میں مور میں چنگھاڑتے صحرا میں جانور نعرے مارتے مرغان دشت چہچہاتے پپیہے کوئل صدائیں مستانہ سناتے مشفق سے در و دشت سرخ تھا۔
قبائے عالم ارغوانی سورج کی کرن پھوٹتی تاروں کی آبرو ڈوبتی فوجوں میں صبح کی دردی بجتی مردمان لشکر اٹھ کر اپنے اپنے کام میں مصروف ہوئے کوئی برائے رفع حاجت جاتا۔ کوئی اشنان گیان دھیان کی فکر کرتا۔ کوئی مصلا پر بیٹھا سجدہ خالق لیل و نہار میں سر جھکاتا۔
غرضیکہ ہنگام سحر طاق چشم بد اختر جاگا۔ ستارہ بخت ہویا ایسان نرد بساط خواب سے اٹھا اور قتل مہ رخ کے داتوں گھات میں اسباب سحر سے درست ہو کر آیا نفیر سحر ایک لاکھ بارہ ہزار ردائیں تن ستارہ پیشانی تیار ہوا۔
طاق پہلے فوج کو روک کر حیرت کے پاس گیا وہ بھی سوار ہوا چاہتی تھی کہ اس نے جا کر کہا۔ "بھائی جان تمہیں میرے بھائی شاہ طلسم کی جان کی قسم کہ تم تکلفی میدان میں جانے کی نہ کرو۔ بارگاہ میں بیٹھو ناچ دیکھو۔ میں دم بھر سب کے سر کاٹے لاتا

ہوں سامری کی قسم میرا کہنا نہ مانوں گی تو مجھ کو بڑا ملال ہو گا۔" ملکہ مذکور اسی کی خاطر سے رکی اور بارگاہ میں بیٹھ کر ناچ دیکھنے لگی۔ کچھ فوج تیار رہی کچھ نے کمر

URDU4U.COM

کھول ڈالی۔

ادھر لشکر مہ رخ بھی بموجب حکم اپنے پڑاؤ مسلح و مکمل ہو کر ٹھہرا اور منتظر وقت کا ہوا۔

اس طرف سے یہ سرکش حیرت کو ٹھہرا کر چلا فوج کا انبوہ ساتھ دری فوج کی پتلی تھی۔ ساحروں کے ماتھے پر ستارے چمکتے تھے۔ سب پرا باندھ کر جو چلے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ فلک بیداد گر بہر ستمگری گردش پذیر ہوا ہے یا رات دن پر شبخون مارنے کا ارادہ کیا ہے۔

ساحروں کے ستاروں کے نیچے قشقے کھنچے تھے ستارے دنبالہ دا فلک ظلم پر نکلے تھے یا کرہ نار سے شرار حسی ہو کر جانب کرہ زمہریر پر چلے تھے۔ دیکھئے کیا حرارت پیدا ہوں گے۔ فی الجملہ ساحر باز و بط اڑاتے گوگل اور رال کے شعلہ چمکاتے جانب جنگاہ جاتے تھے کہ ہر کارے اور چاؤش لشکر خبر لائے۔

"مہ رخ نے آج وادی گاہ میں ایک دریا بزرو سحر جاری کیا ہے اور آپ دو کوس پر اپنے لشکر سے آگے بڑھ کر ایک باغ میں بیٹھی ہے اور چوسر کھیل رہی ہے۔

طاق چشم یہ خبر سن کر ہنسا اور گویا ہوا "اے واہ کیا میرے روکنے کو دریا بنایا ہے کیا میں اس دریا کے پار نہ پہنچ سکوں گا۔"

یہ کہہ کر اپنے افسران لشکر سے کہا۔ "دریا کو بزرو سحر اڑ کر طے کریں یا تیر کر جائیں۔"

سب نے کہا۔ "حضور دریا میں چل کر کو دیے اور اس کو بزور سحر مٹاتے ہوئے اس کا لکاتہ کے پاس چلیے اور سرکاٹ دیجئے وہ بڑھیا عورت ہم جوانوں کا کیا مقابلہ کرے گی۔"

اس کو بھی غرور ازحد تھا۔ یہی مشورہ پسند آیا اور اژدر اڑا کر قریب ساحل پہنچا۔ وہاں دریا کی کیفیت جو کچھ کہ بیان ہوئی اس کو نظر آئی بے اختیار لہرا کر سواری پر سے

اترا۔ سب فوج اس کے ساتھ پیادہ ہوئی اور دامن گردان پانی میں اتر کچھ آگے بڑھا تھا۔ کہ پانی کی لطافت دیکھ کر اور سردی اسکی معلوم کر کے دل پر قابو نہ رہا۔ اپنے ساتھیوں سے کہا۔ "دیکھو کیا ٹھنڈا پانی ہے۔ تھوڑا سا پانی پینا چاہیے۔"

URDU4U.COM

سب نے کہا۔ "یہی ہمارا بھی جی چاہتا ہے۔ آپ پییں تو ہم سب بھی سراب ہوں۔

فوراً دونوں ہاتھ سے چلو میں پانی لیا اور خوب کئی بار پیا۔ سحر نے فرصت نہ دی۔ نالے کرنے کی نوبت آئی۔ مہ رخ کے چھینٹوں میں آ گیا۔ وہ گرمی سب ٹھنڈی ہوئی۔ سرد مہری نسبت نسبت مہ رخ کے کرتی تھی۔ اب محبت میں گرم ہوا۔ ادھر اس کے لشکر نے بھی پانی پی کر ابرو اپنی دی۔

دریا کا باطل کرتا کیسا براہ راست پانی سمجھا کر کل لشکر پار اترا اور طاق چشم سب کو ٹھہرا کر آگے بڑھا۔ اس گلشن سحر میں کہ جو مذکور ہو چکا۔ اس غارت گر جان یعنی بہار کو ہمراہ مہ رخ ذی شان چوسر کھیلتے پایا بیساختہ اندر چمن ستان کے قدم زن ہوا یہ نہ سمجھا کہ

اس باغ کی اور ہی ہوا ہے۔

پس اس چمن میں جیسے ہی قدم رکھا۔ مہ رخ نے کہا۔ "بہن بہار اٹھو حریف آ پہنچا۔"

بہار نے کہا۔ "بہن آنے دو۔ ایک بازی تو اور کھیل لو۔"

یہ کہہ کر اس کی جاب آنکھ ملا کر کہا۔ "اے طاق چشم ہم ایک بازی اور کھیلیں۔"

یہ نقد و ہوش و حواس ہار چکا تھا بے تامل عرض پیرا ہوا "اے نیر نگ بازار حسن میں تیرا غلام بے دام ہوں بھلا میری مجال ہے جو تجھ کو منع کروں۔ اے جانی۔"

یہ جو سر کی بازی جواب کھیلئے
میری جان کا داننوں بد دیجئے

جب اس کو قمار بازاں جادوگری نے لڑنے میں کچا پایا۔ بیٹھ کر بازی کھیلنا شروع کیا

اور مہ رخ نے کہا۔ "دانوں ہے۔"
بہار نے کہا۔ "قبول ہے۔"
مہ رخ نے کہا۔ "کس برتے پر قبول ہے جو کچھ تمہارے پاس تھا۔ رات اس سے وقت تک ہار گئی ہو اب تم دوگی کہاں سے۔"

URDU4U .COM

بہار نے کہا۔ "ابھی تو میری بہن حیرت موجود ہے بھائی میرا یعنی بہنوئی شاہ طلسم ہے۔ میرے دینے کی بھلی کہی تم کھیلو تو تم تو جی ہارے دیتی ہو۔"
مہ رخ نے کہا۔ "بہن پر تمہارا زور کیا ہے۔ اگر ایسے ہی تم کو دعوئی ہے تو بہن کی جان دو مگر اس شرط پر کہ اس کو قید کرا لو۔ جب ہارو تو فوراً سر کاٹ دو۔"
اس نے کہا۔ "یہ کتنی بڑی بات ہے۔"
یہ کہہ کر سر اٹھایا اور طاق چشم سے کہا۔ "بھلا میرے صاحب میں تمہاری کون ہوں۔
اس نے اس پوچھنے سے دل میں خیال کیا کہ اگر تو کہے گا میں عاشق ہوں تو یہ کہئے گی سر کاٹ دے پس تو کہہ کہ میں تیرا بھائی ہوں چنانچہ یہی اس نے کہا۔ "اے ملکہ تم میری بہن ہو مجھ سے تم سے اچھی کچھ واسطہ نہیں۔ پھر والاد آدم سب بہن بھائی ہیں۔ جب کچھ اور تعلق ہو گا۔ اس وقت یہ رشتہ بنانا نازیبا ہے۔"
ملکہ موصوفہ نے ہنس کر کہا۔ "میری طبیعت بھی تمہیں پیار کرتی ہے اب میں شش و پنج میں ہوں کہ تمہاری جان کی بازی میں کیونکر دوں۔"
اس نے جواب دیا "میں غلام ہوں جو حکم ہو وہ بجا لاؤں۔"
اس نے کہا۔ "میری حقیقی بہن حیرت ہے اسی کا سر کاٹ لاؤ یا زندہ اسیر کر لاؤ۔ تم بھی زندہ رہو اور میں بھی چوسر کھیلوں۔"
یہ حکم سن کر اس کو بہت خوشی ہوئی اور دل سے اپنے کہا۔

جو عشق باز ہیں وہ رہ دین پہ آ چکے
URDU4U .COM
سر بازی وفا میں دیا گھر لٹا چکے
واعظ برب کعبہ تجھے ہم جتا چکے
جو دل قمار خانے میں بت سے لگا چکے
وہ کعبتیں چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے

اے طاق اگر بازیگر نیرنگ حسن سے جفت ہونا چاہتا ہے تو حکم برداری میں اس کی تین پانچ نہ کر چوسر کی طرح بچھ جا۔ جو یہ کہے بجا لانا۔ اپنا رنگ جما نہیں لبان نرو گھر بہ گھر مارا مارا پھرے گا۔ مدت سے بعد تقدیر کا پانسا پلٹا ہے۔ اس کے وصل داؤں گھات میں بادشاہ طلسم رہتا ہے۔ مگر بازی نہیں لے جاتا۔ یہ دن تجھ کو نصیب ہوا ہے کہ اس نے تیری محبت کا اقرار کیا ہے۔ پس بجواب حکم ملکہ مذکور عرض پیرا ہوا

"اے ملکہ میں ابھی چڑو حیرت کو پکڑ کر لاتا ہوں۔ وہ بیٹھی ناچ دیکھ رہی ہے۔"

ملکہ نے کہا۔ "ہاں بھائی جلدی لاؤ' میرا داؤں لگا ہوا ہے۔" یہ اسی وقت پھرا اور اپنے لشکر کے پاس آ کر کہا۔ "تم میرے شریک ہو یا شاہ طلسم کے۔"

سب نے عرض کی کہ ہم بادشاہ کو کیا جانیں ملک ہمارے آپ ہیں۔ یہ سب اس وجہ سے اقرار اطاعت پذیر ہوئے کہ پانی بحر سحر کا پی چکے تھے۔ چنانچہ سب سے اقرار لے کر اس نے کہا۔ "میں حیرت کو اسیر کرنے جاتا ہوں تم چل کر اس کے لشکر پر حملہ آور ہو ہر ایک نے سمعنا و اطعنا کہا۔

یہ الٹے پاؤں وہاں سے پھرا اور دریا سے اتر کر قریب لشکر حیرت آیا۔ جو فوج کو وہاں مسلح تھی۔ اس نے بھی اس کو آتے دیکھ کر نہ روکا۔ کس سب کو معلوم ہے۔ یہ طرفدار شاہ طلسم ہے پس اس نے آتے ہی نارنج ترنج مارنا شروع کیے۔ خیموں اور بارگاہوں میں آگ لگی فوج میں غلغلہ ہوا۔ ہلچل پڑھ گئی جو فوج کہ غافل تھی وہ پامال و قتل

ہونے لگی۔ جو تیار تھی وہ لڑنے لگی۔

یہ سب روئیں تن اور ستارہ پیشانی ہیں۔ نہ کسی کا حربہ ان پر اثر کرتا ہے۔ نہ جادو کچھ کام دیتا ہے۔ پھر تو جو مجھے کوئی نہ مارے تو میں تمام دنیا کو قتل کر ڈالوں۔ مان سب اس نے لشکر کو زیر تیغ رکھ لیا۔ خون کا دریا بہا دیا۔ ملکہ حیرت کی بارگاہ بھی طنابیں کٹنے سے گری ملکہ مذکور گھبرا کر باہر نکلی اور طاؤس سحر پر ہوئی۔ جملہ سردار ستوار ہو کر لڑنے لگے لڑنے لگے۔ مگر عیاذ باللہ لاش پر لاش گر رہی تھی نرد باز اجل نے جانوں کی ازی بدی تھی۔ چوسر کی طرح بچھ گئے تھے۔ مقتولوں کے سر گوٹیں معلوم ہوتیں تھیں۔ حیرت بازی ہار گئی تھی سحر کی بازی لگی تھی۔ جان پر بنی تھی۔ تلوار چل رہی تھی۔ ایک آفت برپا تھی۔ ان ستارہ پیشانی میں کوئی نہیں مارا جاتا ہے بس جی چھوٹ گیا۔ بھگدر پڑی بہت دریا میں گر کر ساحل مرگ سے ہمکنار ہوئے بہت سے آتش سحر میں جلے کچھ جان سلامت لے گئے۔

حیرت بھی افتان و خیزاں جانب دریائے خونرواں بھاگی اور طاق پیچھے دوڑا اور للکارا لینا اس مالزادی کو جانے نہ دینا۔ بڑا عرصہ ہوا۔ مجھ کو لڑتے ہوئے ایسا نہ ہو کہ ملکہ بہار بازی ہار گئی ہوں۔" فوج اس کی اس کا للکارنا سن کر چار سمت سے گھٹا کی طرح گر آئی۔

ملکہ حیرت گھر گئی قریب تھا کہ پکڑی جائے۔ لیکن ساحرہ زبردست ہے لڑنے لگی اور بچنے لگی۔ کبھی حربے سحر کے کرتی اور کبھی زمین میں سما جاتی۔ کبھی پشت کی طرف لشکریوں کے نکلتی جب فوج ادھر دوڑتی یہ اپنی صورت کی پتلی بزور سحر چھوڑ کر آپ غائب ہو جاتی اور پھر ظاہر ہو کر حملہ کرتی۔ اسی طرح یہ تو اس آفت میں گری ہے۔

لیکن افراسیاب نے جب سنا تھا کہ طاق چشم لڑنے گیا ہے تو اس نے پتلے پانچ سات مقرر کیے تھے کہ خبر اس لڑائی کی مجھ کو پہنچاتے رہیں۔ ان پتلوں نے جو یہ لڑائی دیکھی دوڑے ہوئے گئے۔ شاہ جاوداں باغ سیب میں ناچ دیکھ رہا تھا اور بہت خوش تھا کہ اب خبر فتح آتی ہو گی کہ یکایک پتلے جا پہنچے اور پکارے اے بادشاہ غضب ہوا۔ طاق

چشم مارے ڈالتا ہے۔"

شاہ نے کہا۔ "پھر وہ قتل کو تو گیا تھا ہی۔"

چتلوں نے کہا۔ "ملکہ حیرت قتل ہوا کہ چاہتی ہیں۔"

شاہ نے کہا ارے خوشی میں ایسے گھبرائے کہ مہ رخ کا نام نہیں لیتے الٹی کہتے ہو۔"

URDU4U.COM

چتلوں نے کہا۔ "اے شہریار ہم سچ کہتے ہیں مہ رخ نے اس طرح دیا پیدا کر کے اور بہار نے باغ لگا کر چوسر کھیل کر اس طرح کا ہنگامہ ڈال دیا جملہ ماجرا مفصل بیان کیا۔ "شاہ کو بھی ناریل مہ رخ کو دینا اور باہر کو سحر بناتا یاد آیا۔ زانو پر ہاتھ مار کر کہا ارے بڑا غضب کیا ان دونوں ہائے افسوس میرا لشکر میرے ہی ہاتھ سے قتل کرایا۔ ایک لاکھ بارہ ہزار روئیں تن مارا جائے گا اگر میں جا کر ان کو قتل نہ کروں تو سب کو قتل کر ڈالیں گے۔یہ سحر ان پر جو کیا گیا ہے رد اس کا ممکن نہیں۔ اگر مہ رخ کی نواسی کو میں بادشاہ نہ بناتا تو یہ روز بد نہ دیکھتا کہ میرا ہی سحر مجھی پر ختم ہوتا ہے۔"

یہ کہہ کر اپنے مقام پر سے کڑ کڑا کراڑ اور طلسم کے ایک جنگل میں آ کر گرا۔ وہاں بالکل اندھیرا تھا اس نے سحر پڑھ کر دستک دی۔ اس تاریکی میں سے بارہ ہزار ستارہ ٹوٹ کر گرا اور زمین سے بارہ ہزار چتلا روئیں تن نکلا۔ وہ ستارے ان چتلوں کی پیشانی پر چمکے جبیں شاہد سحر پر افشاں لگی۔ ان چتلوں کو اپنی ساتھ لے کر ایک طرف کو چلا اور سہی جنگل میں ایک مقام پر چند گیند بنے تھے کہ ہر ایک سنگ سیاہ کا تھا۔ ان میں سے ایک گیند کو وا کیا۔ وہاں ایک پتلا پتھر کا کرسی پر ناریل ہاتھ میں لیے بیٹھا تھا اس نے پتلے سے کہا۔ "یہ ناریل اور کلید قلعہ طلسم مجھ کو دے کہ جنگ عظیم و در پیش ہے۔"

پتلے نے ہنس کر کہا۔ "کیوں دیوانہ ہوا ہے۔ کہیں فوج طلسمی لے جا کر لڑوانے کا قصد نہ کرنا اگر وہ فوج کام آئی تو طلسم کشا سے کون مقابلہ کرے گا۔"

اس نے پتلے سے کہا۔ "اس وقت مجھ کو فہمائش نہ کر جو میں کہتا ہوں وہ بجا لا۔"
پتلے نے ناچار اپنے جوڑے سے ایک نارنج نکال کر اس کا دیا اور ہو جو ہاتھ میں لیے
URDU4U.COM
تھا حوالے کیا۔
یہ دونوں اشیا لے کر وہاں سے چلا۔ وہ بارہ ہزار پتلا روئیں تن ساتھ تھا۔ بس بعجلت تمام لشکر حیرت میں آیا۔ حیرت پر وقت تنگ تھا۔ بھاگ بھاگ کر اپنی جان بچا رہی تھی اس نے آتے ہی کچھ سحر پڑھ کر پھونکا آسمان کی طرف سے ایک لاکھ بارہ ہزار ستارہ ٹوٹ کر ان ستارہ پیشانیوں کے ماتھے پر گرا۔ جو ملکہ مذکور کو گھیرے ہوئے تھے۔ گویا وہ شیطان رحیم تھے کہ تیر شہاب ان پر پڑے۔
چنانچہ ستارے ماتھے پر پڑتے ہی مثل دیو آتشبازی کے وہ سب چھوٹنے لگے اور خاکستر ہو گئے۔ ان کے جلنے سے دو پنجے پیدا ہو کر طاق چشم کو اٹھا کر علیحدہ لے گئے۔
شاہ جاوداں نے ملکہ حیرت کو دوڑ کر گود میں اٹھا لیا دیکھا تو بہت مضطر و سراسیمہ ہے دوپٹا سر سے گر گیا ہے۔ سرمہ آنکھوں کا بہا ہوا ہے۔ رنگ زرد و دل میں قلق ماتھے پر خوف سے پسینہ دشوار جینا سکتے کا سا ڈھنگ غم سے زرد رنگ تھر تھر کانپتی ہوئی لڑنے سے ہانپتی ہوئی۔ زلفیں ہوا سے اڑتیں بال پریشان نہایت حیران تھی۔ بادشاہ رومال سے پسینہ پوچھتے گلے سے لگائے بارگاہ میں آیا۔ اس کو تخت پر بٹھایا۔ جب وہ آفت ستارہ پیشانیوں کی ہٹی۔ سرداران فوج جو بھاگ گئے تھے۔ مصور صورت نگار و گیسوے بن شہاب وغیرہ حاضر خدمت ہو کر آداب بجا لائے۔
بادشاہ نے سراچہ ہائے بارگاہ و خیمہ وغیرہ کہ پامال ہو گئے تھے درست کرائے۔ چار لاکھ ساحر میدان میں مرا پڑا تھا" ان کی لاشیں اٹھوا کر میدان پاک و صاف کرایا اور آپ اٹھ کر قریب اس دریا کے جو سحر مہ رخ سے پیدا ہوا تھا گیا اور ناریل جو پتلے سے مانگ کر لایا ہے اس بحر پر مار کر پکارا کہ جہاں سے آیا ہے وہیں جا دریا غرغرا کر پہاڑ کی طرف جا کر غائب ہو گیا۔ چمن ستان بہار خزاں رسیدہ ہوئے یعنی جل کر غائب ہو گئے۔ مہ رخ و بہار سحر کی چوسر کھیل کر بعد مسحور کرنے لشکر دشمن کے اپنے

لشکر کو جو مسلح وقت کا منتظر تھا۔ ہمراہ لے کر ایک مقام پر کھڑی تباہی و بربادی افواج حیرت دیکھ رہی تھیں۔

URDU4U.COM

جب بادشاہ نے آ کر وہ دریا مٹایا۔ یہ دونوں پھر کر داخل بارگاہ ہوئیں مگر لشکر کو اس وقت حکم دیا کہ کمر نہ کھولے سب تیار رہے۔ ایسا نہ ہو کہ شاہ طلسم فوج بھیج کر بدلائے لشکر حسب الحکم تیار رہا اور یہ بادشاہ کے سامنے سے ٹلی گئی۔

بادشاہ بعد مٹانے دریائے سحر کے بارگاہ میں حیرت کے پاس آ کر تخت پر بیٹھا اور بہت کچھ کلمات شفقت آیات اچی بی بی سے برائے تسکین و دلداری کہہ کر حکم دیا کہ "عیار بچیوں کو بلواؤ۔"

ملازم گئے اور صرصر کر خیمہ سے بلا لائے۔ ہر چند کہ عیار بچیاں کوہ دوست میں پھرا کرتی ہیں۔ لیکن لشکر میں بھی ان کے رہنے کا مقام مقرر ہے۔ اس وقت برباد ہونے سے لشکر کے یہ بھاگ گئی تھیں۔ مگر شاہ کے آنے سے اپنے خیمہ میں اور ٹھہریں تھیں کہ طلب کی گئیں۔

فی الجملہ جب صرصر سامنے آئی۔ شاہ نے فرمایا۔ "تو جا کر مہ رخ و بہار سے میرا پیام دے کہ بادشاہ نے کہا ہے کہ میں تمہارے مقابل طبل جنگ کیا بجواؤں۔ تم کو اطلاع کرا دی کہ ہوشیار ہو جاؤں میں لڑنے آتا ہوں جتنے سحر یاد ہوں سب کرنا دیکھوں تم کیسی جادوگرنیاں ہو۔"

یہ پیام صرصر شاہ کالے کر روانہ لشکر مہ رخ نامور ہوئی اور بادشاہ نے پھر سحر پڑھا کہ پنجے جو طاق چشم کو اٹھا لے گئے تھے۔ وہ اس کو لے کر سامنے آئے۔ بادشاہ نے پانی پر کچھ افسون پڑھ کر چھینٹا اس کے منہ پر مارا۔

وہ بیہوش تھا۔ پانی پھرتے ہی ہوش میں آ گیا۔ دیکھا تو شاہ جاوداں سامنے بیٹھا ہے۔ اس نے فرط حیاء خجلت سے سر جھکا لیا اور کہا۔ "اے بادشاہ اب بعد استاد آپ بجائے استاد ہیں۔ میری خطا کو معاف فرمایئے۔

بادشاہ نے فرمایا۔ "تمہاری کوئی خطا نہیں۔ تم آپ میں نہ تھے۔ مسحور بہ سحر تھے اور

وہ سحر بھی میرا بتایا ہوا تھا۔ نہیں تو کیا جان و مجال کس ساحر کی جو تم کو ذلیل و زبوں کر سکے۔ خیرانچہ گذشت گذشت۔ اب تم ناچ دیکھو۔عیش کرو میرے لنگوٹیا یار ہو۔ کسی طرح کا رنج دل پر نہ لاؤ۔ اے بھائی ہم کو تو وہ دن یاد آتے ہیں۔ جب تم ہم اور کوکب اور اژدر ظلماتی وغیرہ مکتب خانہ میں جمع ہوتے تھے اور باہم دگی مذاق کرتے تھے۔ اگر ہم تمہیں برا کہتے تھے تو تم ہم کو گالی دیتے تھے۔ کیوں بھائی وہ یارانہ کا ادھا بدا ہوا بھی یاد ہے۔ گو اب ہم تم وہی ہیں اور بادشاہ وقت ہیں۔ مگر وہ باتیں اب کہاں میسر۔"

یہ کہہ کر حکم دیا "بھائی صاحب کے سامنے ناچ ہو۔"

فوراً ارباب نشاط حاضر ہوئے۔ جلسہ عشرت جی دور شراب ناب آغاز ہوا۔ یہاں تو یہ کیفیت ہے ادھر صرصر لشکر مہ رخ کے قریب پہنچی۔ لشکر سے ضرغام آتا تھا۔ اس نے دیکھ کر پوچھا۔ "استانی کہاں چلیں۔"

صرصر نے کہا۔ "اے ضرغام یہ وقت دل لگی کا نہیں ہے۔ شاہ طلسم بہ ارادہ جنگ آیا ہے۔ بارہ ہزار روئیں تن پتلا ساتھ لایا ہے۔ مجھ کو یہ پیام دے کر بھیجا ہے۔"

ضرغام بھی یہ ماجرا سن کر پریشان خاطر ہوا اور عیارہ کو اپنے ہمراہ لے کر بارگاہ مہ رخ میں آیا۔

غرضیکہ یہ تو سمت جنگ گاہ چلی۔ ادھر صرصر خدمت شاہ طلسم میں پہنچی اور کچھ جواب سن گئی تھی لفظ لفظ بیان کیا۔ بادشاہ سنتے ہی آگ ہو گیا اور دھوئیں کی طرح پیچ تاب کھا کر اٹھا۔ اس وقت چہرہ شاہ سے وہ آثار غضب پیدا تھے کہ کوئی کچھ عرض نہ کر سکا اور بادشاہ دربا گاہ پر جب آیا کچھ افسون زبان پر لایا فرط غضب سے سارا جسم مثل آتش کے بھڑک اٹھا چابک غضب ہاتھ میں لیا یعنی ایک بجلی تڑپتی ہوئی بجائے تازیانہ ہاتھ میں تھی۔ تیوری چڑھی تھی تیغہ کمر میں خودبخود تڑپ رہا تھا۔ اسی حالت میں صحرا کی طرف سے ہزار رہا پرچھائیاں گھوڑں کی پیدا ہوئی بادشاہ آگے بڑھا۔ سردار اور ملکہ

حیرت با ادب پیچھے چلے آتے تھے کہ بادشاہ نے وہی نارنج جو پتلے سے کلید قلعہ طلسم مانگ لایا ہے۔ زمین پر مارا۔ تین شق ہو گئی اور پہلے ایک فیل زمین سے نکلا کہ فیل فلک بھی اس کی ٹکر کا نہ ہو گا۔ پیشانی فیل کی رنگین تھی دانت اس کے تھے کہ دو طرف جوئے شیر تھے۔ پشت پر اس کے جل زریفتی پڑی زنجیروں کی نقرئی و طلائی ہر ایک کڑی دانتوں چوڑے جواہر کا سونے کے چڑھے۔ ریشمی اور سوتی رسے بندھے گردن پر نیلبان لباس عمدہ پہنے بڑی ان بان سے بیٹھا تھا۔ بھٹیاں چاروں ہاتھی کی چمکتی مست وکنجس تھا۔ چلتے میں بسان سایہ سحاب و اشجار جنگل تھا۔

اس فیل گردوں پیکر پر ایک ساحر مہیب صورت و نسل تن سوار گلے میں اس کے زرہ جواہر کار بازوؤں پر بھجی بند باندھے گلے میں ناڑے ڈالے سر سے ماران سرخ و سیاہ لپیٹے بیٹھا۔ ایک علم خوک پیکر نشان لشکر کا ہاتھ میں تھا کہ اس علم میں پھریرا سرخ کئی سو گز کا لمبا بندھا تھا اور ستارے پریرے میں مثل کواکب درخشان تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ مریخ فلک لباس سرخ تھا۔ شاید پیر گردوں کو بھی غصہ آیا تھا۔ اسی سرخی میں ستاروں کا ہونا اوج لشکر اسلام دیکھ کر فلک کی آنکھ میں خون اترا ہوا معلوم دیتا تھا۔ پھریرا تو آسمان سرخ تھا۔ علم کے پنجہ پر ایک ماہتاب لگا تھا کہ ضیائے قمر فلک کو اپنی ضیا کے رو برو ماند بتاتا تھا۔

پس وہ نشان لشکر زمین سے نکل کر ایک مقام پر ٹھہرا پیچھے اس کے بہت سے ہاتھی زمین سے نکلے کہ ان پر طلائی اور نقرئی نقارے لدے تھے اور ساحر چوبیں ہاتھ میں لیے بیٹھے تھے یہ بھی اسی نشان کے ہاتھی کے پیچھے ٹھہرے ان کے بعد ہزار ہا اژدر آتش فشاں شعلہ دروہان پیدا ہوا کہ اژدروں پر کاٹھرے کھچے تھے اور ساحران اژدر صورت ان پر سوار تھے۔ ہاتھوں میں ان کے بجائے تازیانہ مار تھے۔

منہ سے ہر ساحر کے آگ نکلتی تھی نتھنوں سے سانس لیتے وقت چنگاری گرتی تھی۔ تن ان کے بسان چنار شر بار ترسول پنسول برق کردار سنبھالے پیچھے فیل نشان کے آ کر

صف کشیدہ ہوئے۔ پھر اور ساحروں کے پرے زمین سے نکلے کہ طاؤس اور عقاب اور ہنس اور بوتیمار پلنگ و اسدو وغیرہ پر سوار تھے۔ طاؤس و عقاب وغیرہ منقار بسان خنجر تلوار رکھتے تھے۔ جب یہ فوجیں زمین سے نکل چکیں تو اٹھ ہزار سوار زمین سے نکلا کہ ہر ایک از سر تاپا سرخ لباس پہنے تھا زرہ یاقوت نگار گلوں میں خود یاقوت کے سر پر رکھے خنجر و تلواروں فرولی وغیرہ کے قبضہ بھی یاقوت کے تھے گویا گلستان شجاعت میں گل احمر پھولے تھے یا فلک لشکر میں ستارے نکلے تھے۔ ہر ایک سوار بھی نوجوان و لالہ فام تھا۔ قمر چہرہ گل اندام تھا۔ مرکب سواری سازو براق سرخ رکھتے تھے اور کمیت و سرنگ تھے رکابیں یاقوت کی زین یاقوت کے سر پر رکھے خنجرو تلوار و فرولی وغیرہ کے قبضہ میں یاقوت کے تھے گویا گلستان شجاعت میں گل احمر پھولے تھے یا فلک لشکر میں ستارے نکلے تھے۔ ہر ایک سوار بھی نوجوان و لالہ فام تھا۔ قمر چہرہ گل اندام تھا۔ مرکب سواری کے سازو براق سرخ رکھتے تھے اور کمیت و سرنگ تھے رکابیں یاقوت کی زین قوت نگار لگام و دواں وغیرہ ہر چیز یاقوت کار گھوڑے تا کند بچھڑے بلق لیل و نہار ان پر سے صدقے سبزہ چرخ ان کی چال کے آگے کبجر رفتار اور ہم صبا مقابل ان کے لنگ اور بیکار کہ

کیا صفت ہو مرکبوں کی تھے وہ ایسے بے نظیر
سامنے جن کے پری کو بھی ہے عذر بے پری
تازیانوں کے برابر ہے انہیں تاز نگاہ
ان کے راکب کے اشاروں پر ہے ان کی بگدھری

وہ سب نوجوان ان مرکبوں کا سم سے سم اور دم سے دم ملائے دوش بدوش پر باندھے عقب بادشاہ طلسم آ کر ٹھرے۔ ان کے آتے ہیں ایک تخت فلک رفعت زمین سے نکال کہ ہر پایہ اس کا پایہ مراب شاہان ہفت کشور سے بہتر تھا۔ اس تخت کو کچھ ساحرا

اژدر صورت کاندھے پر اٹھائے۔ ہمراہ اس کے جلوس شاہانہ ہزار لیا دل و چوبدار عصائے سرخ مرصع کا رلیے سقے پانی کے عوض گلاب کیوڑہ وغیرہ آگے چھڑکتے بخور مشک غیر طفلاں مہر دیدار کرتے ایک طرف آ کر ٹھہرے۔ پھر ایک گھوڑا سمند صبا سے باتیں کرتا بلکہ ہوا بھی سامنے اس کے سرمسار ہو کر ہو کر فرار ہوتی۔ دوڑ کے چلتی تو گر پڑتی۔ دم بند ہوتا جو دعوئی تیز روی کرتی

اس مرکب پر زین جواہر کار کھنچا تھا۔ بادشاہ اس پر سوار ہوا۔ اس کے سوار ہوتے ہی بہت پرچھائیاں ساحروں کی ایسی پیدا ہو کر وہ گھوڑے کی پرچھائیاں جو صحرا سے آئی تھیں ان پر سوار ہوتیں اور عقب شاہ چلیں۔ ڈنکے ہزار ہا بجنے لگے۔ بارہ ہزار روئیں تن پتلے دست چپ کی طرف بادشاہ کے اور بارہ ہزار یاقوت پوش سوار دست راست کی طرف آگے پیچھے وہ پرچھائیاں ہمزاد کی طرح تھیں۔ ان کے بعد اژدر سوار اور طاؤس سوار جملہ فوجیں ہمراہ چلیں اور ایک ہما نے زمین سے نکل کر سر بادشاہ پر اپنے پروں کا سایہ کیا۔ اس وقت کا جاہ و جلال بادشاہ طلسم کیا تحریر ہو صورت دیکھ کر ترک فلک خوف کھاتا تھا جھکا نہیں ہے سرکشی چھوڑ کر عجز سے قد مبوس ہوا چاہتا تھا۔

تخت خالی ہمراہ رواں تھا۔ تاج طلسمی اس پر رکھا تھا جس کا ہر ایک لعل مثل آفتاب تاباں تھا لاکھوں گھنٹے اور ناقوس بروئے ہوا بجتے نقیب اور بسیا دل صدائیں مہیب لگاتے تھے۔ آگے آگے وہ فیل کہ جس پر نشان تھا۔ پیچھے اس کے سب جنگی سامان تھا۔

اس طرف سے مہ رخ و بہار اپنی فوج لے کر جو روانہ ہوئی تھیں۔ میدان میں پہنچ کر مقابل شاہ صف کشیدہ ہوئیں۔ مگر اس فوج طلسمی کو دیکھ کر بغیر لڑ رہے بھڑے ساحروں میں بھگدڑ پڑ گئی وہ لوگ جو جان دینے پر آمادہ تھے۔ خدا کے فضل و خرم پر بھروسہ کر کے کھڑے رہ گئے۔ لیکن مثل مودے کے تھے۔

لباس تن میں کفن بن گیا تھا۔ جسم خوف سے کانپتا تھا۔ بہار ملکہ مہ رخ سے کہ رہی تھی کہ اس فوج طلسمی سے سوائے طلسم کشا کے کوئی نہیں لڑ سکتا ہے۔ آج بے شک

ہم سب کی قضا ہے۔ لازم ہے کہ رجوع قلب سے درگاہ خدا میں استغاثہ کریں کہ وہ رحیم اپنے کرم سے ہم کو بچا لے۔"

URDU4U.COM

مہ رخ نے کہا۔ "اچھا تو ہے۔"

یہ کہہ کر دونوں مصروف دعا ہوئیں کہ اے یاور زبردستان والے دستگیر افتادگان چارہ ساز بیچارگان واسطہ نور شیر کبریا کا کہ پنجہ اسد ظلم شاہ طلسم سے ہمکو بچا لے۔ اے رب میرے ہمکو پناہ دے یہ دعا ان کی بارگاہ باری میں قبول ہوئی۔ ہنوز شاہ طلسم لشکر آراستہ نہ کر چکا تھا۔ صف جنگ ترتیب پذیر ہو رہی تھی کہ آسمان پر کئی طرح کا ابر اٹھا کہیں سبز کہیں سرخ کہیں زور دار جا بجا سے شعلہ آتش کے بھڑکنے لگے۔ لمحہ بھر میں یہ حال ہوا کہ کہیں اژدر ہزار ہا معلوم دیتے کہیں عقاب منہ کھولے تھے۔ کسی طرف ہاتھیوں کے غول تھے اور ہزار ہا جانور ان مردم و بے شمار طائر آسمان و زمین سے ظاہر ہو کر اس دشت میں قریب لشکر بادشاہ آ کر جمع ہوئے اور ابر جو ظاہر ہوئے تھے۔ ان میں بجلیاں کوندنے لگیں اور ایک آواز مہیب آئی پھر ایک بیضہ ٹوٹ کر مثل ستارہ کے شاہ طلسم کے سامنے گرا اور پھٹ گیا۔ اس میں سے ایک تختہ التماس کی نکل اور از خود اٹھ کر دست بادشاہ میں آ گئی۔ بادشاہ نے اس کو دیکھا اس پر لکھا تھا کہ لونڈی نثار لونڈی تصدق یہ کیا غضب کیا کہ حضور نے خود قدم رنجہ بہر تنبیہہ مخالفان بدسگال فرمایا کہ لونڈی غلام سب مر گئے تھے جو آپ میدان میں نکلے واسطہ سامری کا تامل فرمایئے۔ کنیز تیری صنعت سحر ساز حاضر ہوتی ہے۔"

شاہ نے یہ مضمون اس تختی سے معلوم کر کے کہا۔ "اب تک لونڈی کہاں تھی' جو اب باتیں بناتی ہوئی آتی ہے۔ میں اپنا کام آپ کروں گا۔ اب کسی لونڈی غلام کی پروا نہیں۔"

یہ کہہ کر وہ تختی پھینک دی اور مائل جنگ آوری ہوا کہ چار لاکھ اژور شعلہ نشان روئے ہوا سے زمین پر اترا۔ ان پر ساحران مہیب شکل سوار تھے اور ایک تخت چار اژد

ہوں پر کسا ہوا۔ اس پر ایک عورت ادھیڑ سن کر لباس شاہی اور قبائے فرمانروائی سے آراستہ بیٹھی تھی اور کئی ہزار خواصیں کے گردو پیش سحر کے زور سے اڑتی ہوئی ساتھ تھیں۔ پس وہ ساحرہ تخت سے اتری اور بادشاہ کے گرد آ کر پھرنے لگی اور کہا۔ "حضور میری فوج کو ملاحظہ کریں۔"

بادشاہ نے نگار اٹھا کر دیکھا تو ساٹھ لاکھ کا لشکر تھا ایک طرف دریائے قہبار بہتا آتا تھا ایک سمت زمین کو زلزلہ تھا تھا۔ ایک طرف زمین کو آگ لگی معلوم ہوتی تھی۔ درخت جل رہے تھے۔

شاہ نے کہا اس انبوہ سے کیا فائدہ ہے۔"

صنعت نے اپنا سر پیٹ لیا اور رونے لگی۔ "اے بادشاہ اب یہ مرتبہ آپ کا ہوا کہ فوج قلیل لے کر مقابلہ ادنیٰ ادنیٰ ملازموں کے آنے لگے۔ لونڈی اپنا گلا آپ کاٹ کر مر جائے گی۔ اے بادشاہ تیرا وہ رتبہ ہے کہ فلک تیری بارگاہ کا سائبان ہے۔ مریخ ادنیٰ اور دربان ہے۔ تیرے ادنیٰ نوکر شان ہفت کشور سے بہتر ہیں۔ مہ و خور سے فروغ میں بڑھ کر ہیں۔ ہم لوگ تیری آستانہ بوسی کر کے اس مرتبہ کو پہنچے کہ آج چاہیں تو اپنے کمتریں خادم کو بادشاہ روئے زمین بنا دیں اے بادشاہ تیرا بڑا رتبہ ہے۔"

ان کلمات توصیف نے آب سرو بن کر آتش قہر گرم خوبی بادشاہ کو ٹھنڈا کیا۔ بحر غضب جو نہایت جوش پر تھا کم ہوا اور طبل بازگشت بجنے کا حکم دیا۔ فوراً چونسٹھ ہزار نقارہ بروے ہوا بج گیا۔ اور وہ لشکر طلسمی اسی جگہ کو جہاں زمین سے نکلا تھا آ کر زیر زمین گیا بادشاہ نے ان بارہ ہشار ستارہ چشموں کو بھی رخصت کیا آپ پھر کر بارگاہ حیرت میں آیا۔

اس طرف مہ رخ سجدہ لشکر واحد القہار ادا کر کے اپنی بارگاہ میں آئی۔ سپاہ نے کمر کھولی آسودہ ہوئی۔ ادھر لشکر صنعت سحر ساز ساٹھ کوس تک کنارے کنارے دریائے خونرواں کے اترا۔ بارگاہ فلک فرسا نصب ہوئی۔ بازاریں لشکر میں آراستہ ہو گئیں اترے چہل پہل شروع ہوئی۔

صنعت بارگاہ اپنی استادہ کر کے خدمت شاہ۔
طلسم میں حاضر ہو کر دنگل پر قریب تخت شاہی کے بیٹھی ناچ ہونے لگا۔ دور شراب جلسہ جنگ درباب آغاز ہوا۔
یہاں مہ رخ جب سریر جہانبانی پر جلوہ پذیر ہوئی عیار جو فوج کشتی کرنے سے شاہ طلسم کے شکر سے نکل گئے تھے۔ اب داخل بارگاہ سوئے اور برق آ کر کرسی زریں پر بیٹھا۔ مہ رخ نے اس سے کہا اے برج آج تو خدا تعالی نے بڑا اپنا فضل و کرم کیا کہ فوج طلسمی سے ہم سب کو بچا لیا۔ اگر صنعت بادشاہ کو پھیر نہ لے جائے تو غضب ہو جائے۔"
برق نے جواب دیا اے ملکہ یہ نقط آپ کا خیال ہی خیال ہے کہ ہم کو فوج طلسمی مار ڈالتی اگر ہماری قضا نہ تھی تو کوئی ہم کو مار نہ سکتا۔ میری دانست میں لڑائی ہو جاتی تو بہتر تھا شاہ کا گھمنڈ اور ہمارے دل سے دغدغہ نکل جاتا اور فتح و شکست خدا کے اختیار تھی۔"
مہ رخ نے کہا۔ "ابھی لڑائی کچھ مٹ تھوڑی گئی ہے۔ بادشاہ نہیں اس کے وزیر سے مقابلہ سہی صنعت بہت زبردست ساحرہ ہے خدا اس کے شر سے بچائے۔"
برق نے کہا۔ "جب یہ ساحرہ پہلے لڑنے آئی تھی اور صندوقچہ اس کا ہم لے آئے تھے اس وقت سے ہم کو پہنچاتے ہیں اور ہم سے اس سے شناسائی بھی ہو گئی ہے آج دل میں آتا ہے کہ جا کر اس کا مزاج شریف پوچھ آئیں۔"
یہ کہہ کر اٹھا مہ رخ نے کہا اے برق ایسا کام نہ کرنا کہ اس ساحرہ پر عیاری کرنے جانا۔ وہ بلائے بیدرمان ہے اور آفت روزگار ہے۔ شاہ طلسم اس کی تعظیم کرتا ہے اور سحر میں مثل اپنے اس کو سمجھتا ہے۔ ساحران طلسم اس کے مکتب ادنیٰ شاگرد ہیں۔
تم ہر گز وہاں ارادہ جانے کا نہ کرنا۔
برق نے کہا ہم کو غور کرنا نہیں زیبا ہے ورنہ وہ کیا قحبہ ہے۔ اور اے ملکہ تم دیکھو

تو کیا خدا دکھاتا ہے میں ابھی آتا ہوں ذرا سیر کو جاتا ہے۔"

یہ کہہ کر ہر چند سب نے منع کیا نہ مانا اور روانہ ہوا۔ جب لشکر حیرت کے قریب پہنچا صورت ساحر کی سی بنا کر داخل لشکر ہوا۔ دیکھا کہ ہجوم سپاہ اور کثرت لشکر سے گائی زمین کا کلیجہ ہلتا ہے۔ جہاں تک پیک نگاہ جاتا ہے۔ لشکر لشکر نظر آتا ہے۔ بازاریں کھلی ہیں۔ ساحروں کے خیمے نصب ہیں۔ بستر لگے ہیں۔ ہوم ہوتا ہے۔ ڈفلیاں بجتی ہیں بھجن ہوتے ہیں۔ ہر سمت گھما گھم سے برق فکر میں پھرنے لگا۔

اتفاقاً کنیزان صنعت بارگاہ میں حیرت کی اپنی بارگاہ سے آتی جاتی تھیں۔ یہ ایک کنیز کو تنہا جانب بارگاہ جاتے دیکھ کر اس کے پاس گیا اور اشارہ سے ہاتھ کے ایک طرف بتایا کہ ادھر جا۔

کنیز سمجھی کہ میرے کسی درست سے طلب کیا ہے اور اس ساحر کو مخفی طور پر بلانے بھیجا ہے۔ پس اسی سمت کو جدھر اس نے بتایا چلی یہ بھی دوڑ کر پاس اس کے گیا ہے اور مقام تنہا پا کر بیضہ بیہوشی اس کے منہ پر مارا۔ وہ بیہوش ہو کر گر پڑی۔ اس نے اس کا پیرہن لیا اور اس کو کسی جگہ چھپا دیا۔

پھر آپ اس کی ایسی صورت بن کر لباس اس کا پہنا آنکھوں کو سرمہ کے خلعت سے بجلی کیا۔ رخسار کو زیور گلوز سے مزین فرمایا۔ دست دپا کو رنگ حنا سے سرخروئی دی۔ مانگ سیندور سے بھری وہ حسن زیبان اور طلعت جہاں آرا ظاہر کی جو مرغوب دلہائے عاشق بتاں ہوا فدا اس پہ سارا جہاں ہو خال رخسار رہندوے متاع جان و ایمان تھا۔

اس صورت سے درست ہو کر بارگاہ حیرت میں گیا۔

اور قریب کنزاں صنعت جا کر کھڑا ہوا۔ وہ کنیزیں عمدے ہاتھوں میں لیے کھڑی تھیں۔ کسی کے پاس پنکھیا تھی۔ کوئی چنگیر پھولوں کا لیے تھی۔ چنانچہ وہ کنیز جس کے پاس گلوریوں کا خاصدان تھا اس کو ضرورت پیشاب کی ہوئی اور باندازو ناز پائینچے کلائی پر ڈالے برائے رفع احتیاج چلی جب عیار مذکور کے پاس سے نکلی۔ اس نے کہا۔ "دوئی رنڈی تجھ کو سوائے اترانے کے اور کچھ نہ آیا۔ اب مٹکتی ہوئی نہیں معلوم کدھر جاتی ہے کچھ بھی

تجھ کو مالک کا خیال ہے۔"
اس کنیز نے اس کو اپنے ساتھ والی سمجھ کر ہنس کر کہا۔ "اے بی اتراتی تم ہو کہ ہر بات میں بات نکالتی ہو۔ کوئی پیشاب کو نہ جائے پھر کیا تیرے حلق میں موتے۔"
اس نے کہا۔ "جرو تو بولا کیوں گئی۔ میں نے تیرے نفع کی بات کہی کہ تو جاتی ہے اور خاصدان بھی لیے جاتی ہے۔ اگر ملکہ عالم گلوری مانگیں تو کون دے گا۔ پس نیکی برباد گنہ لازم تو مجھی کو قائل کرنے لگی۔ اچھا تو جان اور تیرا کام جانے۔
اس کنیز نے یہ تقریر سن کر کہا۔ "بیوی ہنسی میں کھسیانی کیوں ہو گئیں۔ لو خاصدان لیے رہو۔ اتنا کام میرا کرو کہ حضور کو گلوری کھلا دینا اور جو پان کی قسم سے کسی اور مصالحہ کی ضرورت ہو تو سامنے صحنچی میں مقابلہ حسن دان وغیرہ موجود ہے لے آنا۔" اس نے وہ خاصدان اس سے لے لیا اور وہ چلی گئی۔

○○○

- صنعت جادو

کچھ دیر میں صنعت گلوری طلب کی۔ اس نے خاصدان وا کر کے نیچے جو گھڑے میں دو تین الائچیاں ساختہ بیہوشی رکھ کر خاصدان سامنے ملکہ مذکور کے پیش کیا۔ اس نے ایک گلوری شکرند کی لے کر کیلوں کو نکال کر کھائی اور چو گھڑا وا کر کے الائچی نکالی توڑ کر وہ بھی نوش کی کھاتے ہی صورت برق کی از سر تاپا دیکھی اور کہا۔ "گلوری والی کہاں گئی۔" اس آنکھیں نیچی کر کے شرما کر کہا۔ "بی بی مردوے بیٹھے ہیں۔ میں کیا کہوں کہاں گئیں ہیں۔ جس بات سے بشر ناچار ہے۔ وہاں گئی ہیں۔" ساحرہ بھو گئی کہ پیشاب کو گئی ہے اور یہ عیار سے پس اپنی زبردستی دکھانے کو اس سے کہا گلوری والی نے کچھ اچھی گلوریا نہیں بنائی تھیں تو اپنے ہاتھ سے بنا لا۔"
عیار مذکور یہ حکم سن کر خوشی خوشی حسب نشاد وہی کنیز صحنچی میں گیا۔ وہاں چوکی بچھی تھی زیر انداز مخملی پر پاندان طلائی مرصع کا رکھا تھا قفل اس میں ابجد کے طلسم کا لگا تھا۔ اس نے قفل حرفوں کو برابر کر کے وا کیا اور چند گلوریاں بنائیں۔ جوز الائچی نا گیہ وغیرہ سب بیہوشی ڈال کر پاندان بنا کر کے جلا ساحرہ نے الائچی جو بیہوشی کی کھائی تھی۔ اس کے دفع کرنے کو پانی منگا کر پیا اور ایک سحر پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیا کہ اب بیہوشی مجھ پر اثر نہ کرے۔ یہ تدبیر کر کے بیٹھی تھی کہ برق گلوریاں لے کر آیا۔ اس نے وہ گلوریاں بھی کھائیں اور کہا ستائش سے شراب لے کر مجھ کو پلا۔ اے برق تو ابھی لونڈا ہے۔ مونڈی کاٹے دیکھوں تو بیہوشی کتنی پلاتا ہے۔ یہ سن کر برق نے چاہا کہ بھاگ جاؤں۔ صنعت نے کہا۔ "موئے ادھر کہاں جاتا ہے "عیار اس کے پکارنے سے مسحور ہو کر پھرا اس وقت افراسیاب اپنے مقام پر سے اٹھا اور کہا او ناعیار تو قاتل استاد کا ہے میں بھلا کب تجھ کو زندہ چھوڑوں گا۔"

یہ کہہ کر عیار کو قریب تر بزور سحر طلب کر کے چاہا کہ ایک طمانچہ ماروں۔ مگر صنعت ہاں ہاں کر کے اٹھی اور عیار کے بیچ میں آ گئی اور کہا او موئے چھوکرے۔ تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو ہم پر عیاری کرے ابھی کچھ دنوں جا کر کچھ سیکھ۔ پھر عیاری کرنے آنا اور تو کیا ہے۔ میں تیرے استاد کی تو حقیقت سمجھتی نہیں۔ جس نے عنطلی آباد کے ساحروں کو مارا ساحر مشمش کا سرا و تارا وہ آئے گا تو میں سمجھ لوں گی۔

یہ کہہ کر کچھ اشارہ کیا دو پنجے پیدا ہوئے اور برق کو اٹھا کر لے گئے۔ اس نے کہا۔ "اس کو لے جا کر اس کے لشکر کے پاس چھوڑ دینا اور پکاری او نا عیار یہاں آنے کا قصد نہ کرنا۔"

پنجے حسب الحلم اس کو قریب لشکر لا کر چھوڑ گئے ادھر شاہ جاوداں نے کہا "اے ملکہ صنعت یہ تم نے کیا کیا کہ دشمن کو پا کر قتل نہ کرنے دیا۔ رہا کرا دیا۔"

ملکہ مذکور نے عرض کیا "حضور ہمارے مقدمہ میں دخل نہ دیں۔ بلکہ جانب ظلمات طلسم تشریف لے جائیں۔ کنیز سمجھ لے گئی شاہ طلسم نے اس کی خاطر سے کچھ نہ کہا اور رسوا ہو کر جانب باغ سیب چلا گیا۔ اس عرصہ میں وہ زمانہ آیا کہ صنعت طراز کلک قدرت نے صفحہ رنگین دھر میں رنگ میں ظلمت شب بھرا اور لوح دنیا پر گیسوے لیل کا موقلم پھرا کہ

دنیا پر گیسو لیل کا موقلم پھرا کہ
کہ عکس ماہ جب پھیلا زمین پر
ہوئی بس رخصت مہر آمد ماہ
چمک رستوں میں تھی روشن ہوئی راہ

شام کو حیرت کی بارگاہ سے اٹھ کر اپنی بارگاہ میں بہر آرام آئی۔ یہ بارگاہ کئی کوس

تک استادہ ہے۔ اندر بارگاہ کے بارہ ہزار دنگل لگا ہے۔ آٹھ ہزار کرسی یاقوت نگار بچھی ہے اور ایک تخت پراز جواہر الماس کا مقام صدر میں آراستہ ہے۔ اس پر اوقچہ موتی کے جال کا پڑا ہے۔ سامنے بارگاہ کے ایک نمگیرہ کئی لاکھ روپیہ کی طیاری کا کھنچا ہے۔ قالین گلدار کا فرش پیراستہ ہے۔ ساحرہ مذکور تخت پر آ کر بیٹھی۔ شیشہ آلات روشن ہوا۔ دورہ تمام سرداروں کا بندھا۔ کنیزاں یاسمن پیکر سامنے دست بستہ استادہ ہوئیں۔ سراپچہ ہائے بارگاہ اٹھوا دیئے۔ ساٹھ کوس تک لشکر اترا ہوا نظر آیا۔

ملکہ کے سامنے ناچ ہونے لگا۔ ادھر ملکہ حیرت نے کئی سوخوان طعام لذیذ سے درست کرا کر اور کئی ہزار کشتیاں شراب و کباب وشیرینی سے تیار کرا کے مع فواکہات کی ڈالیوں کے ہمراہ گیسوئے بن شہاب روانہ کیں۔ وہ بصد احتیاط لے کر نہایت ہوشیاری سے بارگاہ صنعت میں آیا۔

ملکہ مذکور تخت پر جلوہ گستر تھی۔ اس نے تسلیم کر کے وہ سب کھانا اور ڈالیاں وغیرہ پیش کش کیں۔ ملکہ نے اپنی خواص خاص سحر کامل جادو نام سے حکم دیا کہ جو کچھ تحفہ جات ملکہ حیرت کے یہاں سے آیا ہے اس کو علیحدہ ایک صحنچی میں رکھو۔" اور گیسو سے کہا۔ "ملکہ حیرت سے میری تسلیم کہہ کر عرض کرنا کہ کنیز کا جی چاہتا ہے کہ حضور کے ساتھ کھانا کھائے۔ امید ہے کہ خاتون معظمہ شاہ جاوداں یہاں قدم رنجہ فرما کر آرزوے خاطر حقیری پوری کریں۔"

یہ کہہ کر خلعت فاخرہ دے کر اس کو رخصت کیا گیسو خلعت پہن کر حیرت کے پاس گیا اور پیام ساحرہ مسطورہ دیا۔

حیرت بنظر اس کے ہماری مہمان ہے سوار ہو کر مع چند مصاحبوں کے اس کی بارگاہ میں آئی۔ اس نے تالب بارگاہ پیشوائی کر کے تخت پر لے جا کر بٹھایا اور آپ با ادب علیحدہ بیٹھنے کا قصد کیا۔ حیرت نے ہاتھ پکڑ کر برابر اپنے بٹھایا۔

دونوں تو اکل و شراب سے فارغ ہوئی ہیں اور ناچ دیکھتی ہیں۔ مگر برق عیار کا ذکر سنئے کہ اس کو جو نیچے لشکر میں چھوڑ آئے تھے۔ پس اس نے اپنے دل سے کہا کہ اے

برق اس سے کیا فائدہ ہے کہ تم گئے اور خالی پھر آئے۔ اب پھر چلو اور کوئی زک اوس ساحرہ کو دو۔
یہ سوچ کر پھر روانہ ہوا اور صحرا میں آیا۔ وہاں زفیل بفن عیاری بجائی۔ اس لیے کہ قران جنگل میں رہتا ہے۔ اس سے ملاقات کر کے حال اپنے جانے کا بیان کروں۔ چنانچہ ہر چند اس نے قران کو طلب کیا۔ وہ نہ آیا وجہ یہ تھی کہ جب سے صنعت کی بارگاہ نصب ہوئی ہے۔ قران صحرا ہے بارگاہ کی طرف نقب کھو رہا ہے اور تدبیر قتل ساحرہ میں ہے۔ انشا اللہ حال اس کا بیان ہو گا۔
غرضیکہ جب برق نے قران کو نہ پایا۔ بنا چاری جانب لشکر حریف قدم بڑھایا۔ راہ میں کچھ خدمت گار لشکر حیرت بارگاہ کی جانب ساحرہ کی جاتے تھے ان سے ان نے پوچھا "بھائیو کہاں جاتے ہو۔"
انہوں نے کہا۔ "بلکہ حیرت بارگاہ میں صفت میں گئی ہیں۔ ہم بھی وہاں جاتے ہیں۔"
اس نے کہا۔ "میں نے اس لیے پوچھا تھا کہ میں بھی وہاں چلتا ہوں۔ میرا تمہارا ساتھ سہی۔"
یہ کہہ کر ان کے ساتھ آ کر داخل بارگاہ ہوا اور خدمت گار آپ بھی بنا ہوا تھا۔ خدمت گاروں میں ہی مل کر کھڑا ہو رہا۔ دیکھا کہ حیرت و صنت کھانا کھا کر تخت آ کر بیٹھی ہیں۔ شراب پی رہی ہیں اور باہم باتیں ہو رہی ہیں۔ انہیں باتوں میں حیرت سے صنعت نے پوچھا "اے ملکہ شہنشاہ سے اور مہ رخ سے جو لڑائی ہوتی ہے اس کی اور شہنشاہ کی نسبت ہی کیا ہے۔ میں یہ حیران ہوں کہ فتح کیوں نہیں ہوتی۔"
حیرت نے کہا۔ "کیا کہوں اے بیوی فتح کیوں نہیں ہوتی۔ یہاں تک تو ہوا کہ بازاریں لٹ گئیں۔ خیمہ و بارگاہ جلے۔ لشکر بھاگ گیا۔ لیکن ان عیار مونڈی کاٹوں کا ستیاناس جائے سامری ان کو غارت کرے فتح کی شکست کرنا دیتے ہیں۔ جو ساحر کی لڑائی فتح کرتا ہے۔ اسی کو مار ڈالتے ہیں۔ یہ اتچ عیار موئے طلسم میں وہ غدر مچا رہے ہیں کہ راتوں کو فرط بیم سے ساحر چونک اٹھتے ہیں ان میں سے جو سب کا استاد ہے۔

کہ کب کے پاس گیا ہے اور چار یہاں قیامت کر رہے ہیں۔"
صنعت نام عیاروں کا سن کر ہنسی اور کہا۔ "میں سمجھتی تھی کہ مہ رخ کے پاس کوئی فرشتہ سامری جمشید نے بھیجا ہے۔ وہ لڑائی فتح نہیں کرنے دیتا ہے۔" خیر عیاروں کا تو حال میں جانتی ہوں۔"
یہ کہہ کر سامنے سحر کامل خواص کھڑی تھی اس کی صورت دیکھ کر قہقہہ مارا خواص نے بھی اپنی بی بی کی تقلید کی۔ قہقہہ مار کر ہنسی سات سو کنیز جو حاضر خدمت تھیں وہ ہنسیں۔
گویا سب نے زعفران کا کھیت دیکھ لیا۔ اتنی عورتوں کا ایک بار ہنسنا یہ معلوم ہوا کہ دنیا پراز صدائے خندہ ہو گئی۔ گنبد سما میں ندائے خندہ پیچیدہ ہوئی۔
برق نے دل میں خیال کیا کہ یہ تمہیں دیکھ کر ہنسی تھی کہ برق وہ خدمت گاروں میں ملا کھڑا ہوا ہے۔ اس ساحرہ کی ایک بیٹی اور بہن بھی ہے کہ ان کو اس نے قید کیا ہے۔" اپنے سے زیادہ ان کو ساحرہ جانتی ہے اور ڈرتی ہے کہ وہ مجھ کو مار نہ ڈالیں۔
فی الجملہ جب برق سمجھا کہ یہ مجھ کو پہچان گئی پس وہاں سے آہستہ چلا کہ نکل جاؤں مگر ایک عورت پہلو پر کھڑی تھی۔ اس نے کہا۔ "تم تو ملکہ حیرت کے خدمت گار ہو۔ کھڑے کیوں نہیں رہتے۔ اب چلے جب ہماری ملکہ نے پہچانا۔ اے اب جاؤ گے تو طوق و زنجیر میں جکڑ کر آؤ گے۔ کیا دل لگی مقرر کی ہے کہ جب چاہا چلے آئے اور جب چاہا چلے گئے۔"
برق یہ گفتگو سن کر سوچا کہ بھاگے تو بے شک۔ پکڑے گئے۔ اب کچھ فقرہ کرو یہ سوچ کر اس عورت سے کہا۔
اے بی تم اتنا چراغ پا کیوں ہوئیں۔ کوئی بے مطلب بھی کہیں آتا ہے۔ ہم آپ سے نہیں آئے ہیں۔ ملکہ مہ رخ کا نامہ لائے ہیں۔ ہمیں کیا غرض تھی جو بیکار کو اپنے پاؤں تھکاتے اور ایسی جگہ آتے۔"

اس عورت نے جب یہ گفتگو سنی کہا۔ "میں تمہارا حال ملکہ سے کہے دیتی ہوں۔"
یہ کہہ کر آگے بڑھی اور ملکہ سے عرض کیا "یہ عیار کہتا ہے میں نامہ اپنے مالک کا لایا ہوں۔ آپ سے نہیں آیا ہوں۔"

URDU4U.COM

اس نے کہا۔ "اچھا سامنے آئے۔ برق فوراً سامنے گیا اور سلام کر کے ایک کرسی خالی بچھی تھی۔ اس پر بیٹھ گیا۔ اور ازبسکہ عیاروں کے پاس نامہ پر ایک سردار کے نام سے لکھے ہوئے رہتے ہیں۔ اس لیے کہ نہیں معلوم کسی وقت کیا معاملہ پیش آئے۔
اس نے ایک نامہ مہ رخ کی طرف سے بنام صنعت لکھا رکھا تھا اور یہ نامہ جب لکھا کہ جب یہ ساحرہ پہلے آئی تھی۔
خلاصہ کلام اس نے وہی نامہ کمرے سے نکال کر ساحرہ کو دیا۔ اس نے پڑھا لکھا تھا اے ملکہ صنعت سحر ساز ہمارے مقابلہ میں جو ساحر آیا زندہ نہ بچا مارا ہی گیا۔ تم کو لازم ہے کہ یہاں سے چلی جاؤ ورنہ ہمون آش درکاسہ تمہارا بچنا بھی محال ہے۔"
صنعت یہ مضمون پڑھ کر بہت ہنسی اور کہا۔ "ہم تو چلے ہی جائیں گے۔ لیکن تم اے برق اب یہاں نہ آنا۔ اگر اب یہاں آؤ گے یا اس وقت ٹھہرو گے تو مار ہی ڈالوں گی۔"
برق نے کہا۔ "اے ملکہ لعنت ہے اس پر جواب یہاں رہے۔"
ساحرہ نے کہا۔ "کیوں یہ الٹے ہمیں کو لعنتیں دیتا ہے۔"
اس نے کہا۔ "میں اپنے تئیں کہتا ہوں۔ آپ کے کہنے پر کہ یہاں نہ ٹھہرتا۔ آپ فرماتی ہیں کہ مجھ کو کہتا ہے پھر جو آپ سمجھیں وہی سہی۔"
صنعت نے کہا۔ "کیوں شامتیں آئی ہیں جا یہاں سے نہیں مار ڈالوں گی۔"
اس نے کہا۔ "خفا کیوں ہوتی ہو۔ ہم چلے جائیں گے تو لعنتی تم پر عائد ہو جائے گی۔"

ساحرہ اس کلمہ پر ہنس پڑی اور کہا۔ "تم لوگ بڑے لسان اور ظریف ہو۔"
برق نے اٹھ کر سلام کیا اور کہا۔ "قدر دانی آپ کی میں کس قابل ہوں۔ یہ سب آپ کی خوبیاں ہیں۔ ساحرہ نے کہا۔ "بس باتیں ہو چکیں۔ اب تشریف لے جائیے۔"

اس نے جواب دیا اے ملکہ' آپ کا کیا ہرج ہے لمحہ بھر ٹھہر کے ناچ دیکھ لیں تو چلے جائیں گے۔"
صنعت تو یہ کلام سن کر چپ ہو رہی۔ مگر حیرت بولی "اس موئے کی باتوں پر نہ آؤ نہیں تو یہ آفت برپا کرے گا۔"
صنعت نے کہا۔ "بیٹھا رہنے دو کیا کر لے گا۔"
حیرت بھی خاموش ہو رہی۔ مگر جملہ ساحری بہت ہوشیاری سے وہاں ٹھہرے کہ ایسا نہ ہو یہ عیار کو فتور کرے۔
برق یہ رنگ وہاں کی خبرداری کا دیکھ کر اٹھا کہ ٹھہرنا یہاں بیکار ہے کچھ نہ ہو سکے گا پس ساحرہ سے کہا۔ "آپ خفا ہوتی ہیں لیجیے میں جاتا ہوں۔ میری ملکہ بھی نامہ کے جواب کے منتظر ہو گی۔"
یہ کہہ کر باہر بارگاہ کے آیا اور دل سے کہا کبھی ایسا ہوا نہیں کہ تم عیاری کو آئے ہو اور بغیر کچھ کیے خالی پھر گئے ہو۔ یہ سوچ کر پھر ایک ساحرہ کی سی صورت بن کر داخل بارگاہ ہوا اور آدمیوں کے ہجوم میں پوشیدہ ہو کر ٹھہرا اتنے عرصہ میں رات زیادہ چلی آئی تھی۔ ملکہ حیرت رخصت ہو کر اپنی بارگاہ کی طرف گئی۔ صنعت بھی تخت سے اٹھ کر جانب خوابگاہ چلی اسی بارگاہ میں ایک مقام پر پلنگڑی جواہر کا رنچھی تھی بچھونا نرم و نازک تراس پر تھا۔ فرش گل سے آراستہ تھی۔ اس پر جا کر لیٹی تھی۔ سامنے آئینہ سحر بارگاہ کی قنات میں لگا تھا۔ لیٹ کر وہ آئینہ دیکھنے لگی۔ اس میں صورت اس کی جو دکھائی دی۔ اس نے کہا۔ "برق عیار تیری فکر میں لگا ہے۔ یہ کلمہ اپنے عکس سے سن کر برعکس پر اس نے کمر باندھی اور مثل اپنے طالع معکوس کے پھری کنیزیں گیسو راز و سحر کامل وغیرہ بہر خدمت گزاری حاضر تھیں۔ ان سے کہا۔ "وہ موا عیار سامنے کھڑا رہے۔ میرے سحر سے بھاگ نہ سکے گا۔ جاؤ پکڑ لاؤ۔"
گیسو دراز یہ حکم سن کر جھپٹی اور برق کو پکڑ لائی۔ اس نے ہر چند چاہا کہ بھاگ جاؤں قدم نہ اٹھ سکا۔

خیر کنیز مذکور اس کو سامنے لائی۔ ساحرہ اٹھ بیٹھی اور بعتاب حرف زن ہوئی کیوں اودے
ناعیار پہلے تو نامہ دار بن کر تو آیا تھا اب کیوں تو نے یہاں قدم رکھا۔"
URDU4U.COM
برق نے کہا۔ "کچھ تو دنیا دیوانی ہو گئی ہے اری قحبہ ہمارے آنے جانے کو بار بار کیا
پوچھتی ہے۔ ہم آئیں نہیں تیری جان کیونکر جائے۔"
ساحرہ یہ کلمہ سن کر غضبناک ہوئی اور تخت پر پلنگ سے اٹھ کر آئی کہا۔ چار طرف
بندوبست کرو کہ کوئی آنے نہ پائے۔ اس موئے کو بغیر مارے نہ چھوڑوں گی۔"
برق نے کہا۔ "ارے ملکہ اتنی ہی بات پر خفا ہو گئیں۔ آپ تو ہم کو ظریف کہتی
ہیں۔ طرف تو نہیں معلوم کیا کچھ کہتے ہیں۔ اچھا اب کی چھوڑ دیجئے۔ پھر نہ آئیں
گے۔"
اس نے کہا۔ "قسم جمشید کی اب نہ چھوڑوں گی دو مرتبہ رہا کر دیا یہ تیری بار ہے۔
اب رہا ہونا تیرا غیر ممکن ہے۔" یہ کہہ کر اپنی کنیز گیسو دراز سے کہا۔ "اس پر
سحر پڑھ کر دم کر اور ایک طمانچہ مار کہ سر اس کا آڑ جائے۔"
کنیز مذکور سحر پڑھنے لگی اور برق سمجھا کہ اب بے شک قضا آئی۔ پس یہ رجوع قلب
سے دعا کرنے لگا "اے خالق جان و تن اس طمانچے سے کہ طمانچہ و ست ملک الموت
ہے مجھ کو بچا لے۔"
دعا اس کی قبول ہوئی یعنی قران جو نقب کھود رہا تھا۔ اس نے نقب کا سرا زیر تخت صنعت
آ کر توڑا اور فکر میں عیاری کے تھا کہ کیفیت گرفتاری برق سب اس نے تخت کے
نیچے ٹھہر کر معلوم کی اور دل سے کہا۔ "اب توقف کرنے سے برق مار ڈالا جائے گا
نکل کر بغدہ ساحرہ کے مار دے۔ پس یہ سوچ کر اس نے تخت صنعت دونوں ہاتھوں
سے اٹھایا۔ صنعت گھبرائی کہ یہ ماجرا کیا ہے اور کنیز بھی طمانچہ مارنا بھول کر پکاری
"بی بی بچنا۔"
صنعت حیران ہو کر نیچے دیکھنے لگی اور قران جو تخت لے کر کھڑا ہوا نقب کا کنارہ
پھٹا اور پاؤں اس کا گڑھے میں گیا۔ اس نے تخت ایک سمت ٹپک دیا اڑاڑ دھڑیم صنعت

نیچے اور تخت اوپر۔

ادھر قران پھر سنبھل کہ نقب سے نکلا۔ اور کنیزوں نے جو اس کی ڈراؤنی صورت دیکھی کہ بلند و قامت سید فام حبشی سر سے پاؤں تک خاک میں اٹا ہوا۔ بغدہ گر انبار لینے نکلا ہے۔ پس یہ دیکھ کر دوئی کہہ کر بھاگیں لیکن قران نے دوڑ کر بغداد گیسو دروازے کے اس زور سے مارا کہ سر اس کا پھٹ گیا۔ غلغلہ گیر دوار برپا ہوا اور صنعت جو کروٹ کے بل گری تھی تو کولا اس کا ٹوٹ گیا اور ایسا درد ہوا اور صدمہ پہنچا کہ بیہوش ہو گئی اور بارگاہ میں اندھیرا مر ساحرہ سے ہو گیا۔

قران اور ایک ساحرہ کو اس اندھیرے میں مار کر سمجھا کہ صنعت جو تخت کے نیچے سے نکلے گی تو آفت برپا کر دے گی۔ پس یہاں ٹھہرنا نہ چاہیے۔ یہ سمجھ کر ہنگامہ تو برپا تھا ہی برق سراپچہ فرا کر بھاگا اور یہ اسی نقب میں کود کر روانہ ہوا اور ساحر جو باہر بارگاہ کے تھے۔ اندر لینا لینا کہتے چلے اور اندر کے ساحر بگیر بگیر کہتے دوڑے اور کچھ کنیزوں نے سحر روشنی کر کے تخت سے نیچے سے صنعت کو نکالا اور پلنگڑی پر لٹایا۔ اس کو بیہوش پا کر تیمارداری میں مصروف ہوئیں۔

باہر بارگاہ کے جو ساحر لینا کہہ کر نکلے تھے تو لشکر کے ساحر گھبرا کر مسلح ہونے لگے تھے اور سحر سے مشعلیں اس قدر روشن تھیں کہ دن سے زیادہ وہ رات روشن تھی بس برق جو بھاگا گیسوئے ظلمات جادو بھائی گیسو دراز کا بارہ ہزار ساحر لیے طلا یہ پھر رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ عیار سراپچہ پھاند کر بھاگا جاتا ہے۔ پس وہ جملہ ساحران ہمراہی کے پیچھے دوڑا اور برق مثل برق جہندہ کے بارگاہوں اور خیموں کی گردش دیتا یہ جا وہ جا۔ اس لشکر سے نکل کر کنارے شکر حیرت کے پہنچا۔

گیسوئے ظلمات نے دیکھا کہ عیار نکل جائے گا تو ایسا بدحواس ہوا کہ سحر سے گرفتار کرنا بھول کر پیچھے دوڑا تھا اب سحر سے پکڑ لے یہ تجویز کر کے ایک ساحر سے کہا۔

"تو پنجہ بن کر اس عیار کو اٹھا لا۔"

ساحر بمو جب حکم چلا۔ ادھر برق جو لشکر حیرت کے قریب پہنچا دو چار جمعدار سالار سردار جو پہرے پر تھے اس کے پیچھے دوڑے اور ترنج سیدھے کیے کہ ساحر فرستادہ گیسو پنجہ بن کر جوگرا اس کو اٹھا کر لے چلا۔ برق سمجھا کہ گرفتار ہوئے پس فوراً بہ مکاری پکارا "اے پنجہ سحر مہ رخ تو وقت پر آ کر پہنچا۔ نہیں تو میں قید ہو چکا تا۔ یہ ساحر میرے قتل پر مادہ ہیں تو جلد مجھ کو نکال لے چل۔"

یہ عبارت جو ساحروں نے سنی سمجھے کہ یہ پنجہ اس عیار کے کسی دوست کا بھیجا ہوا ہے۔ اس کو نکال لے جائے گا۔ بس فوراً نارنج تارنج پنجہ پر مارے کہ پنجہ جو ساحر کو بنا ہے۔ اس کو مار لیں۔ عیار تو بحر جاتا نہیں کہاں جا سکے گا۔ چنانچہ ایک نارنج اس پنجہ بنے ہوئے ساحر پر لگا کہ وہ وہ جلتا ہوا زمین پر گرا۔ برق اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر سیدھا ہوا کہ بھاگے ساحر اس پر آ پڑے اور چاہا کہ گرفتار کریں۔

اتنے عرصہ میں گیسو جو پیچھے آتا تھا۔ اس نے پہنچ کر اپنے بھیجے ہوئے ساحر کو قتل ہوتے دیکھ کر ان سب ساحران حیرت کو ڈانٹا اے نالانقاں یہ تم نے کیا غضب کیا جو میرے ملازم کو قتل کر ڈالا۔"

یہ کہہ کر آمادہ رنجم ہوا۔ ساحران حیرت اس کی جانب مخاطب ہوئے۔ برق بھاگ کر ایک نشیب کی طرف جا کر پوشیدہ ہو گیا۔

ادھر گیسو ساحروں سے فقرہ دیتا عیار کا سن کر ہنسا کہ کی برجستہ بات ان عیاروں کو بنا لینا آتی ہے پس ان ساحروں کو چھوڑ کر سیدھا جانب لشکر مہ رخ روانہ ہوا کہ میں اس عیار کو اس کے لشکر سے پکڑ لاؤں یہ تو راہ طے نہ کر چکا تھا کہ قران نقب سے صحرا میں نکلا اور وہاں سے سیدھا اپنے لشکر میں آیا ایک طرف سے برق نے جب دیکھا کہ غلغلہ کم ہوا نشیب سے نکل کر راہ کتراتا ہوا اپنے لشکر میں آیا۔ یہاں مہ رخ و بہار آرام گاہ میں تھیں۔ لیکن لشکر صنعت بہت بڑا لشکر ہے اس میں غلغلہ جو ہوا تو یہ دونوں آرام گاہ سے نکل کر بارگاہ میں آئیں اور ازبسکہ اندیشہ ناک آمد صنعت سے ہو رہی ہے سب سردارو کو طلب کر کے مستعد بیٹھیں تھیں کہ ایسا نہ ہو غفلت

میں ہم کو کچھ گزند پہنچے۔
فی الجملہ عیار جو بھاگ کر بارگاہ میں آئے۔ دربار معمور پایا آئین سریر آرائی بدستور پایا اور مہ رخ نے ان کو دیکھ کر بنجدہ پیشانی کہا کہ

کہاں سے آتے ہوئے میری جان
میں تم پہ سوجان سے قربانی

عیاروں نے اپنے مقام پر بیٹھ کر سب حال بارگاہ صنعت کا بیان کیا اور کہا "یقین ہے کہ کولا اس قحبہ کا ٹوٹ گیا ہو گا اور اگر کولا نہ ٹوٹا ہو گا تو چھٹ ایسی لگی ہو گی کہ بعد اچھے ہونے کے جب پروا ہوا چلے گی جب درد کولے میں ہو گا اور ہمیں وہ بیدرد یاد کرے گی۔"
یہ حال سن کر تمام سردار خوب ہنسے اور ملکہ بہار نے کہا۔ "اے ملکہ تخت کے الٹنے سے فال صنعت کے لیے نگوں بختی کی ہے۔ گو وہ ساحر زبردست ہے لیکن ادبار آ چکا ہے۔ اب اس کا انشاء اللہ تخت تابوت میسر ہو گا۔ مہتر قران اس شیطانیہ کے لیے فرشتہ لعذاب خدا بن گئے ہیں۔" یہ ذکر ہر ایک سردار کر کے خوش ہو رہے تھے کہ جاسوسان لشکر دوڑے ہوئے آئے اور عرض رسا ہوے کہ "اے ملکہ دوراں بادشاہ جہان

شہا ملک و دولت رہے برقرار
عدو ہو تیرا خوار و بے اعتبار
تیری فوج سے گیسو رو سیاہ
ہوا آ کے اس وقت ہے کینہ خواہ
لیے ساتھ ہے اپنے بارہ ہزار
سواران جنگی و مردان کار

جاسوس یہ خبر عرض کر کے کنارے ہوئے اور ملکہ موصوفہ نے نفیر سحر بجائی۔ جملہ سردار سالار بارگاہ سے نکل کر تخت طاۤران سحر پر سوار ہوئے۔ تمام لشکر تیار ہو آمادہ رزم و پیکار ہر سردار ہوا۔ پچھلی رات اہل اسلام جہاد کو بھی بہتراز عبادت جانتے ہیں ہر شخص کو شہات کا شوق غزا کی مشتاق شجاعت بھی مثل شب زندہ داراں محراب شمشیر میں سر جھکائے تھی آئیہ نصر من اللہ زبان پر لائی تھی زبان دعا کی صورت تھی کش گوشہ گیر تھی۔ سنا نہا ہے نیز زبان پیر دلگیر تھی علم بسان حاجت منداں دعا گو سر کھولے لب سو فار ہلتے تھے۔ یا قار دیا حافظ زیر لب درد کرتے تھے اس پچھلی رات کی کیا کیفیت بیان ہو۔ ہر طرف رات کا سناٹا تھا۔ دلوں میں بہادروں کے ہوائے شجاعت ساحروں کے طائر سحرائے مشعلہائے سحر فروزاں سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دنیا میں آگ لگی ہے یا دہر غدار مفسد نے افروزی کی ہے۔ ابر کے لکے ہوا پر چھائے بیروں کا غوغا بلند باجے بجتے ہتھیار چمکتے آغ پتھر برستے ناقوس چھینکتے کہ

روان مثل دریا وہ لشکر ہوا
کہ تھا بحر پر جوش قہر خدا
فسوں ساز تھے ساحر ہمرا ایسے
جنہیں کہتے ہیں سب یہ جادو کے پتلے

اس کروفر سے یہ لشکر جرار مقابل گیسو بدکار پہنچا اور نارج ترنج چلنے لگا گردوں کا دل دہلنے لگا۔ صدائیں مہیب آنے لگیں۔ گولے فولادی پڑتے تھے۔ آفت عظیم برپا تھی۔

اسی ہنگامہ میں ایک گولا سحر کا ساحرہ شب کے بھی لگا اور نارنج خورشید نے رنگ ظلمت لیل مٹایا کہ

حجاب شب بنا دامن سحر کا
URDU4U.COM
دگر گوں ہو گیا عالم قمر کا

فروغ روشنی پیدا ہوا جب
مٹائی مہر نے نیرنگی شب

صبح کو بھی وہی گھمسان کی لڑائی رہی مگر گیسو کی فوج پسپا ہونے لگی۔ اس نے بروز سحر ملکہ صنعت کو اطلاع دی۔ وہاں کولا ساحرہ مذکور رکا بٹھایا گیا اور اس کو ہوش آیا تھا کہ طائر سحر نے آ کر خبر جنگ کہہ کر عرض کیا "جلد چلیے نہیں تو گیسو شکست کھا چکا ہے لشکر حریف غالب آ چکا ہے۔"
ملکہ مذکور نے یہ سن کر چاہا کہ مع تمام لشکر کے چڑھ دوڑے لیکن یہ ساحرہ زبردست ہے مثل افراسیاب اس کے ہاتھوں میں بھی حال نیک و بدساعت کا معلوم ہوتا ہے۔ پس اس نے اپنے ہاتھ کو دیکھا معلوم ہوا کہ تیرا جانا مناسب نہیں مدد گیسو کے لیے کسی اور کو بھیج دے۔
یہ دیکھ کر ازبسکہ درد مند تھی جانے سے باز رہی اور اپنی انیس اور مصاحبوں کی طرف نظر کی ایک مصاحب خاص آراستہ سحر نام حسین و گل اندام فن سحر میں یکتا پاس بیٹھی تھی۔ ناگاہ متفکری ملکہ کی پہچان کر عرض رسا ہوئی "خبر رزم سن کر حضور مترو وہیں مجھ کو حکم ہو کہ میں جا کر نمک حراماں شاہی کا کام تمام کروں صنعت نے ہنس کر کہا۔ "اچھا کیا مضائقہ ہے جاؤ اور سب کے سر کاٹ لاؤ۔"
وہ گلبدن اجازت پا کر بسان بوئے گل اٹھی اور تسلیم کو کر کے چلی۔ باغ حسن ایسا ہرا بھرا تھا کہ رفتار سے اس کی روش نسیم گلشن کا رنگ پیدا تھا۔ مردم نگاہ اس کے چمن رخسار کی گلگشت کریں تو ہوائے وصال میں اس کے گردش پذیر رہیں نقش گل ہائے بوسہ میں شبنم نمط رویا کریں۔ وہ اس کا چھوٹا سا قد فتنہ برپا کرنے والا گلشن

حسن کا بوٹا تھا۔ قمری دل اس سرو حسن پر لوٹا تھا۔ غنچہ باغ کو اگر وہ غنچہ دہن منہ لگائے تو وہ ایسا اترائے کہ شگفتہ خاطروں کی طرح باغ باغ ہو جائے نازک برگ گل کہاں سے یہ منہ لائے جو اس کے لبوں پر نثار ہونے کے قابل کہلائے۔ بیلا موتیا لاکھ اپنے تئیں بنائے مگر اس کے گوہر دندان کی ایسی صفائی کہاں پائے کہ

لگا کر تیغ جب وہ قاتل عالم نکلتا ہے
فلک پر خوف سے ترک فلک کا دم نکلتا ہے
کوئی انداز ہو نام خدا تم پر فریب ہے
تمہاری ہر ادا میں یار اک عالم نکلتا ہے
مقدر میرا زلف اس کی برابر ہے زمانہ میں
نہ اس کا بل نکلتا ہے نہ اس کا خم نکلتا ہے

نیچہ سحر کمر سے لگائے لباس سرخ وہ قتال عالم زیب قامت فرمائے اکڑتی ہوئی باہر بارگاہ کے آئی اور کچھ سحر پڑھ کر پھونکے۔ صحرا کی طرف سے سترہ سو نازنین قمرو پیکر کم سن جوانی کے دن حسن میں یگانہ دہر لڑنے میں خدا کا قہر پیرہن سرخ پہنے چھوٹی چھوٹی کمانیں دوش پر لگائے برج قوس میں اختر آئے۔ تیر سونے کے ترکشوں میں جوہر کے رکھے سامنے آئیں۔

یہ سب اس آراستہ سحر کی پتلیاں بروز سحر بنائی ہوئی ہیں۔ جہاں یہ جاتی ہیں ساتھ یہ بھی جاتی ہیں اور لشکر سے ہٹ کر صحرا میں ٹھہرتی ہیں۔ جب یہ سحر سے ان کو بلاتی ہے۔ جب آتی ہیں۔ اس ساحرہ نے بڑی محنت کر کے مدت میں ان پتلیوں کو بنایا ہے۔ اور بغیر قتل ہوئے آراستہ سحر کے یہ پتلیاں نہ مٹیں گی۔

فی الجملہ جب یہ پتلیاں بصورت نازنیناں طاران سحر پر سوار حاضر خدمت ہوئیں۔ آراستہ سحر بھی تخت پر سوار ہوئی۔ کنیزان گل اندام نے گرد تخت حلقہ کیا اور ان پتلیوں

نے طائران سواری کو اڑایا۔ تخت ساحر مذکور بیچ میں رواں ہوا۔ بروئے ہوا یہ گروہ مہ جبینیاں اس طرح پروز کناں تھا۔ گویا وہ تاباں لشکر سیاہ گان لے کر اتر آیا تھا یا جلال پر آفتاب تاباں تھا ابر اودھے اودھے سر پر سایہ فگن تھے اور ان گل اندامون کے سرخ پیرہن تھے۔

یہ ظاہر تھا کہ بجلیاں بدلی میں طپاں ہیں چھل بل سے ان کج اداؤں کی بجلیاں بھی حیران میں کمانیں دوش پر ہر ایک کے ترکش برابر بغل کے لگے۔ گویا طاؤس مست پر کھولے ہوئے ہوئے سحر کے جھونکے نقارے بجتے کچھ عجب کیفیت دکھاتے تھے۔

مختصر یہ کہ بڑی آن دادا سے یہ بہر رزم لڑنے والے سب جاتے ہیں۔ جب قریب جنگاہ یہ لشکر پہنچا یہاں گیسوئے ظلمات سے سحر کی مار ہو رہی تھی کہ ان ابرو کی نوں سے قوسہائے طلائی کندھوں پر سے اتاریں اور تیر ترکش سے نکال کر پھر کمان ہیں پیوسہ کر کے لگائے سترہ سو ناوک سحر ایک دفعہ سن سن کر کر کے چلا اور لشکر مہ رخ نشانہ خدنگ اجل بنا۔ ایک ایک تیر نے پانچ پانچ سات سات کے سینوں کو توڑا۔ پہلے ہی حملے میں ہزار ہا طائر روح شکار تیر قضا ہوا۔

آراستہ سحر بروئے ہوا تخت ٹھہرا کر قائم ہوئی اور کنیزیں اس کی چار طرف سپریں آڑ کر کے کھڑی ہوئیں لشکر مہ رخ سے بھی نارنج و ترنج پڑنے لگے مگر کنیزیں سپر وغیرہ پر روک کر رد کر دیتی تھیں اور وہ پتلیاں برابر ناوک فگنی کر رہی تھیں۔

بڑے غضب کا سامنا تھا۔ تیروں کے سناٹے تھے بادخزاں اجل کے جھوکے گلزار لشکر پر آتے تھے نخل ہائے جسم بے برگ و بار تھے۔ مرغ جان سہم سحر کے شکار تھے دل دہر سے آہ ایسی نکلتی تھی کہ سینوں کے تیر بن کر پار تھی۔ یا کسی عاشق آبرو مژگان کے آہ کی یہ تاثیر آشکار تھی۔

ساحروں نے بزور سحر سپریں پیدا کر کے آڑ کی تھیں لیکن وہ تیر کسی طرح نہ رکتے تھے ہزار ہا لاش میدان میں پڑی تھی۔ وہ بدلی سحر کی آئی تھی کہ تیروں کا مینہ برس رہا تھا۔ ہر ایک مبارز جان بچانے کو ترس رہا تھا تیروں کی کثرت بارش سے یہ ثابت

تھا کہ روزگار غدار کے فرط خوف سے روئیں کھڑے ہیں۔ نہیں دنیائے بے وقار کے سینے سے ارمان ستمگاری نکل رہے ہیں پر عقاب و طاؤس سے روئے ہوا پر تھایا ہوا نے بھی پر نکالے تھے۔ موج ہوا میں سونے کے تیر آتش کے پرکالے تھے بحر اخضر روئے ہوا میں خلعت آبی کو خوف تلاطم تھا۔ تیروں کا دیا ہوا پر بہ رہا تھا۔

سرداران لشکر بہار جادو گرنیاں ذیو قار اور ملازمان مہ رخ نامدار زمین میں بزور سحر سما جاتے تھے تیروں کی زد سے ہٹ کر اپنی جان بچاتے تھے۔

ادھر گیسو کو جو مدد ملتی تھی تو اس نے آفت برپا کر دی تھی۔ فوج میں بھگدڑ پڑا چاہتی تھی۔ شجاعت شعاراں غالی گھر پائے ثبات گاڑھے لیکن گور کے کنارے تھے۔

یہ حال دیکھ کر مہ رخ و بہار بزور سحر اڑیں اور تیروں سے بچتی ہوئیں قریب تخت آراستہ سحر پہنچیں چاہا کہ اس پر حملہ کریں۔ اس نے جوان کو قریب تخت پایا ایک بیضہ طاؤس سواری سامری کا اس کے پاس تھا۔ ان کا زبردست جادو گرنیاں جان کر جھولی سے نکالا اور سحر پر ان پر مارا۔ بیضہ ان کے قریب آکر شق ہوا اور اس میں سے ایسی بو پیدا ہوئی کہ نتھنوں میں تیر بن کر ان دونوں کے سمائی۔ اس مدعیہ نے نتھنوں میں تیر چلائے۔

یہ دونوں تاب اس بو کی نہ لا سکیں بے ہوش ہو گئیں اور قلابازیاں کھاتی ہوئی زمین کی طرف چلیں آراستہ سحرنے کنیزوں کو حکم دیا گرفتار کر لو۔"

کنیزیں اس کی چلیں۔ لیکن کچھ لشکر عقب میں ان دونوں کے بھی آیا تھا۔ ان میں سے چند جادوگرنیاں جانبازی کر کے پنجہ بن کر بہت جلد گریں اور ان دونوں بیہوشاں بیضہ سحر کو زمین پر مثل مادہ کے نہ گرنے دیا اٹھا لے گئیں۔

آراستہ سحر نے کہا۔ "لے جانے دو آخر کہاں لے جائیں گی۔ میں سب کو دم بھر میں مار لیتی ہوں۔"

یہ کہہ کر متوجہ جانب ناوک اندازاں سحر ہوئی اب تومہ رخ و بہار کے نہ ہونے سے لشکر بے سردار کا وہا۔ تو مہ رخ و بہار کے نہ ہونے سے لشکر بے سردار کا ہوا۔ اور فوج نے جھرمٹ کا کھایا شکست ہوئی۔ گیسو نے زیر تیغ رکھ لیا۔ منچلے بہار تو نہ

بھاگے جان دینے کے ارادے ہیں۔ سینہ سپر کر کے دل پتھر کر کے ٹھہر گئے اور باقی سب بھاگے۔ بلور چہار دست اور سرخ مو نافرمان وغیرہ کائنات کے سحر کر کے تیروں سے جان بچاتے تھے اور گیسو کے سحر رد کرتے جاتے تھے۔ تلوار سحر کی چل رہی تھی۔ موت آ چکی تھی۔ زندگی جانے کے لیے جانب عدم مچل رہی تھی۔

ہنوز یہ معرکہ اٹکا تھا تیر تقدیر اسلامیان کمان قدرت قادر بیچوں سے رہا ہو کر سینہ پر کینہ دشمن کے پر گزرا۔ یعنی عیاران لشکر بھی شریک جنگ تھے جب شکست اپنی فوج کی دیکھی۔ برق فرنگی چند ساحروں کو ساتھ لے کر لشکر سے نکل گیا اور ایک مقام پر ٹھہر کر صورت اپنی بہ صنعت عیاری مثل صورت صنعت سحر ساز بنائی۔ قبائے پر زر لباس و زارت دربر کر کے دوپٹہ زرتار اوڑھ کر پائجامہ مہ آب و تاب کا کم خواب کا پہن کر زر و زیور سے آراستہ ہوا اور وہ صورت بنائی کہ ماں بھی صنعت کی نہ پہچان سکے۔ اپنی دختر ہی اس کو جانے۔

پس ان ساحروں سے کہا۔ "ایک طاؤس سحر سے بناؤ اور تم کنیزان صنعت کی سی صورت بزور سحر بناؤ۔"

ساحر حسب ارشاد عمل میں لائے۔ عیار مذکور طاؤس پر سوار ہوا۔ کنیزیں مصنوعی جلو میں چلیں اس صورت میں طاؤس پر سوار ہو کر بہ عجلت تمام تر جنگاہ میں برق آیا اور ازبسکہ ہنگامہ جدال و قتال گرم تھا۔ کسی نے اس کی جانب خیال نہ کیا۔ اس نے قریب آراستہ سحر جب پہنچنے کی تدبیر نہ دیکھی ایک کنیز سے حکم دیا "بزور سحر بلند ہو کر پکارے۔"

کنیز بلند ہو کر بموجب حکم صدا زن ہوئی "اے آراستہ سحر ملکہ عالم تشریف لائی ہیں اور تعریف تمہاری فرماتی ہیں۔"

یہ صدا ساحرہ مذکور نے سنی اور سر اٹھا کر جو دیکھا ملکہ صنعت کو آتے پایا تخت بڑھا کر چلی۔ فوج تو لڑتی رہی اور یہ ادھر مخاطب ہوئی۔

جب قریب تر پہنچی۔ ملکہ مصنوعی نے کہا۔ "اے آراستہ واہ وا کیا کہنا جیسا میں تم کو جانتی تھی اس سے وہ چند پایا۔ یہ تمہارے ہی واسطے تھا جو آن واحد میں ایسے لشکر سرکش

کو پست کر دیا۔"
ساحرہ نے یہ تعریف سن کر تسلیم کی اور عرض کیا حضور نے کیوں تکلیف فرمائی۔ طبیعت بھی دشمنوں کی ناساز تھی۔ پھر کاہے کو یہ محنت گوارا کی حضور کا اقبال شریک حال تھا میں دم بھر میں ان سرکشان کے سر بھر نذر ملازمان سرکار عالی قدر حاضر کر کے سر تفاخر اپنا تابہ چرخ بازی گر پہنچاتی۔"
ملکہ مصنوعی نے یہ سن کر خنداں خنداں اپنے طاؤس کو قریب تخت پہنچایا۔ آراستہ سحر بنا پر تعظیم تخت پر کھڑی ہو گئی۔ اس نے کہا۔ "آ تو سہی کہ میں تجھ کو گلے سے لگاؤں۔ میرا دل تجھ پر نثار ہوا ہے کہ تو نے بڑا کارنمایاں کیا ہے۔"
یہ کہہ کر طاؤس تخت سے ملا کر تخت سے اتر گیا اور ہاتھ دونوں پھیلائے آراستہ سحر نہایت ادب سے سر جھکا کر قدموں کی طرف چلی۔ اس نے سر اس کا اٹھا کر اس کو گلے سے لگا لیا۔
اس ساحرہ کا حسن و جمال مشتہر مذکور ہو چکا ہے۔ برق کو قتل کرنے میں تردد ہوا مگر خیال کیا کہ یہ انگبیں پراز نیش زنور ہے۔ اگر معشوق حسین ہے تو بے وفا ضرور ہے حنظل کا پھل ہے۔ اس کے قتل نہ نہ کرنے سے اپنی زندگی میں خلل ہے۔"
یہ سوچ کر اتنا تو کیا کہ جب اس کو گلے سے لگایا دو تین مچھلیاں جبین و رخسار کی لیں۔ پھر ایک ہاتھ سے چوٹی پکڑ لی اور دوسرے ہاتھ سے گلا دبا دیا۔ ساحرہ حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اس نے ایک لات جو ماری وہ تخت کے نیچے چوٹی اس کی ہاتھ میں وہ زیر تخت آویزاں اس وقت وہ سمجھی کہ یہ ملکہ صنعت نہیں کوئی دشمن ہے پس سحر سے رہا ہونا چاہیے۔
یہ سوچ کر چاہتی تھی کہ سحر پڑھے لیکن اس نے اتنی مہلت نہ دی خنجر کھینچ کر گردن پر اس زور سے مارا کہ سر کٹ کر اس کے ہاتھ میں رہا اور دھڑ نیچے گرا اس کے مرنے کا غلغلہ دارو گیر برا ہوا۔ آندھی پانی بڑے زور و شور سے آیا اور وہ تخت جس پر ساحرہ مسطور سوار تھی جلنے لگا۔

برق جست کر کے اپنے طاؤس پر گیا۔ کنیزیں ساحرہ کی حربے سحر کے اس پر مارنے لگیں۔ اس کے ساتھ جو سحر کہ کنیز صنعت بنے ہوئے تھے۔ وہ سینہ سپر ہو کر لڑنے لگے اور برق کو سحر کی مار سے بچاتے تھے۔

URDU4U.COM

ادھر وہ سترہ سو پتلیاں خوبصورت زبان خوبصورت تیر مار ہی تھیں۔ ادھر ساحرہ کے مرتے ہی ان کے جسم میں آگ لگی۔ سترہ سو ہوائی ایک بار بروئے ہوا چھوٹی وہ سب گلنار پوش ہنگام رزم شعلہ بھبھوکا ہو گئیں آتشبازی کے دیو کی طرح وہ پریاں چھوٹ رہی تھیں۔ تخت اور طاؤس وغیرہ ان کی سواری کے چرخی کی طرح چرخ مارتے پھرتے تھے۔ چرخ شعلہ خونے نیا چرخ ان سب کو دبا دیا۔ میدان ہوا کا ہوائی ہوا تھا۔ ہر سمت عجب گل و لالہ پھولا تھا۔ روئے ہو آتش باز بلکہ آتش بہار تھا۔

خلاصہ یہ کہ دم بھر میں تیر و تبر انداز ہر ایک فی النار تھا۔ ادھر تو وہ ناوک افگن جلیں ادھر ایک ساحر سے برق نے نیزہ لے کر سر آراستہ سحر کا سنان پر رکھ کر بلند کیا اور پکارا "اے افسران لشکر مہ رخ منم برق فرنگی مار مار لو ان نابکاروں کو۔"

افسر جو گیسو نے ظلمات سے لڑ رہے تھے یہ نعرہ سن کر خوش ہوئے اور بڑے گھسان کی مار ہونے لگی۔ ادھر وہ ساحر جو مہ رخ و بہار کو اٹھا لے گئے تھے اور صحرا میں جا کر ٹھہرے تھے۔ آراستہ سحر کے مرنے سے ان دونوں کو ہوش آ گیا اور بزور سحر سناٹا مار کر جو لشکر میں آئیں گیسو کو لڑتے پایا اور برق طاؤس پر سوار نعرہ کرتے سنا۔

بس مہ رخ بجلی بن کر گرجی گیسو کو کاٹ کر زمین میں اتر گئی۔ شو اس کے مرنے کا بلند ہوا۔ فوج مہ رخ جو بھاگی تھی پھر پھری اور ہمراہیاں گیسو جو چند ہزار ساحر تھے۔ انہیں تیغ رکھ لیا۔ وہ ساحر اتنے بڑے لشکر سے لڑنے کی تاب نہ لا سکے۔ بہت مارے گئے اور بہت بہزار دشواری جان سلامت لے گئے۔

مہ رخ طبل فتح و ظفر بجوا کر پھری۔ برق عیار پر سے زور و گوہر نثار کیا اور بہت تعریف فرمائی کہ "ماشاء اللہ یہ آپ ہی کا کام تھا جو مصاحب خاص صنعت کو اس کروفر سے سر میدان قتل کیا اور ہم سب کی جان بچائی۔

حاصل مرادم دشت قتال سے لاشیں اپنے مقتولو کی اٹھوا کر دفن کرائیں۔ میدان پاک و صاف کرا کے ملکہ موصوفہ داخل بارگاہ بلند پائے گا ہوئی۔ لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا سردار بھی حاضر دربار ہو کر مصروف عیش و عشرت ہوئے۔

URDU4U.COM

اس طرف کنیزاں آراستہ سحر و فوج وغیرہ جو بھاگی بارگاہ صنعت کے قریب پہنچی۔ صنعت کو اس لڑائی کی کیفیت اس وجہ سے معلوم نہ ہو سکی کہ لشکر اس کا بہت بڑا ہے اور تین حصہ اس لشکر کے ہیں۔ جلد دوم میں حال اس کا تحریر ہے۔

چنانچہ ساحرہ مذکور میدان جنگ گا سے منزل بھر پر ہے اور ملکہ حیرت بھی اس کے آنے سے متصل اسی لشکر کے اتری ہوئی ہے۔

غرض یہ کہ فوج ہزیمت خوردہ نے قریب بارگاہ پہنچ کر مشور و فریاد الغیات بلند کیا۔ صنعت کا کولا جو ٹوٹ گیا تھا۔اسی کے درد میں مبتلا پلنگ پر لیٹی تھی۔ کنیزیں مصروف خدمت تھیں۔ شور و فریاد سن کر اس نے کنیزوں کو سامنے بلوا کر جملہ کیفیت قتل آراستہ سحر معلوم کی اور اس وجہ سے کہ میری شوکت میں فرق نہ آئے بظاہر تو ہنس کر کہا۔ "اس کنیز کو ناحق میں نے بہر رزم بھیجا۔ اس نے کچھ سحر نہ سیکھا تھا۔

بظاہر تو یہ کہا مگر دل میں وہ غصہ آیا کہ ہونٹھ چبانے لگی اور کہا۔ "میں افراسیاب سے جا کر اچھی طرح مصمم طور پر اجازت نسبت غارت کرنے ان باغیوں کے لوں تو ایک لمحہ میں سب کو فنا کر دوں۔"

یہ کہہ کر ہر چند کہ درد مند تھی مگر تخت سحر پر بیٹھ کر جانب باغ سیب روانہ ہوئی۔

اس اثنا میں صنعت گر قدرت نے قدرت نے صفحہ دہر پر نقش سوار شب سے بنائے ماہ و اختر ورق سپہر پر منقوش نظر آئے کہ

عروج شب نمایاں تھا سر شام
URDU4U.COM
ہواؤ سے طلوع اختر شام
سوار چرخ نے مغرب کی لی راہ
عروس شب نے اوڑھی چادر ماہ

شاہ طلسم شام کو تخت حکومت سے اٹھ کر آئینہ سحر میں گیا تھا مثل تصویر معلوم دیتا تھا۔ تمام ساحر مثل باغبان قدرت و گل چین و ابریق و سرمایہ جبیں وغیرہ پایہ بپایہ زیب دہ کرسی و دنگل سے شیشہ و آلات روشن تھا ایوان شاہی پر رنگ عروس جوبن تھا۔ بادشاہ آئینہ سے بھی جایا چاہتا تھا کہ صنعت جا کر پہنچی۔ اس باغ و ایوان کی تعریف کئی جگہ تحریر ہو چکی ہے۔

ساحرہ مذکور سیر گلشن دیکھتی ہوئی قریب ایوان جب پہنچی بادشاہ کو خبر سحر نے دی۔ اس نے ساحر اس کے استقبا کو بھیجے اور آپ آئینہ سے نکل آیا• یہ ایسا زبردست ساحر ہے کہ آئینہ میں جب جاتا ہے تو اس جگہ سے جہاں آئینہ رکھا ہوتا ہے منزلوں یہ دور نکل جاتا ہے لیکن آئینہ میں بھی نظر آتا ہے اور بضرورت فوراً آئینہ سے نکل کر ظاہر ہوتا ہے۔ ایسا کہ آج تک کسی نے اصلی افراسیاب کو نہیں جانا کہ کون ہے۔

مختصر یہ کہ شاہ تخت پر جلوہ گستر ہوا اور صنعت نے سامنے آ کر مجرا کیا اس نے پایہ تخت پر بیٹھنے کی اجازت دی۔ یہ تسلیم کر کے پایہ چہارم پر متمکن ہوئی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ "وزیراعظم کچھ درد مند تو معلوم دیتی ہے اور فکر مندی بھی چہرہ سے ظاہر ہے۔ اس نے جملہ کیفیت اپنے تخت الٹنے اور کولا ٹوٹنے کی بیان کر کے حال جنگ اور قتل آراستہ سحر عرض کیا اور کہا۔ "کنیز اس واسطے حاضر خدمت ہوئی ہے کہ آپ اجازت بربادی لشکر نمک حراماں عنایت فرمائیں کس لیے کہ حضور ان کے یکایک قتل کرنے سے رنجیدہ ہو جاتے ہیں۔ میں مانتی ہوں کہ جناب ان کی پاسداری براہ پرورش فرماتے ہیں۔"

شاہ نے کہا۔ "اے ملکہ جلدی کیا ہے میں سمجھ لوں گا ان سب کو مار ڈالنا ہی کیا ان کا مارنا ایسا ہے کہ جیسے چیونٹی یا کھٹمل کو مسل ڈالتے ہیں۔"

URDU4U.COM

صنعت نے عرض کیا "اب مجھ کو تاب نہیں ہے اگر حکم جنگ ملازماں شاہی نہ دیں گے تو میں چلی جاؤں گی کہ اپنا ملک و مال تنہا چھوڑ آئی ہوں۔"

بادشاہ نے فرمایا۔ "اچھا تم کو قتل مخالفان کا اختیار ہے۔ ابھی جا کر مار ڈالو۔"

ساحرہ یہ سن کر اٹھی۔ شاہ نے خلعت عنایت فرمایا اور استفسار کیا کہ اب پہلے لڑنے جاؤ گی' اپنی بارگاہ میں جا کر استراحت کرو گی اس نے کہا کنیز پہلے بارگاہ ملکہ حیرت ذی جاہ میں جائے گی۔ یہ کہہ کر رخصت ہوئی اور باہر باغ کے آ کر سحر پڑھا کر چار سو کنیزیں حسین خوش اندام تخت لے کر حاضر ہوئیں۔

یہ سوار ہو کر دریائے سحر کے پار اتری اور بارگاہ حیرت میں آئی۔ اس نے بھی تعظیم کر کے بٹھایا جام شراب اپنے ہاتھ سے دیا۔ اس نے عرض کیا "اے ملکہ مثل شاہ جاوداں تم بھی مالک ہو۔ تم سے بھی اطلاع کرنا ضروری ہے۔ بادشاہ سے جا کر میں اجازت لے آئی۔ کل لشکر نمک حراماں میں برباد کروں گی۔ تمہاری اس امر میں کیا مرضی ہے۔"

حیرت نے کہا۔ "اندھا جب بیتائے جب دو آنکھیں پائے۔ میں تو اپنے خدا سے چاہتی ہوں کہ یہ باغی مارے جائیں۔ دیکھا چاہیے کہ سامری وہ دن کب دکھاتے ہیں۔ جو یہ دشمن غارت ہوں گے۔ مجھ کو یہ امید نہیں کہ کل تم سب کو ہلاک کرو۔"

صنعت نے کہا۔ " اگر یہ امر ہے تو کل ذرا تکلیف فرما کر میدان تک آپ بھی چلیے اور تماشائے رقص بسملان عدو دیکھیے۔ اب اے ملکہ ان سب کو اس حال خراب سے ماروں گی کہ روح بھی ان کی تاحشر مضطرو بیتاب رہے گی۔"

یہ کہہ کر وہاں سے اپنے مقام پر آئی اور ازبسکہ رات زیادہ آ چکی تھی۔ طبل جنگ بجوانا مناسب نہ سمجھی۔ اپنے ملازموں میں سے ایک ساحرہ عجائب جادو نام کو طلب کر کے حکم

فرمائی ہوئی اے عجائب تم جا کر لشکر مہ رخ کی راہ روک دو۔ اس لیے کہ صبح کو میں جب حملہ کروں تو وہ بھاگ نہ سکیں اور اگر ممکن ہو تو سب کو سحر سے بیکار کر دینا صرف سر کاٹ لینا باقی رہ جائے ساحر مذکور یہ حکم سن کر باہر بارگاہ کے نکلی اور چاہا کہ کچھ فوج اپنے ہمرا لوں۔ پھر سوچی کہ لشکر ہمرا لے جانے میں دشمن ہوشیار ہو جائیں گے تو اکیلی کیا کم ہے۔ سب کو عین غفلت میں اندھا کر دے۔ صبح کو ملکہ آ کر سر کاٹ لیں گی۔

یہ تجویز کر کے تنہا روانہ ہوئی۔ اتفاقاً غام عیار ساحر بنا ہوا بامر جاسوسی بارگاہ حیرت میں شام سے موجود تھا۔ اسی کے سامنے صنعت آئی اور حیرت سے اجازت حرب لے کر اپنی بارگاہ میں گئی۔

چنانچہ جملہ بیان صنعت کا عیار مذکور نے سنا اور جب وہ اپنی بارگاہ کی طرف چلی۔ یہ بھی اس کے ساتھ الگ الگ چلا۔ وہ تو بارگاہ میں چلی گئی یہ نہ جا سکا۔ مگر متصل بارگاہ پھرتا رہا کہ دیکھوں اب یہاں سے میرے لشکر کی طرف لڑنے کو صنعت کیونکر جاتی ہے۔

غرضیکہ اسی فکر میں یہ ایک جگہ بطور مخفی کھڑا تھا کہ ملکہ عجائب جادو بارگاہ سے نکلی۔ یہ ساحر تو بنا ہوا تھا ہی اس کے قریب آیا اور کہا۔ "اے ملکہ آپ دربار سے کیوں چلی آئیں کیا حضور نے آرام نہ کیا۔"

عجائب نے کہا۔ "مجھ کو حکم راہ روکنے کا لشکر عدو کے ملا ہے۔ اس وجہ سے مجھ کو اس طرف جانا ہے۔

ضر غام نے یہ حال سن کر چاہا کہ اس کو کچھ فریب دے کر قتل کرے لیکن وہ کچھ دور چل کر نظر سے غائب ہو گئی۔ ضر غام سمجھا کہ تم اس کی تلاش میں اگر چلے اور لشکری تمہارے غافل ہیں ان کو کچھ ضرر پہنچا تو برا ہے چل کر پہلے مہ رخ کو اس حال سے اطلاع کرنا چاہیے یہ سوچ کر وہاں سے بھاگا اور بہت جلد لشکر میں آیا۔ ملکہ مہ رخ وغیرہ کو صنعت کے آنے سے تردد زیادہ رہتا ہے۔ اس باعث سے دربار

میں بہت رہتی ہیں چنانچہ شب کا دربار برخاست نہ ہوا تھا کہ عیار مذکور پہنچا اور ملکہ موصوفہ سے جملہ کیفیت معرض بیان میں لایا۔

URDU4U.COM

ملک نے فرمایا۔ "خدا مالک ہے ہمارے دم میں جب تک دم ہے ہم بھی لڑے جائیں گے۔ اس میں کوئی کیوں نہ ہو۔ سب جانتے ہیں کہ صنعت کام ہم مقابلہ نہیں کر سکتے لیکن خدا کے فضل پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

یہ تقریر سن کر برق عیار نے کہا۔ "اے ملکہ تم گھبراؤ نہیں یقین ہے کہ خدا تعالیٰ ہماری مدد بھیجے گا۔ کوکب کے یہاں سے کوئی سردار آئے گا اور ابھی تو صحیح و سالم ہیں ذرا جا کر دیکھتے ہیں کہ کون لڑنے آیا ہے۔"

مہ رخ نے کہا۔ "کہیں ایسا نہ کرنا جو عجائب کو ستانا۔ ایسا نہ ہو کہ صنعت غصہ میں آ کر اسی وقت چڑھ آئے تو ٹھہرنا ہمیں مشکل پڑ جائے۔"

اس نے کہا۔ "آخر ایک روز صنعت سے لڑنا پڑے ہی گا۔ پھر عجائب کو کیوں چھوڑیں۔"

یہ کہہ کر روزنہ ہوا اور باہر بارگاہ کے نکل کر سوچا کہ ساحرہ مذکور میرا لشکر غارت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے پس اطراف لشکر کے صحرا کوہ میں آئی ہو گی۔ اسی جگہ ڈھونڈھنا چاہیے۔ اس کے لشکر میں جانا بیکار ہے یہ سوچ کر قریب لشکر دشت و کوہ میں ہیبت مبدل پھرنے لگا۔

اس طرف عجائب جو روانہ ہوئی تھی تو قریب لشکر اسلامیان ایک درہ کوہ میں آ کر ٹھہری اور آگ روشن کر کے پانچ چار منقلیں سحر کی جلائیں اور سامنے رکھ کر سحر پڑھنے لگی اور ماش رائی سرسوں پھل آگ دھتورے کے جلانے لگی۔ دھواں ان انگیٹھیوں سے اٹھنے لگا یہی دھواں بڑھتے بڑھتے لشکر اسلامیان میں جا کر سب کو اندھا کر دے گا۔

چنانچہ برق جو جو ڈھونڈتا اس ساحرہ کو پھرتا تھا اس نے پہاڑ کے نزدیک پہنچ کر روشنی دیکھی دور سے ٹھہر کر جو دیکھا تو ایک ساحرہ جوان مجسم ملیح و نمکین زیر و جواہریں اور لباس رنگین پہنے نظر آئی کہ مصروف سحر خوانی ہے۔ عیار مذکور پہچان گیا کہ یہی عجائب

جادو ہے پس اس نے صورت اپنی مثل ایک ضعیفہ کے بنائی ایک منہ میں دانت ایک نہیں۔ گالوں پر جھریاں پڑیں۔ سر ہلتا بڑے پائنچوں کا پاجامہ پہنے چادر سفید اوڑھے کمر خمیدہ لکڑی ہاتھ میں۔

URDU4U.COM

اس شکل سے اس درہ کی طرف چلا اور بکتا جاتا تھا کہ "یہ عیار موئے غارت ہوئے اڑتے نہیں لو صاحب میری بچی کا کولا ٹوٹ گیا۔ سامری ان عیاروں کا نام لیوا پانی دیوانہ رکھے۔ میری لڑکی مارے درد کے کل سے تڑپ رہی ہے۔ "یہی۔"

یہی بکتا جب درے کی جانب سے ہو کر نکلا عجائب نے اس کا بیان سن کر پوچھا "بڑی بی کون تمہاری بچی تھی جس کا کولا ٹوٹ گیا۔"

بڑھیا نے کہا۔ "ارے تو کون ہے جو میری لڑکی کو نہیں جانتی۔ تمام طلسم تو اسے جانتا ہے۔ ملکہ صنعت سحر ساز شیطان کی طرح مشہور ہے۔ میں نے اس کو دودھ پلایا ہے۔"

عجائب نے کہا۔ "بڑی بی تم میری بی بی کی انا ہو اور اس طرح جنگل میں ماری ماری پھرتی ہو۔"

بڑھیا نے کہا۔ "ارے تیری بیوی کون؟"

عجائب نے کہا۔ "ملکہ صنعت جس نے مجھ کو راہ مخالفان روکنے کے لیے بھیجا ہے۔"

بڑھیا نے سارا حال سن کر قریب آ کر سر سے پا تک بلائیں لیں اور کہا۔ "اے بیوی میں دیوانی سڑن اپنی بیٹی کے غم میں مبتلا ہو کر اپنی پلائی کے پاس نہیں رہتی ہوں مدت ہوئی کہ اس پشتہ رنگین حصار کوہستان میں ایک جھونپڑا ڈال لیا ہے یہیں پڑی رہتی ہوں۔ خدا میری پلائی کو زندہ رکھے جو میرے کھانے کو بھیج دیتی ہے۔ اب تم جو لشکر مہ رخ برباد کرنے آئی ہو تو اتنی مہربانی کرنا کہ میرے جھونپڑے کا خیال رکھنا۔ اس پر کوئی آفت نہ آئے۔

عجائب نے کہا۔ "نہیں بڈھی اماں یہ کیا بات ہے تم میری مالک کی انا ہو۔ میری بھی ماں ہو۔"

بڑھیا نے کہا۔ "بیٹی پھر یہاں سے میری جھونپڑی ہی میں چل آگ پانی پان تمباکو کا

آرام ملے گا اور جو نہیں چلتی ہے تو جو کچھ یہیں لا دوں۔"
اس نے جواب دیا "نہیں اماں میں بہت دیر یہاں نہیں ٹھہروں گی۔ کسی چیز کی مجھ کو ضرورت نہیں ہے۔ تم سے باتیں نہ کرتی تو اب تک سحر کر زور دے کر اپنا کام کر چکتی۔ ہاں چلتے وقت اتنا بھول گئی کہ کسی لونڈی سے پان لانے کو کہتی آتی۔ اب گلوری کی البتہ خواہش ہے کہ جماہیاں چلی آتی ہیں اور ابھی کچھ دیر ٹھہرنا بھی ہے۔"
بڑھیا نے کہا۔ "بیٹی تیرا جو رتبہ ہے اس لائق و پان نہیں ہیں اگر کہہ تو پٹاری سے دو تین پان بنا لاؤں۔"
ساحرہ نے کہا۔ "نہیں تم کو تکلیف ہو گی۔"
بڑھیا اٹھی کہ تکلیف کیا میرے آنکھوں سکھ کلیجے ٹھنڈک ہے۔"
یہ کہہ کر چلی اور اس کے سامنے سے ہٹ کر کسوت عیاری سے دو تین گلوریاں بیہوشی آمیز نکال کر کچھ دیر ٹھہر کر اس کے پاس آئی اور کہا۔ "لو بیوی یہ پان حاضر ہیں۔"
اس نے اس کے ہاتھ سے پان لے کر چاہا تھا کہ منہ میں رکھے۔ یکایک ایک سمت سے صدا آئی "دیکھ دھوکا نہ کھانا۔ بوجھ کر پان کھانا۔"
ادھر تو یہ آواز آئی اور ادھر عیار مذکور مثل برق جھدہ چمک کر نظر سے غائب ہوا۔ بھاگ کر درکوہ میں پوشیدہ ہو گیا۔ ساحرہ حیران ہوئی کہ یہ کہاں گئی اور پان کھانے کو میرے سحر نے کیوں منع کیا۔ پھر سوچ کر بڑی خیریت گزری معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عیار تھا۔
پس اس نے وہ پان پھینک دیئے اور مشغول سحر خوانی ہوئی۔

○○○

• باران جادو

لیکن برق جو درہ میں چھپ گیا تھا' یہ کیفیت صنعت کو دیکھ رہا ہے۔ پس انہی میں ایک کنیز کی سی صورت بنائی' سنہری لباس پہنا' چاندی کی بجلیاں اور چوڑیاں پہن کر دوپٹا کاندھے سے ڈھلکا کر اپنی چھپ تختی دیکھتا اسی طرح جست ذخیرہ کرتا چلا کہ معلوم ہوا اڑتا ہوا آتا ہے۔ غرضیکہ قریب ساحرہ پہنچ کر ہنس کے کہا۔ "کیوں بی بی کیا میں نے وقت پر آواز دی تھی نہیں عیار تو کام اپنا کر ہی چکا تھا۔ آپ فریب میں آ چکی تھیں۔"

ساحرہ نے اس کی صورت دیکھ کر کہا۔ "اے نازک سحر تم کہاں آئیں؟"

برق سمجھا کہ جس کی صورت تم بنے ہو اس کا نام نازک سحر ہے پس اس نے کہا۔

"بی بی صنعت نے آئینہ سحر دیکھا معلوم ہوا کہ عیار برق بڑھیا بنا ہوا آیا ہے اور فریب دیا چاہتا ہے۔ ملکہ عالم نے مجھ سے کہا کہ جا اور عجائب کو اطلاع دے۔ پس میں اسی وقت آ کر پہنچی تھی کہ جب تم پان کھایا چاہتی تھی اور وہ آواز بھی میں نے دی تھی۔ پھر عیار کو ڈھونڈھنے چلی گئی تھی۔ وہ تو نہیں ملا میں نامہ بھی ملکہ عالم کا لائی ہوں۔ اس کو لیجئے اور فرما دیا ہے حضور نے کہ اس کے اندر جو تحریر ہو اس پر عمل کیجئے۔ اب جو کوئی آئے نامہ میں دیکھ کر حال اس کا دریافت کرنا معلوم ہو جائے گا۔

یہ کہہ کر ایک کاغذ ساحرہ کو دیا۔ وہ اس کو لے کر پڑھنے لگی۔ وہ تو ادھر مشغول ہوئی۔ برق نے پشت پر آ کر کمند ماری مگر وہ ساحرہ زبردست تھی۔ کمند پڑتے ہی اف جو منہ سے کرتی ہے۔ کمند جل گئی اور برق پھر بسان برق بھاگا۔ لیکن ساحرہ بھی پیچھے دوڑی اور درہ کوہ میں عیار پہنچا تھا کہ اس نے سحر سے پاؤں اس کے بیکار کر دیئے اور قریب جا کر قید کر کے درہ سے باہر لائی اور کمر میں پنجہ دے کر چاہتی تھی کہ

ارے۔ اس لیے کہتی آتی تھی "اے موئے عیار میں تجھ کو پہاڑ پر سے نیچے گرا دوں گی کہ تیری ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی۔ "غرضیکہ جب اس نے اڑنے کا قصد کیا۔ برق نے بمنت کہا۔ "اے ملکہ آپ مجھ کو چھوڑ دیجئے۔ اب میں عیاری نہ کروں گا۔" اس نے جواب دیا "ارے مونڈی کاٹے تو لاکھ عاجزی کرے مگر میں تجھ کو کب چھوڑتی ہوں۔"

برق نے پھر زار زار نالہ کیا اور ہاتھ باندھے اور اسی طرح منت کرنے کے حیلے سے ہاتھوں کو بلند کیا اور اس کی ناک پکڑ کر مل دی۔ چٹکی میں ایسی تیر بیہوشی بھر رکھی تھی کہ دماغ میں اس کے تیر سا لگا اور تڑا تڑ چھینکیں آنے لگیں۔ آخر چرخ کھا کر گری برق اس کے پنجے سے چھوٹ کر گرا۔ مگر طاقت رفتار نہ تھی۔ نیچے کا دھڑ مسحور تھا۔ یہ گھبرایا تو بھاگ نہیں سکتا ہے اور بیر اس کے ساتھ ہیں کہ آواز دے چکے ہیں۔ مبادا کوئی بیر اس کو ہوشیار کر دے یا اٹھا لے جائے تو محنت تیری برباد ہو اور جان بھی جائے۔ پس اسی گھبراہٹ میں ازبسکہ کوہستان تھا پتھر ہر جگہ پڑے تھے۔ اس نے ایک سنگ گراں اٹھا کر قریب ساحرہ تو پڑا ہی تھا سر پر اس کے مارا کہ سر اس کا پاش پاش ہو گیا۔ بھیجا نتھنوں کی راہ بہہ گیا۔ وہ تڑپ کر فوراً ہلاک ہوئی غلغلہ دارو گیر برپا ہوا۔ آندھی نے تمام دنیا سیاہ کر دی۔ برق کے پاؤں کھل گئے۔ یہ وہاں سے بھاگا اور اس کی لاش یونڈلے اڑا کر جانب بارگاہ صنعت لے گئے اور یہ سر ذقر عیاری قلم فطرت سے صفحہ ہستی عجائب پر حرف لا کر بسان سمند کلک اسی کے لشکر کی طرف رواں ہوا کہ دیکھوں اب صنعت جنگ نامہ میں کیا سبق پڑھتی ہے لیکن اس عرصہ میں خامہ نور سحر نے سطر کہکشاں کاٹ دی۔ شب مثل حرف غلط مٹ گئی۔

صنعت سیاہ نامہ ورق بستر پر سے برنگ خط باطل اٹھ کر چوکی پر گئی اور بعد انفراغ کنیزوں نے سلفچی آفتابہ حاضر کیا اور اپنے ہاتھ منہ دھو کر عزم کیا کہ سرکشوں کے سر کاٹنے کو روانہ ہو مگر خیال کیا کچھ ناشتہ کر لینا چاہیے۔ کیونکہ تمام دن قتل و قمع میں بسر ہو گا۔ چنانچہ اس نے طعام چاشت طلب کیا۔

فی الفور دسترخوان بچھا۔ قابیں کباب کی ڈالیاں میووں کی پلیٹیں مٹھائیوں کی طشتریاں شیر برنج کی اور طعا مہائے لذیذ و دیگر اقسام کے چنے گئے۔ اس نے مع اپنی ہمزادوں کے قصد کھانے کا کیا۔ نوالہ اٹھایا ٹھایا تھا کہ بروئے ہوا صدائے گریہ و بکا پیدا ہوئی اور نعش عجائب صحن بارگاہ میں آ کر گری۔ ہیروں نے سحر کے آواز دی ملکہ برق عیار نے کام اس کام تمام کیا۔

یہ سننا تھا کہ نوالہ ہاتھ سے چھٹ کر گرا اور کھانے کے عوض غم و غصہ کھایا۔ بخ پر الم کے طائر دل بھناپشت دست کاٹنے لگی اور برگ بید کی طرح کانپنے لگی اور اسی غصہ میں کھا چھوڑ کر مثل خاطر برخاستہ اٹھی نفیر سحر اٹھا کر دم دی چونسٹھ لاکھ کا لشکر پڑا تھا۔ اس کی نفیر کے ساتھ ہی کئی لاکھ بوق در اور در لشکر میں بج گئی۔

برق نے جو خبر خبر لینے آیا تھا۔ یہ غلغلہ سن کر الٹے پاؤں پھرا اور دوڑتا ہوا تفکر میں آیا۔ یہاں مہ رخ دم سحر سریر جہانبانی پر آ کر جلوہ گستر ہوئی تھی اس نے آ کر خبر آمد لشکر دی۔ ملکہ مذکور نے بھی نفیر سحر بجائی۔ یہاں بھی جلد جلد قمر بندی ہوئی۔ ساحر طائران سحر پر سوار ہوئے ملکہ موصوفہ بارگاہ سے نکل کر تخت سحر اڑا کر چلی۔ پیچھے کئی لاکھ فوج تھی۔ بہادر نافرمان و زلزلہ و لرزا وغیرہ بڑی آن و بان سے طاؤس ہائے زریں بال پر سوار پر ایک ساحرہ طرحدار باجے ہزار رنگ کے بجتے دلاور تنتے ساحر نیرنگیاں سحر کی دکھاتے۔ نئی نئی آفت ڈھاتے جاتے تھے۔

اس طرفہ سے تو یہ لشکر چلا اور ادھر سے چونسٹھ لاکھ کا لشکر جب صنعت لے کر چلی زمین دہلنے لگی۔ گرد لشکر نے جہاں کو تیرہ کیا۔ چشمہ مہر گندلا ہوا۔ چشم خوشید کو خیرہ کیا۔ العظمتہ اللہ گویا آسمان حشمت زمین پر پاؤں پیدا کر کے رواں ہوا تھا۔ ترسولوں کی نوکیں چمکتی تھیں۔ یا خیال انجم لے کر رواں کیوں تھا۔ کثرت سپاہ بے اندازہ اور نیر نجات سحر تازہ طلسم عالم درہم نیرنگی افسوں سے خاطر گیتی برہم کشیر ارض انبوہ مردم سے ڈگمگاتی۔ دنیا تہ و بالا ہوتی جاتی۔ کہیں سانپ پھنکارتے کسی جانب شیر نعرے مارتے

کہیں اژدھے آتش فشاں کسی سمت زاغوں کی صداقاں قاں موروں کا بصد ہیبت چنگھاڑیا چیلوں کا چلچلانا۔ ساحر شیطان خصال و دیو صورت کا آگ برسانا۔ سامری کی جے کی پکارا اژدر آتش باز پر صنعت سوار منقلبائے سحر روشن ہر سمت نگاہ گرم سے شعلہ ممکن ہربن مو سے اس قحبہ کے آگ نکلتی۔ غصہ میں آ کر بگولا بنی ہوئی۔ سر پر ابر سحر چھایا۔ مگر وہ بھی آگ برساتا در و دست جلاتا اسی طرح یہ ناریہ روانی تھی۔

جب یہ لشکر وارد میدان ہوا۔ ادھر سے لشکر گراں مہ رخ لے کر آئی۔ رزم کا سامان ہوا۔ صحرا صحرا اور کوہ کوہ لشکر سے بھر گیا۔ زک فلک ڈر گیا۔ دنیا کہتی تھی کہ آج یہ ویرانہ اور زیادہ اجڑا چرخ کہتا تھا کہ میرا قابو نہیں ورنہ سر سر پاؤں رکھ کر بھاگتا۔ بہرام فلک تیغ و خنجر کیا سنبھالتا۔ برج حمل میں خوف سے چھپا تھا۔

ہندو سے چرخ ایسا گھبرایا تھا کہ برج دلوں میں جا کر ڈانوں ڈول ملک الموت حیران کار کہاں تک روح قبض کر لوں۔ اماں حیران تھی کہ کدھر جاؤں۔ وہ رن کا پڑنا برن کا ہونا۔ ساحروں کا بیروں کا غل باجوں کا شور ہوائے سحر کا زرد گوش فلک کرداہ رے کروفر دنیا کی ہوا بدلی ہوئی۔ عرصہ زیست تنگ دلوں میں امنگ مرکب ہمت خوف سے لنگ شعلہ تیغ کی گرمی خون کی بارش سرد مہری کی سردی یہ فصل ہی اور تھی کہ

ہوا کڑکا بجے ڈنکے مچا شور
دلوں کا گھٹ گیا عبرت سے بس زور
وہ آندھی تھی اڑے جاتے تھے انسان
ہوئے سحر کا برپا تھا طوفان
زمین پر فوج سے ایسی تھی ہلچل
کہ تھے لرزے میں سب کہسار و جنگل

الختصر دونوں لشکر صف کشیدہ ہوئے اور نقیب نقابت کر کے ہٹے صنعت خود مشل بلائے

بے درماں و بسان غول بیابان اس فو کے جنگل سے بگولے کی طرح پیچ وتات کھاتی ہوئی نکلی اور آتش زبانی دکھلانے لگی۔ "اے مہ رخ تیری بھی یہ لیاقت ہوئی جو ملازمان حضرت سامری قدرت شہنشاہ جاوداں کے مقابلہ میں آئے۔ سچ ہے جو فلک ذلت ہمیں دکھائے کہ

رنگ بزم دہر ایسا ہو گیا ہے بے قاعدہ
جو کھڑے رہتے تھے وہ اب میں برابر بیٹھتے

اچھا اب آ میرے مقابلہ کو۔"

مہ رخ نے جواب دیا "اے ملکہ صنعت جو کوئی مارنے آئے گا۔ پھر وہ کہاں تک ہاتھ پاؤں نہ ہلائے گا جو کچھ اس سے ہو سکے گا قصور نہ کرے گا۔ شہنشاہ اگر اطاعت حمزہ نامور کریں تو کاہے کو ہم لوگ ان کے منہ چڑھیں۔ ہر چند کہ ہم لائق مقابلہ شاہ نہیں۔ لیکن شاہ قابل مقابلہ حمزہ ذی جاہ نہیں۔ ہم ان کے ملازم ہیں۔ شاہ سے لڑتے ہیں۔ ہم سے لڑنا یہ نہیں ہے بلکہ حمزہ سے ہے کیونکہ نواسران کا اور بیٹا ان کا قید میں شاہ کے ہے وزیراعظم حمزہ عمر و داخل طلسم ہے پس یہ مقابلہ لازوال قاف باطل کنیندل نیرنگ دانسوں طلسمات سے ہے جن کو تم ایسوں سے اپنے نوکروں کو لڑوانا ننگ و عار ہے۔"

یہ کلام سننا تھا کہ صنعت کو زیادہ غصہ آیا اور ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ زمین شق ہوئی اور ایک شیر زمین سے نکلا۔ یہ اس پر سوار ہوئی اور آگے بڑھی لشکر کے نشان جلوہ گر ہوئے اور ہزار ہا نقارے اور ڈنکے بج گئے۔ باجے کا شور تا بہ سما پہنچا۔ ابر گڑگڑایا اور تمام عالم پر آ کر محیط ہو گیا۔ اندھیرا چھا گیا اور اس نے نعرہ مارا اے مہ رخ بھیج کسی کو میرے مقابلہ میں۔

مہ رخ نے نہیب سن کر خود عازم میدان ہوئی۔ مگر سرخ مو نے کہا۔ "اے ملکہ آخر تو ہم سب کو یہ ساحرہ قتل کر ہی لے گی۔ پھر اول میرا ہی تماشا دیکھیے۔ آپ نہ

تکلیف فرمایئے۔"
یہ کہہ کر طاؤس اپنا اڑایا اور ابر سحر پیدا کیا اس میں سے آگ برستی ستارے گراتی یہ بھی چلی۔ ہزاروں گھنٹے اس لشکر میں بھی بجے اور یہ سامنے صنعت کے پہنچی وہ بہت ہنسی اور پکاری "لا حربہ دیکھوں تیرا حوصلہ۔"

URDU4U.COM

اس نے کہا۔ "میں کنیز مسلمانان ہوں سبقت نہ کروں گی۔"
اس نے کہا۔ "میں قسم دیتی ہوں اور مشتاق تیرے وار کی ہوں۔ عجز کرنا پہلے طریقہ اہل اسلام کا ہے۔ وہ تو کر چکی۔ یہ پیش دستی تو میرے اصرار سے ہے۔"
سرخ مو کر دھوکے میں وار کرنا منظور بھی تھا یہ اصرار کر رہی تھی کہ ایک نارنج کمر سے اس نے چھپا کر نکالا۔ یہ نارنج مدت میں اس نے سحر کر کے بنایا ہے کہ توڑ اس کا نہیں ہے۔ جس پر پڑے گا۔ بغیر جان لیے نہ رہے گا۔ پس عذر کرتے کرتے وہی نارنج مارا مگر صنعت ہم سرشاہ طلسم ہے۔ بڑی ساحرہ ہے اس کے بیروں نے خبر دی "اے ملکہ بچنا" وہ اس جلدی سے شریر سے اڑ گئی اور نارنج آ کر شیر پر پڑا کہ وہ جل گیا اور اندھیرا ہو گیا۔ سرخ مونے جانا کہ صنعت پر نارنج پڑا۔
پس نعرہ زن ہوئی کہ مارا اور کام تمام کیا صنعت روئے ہوا سے پھر اتری اور قہقہہ مار کر ہنسی کہ کس کو مارا تو نے اری بیوقوف دیکھ یوں حربہ کرتے ہیں۔"
یہ کہہ کر ایک گولہ فولاد کا اس نے بھی مارا۔ یہ بھی نہایت ہوشیاری سے لڑنے آئی ہے کئی سوبوں اور بیر ساتھ لائی ہے۔
پس ان بیروں نے اس گولے کو روکا مگر سب بیر جل گئے اور یہ فوراً طاؤس سے گر کر زمین میں سما گئی۔ گولہ طاؤس پر پڑ کر اس کو جلاتا ہوا ہاتھی کئی ہزار آگے لشکر مہ رخ کے کھڑا تھا اوپر پڑا کہ وہ بھی سب جلے اور ان کے پیچھے کئی ہزار ساحر کھڑا تھا ان کا بھی خاتمہ ہوا۔ اس وقت وہ گولہ سرد ہو کر گرا۔
اس عرصہ میں سرخ مو زمین سے نکلی۔ صنعت نے جسے ہی اس کو زندہ دیکھا فرط غضب سے ایک تنکا اٹھا کر کچھ افسوں پڑھا کہ وہ تنکا ایک شمشیر صاعقہ خصال و برق کردار

بنا۔ طول میں وہ تلوار چالیس گز کی تھی یہ وہ تیغ پکڑ کر سرخ مو پر جا پڑی اور ایک ہاتھ اس پر لگایا۔ اس نے سحر پڑھا کہ کئی سو بیر سحر کا اس تلوار سے لپٹ گیا اور ساٹھ ستر سپریں سامنے آ گئیں۔ لیکن خدا کی پناہ وہ شمشیر کب رکنے والی تھی۔ بیر بھی جلے اور سپریں بھی کیں۔ تیغ تا دو ابرو سرخ مو کا سر زخمی کر کے اترا اور وہ بیہوش ہو گئیں۔ اس نے چاہا کہ سر کاٹ لوں اس وقت یاقوت سرخ چشم بھن کو سرخ مو کے تاب نہ رہی سحر سے پنجہ بھیجا کہ سرخ مو کو وہ اٹھا لے گیا اور آپ تلوار سحر کی کھینچ کر صنعت پر جا پڑی۔ اس نے سحر پڑھا کہ سات سو زنجیر سحر کی درمیان میں آ کر حال ہو گئیں۔ یہ بیچاری کس کس کو کاٹتی۔ ناچار ہوئی اور صنعت نے وہ تنکے کا تیغہ اس پر بھی تن کر لگایا اور اسکو بچنا دشوار ہوا۔ بدقت تمام بچی۔ مگر زخمی ہو کر بیہوش ہو گئی پنجہ سحر اس کو اٹھا لے گیا۔

مہ رخ کو یہ حال دیکھ کر بیتابی ہوئی اور خون آنکھوں میں اتر آیا۔ تخت پر سے کودی اور للکاری "باش او قحبہ' تو نے غضب کیا کہ دو سردار زخمی کیے خدا ان کو بچائے۔"

یہ کہتی ہوئی جیسے ہی بڑھی تھی کہ صنعت پکاری "میں تیرے ہی انتظار میں تھی۔"

یہ کہہ کر زمین پر دو ہنٹر مارا کہ زمین شق ہوئی اور دو بیڑیاں نکل کر از خود پاؤں میں مہ رخ کے پڑ گئیں اور یہ پالگل ہو کر ایک جگہ رہ گئی لاکھ لاکھ افسوں پڑے کہ کچھ نہ ہوا اور صنعت تلوار پکڑ کر چلی کہ سر کاٹ لوں۔ اس وقت بہار تاب نہ لائی اور تخت اپنا آگے برھا کر پکاری "اے صنعت تیرے ہاتھ میں تلوار ہے۔ یا پھولوں کی چھڑی ہے۔"

یہ کلمہ بہار کا پراز سحر تھا وہ تلوار پھولوں کی چھڑی بن گئی۔ اس وقت صنعت نے کہا۔ "اے بہار تو شہنشاہ کی ملازم نہیں بلکہ عزیز خاتون شاہ ہے۔ اس وجہ سے یہ تیرا رتبہ ہے کہ تیرے سحر نے مجھ پر اثر کیا۔ خیر مہ رخ کو تو میں چھوڑے دیتی ہوں تجھ پر سحر کرتی ہوتی ہوں اے بہار تیری پھولوں کی چھڑی میرے واسطے اور میری تلوار تیرے

واسطے میرے بدلے اس تیغ سے تو کام لے۔"

یہ کلمات اس کے بھی اثر دار تھے۔ مہ رخ کے تو پاؤں سے بیڑیاں کٹ گئیں۔ اور بہار کے ہاتھ سے وہی چالیس گز کی تلوار آ گئی۔ وہ تخت پر سے کود کر اپنے لشکر کو قتل کرنے چلی۔ یہ ماجرا عیاروں نے کہ لشکر میں صورت بدلے کھڑے تھے دیکھا اور برق نے دوڑ کر کمند ماری۔ بہار الجھ کر گری۔ اس نے حباب مار کر بیہوش کیا اور کندھے پر لاد کر لے بھاگا اور جنگ گاہ سے خیمہ شکیل قریب تر تھا اسی خیمہ میں لا کر ڈال دیا اور زیادہ بیہوش تر کر کے آپ سمت میدان چلا۔

URDU4U.COM

اس عرصہ میں صنعت کو اور زیادہ غصہ آیا اور وہ ابر جو محیط عالم ہو رہا تھا۔ اس کی جانب اشارہ کیا۔ ابر میں رد گرجا اور برق چمکی پتھر برسنے لگے ساحرہ نے وہ سنگدلی دکھائی کہ لشکر مہ رخ کو سختی پیش آئی۔ شیشہ دل سنگ ظلم سے چور ہوا۔ ہر ایک رنجور ہوا۔ جس کے سر پر پتھر پڑا سر پھٹ گیا۔ نصیب چھوٹ گئے سنگ تفرقہ فلک چھینکنے لگا۔ لیکن اس وقت آسمانی سے عاشقاں شاید شجاعت کہاں بچ کر جاتے اور وہ ابر تمام عالم پر محیط تھا سر شورید گان دشت رزم کے پھٹ رہے تھے۔ عشق شیریں کار زار میں ہر ایک پر فرہاد کا عالم تھا۔ دفتر عالم برہم تھا نقشہ بگڑ گیا۔ ہزاروں سحر پڑھے۔ لیکن وہ ابر اور زیادہ بڑھا۔ یہاں تک کہ اندھیرا ہو گیا۔ گفتگو گھٹا چھائی اور سنگباری مثل ژالہ باری ہونے لگی مرزعہ فوج مہ رخ پامال ہونے لگا۔ کشت لشکر پر پالا پڑا۔ عجب ظالم سے پالا پڑا۔ خرمن زندگی سرباد نہال ہستی بسان سبزہ روندا گیا۔

بروئے ہو اس بت پرست نے مسلمانوں کے لیے ابر کا احاطہ منزل تک کھینچ دیا کہ بھاگ جائیں اور اب وہی چالیس گز کی تلوار لے کر حملہ آور ہوئی برق کی طرح وہ تیغ سحر چمک کرنے لگی صفیں کی صفیں قلم ہونے لگیں ساحران نامی سردار گرامی سر پر سپریں سحر کی آڑ کیے تھے۔ مگر بچتے نہ تھے

بروئے ہوا اس بت پرست نے مسلمانوں کے لیے ابر کا احاطہ منزل تک کھینچ دیا کہ بھاگ

جائیں اور آب وہی چالیس گز کی تلوار لے کر حملہ آور ہوئی برق کی طرح وہ تیغ سحر چمک چمک کر کرنے لگی۔ صفیں کی صفیں قلم ہونے لگیں ساحران نامی سردار گرمی سر پر سپریں سحر کی آڑ کیے تھے مگر بیچتے نہ تھے۔

URDU4U.COM

مہ رخ و نافرمان و لرزاں و زلزلہ وغیرہ سب کے سر پھٹ گئے تھے اور کئی سو سردار مع کئی ہزار فوج جرار کے ساتھ جو بھاگے نہ تھے۔ حملہ آور تھے اور بڑے ساکھے سے لڑ رہے تھے۔ ادھر صنعت نے بھی لشکر کو اشارہ کیا تھا۔ کفر اسلام غٹ پٹ تھا۔ تلوار چل رہی تھی بجلی گر رہی تھی۔ ہزاروں مارے گئے۔ کشاکش نفس تھی رشتہ حیات قطع تار نفس کا جھولا پڑا۔ موت کی محبت کے پلنگ بڑھ گئے ہستی مرگ کا اس جھولے پر سامنا خوف یہ کہ ادھر ہوئے یا ادھر ہوئے ارض و سما ہر ایک کی نظر میں ہنڈولا آخرت سے دنیا میں دنیا سے آخرت میں آنا جانا۔ حال زبوں نوبت گردگوں سر پھٹا ہوا۔ چہرہ پر خون بہار ہوا۔ دامن چاک سر پر خاک پیرہن پر زر پرزے پرزے اور ٹکڑے ٹکڑے ہاتھ مصروف جنگ و قتال جینا محال امان کا راستہ بند ہو جائے۔ گریز فرار نہ طاقت رفتن و ماندن فتح و ظفر کا خیال منزلوں دور دل ناصبور لب پر فریاد و فغاں زبان پر یہ کہ بچانا یا ایزرو سبحان۔ عجب طرح کی کش مکش میں جان۔

مہ رخ بچاری بصد خستہ حالی و بہزار تفرع و زاری درگاہ باری میں دعا کر رہی ہے یقین ہے کہ کچھ دیر میں سب مارے جائیں۔ خدا ان کو بچائے اب ان کو اس مصیبت میں چھوڑیئے۔ اور شمہ حال مبارز میدان عیاری سنئے۔

یعنی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بران کے پاس ہیں۔ کبھی سیر طلسمات سے بسر اوقات کرتے ہیں اور گاہے ناچ دیکھتے اور شراب پیتے ہیں۔ دن عید رات شب برات ہے۔ ہر وقت مزے رہتے ہیں۔

ایک روز اسی عیش و سرور میں تھے کہ ایک پتلا سونے کا شیر پر سوار روئے ہوا سے اتر کر سامنے بران کے آیا۔ ملکہ موصوفہ نے اس کو ہنگامہ دیکھا۔ اس نے ایک نامہ شاہ کوکب ملکہ کو دیا اور آپ چلا گیا۔ ملکہ نے وہ نامہ پڑھا۔ لکھا تھا "اے فرزند! ہم نے

بیضہ عقاب دیکھا تو معلوم ہوا کہ صنعت سحر ساز خواجہ کے لشکر سے لڑنے آئی ہے بس وہ قحبہ بڑی زبردست ساحرہ ہے۔ تم کو لازم ہے کہ خواجہ سلامت کو لے کر باغ عیش میں آؤ کہ وہ راہ میرے ظلمات طلسم کی ہے اور اس راہ سے ایک دن میں انسان طلسم ہوشربا میں پہنچ جاتا ہے چنانچہ اس باغ میں بھی ملاقات خواجہ سے کروں گا اور رخصت بھی کر دوں گا۔"

یہ نامہ پڑھتے ہی فراق خواجہ یاد کر کے بران کی رنگت سفید ہو گئی۔ خواجہ نے پوچھا "ملکہ خیر تو ہے" ملکہ نے مضمون نامہ سے آگاہی دی۔ مخمور نے پوچھا کہ "میرے بارے میں کیا حکم شاہ ہے۔"

ملکہ نے کہا۔ "تم بھی ہمراہ خواجہ رخصت کی جاؤ گی۔"

یہ سنتے ہی مخمور ہر ایک سے ملنے لگی عمران و مجلس و اختر وغیرہ گلے مل کر رونے لگیں ملکہ نے کہا۔ "صاحبو خواجہ اس راہ سے بھیجے جاتے ہیں کہ یقین ہے۔ ہمیشہ آیا جایا کریں گے۔ اب بادشاہ کے پاس تو جائے دو۔ دیکھیں کیونکر رخصت ملتی ہے۔"

یہ کہہ کر خواجہ کی کمر میں پنجہ دے کر یکہ و تنہا بزور سحر اڑی اور کہا "خواجہ سلامت گھبرائیے گا نہیں۔ میں آپ کو لیے جاتی ہوں خواجہ کی تموج ہوا سے آنکھیں بند ہو گئیں۔ پھر جو آنکھ کھلی۔ ایک باغ پر بہار میں اپنے تیئں پایا۔ دیکھا کہ یہ گلزار میو نشان ہے۔ بلکہ غیرت وہ گلزار جناں ہے دگل ہر رنگ کے کھلے ہیں۔ نازپر درد گان گلشن مہد شاخ میں جھولتے ہیں۔ دایہ بہار نے سبزہ کو تھپک تھپک کر سلایا ہے۔ اطفال غنچہ کا آب تراوت سے منہ دھلایا ہے۔ چشم نرگس میں سواد زلف سنبل کا سرمہ لگا ہے با عکس نرگستان پر پڑا ہے۔ دامن ابر بہاری کا سایہ بنات بنات کے سر پر بصد رحمت تھا۔ چنار سر پر نہالوں کے ہاتھ رکھے بہ ہزار شفقت تھا۔ بلبلوں کا چچہانا لوریاں دے کر کودگان گلستان کو آرام کرانا ہزار داستان کا کہانی کہہ کر بہلانا۔ کلیوں کے کمرے نکہت گل کے لیے بھنورے تھے۔ سوسن زبان دراز اشجار کو دیکھ کر پوچھتی کہ یہ کس

کے نونہال ہیں۔ زبان برگ جواب دیتی کہ ہم مادر زمانہ اور زمین کے مائی کے لال ہیں۔ عروس چمن سہاگن بنی تھی۔ اپنی آل و اولاد سے پھولی پھلی تھی زرگل تصدق میں ہر صبح گل چین کو ملتا۔ روز کیا سرو کو ہمیشہ کے لیے آزاد کر دیا تھا۔ شاخوں کا جھومنا لڑکوں کا مچلنا تھا باد صبا کا محبت سے پنکھا جھلنا تھا۔

عمرو کو بران سیر اس گلستان کی دکھاتی بارہ دری کے قریب لائی۔ خواجہ نے اس ایوان کو دیکھا کہ طاق فلک کو رو برو اپنے پشت تر بتاتا تھا۔ دیواروں میں جواہر پچی کیا تھا۔ گنبد آسمان میناروں پر اس کے بلا گردان تھا دالانوں کے آگے چبوترے سنگ مر مر کے بنے سائبان زربفتی ان پر کھنچے اندر دالانوں کے طاق و محراب بیسن محراب ابرواں قصر عالم کو شرماتیں۔

محراب ابرواں قصر عالم کو شرماتیں

عظیم الشان گھر وہ اس قدر تھا
نہیں ہو گا زمانے میں اب ایسا
پڑے تھے ریشمی دالان میں پردے
بہت اچھے بہت بہتر وہ سارے
عجائب نقش مینا رنگ ہر کام
برابر ایک سا آغاز و انجام
گراں قیمت طلائی کار کا فرش
کہ ایسا آنکھ نے دیکھا نہ تھا فرش
جواہر لعل و یاقوت اور گوہر
ٹکے تھے ہر طرف گویا کو اختر
جسے دیکھا وہ تھا قیمت میں یکتا
چمکتا کا حال ان کی میں کہوں کیا

دھری تھیں فرش پر جو کرسیاں اور
نہ ان پر کر سکے انسان کبھی غور
نظر پہلے دم دیدار ہر دم
فزوں تھا برق سے بھی ان کا عالم
گراں قیمت پھر اس کے بعد اک تخت
میسر جس کو ہو اس کے زہے بخت
فراز تخت پر تھا جلوہ گر شاہ
زہے شوکت رہے حشمت زہے جاہ
ہزاروں نازنین ماہ رخسار
کمر باندھے پے خدمت تھیں تیار

خواجہ نے بادشاہ کو دیکھ کر سر بہر تسلیم خم کیا۔ بادشاہ بھی تخت پر سے اتر کر بڑھا خواجہ بہر توصیف وا کر کے ہاتھ پھیلا کر بڑھے اور گوہر ثنا و صفت سر شاہ پر نثار کرنے لگے

رہو باجاہ و دولت تم سلامت
الٰہی تاقیامت تا قیامت
تمہارے لطف نے بندہ بنایا
بہت ہم نے یہاں آرام پایا
نہایت عادل و جرار ہے شاہ
زمانہ خلق و ہمت سے آگاہ
تمہیں شاہنشہ دوراں ہیں کہتے
تمہارے زیر سایہ سب ہیں رہتے

کوکب نے بھی زبان مدارت بیان سے درفشانی فرمائی اور وصف خواجہ میں زبان وا کی اے

شہنشاہ عیاراں عالم زہے احسان آپ کے شکریہ حقیرا ادا کرے کہ

وہ بولا میں فدائے لطف احسان
ہوئے جو آپ میرے گھر میں مہمان
عوض اس کا میں کو سکتا نہیں ہوں
یہ دولت ہے بڑی بدلے میں کیا کروں
مگر خدمت کروں گا گوہوں مجبور
جہاں تک ہو سکے گا تابہ مقدور

یہ کہہ کر ہاتھ میں ہاتھ دے کر لے جا کے تخت پر بٹھایا۔ تا دیر بڑی گرم جوشی سے دونوں نے تپاک ظاہر کیا۔ پھر بادشاہ نے اپنی دختر بران کی طرف دیکھ کر کچھ اشارہ کیا۔ ملکہ مذکور اٹھ کر اس ایوان میں ایک طرف گئی اور بعد لمحہ کے کئی سو کنیزاں بہشتی پیکر حور مثال کشتیاں لیے ہمراہ ملکہ حاضر خدمت ہوئیں وہ کشتیاں بادشاہ نے پیشکش کیں۔ ان کشتیوں میں تحفہ جات طلسم اور جواہر بے بہا اور عمدہ ایسے تھے کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھے تھے۔ تاج اور مالے گوہر آبدار کے تھے۔

پیالہ لعل کا اک قیمتی تھا
زیادہ وہ تھا گرہ بھر سے بھی دل کا
بہت سے موتیوں کی گرد جھالر
درم سے بڑھ کے تھا ہر ایک گوہر
پھر اس کے بعد تھی اک سانپ کی کھال
کہ اس کے فلس کا میں کیا کہوں حال
ریال ان سے بہت کم عرض میں ہے
نہایت خوب اور بہتر تھی وہ شے

اثر اس میں عجب انداز کا تھا
کہ جادو سحر سب باطل تھا ہوتا

مگر اک خشک لکڑی عود کی تھی
بیان کیا ہو سکے تعریف اس کی

خواص اس میں بھی تھے صدہا معین
بدل خواہان جہاں کے دوست دشمن

اسی صورت سے جو تھا اور تحفہ
وہ کچھ کافور کے دانے تھے یکجا

بظاہر ہر سب وہ پستہ کے برابر
نہیں فرق ایک سے تھا ایک ہمسر

بہت سے تاج پر گوہر بہت خوب
نہایت قیمتی بہتر خوش اسلوب

سوا ان کے پیالہ ایک دیکھا
نہیں آتا تصور میں وہ لیکھا

عقیق سرخ کا دل ایک انگشت
نہ آئے کھول کر باندھوا گر مشت

اسی میں ایک تھی تصویر کندہ
کہ جس کو دیکھ کر ہر دل ہو بندہ

کمان و تیر اس کے ہاتھ میں تھے
بھلائے دار اس کو سب کو رستے

یہ تحفہ جات خواجہ کے سپرد کر کے بادشاہ نے بہت کچھ عذر خواہی کی اور کہا۔ "آپ کو میں رخصت نہیں کرتا ہوں۔ بلکہ برائے مقابلہ صنعت بھیجتا ہوں اور آپ ایک دن میں اپنے لشکر میں پہنچ جائیں گے وہاں لڑائی فتح کر کے ہر ایک سے ملاقات فرما کر

ایک رات سے زیادہ نہ رہے گا۔ یہاں چلے آیئے گا اور میں دروازہ اپنے طلسم ظلمات کا کھلوائے دیتا ہوں۔ ہمیشہ اسی سے آمد و رفت رکھیے گا۔ یہ مقام اور طلسم ہو شربا

URDU4U.COM

اس راہ سے ایک ہے۔ اس راہ کو بڑے استحکام سے بانیاں طلسم نے مسدود کیا ہے۔ بغیر میری اجازت کوئی آمد و رفت نہیں کر سکتا۔ شاہ ہو شربا بھی اس راہ سے واقف ہے۔ مگر آ نہیں سکتا۔ اب میں وہ راہ کھولے دیتا ہوں۔ لشکروں کا آنا جانا اسی راہ سے ہوا کرے گا۔ کنیز آپ کی بران ہر وقت ہمراہ رکاب رہے گی۔ میں بھی بمقابلہ بشاہ جادواں آیا کروں گا۔ اب آپ تشریف لے جایئے۔ بسم اللہ دیر نہ فرمایئے۔ وہاں مقابلہ شروع ہو گیا ہو گا۔"

یہ کہہ کر بران سے حکم دیا "دروازہ ظلمات طلسم کا کھلوا کر خواجہ کو طلسم ہو شربا میں پہنچا آؤ۔ تم چلی آنا سرحد تک ساتھ جانا اور ماہی پری زاد اور سلیمان جادو کو لشکر دے کر بصد کروفر آپ کے ساتھ کر دینا۔

ملکہ نے یہ حکم سن کر عرض کیا "مخمور کے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے۔"

ارشاد ہوا "جب راہ لشکر قریب تر ہو گی۔ ان کا جی چاہے۔ یہاں رہیں جی چاہے لشکر میں جائیں۔" ملکہ اس تقریر کو سن کر بہت شاد ہوئی۔

ملا خلعت ہوا رخصت وہاں سے
مبارک باد نکلی ہر زبان سے
بہت راضی ہوا مسرور و خرم
کہا ممنون بدل ہیں شاہ کے ہم
مناسب ہے نہ ہو کم رسم باہم

بہر صورت رہے ہر وقت ہر دم
کہا شہ نے کہ اے عیار ذی جاہ
جو کچھ درکار ہو کرنا پھر آگاہ

کہ طرز دوستی جاری رہے روز
ہمیشہ عید ہو ہر روز نو روز

خواجہ شاہ سے جب رخصت ہو چکے۔ بادشاہ نظر سے غائب ہو گیا اور بران خواجہ کو وہاں لے کر چلی اس باغ سے نکل کر جب یہ اور آگے بڑھی۔ ایک دروازہ رفیع الشان و بلند تر ازباب آسمان نظر پڑا ملکہ نے وہاں پہنچ کر سحر پڑھا کہ آواز تڑاقے کی آئی اور ایک برق چمکی کہ آنکھیں بند ہو گئیں۔ پھر جو آنکھ کھلی کنارے ایک دریائے ذخار کے اپنے تیئں پایا کہ پانی اس کا لطافت خوبی میں باز آب حیوان تھا۔ صفا میں بسان چشمہ خورشید تاباں تھا۔ قریب اس بحر عمیق و بے پایاں کے ایک چار دیواری باغ کی تھی اس باغ کی دیوار پر ایک پتلا سونے کا بیٹھا تھا۔ نشست ہاتھ میں لیے تھا۔ ایک سرا اس کا دریا میں پڑا تھا۔ ملکہ نے بزور سحر خواجہ کو اس دیوار باغ پر برابر پتلے کے پہنچایا اور پتلے سے فرمایا۔ "اے موئے تجھ کو حکم تھا کہ جب تک ماہی پری زاد کو شکار نہ کر لینا بولنا نہیں' تو مجھ کو دیکھ کر ہنسا کیوں ابھی جل جا۔"

اس کلمہ سے پتلے کے بدن میں آگ لگی جل کر خاک ہو گیا۔ ملکہ نے وہ دوڑ آب لے کر کھینچی ایک مچھلی دریا سے نکلی کہ چہرہ اس کا پری اور سارا جسم مچھلی کا تھا وہ صورت زیبا اس کی تھی کہ ماہ سے ماہی تک اس پر جان فدا کرے۔ مردم چشمہ چشم دہرا اس کی یاد میں دریا اشکوں کا بہاتا۔ فلک برج سیمگیں اس پر سے تصدق اتار کر دریا میں چھوڑتا۔ سرطان کا رہنا قمر ترک کر کے اسی کے عشق میں پھرتے پھرتے سریع السیر مشہور ہوا ملکہ مذکور نے اس مچھلی کے نکلتے ہی۔ دوڑ کر ایک جھٹکا مارا کہ وہ مچھلی اونچی ہوئی۔ اس وقت دو پنجے پیدا ہوئے کہ جام زمرد کا ہاتھ میں لیے تھا۔ انہوں نے اس مچھلی کو لے کر جام میں رکھا اور مچھلی نے دم اژدر کی طرح کھینچا وہ دریا سب خشک ہونے لگا۔"

ایک پنجہ نے اس جام پر سر پوش ڈھانک دیا۔ مچھلی بند ہو گئی۔ ملکہ وہ جام ہاتھ میں لے کر خواجہ کی کمر میں پنجہ دے کر اری اور ایک جنگل میں آ کر اتری۔ کوسوں تک وہ صحرا سبزہ زار نظر آتا تھا۔ جناب خضر کا دل وہیں رہنے کو چاہتا تھا۔ ایک جدول آب اس دشت میں تھی۔ گویا صفحہ دشت پر نقرئی جدول کھینچی تھی۔ کنارے اس غدیر کے سبزہ لگا تھا طغرائے خسرو بہار بنام مردمان آبی جاری ہوا تھا جدول آب پر ایک ابر سایہ فگن تھا۔ مے کشوں کی جان وہ بن تھا۔ رندوں کے لیے جیتے جی بہشت کا گلشن تھا ہوائے سرد سے پانی کا لہرانا زلف لیلیٰ کا پیچ کھانا نظر آتا تھا۔ میخواروں کا دل جسے دیکھ کر لہراتا کہ

برسات کے دن تھے ابر کا جوش
سبزے سے زمین تھی پرنیاں پوش
بادل کا ادھر ادھر سے آنا
وہ قوس قزح کا رنگ پانا
کوئل کی وہ کوک مور کا شور
بجلی کی چمک ہوا کا وہ زور
کہتے تھے پپیہے کھول کر جی
ہر شاخ پر بیٹھ کر وہ پی پی
ساقی سحاب نے بصد آب
مینائے فلک سے دی مے ناب

ملکہ نے کنارے اس نہر کے کھڑے ہو کر پکارا کہ سیلان جادو اے باران جادو حکم شاہ کو کب ہے کہ ہمراہ خواجہ عمرو بھر جنگ صنعت و افراسیاب جاؤ۔
یہ صدا دیتے ہی ایک ہی ایک صدائے مہیب آئی۔ وہ ابر زمین پر گر کر لوٹنے لگا اور پانی

میں تلاطم ہوا۔ ابرا اور نہر دونوں ساحر بن گئے۔

ملکہ نے وہ جام مچھلی کا ان کے حوالے کیا کہ وہ جام لے کر پھر زمین پر گر کر لوٹے اور ابرو نہر بن کررواں ہوئے اب ایک نالی بہت باریک مثل خط کے بنتی ہوئی اس پر ٹکڑا ابر کا چھایا ہوا۔ ایک طرف چلا۔ اس کے نیچے نیچے ملکہ اور خواجہ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ ایک پہاڑ کے قریب پہنچے۔ وہاں ٹھہر کر ملکہ نے سحر پڑھ کر دستک دی اور کہا۔ "اے بریں جادو جو کچھ تیاری سواری خواجہ سلامت کی بموجب حکم بادشاہ تم نے کی ہے۔ اس جلوس کو مع لشکر کے لے کر جلد تر حاضر ہو۔"

یہ کہنا تھا کہ درہ کوہ سے کئی سوہا تھی پیدا ہوا۔

کہ سب جلہائے زرین سے آراستہ فیلبان پگڑیاں زنگا رنگ کی سر پر باندھے۔ لباس عمدہ سے پیراستہ پشت فیلان پر عملدار علموں کو جلوہ دیتے آگے بڑھ گئے۔ پھر کئی سو ماہے اور نقارے چاندی سونے کے شترو فیل پر لدے نقارچی چوب ان پر لگاتے ہمراہ ان کے فوج کے باجے کوس شاہی کا غریو چار و انگ عالم میں پھیلا ہوا۔ دنیا کا دل دہلا ہوا ہزار ہا نقارہ ان پر رواں پڑتی نقارہ چرخ کے شق ہو جانے کا اندیشہ ترک فلک کی خوف سے جان نکلتی اسی دھوم دھام سے یہ بھی گزر گئے۔ پھر ایک لاکھ اسی ہزار ساحروں کا اور جادوگرنیوں کا لشکر پیدا ہوا کہ جادوگر وجیہہ و شکیل مرکب ہائے پرند پر بعض سوار بعض کے زیر ران شیر مردم آزار بعض اژدہے پر چڑھے غول ہر ایک جدا جدا بندے ہوئے۔ جھنڈے ہر گروہ کے نئے نئے رنگ کے تھے ساحرہ حسین و کمسن لباس زرتار پہنے ماتھے پر قشقے صندول و سیندور کے لگائے جھولیاں باولہ نگار گلوں میں ڈالے طاؤس ہنس و عقاب پر سوار جدا جدا ان کے جوبن کی بہار و زیور میں لدیں جواہر کی پتلیاں معلوم دیتیں۔ آپس میں چھیڑ چھاڑ کرتیں۔ طرفہ نیرنگ دکھاتیں کنکری کو پہاڑ کرتیں صحرائے پر خزاں میں ظاہر ظاہر بہار کرتیں نکل گئیں۔ پھر ماہی مراتب جلوس سواری سامان تزک اور باد بہاری پیدا ہوا۔ پھر غول نصیباں خوش آواز کا نکلا اور ہرار ہاپیا دل و چوبدار صدائے

URDU4U.COM

طرقوا دیتا گزر گیا۔ پھر چالیس ہاتھی زنجیر بند کئے ہوئے ان پر تخت گوہر آگیں اور طاؤس ہر پایہ پر اس کے جواہر کے بنے ہوئے ظاہر ہوئے ہمراہ ان فیلان فلک شکوہ کے ساٹھ ہزار جوان سہراب وقت و اسفند یار زمانہ تھا کہ ہتھیار ہر ایک تن پر سجے ارچی بنے مرکب ہالے تازی پر سوار اپنے چھلبل دکھاتے۔ مونچھوں پر تاؤ دیتے ہر ایک سے نوک جھونک کی لیتے کڑیاں زرہوں کڑکتیں اسلحہ کی چقا چاق کا شور بلند ہر ایک باغ شجاعت نہال ارجمند سب سامنے ملکہ پہنچ کر ٹھہر گئے۔

ملکہ بران نے لباس شاہی اور قبائے فرمانروائی سے خواجہ کو آراستہ فرمایا تاج عطیہ شاہ کوکب سر پر دکھا کہ جس کا ہر ایک شہنشاہ محتاج تھا۔ قبائے خسروی کہ جس کا ہر تار خراج ہفت اقلیم کہنا چاہیے جسم میں نہ پائی اکے بازوؤں پر اور مالے گلے میں پہنائے اور یاد دلایا کہ ان تحفہ جات عنایتی شاہ موصوف سے یہ کام لینا اور ایک رات سے زیادہ وہاں نہ رہنا چلے آنا۔ اور جب آنے کا عزم کرنا ایک مرکب میں تمہیں دیتی ہوں۔ اس پر سوار ہو کر کہنا مجھے طلسم نور افشاں میں لے چل۔

وہ مرکب راستہ طلسم آگاہ ہے۔ تمہیں لے آئے گا۔" یہ کہہ کر کچھ سحر پڑھا ایک گھوڑا سازو یراق مرصع سے آراستہ طرارے بھرتا خوش فعلیاں کرتا درہ کوہ سے ظاہر ہوا۔ خرام ناز اپنا معشوقان خوش رفتار اس پر سے تصدق کرتے بال کی بٹی ہوئی کا کل پر زلف پرخم کی پھانسی لگا کر مرتے۔ کیا کیا صفت اس پر اسپ جہاں پیما کی بیان ہو۔ سمند قلم عرصہ مدحت طے کرنے میں لنگ ہے شبدیز زبان کا میدان میں چلنے سے عرصہ تنگ ہے۔

اس مرکب کو ایک پتلا سحر کا شاطر بنا ہوا گلسار پر لگائے گھوڑا دہانے سے کھیلتا جا کر قائز کے سامنے لایا۔ ملکہ نے وہ مرکب کوتل خواجہ کے ساتھ کر دیا پھر کچھ سحر کیا۔ ایک تخت پر ملکہ مخمور کو سوار کیے ایک پتلا لایا اس نے یہاں لشکر اور خواجہ کی روانگی کا سامان دیکھ کر ہوش اپنا کھویا۔ پھر ملکہ کے گلے مل کر رخصت ہوئی ملکہ نے خواجہ کو ہاتھ پکڑ کر ہاتھوں کو بٹھاوا کر تخت طاؤسی پر سوار کیا۔ ان کے سوار ہوتے ہی ہزار

ہا کرنا اور شہا کو دم ملا۔ تمام لشکر کے باجے ایک بار بجے کہ گوش فلک کر ہوا۔ ناقوس و گھنٹے ساحروں میں بجے روح جمشید و سامری زیر زمین کانپ گئی۔ غلغلہ محشر برپا ہوا۔

URDU4U.COM

سواری آگے بڑھی۔ اس وقت نعرہ ہوا کہ منم بحرین جادو۔

اب جو دیکھا تو ایک ساحرہ تخت پر سوار درہ کوہ سے ظاہر ہوئی کہ وہ حباب ہاتھ میں لیے تھی۔ اس کے آنے کے بعد سیر و بنگاہ لشکر پیدا ہو کر آگے بڑھی اور بارگاہ فلک فرسا اژدھوں پر لدی خواجہ کے لیے آئی۔ پھر شتر و فیل عرادوں پر اسکیپن چوبے خیام لشکریاں وغیرہ لیے ہوئے آئے۔خواجہ کو قلب لشکر میں فوج نے کر لیا۔ ڈنکا بجا اور یہ سامان بہ عظم و شان آگے بڑھا۔ اس وقت بران جادو ابرنبا ہوا سر پر سایہ فگن تھا اور سیلان جادو دریا بنا ہوا برابر اس لشکر کے رواں تھا۔ لشکر پر عجب طرح کا جوبن تھا۔ ہر دلاور صف شکن تھا کہ

فراز تخت پر جب شاہ آیا
پئے تسلیم سب نے سر جھکایا
سلامی کے لیے توپیں ہوئیں سر
بجا نقارہ رخصت برابر
بڑھا جب وہ شاہ ایک سو
بجا نقارہ رخصت برابر
بڑھا جب وہ شاہ ایک سو
اسی جانب کیا ہر خیل نے رد
گھٹا اٹڈی ہوئی تھی آسمان پر
سیاہی سی تھی رخسار جہان پر
گرج بادل کی بجلی کی چمک تھی
کہیں آتش کے شعلوں کی لپک تھی

چلا القصہ وہ لشکر بصد جالی
ہوئی تاریک ابر سحر سے راہ

ملکہ بران نے بعد سوار ہونے خواجہ کے کہا۔ "اے مہر سپر عیاری تمہیں خدائے کریم کے سپرد کیا۔ اللہ یار و مددگار ہے اور لڑائی فتح کیجئے۔"

یہ کہہ کر نظر سے غائب ہو گئی اور سواری آگے بڑھی کچھ دور چل کر تاریکی میں گذرا ہوا۔ ظلمات طلسم کی راہ ملی۔ وہاں ہاتھ کو ہاتھ نہ بجھائی دیتا تھا چشم دہر بالکل بے نور روشنی وہاں سے بالکل کافور لشکر اس اندھیرے میں اس طرح رواں تھا کہ جیسے روشنی میں چلتا تھا۔ خواجہ کا مگر دم خفا ہوا بہت پریشان ہو کر ہر سمت آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگا آخر پکار کر کہا۔ "یارو کچھ سوجھتا نہیں۔ یہ بران نے مجھ کو کس مصیبت میں پھنسایا۔"

اتنا کہنا تھا کہ ایک آواز تڑاقے کی آئی اور بروئے ہوا ایک چاند طلوع ہوا۔ جس نے تمام دنیا روشن کر دی۔ خواجہ نے دیکھا کہ اس چاند سے چہرہ نورانی اس ماہ منیر آسمان ساحری فلک افسوں گری کہ مہر روشن یعنی بران شمشیر زن کا دیا اور اس نے نعرہ کیا "منم بران شمشیر زن خواجہ گھبرانا نہیں۔ میں آپ کے ساتھ ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ چاند مثل ایک خط کے لبان شعاع نیر اعظم ہو گیا۔ اور وہ لکیر جدول آب نور ہو کر دور تک رواں ہوئی۔ پھر تو وہ راہ باسانی طے ہوئی اور کچھ دیر میں تاریکی سے نکل کر طلسم ہو شربا میں داخل ہوا اس وقت وہ لکیر سمٹ پھر قمر کی صورت ہوئی اور اس میں سے صدا آئی "خواجہ تو میں آپ کے ساتھ تھی۔ مگر اب رخصت ہوتی ہوں۔ خدا حافظ و ناصر۔ یہ طلسم ہو شربا ہے۔ آئے آپ کا لشکر آپ کو ملے گا۔"

یہ کہہ کر وہ قمر بھی نظر سے نہاں ہوا۔ خواجہ کو شور و غوغا لڑنے والوں کا سنائی دیا کچھ دور اور جو بڑھے لشکر مہ رخ نظر پڑا۔

دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہے۔ اب یہ نوبت پہنچی ہے کہ پڑاؤ پر آ کر فوج مسلمانان پہنچی

ہے۔ مگر یہاں بھی کوئی صورت بچنے کی نہیں ہے۔ کل لشکر تو بھاگتا پھرتا ہے۔ آسمان پر سے پتھر برس رہا ہے۔ خیمہ و بارگاہ سب برباد ہیں۔ ہزار ہا لاش پڑی ہے۔ فرش مردوں کا بچھا ہے۔ جو لوگ کہ زندہ ہیں ان کو پیام مرگ پہنچ رہا ہے۔ سر ہر ایک کا شل دل میں مرنے کا قلق ہے صنعت کی تلوار چل رہی ہے۔ شعلہ تیغ سے کرمن ہستی جل رہا ہے۔

یہ حال دیکھتے ہی خواجہ کو تاب نہ رہی تخت اپنا آگے بڑھایا۔ ادھر مہ رخ وغیرہ نے جو ابر سحر آتے دیکھا اور نیلا نشان لشکر پر جو نگاہ کی جان نکل گئی۔ سمجھی کہ افراسیاب نے اور لشکر بھیجا۔ بس ہر ایک گھبرا کر پکارا "انا اللہ وانا الیہ راجعون بس اب خاتمہ ہے۔"

برق فرنگی نے کہا۔ "بے شک اب سب مارے گئے۔ اے ملکہ ذرا تامل کرو میں خبر لاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر آگے بڑھا اتنے عرصے میں عمرو نے لشکر میں پہنچ کر نعرہ کیا "انا عمرو بن امیرہ ضمری۔" برق نے جو یہ نعرہ استاد کا سنا اور روئے زیبائے خواجہ دیکھا۔ شادان و فرحاں کلا وہ اچھالتا دوڑا اور ملکہ مہ رخ سے کہا۔ "مبارک ہو طلسم نور افشاں سے خواجہ سلامت تشریف لائے۔ یہ لشکر انہیں کا ہے۔"

یہ سن کر ہر ایک سردار کے جسم میں روح رفتہ پھر آئی اور بسبب ابر سحر کے فوج بھاگ نہ سکتی تھی ہر سمت جان بچاتی پھرتی تھی۔ یہ مژدہ عیاروں نے دوڑ دوڑ کر ہر ایک کو پہنچایا۔ پھر تو جملہ فوج پھری۔

اتنے عرصہ میں خواجہ نے ایک گوہر نکال کر جانب ابر سحر صنعت مارا کہ وہ ابر گرگڑا کر لشکر مہ رخ پر سے ہٹما اور صنعت کی فوج پر جا کر پتھر برسانے لگا ساحرہ مذکور گھبرائی اور سحر پڑھا کہ وہ ابر دھواں ہو کر جاتا رہا۔ خواجہ نے اور ایک تحفہ کو کب کا دیا ہوا یعنی وہ چوب عود مثل نارنج چرخ دے کر صنعت پر ماری صنعت بہت جلد زمین میں غرق ہو گئی۔ ورنہ سحر اڑ جاتا۔

خواجہ نے مہ رخ کو للکارا" ہاں لینا اس قحبہ کو۔"
اس اثنا میں صنعت زمین سے نکلی۔ فوج ایک لاکھ اسی ہزار تیغہ ہائے سحر و حربہ ہائے دیگر پکڑ کر اس پر چلی۔ سب نے نعرہ کیا "منم غلامان خواجہ عمرو۔"
یہ نعرہ سن کر عیاروں اور مہ رخ کے لشکریوں کو جوش محبت ہوا۔ ہر ایک پکارا "ہم غلام عمرو ہیں۔"
یہ نعرہ کر کے ہر ایک جو صنعت پر گرا۔ اس نے ایک گولہ فولادی تاک کر خواجہ پر مارا۔ خواجہ نے وہ جام جس میں تصویر بنی ہوئی تھی نکال کر سامنے کر دیا اس تصویر نے اف جو کی گولہ سرد ہو کر گر پڑا اور فوج نے صنعت کو آ لیا۔ اس کا لشکر بھی آ گرا۔ پھر تو یہ رزم کی صورت تھی کہ

بہم چلنے لگی شمشیر خونریز
لڑائی کی تھی کیفیت بہت تیز
صدائے قتل نے ہر سو کیا شور
دکھایا موت نے ہر فرد کو زور
ہوئی جینے کی دشمن کو بہت یاس
ہوئی مشکل کشیدن چند انفاس

صنعت نے جوش غضب میں آ کر زمین پر دوہتڑ مارا فوراً زمین شق ہوئی اور ایک ساحر کو یہہ منظر و سیہ فام زمین سے نکلا کہ ایک پولا خش کا ہاتھ میں لیے تھا۔
صنعت نے اس کو دیکھ کر ہاتھ اونچے کیے۔ اس ساحر نے وہ پولا اپنے منقل آتشیں سے جلا کر سامنے لشکر عمرو کے پھینکا۔ اس کے گرنے سے دریائے آتش جوشاں و خروشاں ظاہر ہو کر چلا۔ لشکر مہ رخ لڑنے سے رکے اور پناہ بے خالق ذوالجلال لے گئے۔ موجیں اس بحر کی تابہ کرہ نار جاتی تھیں۔ فلک اپنے پرانے چھونپڑے کو بچانے کی فکر میں

تھا۔ شعاع آفتاب کے تنکے جل جاتے تو عجب نہ تھا۔ وہ کون سا اس بحر کا شعلہ تھا جو پر غضب نہ تھا۔

عمرو نے دیکھا کہ کوئی دم میں سارا لشکر میری جانب کا جل جائے گا۔ پس اسی وقت اس نے بھی ہاتھ اونچے کئے فی الفور دو ساحر پیدا ہوئے کہ ہاتھ میں کاسہ زمرین رکھے تھے۔ اور سونٹا بھی لیے تھے۔

ایک ساحر نے اس جام پر سونٹا مارا کہ جام ٹوٹا اور ایک مچھلی پری چہرہ تڑپ کر سامنے گری اور مچھلی نے حباب منہ سے چھوڑے کہ وہ حباب پھوٹ کر پانی ہوئے اور وہ پانی ایسا بڑھا کہ دریائے قہار بہنے لگا۔ وہ مچھلی تڑپ کر اس بحر عمیق میں گئی۔ پھر تو وہ دونوں ساحر نعرہ کر کے منم سیلان و باران جادو غائب ہو گئے اور دریا میں سے نعرہ ہوا کہ منم ماہی پری داد اور آسمان پر سے پانی برسنے لگا۔

زمین پر وہ بحر رواں ہوا پھر تو دریائے آتشِ ساحرہ بجھنے لگا ہر چند وہ سحر کرتی تھی۔ کچھ نہ ہوتا دونوں بحر یعنی آتش و آب مل گئے تھے۔ پانی جو گرم ہوا تھا بھاپ اٹھتی تھی۔ دریا بھی صنعت کی طرح شیخی بگھارتا تھا۔ ابر چھایا ہوا تھا۔ مینہ موسلا دھار برساتا تھا اہل اسلام جو درگاہ خدا میں روئے تھے انہوں کے اشکوں کی طغیانی تھی کہ

کون یہ روز ازل رویا تھا نالاں ہو کر
اشک ہر سال برستے ہیں جو باراں ہو کر
آپ کی جانیں حقیقت کو مرے رونے کی

دم بھر میں وہ طغیانی آب و باراں ہوئی کہ طوفان جناب نوح بھی ایسا نہ ہو گا مالک برو بحر نے بمصداق دعائے نوحہ کنند گان لشکر کہ رب لاتذر علی الارض من الکافرین و یارا کشتی جان ساحران صنعت عرق عرق فرمائی اور بمقتضائے آیہ کریمہ و فجر نافیہا من العیون زمین و آسمان کے پرنالے کھول دیئے۔ ایک ایک موج اس بحر سحر کی پہاڑ سے

اونچی جانے لگی۔ فلک اس قلزم عمیق کا ایک حباب تھا۔ عالم عالم غرقاب تھا۔ چشمہ خورشید سے یقین تھا۔ وہ یم لے پایاں مل جائے۔ ساکناں عالم بالا کو تلاش ہوئی کہ ناؤ اور جہاز آئے۔

URDU4U.COM

اس وقت وہ دریائے آتش سب بجھ گیا اور تمام لشکر صنعت میں وہ پانی پہنچا۔ ساحر غوطے کھانے لگے۔ ہر چند سب نے سحر کیے لیکن پانی کم نہ ہوا۔

صنعت نے پیچھے ہٹنا شروع کیا اور کئی ہزار جادوگر سر پر اس کے سپریں سحر کی سایہ کیے تھے کہ اس پر مینہ نہ پڑتا تھا مگر جب لشکر میں دریا کے بڑھنے سے تلاظم ہوا۔ اور کسی طرح کنارہ نجات کا ساحروں کو نظر نہ آیا۔ جان بچا کر کنارے اس بحر کے بھاگے اور ہزاروں غرق دریائے سحر ہوئے۔ اس وقت عمرو نے زیر تیغ رکھ لیا۔ ایک دریا سحر کا جاری تھا۔ دوسرا خون کا جاری ہوا۔ ساحر تیغ کے گھاٹ اترنے لگے۔ دریا میں جو ڈوب کر اچھلتے تھے۔ سویں مگر و نہنگ اچھلتے معلوم دیتے تھے دریا بھی بینڈھے لڑ رہا تھا۔ ہر سمت ایک تلاطم پڑا تھا لشکر عدو یا تو سرکش تھا بھیگ کر ایسا دبا کہ بھیگی مرغی ہر ایک بشر ہوا۔ وہ مار گھسان کر ہوئی کہ ایک لشکر دشمن سے زندہ نہ بچا۔ وہ برق کو کوندنا پانی کا برسنا دریا کا بہنا بیروں کا غل کرتا نارنج ترسول تیغ سحر کا چلنا پناہ بخدائے قہار ذکر کرنے سے اس وقت کے خوف ہوتا ہے۔ ہنگامہ قیامت بھی ایسا نہ ہو گا۔ تلواروں کی لہریں تھیں۔ سپریں سنگ پشت بن گئیں۔ تیروں کا مینہ برستا تھا۔ ہر ایک جان بچانے کو ترستا تھا۔ یہ حال تھا کہ

عجب وہ دشت ہیبت زا ہوا تھا
کہ جس میں اس طرح تھا قہر برپا
اٹھی تھی ہر طرف سے ایک بدلی
جسے دیکھے سے رنگت سب کی بدلی
گھری وہ ہر طرف سے سب پہ یکبار

URDU4U.COM

قدم اٹھنا ہوا اس وقت دشوار
نہ وہ جرات نہ وہ ہمت نہ وہ زور
زمین و آسمان سے اک اٹھا شور

عرض کہاں تک عرض حال کروں کچھ لشکر بھاگ کر جانب لشکر برق گیا اور مہ رخ کو لوگ بمنت تمام کھینچ کر کہ "اے ملکہ ایک دن کے سو ساٹھ دن پھر سمجھ لیجئے گا۔ میدان سے ہٹائے گئے۔ یہ ہزیمت خوردہ نالاں و گریاں بھاگ کر جان بچائے گئی۔ لشکر مہ رخ میں نقارے فتح کے بجے باقی ماندہ لشکر پڑاؤ پر گیا۔

برق و سب عیار مہ رخ جملہ سرداراں کے خدمت عمرو میں آئیں تسلیم بجا لائیں۔ خواجہ بھی تخت پر سے اترے ہر ایک کو گلے لگا اپنے لشکر کو اترنے کا حکم دیا۔ لشکر مہ رخ سے ملحق ہو کر لشکر خواجہ کا اترا۔ وہ ابر گھٹ کر ایک لکہ بن گیا اور دریا بھی چھوٹا ہو کر مثل نہر کے بہنے لگا۔ ماہی پری زاد اسی دریا میں رہی خواجہ کے لیے بارگاہ اس لشکر میں جو ساتھ آیا ہے برپا ہوئی ملکہ مہ رخ نے کہا قدیم لشکر میں تشریف لے چلیے وہاں سب منتظر قدم بوسی ہیں خواجہ نے کہا۔ "مجھ کو ابھی پھر کوکب کے پاس جانا ہے۔ ایک رات کی مہلت ملی ہے۔"

مہ رخ بجد ہوئی آخر خواجہ اپنے لشکر قدیم میں آئے اور پہلے خیمہ تشکیل میں جا کر ملکہ بہار کو بیہوش پا کر ساغر عطیہ شاہ کوکب میں پانی بھر کر چھینٹا مارا کہ ملکہ مذکور ہوش میں آئی اور خواجہ نامدار سے اٹھ کر ملی۔ پھر وہاں سے بارگاہ شاہی میں آ کر ملے

جلسہ جم گیا ہر ایک دیدار فیض آثار خواجہ نامدار سے مسرور و شاد تھا۔ کا شانہ خاطر پریشان آباد تھا کچھ لمحہ یہاں ٹھہر کر خواجہ اٹھے اور سب سرداروں کو ساتھ لے کر اس بارگاہ کی طرف جو ساتھ لائے ہیں روانہ ہوئے۔ یہاں آ کر جو دیکھا تو دریائے سحر جاری ہے ماہی پری زاد غرق دریا ہے۔ خیمہ و بارگاہ لشکریوں نے آراستہ کیے ہیں۔ چار پانچ کوس تک لشکر اترا ہوا ہے۔ قناتیں اور سرا پردے جواہر دوز ہیں۔ ہر ایک نمگیرے

میں جھالر سلک گوہر کی ہے۔ خواجہ کے لیے جو بارگاہ نصب ہوئی وہ بھی جواہر کی ہے اور اندر اس کے دنگل اور کرسیاں یاقوت اور زمرد کی گستردہ ہیں۔ صحن بارگاہ میں جال موتیوں کا نمگیرہ کی طرح کھینچا ہے۔ اس کے نیچے تخت الماس کا لگا ہے۔ ایک طرف سنہری ایک سمت رو پہلی ہے دکاندار لباس اسی رنگ کا پہنے تھے۔ چھڑکاؤ ہو رہا تھا۔ دھوم دھام ہر طرح کا اہتمام تھا۔ خواجہ مہ رخ و بہار و نافرمان غیرہ کو لیے داخل بارگاہ ہوا اور ہر ایک کو کرسیوں پر بٹھایا۔ مہ رخ کو تخت پر متمکن کیا آپ بھی جلوہ فرما ہوا۔ عیار بھی ساتھ آئے ہیں وہ سب مقام بہتر پر بیٹھے۔ ناچ سامنے ہونے لگا۔ شراب کا پیالہ گردش میں آیا خواجہ نے برق و قران و ضرغام و جانسوز کو خلعت دیا اور بہت کچھ تعریف ان کی فرمائی "مرحبا شاباش خوب خوب تم نے عیاریاں کیں۔ حقیقت میں یہ گھاتیں مجھ کو بھی نہ سوجھتیں۔ تم نے میری عزت رکھ لی حق تعالیٰ اگر شاگرد اور فرزند عنایت کرے تو مثل تمہارے مجھ کو دمبدم کی خبر تمہاری پہنچتی تھی۔"

غرض بعد دلجوئی عیاراں طلسم کوکب کا حال عمرو بیان کرنے لگا۔ بران کا خلق اور خاطر داری کرنا طلسمات کی سیر وہاں کے عجائبات سب بیان کیے۔

اس وقت مہ رخ نے کہا۔ "خواجہ یہ سب کچھ ہے۔ مگر افراسیاب بڑا زبردست جادو گر ہے ہماری تو خدا نے آج تک تمہارے تصدق سے عزت رکھی۔ اب دیکھیے کیا ہو۔"

عمرو نے بجواب اس کے ہنس کر کہا۔ "اے ملکہ شہنشاہ کوکب کے مقابل میں افراسیاب کی کچھ حقیقت نہیں خیر بروقت جنگ دیکھ لینا کہ کون زبردست ہے۔"

مہ رخ نے کہا۔ "آپ سچ فرماتے ہیں۔ اب پروردگار اس صنعت حرامزادی کے شر سے ہم کو بچائے عمرو نے کہا۔ "اس کا تو بہت جلد خدا نے چاہا تو انتظام ہو جائے گا۔"

یہ کلمہ سن کر برق عیار ہنسا۔ عمرو نے اس کے ہنسنے سے کہا۔ "اے فرزند ہم جانتے ہیں کہ تم اس قحبہ صنعت کو مار ڈالو گے۔ برق نے کہا۔ "یہ سب آپ ہی کی جوتیوں کا تصدق ہے۔

فی الجملہ یہاں تو ہر طرح کا ذکر و اذکار ہو رہا ہے۔ ہر شخص داد عشرت دیتا ہے لیکن

لشکر حیرت کا حال سنئے کہ آمد خواجہ کی خبر اس لشکر میں بھی منتشر ہوئی۔ عیار بچیاں صرصر اور صبا رفتار پہلے بھی بلا کر ڈانٹی گئی تھیں کہ تم سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ عیاران اسلام کا رہائے نمایاں کرتے ہیں۔ بس عتاب شاہ طلسم کا دیکھ کر عیارنیاں فکر عیاری میں تھیں۔

اس وقت غلغلہ آمد خواجہ کی خبر سن کر بہت فکر مند ہوئیں کہ بادشاہ اور زیادہ اب خفا ہو گا لازم ہے کہ جلد کوئی عیاری کر کے غضب بادشاہ سے بچنا چاہیے۔

پس صرصرا دل تو دوڑ کر لشکر عمرو میں آئی۔ وہاں بہت ساحرہ افسرہ لشکر ہر مقام پر اتری ہوتی تھی ان میں سے ایک جادوگرنیوں صورت صفحہ خیال پر منقوش کر کے اپنے خیمہ میں لائی اور رنگ و روغن عیاری سے لگا کر اس ساحرہ کی صورت پر اپنے تئیں درست کی۔ یعنی مانگ میں سفید ور بھرا قشقہ ماتھے پر کھینچا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک حسن پر فرمان خرو انجم جاری ہوا ہے۔ ٹیکہ ماتھے پر لگایا تھا حسن کا ٹیکا اسی کے سر تھا۔ کانوں میں بالے ڈالے۔ رخسار پر ان کے حلقے پڑے تھے چاند کے رد ہالے تھے روئے تاباں غازہ گلگو نہ لگا کر ایسا خوبصورت بنایا کہ فلک طبق بھر کر گوہر انجم بہر نثار لایا۔ چشم فتان میں سرمہ کی تحریر شہر حسن پر آشوب فتنہ پردازی کی تدبیر مختصر یہ کہ اس جلوہ حسن کے حسب حال یہ قول شاعر بے مثال کا بہت لاجواب ہے کہ

جامہ زیبی کی ادا سرو صنوبر میں نہیں
کون ایسی بات ہے جو حسن دلبر میں نہیں
آب و تاب ایسی فلک کے کوئی اختر میں نہیں
وہ جواہر ہی نہیں جو تیرے جھومر میں نہیں
دھوم ہے اے یار تیرے حسن دہر آشوب کی
خوبصورت کوئی ایسا ہفت کشور میں نہیں
جانتا ہے جس نے جھوٹا ان کا پانی پی لیا

ایسی شیرینی تو اب حوض کوثر میں نہیں
نقش پائے یار کو تعویذ تربت کیجئے
آئینہ اس طرح کا گور سکندر میں نہیں
قدر کھوئیں گے جواہر کی لب و دندان یار
رنگ ایسا لعل میں اور آب گوہر میں نہیں

جب اس سج دھج سے آراستہ ہو چکی چار سو کنیزاں گل پیرہن رشک چمن کو موافق پیرہن ساحرہ ہمراہی خواجہ پر فن کے لباس زیور سے درست کرا کر اپنے خیمہ میں سے نکل کر پہلے صحرا میں آئی پھر ایک ایک بطور مخفی متفرق ہو کر داخل لشکر عمر و ہوئیں اور اسی طرح صبا رفتار بھی جادوگرنی بن کر لباس اور گہنے سے پیراستہ ہو کر لشکر میں آئی۔"

○○○

• خواجہ عمرو

لشکر عظیم و شان و جاہ و جلال دیکھ کر ان کو بڑی حیرت ہوئی۔ آخر صرصر تو اندر بارگاہ کے چلی اور صبا رفتار دربار گاہ پر استادہ ہوئی۔ یہاں جو صاحب دربان تھے وہ سب طلسم کوکب سے آئے ہیں کسی کو پہچانتے نہیں۔ وہ سمجھے کہ ملاقات کو خواجہ کی مہ رخ کے لشکر سے ساحرہ آئی ہیں پس یہ سمجھ کر صرصر کو منع نہ کیا اور وہ مع چار سو کیز کے اندر بارگاہ کے آئی۔ یہاں سرداروں کا ہجوم تھا مبارک باد دھوم خواجہ تخت الماس پر جلوہ گستر۔

URDU4U.COM

خلاصہ یہ کہ بڑا کروفر یہ عظمت دیکھ کر اس کو حیرت ہوئی اور دل سے کہتی تھی کہ یہ بے شک طلسم فتح ہو گا۔ ان عیاروں کا بڑا رتبہ ہو گا۔ اسی اندیشہ میں یہ ایک جگہ ٹھہر کر گھات میں لگی کہ خواجہ کو بن پڑے تو پکڑ لے جاؤں۔ ادھر تو یہ فکر میں تھی اس طرف خواجہ نے باتیں کرتے جو گردن اٹھائی۔ سامنے ایک ساحرہ حسینہ و جمیلہ کو مع چار سو نازنیناں پری طلعت کے استادہ پایا۔
ازبسکہ خواجہ بے نظیر عیار ہیں۔ بنگاہ اول یہ پہچان گئے کہ صرصر شمشیر زن ہے چنانچہ اس کو پہچان کر اس طرح ادھر سے آنکھ چرائی۔ گویا دیکھا ہی نہیں۔ مہ رخ سے مخاطب ہو کر باتیں کرنے لگا۔ اس عرصہ میں صرصر ادھر ٹہل کر کتراتی ہوئی پشت پر عمرو کے آئی۔ عمرو کو تو خیال لگا ہوا تھا۔ اب جو سامنے اس کو نہ دیکھا۔ پیچھے مڑ کر نگاہ کی صرصر نے اس کے دیکھنے سے خیال کیا کہ شاید مجھ کو یہ پہچان گیا۔ پس راہ کترا کر فوراً مثل باد صرصر کے دوبارہ گاہ پر پہنچی۔ وہ ٹھیر کر سوچی کہ تجھ کو اگر وہ دیکھتا تو لینا لینا کاغل پر جاتا معلوم ہوتا ہے کہ یونہی پھر کر اس نے دیکھا تھا تو ناحق بھاگ آئی۔ یہ سوچ کر پھر کری اور دنگل کے پیچھے سے ہو کر پس پست خواجہ آئی۔ عمرو نے پرچھائیں پھر دیکھی۔ سمجھا کہ صرصر پھر آئی۔ لیکن اب جو پھر کر تم

نے دیکھا تو وہ بھاگ جائے گی۔ بہتر یہ ہے کہ عیاری کر کے گرفتار کر لو۔ یہ تجویز کر کے بنظر خیال اس جگہ کو خوب ذہن میں کر لیا کہ جس جگہ صرصر کھڑی تھی اور آپ جس طرح بیٹھا تھا اسی طرح بیٹھا۔ اور ہزار جادوگر حاضر تھے ان کی جانب مخاطب ہو گیا اور ایک زانو تخت پر جو تکیہ لگا تھا۔ اس پر رکھ لیا اور ایک گھٹا استادہ کر کے بیٹھا۔ اس لیے معلوم ہو خوب غافل ہے۔ پس اس طرح کی غفلت دے کر بیٹھے بیٹھے جسم کو ہلکا کر کے پچھلے دھڑ سے پیچھے کی جانب ایسی جست کی کہ صرصر کے اوپر ہی آیا۔

صرصر سنبھل کر چاہتی تھی جست کرے۔ اس نے کمند آصفہ باصفا ماری کہ وہ الجھ کر گری۔ یہاں تو یہ ہنگامہ ہوا۔ ادھر قران کرسی پر اٹھ نہیں معلوم کیا سوچا کہ دروازہ بارگاہ پر دوڑ گیا۔ صبا رفتار کھڑی تھی۔ اس نے کچھ نہ کہا نہ سنا۔ آتے ہی کمند اس کے ماری وہ صورت بدلے کھڑی تھی۔ جانتی تھی کہ مجھ کو پہچاننے کا کوئی نہیں اس کے کمند میں اسی غفلت کی وجہ سے الجھ کر گری۔ اس نے گود میں اٹھا لیا اور اندر بارگاہ کے لایا۔ یہاں جب عمرو نے صرصر کو اسیر کند کیا تو اس کے ساتھ کی ار سو کنیزیں کہ سب عیارہ اور ساحرہ تھیں لینا لینا کہہ کر دوڑیں لیکن یہاں ہزاروں ساحر تھا۔ سب ٹوٹ پڑے اور ہاتھوں ہاتھ سب کو اسیر کر لیا۔ عمرو نے کہا ایک لونڈی میری بھاگ گئی۔ آج ہاتھ لگی۔" یہ کہہ کر صرصر کو گود میں اٹھا لیا اور رخسار پر رخسار رکھ کر کہا۔ "جانی میرے آنے کی خبر سن کر مجھے دیکھنے آئی تھی۔" صرصر نے کہا۔

"ارے موئے میں تجھ کو کیا آگ لگانے آتی۔ اے عمرو واسطہ اپنے ایمان کا مجھ سے ایسی باتیں نہ کر۔ میں شہنشاہ کے یہاں سے نکال دی جاؤں گی اور ارے بے غیرت تجھ کو شرم نہیں آتی کہ سب کے سامنے مجھ کو پیار کرتا ہے۔"

عمرو نے کہا۔ "اے پیاری عشق میں غیرت پانی پانی ہو کر بہ جاتی ہے۔"

صرصر نے کہا۔ "میں تیرے عشق میں جھاڑو پھیروں موئے خدا کرے تیرا منہ سڑ جائے جیسے تو نے مجھے پیالہ کیا ہے۔"

عمرو نے کہا۔ "اب میں یہاں تو ایک ہی رات رہوں گا۔ تجھ کو طلسم کو کب میں بھیج دیتا ہوں۔ کل میں بھی آؤں گا۔ تیرے ساتھ مزے اڑاؤں گا۔ پھر جب یہاں آؤں گا تو ساتھ لیتا آؤں گا۔"

URDU4U.COM

صرصر نے کہا۔ "تیرے مزے کو جھلسا کیا میں ناٹھی نگوڑی ہوں جو تو مجھ کو وہاں بھیجے گا۔ خدا میرے شہنشاہ ایسے وارث کو سلامت رکھے۔ تیر کیا منہ ہے جو تو مجھ کو بھیج سکے۔"

عمرو نے اس کو گرفتاری کر کے سامنے بٹھایا اور صبا رفتار کو مہتر قران لایا۔ یہ دونوں قید ہو کر بیٹھیں اور عمرو نے ایک سردار اپنے ہمراہیوں میں سے تجویز کر کے حکم دیا اے ہمائے خوش چشم جادو تم اس عیارہ کو طلسم نور افشاں میں لے جاؤ۔"

صرصر یہ حکم سن کر گھبرائی اور گویا ہوئی "اے عرمو میں اس طلسم میں جا کر وہ عیایا کروں گی کہ تیرا سب کھیل بگاڑ دوں گی۔ شاہ کوکب تجھ کو نکال دے گا۔"

عمرو نے کہا۔ "تم مہلت کب پاؤ گی۔ میں دن رات اپنے پہلو میں تجھ کو رکھوں گا۔ میرے تیرے اقرا یہی تھا ایک دن مقابلہ ہو گا جو زیر ہو گا وہ اپنے غالب کی اطاعت کرے گا۔ اب میں تجھ کو زیر کر چکا تجھ کو کنیز بناؤں گا۔ صرصر گالیاں دینے لگی عمرو مضحکہ کرنے لگا۔

یہاں تو یہ سامان عشرت ہے لیکن حال افراسیاب سنئے کہ صنعت کو اجازت حرب دے کر آپ بیاباں نرگس دار ہے باغ سیب میں گیا اور وہاں سے پانچ چار پتلے روانہ کیے کہ خبر جنگ مجھ کو لا کر دیں۔ پتلے آئے اور صبغت نے جب شکست کھائی تو وہ پتلے خبر لے کر شاہ طلسم کے پاس گئے اور پکارے کہ بڑا ستم ہوا وہ مار ڈالیں گے "بادشاہ سمجھا کہ مہ رخ کو یہ کہتے ہیں کس لیے کہ پہلے سے کہہ رہا تھا صنعت نے سب کو غارت کر دیا ہو گا۔"

غرضیکہ پتلوں سے پوچھا "ارے کون مار گیا انہوں نے کہا۔ "حضور صنعت سے جا کر لڑائی فتح کی تھی۔ مہ رخ و بہار زخمی ہوئی تھیں۔ لشکر سارا تباہ و برباد ہو گیا تھا۔ بارگاہیں

جل رہی تھیں کہ عمرو عیار طلسم کوکب سے آیا۔ لشکر فراواں ساتھ لایا۔ اس نے یقین ہے کہ صنعت کا کام تمام کیا ہو گا۔ جب لشکر ملکہ مذکور کا برباد ہو چکا تھا۔ اس وقت ہم چلے تھے۔"

URDU4U .COM

یہ خبر سنتا تھا کہ شاہ طلسم برہم ہوا۔ اور کہا۔ "پتلے حرامزادے بھی لشکر حریف سے مل گئے ہیں۔ جب ہوتا ہے ادھر ہی کی فتح بیان کرتے ہیں۔ میں ان سب کو جلا دوں گا۔"

یہ کہہ کر باغبان وزیر ساتھ تھا۔ اس سے کہا۔ "ان پتلوں کا بیان میری سمجھ میں نہیں آیا۔ تم مفصل دریافت کر کے حضور میں عرض کرو۔"

باغبان پتلوں کو علیحدہ لے گیا اور مفصلاً جملہ کوائف جنگ دریافت کر کے خدمت بادشاہ میں آ کر عرض پیرا ہوا۔ بادشاہ حال سن کر آگ ہو گیا اور گویا ہوا "اس مرد صحرائی کوکب کی قضا ہی آ گئی۔ میں بڑا پاس کرتا تھا کہ وہ میرا ہم مکتب ہے افسوس ہے کہ مجھ کو ایسے یار سے لڑنا پڑا۔

خلاصہ یہ کہ شاہ طلسم بسان مجنوں بڑی دیر تک بکا کیا۔ آخر یہ تجویز کی ایک نامہ لکھ کر کوکب کو سمجھاؤں بعد اس کے پھر اس کے ملک پر فوج بھیجوں۔

یہ سوچ کر باغبان سے کہا۔ "ہر چند کوکب میرا دشمن ہے لیکن مجھ کو حجت کر لینا چاہیے اور اب کی ایسے زبردست ساحر کو نامہ دار کر کے روانہ کروں کہ کوئی راہ میں اس کو قتل نہ کر سکے وہ نامہ کوکب کے ہاتھ میں دے اور جواب صاف لے۔ نامہ سابق جو ہمدست قرطاس میں نے بھیجا تھا۔ وہ اس کو پہنچا نہیں۔"

یہ کہہ کر ایک بیضہ کمر سے نکالا اور زمین پر مارا۔ زیر زمین طلسم ایک جادوگر طاق و طومطراق و ندان جادو نام رہتا ہے۔ واقعی ابلیس کا بچہ ہے۔ یہ بیضہ سحر تہ زمین طلسم پر اسی ساحر کے پاس پہنچ۔ تخت اس شیطان کا پانی پر رہتا ہے۔ اس طلسم کے زمین کے نیچے بھی طلسمات ہے۔ دریا اور صحرا اور کوہستان ہے بڑا سامان ہے۔ انشاء اللہ بروقت

فتح طلسم اور داخلہ شہزادہ اسد مرحلہ جات طلسم پر بیان کیا جائے گا۔

غرضیکہ جب وہ بیضہ سحر اس کے پاس پہنچا تخت اس شیطان کا پانی پر رہتا ہے وہ سمجھ گیا کہ افراسیاب نے تجھ کو بلایا۔ بس فوراً اپنی جگہ سے اونچا ہوا اور طبقہ زمین توڑ کر نکلا۔ اژدر پر سوار گز ہاتھ میں لیے تھا۔ خنجر کی جگہ بجلی کمر سے لپٹی۔ ہر بن مو سے آگ نکلتی جسم کے رونگٹے تیر کی طرح کھڑے ہوئے۔ سر کر خشکی میں نکلنے کی طرح تھے منہ کالا قد بالا کریہہ منظر و بے عمیت و خود سر انتہا کا جاہل مست والا یعفل شرافت اس سے منزلوں دور تہذیب و ادب اس سے نفور کہ بھو جب۔

اک انسان تیرہ رو اس میں سے نکلا
زیادہ نخل میں قدطول میں تھا
لب زیریں نے سینے کو چھپایا
لب بالا فراز دوش پایا
بشکل چشم پیشانی پر اک داغ
گماں چہرہ پہ ہوتا تھا کہ ہے زغ
وہ داغ ایسا کہ انگار سا روشن
اسی صورت سے سب کیفیت تن
بڑھے ناخن کہ جیسے تیز شمشیر
زمین کیسی پہاڑوں کے گلو گیر

جب وہ خبیث سامنے بادشاہ کے آیا سلام کر کے ٹھہرا۔ بادشاہ نے فرمایا "اے طومطراق ہماری جانب سے نامہ لے کر بادشاہ طلسم نور افشاں کے پاس تم جاؤ اس کے ہاتھ میں نامہ دنیا اور کسی کو نہ دینا اور اس کے ظلمات کی طرف سے جانا ہرگز کسی سے نہ بتانا۔" اس نے عرض کیا "سن لیجیے گا جس طرح میں جاؤں گا۔"

شاہ نے اسی جگہ میر منشی کو طلب کیا اور اسے حکم تحریر نامہ دیا۔ مضمون بتلایا۔ منشی بدائع نگار نے عنبر مشک راہ مین حل کر کے تختہ قرطاس کو مضامین رنگین سے تختہ گلزار بنایا واقعی باغ پر بہانہ لگایا۔

URDU4U .COM

اوصاف میں سامری کے تقریر
کرتا ہے یہ کلک سحر تحریر
یوں کلک دوات کے ہے منہ پر
جمشید کے لب پر جیسے ساغر
کرتا ہے جو وصف یہ لقا کے
سرمست ہے کلک اسی صفت سے
پونے دو سو کی ہے خدائی
کب کفر سے ہے سب کو جدائی
ابلیس کے سب یہی ہیں نائب
اللہ کی بندگی سے تائب
جس نے معبوداں کو جانا
رسم جادو گری کو مانا
کیا ان کے بیان ہوں اور اوصاف
اظہار ہے حال دل بس اب صاف
اے شاہ طلسم نور افشان
اے ساحر ذی تبار و ذیشان
گلدستہ بزم شہر یاری
رونق وہ باغ کا مگاری
در خوش آب بحر شاہی
غواص محیط آشنائی

ذیجاہ و عقیل و صاحب ہوش
شاہنشہ برو بحر پر از جوش
جو رسم دوستی کے شایاں
ممکن نہیں جس کا ہم سے پایاں
خدمت میں ادا تمہاری کر کے
یہ لکھتے ہیں تم کو دوستی سے
وہ چرخ بلند ہوں میں اے شاہ
جادو کے ہیں جس میں مہر اور ماہ
وہ باغ ہوں جس میں سحر کے گل
پھولے ہیں ہزاروں بے تاملی
وہ گل ہوں کہ جس میں سحر کی بو
وہ نخل ہوں جس کے پھل میں جادو
وہ بحر ہوں جس کی موج ہے قہر
جادو ہی کی جس میں اٹھتی ہے لہر
غصہ مرا قہر ہے بلا ہے
کب اس سے کوئی بھلا بچا ہے
کیا آئے گا دیو میرے آگے
میرے سائے سحر بھوت بھاگے
ہو جس کی طرف میرا اشارہ
ہیبت سے وہ دل ہو پارہ پارہ
غصہ مجھے اگر کوہ پہ آئے
دل کوہ کا آب آب ہو جائے
کانپے خورشید میرے آگے
بہرام میری صدا سے بھاگے

تیور پہ مرے کبھی جو بل آئے
URDU4U .COM
ہو چرخ بھی سامنے تو ٹل جائے
کیا اپنی لکھوں میں شان لشکر
شیران زیان سگان لشکر
افلاک پہ کب ہیں اتنے تارے
اشجار زمین کہاں ہیں اتنے
ذرے نہیں اس قدر زمین کے
بتلاؤ شمار فوج کس سے
وہ وہ ساحر ہے افسر فوج
جمشید کا پست جن سے ہو اوج
ہر اک جرا رو صف شکن ہے
ہیں سحر میں نادر زمانہ
زور و قوت میں سب یگانہ
اگلیں دم جنگ ایسا وہ زہر
آنے لگے اژدہوں کو بھی لہر
آگے اب کیا لکھوں بڑائی
میں چاہوں تو خود کروں خدائی
کب چاہیے تم کو مجھ سے لڑنا
لازم ہے غضب ہے میرے ڈرنا
ہیں میرے طلسم کے جو اسرار
تم اس سے نہیں ہو کچھ خبردار
اور لوح طلسم نور افشان
معلوم ہے مجھ کو یار ذیشان

چاہو تو ابھی طلسم سارا
URDU4U.COM
غارت برباد ہو تمہارا
حجرے مرے پاس ہیں بلا کے
کب ٹل سکیں وہ بھلا کسی سے
ان باتوں کو سوچ سمجھ کے
لازم ہے کہ صلح کر لو ہم سے
اس دزد عمرو کو قید کر کے
جلدی بھیج دو پاس میرے
بس ختم کلام یہاں پر
اقبال سدا تمہارا یادر

یہ مضمون لکھ کر مہر شاہی سے منقش کر کے طو مطراق کے حوالے کیا اور بادشاہ نے خلعت دے کر مرخص فرمایا۔ وہ زادہ بلیس نامہ لے کر اپنے مقام پر آیا اور چالیس ہزار ژدر و ہم لے کر چالیس ہزار ساحر سے بچشم و خدم روانہ ہوا۔ اژدر وہم یہ کہ بطور نظر بندی کے ہر شخص دکھائی دیں کہ اژدہے اس ساحر کے ساتھ ہیں اور اصل میں کوئی اژدر نہ ہو۔ غرضیکہ بعد اس کے رخصت ہونے کے افراسیاب کے پاس دو پتلے خبر لے کر حاضر ہوئے اور بعد بجا لائے دعا و ثنا شاہی کے عرض پیرا ہوئے کہ صرصر و صبا رفتار کو عمرو نے گرفتار کیا ہے اور ان کو طلسم نور افشاں میں بھیجا چاہتا ہے۔

یہ سنتا تھا کہ غضب بادشاہ پر طاری ہوا اور سوچا کہ عیاری بچیاں بھیج دی گئیں تو بڑی ذلت ہو گی پس اسی وقت سحر پڑھ کر پکارا "اے ہنود جادو جلد حاضر ہو۔ یہ کہتے ہی ایک ساحر روئے ہوا اسے اتر کر سامنے آیا اس ساحر کا یہ قاعدہ ہے کہ ہمیشہ بروئے ہوا اڑتا رہتا ہے اور پرواز کر کے سنائے ہیں میں ایک مرتبہ ہی کوسوں نکل جاتا ہے۔

پس اس ساحر نے شاہ کو سلام کیا۔ شاہ نے حکم دیا کہ تم جلد جاؤ۔ بارگاہ عمرو میں صرصر و صبار رفتار قید ہیں ان کو اٹھا لاؤ۔ یہ حکم سن کر ساحر مذکور سناٹا بھر کر روانہ

URDU4U.COM

ہوا اور آندھی کی طرح اڑتا ہوا کچھ ہی عرصہ میں قریب بارگاہ خواجہ پہنچا۔
یہاں خواجہ عیارہ دل سے لگی کرتے تھے اور ارادہ تھا کہ جانب طلسم نور افشان ان کو بھیجیں۔ اس اثنا میں ایک آندھی تیز و تند آئی۔ عمرو کند آصفہ سے صرصر کر رہا کر کے حوالہ ہمار کر چکا تھا کہ ان کو لے جائے پس وہ آندھی ایسی بڑھی کہ اندھیرا ہو گیا اور ایک پنجہ مثل برق چمک کر کمر میں عیارنیوں کے پڑا کہ اٹھا کر لے چلا۔
ساحران ہمراہی خواجہ نے بزور سحر روشنی کی اور عیار بچیوں کو دیکھا کہ ایک ساحر اٹھا کر ان کو بلند ہو گیا اور بڑی تیزی سے جاتا ہے۔ یہ دیکھ کر یہاں سے بھی ہزار ہا ساحر پروز پیدا کر کے اڑا لیکن ہنوز ساحر ساحر کو اڑنے میں چیدہ و منتخب کر کے شاہ طلسم نے بھیجا ہے۔ اس کے مقابلہ میں کوئی پرواز نہ کر سکا اور اس کی ہوا کو بھی نہ پہنچا۔
مگر لینا لینا کا غلغلہ عظیم ہوا تمام لشکر کے ساحر سحر خواں ہوئے اور باران جادو جو ابر ہوا تھا۔ دریائے ماہی پری زاد پر چھایا ہوا تھا۔ وہ بھی مطلع ہوا اور ماہی پری زاد بھی خبردار ہوئی۔ بس وہ دریا جو مثل نہر ایک طرف کو مختصر سا تھا اس قدر بڑھا کہ جتنی دور تک ہنود گیا اور دریا بھی رواں ہوا۔
ہنود جب لشکر خواجہ سے بہت دور نکل گیا۔ ایک مقام پر اترا۔ کس لیے کہ سناٹا بھرے جو آیا تو دم چڑھ گیا تھا۔ پس جیسے ہی یہ زمین پر اترا۔ ایک ساحر لشکر خواجہ سے مار سیا رو سیاہ تاب پیشانی اس کے تعقب میں آتا تھا وہ پکارا "اے بحرین جادو یہ چوٹنا جانے نہ پائے۔"
یہ سن کر ہنود نے پھر چاہا کہ میں اڑ جاؤں لیکن ایک جانب بحرین اور ماہی پریزاد دوسری جانب سے دریا پر ابھر آئی اور ماہی تیر کی طرح سیدھی جست کر کے چلی۔ ہنوز اڑنے نہ پایا تھا کہ یہ اس کے سینے پر لگ کر پشت کے پار نکل گئی اور تڑپ کر پھیر دریا میں اتر گئی۔ ادھر شور اس کے مرنے کا بلند ہوا کہ مارا ہنوز جادو کو۔ اندھیرا ہو گیا۔

لاش کے سر سے دھوا پیدا ہو گیا۔ اس تاریکی میں عیار بچیاں تو بھاگ کر درہ پہاڑ میں چلی گئیں اور وہ دھواں لاش میں لپیٹا اور اٹھا کر جانب افراسیاب چلا۔

URDU4U.COM

دیا پھر اسی طرح گھٹ گیا اور مارسیاہ نے خدمت خواجہ میں آ کر تمام ماجرا بیان کیا کہ اس طرح عیار بچیاں نکل گئیں اور ہنود مارا گیا۔

خواجہ خاموش ہو رہے۔ لیکن لاشہ دھواں لیے ہوئے جاتا تھا کہ راہ میں صنعت نے اس کو دیکھا کس لیے کہ یہ جو شکست کھا کر بھاگی تو صحرا میں ٹھہری تھی اور کچھ بھگی فوج اس کے پاس جمع ہوتی جاتی تھی چنانچہ نعش مذکور کو جاتے دیکھ کر اس نے سحر پڑھا کہ وہ زمین پر اتر آئی اور ہیر سحر کے حال اس کے قتل کا معرض بیان میں لائے۔

یہ جملہ حال سن کر لاش اپنے ہمراہ لے کر خدمت افراسیاب میں گئی۔ وہ بیابان نرگس سے اٹھ کر باغ سیب میں آیا تھا کہ یہ جا کر پہنچی اور حال قتل ہنود اور اپنا شکست کھانا سب بیان کیا۔ بادشاہ اس ساحر کے مارے جانے سے بہت غضب ناک ہوا اور اسی وقت اٹھا کہ اس ناعیار عمرو مکار کو ابھی جا کر نہ گرفتار کیا تو نام اپنا شہنشاہ نہ رکھا۔

پس بحالت غضب شعلہ بن کر چمکتا ہوا لشکر خواجہ کی طرف چلا۔ یہ تو ادھر سے چلا اس طرف کا حال سنئے کہ

ملکہ بران خواجہ کو طلسم ہو شربا میں پہنچا کر جو پھری تو اسی راہ میں قلعہ ہفت رنگ میں آ کر مسند ناز پر بصد امتیاز بیٹھی۔ مگر مفارقت خواجہ سے ملول و غمگین تھی اور شاہ کوکب بعد رخصت عمرو سریر جابنانی پر دارالا مارہ طلسم میں آ کر رونق پذیر ہوا۔ لیکن بیضہ عقاب جمشید طلب کر کے حال خواجہ معائنہ کرنے لگا۔

جملہ کیفیت تجمل سواری اور جنگ وغیرہ کی دیکھ کر خوشنود تھا۔ یہاں تک کہ مارے جانا ہنود کا بھی اس بیضہ میں دیکھا اور ازبسکہ روشن ضمیر لقب رکھتا ہے۔ یہ بھی بزور کہانت معلوم کہ جب لاش ہنود کی افراسیاب کے پاس پہنچے گی تو وہ خود عمرو کو گرفتار کرنے

آئے گا۔

پس یہ دریافت کر کے فوراً اس نے ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے مہر عالم افروز سپر عیاری وائے سپہر عظمت دکان گاری آپ مجھ سے وعدہ ایک روز کا فرما کر تشریف شریف جانب لشکر گئے تھے۔ گو وہ دن اور رات تمام نہیں ہوئی۔ مگر مناسب یہ ہے کہ بغور ملاحظہ نامہ احقر جلد تر نہضت فرما اس جانب ہو جائے۔ وہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔ ایسا ہے تو پھر چلے جایئے گا۔ دوسرے یہ کہ لڑائی فتح کر کے ہر ایک سے مل چکے پھر وہاں ٹھہرنے سے کیا حاصل ہے۔ لازم ہے کہ اس نیاز کیش کو قدم سعادت لزوم سے سرفراز و ممتاز فرمایئے اور زیادہ شوق ملاقات و بس۔"

URDU4U.COM

یہ نامہ ایک پنجہ سحر کو دیا کہ طلسم ہو شربا میں عمرو کے پاس لے جائے اور ایسا فسوں پڑھا کہ پنجہ آن واحد میں عمرو کے پاس پہنچا اور نامہ دیا۔ خواجہ نے مہر اس پر کوکب کی دیکھی بصد شوق ادا کر کے مضمون پر واقفیت پائی اور مہ رخ وغیرہ سرداروں سے کہا۔ "خدا حافظ لو اب میں جاتا ہوں۔ شاہ کوکب نے کچھ مصلحت جان کر مجھ کو طلب کیا ہے اور یہ نامہ لکھا ہے۔"

یہ کہہ کر وہ مرکب جو بران نے کوتل ساتھ کر دیا تھا اور کہا تھا کہ جب آنا تو اس گھوڑے پر سوار ہو کر آنا یہ راہ ظلمات سے آگاہ ہے۔ تمہیں کچھ ہی دیر میں میرے پاس لے آئے گا۔

پس اسی مرکب کو آراستہ کرا کر طلب فرمایا۔ اس عرصہ میں سمندر روز عرصہ عالم سے طرارہ بھر کر نظر مردم دہر سے غائب ہوا اور توسن گلگون خورشید دست سپہر طے کر کے مغرب تھان پر گیا۔

یکایک مثل بخت ناتواں بین
ہوا خورشید پھر محتاج تمکین
URDU4U.COM
روائے شام پھیلی جانب خاک
نگاہوں سے چھپے سامان افلاک

شام ہوتے ہی خواجہ سے مہ رخ و بہار وغیرہ نے کہا۔ "آخر تو آپ جاتے ہیں۔ ہم روک نہیں سکتے مگر ہمارے ساتھ ایک عرصہ گزرا کہ آپ سے کھانا نہیں نوش فرمایا۔اس وقت کچھ تناول کر لیجیے۔"

خواجہ نے ان کی خاطر سے توقف کیا اور مہ رخ نے خاصہ طلب فرمایا۔ بکاولوں نے دستر خوان دیبا و پرنیا پر اغذیہ لذیذ و طعام شیریں و نمکین کو بصد تمیز چنا۔ خواجہ بہار وغیرہ کو لے کر دستر خوان پر آئے۔

اس طرف کوکب نے آمد خواجہ کے آنے میں توقف کیا ہے اور افراسیاب اپنے مقام پر سے ان کی گرفتاری کے لیے روانہ ہوا ہے۔ یہ معلوم کر کے اپنے سرداروں سے کو جا حاضر دربار تھے فرمایا۔ "اے قیصر جادو اے فسران جادو اے فلاں و فلاں۔ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو افراسیاب کو جا کر روکے اور عمرو کو بچا لے۔ کس لیے کہ عمرو قید ہوا چاہتا ہے۔ اب کی اسیر ہوا تو مارا جائے گا۔"

یہ کلمہ حاضرین دربار سن کر عرض رسا ہوئے کہ آپ کے ہم تابعدار ہیں جان دینے میں ہم کو عذر نہیں۔ لیکن شاہ جادواں ہم سے رک نہ سکے گا۔"

کوکب نے یہ سن کر کچھ سحر پڑھا اور دستک دی کہ نگاہ مردم سے ناپدید ہوا اور مثل برق جہندہ یہ بھی لشکر عمرو کی طرف چلا۔

لیکن افراسیاب مثل شعلہ جوالہ پیچ و تاب کھاتا ہوا کنارہ لشکر عمرو کے پہنچ کر ٹھہرا اور زمین پر لوٹنے لگا اور آدھا پلنگ اور آدھا پہاڑ بن کر تیار ہوا۔ اور آگے بڑھا۔ پچھلا دھر جو مثل کوہ کے تھا ایسا بلند و گراں تھا کہ جتنی بلندیاں روئے زمین کی تھیں سب

اس کے نیچے تھیں۔ خیمہ و خرگاہ و چبوترہ دوکانات و بازار لشکر و نشیب و فراز سب کنکر پتھر ٹیلے ٹیکڑے اس پہاڑ سے دب کر سرمہ سا ہوتے۔ ایسا کالا پہاڑ تھا کہ عالم عالم اس کے عکس سے تاریک و سیاہ تھا ملک عدم کی وہ کوہ راہ تھا آسمان ہیبت زمین پر تھا۔

URDU4U .COM

بیات دنیا نے جمع ہو کر اس صورت سے اپنے تئیں نمودار کیا تھا یا کہ آفتوں کا وہ گھر تھا۔ دل کوہستان اس سے آب آب کوہ فلک کو یہ رفعت دیکھ کر اضراب گاؤ زمین کی اس نگرانی سے کمر ٹوٹتی جاتی۔ لنگر اٹھانے کی تاب نہ لاتی۔ قلعہ کوہ خاطر آسمان کے پار ہو جاتا تو عجب نہ تھا۔ دل ارض وغیرہ بسان طار غم یہ کہ گڑا تھا۔

پچھلا دھڑ تو یہ صورت رکھتا تھا اور اور کا جسم چیتے کا تھا۔ یہ ظاہر ہوتا تھا کہ درہ کوہ سے چیتا نکل رہا ہے۔ مگر وہ چیتا ہے کہ جس کو دیکھ کے اسد چرخ چونکا اور چیتا سے ضیغم چرخ چکرانا کیسا اس کے سامنے سے مثل سگ دم دبا کر بھاگا چاہتا تھا گاؤ آسمان تو یہ جانتا تھا کہ میرا تو اب ایک ہی نوالہ ہے فوج فلک کو خیال تھا کہ میں طعمہ بنا چاہتا ہوں۔ اس صورت مہیب کو دیکھ کر لشکر خواجہ میں شیر دل گھبرائے پلٹنوں کو غش آئے ہزبران بیشہ شجاعت تھرائے۔ قوی پنجہ خوف سے سے وہ ضعیف ہوئے کہ مور بن گئے دشت سے صاحب زور دوبارہ بن گئے۔ دل ہر ایک کے دو نیم تھے۔ گرفتار رنج بیم تھے کہ

وہ پچھلا دھڑ تھا اس کا کوہ آسا
شب آسا ہو گئی تاریک دنیا
بشکل رنگ زنگی اس کو پایا
مگر وہ سنگ اسود سے بنا تھا
بنا سر سے کمر تک تھا وہ چیتا
فلک گر دیکھتا اس کو نہ جیتا

قوی مانند کوہ سخت خونخوار
ستمگر تیرہ دل بد خو خوستمگار
بہت تھا بخت عاشق سے بھی تاریک
بشکل قصد آ پہنچا وہ نزدیک

URDU4U.COM

جب اس صورت سے شاہ جاوداں لشکر خواجہ میں در آیا۔ لشکریان شیر توان ساحران اژدر صورتاں اس پر لینا لینا کہہ کر چلے۔ اس نے ایک نعرہ جانستان ایسا مارا کہ شیران ژیان صحرا میں دم دبا کر کتے کی طرح کچھار سے رو بفرار لائے۔
سیمرغ قلہ قاف میں پھڑپھڑا گیا۔ نسر طائر سپہر کو آشیانہ افلاک میں غش آ گیا۔ جتنے لشکری تھے سب بیہوش ہو کر فرش خاک ہوئے۔ دل سینوں میں چاک ہوئے۔
لشکری تو نہیں بیہوش ہوئے لیکن خفتگان زمین قبروں میں چونک پڑے کہ صورت قیامت پھونکا۔
گیتی کو زلزلہ آیا۔ اس نعرہ مارنے پر بھی باران جو ابر بنا ہوا دریائے ماہی پری زاد پر چھایا تھا گڑگڑاتا جانب شاہ جاوداں چلا اور دریا کو بڑھاتی ہوئی ماہی بھی چلی۔ شاہ جاوداں نے دوسرا نعرہ مارا۔ یقین تھا سقف گردوں پھٹ پڑے گی۔ ایوان جہاں ڈھے جائے گا۔
باران کا زہرہ آب ہو جاتا تو عجب نہ تھا ماہی کا دل پانی پانی ہوتا تو کیا بعید تھا۔ مگر یہ لوگ وابستہ طلسم نور افشاں ہیں۔ ان کے گرفتار کرنے اور تحفہ طلسم ہے کہ حال اس کا بیان ہو گا۔
غرض دوسرا نعرہ جب شاہ جاوداں نے مارا تو ابر سمت کرشل لکہ مختصر کے ہو کر کنارے ہو گیا اور دریا بھی گھٹ کر چھتر کی طرح بنا افراسیاب نے وہیں سے پنجہ پلنگانہ اپنا دراز کیا اور جس بارگاہ میں عمرو بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ اس کا سراچہ پنجہ سے پھاڑا اور پنجہ خواجہ پر ڈالا۔ مہ رخ و بہار و نافرمان وغیرہ دوسرا نعرہ شاہ کا سن کر بیہوش ہو گئی تھیں کسی میں دست و پا ہلانے کی طاقت نہ تھی مثل تصاویر آذری و بعتاں حسن نے

بے حس و حرکت تھیں اور عمرو بوجہ تحفہ ہائے کوکب بیہوش نہ تھا مگر ایسا خود فراموش تھا کہ نہ بھاگ سکا نہ گلیم اوڑھ کر جس طرح بیٹھا تھا بیٹھا رہ گیا۔

URDU4U.COM

پنجہ نے گردن پکڑ کر کھینچا اور باہر بارگاہ کے لا کر پھرا کہ جانب باغ سیب روانہ ہوں گے مگر رخ پھرتے ہی ایک شیر غران کو دیکھا کہ اوپر کا جسم شیر کا اور جسم پائیں مثل آسمان تمام عالم پر چھایا تھا برج اسد گویا لڑنے آیا تھا۔

فلک ستمگار اپنا خونخوا ہوتا جتاتا تھا کہ شیر بن کر زمین پر آیا تھا کہ

کہ وہ آدھا جسم اس کا آسمان تھا
فلک زیر فلک پیدا ہوا تھا

پس اس شیر آسمان پیکرنے آتے ہی پلنگ کے طمانچہ مارا۔ پلنگ نے پنجہ پر اس تھپٹر کو روکا اور عمرو کو زمین پر رکھ کر ایک دوہتڑ زمین پر مارا کہ زمین سے شعلہ چمک کر شیر پر چلا۔

شیر نے اس شعلہ کا بھی خیال نہ کیا اور تڑپ کر عمرو پر آیا۔ اس کو پنجہ میں داب کر اس زور سے ڈھڑوکا مارا کہ آگ لرز کر زمین میں سما گئی۔ پلنگ نے یہ دیکھ کر ایسی چیخ ماری کہ دنیا ہل گئی۔ شیر نے بھی نعرہ جانستان کیا کہ ارض و غبرا میں زلزلہ پڑ گیا۔ اب تو باہم طمانچہ چلنے لگا۔ طمانچوں سے آگ نکلنے لگی کہ

کیا نعرہ قریب شیر جا کر
لگا چلنے طمانچہ پھر برابر
لپک مثل زباں اس سے ہویدا
بشکل مارا کہ کفچہ سا پیدا
بلائیں آئیں پھر چاروں طرف سے

ہزاروں ابر چھائے اور برسے
ہزاروں رنگ کے دیو ستمگار
ہوئے پیدا بھڑے آپس میں اک بار
بڑھا ایسا آخر کو جنگ کا ڈھنگ
کہ جس سے پانی پانی تھا دل سنگ

غرض کہ یہ ماجرا ہیبت زاکہاں تک بیان ہو کبھی آپس میں ٹکریں چلیں۔ کبھی طمانچے۔
اسی گرمی میں جنگ میں شاہ جاوداں نے اپنے بازو پر سے ایک تختہ کھول کر سامنے کوکب کے کی۔ اس نے بھی فوراً اپنے بازو پر کا اکہ اتار کر اس کو دیکھایا۔ ادھر یہ جھوم کر چلا اور بیہوش ہوا۔ اس طرف وہ بیخود ہو کر گرا۔
یہ جو بے ہوش ہوئے زمین سے پر ہی زادیں افراسیاب کے لیے پیدا ہوئیں اور دوسرے کے لیے سواراں زریں پوش روئے ہوا سے اترے۔
لیکن قران عیار صحرا میں ہمیشہ رہتا ہے۔ اس وقف غوغا سن کر لشکر میں آیا اور ایک طرف سے برق بیہوش ہونے سے بچ رہا تھا۔ دوڑ آیا اور افراسیاب کو بیہوش دیکھ کر کھینچ کر خنجر دونوں چلے کہ مار ڈالیں۔
مگر پری زادوں نے پچکاری گلاب کیوڑے کی بھری منہ پر شاہ جاوداں کے ماری تو وہ اٹھ بیٹھا عیار بھاگ کر ایک طرف چلے گئے اور کوکب سواراں زریں لباس پہلے ہی ہوشیار کر چکے تھے۔ وہ عمرو کوے کر روانہ ہو چکا تھا۔
شاہ جاوداں ہوش میں آیا۔ کسی کو اس نے نہ پایا' پکارا۔ "اس لشکر پا شکستہ کو جو میری ایک چیخ سے بیہوش ہوا ہے کیا ہلاک کروں۔"
یہ کہہ کر ایک قہقہہ مارا اور کہا۔ "وہ جنگل میرے سامنے سے بھاگ گیا تھا۔ ورنہ مارا جاتا۔"
غرضیکہ بڑی دیر تک لاف و گزاف کر کے ہے خواں ہوا کہ سوائے نند کے جھونکے اور تمام لشکر مہ رخ و عمرو کا مع سرداروں کے ہوشیار ہوا اور شاہ ہر ایک کو ہوشیار کر

کے غائب ہو گیا۔ ہر ایک لشکر سجدہ شکر خدا بجا لایا اور مہ رخ سے قران و برق نے آ کر سارا ماجرا جنگ ضیغم و پلنگ کابیان کر کے کہا۔ "مقرر وہ شیر شاہ کوکب تھا

URDU4U .COM

جو خواجہ کو آ کر رہا کرا لے گیا۔

یہ حال سن کر ہر ایک کو خواجہ کی جانب سے اطمینان ہوا کہ وہ بخیریت ہیں۔ پس ہر ایک بدستور قدیم آباد شاد ہو کر قیام پذیر ہوا۔

ادھر شاہ کوکب جو عمرو کو لے گیا تو وہ اس ہنگامہ سے بیہوش تھا۔ شاہ مذکور اس کو لیے ہوئے اس مکان میں آیا جہاں بران رہتی ہے اور خواجہ بھی وہیں رہتے تھے پس وہیں آ کر بادشاہ نے ایسا سحر پڑھا کہ بران مع تمام اپنی نیسوں کے بیہوش ہو گئی اور بادشاہ نے بارہ دری کے آ کر خواجہ کو ایک کمرے میں پہنچایا۔ وہیں خواجہ سویا کرتے تھے۔ جیسے کہ یہاں مہمان آئے تھے۔

چنانچہ اس کمرے میں پلنگڑی جواہر کار بچھی ہوئی تھی۔ اس پر خواجہ کو لٹا کر سحر ان پر سے شاہ جاوداں کا برطرف کیا اور آپ غائب ہو کر مقام پر چلا گیا۔ دارالا مارہ میں آ کر تخت پر بیٹھا۔

وہاں بعد لمحہ کے بران جو اٹھ کر اندر اس کمرے میں آئی دیکھا تو عمرو دو شالہ اوڑھے لیٹا ہے۔ حیران کار ہو کر قریب تر آئی اور دو شالہ اٹھا کر جو دیکھا تو خواجہ کو پسینے پسینے پایا۔ اس نے ہاتھ تھام کر اٹھایا عمرو نے بھی ملکہ موصوف کو دیکھ کر اور اپنی جائے سکونت کو دیکھ کر استعجاب کیا کہ میں یہاں کیونکر آیا۔

ملکہ نے اس کو متعجب دیکھ کر کہا۔ "اے شاہ عیاراں آپ متفکر نہ ہوں ضرور آپ کو شاہ کوکب یہاں لائے ہیں۔"

خواجہ نے کہا۔ "مجھ کو افراسیاب نے چیتا بن کر پنجہ میں دبایا تھا۔ میں بیہوش ہو گیا۔ پھر مجھ کو نہیں معلوم کیا ہوا۔"

ملکہ نے کہا۔ "میں آپ سے سب کہہ دوں گی اب اس وقت چپ ہو رہیے۔"

یہ کہہ کر خوشی خوشی خواجہ کو لا کر زیر سائبان زریں مسند پر بٹھایا۔ باغ کی روشنی اور

بہار گل و غنچہ دکھانے لگی۔ جام مے ارغوانی پلانے لگی۔

اس عرصہ میں سحر کا ایک پتلا اڑاتا ہوا آیا اور ملکہ کو تسلیم کر کے نامہ کو کب دیا۔

URDU4U .COM

ملکہ نے نامہ پڑھا اس میں کل کیفیت جنگ افراسیاب کی اور عمرو کے لانے کی لکھی تھی۔ جس کو سن کر عمرو بھی مطمئن ہوا کہ مہ رخ وغیرہ سب خیریت سے ہیں۔ کیونکہ اس کو یہ فکر تھی کہ مجھ کو تو کب لے آیا ہے۔ وہاں افراسیاب نے لشکر میرا برباد کیا ہو گا۔

فی الحال اس نامہ میں یہ بھی مضمون تھا "اے فرزند افراسیاب کا ایلچی طو مطراق میرے طلسم کی ظلمات کی طرف سے آتا ہے تم اس کو بلوا کر عزت اس کی کرنا اور اگر وہ نامہ تمہیں نہ دے تو زیادتی نہ کرنا۔ میرے پاس بھیج دینا۔"

یہ مضمون فیض مشحون نامہ خیر ختامہ پدر گرامی قدر پڑھ کر ملکہ بہت خوشنود ہوئی۔ پتلے کو رخصت کر دیا اور بقیہ شب حکم جمع ہونے جلسہ عشرت دیا۔ مرزان وزیر بھی حاضر ہوا۔ ارباب نشاط گائنیں خوش گلو زہر پیکر آ کر ناچنے لگیں۔ ہنگامہ انبساط گرم ہوا۔ جام شراب چلنے لگا۔ اسی جلسہ مسرت میں وہ رات تمام کی اور ساغر زریں انجمن افلاک پر ساقی قدرت نے گردش پذیر فرمایا کہ

بنے اختر حیائے چشم جاناں
نظر آسا ہوئے نظروں میں پنہاں

صبح کو بعد فراغ طاعت آلہ خواجہ و ملکہ نے آرام فرمایا۔ اس ہنگام شب سے سحر تک افراسیاب سپنہ آسا بستر آتش غم پر جلا کیا۔ اور صبح کو درد دل کی طرح اٹھ کر ظلمات میں جا کر بیٹھا۔ دل سے سوچا کو کب تجھ سے برابری کر گیا۔ جو حال تیرا ہوا۔ وہی اس کا بھی پس اب سحر ایسا کرنا چاہیے کہ حریف ہلاک ہو۔ چنانچہ اسی فکر میں یہ

غرق ہے۔
اب چند کلمہ لشکر ظفر پیکر صاحبقراں نامور کے بیان ہوتے ہیں کہ امیر بارگاہ آسمان جاہ میں بعشرت تمام تر تشریف فرمائیں اور لقائے بے بقا راندہ درگاہ خدا زمرد شاہ تخت نکبت پر اندر قلعہ کے بیٹھا۔ دربار جمع ہے اور صبا و بلا بھی حاضر خدمت ہیں بختیارک شیطانیت کر رہا ہے۔

URDU4U.COM

چنانچہ صبا و بلا کو اس شیطان نے پھر اغوا کیا یعنی بیٹھے بیٹھے اٹھ کر چلا۔ لقا نے پوچھا "کہاں جاتے ہو۔"
کہا۔ "رات بھر خدا پرستوں کے نعروں سے نیند نہیں آئی ہے۔ اس وقت کسی جنگل میں جا کر سو رہوں گا۔"
یہ کلام سن کر صبا و بلا نے کہا۔ "ملک جی ٹھہر جاؤ ہم بھی چلتے ہیں۔"
اس نے کہا۔ "تم ابھی ٹھہرو۔ ایک ہی رتبہ جنگل آباد کر ناچین سے پاؤں پھیلا کر خواب عدم میں سونا۔"
ساحر یہ کلمہ سن کر خفیف ہوئے اور کہا۔ "ہم شاہ جاوداں کے مدد بھیجنے کا انتظار کیا ہے تھے خیر
اب طبل جنگ بجواؤ ہم آپ سمجھ لیں۔"
یہ کہہ کر چاہتے تھے کہ حکم طبل رزم بجنے کا دیں کہ ہر کارے سے خبر لے کر سامنے آئے اور بعد دعا و ثنا لقا عرض پیرا ہوئے کہ "ایک ساحر زہر بن قہر فرستادہ شاہ طلسم فوج کثیر سے آتا ہے۔ واقعی بڑا پہلوان معلوم ہوتا ہے۔"
یہ کہہ کر ہرکارے چلے گئے اور لقا نے منصور کو ہی وغیرہ چند سرداروں کو بہر استقبال روانہ کیا۔ یہ سردار گئے۔ راہ میں ساحر مذکور سے ملاقات ہوئی باعزاز تمام ہمراہ لے کر بارگاہ میں آئے۔ لشکر اس کا اترا اس نے سامنے آ کر خداوند کو سجدہ کیا اور تخت خداوندی کو بوسہ دے کر بلا گردان ہوا اور دنگل پر بیٹھا۔
بختیارک سے بھی ملا اس نے بہت کچھ شیطنت کی اور کہا۔ "تم طلسم ہو شربا میں بالکل

بیکار تھے۔ اس لیے خدا وند پر تیل ماش ہونے چلے آئے۔"
اس نے کہا۔ "ملک جی گھبراتے کیوں ہو۔ آج میرے نام پر طبل رزم بجواؤ۔ کل سر میدان تماشا دیکھو۔"
ملک جی نے کہا۔ "جلدی کیوں اڑتے ہو۔ ایک دن تو جی بھر کے دیدار خداوند دیکھ لو۔ پھر آخر تم کہاں اور خداوند کہاں۔"
اس نے کہا۔ "ملک جی یہ کیا کہتے ہو۔"
اس نے کہا۔ "ہم سچ کہتے ہیں۔ آخر فنا آخر فنا۔"
یہ کہہ کر حکم دیا کہ ساقی نے لا کرے زہر بن قہر کو دیا۔ ناچ ہونے لگا۔ شام تک شغل بادہ خواری رہا۔ جب آفتابی ساغر مغرب پر رکھا گیا کہ

بہار شام نے پیدا کیا رنگ
ہوئی ظلمت لباس صاحب ننگ

شام سوتے ہی طبل جنگ پر لشکر ساحران میں چوب پری خبرے کر سامنے بادشاہ اسلامیان کے آئے اور مجرا کر کے عرض پیرا ہوئے "ایک ساحر بارگاہ لقا میں تازہ وارد ہوا ہے۔ اس کے نام پر طبل جنگ بجا ہے۔"
یہ خبر سن کر امیر نے حسب ایمائے شاہ چالاک کو اشارہ کیا۔ اس نے جا کر نقار خانہ سکندری میں طبل سکندر پر دوال دی۔ تمام لشکر کو خبر ہوئی کہ دم سحر لڑائی ہے۔ معرکہ آرائی ہے۔ پس ہر ایک تیاری کرنے لگا۔ پہر رات گئے امیر نے بھی دربار برخاست کیا۔ گرد گردن کش شمشیرزن وصف شکن اپنی اپنی بارگاہ میں آئے۔ اکل و شرب سے فراغت کر کے اسلحہ کی درستی میں مصروف ہوئے۔ طول ہر مقام کا اچھا نہیں ہے۔ چار پہر رات ہر سمت شور تیاری حرب رہا۔ جب خنجر مہر کو ترک و بہر نے سان پر چرخ کے چڑھایا کہ

ہوا پھر صبح کا شعلہ شرر بار
اوڑا عنقا صفت رنگ شب تار

URDU4U.COM

○○○

• صبائے جادو

امیر کشور گیر نماز سے فراغت کر کے بیٹھے تھے کہ مقبل نے صندوق اسلحے کا لا کر سامنے رکھا۔ آپ نے تمام تبرکات انبیا علیہم السلام ذات بابرکات پر اپنی آراستہ فرما کر باہر مسجد کے آ کر خانہ زین اشقر کو منور و روشن مثل آفتاب تاباں فرمایا۔ بہرام ولندھور وغیرہ نے آ کر تسلیم کی۔ آپ ہر ایک کو ہمراہ لے کر چلو۔ خانہ بلوریں شہنشاہ اسلامیان میں آئے۔ بادشاہ بھی مشتاق جنگ تھے۔ بہت جلد برآمد ہوئے۔ عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ اٹھا حضور عالم پناہ تشریف فرما ہوئے۔ ہزارہا فانوس مینار کار اور پنج شاخے دو شاخے روشن تھے۔ عود سوز و عنبر سوز جلتے تھے۔

نرگس دانوں پر عود برکی کا بکتا جھنکتا ہوا بسم اللہ کی آواز بلند۔ اسی طرح جب شاہ ارجمند نمود ہوئے۔ امیر نے آگے بڑھ کر مجرا کیا۔ بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا۔ سوار ہونے کا اشارہ فرمایا۔ امیر سوار ہوئے۔ بمرتبہ صاحبقرانی چالیس قدم تخت کے آگے چلے اور تمام تہوار تہمتن و گرز زن مجرئی ہو کر گرد شہنشاہ دستہ دستہ گروہ گروہ انبوہ انبوہ روانہ ہوئے۔ اب تو بڑے کروفر سے سواری شاہ گیتی پناہ کی روانہ ہوئی کہ ایک طرف عیاروں کے غول دھمدھمیاں بجاتے شلنگیں بھرتے۔ کمندوں کے لچھے باہم چلتے۔ حقہ ہائے بے ہوشی اوچھلتے جاتے تھے۔

ایک جانب پیادہ پیادہ پلٹنوں میں مسل جمائے سوار سالوں میں گھوڑے برابر ملائے چلے تھے۔ نوبت و نقارے بجتے، سقے چھڑکاؤ کرتے۔ نقیبوں کا بولنا، گھوڑوں کے ہمہموں کی صدا سموں کے کڑاکے کی آواز خوف سے ترک فلک کا مزاج ناساز۔ غرضیکہ بر سبیل اختصار جانے گاہ مصاف پر یہ لشکر دلاوراں پہنچا، صفیں جمنے لگیں۔ قلب لشکر میں سریر شاہ زمان قائم ہوا۔ بیلداروں نے زمین زن کی ہموار کی۔ قبرداروں نے جھاڑی جھنڈی کاٹ دی۔ میدان مثل آئینہ کے پاک و صاف نظر آیا۔ روئے شجاعت اس آئینہ میں ہر

بہادر نے دیکھا۔ اس وقت دروازہ قلعہ کوہ عقیق کا کھلا اور سواری لقا کی پیدا ہوئی۔ تخت ہاتھیوں پر کھینچا ہوا۔ گرد ان ہاتھیوں کے لاٹھ لاکھ کا لشکر دریائے آہن میں ڈوبا ہوا

URDU4U.COM

ظاہر ہو کر میدان میں آیا۔ ایک طرف سے ساحروں نے پرا جمایا۔ بلائے جادو سحر کے بنگلہ میں سوار' صبا پہلو میں دونوں مصروف شغل بوس و کنار ہمراہ فوج بے شمار لیے۔
کوئی گروہ اژدر سواروں کا' کوئی غول ببر سواروں کا۔ یہ سب ایک جانب کو آ کر صف کشیدہ ہوئے۔ پھر زہر کی آمد ہوئی۔ اس کے ساتھ کے ساحر صورتیں ڈراؤنی بنائے تھے۔ بال ڈارھی مونچھ کے ایسے بڑے تھے کہ چہرے ان کے چھپے تھے۔ بعض ان میں جوگی بنے' گیردے کرتے پہنے تہمد باندھے' بال سر کے الٹے' کنگھے سر میں گھر سے لکڑیوں پر جھولیاں لٹکائے' تو بنیال منہ سے لگائے تھے۔
بعض تخت سحر پر سوار سامنے منقل سلگائے ٹکٹی لکڑی کی بنائے جوت کا دیا جلائے تھے۔ کسی کو ترسول میں فلیتہ روشن ترسول منہ میں اترا۔ حلق کے پار گذرا ہوا۔ منہ سے تیل نکل کر اوپر کو چڑھتا۔ فتیلہ تیز ہو کر بڑکتا۔ اس کی بو سے پتلا آتش ناک نکلتا بھینٹ دے بھینٹ دے کہہ کر غائب ہو جاتا۔
غرضیکہ بایں کروفر وہ جملہ لشکر آمادہ بہ شوروشر ہوا۔ میمنہ و میسرہ و ساقہ و کمین گاہ ادھر بھی درست ہو کر نقیب جانبیں سے نقابت نکل کر گئے اور زہر نے اپنا مرکب اوڑا کر سامنے لقا کے آ کر سجدہ کیا۔ اور اجازت طلب کی۔ اس رو سیاہ نے گڑ گڑا کر فیل پر سے بیب دی: "اے بندہ قدرت۔ تجھ کو قدرت کو حوالے کیا تو یہ صدا کو سن کر شاد شاد پھر سوار ہو کر میدان میں آیا اور مثل مبارزان صف شکن سلحشوری دکھا کر مبارزہ طلبی کی۔ اس طرف قوم دمشقیوں میں علموں کو جلوہ ملا۔ اور شہزادہ ملک دمشق ہام بن ہومان دمشقی نے گھوڑا اڑا کر سامنے تخت شاہ سلامیان آ کر مرکب سے کود' پایہ تخت کو چوم کر اجازت میدان داری حاصل کی۔ اور مرکب باد پیا ڈپٹا کر قریب حریف' جا کر طالب حرب ہوا اس نے دل میں تو کچھ افسوں پڑھا اور بظاہر تلوار کا وار کیا۔

اس بہادر نے سپر پر اس شمشیر آبدار کو روکا۔ لیکن تیغ کی ہوا وہ زہر آلود تھی کہ بے ہوشی طاری ہوئی۔ ساحر مذکور نے تلوار نیام میں کر کے' ان کے گھوڑے سے گھوڑا ملا قاش زین سے اس دلاور کو اٹھا زمین پر مارا اور لشکریوں کو اپنے پکارا کہ وہ آ کر باندھ لے گئے۔ پھر اس ساحر خاسہ نے آواز دی: "فرقہ خدا پرستاں اور تم میں سے جس کی اجل نزدیک آئی ہو۔ وہ آئے۔"

اس صدا کو سن کر سرداران ملک دمشق میں تار بندھا یکے بعد دیگرے شاہ سے اجازت لے کر مقابل آنے لگے۔ لیکن جو آیا وہ گرفتار صرصر حادثہ تیغ سحر ہوا۔ مختصر یہ کہ کئی سو سردار ملک شام کا گرفتار بلا ہو کر قید ظلم میں پھنسا اور بہت لوگ جان سے مارے گئے اور ازبسکہ سرداران مذکور صفوف لشکر سے سبقت کر کے نکلتے تھے۔ امیر کے نکلنے کی نوبت نہ آئی۔ آخر وہ دن تمام ہوا۔ شاہ خاور کا میدان سپہر میں کام ہوا کہ

ایک ابر نیلگوں مغرب سے آیا
فروغ مہر دامن میں چھپایا

شام کو لشکر لقا میں طبل آسائش بجا۔ لشکر جانب خوابگاہ پھرے۔ لقا نہایت شادان و فرحاں ساحر پر سے زر نثار کراتا پھرا۔ بارگاہ اس کی نصب ہوئی۔ لشکر نے بھی کمر کھولی۔ آسودہ ہوا۔

ادھر امیر رنجیدہ خاطر مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوئے۔ عیاران لشکر نے جو امیر کشور گیر کو اداس دیکھا۔ عرض کیا کہ: "جناب اقدس و اعلیٰ کسی طرح دلگیر نہ ہوں۔ غلامان جان نثار جاتے ہیں اور ان نابکار ساحران غدار کا سر بن پڑتا ہے تو لاتے ہیں۔"

امیر نے کچھ جواب نہ دیا۔ عیار ایما پا کر روانہ ہوئے یہاں کچھ دیر بادشاہ اسلام تخت نشین رہے۔ پھر دربار برخاست فرما کر داخل شبستان ہوئے۔ سردار خوابگاہ میں آئے۔ طلایہ لشکر میں پھرنے لگا۔

ادھر لقا نے ساحروں کے لیے حکم اجتماع جلسہ عیش و مسرت دیا ہے۔ گائنیں خوش آواز بصد کرشمہ و ناز عمدہ عمدہ ساز لیکر حاضر ہوئیں۔ دور شراب ناب ہے۔ جلسہ چنگ و رباب ہے۔ بلائے جادو تو محفل میں بیٹھا۔ لیکن صبا غائب ہو گئی ہے۔ کیوں کہ وہ غائب رہتی ہے۔ زہر بھی پہلوان بنا ہوا بیٹھا ہے۔ خوب ہی جلسہ جما ہے۔ زہر کے لیے سامنے بارگاہ خداوند کے خیمے زربفتی استادہ ہوا ہے۔ جملہ سامان راحت اس میں مہیا ہے کہ اس جگہ وہ درگاہ سے آرام کرے گا۔

فی الجملہ اس خیمہ کے آراستہ کرنے کا جنہیں انتظام سپرد تھا۔ عیاران لشکر اسلام میں سے دو عیار یعنی چالاک وابوالفتح صورتیں فراشوں کی ایسی بنا کر انہیں میں آ کر ملے اور حاضر رہے۔ جب رات زیادہ ہو گئی۔ زہر بارگاہ خداوند سے اٹھ کر اسی خیمہ میں بہر آرام آیا۔ اور پہلے آ کر مسند پر بیٹھا۔ شراب پینے لگا۔ ناچ دیکھنے لگا۔ اتفاق زمانہ بلا جو دربار سے اٹھا۔ وہ بھی آواز گانے کی سن کر اس کے خیمہ میں آیا۔ اس نے تعظیم دے کر مسند پر بٹھایا یہ ظالم اظلم جو بیٹھا۔ ہر سمت پیک نظر دوڑانے لگا۔ کس لیے کہ عیاروں کی حرکات سے خوب آگاہ ہو چکا ہے۔ پس اس نے دیکھا کہ کنول بجھانے کے لیے جو فراش آیا ہے یہ عیار ہے اور واقعی چالاک شمعوں پر بے ہوشی گل کترنے کے حیلے سے اور گلاسوں میں نے کے ذریعہ پنہچا رہا تھا۔ اس نے پہچان کر سحر پڑھا کہ پاؤں چالاک کے زمین نے پکڑ لیے۔ بلانے ایک ساحر سے کہا: "اس فراش کو پکڑ لا۔" وہ ساحر اٹھ کر اسیر کر کے اس کو سامنے لے گیا۔

یہ ماجرا دیکھ کر عیار ابوالفتح جلد خیمہ سے نکل گیا اور وہاں زہر نے بلا سے پوچھا: "بھائی یہ کون ہے۔ جس کو تم نے گرفتار کرایا۔" یہ سن کر وہ بہت ہنسا اور کہا: "یہ وہ ہیں جنہوں نے گھر ساحروں کے اجاڑ دیے۔ بستیاں ویران اور برباد کر دیں۔ خاندان ساحروں کے دودماں سامری پرستوں کے باقی نہ رکھے۔ عیار ان کا نام ہے۔ یہ وہ افعی ہیں کہ ان کی نگاہ زہر آلود سے کام ہمارا تمام ہے۔"

یہ کہہ کر اس ساحر سے کہا: "اس کو باہر خیمہ کے لے جا اور سر کاٹ لے۔ آیہ

حکم سن کر وہ ساحر چالاک کو کشاں کشاں باہر خیمہ کے لایا اور عازم قتل ہوا۔ اس وقت ابوالفتح جو باہر بارگاہ کے پہلے سے آچکا تھا۔ یہ حال اپنے بھائی کا دیکھ کر جلد ایک ساحرہ کی صورت بنااور بال پریشان کر کے زار زار روتا پیٹتا لاکھوں کو سنے عیاروں کو دیتا آیا۔ ساحر جو چالاک کو قتل کرتا تھا۔ اس نے اس کو دیکھ کر پوچھا: "تو کون ہے۔ جو گریاں و نالاں چاک گریبان مثل ماتم زدگان ہے۔"

اس ساحرہ نے اس کی بلائیں لیں اور خوب روئی اور کہا: "بیٹا میں مصیبت زدہ کیا اپنا حال کہوں۔ اس موئے نے کہ جس کو تو قتل کرتا ہے میرے کلیجے میں ناسور ڈال دیا ہے۔ میرا جوان کڑیل بیٹا اس نے مار ڈالا ہے تو اگر مجھ کو اس موذی کاٹے کو دے تو بوٹیاں کاٹ کر کباب لگاؤں اور انواع عقوبت و عذاب سے ماروں۔"

اس نے اس ساحرہ کی گریہ زاری پر رحم کر کے سحر اپنا دفع کر کے چالاک کو اس کے حوالے کیا اور کہا: "جلد اس کو قتل کر کے سر میرے پاس لا کہ بلا انتظار میں ہیں۔"

ساحرہ نے اس کا بازو پکڑا اور لے کر چلی۔ آگے بڑھ کر دونوں نے نعرہ کیا اور چمک کر مثل برق سامنے سے نکل گئے۔ ساحر نعرہ سن کر خفیف ہو کر خیمہ میں چلا گیا۔

اور بلا سے سارا حال کہا کہ اس طرح وہ عیار رہا ہو گیا۔ بلا نے حال سن کر زہر سے کہا: "بھائی بڑا غضب ہوا۔ وہ ناعیار اب جیتا نہ چھوڑے گا۔ میں اب یہاں نہ ٹھہروں گا۔ تم بھی بہت ہوشیار رہنا۔ ورنہ مار ڈالے جاؤ گے۔"

یہ کہہ کر بزور سحر غائب ہو گیا۔ زہر کے دماغ میں بوئے کبرو غرور سمائی تھی۔ عیاروں سے کبھی سابقہ اس سے نہ پڑا تھا کچھ بلا کا کہنا اس کی سمجھ میں نہ آیا۔ بعد اس کے جانے کے رات تھوڑی باقی تھی۔ دروازہ پر پہرا مقرر کر کے پلنگ پر آ کر لیٹا اور بغیر حصار سحر کئے بے خوف ہو کر سو رہا۔

یہاں دونوں عیار جو بھاگ گئے۔ ایک مقام پر ٹھہر کر صلاح پذیر ہوئے کہ ایک نقب دے کر اندر خیمہ ساحر کے چلیں۔

پھر دونوں نے ہمراہیاں بلا کی سی صورت بنائی اور قریب خیمہ آئے۔ یہاں جو چوکی پہرا دے رہے تھے انھوں نے روکا کہ تم کون ہو جو خیمہ میں اتنی رات گئے جاتے ہو۔"

URDU4U.COM

انھوں نے کہا: "ہم کو بلائے جادو نے بھیجا ہے۔ وہ عیاروں سے خوفناک ہیں تو ہم سے فرما دیا ہے کہ تم اندر جا کر پلنگ کا میرے بھائی کے پہرا دو۔ ایسا نہ ہو جائے کہ عیار آ جائیں۔"

پہرہ داروں نے یہ مضمون سن کر ناچار اندر جانے کی اجازت دی۔ یہ دونوں جب اندر آئے۔ دیکھا کہ شمعیں روشن ہیں۔ زہر آرام میں ہے۔ نفیر خواب بلند ہے۔ یہ دیکھ کر انھوں نے لوٹ ماری اور قریب پلنگ پہنچ کرنے میں بے ہوشی رکھ کر اس کے نتھنوں سے ملا کر پھونکی کہ وہ بے ہوش ہوا یہ چادر میں اس کا پشتارہ باندھ کر سراچہ پھاڑ کے پشت خیمہ کی طرف سے نکلے اور طلایہ دار لشکر سے بچتے اٹھتے بیٹھتے لشکر سے باہر نکل کر جنگل میں آئے اور باہم صلاح کی کہ اس خیرہ سر کو لاد کر لے جانا کیا ضرور لازم ہے کہ سر اس کا کاٹ کر اپنا بوجھ ہلکا کریں اور اس کا بار ہستی بھی اتر جائے گردن کا بوجھ جائے۔ یہ سوچ کر زمین پر رکھ کر پشتارہ واکیا اور خنجر تیز کر کے جھپٹ کر ایک ہاتھ مارا۔ لیکن قضا اس کی نہ تھی۔ بروئے ہوا صبائے جادو رہتی ہے۔ اتفاق سے اس وقت رات جو پچھلی تھی تو جنگل کی بہار لطف پر تھی۔ وہ کیفیت صحرا دیکھ رہی تھی۔ عیاروں کو خنجر مارتے دیکھ کر اس نے سحر پڑھا کر باڑھ خنجر کی کند ہو گئی۔

عیار حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ اس وقت ایک آواز آئی: "باشیدائے تیرہ سراں" یہ آواز سنتے ہی عیار زمین پر گر کر اس طرح چپکے کہ بالکل غائب ہو گئے اور حشرات الارض کی طرح رینگ کر یہ تو کسی غارونشیب میں مخفی ہوئے اور صبا روئے ہوا سے نیچے اتر آئی۔

عیاروں کا تو فرط خوف سے تجسس نہ کیا۔ اس ساحر کو پانی چھڑک کر ہوشیار کر دیا۔

وہ اٹھ کر حیران دیکھنے لگا کہ اس صحرائے ہولناک میں مجھ کو کون لایا۔

صبا نے اس کو بہت برا بھلا کہا کہ اتنا تجھ کو بلا نے سمجھایا تھا کہ پھر بھی غافل ہو کر سو رہا۔ اس وقت میں نہ بچاتی تو کام تیرا تمام تھا۔"

URDU4U.COM

غرضیکہ زہر کے بھی اب کان ہوئے اور وہاں سے اپنے خیمہ میں آیا۔ صبا پھر اڑ کر غائب ہو گئی۔ عیار ناچار پھر آئے۔ کیوں کہ وہ رات تمام ہو چکی تھی۔ یعنی شمع نور نے شبستان عالم میں روشنی بخشی کہ

که جب شب کا اٹھا بستر جہاں سے
سحر نے منہ دکھایا آسماں سے

دم سحر لقائے بد اختر سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا۔ زہر اور بلا بھی آ کر دنگل پر بیٹھے اور صبا بھی آئی۔ بختیارک کچھ تیور پہچان کر ہنسنے لگا اور کہا: "رات کا واقعہ ہم کو بھی معلوم ہے۔ صبا نے اس وقت سب حال عیاروں کا بیان کیا۔

شیطان نے کہا: "بڑی خیر گزری۔ اب بچتے رہنا نہیں تو کام تمام ہو جائے گا۔"

زہر نے جواب دیا: "آج ہی میں لڑ کر فیصلہ کئے دیتا ہوں۔ یا مارا یا مر گئے۔ عیار میرا کیا کر لیں گے۔"

یہ کہہ کر گویا ہوا کہ ابھی سویرا ہے۔ اسی وقت طبل جنگ بجوا کر لشکر تیار کرا کے مقابلہ کرنا چاہیئے۔ یہ کیا ضرور ہے کہ رات طبل بجے اور صبح کو کل مقابلہ ہو۔ رات کو طبل رزم اس لیے بجتا ہے کہ حریف ناتوان ہوشیار ہو کر درستی کر لے۔ چنانچہ یہ حریف اس قابل ہیں کہ ان کو ذرا بھی مہلت نہ دے۔"

یہ کہہ کر بکمال لاف و گزاف حکم نواخت نقار حرب دیا۔ اسی دم کوس جمشیدی لشکر لقا میں گڑگڑایا ساحروں نے نفیر سحر کو دم دیا۔ لشکر میں کمر بندی ہونے لگی' ادھر تو یہ سامان ہے۔ ادھر چالاک و ابوالفتح بارگاہ سلیمانی میں میں آ کے شاہ عالی جاہ اورنگ خلافت پر تشریف فرما تھے۔ دربار معمور تھا کہ ان عیاروں نے حال شبینہ عرض کیا۔

اس اثنا میں جوڑی ہر کارے کی گرد میں آلودہ پسینے پسینے میں غرق مجرا گاہ پر آ کر ٹھہری اور بعد دعائے دولت شاگردوں پائے گاہ حال نقارہ زنی دشمنان معرض عرض میں لائے۔

یہ خبر سنتے ہی بادشاہ عالم پناہ نے بھی حکم تیاری لشکر دیا۔ سردار اسی وقت بارگاہ سے نکل کر مرکب طلب کر کے سوار ہوئے۔ بادشاہ بھی برآمد ہوئے۔ طبل و نقارے بجے۔ دلاور جلد از جلد مسلح و مکمل ہوئے۔

جب دونوں لشکر میدان کار زار میں پہنچ کر صف کشید ہوئے زہر نے سامنے لقا کے آ کر عرض کیا کہ "میں ایک ایک سے کہاں تک لڑوں گا۔ آج میں ان مسلمانوں پر حملہ کرتا ہوں۔"

اس نامرد عرصہ نبرد نے حکم دیا: "جلد جا اور کام ان سب کا تمام کر۔" یہ اجازت پا کر وہ خرس تیغہ گھسیٹ کر گیدڑ بھبکی دکھاتا گینڈا اڑاتا جانب لشکر اسلام چلا۔ اور پس پشت اس کے ساحروں نے غول باندھ کر حملہ کیا اور ایک طرف سے کوہیوں کا لشکر چلا اور ایک سمت سے نجانی و باختری و مشتری حصاری جملہ لقا پرست حملہ آور ہوئے اور ایک طرف سے فرامرز بن نوشیرواں نے اپنی فوج کو حکم جنگ مغلوبہ دیا۔ تمام ساسانی و گرگانی و کیومرثی و جمشیدی و میلادی وغیرہ المدد یا خداوند لات اعلیٰ منات معلیٰ کہہ کر بڑھے اور لشکر اسلام کو چار جانب سے گھیر لیا اور زہر جو آگے بڑھا تھا اس نے ایسا سحر پڑھا کہ ہوائے سرد رواں ہوئی اور اس ہوا نے یہ تاثیر بخشی کہ اہل اسلام چپکے کھڑے اس کو آتے دیکھ کر قصد رزم نہ کرتے تھے اور اس کو روکنے کے لیے تلوار نہ کھینچتے تھے۔ سوائے امیر باتوقیر کے سب پر سحر اس کا اثر پزیر ہوا تھا اور اس نے صف لشکر پر آ کر قتل کرنا شروع کیا۔ ازبسکہ اہل اسلام صاحبان زورو طاقت ہیں آپ تو وار نہ کرتے تھے۔ لیکن اسکی ضرب روکتے تھے۔

یہ معاملہ دیکھ کر امیر نے باواز بلند اسم اعظم پڑھا اور مرکب اڑا کر ساحروں پر حملہ آور ہوئے اور آواز اسم اعظم سرداروں کے کان میں جو پہنچی۔ سوتے سے جس طرح کوئی

چونکتا ہے۔ اسی طرح ربودگی سے ہوشیار ہوئے اور تیغہ وتبرو خنجر لے کر چلے۔
ایک طرف سے لندھو دوسری جانب سے ملک اژدر نعرہ بلند کر چلے۔ پھر تو کرتبت سپر گردان۔ نعمان بن منظر منظر شاہ یمنی۔ عامر شاہ ردو باری۔ سیفی ذولیدین۔ ابولمعدن گرد۔ طوق حزان گرد۔ بہرام گرد بن خاقان چین۔ علمشاہ۔ قاسم۔ نورالدہر۔ داراب کشور کشا۔ ہاشم نیشزن وغیرہ ہر سمت سے حملہ آور ہوئے تخت بادشاہ کا بھی آگے بڑھا۔
تیغ تیز کی روانی کا وقت آیا۔ دلاوروں کی جانفشانی کا ہنگام تھا۔ خنجر گلو گیر شجاعان ہو کر عروس شجاعت کے طوق تھے جوہر شمشیر کو جواہر زیور پر فوق تھے۔ زخم دامن دار گلے کے ہار تھے۔ پیکان تیر الماس نگار کلیجے کے پار تھے۔ دھکدھکی پر زینت طرازاں بزم شجاعت کے دم تھے موت خلخال بن کر پاؤں پڑی تھی۔ حلقہ پارہ زرہ کی۔ ہر ایک کڑی جوشن پوشوں کے زیور خفتان و جون تھے۔ لشکر مرداں شجاعت شعار زن تو نہ تھے۔ مگر شمشیر زن تھے۔
ادھر جنگ تو مغلوبہ ہو رہی تھی۔ ادھر اپنی شوکت دکھانے کو رہر تلواریں مارتا صفوف لچکر کے پار نکل جاتا تھا اور سحر پڑھ کر پھونکتا تھا کہ کسی کا حربہ اس پر اثر نہ کرتا اور اس پار صف کے جا کر پھر گینڈے کو اڑاتا دوسری صف پر جاتا۔ پھر وہاں سے قریب فیل لقا اپنی تعریف کرانے آتا۔ اس رزم کو دیکھ کر بختیارک نے اس سے کہا:
"یہ لڑائی تمہاری بیڈول ہے۔ اب اس طریقہ کو موقوف کرو۔ تم شوم دستی اسلامیان سے واقف نہیں ہو۔"
اس نے کہا: "ملک جی مردوں سے سات پھیرے ہوتے ہیں۔" یہ کہہ کر پھر گینڈے کو دابا اور تلواریں مارتا ہوا۔ لشکر اسلام کے پس پشت جا نکلا۔ امیر اور سرداران نامی لشکر حریف سے بھڑے ہوئے تھے۔ اس وجہ سے یہ اور بھی زبردستی دکھا رہا تھا کہ کسی نے اسکا خیال نہ کیا تھا۔
غرضیکہ یہ پشت لشکر سے جو پھرا۔ ہندیوں کی فوج میں آ گرا۔ ادھر جو فوج دباؤ پڑا اور بہادروں نے تبر اور برچھا اور گرز مارنا شروع کیا۔

یہ ادھر سے پھر قلب لشکر پر آیا۔ یہاں تخت شہنشاہی پر بادشاہ سوار تھے۔ تاجداروں "لینا لینا" کا غل کیا اور اس کو زیر تیغ رکھ لیا۔ مگر یہ قتل و قمع کرتا سامنے تخت کے پہنچ گیا۔ چوبداروں نے غصے مارنا شروع کئے کہ او بے ادب کہاں آتا ہے۔ یہ شہنشاہ عالم و عالیان ہیں۔ چوبداروں کا اور اہل نزک اور سپاہیان صف قلب کا ایسا غلغلہ بلند ہوا کہ امیر جو تلواریں مارتے آگے جاتے تھے۔ یہ شور سند پھر کھڑے ہوئے اور دریائے فوج کو عدو کو شناوری کر کے قلب لشکر میں اپنے پہنچے اور ڈانٹا کہ او زہر نابکار کدھر جاتا ہے۔ وہ بادشاہ عالی تبار ہیں۔"

اس نے یہ نعرہ سن کر گینڈا بڑھا کر للکارا کہ حمزہ میرا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔ میں تجھ کو ڈھونڈھتا تھا بارے سامنا ہو گیا اب کہاں تو بچ کر جا سکتا ہے۔"

یہ کہہ کر سحر پڑھ کر تلوار کا وار کیا۔ امیر نے اسم اعظم پڑھ کر پھونکا اور تلوار کو اس کی رد کر کے عقرب سلیمانی کا ہاتھ ماتھے پر مارا۔ اس نے سحر کی چہرہ پر پناہ کی۔ مگر وہ شمشیر آبدار سپر کو کاٹ کر سر کو دوپارہ کرتی ہوئی صراحی گردن سے نکل کر صندوق سینہ کو اجاڑ کو اوجھ جھوجھ کو کاٹ کر آخر گینڈے کے تنگ سے گذر گئی۔

زمانہ تیروتار ہوا۔ شور اس کے مرنے کا مچا ساحر اور زیادہ تر ٹوٹ پڑے پھر تو بڑے زور شور سے ہنگامہ جدال گرم ہوا۔ آب آہن سے جار ہستی دھو گئے۔ دریائے لشکر میں بہت سے گوہر جان کھو گئے ہوائے تیغ کے سناٹے تھے۔ ابر سپر کے بن کر کالے کالے بادل چھائے تھے۔

ہر چند ساحران نابکار نے سحر و نیرنگ آشکار کر کے اہل اسلام کو مغلوب کرنا چاہا لیکن اسم اعظم کی برکت سے پسپا ہوئے اور ہزاروں مارے گئے۔ آخر بھگڈر پڑی۔ لقا بھی بھاگ کر اندر قلعہ کے چلا گیا۔ لشکر اسلام میں طبل فتح و ظفر بجا۔ بہت مال غنیمت نصیب نمازیاں صف شکن ہوا۔ امیر لاشیں اپنے لشکر کے مقتولوں کی دفن فرما کر داخل بارگاہ ہوئے۔ لشکر نے کمر کھولی۔ سردار بارگاہ میں آ کر داد عیش و نشاط دینے لگے۔

اس طرف لقا باغ مینار میں آ کر تخت خدائی پر اپنے بیٹھا۔ سرداروں کی زخم دوزی ہونے

لگی۔ جو سامان کو باہر قلعہ کے چھٹ گیا۔ جو اسباب کہ لٹ گیا اس کی درستی ہونے لگی۔ باد صبا بھی آ کر بیٹھے اور گویا ہوئے کہ ہم سے غلطی ہوئی جو ہم نے پہلے اسم اعظم نہ بند کر لیا۔ خیر اب اس کی فکر کرتے ہیں۔"

یہ کہ کر ایک عرض افراسیاب کو لکھی۔ مضمون یہ تھا کہ "مدد جو آپ نے بھیجی تھی۔ چنانچہ زہر اس طرح مارا گیا۔ مسلمان بڑے زبردست ہیں۔ اب آپ کسی بڑے زبردست کو برائے اعانت ہمارے پاس بھیجئے۔ یہ عرضی ساحران زہر کو دی کہ وہ روتے پیٹتے جانب طلسم روانہ ہوئے۔

یہ تو اس طرف چلے اور لقا انتظار آمد کمک کرتا ہے ادھر شاہ جاوداں فکر جنگ کو کب میں ہمہ تن غرق ہے۔ مہ رخ جو لشکر عمرو کے ساتھ آتی تھی۔ ان کے افسروں کو لے کر بارگاہ میں بیٹھی عیش کر رہی ہے۔ عمرو دوبارہ بران کے پاس پہنچ کر مصروف عیش و عشرت ہیں۔ ان سب کو اپنے اپنے مقام پرچھوڑ کر حال شہزادہ تورج و طلسم ہزار برج دیرج وغیرہ سنئیے کہ

الا اے خرد مند و پاکیزہ رائے
مرے مہربان ساقی رہنمائے
اٹھا دختر زر کے رخ سے نقاب
دکھا شب کو پھر جلوہ آفتاب
وہ دے ساغر بادہ خوشگوار
جو ہو شکل میں صورت چشم یار
جسے پیتے ہی دیدہ دل ہو وا
نظر آئے عالم طلسمات کا
وہ ہو نشہ میں میرے مضمون کا اوج
کہ لطف سخن کی رہے ساتھ فوج

دیار فصاحت کا ہوں بادشاہ
زمین سخن پر ہوں فرمان روا
یہ رتبہ بھلا کب ہے لائق مرے
تکلم میں ہے اب یہ دعویٰ مجھے
وہ مضمون جو اثبات حق کی دلیل
بلاغت میں تاج سر جبریل
لطافت میں ہو مثل نہر جناں
صفائی میں مثل دل عارفاں
بلندی میں طوبٰی سے بڑھ کر بلند
متانت میں روح القدس سے دو چند
وہ رنگین کہ باغ ارم شرمسار
بہار رخ حور جس پر نثار
فصاحت کا مبد بلاغت کا یاب
معانی و مطلب میں جو انتخاب
کلام ایسے مضمون کا بس ساقیا
مرے ہے صریر قلم کی صدا
بنانا مجھے ہے طلسم سخن
جتانا ہے کچھ مجھ کو جادو کا فن
بلند ایسی ہے میری طبع رسا
زمین سخن بن گئی ہے سما ہے اس آسماں میں نیا آفتاب
جس سے دیکھ کر مہر ہو آب آب
ہزار اس فلک میں بنے ہیں بروج
کہ مہر سخن کا ہے جن سے خروج
نئی سیر ہے اور نئی بات ہے

نیا دن ہے ساقی نئی رات ہے
یہ نیرنگ جس مے سے آئے نظر
اسی مے سے دے ساقیا جام بھر
براق قلم اس طرح ہو رواں
طلسمی کرے دم میں طے آسماں
سپر سخن پر مرا راج ہو
مرے واسطے آج معراج ہو
بس اے جاہ شوریدہ سر یاوہ گو
خموش اب رہو ہرزہ گوئی نہ ہو
نویسی یکے داستانے عجیب
بہین و فصیح و لطیف و غریب
بیا سامع داستان سخن
چنیں قصہ نغز را گوش کن

فروغ افوایان آفتاب سپر سخن و سیاران بروج افلاک مظامین روشن۔ فرس راندگان مضمار پر عجائب طلسمات و طے کنندگان مراحل عرصہ طلسم و نیر نگجات سمند گردوں خرام قلم کو میدان مضمون غرائب مشحون طلسم میں اس طرح جولانکر فرماتے ہیں اور نگاہ نیرنگ بین کو سیرا اطراف و شت طلسمات میں یوں دوڑاتے ہیں کہ جب رہگرائے جادہ پر آفات طلسمات تورج والا صفات طفل شاہ کے تخت پر پہلوان کو مار کر اس چاہ سبز آتش میں کو داتو غلطان و پیچاں مثل حلقہ زلف معشوقاں دور تک چلا گیا۔ آکر پاؤں زمین سے آشنا ہوئے تو ایک درواہ رفیع کے قریب اپنے تئیں پایا۔ وہ در مثل آغوش تمنائے عاشق کھلا تھا۔ یہ اندر اس کے قدم زن ہوا۔
کسی نے صدا دی کہ اے گرفتار طلسم اب تو روز قیامت تک یہیں رہا۔ اب تک تو

بیرون طلسم تھا اب یہ دروازہ خاص طلسم کا ہے۔ جس میں تو داخل ہوا ہے۔
شہزادہ نے اس آواز پر کچھ خیال نہ کیا اور آگے بڑھا۔ دیکھا کہ ایک دشت رنگین پر
URDU4U.COM
بہار ہے خوابی میں دامن گل چیں در خسار یار ہے کہ

داخل ہوا دشت میں جو وہ گل
رشک گل و جانفزائے بلبل
گل شاہد سرخ پرہن تھا
دیکھا کہ بہار پر وہ بن تھا
نوخیز تھا ہر شجر وہاں کا
میوہ ہر اک قوت جان تھا
بلبل تھی وہاں پہ یوں غزال خواں
جیون زلف بتاں میں دل ہو نالاں
تھی بوئے گلوں سے عطر بیزی
شبنم بھی تھی گرم آبریزی

یہ گل بوستان شجاعت سیر کرتا ہوا اور آگے بڑھا تو ایک باغ بنا ہوا دیکھا کہ اس میں تین چار دروازے لگے ہیں ان دروازوں پر آئینے جڑے ہیں باغ بھر صورت خوبی میں یکتا ہے۔ آئینہ مہر سامنے ان درہائے آئینہ دار کے شرمندہ ہے۔
شہزادہ حیران کن جب قریب در پہنچا۔ ایک دروازہ اس باغ کا وا ہوا اور ایک پری زاد قامت میں رشک سروشمشاد باہر نکلی۔ جس کے گل رخسار کے روبرو گل خورشید گلزار فلک باسی پھول رات بسا معلوم دیتا تھا۔ شب عشرت عالم میں پیدا ہوئی ہے۔ یہ اسی کی زلف عنبریں کا سایہ ہے۔ لب بعلین پر اس کے یاقوت معدن سے نکل کر تصدق ہونے آیا تھا کہ

گوری گوری ہے ہر اک گول کلائی ایسی
شمع کی جس کی صباحت نے جھکائی گردن
اس کے ساعد سے مہ نو کی کلائی اتری
پنجہ نے پھر دیا پنچہ مہر روشن
شاخ گل دار کلائی کی ہے زیور سے بہار
چوڑیاں مینے کی ہیرے کے کڑے اور کنگن
وہ بردوش کی خوبی وہ صفا سینے کی
گات پر نوک تو انگیا کا نرالا جو بن
ابھری ابھری ہوئی وہ سخت نکیلی پستان
گدرا گدرا وہ شکم نرم وہ مخمل سا بدن

شہزادہ اس کو دیکھ کر بے چین ہو گیا۔ اور چاہا کہ قریب اس کے جائے۔ اس مہوش نے فروغ حسن اپنا دکھا کر اس کو دیوانہ بنا کر سحاب حجاب میں اپنے تئیں پوشیدہ کیا۔ یعنی پھر در کھے اندر چلی گئی۔ یہ بھی سایہ سان عقب میں اس پری کے اندروں باغ آیا۔ کہیں اس کا پتہ نہ پایا۔ لیکن باغ نہایت پر فضا تھا۔ نخل و ثمر سے بھرا تھا۔ سیب اور انار کے درخت اس میں بے شمار تھے۔ شجر سیب اگر قامت یار گلغدار تھے تو سب پستان معشوقہ و داغدار تھے۔ سیب ذوقنان کو اس باغ کو دیکھنے کی چاہ تھی آسیب زدوں کو وہیں پناہ تھی انار پختہ ہو کر جو کھل گئے خندہ دندان نما معشوق سبز پوش و رنگین دہن کر رہے تھے کھلکھلا کر ہنس رہے تھے۔ سلک گوہر ان دانوں پر نثار واقعی طرفہ بہار تھی۔

تورج نے اس باغ میں جب اس رشک چمن کو نہ پایا۔ ناچار کچھ سیب و انار توڑ کر نوش جان فرمائے۔ اور بارہ دری میں گیا۔ وہاں آبدار خانہ موجود تھا سبو دان پر کھڑا رکھا تھا۔ بجرا ڈھکا تھا۔ اس نے پانی ساحر زریں میں بھر کر پیا۔ جب آسودہ ہو چکا۔ قدم

سیر کرنے کو اٹھایا۔ بارہ دری میں جملہ سامان راحت مہیا پایا اور ایک طرف سے تخت جواہر نگار گستردہ دیکھا اس پر لقا مشرک خدا کو بیٹھے پایا۔

یہ حیران تھا کہ لقا یہاں کیوں کر آیا۔ پھر سمجھا کہ یہ پتلا کسی ساحر نے اس کی صورت کو پوجنے کو بنایا ہے اسی سوچ میں تھا کہ یکایک وہ پتلا بولا: "منم لقا بے لقا' ارے تورج تو میری بہشت میں حور قدرت کے پیچھے آیا۔ اب کیا کھڑا سوچتا ہے۔ جلد مجھ کو سجدہ کر اور میری عنایت فراواں و رحمت بے پایاں کا کر کہ پہلے تو مادہ پرستی کرتا تھا تجھ کو خدا پرستی کی میں نے توفیق رفیق فرمائی۔ اب تجھ کو اپنی بہشت میں زندہ بلا کر دیدار اپنا دکھایا۔ اب تجھ کو تامل سجدہ کرنے میں زیبا نہیں۔ جلد گردن جھکا۔" یہ کلمات سن کر شہزادہ ہنسا اور گویا ہوا کہ: "او مردود ازلی و ابدی' یہ منہ اور دعویٰ خدائی کا۔ تو کوئی شیطان رجیم ہے۔ جو اس پتلے میں در آیا ہے اور بھائی تیرا اصلی آقا بھی بچہ شیطان کوہ عقیق میں بندگان رب العزت کو بہکاتا ہے۔ اسی کی صورت کا ایسا پتلا کہ جس میں تو حلول کیے ہے کسی ساحر نے بنایا ہے۔ دیکھ تو اپنی سزا۔"

یہ کہہ کر تیغہ کھینچ کر لپکا۔ اس پتلے نے کہا: "ہاں ہاں ارے کیا کرتا ہے۔ جادہ ادب سے قدم آگے دھرتا ہے۔ میں خدا ہوں تجھ کو غارت کر دوں گا۔"

شہزادہ اولاد خلیل الرحمان نے س کا غل کرنا کچھ نہ سنا اور ہاتھ تلوار کا مارا۔ مگر تلوار چٹ گئی اور اس پتلے کو کچھ ضرر نہ پہنچا اور اس نے شور مچایا کہ اے حوراں قدرت جلد دوڑو کہ اس بندہ بے ادب نے کام میرا تمام کیا۔ وہ تو چیختا رہا۔

شہزادہ بت شکن نے گردن پکڑ کر تخت پر سے کھینچ کر ستون بارہ دری سے سر اس کا لڑا دیا کہ سر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ چینی کا پتلا تھا۔ شہزادے نے پھر اس کو چور چور کر ڈالا۔

پس زمین تھرائی اور ایک عورت ساحرہ وضع چالیس برس کے سن کی زمین سے نکلی اور گویا ہوئی کہ : "او بے رحم تو نے ذرا بھی خداوند کے حال پر رحم نہ کیا۔ کیسا کیسا وہ چیخا' مگر تو نے ان کو نہ چھوڑا۔ اب دیکھ تو کیا آفت تیرے اوپر میں لاتی ہوں۔"

شہزادہ یہ سن کر تیغ بکف اس پر جھپٹا۔ اس نے بڑھ کر دیوار پر بارہ دری کے لات ماری کہ آندھی پیدا ہوئی اور شہزادہ بے ہوش ہو گیا۔ پھر جو دیکھا ایک میدان لق و دق میں آ گیا ہوں نہ وہ باغ ہے۔ نہ مکان ہے۔ فقط کفدست میدان ہے۔ مگر وہ عورت جو زمین سے نکلی تھی۔ آگے جاتی ہے۔ یہ دیکھ کر شہزادہ بھی چلا۔ لیکن وہ عورت ساحرہ اس مقام کی مالک ہے اور اس کا مطیع ایک دیو ہے کہ اس بیابان میں رہتا ہے۔ چنانچہ اس ساحرہ نے آپ تو شہزادے کا مقابلہ نہ کیا۔ اس خیال سے کہ یہ فاتح طلسم ہو گا تو تجھ کو مار ڈالے گا۔ دیو ر سے چل کر کہہ دے۔ وہ کھا جائے گا۔ پس جاتے ہی اس دیو سے کہا: "ایک انسان بہت فربہ تیری خوراک خداوند نے مقرر کیا ہے۔ وہ لقمہ لذیذ آیا ہے۔ جلد اٹھ اور نوش جان کر لے۔"

یہ سن کر دیو قلقاری مار کر دم اٹھائے اشلنگ کرتا لپکا۔ شہزادہ تو چلا ہی آتا تھا۔ دیو کا سامنا ہوا۔ اس دیو نے اس کو دیکھ کر ایک درخت عظیم الشان اوکھیڑ کر کاندھے پر رکھا اور سامنے آ کر ناچنے لگا۔ پکارا: "ادب خوب ڈارھ گرم ہو گی۔ اے انسان میں منہ کھولتا ہوں تو میرے پیٹ میں اتر جا کر تجھ کو میرے دانتوں کے چبانے کی تکلیف نہ ہو۔" شہزادے نے یہ کلمہ سن کر ایک نعرہ کوہ شگاف ایسا مارا کہ دل کوہ وغیرہ میں تہلکہ و زلزلہ پڑ گیا۔ دیو نے گھرا کر وہی درخت چرخ دے کر مارا۔

اس نہال حدیقہ صاحبقرانی نے پتیرا بدل کر خالی دیا۔ دیو نے ایک چیخ ماری کہ ارے تو بڑآ زبردست ٹھہرا کہ میرے منہ میں کسی طرح نہیں آیا۔ رہ تو جا میں تجھ کو نوچ نوچ کر کھاؤں گا۔"

یہ کہہ کر دوڑا اور شہزادے کے لپٹ گیا۔ اس نے ایک ہاتھ اس کا کہنی کے نیچے رکھ کر دوسرے ہاتھ میں جو پیچ باندھا دیو "ارے کیا کرتا ہے' ارے کیا کرتا ہے۔" کہہ کر زمین پر گرا۔ شہزادے نے اس کے سینگ پکڑ کر اینٹھے کہ وہ چت ہوا۔ یہ اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا۔ دیو نے کہا: "معلوم ہوا کہ تو بھی کوئی خداوند ہے اچھا میری چھاتی پر سے اتر کہ میں سجدہ کروں۔"

شہزادے نے فرمایا: "استغفراللہ میں ایک عبد ذلیل پروردگار عالم ہوں۔ پروردگار میرا وحدہ لاشریک ہے۔ اس کو تو بھی سجدہ کر۔"
دیو نے کہا: "معلوم ہوا کہ تو زلزلہ قاف ہے۔"
شہزادے نے کہا: "میں زلزلہ قاف کا پوتا تورج بن بدیع میرا نام ہے۔"
دیو نے سن کر دانت نکال دیئے اور چک چک کرنے لگا۔ شہزادہ اس کے سینے پر سے اترا اور اس نے کلمہ پڑھ کر اسلام بصدق دل اختیار کیا۔
یہ تمام ماجرا اس ساحرہ نے کہ جس نے دیو کو بھیجا تھا دور سے دیکھا اور بغضب تمام سامنے شہزادہ کے آئی اور ایک دانہ ماش کا سحر پڑھ کر مارا کہ شہزادہ بے حس و حرکت ہوا۔ اس نے آ کر کمر میں ہاتھ دے کر اٹھایا کہ تجھ کو اسی طرح پہاڑ پر سے نیچے گرا کر ماروں گی جس طرح تو نے خداوند کو ٹکڑا کر چور چور کیا ہے۔" یہ کہہ کر دیو کی جانب بھی دانت پیستی بڑھی کہ موئے تو بھی اس نگوڑے سے مل گیا۔"
دیو نے فقرہ کیا اور کہا: "اے ملکہ مجھ کو یہ مارے ڈالتا تھا۔ اگر میں منت اس کی نہ کرتا تو مارا جاتا۔ میں اس کا دشمن صعب ہی ہوں۔ اس نے مجھ کو بڑی اذیت دی ہے۔ مجھ کو دیجئے کہ اس کو کھالوں۔"
یہ کہتا ہوا قریب ساحرہ پہنچتے ہی گردن اس کی پکڑ کر بزور تمام دھڑ سے کھینچ لی۔ شور اس کے مرنے کا برپا ہوا اور آواز آئی کہ افسوس مارا رزم جادو کو اس کے مرنے سے شہزادہ رہا ہوا اور دیو کو گلے سے لگایا۔
دیو نے کہا: "اے شہریار، میرے ساتھ پہاڑ پر چلیے اور میوہ کچھ نوش فرمایئے۔" اس کے ہمراہ شہزادہ ایک پہاڑ پر آیا۔ وہاں درخت میوہ دار گنجان لگے چشمہ ہائے شریں جاری تھے۔ شہزادہ نے وہاں میوہ کھایا پانی پیا آسودہ ہو کر سجدہ شکر خدا کا کیا پھر دیو سے باتیں کرنے لگا۔
دیو نے عرض کیا: "حضور یہاں کیوں کر تشریف لائے۔"
شہزادہ نے اپنا سب حال بیان کیا۔ اس نے کہا یہاں سے اب جو کوئی باہر طلسم کے جائے تو وہ راہ کہ جدھر سے آپ آئے ہیں ملنا دشوار ہے۔ اب تین دریا راہ میں ملیں

گے۔ ایک آتش کا دوسرا آب کا تیسرا ہوا کا۔ اور یہ دریا چار طرف اس طلسم کے ہیں۔ اگر آگے جانے کا قصد کوئی کرے جب بھی یہ دریا ملیں گے۔ مگر محنت گوارا کر کے آپ کو کندھے پر سوار کر کے لے چلوں گا اور آپ کے لشکر میں پہنچاؤں گا اور وہاں بھی حاضر رہوں گا۔"

شہزادہ نے فرمایا: "اے رفیق شفیق میں راہ بھول کر نہیں آیا ہوں بلکہ بارادہ فتح طلسم عمداً داخل طلسم ہوا ہوں۔ یہ میرا شیوہ نہیں جو اپنے عزم سے باز آؤں اور بغیر فتح طلسم چلا جاؤں۔ دادا نے میرے دیو سمندوں ہزار دست کو مارا ہے۔ میں اتنا بھی نہ کروں کہ اس طلسم کو توڑوں۔ اب تم یہاں آرام کرو۔ میرا خدا شریک ہے۔ انشااللہ فتح کر کے میں تم سے پھر ملوں گا۔" دیو نے عرض کی کہ یہ غلام بھلا قدم اقدس سے کیوں کر جدا ہونے لگا۔ اگر یہی ارادہ ہے تو میرے ساتھ چلئے اور بادشاہ طلسم کو ماریئے۔ میں بھی جانبازی کروں گا۔"

شہزادہ نے منظور فرمایا اور ایک رات اس پہاڑ پر بسر کی۔ شب بھر ذکر طلسم نیرنگ رہا۔ جب دوسرے دن کوہ طلسمات خاور سے شاہ زریں کلاہ خور نے سر بدر کیا۔

فلک کا سینہ تاروں سے ہوا صاف
بڑھا صحرا کو سلطان پر انصاف

شہزادہ نے کمر ہمت بعد ادائے فریضہ نماز باندھ کر قصد روانگی فرمایا۔ دیو نے عرض کیا: "اے آقا تین روز میں ایک ایک دریا طے ہو گا۔ آپ کچھ جانور شکار کر کے مجھ پر لاد دیجئے اور سوار ہو کر چلیے اسی طلسم میں راہ برج جمشیدی کی بھی ہے اور پرستان کو بھی راستہ گیا ہے۔ آپ اکیلے بھٹک کر اور سمت کو چلے جائیں گے راہ طلسم نہ پائیں گے۔"

شہزادے نے اس کے کہنے سے بہت سے گوروگوزن و نیل گاؤ وغیرہ شکار کر کے پشت

پر اس کی بار کر کے آپ بھی سوار ہوا اور دیو اس نبیرہ ثانی سلیمان کی ہوا خواہی میں بال شوق واکر کے اڑا۔

شہزادہ نشیب و فراز عالم ملاحظہ فرماتا جاتا تھا کہ بعد قطع مسافت دراز پہلے دریائے آپ پر دیو لے کر پہنچا۔ شہزادے نے دیکھا کہ دریا نہیں قہر خدا کا نمونہ ہے۔ جو حباب ہے وہ دماغ میں ہوائے ہمسری حباب فلک رکھتا ہے۔ چشمہ خورشید اس کے نام سے چلتا ہے پاٹ اس کا آسیائے گردوں کو پیس ڈالنا چاہتا تھا اس کا تیغ میں ظلم ستمگر کا گھاٹ نظر آتا۔ دھارے میں اس کے وہ پانی کا توڑ کہ پست اس سے ہر صاحب زور کا توڑ جوڑ سمندر عجب نہیں جو اس کے خوف و بیم سے آب آب ہو اور گھٹ کر سمندر آتش بنے اور آگ میں رہنا اختیار کرے۔ بحر اخضر ہوا کا زہرہ آب آب تھا' طوفان نوح مقابل اس کے شرم کے پسینے میں غرقاب تھا کہ

بڑھا ایسا کہ جنون بیتابی دل
کہ ہر اک لہر اس کی موج تیغ قاتل

دیو تین شبانہ روز تک برابر چلا گیا اور جب بھوکا ہوتا تھا۔ شہزادہ اس کے منہ میں وہی گوشت شکار کا دے دیتا اور شہزادہ بھی میوہ وغیرہ کھا کر بسر کرتا۔ آخر اس بحر زخار کی سرحد سے گذرے اور کنارے بحر آتش کے پہنچے دیکھا کہ یہاں کوسوں تک آگ کا میدان ہے۔ شعلہ شرار کی لپک سے پوشیدہ آسمان ہے۔ فلک اسی آگ کی تیزی سے تاؤ کھا کر نیلا ہو گیا۔ بلکہ دھوں بن گیا ہے چرخ اس نہج سے جھکا نظر آتا ہے جیسے دووی جہاز سمندر میں جاتا ہے۔ جو شعلہ ہے وہاں کا وہ شعلہ آہ عشقاں کی طرح سر کشیدہ ہے۔ ماہتاب وہیں سے بھاگا ہے جو سریع السیر کہلاتا ہے۔ العیاذ باللہ آگ اس طرح شعلہ ور ہو کر پیچ و تاب کھاتی تھی کہ آتش دوزخ اس سے شرمندہ نظر آئی تھی۔ زبانہ اس کا زبانہ جہنم پر زبان دراز بیتابی میں مثل مزاج عاشق ناساز شور سے

اس کے برق تڑپ کر منزلوں بھاگے رعد کا دم بند مذکور اس بحر کا زبان قوم آتشی پر چھالے ڈالے کہ

ہوا تاریک مثل ابر گیسو
URDU4U.COM
بسان شعلہ خور چلتی تھی لو

کنارے اس بحر آتشی کے ایک دیوار آگ کی سر بفلک کشیدہ تھی۔ درازی میں مثل عمر انتہا رسیدہ تھی دیو نے شہزادہ کو لے کر بڑی تیز پری سے پرواز کی لیکن اس دیوار آتش سے زیادہ تر بلند نہ ہو سکا اور حرارت آتش سے بے ہوش ہونے لگا۔ ناچار شہزادہ کو کنارے اس بحر کے لا کر اتار دیا اور آپ چلا گیا۔ اطراف میں وہاں کے کسی چشمہ آب کو تلاش کر کے غوطہ لگا کر خوب اپنا جسم بھگو کر آیا اور شہزادہ کو لے کر اڑا۔ مگر دیوار کو نہ پھاند سکا پھر اتر آیا۔ تیسری مرتبہ پھر پرواز کی۔ اب کی اس تیزی سے اڑا کہ اس دیوار میں ٹکر کھائی اور صدمہ سورش سے بے ہوشی طاری ہوئی۔ جس طرح ہو سکا بدقت تمام شہزادہ کو زمین پر پہنچایا اور آپ بے ہوش ہو گیا۔

شہزادہ اس کو اٹھا کر ایک مقام سرد پر لایا کہ وہاں اس کو ہوش آیا۔ عرض پررا ہوا: "اے شہریار بڑی مشکل ہوئی۔ اس دریا کے پار میں نہ جا سکوں گا۔"

شہزادے نے فرمایا: "بھائی خدا تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ وہ کوئی سبب پیدا کر کے اس دریا سے بھی بیڑا ہمارا پر لگائے گا۔ اب اسی کے کرم و فضل پر نظر رکھ کر یہاں ٹھہرو' دیکھو تو کیا ظہور میں آتا ہے۔"

یہ کہہ کر مصروف دعا ہوا۔ ادھر اس دریا کے محافظ جو ساحر ہیں۔ انہوں نے دیو کو کئی مرتبہ اڑتے دیکھ کر حال دریافت کر کے اپنی مالکہ ملکہ شعلہ سان جادو کو جا کر خبر دی یہ ساحرہ بادشاہ طلسم کی طرف سے اس حوالی میں حکومت کرتی ہے اور اس دریا کو بزور سحر اس نے بنایا ہے۔ ساحروں کو بہر حفاظت مقرر فرمایا ہے۔

چنانچہ انہیں محافظوں نے حاضر ہو کر عرض کیا: "ایک دیو ایک انسان کو اپنی پیٹھ پر سوار کر کے کئی مرتبہ اڑا مگر دیوار کے پار نہ جا سکا گر پڑا۔ آکر بے ہوش ہو گیا' اب کسی طرف وہ آدمی اس کو لے گیا ہے۔"

URDU4U.COM

یہ خبر سن کر شعلہ رسان ہنسی اور اپنے مصاحبوں اور ملازموں سے کہا: "یہ شخص جو پشت دیو پر سوار ہو کر اس حوالی میں آیا ہے۔ دعویٰ طلسم کشائی رکھتا ہے دیکھا چاہیے شعلہ خداوند در دہشت سامری کیا کرتے ہیں۔"

یہ کہہ کر ایک اپنی انیس سے پوچھا: "اے گرم خوے و شوخ چشم جادو ملکہ اخگر جادو کا بہت دنوں سے پتا نہیں وہ کہاں ہیں۔"

انیس نے جواب دیا: "لونڈی ان کے گھر جا کر دریافت کرتی ہے۔"

یہ کہہ کر روانہ ہوئی اور مقام اخگر پر آئی۔ اس بحر آتش کے اس پار ایک برج اسی ہزار برجوں طلسم میں سے ہے اور اس برج میں قلعہ بہت بڑا آباد ہے۔ اسی قلعہ میں شعلہ حکومت کرتی ہے۔ مکانات عمدہ تعمیر ہیں۔

چنانچہ وہیں گھر اخگر کا ہے اور یہ وہ ساحرہ ہے جو مقام کفل شاہ پر شہزادے کے پاس آئی تھی اور انگوٹھی دے کے بتلا گئی تھی کہ پہلوان کو تخت پر بادشاہ کے ماریئے گا۔ آتش سبز پیدا ہو گی اس میں گو رہیئے گا۔ چنانچہ شہزادہ نے ایسا ہی کیا تھا۔ اب وہ ساحرہ عاشق شہزادہ ہو کر اپنے گھر میں آئی اور بیٹھی ہے کہ گرم خو پہنچی اور گویا ہوئی:

"چلیئے ملکہ عالم نے آپ کو بلایا ہے۔"

یہ اس کے ہمراہ خدمت شعلہ میں آئی۔ اس نے سب حال دیو اور طلسم کشا کے آنے کہ کہہ کر اس سے کہا: "تو میری رکن سلطنت ہے۔ جلد جا کر اس طلسم کشا کو گرفتار کر اور دریافت کرنا کہ وہ بندہ جمشید و لقا ہے۔ یا مسلمان اگر ہمارے مذہب کا ہو تو کہنا تم یہاں رہو۔ کچھ سرکار سے تمہارا مقرر ہو جائے گا اور اگر مسلمان ہو تو فوراً ذبح کر کے کباب اس کے لگانا اور میرے واسطے لانا کہ بڑا ثواب ہو گا۔"

اخگر یہ حکم سن کر وہاں سے روانہ ہوئی اور دریا پر آکر آب سحر ساتھ لائی تھی۔ اسکا چھینٹا دیا کہ راہ پیدا ہوئی یہ اتری اس پار آئی اور دیوار میں در پیدا کر کے کنارے پر جہاں دیو اڑا تھا، پہنچی اور ہر سمت ڈھونڈھ کر شہزادہ کے پاس پہنچی اور ہر چند کہ شہزادہ سے محبت رکھتی ہے مگر یہ سمجھ کر محافظان بحر آتش بطور مخفی یہاں موجود ہیں۔ وہ تیری محبت جتانا دیکھ کر ملکہ سے کہیں گے۔ شہزادہ کے حق میں بھی برا ہو گا۔ بس یہ سمجھ کر دھمکائے کہ راہ سے ناریل سحر کا جھولی سے نکالا اور دیو کی طرف بہ نگاہ غضب دیکھ کر نعرہ کیا کہ ارے موئے تو اس مسلمان کے ساتھ کیوں دیوانہ ہوا تو تو لقا پرست تھا۔ اب خدائے نادیدہ کو پوجتا ہے۔"

دیو نے کہا: "میں لقا اور اس کے باپ پر لعنت کرتا ہوں۔"

اخگر نے ناریل دکھانے کی راہ سے ہاتھ اٹھا کر چاہا کہ ماروں شہزادہ ہاں ہاں کر کے دوڑا کہ کیا کرتی ہے اخگر تو مائل تھی ہی تاب ضبط نہ لائی۔ قریب آ کر کہا: "اے شہزادے مجھ کو آپ بھول گئے۔"

یہ کہہ کر سب پتہ اپنا بتایا۔ شہزادے نے خوش ہو کر چاہا کہ گلے سے لگاؤں۔ اس نے منع کیا اور کہا: "اے شہزادے یہاں بڑی آفتیں اور مصیبتیں ہیں۔ یہ کنیز حضور کو منزل مقصد پر پہنچائے گی اور اگر حکم ہو تو آپ کو لشکر میں آپ کے لے چلے اور تمام عمر آپ کی کنیزی کرے۔"

شہزادے نے فرمایا: "ہمارا دستور نہیں جو بغیر فتح کئے طلسم کے جائیں گے۔ یہ کہہ کر اور ساحرہ کو ہمراہ لیکر ایک درہ کوہ میں شہزادہ آ کر بیٹھا۔ اخگر نے وہاں تخلیہ پا کر حال اپنا بیان کیا کہ "اے مایہ نازو سراپا انداز میں دختر خواندہ یعنی لے پالک شعلہ سان کی ہوں۔ آپ پر عاشق ہو کر پہلے بھی میں نے آپ کی مدد کی تھی۔ وہ پہلوان اور بادشاہ کو آپ روکنے کے لیے میری ماں ہی نے بھیجا تھا۔ اب آپ دریا پر آئے ہیں۔ یہ مقام بھی ایسا کہ اس پار دریا کے کوئی نہیں جا سکتا اور شعلہ سان رکن رکین سلطنت بادشاہ طلسم ہے۔ اے شہر یار جو آپ اس دریا کے پار گیا پھر وہاں ہی مر گیا

ادھر نہ آ سکا۔ آپ بھی اس ارادے سے باز آیئے۔"
شہزادہ نے فرمایا: "اے ملکہ ہم طلسم فتح کر کے بجائے شعلہ سان تمہیں بادشاہ کریں گے اور انشاءاللہ اس ساحرہ کو ماریں گے۔"
URDU4U .COM
اخگر نے کہا: "خدا ایسا ہی کرے گا مگر اس مقام کو دربند آتش نگار کہتے ہیں۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے میرے دل میں بڑا ہول اور اندیشہ ہے۔ اچھا اب میں جاتی ہوں۔ شعلہ سے کہوں گی کہ مجھ کو طلسم کشا نہیں ملا اور رات کو چھپ کر آپ کے پاس آؤں گی۔ شراب کباب بھی حضور کے لیے لیتی آؤں گی۔"
یہ کہہ کر چاہتی تھی کہ روانہ ہو مگر اس کو عرصہ جو ہوا شعلہ سان گھبرائی کہ ایسا نہ ہو کہ میری بیٹی مار ڈالی جائے پس اپنے دربار میں چار سمت دیکھ کر ایک ساحرہ منقلی جادو نام سامنے کھڑی تھی۔ اس نے کہا: "جلد جا اور ہو سکے تو طلسم کشا کو پکڑ لا اور نہیں تو خیریت دریافت کرلا۔"
منقل حسب الحکم آب سحر لے کر چلی اور دریا سے اتر کر ہر سمت ڈھونڈھتی ہوئی درہ کوہ کے قریب جب آئی۔ دونوں شیدائے یکدیگر کو سرگرم رازونیاز دیکھ کر جل گئی۔ غصہ سے رنگت چہرہ بدل گئی پکاری کہ اے موی اس جوانی پٹیے موڈی کاٹے کو تو لے کر بیٹھی ہے اس فگوڑے کو گہری گود میں توپوں۔ تیرے اوپر سے صبح شام صدقے اتاروں۔"
اخگر یہ باتیں سن کر بیتاب ہو گئی اور پہلو شہزادہ سے اٹھ کر قریب اس کے آ کر بولی: "بھلا بوا اس طرح نہ کہہ' تیرا اس نے کیا لیا ہے۔ دیکھ تو کیسا کنور کندھا ہے اور وہ تو کچھ بولتا نہیں تو اس طرح تو نہ اس کو کوس۔"
اس نے یہ سن کر بغصہ کہا: "او شفتل شہکار اڈھکڑے کی سفارش مجھ سے کرتی ہے۔ یہ کہہ کر ایک گولا فولادی سحر پڑھ کر شہزادے پر مارا اخگر بیچ میں آ گئی اور سحر سے گولہ رد کیا اور شہزادہ تلوار کھینچ کر دوڑا۔ منقل نے ب غضب تمام ایک طمانچہ اخگر کے دوڑ کر مارا کہ اس کا سر پھٹ گیا اور شہزادہ پر جھپٹی۔ یہ معاملہ دیو نے جو

دیکھا۔ ہاتھ بڑھا کر گردن اس کی پکڑی۔ وہ تڑپ کر چاہتی تھی کہ نکل جائے شہزادہ قریب آچکا تھا۔ ہاتھ جو شمشیر بران کا مارتا ہے دو ٹکڑے اس کے ہوئے۔ غلوشور تاریکی ہو گئی۔ آوازیں مہیب آنے لگیں کہ ہائے منقل جادو کو مارا۔ بیر لاش اس کی اٹھا کر سامنے شعلہ سان جادو کے لے گئے اور عرض کیا: "اس طرح یہ قتل ہوئی۔"

یہ سننا تھا کہ اس پر غضب طاری ہوا۔ آتش رنج میں جل بھن کر کباب ہوئی اور اپنی جگہ سے غائب ہو کر مثل شعلہ پیچ و تاب کھاتی دریائے آتش کے پار اتر کر اس جگہ تنہا آئی کہ جہاں یہ دونوں رسوائے شہر محبت بیٹھے تھے اور اخگر کہہ رہی تھی: "اے یار شیریں طلعت میں تیرے فرہاد وار نثار ہوں۔ اس کوہ میں اب نہ ٹھہریئے وہ قحبہ شعلہ سان آئے گی کوئی آفت مقرر لائے گی۔ یہاں سے مجھ کو بھی لے چلیے۔ اور جلد روانہ ہو جایئے۔" یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ شعلہ آ کر للکاری: "باش او خیرہ سر تیرہ روزگار تو نے منقل کو مارا کہ جو روح رواں میری تھی۔" کہہ کر جانب شہزادہ چلی۔

دیو نے پھر ہاتھ اپنا دراز کیا لیکن ایسی زبردست ساحرہ ہے کہ ہاتھ اس کا جلنے لگا اور وہ سوزش تمام جسم میں پیدا ہو گئی کہ دیو بے ہوش ہو گیا اور یہ قریب شہزادہ پہنچی۔ شہزادہ نے چاہا کہ تیغہ ماروں مگر دست و پا میں جنبش نہ پائی۔ اور اس نے ایک طمانچہ شہزادہ کے اور دوسرا اخگر کو مارا کہ یہ دونوں بے ہوش ہو گئے۔ اس نے دونوں کو پنجہ میں داب کر پرواز کی اور دیو کو چاہا کہ قتل کر ڈالوں' پھر سوچی کہ جب طلسم کشا مر جائے گا۔ یہ آپ مطیع ہو جائے گا۔ اس کا مارنا صلاح نہیں۔ فی الجملہ دیو کو اس جگہ پر چھوڑ کر کچھ سحر پڑھا کہ ایک لکہ ابر سرخ ظاہر ہو کر قریب اس کے آیا۔ اس نے شہزادہ اور اخگر کو اس پر ڈال کر ہمراہ اپنے لیے دارالامارہ میں آئی۔ سب نے اس کی تعظیم کی۔ اس نے ابر پر سے ان دونوں کو اتار کر سامنے تخت کے ڈال دیا اور کہا: "صاحبو اسی طلسم کشا کی دھوم تھی۔ میں اس کو ایک طمانچہ میں پکڑ لائی

ہوں۔ اس گیسو بریدہ کو میں نے پرورش کیا۔ اس نے بھی اس مفتری بے دین کا ساتھ دیا۔ خیر ان دونوں کو دیکھو تو میں کس طرح ہلاک کرتی ہوں۔ ہر ایک ساحر حاضر دربار نے اس کی تعریف کی اور اس نے حکم دیا کہ آہنگروں کو بلا کر ناطوق و مسلسل کرو۔ یہ کہہ رہی تھی کہ اس کا ایک بیٹا ہے شرر بار جادو" وہ خبر گرفتاری فاتح طلسم سن کر دربار میں آیا۔ یہ بہت بڑا زبردست ساحر ہے اور ہمیشہ عیاشی میں اپنی اوقات خراب رکھتا ہے۔ اخگر کو بھی پیار کرتا ہے۔ مگر ماں کے خوف سے اس پر دست درازی نہ کر سکتاتھا۔ آج اس ارادے پر آیا ہے کہ معشوقہ مذکور پر بن پڑھے تو قبضہ کرنا چاہیئے۔ غرضیکہ یہ نطفہ شیطانی پنجوں کے بل چلتا تنتا ہوا جب سامنے آیا۔ ماں کو سلام کیا۔ ماں نے دعا دی کہ برخوردار عمر دراز یہ برابر تخت پر آ کر بیٹھا اور شہزادہ اور ساحرہ مقیدہ کو دیکھ کر مستفر حال ہوا۔ اس نے سب کیفیت بیان کی۔ اس نے کہا: "لایئے ان مجرموں کو میرے حوالے کیجئے۔ رات کی رات قید رکھ کر صبح کو قتل کر ڈالوں گا۔"

اس کی ماں نے کہا: "بہتر ہے۔"

اس کافر نے سحر سے زنجیر آتشیں میں دونوں کو باندھا اور ماراں آتشیں دوست و پا وگردن و کمر میں لپیٹ کر ان رد سحر پڑھ کر ہوشیار کیا۔ جب شہزادہ ہوشیار ہوا۔ دیکھا کہ ایک دربار کفر مدار میں ہم زنجیر سے بندھے ہیں۔ ساحر ان کو یہ منظر و سیہ فام بدہیت و نافرجام کرسی و دنگلوں پر بیٹھے ہیں۔ گوش بنی سے ان کے شعلہ ہائے آتش نکلتے ہیں۔ سامنے تخت پر ایک ساحرہ لباس شاہی اور تاج فرمانروائی پہنے بیٹھی۔ پناہ خدا کی عجب صورت ہیبت ناک اس قحبہ کی ہے۔ ہر بن منہ سے شرارے آگ کے نکل رہے ہیں۔ آنکھیں ہیں کہ دو فتیلے جل رہے ہیں۔ منہ کے باہر کچلیاں نکلی ہیں۔ زرد ہلدی کی گرہ ہو رہی ہیں۔ سر پر بالوں کی جگہ آگ چھائی ہوئی ہے۔ اس آتش میں چہرہ سیہ اس خالہ شیطان کا جو نظر آتا ہے دھواں معلوم ہوتا ہے۔ پہلو میں اس ابلیس طینت کی ایک ساحر نابکار بدکردار زبوں شعار منہ بھاڑسا پھیلائے افعی دو زبان سر سے لپیٹے بیٹھا ہے۔ یہ

دیکھ کر شہزادہ نے خدا سے پناہ مانگی اور وہ ساحر بد سرشت پہلوئے مادر سے اٹھ کر سحر خواں ہوا کہ دو پنجے پیدا ہوئے اور ملکہ و شہزادہ کو لے کر اڑے۔ یہ بھی مادر سے رخصت ہو کر روانہ ہوا اور کنارے اسی بحر آتشیں کے ایک باغ اس نے سحر سے بنایا ہے۔ اس میں دونوں کو لایا اور ایک برج میں اس باغ کی بارہ دری کے لا کر شہزادہ کو بند کر دیا اور دوسرے برج میں اخگر کو رکھا۔ اس لیے ساتھ قید نہ کیا کہ رات کو اس سے سوال وصل کر کے بہ منت خوشامد راضی کروں گا۔

غرضیکہ دونوں کو قید کر کے آپ باغ کے چبوترے پر بیٹھ کر مصروف میخواری ہوا۔ ادھر جب اخگر اس برج میں قید ہوئی اور اس نے جانب باغ نگاہ کی۔ ازبسکہ شہزادہ سے جدا ہوئی تھی تو بہار باغ دیکھ کر رونے لگی۔ اشکوں کی جھڑی باندھ دی۔ زلف سنبل کو اپنے الجھے ہوئے دل سے تشبیہ دیتی۔ سوسن کو غم یار میں خموش کہتی۔ سرد کو آزاد دیکھ کر کہتی کہ گنہگاران عشق قید ہیں قمری بھی طوق محبت در گلو ہے۔ فواروں سے کہتی ہے کہ تم کو رونے کی خو ہے۔ بلبلوں کو دیوانگاہ گلشن الفت خطاب کرتی۔ شمشاد کا قد بالا دیکھ کر تیراہ عاشقان سمجھتی عنادل کا زمزمہ دل دکھاتا یا گلغدار میں یہ نغمہ زبان پر آتا کہ:-

قلق سے دل کے بیان کریں کیا
اٹھاتے ہیں ہم جو صدمہ تجھ بن
شب جدائی کی صبح کرتے ہیں
آسمان کے ستارے گن گن
نہ موت آتی ہے درکف
نہ کاٹے کٹتے ہیں ہجر کے دن
اگرچہ یار و رفیق و ہمدم
سبھی ہیں غمخوار اپنے لیکن

کسی سے کیا کہوں حال دل کا
URDU4U .COM
نہیں ہے فرصت فغاں سے ہم کو
نہ موت کی یاد کیوں کر اپنا کرے
دل اندوہ گین ہمیشہ --------
رہے نم آلودہ اشک حسرت
نہ کسی طرح آتشیں ہمیشہ
سبب اگر ہم سے پوچھتے ہو کہ
کیوں رہے تم حزیں ہمیشہ
جہاں ہے بدو سرائے فانی
یقین ہے رہنا نہیں ہمیشہ
یہ غم ہے جانے کا بسکہ الفت
یہاں کے باشندگان سے ہم کو
فراق کی جب تلک تھی طاقت
شکیب کا جب تلک تھا یارا
سہیں ہزاروں جفائے ہجراں
نہ آہ کھینچی نہ دم ہی مارا
پر اب تو خودداری اپنے دل کو
ہوئی از بسکہ ناگوار
دیار وحشت میں اے عزیزاں
ہے بے نشانی نشان ہمارا
نہ نیک سے کچھ رہا ہے مطلب
نہ کام نام و نشان ہے ہم کو
ہمارے اشکوں کے قطرے

تار ہوا میں موتی پرو گئے ہیں
URDU4U.COM
ہم اپنی بیتابیوں سے دل کی
مثال طاقت کے کھو گئی ہیں
اجل کی دولت لب فغان کش
ہمارے خاموش ہو رہی ہیں
لحد میں رہنے دے چین سے ٹک
ابھی تو رو رو کے سو گئی ہیں
خدا سے ڈر اے فغان بلبل
جگا نہ خواب گراں سے ہم کو

اسی طرح یہ فغان کش ہمسر عنادل مصروف شیون تھی کہ دود آہ بھی یاد گلغدار میں گلشن سینہ داغدار سے پر بہار نکلا یعنی چمنستان عالم میں شام سوسنی رنگ کا تختہ پھولا کہ

قریب شام مہر عالم آرا
جو تھا دن بھر شریک کار دینا
ہوا پوشیدہ جیسے حسن جاناں
اندھیرے نے جمایا اپنا سامان

شام ہوتے ہی بہار آتش لالہ و گل نے اور بھی دل میں آگ لگائی۔ جان مضطر فراق یار میں لب پر آئی وہ جانوروں کا بسیرا لینا' درختوں پر سناٹا سا آ جانا نہروں کا پانی نرم نرم ہوا چلنے سے آہستہ بہانا ماہتاب کا نمود ہونا' پتوں پر سبزے کا جوبن' سبزے کا نرمی سے لہلہانا' گلوں کا بزم گلشن میں مثل شمع روشن ہونا چاندنی میں غنچوں کا مسکرانا دل میں یاد جلوہ جانانہ زخم جگر کو خراش دل پاش پاش یہ مضطر اسیر سر پنجہ تقدیر زنجیر آتش

میں اسیر کاوش پر تقدیر سراسیمہ و دلگیر بیٹھی تھی۔

○ ○ ○

- شرر بار جادو

ادھر شرر بار شراب خواری سے بدمست ہوا تھا۔ غلیان مستی و جوش شہوت پرستی دل میں آیا۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس برج میں جہاں یہ بیٹھی تھی پہنچا۔ وہ عشق کی بروگن یاد میں اپنے دلدار کے رونے لگی' اور کہا: "اے شخص جس سے پیار کرتے ہیں اس کو قید کر کے اسی طرح آزار دیتے ہیں اور پھر آنکھ چار کر کے محبت کا اقرار کرتے ہیں۔ مجھ کو ایسے چرتر باز مرووے سے خوف آتا ہے۔ ڈریئے اس کے دیدے سے نہیں معلوم آگے بڑھ کر وہ کیا روز بد دکھاتا ہے۔"

یہ سنتا تھا کہ موذی بر سر رحم آیا۔ اور رد سحر پڑھ کر اس اسیر زلف گرہ گیر کو آتش زنجیر سے چھڑایا اور کہا: "اے جانی و اے مایہ عمرو زندگانی اس ظلم کا بدلہ جو چاہنا سو لینا' جیسی سزا چاہیے ہو۔ مجھ کو دینا۔ اب میری خطا معاف کر میری جانب سے دل صاف کر۔" اس حریف آتش اشتیاق کو اپنے شہزادے کی جو یاد آئی بلبلا کر اس کی منت پر رونے لگی۔ اس نے سر قدموں پر رکھ دیا۔ اس نے کہا: "چلو ہٹو' تم یہ خوشامد آبرو لینے کی کرتے ہو۔ جب مطلب نکل جائے گا۔ پھر جلا دی کرو گے۔" اس نے پھر قسم اپنے مذہب کے موافق شدید کھائی۔ اس نے کہا: "اگر مجھ کو چاہتے ہو تو اس بحر آتشیں کے برباد ہونے کا راز بتاؤ۔" اس نے کہا: "تم اس بھید کو پوچھ کر کیا کرو گی۔" ساحرہ نے جواب دیا: "میں اس کی لے پالک ہوں کہ جس کو تم فرزند ہو۔ میرے تمہارا دعویٰ برابری کا ہے۔ تم کو اس نے سب کچھ تعلیم کیا اور شریک کاروبار مملکت فرمایا اور مجھے دودھ کی ایسی مکھی نکال کر الگ پھینکا۔ اسی سبب سے مارے غصہ کے میں شریک طلسم ہو گئی اور قسم کھاتی ہوں کہ جب تک مجھ کو یہ راز نہ معلوم ہو گا۔ کبھی تجھ سے راضی نہ ہوں گی۔"

جب اس نابکار نے یہ حالت دیکھی فریفتہ تو تھا ہی گویا ہوا۔ کہ سن او جان جہان شکوہ تیرا جاسے ہے۔ وہ حال میں تجھ کو بتاتا ہوں کہ جس کو کہنا کسی سے کیا' دل سے زبان پر بھی نہ مانا۔ جو سامنے سرد کا درخت لگا ہے اس کی جڑ میں ایک کمان اور تیر رکھے ہیں جہ جادو کے ہیں ان کو کوئی نکالے اور دریا کے کنارے جائے۔ ایک برج آتشیں وہاں بنا ہے اور اس پر پتلا ایک آتش کا کھڑا ہے۔ اس پتلے کے منہ اور ناک اور کان سے آگ جوش زن ہے اور دریا اسی آتش سے جاری ہے پس ان تیروں سے اس پتلا کو نشانہ بنائے تو یہ دریائے آتش اور برج قلعہ طلسم سب غائب ہوجائے اور اس جگہ کی راکھ اٹھا لائے تو شعلہ سان کو بھی جانب ملک عدم پہنچائے۔ یہ کیفیت یہاں کی ہے جو تجھ سے بیان کی۔ اب تو مجھ سے راضی ہے۔"

اخگر یہ باتیں سن کر بظاہر ہنس پڑی اور اٹھ کر اس کے ساتھ چلی اور باغ میں آ کر چبوترہ پر زیر نمگیرہ زرتار بیٹھی۔ وہ اس مہ پارہ کے آنے سے باغ باغ ہو کر کشتی شراب کی اٹھا لایا اور جام بھر کر اس کے منہ سے لگایا اس نے جام لے کر بناز و بنتخر منہ بنا کر پیا۔ پھر آپ ساغر مے سرخ سے لبریز کیا اور ازلسکہ شہزادہ کو گرفتار کرنے گئی تھی۔ وہاں آپ قید ہو کر آئی تو اسباب سحر کا جھولا پاس رکھتی ہے۔

چنانچہ ساغر بھر کر ساحر سے کہا کہ وہ پھول گلاب کا چاندنی میں دیکھو کیا لطف دے رہا تھا۔ وہ پھول کی طرف اس کے کہے سے دیکھنے لگا اور اس نے ایک چٹکی خاک قبر جمشید جھولے سے نکال کر شراب میں ملا دی پھر وہ پیانہ اس پیان شکن نے اس بد باطن کے منہ سے لگایا۔ وہ بے اندیشہ انجام پی گیا۔ پیتے ہی سوجھنے سے رہ گیا اور مردہ صد سالہ ہو کر گرا۔ اس مسیحائے جلاد منشن نے تیغ کھینچ کر سر اس کا جدا کیا۔ شوروغل اس کے مرنے کا برپا ہوا۔ آگ برسنے لگی۔ آندھی سیاہ آئی۔ چالیس مرتبہ کسی نے آواز دی کہ "مارا شرر بار جادو کو۔"

وہ باغ اور مکان اور برج سب جل کر برباد ہوئے۔ وہ برج جس میں تورج قید تھا پھٹ گیا اور شہزادہ رہا ہو کر نکل آیا۔ اس درخت سرور بھی مرگ ساحر سے آفت آئی۔

جل گیا۔ شہزادے نے حسب نشاندہی اخگر وہ تیروکمان لیے اور اخگر تخت بزور سحر بنا کر شہزادہ کو بٹھا کر یہاں سے بھاگی اور کئی منزل پر جا کر ایک پہاڑ پر اتری۔

URDU4U.COM

یہ تو ادھر نکل آئی اور وہاں مرگ شرر بار کا جو غلغلہ برپا ہوا۔ ایسی آوازیں مہیب آئیں کہ شعلہ سان محل میں آرام کرتی تھی گھبرا کر باہر نکل آئی اور اسی باغ کر طرف دوڑی اور تمام ساکنان قلعہ دوڑ کر ایک مقام پر جمع ہو کر اسی مقام پر آئے۔ اس عرصہ میں حالت ساحران پر سحر بھی خندہ زن ہوئی اور لباس ماتی تاریکی شب کا بصد بشاشت روزگار بے مہر نے اپنے جسم پر سے اتارا کہ

کہ اٹھا عکس زلف شب زمین سے
گٹھا کچھ نو شعلوں کی جبیں سے
ہٹے پروانے شعلے جھلملائے
فلک کے ناز خاطر نے اٹھائے

صبح ہوتے ہوتے شعلہ سان مع گروہ ساحران اس باغ میں آئی دیکھا بارہ دری مکان باغ سب برباد ہے اور نعش شرر بار کی جھلسی ہوئی پڑی ہے بیٹے کی لاش دیکھ کر کلیجہ منہ کو آیا۔ لاش پر گر پڑی اور لپٹ کر بین کرنے لگی کہ: "اے میرے آس مراد والے' ہے ہے میرے نازوں کے پالے' ہے ہے بیٹا' اس ماں سے منہ موڑ گئے۔ ہے ہے مجھ کو اکیلا چھوڑ گئے۔ اے میرے بن بیاہ ہے۔ اے میرے کڑیل جوان۔ یہ ماں تجھ کو کہاں پائے۔ کون سے دیس ڈھونڈھنے جائے' ہے ہے یہ کیا ہو گیا۔

میں صدقے تجھ پہ اور قربان ہے ہے
مری جان مرے پر ارمان ہے ہے
نہ دیکھا کوئی دنیا کا تماشہ
ابھی سے کھوئی تم نے جان ہجر ہجر

اکیلی میں رہی جور فلک سے
ہوئے تم موت کے مہمان ہجر ہجر

اس صورت سے زارونالے کر کے بڑی مصیبت سے لاش اس کی اٹھائی۔ کفنی سیاہ گلے میں پہنی گریبان چاک کیا بعد جزع و فزع بسیار جب رسم تعزیت سے فرصت پائی۔
اس درخت سرو کو اور تیرو کمان کو ڈھونڈھا کہیں پتہ نہ ملا۔ کہا کہ وہ گیسو بریدہ ننگ خاندان اخگر لے گئی ہے۔
غرضیکہ خانہ نشین ماتم ہوئی۔ یہ خبر مرگ شرر کی دور دور منتشر ہوئی۔ یہاں سے آگے دریائے ہوا ہے اور اس دریا کے حوالی میں ایک ساحرہ نسیم جادو نام حکمران ہے۔ چنانچہ وہ اپنے دارالامارہ میں اورنگ حکومت پر جلوہ فرما تھی۔ اس کے سامنے کچھ طائر سحر آئے اور عرض پیرا ہوئے: "کہ قلعہ آتش نگار میں بڑا غلغلہ برپا ہے۔ عذر ہو رہا ہے۔ نسیم نے خبر سن کر ایک اپنی مصاحب ساحرہ کو خبر کے لیے بھیجا۔ وہ عورت یہاں آئی اور عذر دیکھ کر ایک شخص سے پوچھا: "یہ کیا ہنگامہ ہے۔"
اس نے کہا: "ایک خدا پرست طلسم میں گھس آیا ہے۔"
اس نے بشراکت اخگر شرر بار کو مارا ہے۔ یہ حال دریافت کر کے وہ عورت پھر کر خدمت نسیم میں آئی ماجرائے شنیدہ زبان پر لائی۔اس نے پوچھا کہ شرر دربار کیا ماندہ تھا۔ جو مر گیا۔ اس عورت نے کہا کہ اس طرح مارا گیا۔
سب کیفیت سن کر برسم تعزیت چار سو کنیزیں اور مصاحبین ہمراہ لے کر نسیم روانہ ہوئیں اور شعلہ سان کے پاس آئی۔ دیکھا کہ اس عجیب حالت ہے۔ گرفتاری رنج و غم مصیبت ہے۔ گریبان چاک ہے۔ سر پر خاک ہے۔ زمین پر بیٹھی ہے۔ نسیم نے فرش خاک پر سے اٹھایا اور کہا: "اے بہن' یہ کیا غضب ہو گیا۔" اس نے رو رو کر سب حال بیان کیا۔ اس نے سمجھانا شروع کیا اے بہن مرضی جمشید کی اس امر میں ناچاری

ہے۔ شاہ گدا سب کو یہ دن نصیب ہوتا ہے۔"

اس نے کہا: "یہ میں بھی جانتی ہوں' لیکن کیا کروں دل صبر نہیں کرتا ہے۔ کاش اس نامراد کے دل کو بھی پاتی تو بھی کچھ دل کو قرار آتا۔ اب نہیں معلوم وہ مردہ کدھر گیا۔ نسیم نے اس وقت ہزارہا ساحروں کو بر تفحص روانہ کیا اور شعلہ سے پوچھا:

"اس خدا پرست کا نام کیا ہے۔" اس نے کہا: "تورج۔"

یہ سنتے ہی نسیم تھرا گئی اور کہا: "اے بہن یہ نام شکنندہ طلسم کا ہے ہم اپنے بزرگوں سے سنتے آئے ہیں کہ نام فاتح طلسم کا نور ہو گا۔ پھر تورج اور تورج میں کیا فرق ہے۔ خیر اب تو دیکھو۔ جمشید کیا دکھاتے ہیں۔" یہ کہہ کر مکان شاہی میں بیٹھ کر مشورہ کرنے لگی۔

لیکن اخگر جو شہزادہ کو لے کر ایک پہاڑ پر آئی۔ اور وہاں ٹھہر کر کچھ میوہ وغیرہ پہنچا کر کھایا۔ چشمہ سے پانی پیا۔ شکر خدا کا کیا۔ پھر ایک تختہ سنگ پر دونوں بیٹھ کر دم لینے لگے۔

مگر ساحر جو بہر تجسس نسیم نے بھیجے تھے۔ وہ کوہ دشت چھانتے پھرتے تھے۔ ان میں سے چند ساحر طائر بنے ہوئے اس پہاڑ کی طرف بھی آ نکلے اور دونوں دشت نورداں محبت کو بیٹھے دیکھ کر عزم کیا کہ قید کر لیے جائیں پھر خائف ہوئے کہ وہ شخص بڑا زبردست ہے دست انداز نہ ہوئے۔ وہ خبر سنتے ہے اٹھ کھڑی ہوئی۔ نسیم سے کہا: "بہن ' میرے گھر بار سے خبردار رہنا۔" یہ کہہ کر ایسی دل کو لگی تھی کہ تنہا روانہ ہوئی۔ لیکن یہ بہت جلد اڑتی ہوئی۔ اسی مقام پر آئی کہ جہاں شہزادہ اپنی معشوقہ سے سرگرم سخن تھا۔ یہ کہہ رہا تھا: "اے نازنین نہیں معلوم کہ بعد ہمارے رفیق اس دیو پر کیا گزری۔ خدا جانے وہ کدھر گیا۔" ہنوز یہ ذکر کرنا تمام تھا کہ نعرہ شعلہ سان ہوا: "ارے تیراں سراں کے گذارم کہ از دست من نجات یابی۔" نعرہ سنتے ہی اخگر کے تو ہوش اڑ گئے اور شہزادہ تیغہ کھینچ کر جھپٹا اور للکارا کہ ٹھہرو قحبہ' میں تیری جان کاملک الموت

URDU4U .COM

آ پہنچا۔ یہ سنتے ہی اس نے ایک نارنج سحر پڑھ کر مارا۔
از بسکہ قضا اس ساحرہ لی اور طرح سے ہے۔ شہزادہ پر غالب آئی۔ اثر نارنج سحر سے شہزادہ بے حس و حرکت ہو گیا۔ اس نے پھر سحر پڑھ کر دستک دی کہ اخگر بھی بے ہوش ہوئی۔ اس نے دونوں کو گرفتار کر کے قصد مراجعت کیا تھا کہ فوج فرستادہ نسیم پہنچی۔ اس نے لشکریوں کے حوالے ان دونوں کو کیا کہ بن نسیم کے پاس ان کو لے جاؤ۔ کہنا میں آتی ہوں۔ تم اس مسلمان کو قتل کرنے کو کنارہ بحر آتش کے لے جاؤ۔"
ساحر دونوں کو لے کر پھرے اور یہ بھی پھری مگر اور طرف سے آتی ہے۔ حال اس کا بیان ہو گا۔ لیکن ساحر قیدیوں کو لیے خدمت نسیم میں آئے اور اس نے قید سخت میں گرفتار کر کے حکم دیا کہ سحر آتش کو چبوترہ ریگ کے بنائے جائیں۔ جلاد حاضر ہوں۔ فوج تیار رہے۔"
پس حسب الحکم تیاری شروع ہو گئی اور شہزادے کو مع اخگر کے تخت سحر پر بٹھا کر کنارے بحر مذکور کے روانہ کیا۔ حسب اتفاق کمان و تیر حال نسیم نہ جانتی تھی اور نہ کوئی ساحر اس راز سے آگاہ تھا۔ اس سبب سے وہ تیروکمان شہزادے کے پاس تھی۔ یہ سمجھ کر نہ چھینی تھی کہ سحر کے سامنے یہ کیا کرے گا' رہنے دو بروقت قتل لے لیں گے۔ غرض جب شہزادہ کنارے بحر کے پہنچا وہ افسر کہ جن کی قید میں وہ یہاں آیا تھا۔ بمنت تمام گویا ہوا: "کہ کئی لاکھ روپیہ کا جواہر میرے پاس ہے اور کئی لاکھ روپیہ کا زیور ملکہ اخگر پہنے ہے۔ یہ سب کو' دو گھڑی کے لیے مجھ کو رہا کر دو اور تم میرے ساتھ رہو۔"
اسران لشکر نے لالچ میں آ کر شہزادے پر سے قید سحر دفع کر دی اور ساتھ لے کر چلے۔ شہزادہ کنارہ دریائے آتش کے تو آہی چکا تھا کچھ ہی دور چلا کہ وہ برج آتشیں نظر پڑا۔ اس نے اس تیر و کمان سے کام لیا۔ بقدرت قادر و توانا نشانہ مراد پر تیر

پہنچا۔ وہ پتلا گرا۔ اس بحر آتشیں میں تلاطم ہوا۔ شعلہ ہائے آتش اڑ کر جانب چرخ برین گئے۔ اندھیرا ہو گیا۔ شور ساتوں دوزخوں میں جیسے اٹھتا ہے۔ ویسا ہی غلغلہ برپا ہوا۔ بعد کچھ دیر کے نہ دریا تھا نہ دیوار آتش تھی۔ ایک میدان منزلوں تک کا تھا۔

یہ جو افسران لشکر نے دیکھا۔ گھبرا کر روبفرا لائے اور بعض حربہ ہائے سحر پکڑ کر شہزادہ پر حملہ آور ہوئے شہزادہ نے کچھ خاک اس مقام کی جلد تر اٹھائی اور متوجہ حرب ہوا۔

لیکن شعلہ سان شہزادہ کو قید کر کے جو روانہ ہوئی تھی تو اور راہوں سے اپنی زمین حکومت کو ملاحظہ کرتی۔ اس پار دریائے آتش کے آئی۔ اس وقت اس بحر کو ناپدید ہوتے دیکھا۔ بے قرار ہو کر کہ ہائے افسوس یہ کیا ہوا۔ یہ تو ادھر سے جھپٹی۔

مگر اس پار دیو رفیق شہزادہ بھی ایک مقام پر پڑا رو رہا تھا اور ہائے آقا ہائے تورج کہہ رہا تھا۔ اس نے بھی جب دریا کو غائب ہوتے دیکھا بے تابانہ شہزادہ کے تجسس میں چلا۔ راہ میں اس کو نظر آیا کہ ایک ساحرہ اڑی ہوئی جاتی ہے۔ یہ دیکھتے ہی دیو نے قریب پہنچ کر گردن اس کی بزور تھا نی ازبسکہ وہ ساحرہ سحر سے روئیں تن تھی۔ گردن دھڑ پر سے اکھڑ نہ سکی اور تڑپ کر چاہا کہ رہا ہو جاؤں۔ دیو نے مضبوط دبوچا اور اس کش مکش میں دونوں زمین پر اتر آئے۔ دیو نے چنگھاڑ کر درد دشت میں زلزلہ ڈال دیا۔ ساحرہ جو شہزادہ پر حملہ آور تھے' چیخ کے سننے سے بھاگے۔ اخگر بھی ساتھ شہزادہ کے رہاہو چکی تھی۔

نعرہ دیو سنتے ہی شہزادہ کو پنجہ میں داب کر وہاں لائی کہ جہاں دیو اور ساحرہ گتھے ہوئے تھے۔ شہزادہ نے آتے ہی خاک اس پر ڈالی کہ ساحرہ کا جسم نرم ہوا۔ دیو نے گردن اسکی دھڑ سے کھینچ لی اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوئی۔ شور عظیم اس کے مرنے سے بلند ہوا۔ پہاڑ ٹکرا گئے۔ دشت تھرایا آواز آئی کہ مارا شعلہ سان جادو کو۔ قلعہ آتش نگار میں جو مکانات اور باغ اور دارالارہ وغیرہ سحر سے بنے ہوئے تھے۔ وہ جلنے لگے۔ قلعہ میں بھگدڑ پڑی۔ آواز میں تڑاق پڑاق مکانوں کے اڑنے کی بلند ہوئی۔

نسیم شہزادہ کو بہر قتل بھیج کر آپ بھی سوار ہوا چاہتی تھی کہ یہ آفت برپا ہوئی اور فوج ہزیمت خوردہ قیدی کے ساتھ کی سامنے آئی۔ سارا ماجرا اس نے سنا اور اپنی ہمراز گلزار جادو سے کہا: "خبر شعلہ کی لا کہ وہ کہاں ہے۔"

اس نے کہا: "بی بی ضرور شعلہ سان ماری گئی ورنہ یہ ہنگامہ نہ برپا ہوتا۔"

نسیم پہلے ہی سے تورج کو طلسم کشا سمجھ چکی۔ اس وقت یقین ہوا کہ بے شک میں بھی ماری جاؤں گی۔ پس فرط خوف سے بھاگ کر اپنے قلعہ میں چلی گئی اور ہوا کے دریا کو زیادہ زور دے کر قلعہ پر ساحران زبر دست کو مقرر کر کے بڑے استحکام سے اپنے افسران لشکر کو پاس بٹھا کر مشورہ کرنے لگی اور بیر سحر کے برائے دریافت حال شہزادہ جانب قلعہ آتش نگار روانہ کیے کہ ہر دم کی خبر افعال طلسم کشا کی مجھ کو پہنچائیں۔

یہاں شہزادہ بعد قتل شعلہ آتش نگار میں آیا۔ یہ قلعہ برباد پایا۔ رعایا دہشت سے فراری تھی۔

شہزادے نے ڈھنڈھورا پٹوایا کہ اہل شہر کو امان دی گئی ہے وہ سب آ کر آباد ہوں۔ سب مردم شہر حاضر خدمت ہو کر مطیع ہوئے۔ شہزادہ نے اخگر کو تخت شاہی پر بٹھایا۔ اس نے اپنے باغ پر بہار میں اس گل باغ شہر یاری کی دعوت کا سامان کیا۔ شہزادہ اس سرو گلزار وفا کو لے کر داخل گلشن ہوا۔ چبوترا پر زیر شامیانہ زریں بیٹھا۔ ارباب نشاط حاظر ہوئے۔ گلستان مسرت میں ہوائے عیش و سرور روزاں ہوئی۔ زمزمہ و رقاصاں و مغنیاں عنادل وار آغاز ہوا۔ ساغر برنگ ساغر گل مل سے لبریز ہو کر چلنے لگے۔ بادہ خواری پھول پیتے تھے۔

یہ جملہ کیفیت سحر کے بیر دریافت کر کے خدمت نسیم میں گئے۔ وہ اپنے سرداروں سے کہہ رہی تھی کہ بعد تسخیر قلعہ آتش نگار فاتح طلسم دریائے ہوا پر ضرور آئے گا۔ پھر اس وقت اگر بھاگ کر بچے تو اس وقت بچنا ممکن نہیں۔ اس سے لازم ہے کہ جا کر یا تو مقابلہ کروں یا اطاعت کر لوں۔"

یہی گفتگو تھی کہ بیروں نے حالات طلسم کشا سے آگاہی دی کہ ہمراہ اخگر مصروف نشاط و طرب ہے۔ یہ سنتے ہی گلزار جادو چنار جادو وغیرہ ہر ایک افسر نے صلاح دی کہ "اے ملکہ یہ وقت ہے کہ طلسم کشا غافل ہے۔ آپ اس کو گرفتار کر لیجئے' نہیں تو مرحلہ چھوڑ کر شاہ طلسم کے پاس چلیئے۔ ورنہ خرابی ہے۔ اس نے کہا"بہتر ہے چلو طلسم کشا کو پکڑ لیں۔"

یہ کہہ کر بغضب تمام تر مع چند افسر کے روانہ ہوئی زیادہ فوج اس لیے نہ لی کہ ہجوم سے طلسم کشا آگاہ ہو جائے گا۔ غرضیکہ بزور سحر اڑتی ہوئی قریب باغ پہنچی اور زمین پر اتر کر اندر باغ کے چلی اور گلشن پر دیو بہر حفاظت بیٹھا تھا اس نے اس کو براہ مکر سلام کیا اس لیے کہ قریب آئے تو گردن دابوں۔ ساحرہ مذکور تو حالات دیو سے آگاہ ہو چکی تھی۔ اس کے فقرے پر نہ چڑھی۔ اور ایک پڑیا خاک سحر کی نکال کر جھولی سے ماری کہ دیو بے حس و حرکت ہو گیا اور یہ اندر چلی۔ دیو نے چیخنا شروع کیا کہ: "اے آقا اے شہزادے یہ مردار قحبہ بدکار مجھ کو گرفتار کر کے آپ کے آزار دینے کو آتی ہے۔"

باغ میں ہر چند کہ ناچ گانے کا شور تھا مگر دیو کی صدا اس شور پر بھی سبقت لے گئی۔ شہزادہ نے آواز سن کر فرمایا: "دیو چیختا ہے۔"

یہ کہہ کر تیغہ کھینچ کر دوڑا۔ ساحرہ اندر آچکی تھی کہ اس نے کچھ نہ پوچھا نہ سوچا۔ ایک ہاتھ تلوار کا مارا اس وقت ہاں ہاں کر کے چنادر جادو بیچ میں آگیا اور ایسا گھبرایا کہ سحر بھی نہ پڑھا۔ شمشیر آبدار شہزادہ کی جو پڑی دو پر کالے کر کے زمین پر ٹھہری شور اس کے مرنے کا بلند ہوا۔ نسیم سامنے سے ہٹ گئی اور ازبسکہ ساحرہ زبردست ہے سحر پڑھ کر پکاری: "او تورج تلوار پھینک دے یہ کلام اس کا پر اثر تھا۔ شہزادہ نے تلوار پھینک دی اس نے سحر سے بے حس و حرکت کر دیا اور آگے بڑھی اخگر آئی تھی۔ اس نے ایک ناریل سحر کا مارا اس نے دستک دی کہ ناریل الٹا پھر گیا اور ازبسکہ

یہ ساحرہ صاحب مرحلہ ہے۔ اخگر اس کا سامنا کیا کر سکتی ہے۔ اس نے دوبارہ جو سحر کیا ایک ہوائے سرد ایسی وزان ہوئی کہ مع اخگر جملہ ساحر بے ہوش ہو گئے۔ اس نے درباغ سے دیو کو بھی اٹھوا منگوایا اور سب کو ایک جا کر کے قصد قتل کرنے کا کیا اور شہزادہ و اخگر کو مقید کر کے ہوشیار کر دیا کہ اپنی حالت زبوں مشاہدہ کر کے روئیں۔

جب شہزادہ کی آنکھ کھلی۔ اجل بر سرقضا دیکھی گردن جھکا کر خدا کو یاد کرنا شروع کیا اور برجوع قلب دعا کرنے لگا کہ خداوندا اس بلا سے تو نجات دے۔

ادھر نسیم نے ہنس کر کہا: "اے تورج اس روز کی تجھ کو خبر نہ تھی اور اے اخگر تجھ کو شعلہ سان نے خاک سے پاک کیا۔ بیٹی اپنی بنایا اور تو نے اس کو قتل کرایا۔ یہی عوض نیکی کا تھا جو تو نے کیا۔"

اخگر نے کہا: "میں واقف بھی نہیں۔ طلسم کشا سب کو ہلاک و غارت کرتے چلے آتے ہیں۔ انہوں نے اس کو بھی مارا، ان سے پوچھو۔"

شہزادے نے فرمایا: "بے شک میرا شیوہ یہی ہے ساحروں کا نام بھی دنیا سے باقی نہ رکھوں گا اور اب اے نسیم جو دم تمہارا کہ آتا ہے۔ وہ غنیمت سمجھو۔ صرصر فنا باغ بقا پر تمہارا بھی چلا چاہتی ہے۔ ٹھنڈے ٹھنڈے گلزار عدم کی سیر کو جایا چاہتی ہے۔ بالفرض مجھ کو تم مار ہی ڈالو جب بھی نہ بچو گی۔ میں اکیلا یہاں نہیں آیا ہوں۔ میرے وارث میرے ساتھ آئے ہیں اور علاوہ اس کے ہم لوگ خدا پرست ہیں۔ شعلہ سان کے لیے خدا نے ایک فرشتہ بھیجا تھا کہ اس نے آکر جہنم واصل کیا۔

شہزادے نے تو یہ کلمات اس کے ڈرائے کو فرمائے اور اس کو اصل میں خوف پیدا ہوا۔ کیوں کہ طلسم کشا تو شہزادہ کو جانتی ہی تھی۔ سوچی کہ شاید اس کے ساتھ فرزندان حمزہ وغیرہ اور بھی آئے ہوں اور تجھ سے دعوئی خون برادر کریں۔

یہ سوچ کر اس نے بازو پر سے تختی جمشید کھولی اور اس کو دیکھا کہ یہ کلام طلسم کشا کا سچ ہے۔ لوح میں لکھا تھا کہ اس کے ساتھ طلسم میں کوئی نہیں آیا ہے۔ یہ جھوٹ

کہتا ہے۔ ہاں دہنہ طلسم پر ایرج پوتا حمزہ کا البتہ اترا ہوا ہے تو اس کو جلد قتل کر ڈال۔ ورنہ برائی ہے۔

یہ تحقیق سے معلوم کر کے اس نے اور بھی زیادہ احتیاط کی یعنی ماش کے آٹے کا ایک پتلا بنایا اور فصد اپنی کھول کر خون اس پر چھڑکا۔ وہ پتلا اٹھ کھڑا ہوا۔ آداب بجا لایا اور اس کو حکم دیا: "اے پتلے تو اڑ کر چار وانگ طلسم میں جا اور بیک نظر دوڑا۔ جس کسی کو مسلمان وضع دیکھ میرے سامنے پکڑ کرلا۔"

URDU4U.COM

پتلا حسب الحکم اڑ کر چلا اور قندیل فلک ہو گیا۔ ہر سمت جویائے مردم مسلمان تھا۔

ادھر حال سنئے کہ نجم وشاہ پور دونوں عیار خبر لینے تورج کی چلے تھے اور بیان کیا گیاتھا کہ دریائے سحر کے کنارے کنارے رواں تھے۔ مگر باہم صلاح یہ کی کہ الگ الگ چلنا چاہیے۔ کیوں کہ مقام دشوار گذار ہے۔ جو ایک مبتلائے بلا ہو جائے تو دوسرا اسی کی اعانت کو جائے۔ چنانچہ علیحدہ ہو کر دونوں دو طرف ہو گئے اور صورتیں بدلے ہوئے تھے۔

فی الجملہ نجم عیار ایک ساحر کی صورت بنا ہوا تھا لیکن بہت بوڑھا اپنے تیئں بنایا تھا کہ بال کیا پلکیں تک سفید تھیں' سر ہلتا تھے۔ دست و پا میں بھی رعشہ تھا۔ کمر خمیدہ تھی گویا جوانی کو ڈھونڈھنے نکلا تھا۔ لاٹھی ٹیکتا چلتا تھاف۔ اس پر بھی ہر گام پر ٹھوکر کھاتا تھا اور عصا آہ تھام لیتا تھا۔ کبھی ضعف و نقاہت سے بیٹھتا۔ کبھی اٹھ کر کراہتا جسم میں جھریاں پڑیں۔ رگیں تن کی نکلی ہوئیں۔ مرزائی گلے میں پہنے دھوتی باندھے تشقہ ماتھے پر کھچا۔ بت گلے میں پڑے مالا ہاتھ میں لیے سامری سامری جپتا چلا جاتا تھا۔ لیکن مسکن ساحران اس مقام کو سمجھ چکا تھا۔ اس وجہ سے بہت سے بت کمرے میں عیاری کرنے کے لیے بنا کر رکھ لیے تھے اور حیلہ ہائے ناحق سے سارا جسم آراستہ کئے تھا کہ حال اس کا مذکور ہو گا۔

چنانچہ پتلے نے اس کو جاتے دیکھا۔ چونکہ وہ پتلا سحر کا تھا اور حکم اس کو یہی تھا کہ

مسلمان پکڑ لانا۔ گو اس کی وضع ساحروں کی سی تھی مگر تاثیر سحر یہ ہوئی کہ پتلا چمک کر جو گرا اس کو پنجہ میں داب کر لے اڑا اور سامنے تسیم کے لا کر ڈال دیا۔ اس نے کہا: "اے موئے یہ تو ساحر کو کیوں پکڑ لایا۔" اس نے کہا: "پھر تو کوئی اس طلسم میں مجھ کو نہ ملا۔ میں جانتا ہوں کہ یہ مسلمان ہے۔"

ساحرہ نے کہا: "دیکھو معلوم ہوا جاتا ہے۔"

یہ کہہ کر عیار جو تموج ہوا سے بے ہوش ہوا تھا۔ اس کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا۔ جب نجم کی آنکھ کھلی اپنے شہزادہ کو اسیرو دستگیر دیکھا اور ایک دیو کو زمین پر تڑپتے پایا۔ سمجھا کہ تم بھی اسیر ہو آئے ہو۔ یہ سمجھ کر در مکاری وا کیا۔ ایک ایسی آہ کی کہ دل سنگ بھی آب ہو جاتا تو عجب نہ تھا۔ ساحرہ کا دل موم ہوا اور پوچھا کہ: "ارے آہ کیوں کرتا ہے۔"

اس نے رو کر پہلے تو کچھ وصف اس کا بیان کیا۔ دعا بہت کچھ دی پھر کہا: "یہ شخص جو سامنے بیٹھا ہے دریائے سحر پر جو در طلسم ہے۔ وہاں میرے سات بیٹوں کو اس نے ذبح کیا ہے۔ اے ملکہ اس بڑھاپے میں اس نے وہ داغ مجھ کو دیے ہیں۔ کہ جگر میرا زخمی ہے۔"

تسیم نے کہا: "اب تو اس سے بدلا اپنا لے اور اس کی بوٹیاں کاٹ کر زاغ و زغن کو دے۔"

بڈھے نے کہا: "اے ملکہ میں ایک کو -------- بھی جیتا نہ چھوڑوں گا۔"

یہ کہہ کر رخسار پر مسا جو نشان شناخت کا ہے وہ شہزادہ کو دکھلایا۔ شہزادہ مسا دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ نجم عیار میرا ہے۔ پس بہت خوش ہوا اور خاموش رہا۔ تسیم نے پوچھا: "بڑے میاں تمہارا نام کیا ہے۔"

عیار نے جواب دیا: "مجھ کو بندہ جمشید کہتے ہیں۔"

ساحرہ نے کہا: "تمہارے باپ کا نام کیا ہے۔"

اس نے عرض کیا: "بندہ جمشید' اور باپ پر کیا موقوف ہے۔ دادا کا نام بھی بندہ جمشید

تھا۔ ہمارے خاندان میں سب کے نام بندہ جمشید ہیں۔ ہماری قوم وہ ہے کہ خداوند جمشید کے یہاں سے اس کو بھوگ عنایت ہوتا ہے۔ پوریاں اور دودھ روز کھانے کو آتا ہے اور ہمارا دین و آئین تم سب ساحروں سے جدا ہے ہمارے پاس جو خداوند جمشید ہیں وہ ہم سے باتیں کرتے ہیں اور ہم بولتے ہی خداوند کو سجدہ کرتے ہیں۔ گونگے کو نہیں پوجتے اور ہر وقت اپنے خداوند کا دھیان گیان رکھتے ہیں اور ساتھ لیے لیے خداوند کو پھرتے ہیں اگر تم بھی سجدہ کرو تو ہم اپنے خداوند کو نکالیں اور ان سے باتیں کریں۔"

نسیم کو بڑا تعجب ہوا کہ دیکھا چاہیے کہ خداوند کیا کہتے ہیں۔ کیوں کہ بولتے ہیں۔ چنانچہ نہایت اشتیاق ظاہر کر کے مصر ہوئی کہ بولتے خداوند کو نکالو۔

نجم نے پہلے ہی سے بت وغیرہ اور دھوکا دینے کی چیزیں بنا کر اپنے پاس رکھی تھیں۔

چنانچہ ایک بت اس نے اس طرح کا بنایا ہے کہ اس کے سر میں سوراخ ہیں اور جب ان سوراخوں میں ہوا بھرتی ہے تو منہ سے اس بت کے آواز پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح سے کہ جیسے باجا بجتا ہے۔ اور کبھی بعض سوراخوں ہوا بھرنے سے ایسی آوازیں آتی ہیں کہ جیسے انسان باتیں کرتا ہے لیکن کوئی بات سمجھ میں کسی کے نہیں آتی ہے۔

غرضیکہ وہی بت اس نے کمر سے نکال کر ایک بلندی پر رکھا اور آپ ہاتھ جوڑ کر سامنے کھڑا ہوا۔ سب نے دیکھا کہ زمرد کا بت ہے۔ آنکھیں یاقوت کی ہیں۔ ہیرے لال اس کے جسم پر ہر جگہ جڑے ہیں۔

یہ دیکھ رہے تھے کہ اس کے مخرجوں میں ہوا بھری اور آواز اس میں سے پیدا ہوئی۔

انجم نے کہا: "خداوند فرماتے ہیں: "جلد سجدہ کرو۔"

نسیم اور ساحروں نے اسی وقت سجدہ کیا اور نسیم کو بڑی حیرت ہے کہ تیرے پاس دس دس ہزار بیس ہزار روپیہ کے خرید خداوند ہیں لیکن کوئی چوں بھی نہیں کرتا۔ یہ بڑا تپشی جمشید کا سیوک معلوم ہوتا ہے۔ جو اس کے خداوند بولتے ہیں۔ یہ تو اسی سوچ میں تھی کہ نجم نے تیور اس کے دیکھ کر قیافہ سے پہچانا کہ اس کو اس بت کے

بولنے کا سوچ ہے۔
پس یہ معلوم کر کے گویا ہوا: "ارے ملکہ خداوند فرماتے ہیں کہ نسیم دل میں کہتی ہے کہ بڑا تعجب ہے خداوند بولتے ہیں مگر کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کیا کہتے ہیں تو اے ملکہ تم یہی سوچتی ہو یا کچھ اور۔"

URDU4U.COM

اس نے کہا : "اے ملکہ بشر کا کلام سمجھ میں نہیں آتا ہے نہ خداوند کا ایسی فہم ہماری کہاں جو خداوند کی بات سمجھ سکیں۔ میں مدت تک خداوند کے پاس رہا ہوں اس باعث سے کچھ سمجھ لیتا ہوں۔ اچھا اب پھر خداوند کو سجدہ کرو کہ خداوند کہتے ہیں میں تم پر اپنی رحمت نازل کروں تاکہ تم بھی میری بات سمجھنے لگو۔"
سب ساحر یہ حکم سن کر سجدہ میں گرے اور اس نے ایک تھیلی جس میں مٹھائی بے ہوشی آمیز بھری تھی اس بت کے ہاتھ میں دی اور ساحروں سے کہا: "سر سجدہ سے اٹھاؤ۔"

سب نے سر اٹھایا اور اس نے اس بت میں کل رکھی تھی کہ جب اس کی پیٹھ پر یہ ہاتھ رکھے۔ وہ ہاتھ اپنا بلند رکھے۔ پس جب ساحر سجدہ سے اٹھے۔ اس نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا۔ بت نے ہاتھ اپنا بلند کیا۔ اس نے کہا: "اے ملکہ' خداوند یہ تھیلی تجھ کو عنایت کرتے ہیں اس میں جو کچھ ہو وہ لے کر سب کو دو کہ کھائیں اور تم بھی کھاؤ خداوند کی زبان سمجھ میں آئے گی۔
نسیم نے وہ تھیلی بت کے ہاتھ سے لی اور مٹھائی نکال کر سب کو ایک ایک ڈلی دی اور آپ بھی کھائی نجم نے کہا: "اے ملکہ' یہ خداوند بڑے بھولے ہیں۔ میرا کہنا مانتے ہیں اور خلاف مرضی میرے کچھ بات کریں تو خوب جوتیاں لگاؤں اور کبھی کبھی دس پانچ جوتے لگا بھی دیتا ہوں۔"
نسیم نے کہا: "ارے بڈھے تیری شامت آئی ہے خبردار خداوند کی شان میں کچھ بے ہودہ نہ کہنا۔ نجم نے کہا اور قبضہ میں تجھ کو قتل کرنے کو جب کہتا ہوں۔ یہ بت منع کرتا ہے۔ پھر اس کو جوتیاں نہ ماروں تو کیا کروں۔"

نسیم یہ گفتگو سن کر گھبرائی لیکن بے ہوشی اثر کر چکی تھی۔ زبان انیٹھ گئی کچھ سحر نہ کر سکی۔ ہچکیاں لے کر بے ہوش ہو گئی اور اس کے ساتھیوں کا بھی یہی حال ہوا۔ سب بے ہوش ہو گئے۔ اس وقت دیو پکارا: "بھائی اس ساحرہ کو اٹھا کر میرے منہ میں ڈال دے کہ میں چبا کر نوش کر جاؤں۔"

نجم نے نسیم کو گود میں اٹھایا۔ دیو نے منہ بھاڑ سا پھیلا۔ اس نے اس کے منہ میں ڈال دیا۔ اس نے جو چبایا بڈیاں کر کر بولیں اور وہ قحبہ واصل جہنم ہوئی۔ شور بگیرو بہ بند کا بلند ہوا۔ آندھی پانی آگ پتھر برسنے کے بعد آواز آئی: "مارا نسیم جادو کو۔"

نجم نے جلد جلد اور ساحروں کے بھی سر کاٹ ڈالے دیو کے اور شہزادہ کے ہاتھ پاؤں کھل گئے۔ اخگر کو بھی ہوش آیا۔ شہزادہ نے نجم کو گلے سے لگایا اور بہت تعریف عیاری کی فرمائی۔ اخگر سے کہا: "یہ ہمارا عیار ہے اور بھائی۔ یہاں تو یہ باتیں خوشی کی ہیں۔ ادھر مرگ نسیم سے وہ دریائے ہوا اور قلعہ و مکانات سحر سب برباد ہو گیا اور اہل قلعہ سمجھے کہ مقرر کوئی آفت آئی کچھ دیر میں طلسم کشا سب کو آ کر قتل کر گا۔ بے شک نسیم ماری گئی۔ اب یہاں ٹھہرنا نہ چاہیے۔ یہ یہ تجویز کر کے روبفرار لائے۔ ادھر سے شہزادہ مع عیار اور اخگر اور دیو کے روانہ ہو کر دریائے ہوا پر آیا اس بحر کا کہیں نشان نہ پایا۔ قلعہ بھی خالی تھا۔ اس شہریار عالی تبار نے اس قلعہ میں مع اپنی معشوقہ کے نزول فرمایا اخگر نے سامان عشرت مہیا کیا۔ وہ جلسہ جو قلعہ آتش نگار میں برہم ہو گیاتھا۔ یہاں پھر برپا کیا۔ دیر تک سرگرم عیش و عشرت رہے۔

پھر اس قلعہ کو بھی آباد فرمایا اور ان دونوں قلعوں کا اخگر کو حاکم کر کے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا۔ اخگر نے ساتھ نہ چھوڑا حکومت ترک کر کے ہمراہ ہوئی۔ عیار اور دیو بھی ساتھ چلے۔ فی الجملہ یہ مرد میدان شجاعت رہگرائے منزل مقصد ہوا اور کچھ دور بحر ہوا کی حد سے آگے بڑھے تھے کہ ایک میدان کف دست بیابان میں گذر ہوا دیکھا تو منزلوں تک سایہ اشجار اس سے دور، وحشت آباد آبادی اس سے بدل نفور بوئے عمرانات

کیا چرندوپرند کسی کا نام نہ تھا۔ اوس وادی ہول خیز میں قدم رکھنا کسی رستم دل کا نام نہ تھا۔ ہر سمت سناٹا دھوپ کا تڑاقا عالم یاس قلب مضطر دل بدحواس یہ یکہ تازہ عرصہ جرات قدم بڑھائے رواں تھا۔ ہمراہ رفیقوں کا مجمع تھاف۔ بگولے کی طرح خاک اڑاتا جب دور نکل گیا۔ نیا تماشا نظر آیا یعنی ہزاروں قوس قزح کے سامنے نکلے پایا۔ میدان سرخ و سبز اس کے عکس کے بنا تھا۔ گنگا جمنی سطح غبرا تھا۔ جب اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک کوہ یاقوت احمر کا دوسرا زمرد اخضر کا بنا ہے۔ دونوں کے عکس سے طرفہ تماشا ہے کہ یاقوت پر مرصع طراز قدرت نے زمرد کا مینا کیا ہے۔ شاہد کوہ لالوں لال ہے یاقوت سے چہرہ لال ہے۔ لعل اور زمرد کی اسی جا کان ہے۔ جوہری قدرت کی دکان ہے۔ مثل قلب سرور آگیں روئے کوہ بشاشت سے سرخ ہے۔ سبزہ کوہ سرخ پریوں کا نظر آتا ہے کہ معشوق سرخ پوش نے زیور زمرد زیب جسم کیا ہے۔ کوہ زمرد پر گلہائے سرخ کا جوبن زیور یاقوت کا جسم سبز رنگاں پر دکھاتا ہے ہزارہا گل دونوں کوہ پر کھلے ہیں۔ یہ کیفیت دکھاتے ہیں کہ بہار باغ عالم کو روبرو اپنے شرماتے ہیں۔

سامنے ان دو پہاڑوں کے ایک دیوار بلور سفید کی منزلوں تک کھینچی ہوئی تھی اس سرخی اور سبزی میں سفیدی نئی بہادر دکھاتی تھی۔ آفتاب تاباں کو فلک اخضر پر شرماتی تھی۔ نور اعلیٰ نور وہ مقام تھا نور طور لا کلام تھا۔ اس دیوار میں تین دروازے بنے تھے۔ جن کی محرابوں پر چاند سورج صدقے ہو رہے تھے۔ پردے مخمل کا شافی کے دو دروازوں پر پڑے تھے۔ بیچ کے دروازے پر تمامی کا پردہ پڑا تھا۔ اس پردے کو اس رازدان طلسم نے بسم اللہ کہہ کر اٹھایا اور قدم آگے بڑھایا۔ سب رفیق بھی ساتھ تھے کہ چند پنجے چمک کر گرے اور ان سب کو اٹھا کر لے گئے۔

بعد کچھ دیر کے جو آنکھ کھلی سبحان اللہ وہ دشت دلکشا اور صحرائے نزہت انتما نظر آیا۔ جس نے بہار شباب گلرخان کو دل سے بھلایا۔ کوئی گلشن سبزوخرم پردہ‘ شہزادے کی نظر سے ایسا نہ گذرا تھا کہ جیسا وہ جنگلی فرحت افزا تھا۔ نہریں بسان حوصلہ خاطر

صاحبان جودو کرم رواں تھی۔ موجیں مثل دست کریماں تھیں سرگرم اہتمام باد بہاری بہار پر بھی مستی اس جگی طاری بید طبری شاخہائے نرگسی پر سایہ فگن۔ گلو سنبل پر لاکھ طرح کا جوبن۔ نیام شاخ سے تیغ برگ بید علم کبادہ کھینچنے کی مشق کر رہی ہے۔ نہال اس وادی فرحناک میں ایک تالاب بصد آب و تاب تعیر سراپا نور چشم حور کی تصویر۔ گردا گرد اس تالاب کے سبزہ جمار رحمت خدا کا پتہ دیتا۔ سب گرداں تالاب کو یاقوت سے بنایا تھا۔

یہ نوجوان آبرو بخش دشت پربہار لب جوئبار پہنچ کر ٹھہرے اور کچھ فرش بچھا کر بیٹھے۔ اخگر اپنے ساتھ گلابیاں شراب کی لائی تھی جام بھر کر شہزادہ کو دیا۔ شغل بادہ نوشی شروع ہوا۔ مگر دیو اس مقام پر نہ ٹھہرا۔ سمجھا کہ سبز باغ ساحروں نے ہمیں دکھایا قید کر کے اس جگہ بلایا ہے۔

پس جب یہ کچھ دور آگے بڑھا۔ زمانہ تیرو تار نظر آیا۔ بالکل اندھیرا چار سمت پایا۔ زمین آسمان کچھ نہ سجھائی دیا۔ گھبرا کر پھر آیا اور بے تابانہ پھر اس سمت کو اٹھ کر پھرا۔ پھر وہی ماجرا نظر آیا۔ ناچار مرجعت کی۔

شہزادہ نے اس کو آتے جاتے دیکھ کر پوچھا کہ کہاں جاتے ہو۔ کس فکر میں ہو۔"

اس نے عرض کیا: "اے شہریار اس مقام کو سحر بند کر کے آپ کو مقید کیا ہے۔ میں گیا تھا کہ راہ پاؤں تو آگے لے چلوں مگر آگے راستہ نہیں ملتا ہے جدھر جاتا ہوں اندھیرا نظر آتا ہے۔ کچھ سجھائی نہیں دیتا ہے۔"

اخگر نے کہا: "شاید یہ مقام ظلمات طلسم کا ہے یا کسی نے سحر بند کیا ہے۔"

یہ کہہ کر مع شہزادہ سب آگے چلے اور قریب ظلمت پہنچ کر اخگر سحرخواں ہوئی۔ ہر چند سحر کیا لیکن کچھ نہ ہوا۔ ناچار اسی تالاب کے کنارے آ کر مقام کیا اس اثنا میں طلسم گرد فلک ظلمت شب سے ناچار ہو کر کنار بحر مغرب کے آیا کہ

زمین کے سایہ نے کی پردہ پوشی
مٹی مہر فلک کی گرم جوشی

URDU4U .COM

سرشام کچھ عورتیں روشنی ساتھ لیے دشت ظلمت سرا کی طرف سے پیدا ہوئیں اور قریب ان وادی پیایان طلسم کے آئیں۔ چند خوان پرازطعام ساتھ لائی تھیں وہ ہر ایک کے آگے اور دو تین بکرے دیو کے کھانے کو دے کر چلی گئیں۔ ان خوانوں میں دودو روٹیاں اور پیالہ سالن کا تھا۔ شہزادہ نے نہ کھایا۔ باقی دیوار اور اخگر نے کھایا اب سب کو یقین کامل ہوا کہ ہم قید ہیں۔

غرضیکہ وہ رات تو کنارہ تالاب کے بسر کی جب فلک اخضر پر چشمہ خور رواں ہوا کہ

دکھایا صبح نے حسن جبیں کو
کیا تابندہ رخسار زمیں کو

صبح کو بھی کچھ زبان خوبرو باقد دلجو آب و طعام لے کے آئیں اور دے کر چلی گئیں۔

نجم نے دیو سے کہا: "شہزادے نے رات سے کچھ نوش نہیں فرمایا۔ آج ایک بکرا تو کم کھا۔ ہم اس کے کباب لگا کر شہزادے کو کھلائیں۔"

دیو نے کہا: "بہتر ہے۔" شہزادے نے عیار کو منع کیا کہ میں پرایا حصہ نہ کھاؤں گا تو کباب نہ لگا۔"

یہ سن کر عیار نے کچھ میوہ کسوت عیاری سے نکال کر شہزادہ کو کھلایا اور اسی طرح دو روز گذرے۔ اب تو بھوک میں اس شہزادہ کو غصہ آیا کہ مثل مشہور کہ بھوکے بھلے مانس سے ڈرنا چاہیے۔

پس وہ عورتیں کھانالے کر جو پھر آئیں۔ شہزادہ نے ان میں سے ایک کو فریب دے کر قریب بلایا اور چوٹی پکڑ کر ایک جھٹکادیا کہ مالزادی ہم کو فاقہ مست تو نے مقرر

کیا ہے۔"
جھٹکا دینے سے وہ عورت اوندھے منہ گری شہزادہ جست کر کے اس کی پیٹھ پر سوار ہوا اور وہ ایسا گھبرائی کہ شہزادہ پر تو سحر نہ پڑھا' پر پرواز پیدا کر کے اڑی کہ ایسا نہ ہو کہ رفیقان طلسم کشا مجھ کو مار ڈالیں۔

URDU4U.COM

غرضیکہ شہزادے کو لیے اس ظلمت کو طے کر کے ایک باغ میں آئی۔ شہزادہ کی آنکھ بند ہو گئی تھی۔ جب آنکھ کھلی گلشن پر بہار دیکھا۔ گل و لالہ بلبل سے آباد وہ لالہ زار دیکھا اور اس نے شہزادے کو اس جگہ بیٹھ پر سے گرا کر بزور سحر بے حس و حرکت کر کے آپ جا کر ملکہ ظلمات سے کہا: "آج طلسم کشا نے مجھ کو مار ڈالا ہوتا میں اس کو اڑا لائی ہوں۔ وہ مجھ پر چڑھ بیٹھا تھا۔"
ظلمات نے کہا: "اری قحبہ آئین طلسم یہی ہے کہ چالیس روز تک طلسم کشا کو قتل نہ کرنا چاہیے۔ قید رکھنا مناسب ہے۔ چنانچہ میں نے اس کو قید کیا تھا تو یہاں کیوں لے آئی یہ کہہ کر اٹھی اور اسی بارہ دری میں باغ کی ایک صحنچی تھی کہ وہاں آئی۔ اس میں صندوق تھا اس کو واکر کے کتاب آئین طلسم نکالی اور اس کتاب میں حال طلسم کشا دیکھا۔ معلوم ہوا یہ بیشک طلسم کشا ہے اس پہلوان طلسم کو جو تیرے پاس ہے بلوا کرمقابلہ کر اور شرط کر لے کہ اگر اس پہلوان کو زیر کرو تو میں اطاعت کروں اور تم زیر ہونا تو میرے مطیع ہو جانا اور اگر فاتح طلسم اطاعت کرے تو اس کو چالیس لونڈیاں خدمت کے لیے دینا اور اس باغ میں بہ آسائش رکھنا۔
یہ کتاب میں دیکھ کر کتاب تو بند کر کے صندوق میں رکھی اور آپ وہاں سے سامنے شہزادہ کے آئی۔ شہزادہ نے ایک ساحرہ کو دیکھا کہ سن میں ادھیڑ ہے مگر سبزہ رنگ خوبصورت چہرہ سے متانت اور دانش ہویدا ناصیہ سے رعب و جلال پیدا سراپا زیور زمرد یاقوت پہنے' بنی سنوری ہوئی مانگ موتیوں سے بھری ہوئی۔
غرضیکہ اس صاحب تمکین نے شہزادہ کو سلام کیا اور شرط مذکور درمیان میں لائی۔

شہزادہ نے فرمایا: "پہلوان کے باپ سے ہم مقابلہ کریں اگر تم لوگ ساحر ہو۔ تمہاری بات کا اعتبار کیا ہے میں پہلوان سے لڑوں گا۔ تم سحر کرو گی۔ پھر میرا لڑنا بے کار ہے۔"

URDU4U.COM

ساحرہ نے کہا: "اے شہریار میں اقرار نامہ لکھے دیتی ہوں کہ سحر نہ کروں گی۔ شہزادہ کو اس نے سحر کی قید سے رہا کر کے اقرار نامہ لکھ دیا اور اپنی ایک کنیز کو بھیج کر اس پہلوان کو بلایا۔ وہ پہلوان کوس لمن الملکی بجاتا رسم و سام' نریمان کو شاگرد اپنا بتاتا جانگیا لنگوٹ باندھے بھبوت ملے خم بجاتا آبنوس کا کندہ بنا ہوا باغ میں آیا اور اس دیو صورت نے شہزادہ کو للکارا۔ شہزادہ بلند اقبال نے بھی رستمانہ اس کا مقابلہ کیا۔ اس قوی تن درشت چنگال نے دستیاں کھینچ کر بغلیاں ڈوب کر کشتی آغاز کی۔

شہزادے کے پاس وہ انگشتری اخگر کے پاس کی جو مقام کفل شاہ پر پہلوان کے لڑنے کے وقت ملی تھی اس انگوٹھی کے سبب سے زرد سحر پہلوان کا نہ چلا۔ ہر چند کہ اس نے ایسا زرد کیا کہ کنپٹیاں شق ہو گئیں اور انگلیاں پھٹ گئیں آخر شہزادے نے اس کو اٹھا کر جو مارا چاروں شانے چت گرا۔ یہ بہادر اس کے سینہ پر چڑھا اور سوال اسلام کیا۔

اس وقت ظلمات نے عرض کیا کہ "اس کو چھوڑ دیجئے میں مسلمان ہوتی ہوں۔

شہزادہ اس کے سینہ پر سے اٹھا۔ ظلمات نے دوڑ کر سر قدم پر رکھ دیا۔ شہزادے نے سلام عرض کیا۔ وہ بصدق دل مطیع اسلام ہوئی۔ اس پہلوان نے حسب آئین طلسم ایک درخت میں دوڑ کر ٹکر ماری کہ سر پھٹ گیا اور تڑپ کر وہ ہلاک ہو گیا۔ شور مرنے سے اس کے برپا ہوا ساحرہ شہزادہ کو لے کر بارہ دری کے چبوترہ پر لائی۔ زر نمیگرہ زرتار اس کو بٹھایا۔

شہزادے نے فرمایا: "میرے رفیق کنارہ تالاب کے بیٹھے ہیں ان کو بلادو۔"

ساحرہ نے عرض کی: "وہ میرے بلانے کو شاید فریب سمجھیں۔ پس آپ رقعہ لکھ دیجئے۔"

شہزادے نے ایک رقعہ دستخط خاص سے تحریر فرما کر دیا کہ وہ لے کر روانہ ہوئی اور

شہزادہ نے کھانا آسودہ ہو کر کھایا کئی روز سے بھوکا تھا۔ پھر شغل میخواری آغاز ہوا۔ ناچ دیکھنے لگا۔ یہ تو اس آرام ہے لیکن جس قلعہ کی ظلمات حاکم ہے۔ وہاں کی رعایا نے حال مطیع ہونے اپنے مالک کا جو سنا ہر ایک گھبرایا اور فکرمند ہوئے کہ اب ہم سب کو مسلمان ہونا پڑے گا یا جان دینا ہوگا جلائے وطن کرنا ہوگا۔ پس ابھی سے فکر ہلاکت طلسم کشا لازم ہے۔

غرضیکہ چند اکابرین شہر یہاں سے بھاگ کر ایک قلعہ ہے اس جگہ سے دس کوس پر کہ مالک اس کا ایک ساحر زہر چشم جادو نام ہے۔ اس کے پاس گئے اور سحر ایک آن میں قریب قلعہ پہنچ صدائے استغاثہ بلند کی۔

ساحر مذکور نے اس کو سامنے طلب کر کے جملہ کیفیت دریافت کی اور سوچا کہ ابھی جمعیت مطیعان فاتح طلسم کی کم ہے۔ چل کر اس کو قتل کرنا چاہیے۔

فی الجملہ اپنے مقام پر سے بزور سحر اڑ کر چلا اور بہت جلد باغ پر آ کر ٹھہرایا۔ شہزادہ غافل بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا کہ اس نے سحر سے بے حس و حرکت شہزادہ کو کرنجہ بن کر جو گرا لیکر اپنے قلعہ کی طرف روانہ ہوا۔

ظلمات رفیقان شہزادہ کو لینے گئی تھی اور کسی کی مجال نہ ہوئی جو اس کو روکتا۔ وہ تمام محفل درہم برہم ہوئی۔ رعایائے قلعہ تو مدعی شہزادہ کی تھی کوئی خبر نہ ہوا اور یہ شہزادہ کو لے کر اپنے قلعہ میں آیا اور بارہ ہزار ساحران غدار کو حکم تیار ہونے کا دیا۔ لشکر ساحران تیار ہوا۔ یہ ہمراہ لے کر اپنے قلعہ سے باہر نکلا اور بارگاہ استادہ کرائی اور شہزادہ کو قید سخت میں گرفتار کر کے ایک خیمہ میں رکھا۔ اس لیے کہ دم سحر اس کو قتل کروں گا۔ پس خون مسلمان اندر قلعہ کے نہ گرے کہ سبزہ رحمت خداوند سامری نہ اگے گا۔

چنانچہ یہ تو اس سامان سے بیٹھا۔ ادھر ظلمات دیو اور عیار وغیرہ رفیقان شہزادہ کے پاس پہنچی اور رقعہ دیا۔ ہر ایک پڑھ کر شادشادہوا اور اس کے ہمراہ سب روانہ ہوئے۔ جب

یہ یہاں آئی ملازموں نے ماجرا شہزادہ سے آگاہی دی۔ اس نے دیو سے حکم دیا کہ رعائے شہر کو گرفتار کر کے کھانا شروع کرے اور آپ مع اخگر کے حفاظت دیو میں مصروف ہوئی کہ سحر سے اس کو ضرر نہ پہنچائے اور علاوہ حفاظت دیو کے سحر سے قلعہ کو برباد کرنے لگی۔ رعایا برایا روبفرار لائی۔ لشکر نے امان چاہی۔ اس نے ہر ایک سے یہی سوال کیا کہ درصورت اطاعت طلسم کشا تمام کو امان ملے گی۔

لشکر کے افسر مطیع اسلام ہوئے۔ اس نے بھی لشکر چوبیس ہزار ساحران نامدار کا درست کرا کر ہمراہ لیا اور سمت قلعہ زہر چشم کوچ کیا۔ وہاں ایک رات گذری تھی اور وہ وقت تھا کہ چشم خورشید فلک سے سیاہی ظلمت شب کی دور ہوئی۔ دنیا نور سے معمور ہوئی کہ

که جب اٹھا زمین سے سایہ شب
نظر آیا جمال صبح مطلب

ہنگام سحر چبوترہ نکبت کا بنوا کر بوریائے فلاکت پر شہزادہ کو بہر قتل زہر نے بٹھایا تھا۔ گرد لشکر ساحران گھیرے تھا۔ جلاد حکم پوچھ رہا تھا کہ ظلمات مع لشکر کے پہنچی اور حملہ آور ہوئی۔ جلاد تیغے پھینک کر بھاگے کہ ایسا نہ ہو ہم قتل ہو جائیں۔ سپاہ زہر مائل رزم ہوئی۔ زہر بھی اژدر و مان پر سوار ہو کر بڑھا ناقوس اور جھانجھ اور نفیر بجنے لگے۔ ابر سحر گڑ گڑایا چار سمت اندھیرا چھایا۔ سحر کی مار بیروں کی پکار شروع ہوئی۔ نارج ترنج ناریل ہار مرچوں کے چلنے لگے۔

سحر کی بجلی چمکی۔ جادو کے سانپ زہر اگلنے لگے منقار جادو سپہ سالار زہر کا ناریج مارتا آگے بڑھاتا آتا تھا۔

اس طرف سے اخگر اس کو سحر رد کرتی جاتی تھی۔ اتفاقاً نجم عیار بھی ساحر بنا ہوا شریک لشکر جنگ تھا لڑتا ہوا قریب منقار پہنچا اور اس کو خنجر سے دھمکایا وہ تو اس کی جانب

مخاطب ہوا۔ اخگر نے اس طرف سے تاک کر ناریل جو مارا۔ اس کے سر پر جو پڑا سر اڑ گیا۔ غل اس کے مرنے سے بلند ہوا۔ ساحران عدو نجم کو سمجھے کہ اسی ساحر نے

URDU4U.COM

سپہ سالار کو مارا سب اس پر ٹوٹ پڑے۔

اخگر گروہ ساحراں لے کر اس کے بچانے کو جھپٹی رو سحر کرنے لگی اور اس نے لوٹ مار کر سینکڑوں کی ٹانگیں کاٹیں۔ اس وقت زہر کو تاب نہ آئی آگے بڑھ کر ایک سحر ایسا پڑھا کہ آگ برسنے لگی۔ ہزار ساحر اس طرف کا جلا۔ نجم تو جست و خیز کر کے نکل گیا اور دیو جھپٹا کہ میں بھی دوچار کو ماروں۔ ناگہاں ایک چکر جو آ کر لگا۔ ہاتھ کا ایک لوتھڑا گوشت کا کٹ کر گرا۔

دیو اس زخم سے تڑپنے لگا۔ مگر جی داری کر کے پھر آگے بڑھا۔ پھر ایک تیر جو شانہ پر آ کر پڑھا۔ شانہ نشانہ ہوا۔ تیر توڑ کر پار گزرا۔ اس عرصہ میں زہر نے ظلمات سے مقابلہ کیا اور ایسا سحر پڑھا کہ اس کے جسم میں زہر پھیلنے لگا اور سوزش ہوئی چھالے بدن پر پڑ گئے آخر تاب استقامت نہ لائی بھاگ کھڑی ہوئی۔ زہر نے ایک نارنج مارا کہ تاریکی چھا گئی۔ ظلمات بھی ٹکرانے لگی۔ راہ نہ سوجھی زہر جھپٹا کہ پکڑ لاؤں۔ راہ میں دیو زخمی پڑا تھا اس نے ڈانٹا کہ بھلا چونٹے کدھر جاتا ہے۔

اس نے تیغہ کھینچ کر چاہا کہ ایک ہاتھ ماروں دیو نے پاس بھی نہ آنے دیا۔ ہاتھ بڑھا کر گردن اس کی مضبوط تھا نبی کہ آنکھیں اس کی نکل آئیں۔ ظلمات بھی پلٹی اور پکاری۔ "اے دیو نہ چھوڑنا اس کو جلد لقمہ کر جا۔"

دیو نے فوراً اس کو کھینچ کر منہ میں ڈالا اور چبا گیا۔ پیٹ میں سے غل لیجیو پکڑنے کا بلند ہوا اور دیو گھبرایا۔ اخگر مع فوج کے ساحروں سے بھری ہوئی تھی اب ظلمات پر سے بھی سحر زہر کا اتر گیا۔ یہ بھی آ کر گری۔ اور قلعہ اور مکانات سحر کے جو بنے تھے۔ مرگ زہر سے اس میں آگ لگی اور شہزادہ تورج پر سے سحر اتر گیا ہاتھ پاؤں میں طاقت آئی۔ قید آہن توڑ کر اٹھا۔ عیار نے تیغہ دوڑ کر پہنچایا۔ پھر تو دشت رنگین

ہوا۔ گل ہائے زخم سے دامن میدان دامن گل چیں ہوا۔ تیغ کی جھنکار صدائے خندہ گل تھی۔ اسلحہ کی چقا چاق آواز نغمہ بلبل تھی۔ خون کی نہریں جاری زخموں کے فوارے چھوٹتے ہوائے تیغ باد بہاری۔

URDU4U.COM

تادیر یہی ہنگامہ رہا۔ آخر لشکر دو یعنی فرقہ اشرار ساحران نابکار نے شکست پائی۔ شہزادہ نامدار سے بقیہ السیف نے امان چاہی اور مطیع الاسلام ہو کر شہزادہ کو قلعہ میں لائے۔

دیکھا تو اس قلعہ میں سحر کے مکانات و باغات سب نابود ہیں۔ رعایا فراری ہے۔

شہزادہ نے منادی کرا کر آبادی کرائی۔ پھر دارالامارہ میں آ کر قیام فرمایا۔ حکم آغاز جلسہ عشرت دیا۔ ناچ ہونے لگا۔ صحبت عیش برپا ہوئی۔ بعد دو روز کے پھر وہاں سے عزم روانگی فرمایا۔ دیو نے عرض کیا: "اے شہر یار آپ تو مجھ کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔

شہزادہ نے فرمایا: "رفیق شفیق طلسم اکیلے ہی فتح ہوتا ہے۔"

دیو نے کہا: "مجھے لیتے تو چلئے دیکھیے گا کہ میں کیوں کر کھاؤں گا۔ دشمنوں کا سر چباؤں گا۔"

شہزادہ ہنسنے لگا اور نجم عیار نے عرض کیا: "جو آپ کی مرضی وہی ہماری جو مناسب ہو۔ وہ کیجئے دیو کو کہنے دیجئے۔"

فی الجملہ دیوار اور اخگر عیار وغیرہ ہر ایک کو ہمراہ لیا اور قلعہ سے نکل کر آگے کا راستہ پکڑا۔ کئی کوس پر ایک برج اور ان برج ہائے طلسم میں سے نظر پڑا۔ کہ نہایت بلند و رفیع تھا۔

شہزادہ ایک صحرا میں مع رفقا ٹھہرا۔ اس برج کا حاکم ایک ساحر غدار تاجدار گنبد نشین جادو نام ہے ہر چند کہ نام بادشاہ طلسم بھی یہی ہے۔ لیکن اس میں اتنا فرق کہ شاہ طلسم جہاندار گنبد نشین کہلاتا ہے۔

خلاصہ مرام ساحر مسبوق الذکر نے جب سنا کہ طلسم کشا قلعہ زہر کو فتح کر کے میرے برج کی جانب آتا ہے پس یہ سن کر اس نے سحر کا پتلا بنایا اور اس کو بھیجا کہ "دریافت

کر آ طلسم کشا کہاں ہے۔"

پتلا آ کر شہزادہ کو دیکھ گیا اور اس سے بیان کیا کہ وہ جو چار کوس جنگل اس برج سے ہے۔ وہاں مع اپنے رفیقوں کے طلسم کشا ہے۔ یہ معلوم کر کے تاجدار نے فکر کی کہ اگر طلسم کشا یہاں آ گیا تو زیادہ تردد کرنا پڑے گا پھر وہاں سے کہ جہاں اب وہ ہے قید کر کے مار ڈالنا چاہیے تمام طلسم اس کے شر سے نجات پائے گا اور تیرا نام بھی ہو گا اب کچھ تجویز کر کے ایک برج ماش کے آٹے کا بنایا اور ایک چار دیواری بطور احاطہ کے اسی آرد کی بنا کر ہاتھ پر رکھ کر اسی برج ارد سے حکم دیا: "دیو جو فاتح طلسم کے ہمراہ ہے اس کو جا کر قید کر لے۔" اور احاطہ سے کہا: "فتاح طلسم کو مع رفقا کے تو جا کر محاصرہ کر۔"

دونوں اشیاء اڑ کر چلیں۔ شہزادہ مع رفقا کے صحرا میں بیٹھا تھا کہ یکایک ایک گنبد زیر گنبد فلک بروئے ہوا اڑتا نظر آیا اور مثل سرپوشی کے دیو پر ڈھک گیا۔ رنگ اس برج کا بالکل سیاہ تھا۔ اندر اس کے دیو کا حال تباہ تھا۔ چیختا تھا: "اے شہریار مجھ کو بچائیے اس تاریکی سے چھڑوائیے۔"

شہزادہ اس کی جانب تیغ پکڑ کر جھپٹا تھا کہ وہ چار دیواری اڑتی ہوئی آئی اور گرد شہزادہ اور کل ہمراہیوں کے محاصرہ پذیر ہوئی۔

اس وقت اخگر و ظلمات دونوں بزور سحر اڑیں لیکن جس قدر یہ بلند ہوئیں۔ دیواریں بھی اتنی ہی اونچی ہو گئیں۔ یہ نہ جا سکیں اتر آئیں اور شہزادہ فرط غضب سے ہونٹھ چبانے لگا اور بحالت ناچاری دعا بارگاہ باری میں فرماتا تھا۔

یہاں تو سب دعا کر رہے۔ لیکن تاجدار نے سحر سے معلوم کیا کہ وہ اختر برج صاحبقرانی قید ہو چکا۔ پس اپنے مصاحب ایک ساحر نگاہ جادو نام سے حکم دیا: "تم جاؤ اور تورج و نجم کو میرے پاس اٹھا لاؤ اور باقی سب اسی طلسم کے لوگ ہیں۔ ان کو وہیں قید رکھو۔ بعد قتل ان خدا پرستوں کے وہ خود مطیع ہو جائیں گے۔"

ساحر مذکور حسب الحکم اس کے پرواز کناں اس احاطہ سحر میں آئی۔ شہزادے نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بنی سنوری سرخ چنری اوڑھے مشجر کا لہنگا پہنے مانگ میں سیندور بھرا ماتھے پر صندل لگا۔ سر سے پا تک جڑاؤ گہنا پہنے پان کھائے ہوئے انداز سے منہ بنائے تیوری چڑھائے۔ سحر میں بہت بڑی چڑھی آتی ہے۔ ظلمات نے اس کو پہنچانا اور اس نے قریب آ کر کہا: "اے ظلمات تھوک ہے تیری جنتی پر اور تف ہے تیری اوقات پر کو تو نے دین سامری کو کھو کر دین طلسم کشا کا قبول کیا اور خداوند لقا جو پردہ دنیا پر موجود ہیں اورہمارے پالنے کا وہ خداوند عرش اعلیٰ پر نہیں رہے ان کے دین کو ترک کیا۔"

یہ کہہ کر اخگر کی طرف مخاطب ہو کر گویا ہوئی کہ "پھٹے منہ لعنت خداوند تیرے اوپر کہ تو غریب مذہب والوں کو دھگڑا بنا کر بیٹھی اور گھر برباد کیا۔ شعلہ سان کو قتل کرایا اور اس کے بیٹے کو ہلاک کیا۔ وہ جو مثل ہے کہ لے بالک گھر گھالک وہ اصل ہے۔ اس واسطے تجھ کو پال پوس کے شعلہ نے اتنا بڑا دھینگڑا لیا تھا۔"

اخگر نے یہ باتیں سن کر کچھ اس کا کہنا پذیرانہ کیا اور ایک نارنج مارا کہ: "او قحبہ کیا تو نے بک بک مچائی شامت تیری آئی ہے۔ لے اس کو۔"

اس نے باتوں کی دھن میں پہلے تو خیال نہ کیا اب نارنج آتے دیکھ کر چاہا کہ رد سحر پڑھوں۔ مگر ظلمات جو بجلی بن کر گری سنبھلنے بھی نہ دیا۔ اس کو کاٹ گئی۔ غل شور اس کے مرنے کا بلند ہوا۔

جادو گرنیوں نے شہزادہ سے کہا: "بلا سے قید تو ہم ہو گئے ہیں۔ اب جو آئے گا مریں گے۔"

ادھر نگاہ کو دیر ہوئی۔ تاجدار نے بزور سحر معلوم کیا کہ اخگر نے مار لیا۔ یہ معلوم کر کے اس سے بڑا غصہ آیا اور ایک ساحر قہقہہ جادو نام اپنے رفیق سے حکم دیا: "تو جا کر ہر ایک کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالوں۔"

قہقہہ زمین میں غائب ہو کر روانہ ہوا۔ لیکن اس طرف نجم عیار نے تجویز کیا کہ دو جادوگرنیوں نے ایک ساحرہ کو مارا۔ پس مجھ پر بھی لازم ہے کہ اب جو آئے اس سے

قتل کروں۔ یہ تجویز کر کے ایک حباب بے ہوشی منہ پر شہزادہ کے مارا اور جادو گرنیوں و دیو کو بھی کچھ بے ہوشی دے کر بے ہوش کر دیا اور آپ صورت اپنی مثل ایک ساحر کے بنا کر خنجر کھینچ کر ٹھہرا تھا کہ زمین تھرائی۔ یعنی ساحر جو زمین میں غائب ہو کر چلا تھا یہاں آ کر پہنچا۔ نجم نے جب زمین کو تزلزل دیکھا دوڑ کر سینہ شہزادہ پر باخنجر برہنہ سوار ہوا۔ اس اثنا میں قہقہہ زمین سے نکلا اور دیکھا کہ ساحرہ و دیو بے ہوش پڑے ہیں اور ایک ساحر طلسم کشا ذبح کر رہا ہے۔ اس ماجرے کو دیکھ کر وہ متحیر ہوا اور اس سے مستفسر ہوا کہ تو کون ہے اس نے جواب دیا: "میں نگاہ جادو کا بھائی ہوں۔ اس کا بدلہ لینے آیا ہوں۔

یہ سن کر قہقہہ نے کہا: "تیری بہن کو یہ دونوں جادو گرنیاں جو پڑی ہیں۔ انھوں نے مارا ہے۔ تو ان کا سر کاٹ میں اس مسلمان کو ماروں۔"

نجم سینہ شہزادہ پر سے اٹھا اور یہ شہزادہ کو قتل کرنے کے لیے جھکا۔ نجم باخنجر برہنہ پاس تو کھڑا ہی تھا۔ چمک کر ایک ہاتھ جو مارتا ہے۔ سر اس کا کٹ کر دور گرا۔ صدائے گیرو دار بلند ہوئی۔ نجم نے شہزادہ وغیرہ ہر ایک کو ہوشیار کر دیا۔ تورج نے حال سن کر اس کو گلے سے لگایا۔ جادو گرنیوں نے تعریف عیاری کی۔

ادھر تاجدار نے بزور سحر دریافت کیا کہ قہقہہ بھی مارا گیا۔ پس اس کو بہت غصہ آیا اور خود اڑ کر اس احاطہ پر آ کر ٹھرایا اور سحر سے ہر ایک کو بے طاقت کر کے پنجہ بن کر جو گرا۔ شہزادہ اور نجم کو اٹھا لے گیا اور اس قدر بلند ہوا کہ قریب کہکشاں فلک پہنچا اور پکارا: "اے طلسم کشا تو نے ساحروں کو مارا ہے۔ شرط کہ یہاں سے تجھ کو نیچے گرا دوں کہ ہڈیاں سرمہ ہو جائیں۔" شہزادہ نے کچھ اس کی بات کا جواب نہ دیا۔ لیکن خدا نے اس کے دل میں یہ خیال پیدا کر دیا کہ سب کے سامنے لے چل کر اس کو مار ڈالی یہ کیا کرے گا۔

چنانچہ ایسا سوچ کر اپنے باغ میں کہ نام اس کا باغ "پری زاد" ہے۔ اترا اور ان کو

سحر بند کر کے چھوڑ دیا۔ جب ان کی آنکھ کھلی باغ فرحت انتما میں اپنے تئیں پایا کہ گل ریحان کی خوشبو سے مثل لباس عروس بسا پھولوں سے زیور دلہن کی طرح پہنے مرصع سب شاہد چمن کا گہنا تھا اور ساحر ایک سامنے کھڑا تھا اس نے کہا: "اے خیرہ سرد، تم خدا پرست ہو۔ خداوند لقا کی پرستش چھوڑ کر خدائے نادیدہ کو پوجتے ہو۔ میں تم کو بغیر ہلاک کئے نہ رہوں گا۔"

یہ سن کر نجم عیار بولا: "اے تاجدار تو نے کیا کہا ارے میں لقا پرست ہوں۔ اس خدا پرست نے بہت ساحر ہزار ہا بندے لقا کے مارے میرا کچھ بس نہ چلا ناچار میں ساتھ اس کے ساتھ ہو لیا اور میں ہی تو اس کو طلسم میں لگا کر لایا کہ یہاں سے نکل نہ سکے۔ مار ڈالا جائے اور اے بادشاہ اگر تو مجھ کو مارے تو لقا پرستوں کے مذہب میں اٹھانا۔"

یہ کہہ کر لقا کی تصویر کمر سے نکالی اور کہا: "دیکھ ہم اس کو خدا جانتے ہیں۔"

تاجدار نے کہا: "سامنے رکھ میں سجدہ کرتا ہوں اور جھک کر اس تصویر کو سلام کیا۔

نجم نے کہا: "مجھ پر سے بھی سحر اتار لیجئے کہ اس خدا پرست کو ماروں اور خداوند کو سجدہ کروں۔" اس نے اس پر سے سحر اتار لیا۔ اس نے ایک بیضہ بے ہوشی کمر سے نکالا اور کہا: "دیکھو میں گولا اس خدا پرست کو ماروں گا۔"

○○○

- شہزادہ جہانگیر

دیکھا کہ وہ جو قلعہ کو پشت پر لیے فوج صف کشیدہ تھی' اس کی جانب سے ایک پہلوان قوی ہیکل دیو صورت تیرہ رو خونخوار تند خو قامت دراز بسان کو البرز زبردست تیز چنگ قوی گرز جھولی سحر کی گلے میں ڈالے ایک اژدر پر سوار میدان میں ہے اور دوسری جانب جو لشکر کہ آراستہ ہے اس لشکر سے اس دیو کے مقابلہ میں ایک شہزادہ حور نثر اور قمر پیکر شیر صولت گردوں شہامت فلک بارگاہ کیوان قلعہ سلیمان چشم ظفر مجسم جهاندار کشور ستان نصرت و شوکت اس جبیں با تمکین و مبین سے عیاں آیا ہے۔ اس کی تنو مندی اور زور بازو کی یہ کیفیت کہ عیاراں را چہ بیان۔

چنانچہ اس شہر یار نے پہلوان عفریت پیکر سے مقابلہ کیا اور نیزہ و گرز خنجر سب حربہ اس کے رد کر کے بندوست اس کا ہنگام تیز افگنی پکڑا۔ اس نے بھی گریبان میں ہاتھ ڈالا۔ آخر دونوں زمین پر اتر آئے۔ مرکب چھوڑ دیے کشتی بصد درشتی آغاز ہوئی۔ دو گھڑی کی کشتی میں اس نوجوان نے اکھیڑ کر جو مارا۔ چاروں شانے چت اس خبیث کو اور سوال اپنے دین میں آنے کا کر کے وقت انکار پاؤں پکڑ کر زیر پا دبا کر مثل کر پاس پوشیدہ چیر ڈالا۔ فوج اس طرف کو لینا لینا کہہ کر چلی۔ اس شہر یار نے کود کر پشت مرکب پر اپنے تئیں پہنچایا اور تیغ بکف زغہ فوج دشمن میں در آیا۔

وہ فوج رو بفر آئی اور بھاگ کر اندر قلعہ کے گئی۔ پل تختہ اٹھا لیا۔ فیل بند دروازہ بند کر لیا۔ قلعہ پر سے توپ پڑنے لگی۔ فوج جو قتل کرتی آتی تھی۔ وہ رکی۔ لیکن شہزادہ فلک جاہ بسان شیر غضب ناک توپوں سے بھی نہ رکا۔اور گرز سے گولے رد کر تا جانب قلعہ چلا۔ اس وقت تمام میدان آتشیں تھا۔ دشت سب خون مقتولاں سے رنگین تھا۔ دھواں ابر کی طرح چھایا تھا۔ برق رنجک کی چمکتی تھی۔ گولہ اولہ کی طرح برس رہا

تھا۔ یہ نقشہ تھا کہ

یہ پیش نظر جس آسمان ہے
بیشک انہیں توپوں کا دھواں ہے
پیدا جو دھوئیں میں ہیں شرارے
گویا کہ ہیں رات کو ستارے
آواز اگر سنے نہ ہو فرق
بجلی ہو ڈر کے بحر میں غرق

URDU4U.COM

شہزادہ اٹھتا بیٹھتا۔ گولے سے بچتا قریب خندق پہنچا۔ اس وقت لفظ کے حقہ قارورہ آتش تیر و خشت وغیرہ پڑنے لگے۔ اس نے سپر فراخ دامن منہ پر رکھ سب آفتیں جھیلیں اور گرز جھولا دے کر خندق کے اس پار پھینکا۔ پھر آپ مرکب سے اتر خندق فرا گیا۔ قلعہ پر توپ بند ہو گئی۔ مگر پرانے چھپروں میں آگ دے گئی۔ تیل کے کڑھاؤ انڈیلے گئے۔ اس دلاور نے بڑھ کر پھاٹک توڑا۔ گرز پڑتے ہی پھاٹک گرا۔ اب توپ بند ہو چکی تھی فوج اس بہادر کی خندق پاٹ کر اتر آئی۔ قلعہ میں بھگدڑ پڑی۔ ساحران قلعہ نے سحر بھی اس طرح کے کیے۔ لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔ سرکشاں قلعہ مارے گئے۔ بعضے اسیر ہوئے۔ رعایا نے چادر امان ہلائی۔ اندر قلعہ کے کچھ دیر کشت و خون رہا۔ آخر اس مرد جنگی نے سرسواری قلعہ تسخیر کر لیا۔ یہ ماجرا جو افراسیاب نے دور بین سحر سے دیکھا۔ حیران ہو کر نیلم جادو سے پوچھا۔ "تم کو معلوم ہے بیرون طلسم قریب در بند آخر کون سا قلعہ ہے اور میں ابھی دوربین یہ ماجرا دیکھا ہے۔ اس شخص کے حال سے کچھ خبر ہے۔ یا کوئی تمہارے ملک سے واقفیت رکھتا ہے۔"

اس نے یہ سن کر خود خوردبین بادشاہ سے لیکر اس قلعہ کو دیکھا۔ اس دلاور اور اس کی فوج پر نظر کی پھر عرض کیا۔ "یہ قلعہ جو فتح ہوا ہے۔ اس کو قلعہ زرد کوہ کہتے

ہیں اور حاکم اس زرد مان اژدر سوار تھا۔ جس کو کہ آپ نے دیکھا کہ اس بہادر کو چیر ڈالا۔ یہ دلاور ملک خورشید تاج بخش مالک کوہ قلعہ خورشید یہ کا فرزند ہے اور نام اس کا جہانگیر بن خورشید ہے اور اس کا بھائی اور ہے کہ اس کو پہلوانی نہیں آتی ہے۔ مگر عیار بے بدل ہے اور نام اس کا مہتر چابک تیز رفتار ہے۔ ملک خورشید ساحر زبردست ہے۔ اس نے ایک تختی طلسم بند کر کے اسی شہزادہ کے گلے میں ڈالی ہے۔ جس کی وجہ سے سحر اس لڑکے پر تاثیر نہیں کرتا ہے اور اکثر قلعہ اس نے تسخیر کئے ہیں۔ زور و طاقت میں رستم و سام کو اپنے نزدیک حقیر جانتا ہے۔ واقع میں نظیر نہیں رکھتا ہے۔ سنتے ہیں کہ خورشید نے یہ دو لڑکے کہیں پائے تھے۔

ازبسکہ لاولد تھا اپنے لڑکے مشہور کر کے پالا ہے لیکن تحقیق نہیں معلوم کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ یہ دونوں لڑکے سحر سیکھنے سے نفرت دعاء رکھتے ہیں۔ ایک پہلوانی کو دوست رکھتا ہے اور ایک عیاری کو پسند خاطر اور عزیز کرتا ہے۔"

یہ ماجرا جو افراسیاب نے اس کی زبانی سنا بہت خوش ہوا اور دور بین سے صورت شہزادہ مذکو دیکھ چکا تھا۔ خال سبز اور رگ ہاشمی چہرہ انور پر نمایاں تھے۔ گیسوان خلیلی اور کلالہ سلسلہ اسمعیلی دوش پر چھوٹے ہوئے تھے۔ پس سمجھا کہ بیشک یہ نسل حمزہ سے ہے اور ساحروں سے ملا ہوا ہے۔ ضرور تیری اطاعت کرے گا۔ اب یہاں سے چل کر ملک خورشید طلسم میں بلا اور دوستی کا برتاؤ کر کے طلسم کوکب پر اس شہزادہ کو روانہ کر۔

غرضیکہ یہ سوچ کر دوربین سحر صندوقچہ میں رکھ پری زاد کو حوالہ کی کہ وہ جس طرح لے کر آئی تھی۔ اسی طرح لے گئی اور آپ تا دیر اس کوہ پر بصد غرور ٹھہرا رہا۔ شراب پیا کیا۔ پھر تخت سحر پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور بعجلت تمام تر باغ سیب میں آیا۔ ارکان سلطنت داعیان مملکت نے نذر دی تعظیم کی۔ تخت پر جلوہ گستر ہوا اور ہر ایک سردار ساحر باوقار تخت کے گرد بیٹھا۔ دربار جمع ہوا۔ جام مے گردش میں آیا۔ ناچ ہونے لگا بادشاہ نے میر منشی کو یاد فرمایا اور حکم تحریر نامہ دیا۔ منشی ندرت رقم نے

© UrduServer.com

نامہ محبت مشحون ترقیم کر کے بادشاہ کو سنایا مضمون یہ تھا:

پہلے تعریف سامری کی لکھوں
URDU4U.COM
اور جمشید کا ئیں وصف کروں
پونے دو سو خداؤں کے اوصاف
ہے عیاں قلب ساحراں پر صاف
ان کی تعریف کیا لکھے خامہ
دوست کو اپنے لکھتا ہے نامہ
ناصر دین سامری کی شان
مرحم زخم سینہ ریشان
رہبر و راہ دوستی دولا
جرس کا رواں صدق و صفا
گل اقبال گلشن شاہی
زیر فرمان ہو مہ سے تاماہی
شاہ خورشید تاج بخش شہان
رہیں اباد تا قیام زمان
رسم ہائے ودادو خلقت و شوق
دل سے کر کے ارادہ با صد ذوق
باغ الفت سے پھول چنتا ہوں
نقش پہ واز مدعا ہوں یوں
باغ یکرنگی و محبت کے
گلشن دوستی و الفت کے
آپ گل ہیں تو خار ہم بھی ہیں
اسی گل کی بہار ہم بھی ہیں

خار و گل دونوں باغ میں اے یار
URDU4U.COM
پرورش پاتے ہیں بفیض بہار
ہے کرم بے زار آزاری
فیض باد صبا کا ہے جاری
باغ میں چلتی ہے جو باد بہار
تازگی بخش ہے وہ ہر گل و خار
اک شجر میں جدا جدا ہیں ثمر
ہیں برابر مزے میں سب یکسر
پیرہن میں جدا جو گوہر ہیں
رشتہ داری میں سب برابر ہیں
ہے مراد اس سے یہ شہ ذی جاہ
ہے ہماری تمہاری ایک ہی راہ
سامری کیش ہو جو تم ہم بھی
دور اندیش ہو جو تم ہم بھی
گرچہ شاہ شہان ہوں میں لیکن
آپ کا میرا ایک ہے مامن
حیف ہے یہ کہ اجتک تم نے
دوستی کے ادا نہ رسم کیے
نہ کبھی آئے یہاں نہ کچھ لکھا
واہ وا واہ یہ ہی چاہیے تھا
اور اگر کہئے تو نے کی غفلت
ہم سے پہلے جتائی کب الفت
مشفق من سبب یہ ہے اسکا
فکر میں مبتلا میں بہت رہا

یعنی کچھ لوگ بدظن و باغی
URDU4U.COM
مجھ سے آیا وہ جنگ میں طاغی
ہیں خداوند باختر مغلوب
ان کی بھی یاری دل سے ہجر مطلوب
بھیجا کرتا ہوں فوج ان کے پاس
رات دن ہے مجھے یہی وسواس
اسی اندیشہ و تفکر میں
آئینہ سا ہوں میں تحیر میں
گو کہ اس حال میں ہوں میں مصروف
لیکن ہے تم سے اپنا دل مابوف
اس لیے نامہ محبت خیز
بھیجتا ہوں کہ ہوئے لطف انگیز
اپنے فرزند کو مع لشکر
لے کے تشریف لایئے یاں پر
وہ جہانگیر وہ وصف شکن جرار
تیغ زن قاتل خطا کردار
آئے اس جا تو ملک و مال میں دوں
سر پہ تاج شہی میں اس کے رکھوں
اپنے دشمن کی گو شمالی کو
بھیجوں اس کو میں اے شہ خوش خو
ختم کرتا ہوں اس جگہ نامہ
رک گیا چلتے چلتے بس خامہ
گلشن دوستی میں باد مراد

ہو ہمیشہ وزان رہو تم شاد

اس نامہ پر مہر بادشاہ کی ثبت ہوئی اور ان سو ساحروں کو جو تحفہ لیجانے پر مامور ہوئے تھے۔ ایک ساحر عقیل جادو نام کے ماتحت کر کے نامہ ساحر مذکور کے سپرد کیا۔ وہ خلعت سفارت سے مخلع ہو کر اپنے مقام پر آیا اور تیاری چلنے کی کرنے لگا۔ اتفاقاً یہ ساحر دریائے خونرواں کے اس پار رہتا ہے۔ جب یہ اپنے گھر آیا تو اس کے جانے کی نامہ لے کر خورشیدیہ کی طرف خبر مشہور ہوئی اور ملکہ مہ رخ نے سنا کہ شاہ طلسم ملک خورشید کو بلاتا ہے۔ پس اس نے بلور سے کہا۔ "اس حال کی خبر شاہ کوکب کر کرنا چاہیے۔"

URDU4U.COM

اس نے فوراً عرضی تحریر کر کے ایک طائر سحر کو روانہ کیا۔ اور ایک داستان گو نے یوں بیان کیا ہے کہ شاہ کوکب کو فکر لوح طلسم کی تھی۔ اسی فکر میں اس نے اپنے استاد نور افشاں جادو کو عرضی لکھی اور ایک ساحر کے ہاتھ روانہ کی۔ استاد نے مضمون عریضہ مفہوم کر کے اپنے سحر کے زور سے جملہ کیفیت جہانگیر کی دریافت کی اور جواب عرضی لکھا کہ اے کوکب تمہارے طلسم کی لوح تو اچھی جگہ ہے کچھ فکر نہ کرو۔ مگر افراسیاب نے کوہ نیلم پر جا کر جہانگیر بن خورشید کو لڑتے دیکھا ہے۔

"چنانچہ اس شہزادہ میں نشانیاں نسل حمزہ کی ہیں اس سبب سے اس کے بلانے کو نامہ لکھا ہے اگر وہ آجائے گا تو تمہارے طلسم کے فتح کرنے کو شاہ جاوداں اسے بھجوائے گا۔ تم کو اس کی فکر کرنا ضرور ہے۔"

جب یہ جواب کوکب نے عرضی کا پایا۔ اپنے مقام سے ایک پنجہ بھیجا کہ وہ عمرو کو جو قصہ ہفت رنگ میں بران کے پاس تھے۔ اٹھا لایا۔ عمرو نے جس طرح اول مرتبہ دربار اس بادشاہ کا دیکھا تھا ویسے ہی اس وقت بھی پایا۔

غرضیکہ آداب بجا لایا۔ بادشاہ نے تخلیہ کراکر مشورہ کیا کہ اس بارہ میں خواجہ کیا کرنا

چاہیے۔ عمرو نے کہا۔ "آپ بھی سفیر اپنا ملک خورشید کے پاس بھیجئے اور اس کو اپنے پاس بلائیے وہ یقین ہے کہ دونوں شاہ کو اپنا طالب دیکھ کر کسی طرف نہ جائے گا۔ دوسرے یہ کہ مجھ کو بھی شہر خورشیدیہ میں بھیج دیجئے کہ شہزادہ جہانگیر کو اگر اولاد حمزہ میں سے پاؤں تو اس کے حال پیدائش سے آگاہ کر کے ریاست پر لاؤں۔ تیسرے یہ کہ ایک خط مہ رخ کو لکھ بھیجئیے کہ وہ بھی ایک نامہ اپنے شریک ہونے کا ملک خورشید کو لکھ کر مع کچھ تحائف کے وکیل اپنا روانہ کرے۔ شاید کہ وہ شراکت اس کی قبول کرے۔"

شاہ کوکب نے رائے خواجہ کی پسند کی اور اول نامہ مہ رخ کو لکھ بھیجا مضمون یہ تھا۔ "اے ملکہ خواجہ کی رائے یہ ہے کہ تم نامہ مشتمل بر منت خورشید کو لکھو اور ہم بھی نامہ بھیجتے ہیں۔" یہ خط طائر سحر کے ہمراہ بھیجا۔ جب ملکہ موصوف کو اس نے اپنے بیٹے شکیل کو کہ طلسم کی راہ خوب جانتا ہے نامہ دے کر کچھ ہدیہ و تحائف کے روانہ کیا۔ اس کے ہمراہ مہتر برق عیار بھی چلا۔ اس کے نامہ کا حال بر وقت پہنچنے ملک خورشیدیہ کے بیان کیا جائے گا۔

لیکن حال کوکب سنئے کہ تحفہ ہائے گراں بہا اور کشتی ہائے جواہر پر از اسباب طلا اور چند اشیائے طلسم ایک ساحر ذو فنون جادو نام کو دے کر کئی سو ساحر ہوشیار اس کے ہمراہ کئے اور منشی بذرت طراز بدائع رقم کو حکم تحریر نامہ دیا۔ اس نے عروس قرطاس کو زیور در ہائے مضمون سے یوں آراستہ فرمایا:

کروں پہلے حمد خدائے قدیر
وہی سب کا ہے خالق بے نظیر
خداوند بخشندہ و داد گر
خداوند خلاق شمس و قمر
جہاں اس نے اک کن میں پیدا کیا

مہ و خور کا جلوہ ہویدا کیا
URDU4U.COM
وہی سب کا خالق وہی بادشاہ
اسی کے ہیں محتاج و تاج شاہ و سپاہ
جسے چاہے دم بھر میں رسوا کرے
جسے چاہے پل بھر میں عزت وہ دے
ذلیلوں کو کرتا ہے دم میں جلیل
جلیلوں کو کرتا ہے دم میں ذلیل
غرض اس کو ہے سب طرح اختیار
وہ خالق وہ مالک وہ پروردگار
نہیں چاہیے ہے بشر کو غرور
کہ مغرور سب رب ہے بے شک نفور
اسی وجہ سے شاہ خورشید کو
شہ داد گر رشک جمشید کو
لکھا جاتا ہے بعد رسم سلام
کہ اے شاہ فرخندہ پے نیک نام
شہ خسرواں صاحب عقل و ہوش
خرو گسترو حاکم جرم پوش
خداوند لشکر خداوند تخت
شہ نیک اقبال و فرخندہ بخت
شہ نامور خسرو روزگار
سر افراز و گردن کش و تاجدار
خداوند پیہم و ملک و سپاہ
جہاں دارو کے خیر و کج کلاہ
سعادت قرین ملک زیر نگیں

رہے کانپتا تجھ سے مہر مبیں
ہے رسم مروت کے شایاں یہی
ہے دنیا میں کار نمایاں یہی
ہمیشہ ہوں سرکش سے نفرت پذیر
الوالعزم عاجز کے ہوں دستگیر
یہی مرے دل کو بھی آیا خیال
کہ مہ رخ ہے دنیا میں عاجز کمال
مدد اس کی کرنا ہے لازم مجھے
کہ خالق جزا اس کی محشر میں دے
جہاں میں ہیں جس مرتبہ سربلند
ہمیشہ ہیں وہ حامی مستمند
فلک گرچہ سرکش ہے بیداد گر
مگر وہ زمین پر جھکائے ہے سر
درخشاں ہیں گو نجم افلاک پر
مگر روشنی بخش ہے خاک پر
فلک سے نظر مہر کی آفتاب
کرے جب تو ہو سنگ لعل خوش آب
شجر جتنے ہیں بار لائے ہوئے
زمین پر ہیں سر کو جھکائے ہوئے
نباتات کا دیکھ کر حال زار
گہر اشک کے ابر کرتا نثار
زمین پر پسیجا جو دل کوہ کا
وہیں آب صاف اس سے ظاہر ہوا
اسی طرح سے اے شہ تاج گیر

زمانہ میں عاجز کے ہیں دستگیر
کرے کام وہ جس سے خوش ہو خدا
دکھاتا ہے منہ اس کو روز جزا
ہے مغرور و سرکش جو افراسیاب
خدا کا ہمیشہ ہے اس پر عتاب
نہ تھی اس کی شراکت گوارا مجھے
خدا کا غضب کا ہے یارا کسے
تمہیں بھی نہیں چاہیے اے شفیق
کہ ایسے کے جا کر بنو تم رفیق
غریبوں سے لطف و مدارا کرو
میری سمت آنا گوارا کرو
اگر اپ یاں آئے مہربان
تو احسان فرمایئے مہربان
عمرو مداح حمزہ نامدار
یہ سب ہوں گے خوش اور میں خاکسار
کیا ختم اس جا پہ میں نے کلام
نصیحت سے خالی نہیں یہ پیام
رہے ملک آباد خلقت ہو شاد
ترقی پر اقبال دولت زیاد

صحیفہ گرامی مہر شاہی بعنوان شائستہ مزین ہوا اور ذوقنون تحفہ جات لیکر کئی ساحروں کے ہمراہ مع خواجہ ذی جاہ چلا اور اسی طرف کے دروازہ سے کہ جدھر سے ملک خورشید یہ قریب تھا طلسم کے باہر نکلا۔ اس طرف سے قاصد فرستادہ افراسیاب دریائے ہفت رنگ کے کنارے سے گذر کر اس در بند پر کہ جدھر سے شہزادہ اسد آئے تھے۔ پہنچا اور

طلسم سے باہر نکل کر قلعہ کوہ عقیق کو چھوڑ کر جانب خورشید یہ روانہ ہوا۔ اس کے پیچھے شکیل بھی مع برق کے طلسم سے باہر نکلا اور اس کے جانے کی خبر افراسیاب کو بھی ہوئی۔ مگر اس نے اس سبب سے اس کو نہیں روکا کہ نامہ لے کر خورشید کے بلانے کو یہ بھی جاتا ہے۔ دیکھوں تو وہ اس کو کیا جواب دیتا ہے اور کس کے پاس آتا ہے۔ پس اہل در بند کو حکم پہنچ گیا کہ طلسم کے باہر قاصدوں کو جانے دینا۔ فی الجملہ یہ سفیر تو اس طرف سے اور ذو فنون اپنے طلسم کی طرف سے ملک خورشیدیہ ہوئے۔ زمین سر سبز اور جائے دلکش و آباد دیکھی۔ صحرا میں درخت لہلہاتے زراعت سبز و خرم درخت میوہ دار گل اپنا جوبن دکھاتے۔ دریا وہ چشمہ جاری۔ ہر سمت وزان باد بہاری۔ قاصدوں نے قریب شہر پناہ پہنچ کر خیام برپا کرائے اور نزول کیا۔ عمرو جو ہمراہ کوکب سفیر آیا ہے وہ سب اپنے ہمراہیوں سے جدا ہو گیا اور صورت اپنی ساحروں کی ایسی بنا کے علیحدہ ٹھہرا۔

اس طرف جہانگیر قلعہ فتح کر کے اپنے پدر نقلی کے پاس تھا۔ خورشید دارالامارت میں سر سیر جہانبانی پر جلوہ فرما تھا۔ فرزند کے فتح یاب ہو کر آنے سے جلسہ عشرت آغاز کرایا تھا۔ جام مے گلرنگ کا دور چل رہا تھا کہ ہر کاروں نے سامنے آکر بعد دعا و ثنا کے خبر ورود ایلچیاں مسعود عرض کی۔ اس نے سرداران ذی شان کو اپنے ایلچیوں کے لانے کو بھیجا۔ سردار باہر قلعہ کے آئے۔ تینوں ایلچیوں سے ملاقات کر کے کہا۔

"چلئے حضور میں آپ کی طلب ہے۔"

انہوں نے کہا۔ "بہت انسب ہے۔"

پس درباری لباس سے آراستہ و مخلع ہو کر تمام تحفہ ہمراہ لے کر روانہ ہوئے۔ دروازہ شہر کا نہایت بلند و طلا کار پایا۔ کئی ہزار سوار محافظ بصد وقار پایا۔ اندر آ کر شہر تمام گلزار پایا۔ عمارتیں استوار و محکم بنیں دکانیں محراب دارو منقش و رنگین۔ ہر عمارت کے بالا خانوں پر کنگرہ رکھے ہوئے۔ کنگرہ چرخ سے برابری کرتے کمرے بروج فلک کو رشک

دیتے کھڑے رشک وہ خطوط کہکشاں و شعاع آفتاب تھے۔ نیچے مکانات کے سرافہ و بزازہ آراستہ تھا۔ ہر قسم کا تاجرو ہر طرح کی اشیا نفیسہ کا بازاروں میں انبار تھا۔ ہر ایک بدل و جان اس کا خریدار تھا۔ گنج میں جھنڈے گڑھے تھے۔ اناج کے ڈھیر لگے تھے۔ ڈنڈے کسانوں کی خدمت کر رہے تھے۔ بنئے چلمنیں پی رہے تھے۔ تولیے تولتے وقت آوازیں دیتے تھے۔ "برکت ہے جی برکت ہے دویا ہیں دویا تینا ہیں۔" تینا خریدار چٹکی میں اناج لے کر پرکھتے تھے۔

اسی طرح یہ سفیر والا تدبیر ہر مقام کی سیر سے سیر ہوتے دارالامارت میں پہنچے۔ قرق زنجیر ہٹی اندر داخلہ ہوا۔ عجب دربار نظر پڑا کہ گردن کش کرسیوں اور دنگلوں پر متمکن ہیں۔ ساحران ذی رتبہ اور دلاوران صف شکن ہیں۔ قریب تخت شاہی دنگل جواہر آگیں بچھا ہے۔ اس پر شہزادہ جہانگیر تشریف فرما ہے اور کئی سو زینہ کا سریر یاقوت و زمرد سے آراستہ ہے۔اس پر ملک خورشید جلوہ فرما ہے۔ تاج جس کی بہا میں کم ہفت کشور کا خراج سر پر رکھے ہے اور کئی ہزار غلام زریں کمر و زریں لباس دست بستہ سامنے کھڑا ہے۔ چتر یال ہما کا گردش کرتا ہے۔ پری چہر گان ساز لیے مجرے کو حاضر ہیں۔ جام رنگین دست شاہ میں خوشنما ہے۔

ایلچیوں نے اس کر و فر کو دیکھ کر مجراگاہ پر سے مجرا کیا اور ستائش کناں حسب ایمائے شاہ قریب آکر اول تحفے و ہدایا پیش کش کئے اور نامہ دیئے پھر بموجب حکم کرسیوں پر باادب متمکن ہوئے۔ منشی عطارد رقم طلب ہوا۔ بادشاہ نے نامہ پڑھنے کا حکم دیا اور سرا پردہ دارالامارت اٹھوا کر جلو خانہ میں اسپ و فیل و شتر جو پر از گنج و درم بادشاہوں نے تحفے میں بھیجے تھے۔ ان پر نظر کی۔ پھر نامہ وغیرہ پڑھے گئے۔ جس طرح دونوں بادشاہوں نے نامہ میں مضمون اعانت طلبی درج کیا تھا۔ ویسا ہی کچھ مہ رخ نے بھی لکھا تھا یعنی یہ قلم بند کیا تھا کہ "اے شاہان سرتاج خسروان جہاں ملک خورشید کیوان کلاہ انجم سپاہ میں عاجز و مسکینہ بے یاور و نہایت مضطر ہوں۔ اتنے بڑے شاہ ساحروں

کے بادشاہ سے مقابلہ ہے اور کوئی سوائے خدا کے نہیں وسیلہ ہے۔ امید ملا زمان درگاہ فلک پایگاہ سے رکھتی ہوں کہ میرے حال زار پر غور فرما کر میری مدد فرمائیے۔ دشمن کو میرے روزبد دکھائیے۔ زیادہ دعائے سگالی یہ کہ خزانہ افزوں اور ملک آباد عیش و عشرت مقرون ہو جیو۔"

یہ سب نامہ بادشاہ خورشید نے جب سے شہزادہ جہانگیر کی طرف مسکرا کر دیکھا۔ شہزادہ موصوف نے فرمایا۔ "شاہ کوکب نے جو نامہ لکھا ہے ہر چند کہ در پردہ اس نے ہم کو متکبر اور بے ایمان بنایا ہے مگر مضمون بہت نایاب ہے۔ قول اس کا براہ ثواب ہے۔ عاجزوں ہی کی شراکت کرنا کر مرداں نبرو آزما ہے اسی بات سے خوش خدا ہے۔ پس کوکب شریک مہ رخ ہے ہم کو بھی اسی کی شراکت زیبا ہے۔ افراسیاب تو خود شہنشاہ ساحران ہے۔ اس کی اعانت کرنا ننگ بہر مرداں ہے۔"

ملک خورشید نے جب یہ تقریر شہزادہ کی سنی ازبسکہ اصل میں تو اس کی حقیقت نہیں ہے مثل اور قلعہ داران یہ بھی ہے شہزادہ کے سبب سے توقیر ملی ہے۔ اس وقت شاہ افراسیاب کے مقابل جانے کو جو شہزادہ مذکور نے کہا۔ "اس کو خیال ہوا کہ وہ بہت بڑا بادشاہ ہے۔ ایسا نہ ہو شہزادہ مارا جائے ملک و مال ہمارا جائے۔ چنانچہ شریک اسی کے ہونا چاہیے۔ پھر بھی یہ خیال کیا یہ شہزادہ فرزند حمزہ ہے ضرور عاجزوں کا طرفدار ہو گا۔ پس ایسا حیلہ کرنا چاہیے کہ یہ کسی طرف نہ جائے۔"

یہ سوچ کر زبان حیلہ ساز کو مکاری سے آشنا کیا اور کہا: "اے فرزند دل بند کوکب کا شریک عمرو عیار ہے۔ جس کا مالک زلزلۂ قاف ہے ثانی سلیمان حمزہ نامدار ہے اور عمرو سردار لشکر مہ رخ ہے پھر مہ رخ کو بھی کچھ احتیاج کسی کی استمداد و اعانت کی نہیں۔ حاصل کلام یہ کہ تم افراسیاب کو اگر زبردست جانتے ہو تو مناسب یہ ہے کہ کسی جانب بنا پر اعانت عنان عزیمت منعطف نہ کرو اور میرے نزدیک افراسیاب ہی کی مدد کرنا زیبا ہے۔ کیونکہ وہ خدائے باختری کی طرفداری کرتا ہے اور ہمارا دین اور اس کا ایک ہے۔ اس کو چار طرف سے گھیر کر بے دینوں نے روز بد دکھانا چاہا ہے۔"

شہزادہ نے جب یہ تقریر سنی فرمایا: "بہادران ان جلاوت شعار سے یہ کب ہو سکتا ہے کہ کوئی اس کو بہر نبرو آزمائی بلائے اور وہ نہ جائے اور کوئی اس سے مدد مانگے اور وہ تیغ نہ کھینچے۔ اچھااس سے مقدمہ میں خوب غور کر کے ہر ایک نامہ کا جواب دیا جائے گا۔ اب بزم عشرت بہر و دعوت ایلچیاں شاہان عالی مرتبت ترتیب پذیر ہو۔"
یہ حکم سن کر ساقیان مہر لقا و مطربان خوش نو اور شیریں ادا حاضر ہوئے اول گو شالی طنبور کو دی گئی اور طلبلوں کو طمانچہ تھاپ کے پڑنے لگے۔ قانون سرور بھی موافق مزاج ارباب محفل تھا۔

تھی پرچ کی داں بندھی ہوئی دھن
سن سن کے سب فہم تھے سن
بھیروں کا تھا بزم جو چرچا
بھیروں لگے ناچنے عجب کیا
آتی تھی زبان پر جو کافی
تھی غارت ملک دل کو کافی
کس طرح کریں نہ دل کو تسخیر
وہ کھینچتے تھے ہوا پہ تصویر

"اسی ہنگامہ عشرت میں عرض کیا کہ ایک کلانوت پیر زمین گیر در پر حاضر ہے۔ امیدوار باریابی دربار ہے۔ کیا حکم ہوتا ہے۔
شہزادہ نے حکم حاضر ہونے کا دیا۔ کلانوت مذکور سامنے آیا۔ دیکھا کہ پیر نہایت نحیف ہے پلکیں تک سفید ہیں۔ ایسا ضعیف ہے۔ ڈاڑھی تابہ سینہ ہے۔ پان تک کی پیک یہی ہے۔ کرتا آب رواں کا گلے میں' گلبدن کا پائجامہ پاؤں میں' کمر سے لے گئی

پکھاوج ہاتھ میں لیے ہے۔ پگڑی شیر و شکر کی باندھے ہے۔ پس اس نے سامنے آکر دعا دی کہ: "سامری بنائے رکھے۔ سرکار کا بھلا ہو۔ میں بھی نام سن کر دور سے آیا ہوں۔ دامن آرزو خالی لاؤں یا آج مالا مال ہو کر جاؤں گا۔"

شہزادہ نے پوچھا: "تو کہاں کا رہنے والا ہے۔"

اس نے کہا: "بلا لون ام الجبال میں رہتا ہوں۔ مگر میرا رہنا کیا کامرودیس بنگالہ اندر کوٹ سنگلاپ سب جگہ پھر کرتا ہوں۔ کل اس کی بستی میں وارد ہوا تھا۔ آج سرکار میں آیا ہوں۔ فلک کا ستایا ہوں۔"

شہزادہ نے فرمایا: "اچھا اپنا کمال ظاہر کر۔"

پیر نے "نے" کو منہ سے لگا کر بجانا شروع کیا۔ پھر تو تمام محفل کو وجد کا عالم ہوا کہ اہل بزم کیا درودیوار زمین و زمان کو حالت محویت ہوئی کہ

یہ کہ اس نے اور نے کو ہونٹوں پہ دھر
یہاں تک بجائی کہ دیوار و در
کھڑے رہ گئے ہوش کھوئے ہوئے
نظر جو پڑے واں سو روئے ہوئے
گیا اہل مجلس کا جو دل پگھل
تو جوں شمع اشک آئے سب نکل

بعد کچھ بجانے کے توقف پذیر ہوا۔ شہزادہ نے بے چین ہو کر کہا: "اے مرد باکمال واسطہ اپنے دین و مذہب کا ہم لوگوں کو نیم بسمل نہ چھوڑ۔"

پیر نے عرض کیا: "اے شہزادہ فلک جاہ یہ بڈھا شراب کا عادی بہت ہے۔ اگر میخانہ میرے سپرد فرمائے تو البتہ حظ کافی اور لطف وافی اٹھایئے۔"

شہزادے نے ساقیوں کو حکم دیا: "میکدہ اس کے حوالے کرو۔"

پھر تو ساقیوں نے سبو و ساغر لا کر حاضر کیا یہ نقشہ ہوا کہ

بن کر فقیر بیٹھا بھٹی پہ رند تیرا
سب مغبچوں نے مل کر پیر مغاں بنا دیا

URDU4U.COM

کلانوت کہ اصل میں عمرو ہے اور بیان کیا گیا تھا کہ ایلچی کے ساتھ یہ جدا ہو گیا تھا۔ اس وقت گویا بن کر آیا ہے اور قصد رکھتا ہے کہ جہانگیر کو پکڑ کر امیر کے پاس بھیجوں اور اس کی پیدائش کا حال ظاہر کراؤں۔ فی الجملہ اب میخانہ پہ قبضہ پاتے ہی شراب کو کٹر اور گلابیوں میں الٹ پھیر کرنے لگے اور کئی مقام پر اس کا میخانہ سجاں بیان ہو چکا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی درست کرنے لگا اور اسی انتظام شراب کو آغشتہ بدا روئے بیہوشی کیا اور نے بجاتا' جام پر از شراب ہاتھ پر لیے سامنے شہزادہ کے آیا۔ شہزادہ نے جام اس سے لے کر پینا چاہا مگر عیار شہزادہ موصوف کا مہتر چابک کہیں گیا ہوا تھا۔ وہ آ گیا اور اس وقت یہاں ویسا ہی جلسہ جو اس نے دیکھا اور از سر تاپا عمرو پر نظر کی۔ بنگاہ اول پہچانا کہ یہ کوئی عیار ہے اور ایلچیوں کے ہمراہ آیا ہے۔ دستبردی کیا چاہتا ہے۔

چنانچہ اس نے پہچان کر جام شہزادے کے ہاتھ سے لے لیا اور خواجہ کو دے دیا کہ: "اے پیر ساغر پہلے تو پی پھر کسی اور کو پلانا۔" خواجہ نے اس کے ہاتھ سے پیمانہ لے کر اس کو دیکھا تو ایک نوجوان سبزہ آغاز چھریرے بدن کا انسان پایا کہ مند بازوؤں سے بندھے فلاخن سر سے لپیٹے' تو بڑا پتھر کا لٹکائے' بانہ ہائے عیاری سے درست نہایت چالاک و چست ہے۔ بعینہ میرا فرزند معلوم ہوتا ہے۔ میرے لڑکوں سے بہت مشابہ مفہوم ہوتا ہے۔

غرضیکہ جب اس نے جام خواجہ کو دیا۔ خواجہ نے اس کی نگاہ بچا کر ایک تباسا کمرے سے نکالا وہ تبا دافع داروئے بیہوشی تھا۔ چاہا کہ اس کو شراب میں ملا کر جام کو پیئے مگر چابک بہت ہوشیار تھا۔ اس نے تباسا ملاتے وقت ہاتھ پکڑ لیا۔ عمرو سمجھا کہ بھید تیرا کھل گیا۔ اب اس ناشدنی کو بھی گوشمالی دینا چاہیے۔ یہ سمجھ کر ذرا جو ہاتھ کو

کن دیا ہاتھ چربدست تھا۔ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ خواجہ نے ایک دھول اس کے لگائی اور کلاہ اس کی لے کر جست کی۔ دیوار پر دارالامارت کی پہنچا۔

چابک دھول کھا کر مفغل ہوا تھا پکارا: "ساحر کوئی اس ناعیار پر سحر نہ کرے میں ابھی پکڑے لاتا ہوں۔" یہ کہہ کر آپ بھی دربار سے باہر نکل چلا۔ لینا لینا کا شور ہوا۔

عمرو اس عرصے میں دیوار پھاند کر بھاگ ملا زمان شاہی چوبدار اور سپاہی پیچھے دوڑے۔ چابک نے سب کو روکا اور کہا: "وہ عیار اکیلا ہے۔ مجھ کو بھی اکیلا ہی لڑنا زیبا ہے۔ اگر سب نے مل کر گرفتار کیا تو فن عیاری کے خلاف ہے۔ ایک سے ایک ہی کا بھتر معاف ہے۔"

غرضیکہ سب تو ٹھہر گئے۔ یہ تنہا عقب خواجہ چلا۔ عمرو نے جو اس کو آتے دیکھا ایک سپر بھاگتے ہی میں زنبیل سے نکال کر زیر بغل چھپا لی۔ حال اس سپر کا آگے بیان ہو گا۔ چنانچہ اسی نوع کی تدبیر کرتا ہوا بھاگ کر ایک ایسی گلی میں شہر آیا کہ جدھر راستہ نہ چلتا تھا۔ ساتھ ہی چابک بھی وہاں پہنچا اور للکارا: "او ناعیار اب کہاں جائے گا۔" عمرو نے بھی نیمچہ زنبیل سے نکال کر کھینچا اور نعرہ کیا کہ "آ تو سہی جوانا۔" مرگ وہ عیار طرار بسان برق جہندہ جاہی پڑا اور نیمچہ مارنے لگا۔ خواجہ نے دو ایک بار تو نیمچہ اس کا خالی دیا۔ پھر جو اس نے کمر کو تبا کر سر پر جو ہاتھ مارا۔ خواجہ نے وہ سپر جو زنبیل سے نکالی تھی اس کے سامنے کر دی۔ اس سپر پر کاغذ صرف منڈھا تھا اور اس کے اندر غبار بیہوشی بھرا تھا۔ نیمچہ جو سپر پر پڑا تھا۔ وہ بیچ سے شق ہوئی اور غبار بیہوشی میں چہرہ چابک کا چھپ گیا۔ تڑا تڑ کئی چھینکیں اس کو آئیں اور بیہوش ہو کر گرا۔ اس نے پیرہن اس کا اتار کر آپ پہنا اور رنگ عیاری لگا کر اس کو مثل اپنی صورت کے بنایا اور آپ معجزہ طلب کر کے اس کی ایسی صورت بنا اور اس کو اسی طرح بیہوش مشکیں باندھ کر دوش پر لاد کر دارالامارت میں سامنے جہانگیر کے لایا وہ بہت خوش ہوا اور کہا: "اس کو ستون بارگاہ سے باندھ کر ہوشیار کرو۔"

اس نے کہا: "اس کو ہوشیار نہ کرائیے ورنہ بڑا فتور کرے گا۔ آپ جب بزم عیش سے

اٹھیے گا۔ اس وقت اس کو ہوشیار کر کے قتل کیجئے گا۔"
شہزادہ نے کہا: "بہتر ہے۔" اس نے ستون سے اس کو اسی طرح باندھ کر بیہوش کر دیااور شہزادہ سے کہا: "ان ایلچیوں کے ساتھ معلوم ہوتا ہے عیار چلے آئے ہیں۔ آپ ساقیوں اور فراشوں خدمت گاروں وغیرہ سب اہل عملہ کو دربار سے نکلوا دیجئے اور میخانہ میرے سپرد کیجئے۔ تاکہ میں شراب پلاؤں۔ مبادا عیارزک دیں تو بڑی ذلت کا سامنا ہے۔"
شہزادہ تو اس کو اپنا بھائی جانتا ہے۔ اس نے اس کے کہنے سے تمام اہل عملہ کو حکم برخاست دے دیا۔ وہ تو باہر نکل گئے اور اس نے میخانہ پر قبضہ کیا اور شراب جو پہلے کی تھی۔ اس کو بظاہر علیحدہ کر دیا کہ یہ خراب ہے لیکن وہ سب بیہوش آلود تھی۔ کچھ ایسا پھیر بدل کیا کہ اسی شراب سے ساغر بھر کر شہزادے کو دیا۔ اس نے بیک جرعہ درکشید کیا۔ پھر تو سب انجمن کو وہی شراب پلائی۔ ہر ایک پر کچھ دیر میں بیہوشی چھائی۔ گرمی جو معلوم ہوئی اٹھ کر ٹہلنے کا ارادہ کیا۔ طمانچہ بیہوشی کا ایسا لگا کہ اوندھے منہ گرے۔ لحہ بھر میں تمام محفل بیہوش ہو گئی۔ عمرو نے پہلے ذوفنون کو جو ایلچی شاہ کوکب کا ہے اٹھا کر زنبیل میں رکھا اور شکیل کو بھی داخل زنبیل کیا پھر چابک کو ہوشیار کر کے سلام کیا۔ اس کی جو آنکھ کھلی اپنے تئیں بندھا پایا اور رنگ محفل نہ پایا۔ سمجھا عمرو بلائے بد ہے وہ تجھ پر غالب آیا۔
غرض تاؤ پیچ کھا کر چپ ہو رہا اور عمرو نے اس کے جلانے کو پہلے لوٹنا شروع کیا۔ جہانگیر کو زنبیل میں نہ رکھا۔ تمام دربار کے کپڑے اتارے۔ ملک خورشید کا تاج لیا۔ اسی طرح یہ لوٹ پر پڑا۔ اب اور ماجرا سنئے۔
یعنی افراسیاب نے جو ایلچی روانہ کیا تھا تو بعد روانہ کرنے قاصد کے بہت بڑا خیال اس کو ہوا کہ دیکھوں جہانگیر آتا ہے یا نہیں۔ اسی تردد میں آخر اس کو تاب نہ رہی کتاب سامری منگا کر حال دربار خورشید دیکھنے لگا۔ یہاں عجب ماجرا نظر پڑا کہ تمام دربار بیہوش ہے اور ایک شخص لوٹتا پھرتا ہے۔ ایک عیار ستون سے بندھا ہے۔ پس یہ دیکھتے ہی اس

نے کہا: "وائے مردیم ارے بڑا غضب ہوا۔ عمرو ملک خورشیدیہ میں پہنچ گیا سب کو قتل کیا چاہتا ہے۔

یہ کہ کر چاہا کہ کسی ساحر کو اس طرف بھیجے۔ پھر سوچا کہ جب تک کوئی جائے گا وہاں خاتمہ ہو جائے گا۔ تو آپ چلا۔ پس اس اضطرار میں کچھ پریشان پر بھی دھیان نہ کیا کڑ کر اکراڑا اور ازبسکہ یہ بادشاہ طلسم ہے بہت جلد راہ طے کرتا ہے۔ اس وقت یہ دارالامارت خرشیدیہ پر آکر چمکا کہ عمرو تمام دربار کو لوٹ کر جہانگیر کو داخل زنبیل کیا چاہتا تھا کہ اس کے آنے سے برق شعلہ بار چمکی رعد گرجا۔ عمرو سمجھا کہ مقرر کوئی آفت آئی پس بہت جلد گلیم اوڑھ کر الگ ہوا۔

اس عرصہ میں شاہ جاوداں دربار میں اتر کر ہوا سے آیا اور ابر سحر برسایا کہ ہر ایک کو ہوش آیا اور اپنے تیئں برہنہ دیکھ کر جامہ خانہ میں جا کر لباس پہنا۔ سرداروں نے پوشاک منگا کر زیب تن کی۔ ادھر شاہ جاوداں نے چابک کو ستون سے کھولا۔ ملک خورشید افراسیاب کو پہچانتا تھا۔ اس نے تعظیم کر کے تخت پر بٹھایا آپ باادب تمام زیر تخت بیٹھا اور شہزادہ جہانگیر سے کہا: "بابا اٹھو شہنشاہ کو تسلیم کرو۔ نذر دو' زہے نصیب ہمارے جو حضور تشریف فرما ہوئے۔" شہزادہ اٹھ کر رسم تعظیم بجا لایا۔

افراسیاب نے فرحا شفقت سے پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنے پاس بٹھا لیااور کہا: "اے شہزادے تم نے اس دزو مکار کو دیکھا اگر میں اس وقت نہ آجاتا تو وہ سب کو ہلاک کرتا۔ اسی طرح اس نے میرے تمام طلسم میں بلکہ تہلکہ ڈال رکھا ہے۔ اب تم کو لازم ہے کہ میرے ساتھ چلو اور کوکب جو شریک عمرو ہے۔ اس کے طلسم کو توڑو۔ تم اس کے مقابلہ کو جاؤ اور میں اور باغیوں کا خاتمہ کروں اور کوکب کی حمایت کو حمزہ ضرور آئے گا۔ اگر تم اس پر غالب آئے پھر تمام عالم زیر فرمان تمہارا خدا ہے۔ خدائے باختر کو تمام دنیا سجدہ کرے گی اور تم ایسا پہلوان اور مجھ ایسا بادشاہ کا زمانہ بھر تسخیر ہو گا۔ خداوند باختر طرہ پیغمبری کا دیں گے۔ سپہ سالار قدرت خطاب عنایت کریں گے۔

لشکر ملائکہ خداوند تمہارا مطیع ہو گا۔ میں جو مناسب تھا وہ سمجھا چکا۔ آئندہ تمہیں اختیار ہے۔"

جہانگیر عیاری کرنے سے خواجہ کی آگ بنا بیٹھا تھا۔ اس نے جواب دیا: "اے شہنشاہ میں ملک کوکب میں گھس کر اتنی تلواریں ماروں گا کہ ندیاں خون کی بہا دوں گا اور اس کو وہ سزا دوں گا کہ تمام عمر وہ یاد کرے گا۔"

یہ کہہ کر ایلچی کو کوکب کے تلاش کیا کہ وہ عیار کو اپنے ساتھ کیوں لایا۔ ہر چند کہ ایلچی کو قتل کرنا زیبا نہیں لیکن اس کی شرارت کی سزا دینا ضرور ہوا۔ غرضیکہ ہنگام تلاش مہ رخ و کوکب کے سفیروں کو نہ پایا ان کے ساتھیوں کو حکم دیا: "ابھی ہمارے ملک سے نکل جاؤ اور تحائف بھی پھیر لے جاؤ۔ یہ کہہ دینا اپنے ملکوں سے کہ ہم آتے ہیں، ہوشیار رہو۔

وہ سب تو بے نیل و مرادم یہ پیام لیکر بھرے اور خورشید جادو نے بڑی دھوم سے افراسیاب کی دعوت کی اور ایسا انتظام کیا کہ عمرو اور برق اندردارالامارت کے نہ آ سکے۔ سحر ایسا تھا کہ جب قصد اس طرف کے چلنے کا کرتے تو اندھے ہو جاتے۔ ناچار یہ بھی مراجعت فرما ہوئے۔ حال ان کا بیان ہو گا۔ یہاں جام مے ارغوانی کا دور چلا گیا۔ ناچ ہوا اغذیہ لطیف سے نعمت خانہ آراستہ کیا گیا۔ ہر طرح کا اسباب راحت مہیا تھا۔ بزم جمشید کو اس انجمن پر رشک آتا تھا۔ راجہ اندر کا اکھاڑہ جمع تھا کہ

کیا بزم تھی بزم شاہ شاہان
جس میں کہ یہ ساز تھا یہ سامان
دیوانہ ہر پری دل راز
پروانہ ہر چراغ رخسار
اللہ رے جوش نغمہ تر
بیخود ہوئے سن کے سب برابر
تعریف سے جس کی ہر بات باہر

آغاز ہوا وہ نغمہ تر
نغموں میں شراب کا اثر تھا
جو بزم تھا وہ بے خبر تھا
شیشوں کا تھا اشتیاق غالب
قلقل کی صدا کے کان طالب

ایک دن اور شب بھر جلسہ دعوت رہا۔ جب دوسرے روز مہر گیتی فروز طلسم مشرق سے برآمد ہو کر مہمان کاشانہ سپر ہوا اور بزم شبینہ انجم برخاست ہوئی

دنیا میں ہوئی جو صبح پیدا
خورشید فلک ہوا پیدا

افراسیاب وہاں سے روانہ ہوا۔ جہانگیر نے وعدہ کیا کہ عقب شہنشاہ فوج کو ترتیب کر کے میں بھی حاضر ہوتا ہوں۔" شاہ جاوداں یہ مژدہ سنکر شاداں و خنداں کناں اڑ کر چلا اور ایلچی کو اپنے حکم دیتا گیا کہ ہمراہ شہزادہ رہبری کرتا ہوا آئے۔

غرض چند عرصہ میں یہ تو باغ سیب میں پہنچا اور آتے ہی نامہ ملکہ حیرت کو لکھا کہ:

"اے خاتون پسندیدہ ما بدولت لشکر ساحران ہمراہ لے کر بمقابلہ نمک حراماں تم آؤ اور بارگاہ زربفتی طلسمی ساتھ لاؤ۔ آرائش و زیبائش انجمن عشرت دو چند ہوتا کہ ایک مہمان بہتر ازدل و جان آتا ہے۔ وہ محفوظ خرسند ہو۔ ہم بھی تمہارے پاس لشکر میں آئیں گے اور حسن انتظام تمہارا ملاحظہ فرما کر خلعت سرفرازی تمہیں پہنائیں گے۔"

یہ نامہ طائر سحر جب ملکہ مذکور کے پاس لایا اس نے گنبد نور پر سے چلنے کا سامان کیا۔ مع مصور و صورت نگار و براق و سرمایہ و شکوہ زریں تاج وغیرہ سرداران لشکر دارکان سلطنت کئی لاکھ ساحروں کی جمعیت سے بحشم و خدم حصار طلسم سے باہر نکلی اور دریائے

خون رواں سے اتر کر جس مقام پر کہ پہلے اتری ہوئی تھی اس جگہ فروکش ہوئی۔
لشکر پشتہ رنگین حصار حوالی میں میدان رزم کا فاصلہ دے کر اترا۔ ناقوس اس قدر بجے کہ چرخ کے درد میں صدا گونجنے لگی۔ گھنٹے بجتے تھے کہ فلک مختلج مزاج کا دل دھڑکتا تھا۔ طائران سحر اس قدر اڑے تھے کہ روئے ہوا کالا تھا۔ شعلہ ہائے آتش ایسے بلند تھے کہ گنبد چرخ جل کر بشکل آبلہ تھا۔ خیام و خرگاہ نے زمین کا پردہ ڈھک دیا تھا۔ کثرت لشکر سے ارض وغیرہ میں زلزلہ تھا ترسول اور پنسول اس زیادتی و خنجر کے پھل پیدا ہوئے تھے۔ روح رستم و سام خوف سے زمین میں پنہاں تھی ہلچل پڑی تھی۔ آفت بے پایاں نمایاں گھوڑوں کے ہہموں سے فیلوں کے چنگھاڑے اشتروں کے بلبلانے دشت و کوہ گونجتا تھا۔
مختصر یہ کہ عسکر شقاوت اثر جب اس دشت میں خیمہ زن ہوا۔ طائران نے یہ خبر ملکہ مہ رخ خوش سیر کو بھی پہنچائی کہ حیرت فوج لے کر پھر مقابلہ میں آئی۔
اس حال کو سن کر عیاراں نامور کیفیت دریافت کرنے کو روانہ ہوئے اور مہ رخ نے تمام لشکر کے افسروں کو حکم ہوشیاری کا دیا۔ طلا یہ لشکر کا بہت زبردست مقرر ہوا۔ بازاروں میں ایک ایک افسر دس دس ہزار سوار سے گشت کرنے لگا۔ ادھر عیار یعنی جانسوز و ضرغام صورتیں بدل کر خادم و فراش بن کر داخل لشکر دشمن شکست حاصل ہوئے اور حیرت جادو نے بعد اترنے کے ایک نامہ ملکہ صنعت وزیر کو لکھا کہ "اے ملکہ تم اول خدمت شہنشاہ میں حاضر ہو کر باغیوں سے لڑی تھیں۔ جب عدو پر ظفر یاب نہ ہوئیں تو اپنا لشکر لے کر حوالی طلسم میں چلی گئیں۔ لشکر تمہارا مورو ملخ سے زیادہ ہے۔ اس لشکر کی نسبت میرا ارادہ یہ ہے کہ بہر استقبال مہمان غذیز شہنشاہ خوش اقبال بلاؤں۔ پس بفور دیکھنے نامہ کے مع لشکر تم میرے پاس آؤ کہ شہنشاہ نے پھر یہ حکم لشکر کشی دیا ہے اور ساحران نامی کو طلب کیا ہے۔"
یہ نامہ سحر کا پتلا لے کر گیا۔ صنعت لشکر لے کر حوالی گنبد نور کی طرف چلی گئی تھی اور سحر ہفت بیضہ تیار کر رہی تھی۔ حال اس سحر کا ان شاء اللہ مذکور ہو گا۔

چنانچہ جب اس قحبہ کو نامہ طلسم ملکہ پہنچا۔ سحر ہفت بیضہ درست ہو چکا تھا۔ بس نامہ پڑھ کر حکم کوچ دیا اورآپ بھی بصد جاہ و عزت روانہ ہوئی اور بعد قطع راہ لشکر حیرت ہوئی۔ فوج کو اس لشکر سے علیحدہ اتروایا۔ آپ کی خدمت ملکہ مسطور میں آئی۔ ملکہ نے بنا پر حکم شاہ جاوداں بارگاہ زربفتی گوہر نگار ایک میدان پاکیزہ میں استادہ کرائی۔ جس کے سامنے دریا بصد آب و تاب موجزن تھا۔ کنارے کنارے اس بحر کے دشت عزت بخش تھا۔ لب دریا فرش پر تکلف بچھوایا۔ جھاڑ سر بلند ہر جگہ رکھوایا ساقیان گلبدن شراب ارغوانی کے جام و سبو لے کر وہاں ٹھہرے۔ رامشکران قمر پیکر ساز عشرت انداز و طرب خیز ساتھ لائے۔ بارگاہ کے سراپچہ اٹھوا دیے۔ بیچ بارگاہ میں ایک تخت زمرد کا بچھوایا۔ برابر اس کے دست راست کو دنگل یاقوت احمر کا تراشا ہوا گسترده کرایا اور گرد تخت زمردیں کے کرسیاں طلائی جواہر کار بچھوائیں اور ایک کرسی پراز نقش و نگاہ فیروز کی قریب مہتر چابک کے لیے لخلخے ہوا کے رخ رکھے گئے عود سوز و عنبر سوز سے تمام بارگاہ رفیع المنزلت کے بارگاہ چرخ بریں خسرو خورشید مبین کی پشت تر بے رونق تھی۔ انجمن کواکب کی زینت اس کے مقابلہ کے کب لائق تھی۔ زہے کرد فرخے حسن انتظام کہ برجیس و کیوان کی زبان ثناخواں زینت محفل پر ناہید فلک بلا گردان

اندر نے نہ دیکھی تھی یہ محفل
پریوں کا بھی بے قرار تھا دل

اس محفل کی آرائش بر وقت آنے جہانگیر کے بیان ہو گی۔ اب ملکہ طلسم تو اس آراستگی میں مصروف ہے۔ مگر جہانگیر نے بعد چلے آنے افراسیاب کے جو ممالک کہ فتح کیے تھے ان کے حاکموں کو نامہ روانہ کئے کہ مابدولت بادشاہ کواکب سے لڑنے جاتے ہیں۔ تم بھی مع اپنی فوج کے ہمراہ رکاب ظفر اقتساب چلو۔ یہ نامہ جب شاہان باج گذار

کو پہنچے۔ ہر سمت سے فوجیں روانہ ہوئیں۔ یہاں شہزادہ ذی جاہ نے در خزانہ وا کیا۔ اپنی ذاتی فوج کو آراستہ کیا۔ کچھ عرصہ میں بارہ لاکھ کا لشکر سوار و پیدل کا درست ہوا۔ ہر شخص بہر جنگ چاق و چست ہوا عرابہ زرسرخ و سفید کے ہمراہ ہوئے۔ علموں کے پھریرے کھل گئے۔ رنگا رنگ کے پرچم بروئے ہوا اڑنے لگے۔ روئے ہوا بھی منقش و رنگین نظر آیا۔ یا فلک شعبدہ باز نے نیرنگ دکھایا۔ آمد سپاہ سے خاطر زمانہ پر غبار گرد لشکر سے سپہر و وار تیرہ و تار جب کار سازی لشکر ہو چکی ملک خورشید تخت پر سوار ہوا۔

شہزادہ کیوان کلاہ پشت توسن سازی پر بعزم رزم سازی بیٹھا۔ ہزارہا نقارہ بجے۔ ساحران غدار جمشید منش سامری وش طائران و رنگان سحر پر چڑھ کر چلے جھانجھ اور نفیر بجے۔ نالہ نالے ترکی کا شوق ہوا۔ آمادہ سرکشی پر اہل زور ہوا۔ علم شیر پیکر کا پھریرا۔ سر پر ضیغم پیشہ صاحبقرانی یعنی شہزادہ جہانگیر لاثانی کے کھلا۔ پس پشت شہزادہ لاکھ سواران جرار کا انبوہ اور ایک سمت مہتر چابک صندوق عیاری پر سوار گرد اس کے کئی ہزار شاگرد عیار اکتارہ بجاتے شلینگیں لگاتے چلے۔ آپس میں بانگ کے پیچ ہوتے جاتے تھے۔ حقہ ہائے لفظی چلتے تھے کہیں میدان دھواں دھار ہو جاتا۔ ابر چھا جاتا۔ اس میں بجلی خنجر کی چمکتی۔ کہیں مطلع صاف نظر آتا۔ حقہ ہائے آتشی کی تیزی سے آنکھ جھپکتی۔ ایک طرف ساحر اپنا کمال دکھاتے تھے۔ گنبد چرخ میں آگ لگاتے تھے اس طرح شعلہ آتش چمکاتے تھے۔ کبھی گھٹا کوہسار سے اٹھتی۔ دنیا میں تاریکی بھی کیفیت دکھاتی۔ بجلی کی چمک رعد کو مشعل دکھاتی۔ اس بدلی میں سحر کے مور چنگھاڑتے پر طاؤس منقش پرند مشکیں سحاب پر نقش و نگار بناتے خوش فعلی کر کے رقص اپنا دکھاتے اور ہر طرح کی بہاریں پیدا جادوگرنیوں کے جوبن پر دل عالم شیدا ترکان ستمگر غارت گر جان و ایمان طاؤس ان کی سواریوں کے شہر رافشاں۔ مختصر یہ کہ نہایت جاہ و چشم انتہا کا کرد فر فوج مبارزان و لشکر ساحران کا مجمع۔ چاؤ شان سپاہ کا آوازیں لگاتا۔

اسی حشمت و تجمل سے بعد قطع منازل و طے مراحل ہمراہ ایلچی افراسیاب جاہل طلسم ہو شربا میں داخل ہوئے۔ یہاں کے ناظم و مالکان دربند نے حاضر خدمت ہو کر نذروی رسد رسانی کی اور عرضی خدمت بادشاہ طلسم میں بھیجی۔

URDU4U.COM

افراسیاب خبر آمد اس نامور کی سنکر بہت خوش ہوا اور حیرت کو لکھ بھیجا کہ: "اے ملکہ مہمان عزیز قریب آگئے۔ سرداران نامی کو بہر استقبال روانہ کرو۔ اور کوئی وقیقہ تواضع میں اس کی اٹھا نہ رکھو۔ ملکہ مذکور نے نامہ پڑھ کر صنعت و ابریق وغیرہ بڑے بڑے ساحران گرامی منزلت کو برائے استقبال روانہ کیا۔ یہ لوگ راہ میں ملک خورشید سے جا کر ناتی ہوئے اور مراسم تعظیم بجا لائے۔ پھر بڑے اعزاز سے لا کر داخل لشکر حیرت کیا۔ ملکہ مذکور نے طبل شادمانی بجوائے اور خود کنارے تک لشکر کے پیشوائی کو آئی ملک خورشید بھی تخت سے اترا اور ملکہ کو تسلیم کی۔ ملکہ نے اس کی پیشانی کو بوسہ دیا اور جہانگیر کی پشت پر بصد شفقت ہاتھ پھیرا۔ لشکر اس کے ساتھ کا ملحق سپاہ ملکہ اترنے لگا۔"

خیام بارگاہ نصب ہونے لگے۔ ملکہ اسی بارگاہ میں کہ جو پہلے سے لب جو آراستہ کر آئی تھی۔ مہمان ذی شان کو لائی۔ تخت زمردیں پر خورشید کو بٹھایا اور دنگل یا قوت نگار پر شہزادہ کام گار بیٹھا اور کرسی جواہر آگیں پر چابک تیز رفتار بیٹھا۔ گرد تمام گرد وگردن کش ساحران نامی کرسیوں پر متمکن ہوئے۔ ملکہ نے جملہ کیفیت شاہ جاوداں کو لکھ بھیجی۔ وہ بھی بصد بشاشت و فرخندگی ساحران جلیل القدر کو ہمراہ لے کر تخت فیروزہ رنگ پر سوار ہو کر یہاں آیا اور بارگاہ میں اس کو قسم دے کر بٹھایا۔ باہم دست بوسی ہوئی۔ پھر حکم ترتیب انجمن عشرت دیا۔ اس عرصہ میں جوہری قدرت نے یا قوت زردروئے عالم کو سواد شب سے نیلم بنایا۔

سر شام پر دے اس بارگاہ بندھوا دیئے گئے۔ سامنے دریا میں کیو لہائے زریں رنگ برنگ چھڑا دیئے گئے۔ ایک طرف اس کے دریا کی بہار ایک جانب کو صحرا تمام لالہ زار

شفق دشت و کوہ میں پھولی ہوئی بہار اپنی رنگین پر بھولی ہوئی۔ درختوں کے زرغہ میں گنبد بلوز کے روشن تھے۔ برج سنبلہ میں ستاروں کے ظاہر جوبن تھے۔ چشم نرگس حیران تھی کہ شاہ جاوداں نے کیسا سبز باغ مہانوں کو دکھایا ہے۔ زلف سنبل پریشان تھی کہ یہ مفت کا احسان سر پر آیا ہے۔ کنارے دریا کے چھوٹے چھوٹے درخت پھولوں کے لگے۔ جال ان پر موتیوں کے پڑے۔ شاید بہار کو دام مکر میں پھنسا لیا تھا۔ بلبل دل کو کسی گل کے لبھا کر یہ پایہ زنجیر کرنا چاہا تھا۔ کہیں صحرا میں نرگس دان جواہر کے دھرے تھے کسی جا بحر میں بجرے پڑے تھے۔ درخت جنگل لکے باولے سے منڈھے تھے۔ ادھر بارگاہ میں چلمن ہر ایک گلدام نظر تھی۔ پردے رنگین پڑے فرش کی صفائی پر چاندنی غش تھی۔ چاندنی کا کھیت کرنا اس میں مقیش کا اڑنا مشاطہ ماہ کا آئینہ عروس بہار کا دکھانا۔ پھولوں کی خوشبو' کوڑیالے کا کھلنا' موتیوں کا دور تک بچھونا رشت کی بڑھی ہوئی ابروباگاہ میں گلر خان قمر پیکر کا جماؤ ساقیان مہر جبین کا بناؤ رقاصوں کی ہر ایک ادا دل توڑے لیتی تھی۔ ساقیوں کی نگاہ مستی زاکیفیت دیتی تھی۔

اسی جلسہ عشرت میں شہزادہ جہانگیر نے حال جنگ شاہ طلسم سے پوچھا۔ اس نے کہا: "اے شہزادہ عیاروں نے میرے ملازموں کو بہکا کر اپنا شریک کر لیا ہے۔ انہیں سے فی الحال مقابلہ ہے۔ عیاران مسلمان بڑے قہر کے میں اور ہر جلسہ و ہر قیام پر مثل آفت ناگہانی کے وہ پہنچتے ہیں۔ یقین ہے کہ اس جگہ بھی موجود ہوں۔"

یہ کلام سن کر شہزادہ خاموش ہو رہا۔ مگر چابک نے بنگاہ تفحص ہر سمت دیکھا۔ یہاں صرغام و جانسور پہلے سے آئے ہوئے تھے۔ مشورہ پذیر ہوئے کہ چابک ہم کو تلاش کرتا ہے۔ اس پر ہم کو اپنے تئیں ظاہر کرنا چاہیے۔ ہرچندی مارے لیے قباحت ہے۔ پھر ہرچہ باداباد۔ یہ صلاح کر کے دونوں نے عیار مذکور سے آنکھ ملائی اور اشارہ کیا کہ ہم تمہاری سرکوبی کو موجود ہیں۔ اس نے اول تو چاہا کہ شاہ طلسم سے کہ کر ان کو گرفتار کراؤں پھر یہ سوچا اس وقت ان کا ظاہر اپنے تئیں کرنا اپنی دلاوری کا اظہار

کرنا ہے۔ تجھ کو بھی اپنی جرات اور تجمل دکھانا زیبا ہے۔ اشارتاً ان سے گفتگو کر۔ پس اس نے بھی اشارہ کیااور جانب پاپوش اشارہ کیا کہ اپنے گھر سے تو خواجہ عمرو کی جوتیاں کھا کر آیا ہے۔ اب یہاں ہم پاپوش کاری کریں گے۔

URDU4U.COM

چابک نے اشارہ سے کہا: "ہوشیار ہو رہو۔ میں تمہاری بارگاہ میں آتا ہوں۔" یہ اشارہ کر کے ضرغام جو خدمت کار بنا تھا اس کو پکارا کہ: ارے اب خاصہ میرے لیے حاضر کر۔"

ضرغام یہ سن کر فوراً آبدار خانہ سے تھالی جوڑ میں گلاس پانی کا لگا کر اور بے ہوشی پانی میں لگا کر سامنے لایا چابک نے وہ گلاس لے کر لبوں لگایا۔ منہ میں سفوف بیہوشی کے دفع کرنے کا پہلے سے رکھ لیا تھا۔ پانی کے ساتھ پی گیا اور ایک بیضہ بیہوشی کا نکال کر کہا: "اے خدمت گار دیکھ تو یہ کس جانور کا انڈا ہے کہ اس میں سے خوشبو آتی۔ ضرغام نے اس کو بیضہ نکالتے دیکھ کر ایک بیضہ نگاہ اس کی بچا کر چپکن کا آستین میں رکھ لیا۔ جب اس نے بیضہ دیا اس ترتیب سے بچالا کی لیا کہ اس کا بیضہ تو آستین میں چلا گیا اور آستین کا رکھا ہوا ہاتھ میں آگیا۔ پس اسی کو ناک پر رکھ کر کہا: "واقعی حضور اس میں خوشبو مثل مشک کے آتی ہے۔ بیضہ نہیں مشک نافہ ہے اور وہ عجب جانور ہے کہ جس نے یہ انڈا دیا ہے۔ لیجیے لیجیے آپ پھر سونگھیے۔"

یہ کہکر جب اس نے ہاتھ پھیلایا۔ اس سبکی سے ہاتھ کو کن دیا کہ اپنا بیضہ آستین میں گیا اور جو اس نے دیا تھا۔ وہی بیضہ پھر ہاتھ آ گیا۔ وہ اس کے حوالے کیا۔ا س نے ایک ہاتھ سے بیضہ لیا اور دوسرے ہاتھ سے اپنی ناک کو کھجایا چٹکی میں عطر دافع بیہوشی تھا وہ ناک میں مل لیا۔ پھر اس بیضہ کو سونگھا۔

اسی طرح برمزو کنایہ اس سے اور دونوں عیاروں سے عیاری ہوئی۔ آخر یہ شاہ طلسم سے کہ کر اٹھا "اے بادشاہ میں جاتا ہوں اور آپ کے دشمنوں کا کاٹ کر لاتا ہوں۔" یہ کہ کر بارگاہ سے نکل کر روانہ ہوا۔ ضرغام و جانسوز بھی وہاں سے اپنی بارگاہ میں آئے اور حال دعوت جہانگیر بیان کیا اور کہا: "سب سردار بہت ہوشیار رہیں کہ چابک نے

دعوائے عیاری کا کیا ہے۔"
یہ ماجرا سنکر برارشاد ملکہ خوش نہاد سامان عشرت نشاط مہیا ہوا۔ ساقیوں نے ارباب محفل کو مست ولا یعقل بنایا۔ مغنیوں نے بزم جمشیدو کے کو تخجل کر دیا۔ عیار بھی دونوں شریک صحبت رہے۔ اس وجہ سے کہ محافظ انجمن رہیں۔ یہاں تو یہ کیفیت ہے۔ مگر چابک جو بارگاہ سے نکل کر چلا۔ اپنے لشکر میں جو خیمہ کہ برائے استراحت آراستہ اپنے واسطہ کرایا تھا۔ اس میں آکر چند شاگردوں کو بلایا اور کہا: "اس طرح کا سامان جنگل میں مخفی لے جاؤ۔" شاگرد اس کے موجب حکم عمل میں لائے اور یہ آئینہ سامنے رکھ کر صورت بدلنے لگا۔

از بسکہ خرد سال ہے روئے زیبا نرم و نازک تر رکھتا ہے۔ زن حسینہ و جمیلہ کی شکل پر بن کر تیار ہوا کہ کاکل مشکیں اس کی جو دیکھے جینا وبال ہو۔ سودا زدہ محبت پیش طبیب ٹھہرے۔ پری کا سایہ پیش رمال ہو۔ چشم فتنہ زا کو جو نظر کرے۔ گردش لیل و نہار کا مارا کہلائے۔ آرام و راحت آباد و شہر پر آشوب اس کو نظر آئے۔ آتش شفق دیگ فلک کے نیچے سلگا کر سنبلہ کی بالی کا کیوڑا اگر کھینچے۔ جب بھی عرق جبیں کے برابر نہ ہو سکے۔ مژدہ گان وہ تیر جانستان کہ تیرا آسمان برج قوس کو بانیمہ مہذبی سینہ سپر بناتا ہے۔ خنجر ابرو کو یاد کر کے بہرام گردوں تھراتا ہے۔ روئے خورشید ضیا کے روبرو آئینہ مہر آتے شرماتا ہے۔ گوہر شجراع بو بہت کم ہوتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس کے رخ انور سے منفعل ہو کر بطن صدف میں منہ چھپاتا ہے۔ اپنی ابرو بچاتا ہے۔
لالہ و گل جو گلشن عالم میں خونیں کفن میں اسی کی رخسار کے کشتہ جوبن ہیں۔ یا قوت رمانی وہ لب لعین جو دیکھے۔ رشک سے ہیرا کھائے۔ غنچہ پہلے منہ بنوائے۔ جب دہن تنگ کے مقابل آئے۔ گلوئے نازک صباحت میں بیاض سحر کو غلط کر کے خامہ غیرت کو کاٹ دے۔ برودوش ساکنان نے جان لے لی جی کی مراد نکلی تھی۔ دلکا حوصلہ نکلا تھا۔ حسن کا گنجینہ تھا۔ دل عشاق کی دو آبلے تھی۔ درحباب بحر حسن میں آملی تھی۔ شکم

لوح بلور بلور نہیں نہیں رخسار حور کمر بال عنقاناف عقدہ سر بستہ زانو و ساق دلبری و خوبی میں طاق پائے رنگین بہتر از شفق چرخ بریں سر سے پا تک حسن کا نقشہ جاہت کی صورت خوبی و محبوبی کی مورت اس سے اپنی وضع بصداد نہ بانی کہ بسائی اس پر صدقہ ہونے آتی کہ

URDU4U.COM

جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آئے
جان کا لید صورت دیوار میں آئے
سایہ کی طرح ساتھ پھریں سر دو صنوبر
تو اس قدر دلکش سے گلزار میں آئے
اس چشم فسوں گر کا اگر پائے اشارہ
طوطی کی طرح آئینہ گفتار میں آئے

جب اس صورت خوب اور طرح محبوب سے درست ہو چکا۔ زیور جواہرین جسم پر مزین کیا کہ

الماس کی بالیاں منگائیں
بالی نے وہ کانوں سے لگائیں
بالوں میں گہر لگا کے پہنے
کانوں میں گہر لگا کے پہنے
ٹیکے کا لگا چنی جو افشاں
اک جا تھے نجوم و مہر تاباں
زیور سے ہوئیں وہ مہ نگاریں
جھومر سے خجل تھا عقد پردیں
تھی دلکی کڑی کڑے بھی پہنے

ہیروں کے منگا چھڑے بھی پہنے
خلخال بجا بجا کے چلتی
سینوں میں دلوں کو تھی وہ ملتی

URDU4U .COM

خیمہ سے سیاہ چادر اوڑھ کر پوشیدہ صحرا میں آیا۔ یہاں شاگرد اس کے گاڑی لیے کھڑے تھے اور صورت اپنی سازندوں کی ایسی بنائے تھے۔ گاڑی کے جوئے میں ٹاٹ خرجی کی طرح بندھا تھا۔ اس میں طبلے بستنی میں بندھے رکھے تھے۔ سارنگیاں غلاف چڑھی منہ ان کے ٹاٹ چڑھے رکھی تھیں۔ سازندے نے دو گاڑی کے اندر بیٹھے ہوئے۔ یہ بھی آتے ہی گاڑی کے اندر بیٹھا۔ گویا گردوں پر مہتاب بلکہ آفتاب جلوہ گر ہوا۔ ایک عیار گاڑی بان بنا تھا۔ اس نے بادھی بیل پر مار کر دم اس کی دبائی۔ تک تک کی صدا دی گاڑی چلی۔ سازندے نے کان پر ہاتھ رکھ کر تان لگائی' جات نگریا میں بھولی ڈگریا' گاتے روانہ ہوئے اور وہاں سے چل کر لشکر مہ رخ میں آئے گاڑی ٹھہرا کر وہ رشک ناہید اتری۔ لشکریوں نے جو اس کے حسن خوب کو دیکھا آوازے کہنے لگے رنگین مزاج شعر عاشقانہ پڑھتے تھے کہ نوجوان ساتھ ہو لیے اور کہتے جاتے تھے کہ

دیکھو تو دلفریبی انداز نقش پا
موج خرام یار بھی کیا گل کتر گئی

کوئی کہتا تھا کہ

بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہی ہر لحظہ نگاہ
جی میں کہتے ہیں کہ مفت آئے تو مال اچھا

وہ نازنین بعشوہ و ناز دل ہر ایک کا شیدا بناتی اس خیمہ کو دریافت کر کے جہاں داروغہ

ارباب نشاط تھا آئی۔ دراوغہ نے جو اس کا حسن صبیح دیکھا تو نقد ہوش رونمائی میں دیا۔ خیمہ میں لے جا کر بٹھایا۔ بڑے تپاک سے حال استفسار کیا اس نے رنگیں بیان نے اٹھلا اٹھلا کر تو سن ناز کو عرصہ تقریر میں جولان کیا: "ہم لوگ مجری ہیں آپ کے پاس آئے ہیں کہ دو پیسے آپ کی وجہ سے مل جائیں۔"

یہ کہ کر آنکھوں کو گردش دی سسکی بھری اور کہا: "بستر پر جاتے ہیں۔"

داروغہ شیفتہ آن دادا تھے۔ گویا ہوئے کہ ہماری حسرت دیدار پر نظر کیجئے کچھ دیر جلوہ گری فرمایئے۔

اس نے ہنس کر کہا: چہ خوش آپ تو بہت جلد مزے میں آ گئے۔ اے میاں میں ایسی بیکار نہیں ایسی اوماتی ہوں جو تمہیں دیکھتے ہی پھسل پڑوں اور پہلو تمہارا پہروں گرم رکھوں۔"

داروغہ نے کہا: "ہمارے تمہارے وعدہ وصل ہو جائے تو ابھی تمہارا مطلب بھی بر آئے۔

اس شوخ نے ہنس کر انگوٹھا دکھایا اور کہا: اپنا منہ بنواؤ۔ یہ منہ اور مصالحہ۔ میں اور تمہارے قابل لے جاؤ۔ جاؤ میرا کام کر لاؤ بہت باتیں نہ بناوٹی داروغہ ان باتوں سے بے قرار ہوئے اور سمجھے کہ یہ راضی ہے۔

پس اٹھ کر دربار میں سامنے مہ رخ ذی تبار کے آئے اور عرض کیا: "ایک طوائف ایسی ناچنے اور گانے والی میں نے بہم پہنچائی ہے کہ حضور دیکھیں گی تو فرمائیں گی کہ زہرہ فلک سے اتر آئی ہے۔"

عیاروں نے یہ سنکر کہا: "حضور میں اس کو مدت سے جانتا ہوں۔ مجھ سے اس سے عرصہ دراز سے رسم و راہ ہے میں خود آج تک یہاں نہ لایا تھا۔ اب اس کا جی حضور میں حاصر ہونے کو بہت چاہا تو میں نے اس کو لانا چاہا۔"

یہ تقریر سنکر حکم دیا: "اگر تم اس سے واقف ہو تو کیامضائقہ ہے لے آؤ۔"

داروغہ اجازت پا کر ہنستے ہوئے خیمہ میں آئے اور کہا: "لو اے جان من' ہم تمہارا کام کر آئے۔ اپنے بستر پر جا کر سازوں کو لاؤ اور سرکار میں چلو۔"

وہ نازنین یہ سنکر وہاں سے کنارے لشکر کے آئی اور اپنے سانڈوں کو ساتھ لیا گھڑی

پیشواز کی اور سب سامان ہمراہ لے کر بارگاہ مہ رخ میں ہمراہ داروغہ مذکور آئی اہل دربار نے جو اس صورت پر فریب کو دیکھا' فریفتہ ہوئے اور ایسی شکل اس نے بنائی تھی کہ ہر چند ضرغام نے بنظر عیاری دیکھا۔ مگر پہچان نہ سکا اور اس زہرہ جبین و قمر و پیکر نے اس طرح ہنر اپنا جتانا شروع کیا کہ جیسا میر حسن نے فرمایا ہے کہ

URDU4U.COM

وہ ارباب عشرت کا آپس میں مل
جمانا گھڑے راگ کاوے کے دل
وہ ایمن کی تانیں ادھر اور ادھر
ملے سر طنبوروں کے باگید کر
ادھر کی تو یہ گت اور ان کا بھاؤ
ادھر اوٹ میں تانگہ کا بناؤ
کھڑے ہو کے در گھونٹ حقہ کا لے
چبا پان اور رنگ ہونٹوں پہ دے
انگھوٹھی کی لے سامنے آرسی
وہ صورت کو دیکھ اپنی گلزار سی
الٹ آستین اور مہرے کا چاک
نئے سر سے انگیا کو کر ٹھیک ٹھاک
بنا کنگھی اور کر کے ابرو درست
جھٹک دامن اور ہو کے چالاک و چست
دوپٹے کو سر پر الٹ اور سنبھل
یکایک وہ صف چیر آنا نکل
پکڑ کان اور گھونگھرو کو اٹھا
پہن پاؤں میں سر سے چھوا
ادھر اور ادھر رکھ کے کاندھی پہ ہاتھ

چلی ناچتی آنا سنگت کے ساتھ
فتح چند کے ہاتھ کی مورت ایک
سجائی ہوئی چاند سی صورت ایک
کبھی ناچنا اور گانا کبھی
رجھانا اور مسکرانا کبھی
الٹنا وہ ٹھوکر کو دے دے کے تال
وہ بوٹا سا قد اور کہر دیکی چال
کبھی گھٹ سری ناچنا ذوق سے
کہ تیورا کے عاشق گرے شوق سے
خوش آوازیوں سے وہ گانا خیال
دکھانا ہر ایک دم میں اپنا کمال

ایسا یہ ناچی اور گائی کہ تمام محفل بیخود ہو گئی اور ہوش بجا نہ رہے اور ضرغام تو ایک جان کیا ہزار جان سے اس پر شیدا ہوا۔
بعضوں نے اس مقام پر بیان کیا ہے کہ چالاک طلسم میں آچکا ہے اور اسی سے عیار سے عیاریاں ہوتی ہیں اور وہی اس وقت اس کی صورت سے فریفتہ ہوتا ہے۔ اس حقیر نے چالاک فرزند رشید عمرو کو کہ بجائے عمرو ہے اس چھوکرے سے دھوکا کھانا مناسب نہ جانا اور اس کی شان کے خلاف تھا کہ وہ اس کو پہچان نہ سکتا پس ضرغام کے نام پر اس عیاری کو لکھا اور یہ بھی واضح ہو کہ صاحب دفتر نے حال جہانگیر نہیں لکھا ہے بلکہ یہ ٹکڑا میرے ایک دوست تصدق حسین نامے داستان گو ہیں۔ انہوں نے بیان کیا تھا۔ اپنی طبیعت سے اس کو داستان کہنے والوں نے پسند کر کے محفلوں میں قصہ خوانی کے بیان کیا اور ہر شخص نے لکھنؤ کے سنا۔ پس میں نے بخیال اس کے کہ ناظرین میرے کلام کے بھی اس داستان سے حظ اٹھائیں و نیز کوئی یہ نہ کہے اتنا مضمون ہم

نے قصہ خوان سے زیادہ سنا تھا۔ اس کتاب میں وہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ داستان مشہور بہت ہو چکی تھی۔

آدم بر سر مطلب چابک ایسا گایا اور ناچا کہ ارباب محفل کو محو کر دیا اور ضرغام اس کے عاشق میں بے آرام ہوا۔ سرداران ذی وقار نے بہت کچھ زرد جواہر انعام میں دیا۔ اس نے عرض کیا: "میخانہ اگر میرے حوالے ہو تو کیفیت زیادہ تر دکھاؤں بادہ عشرت و سرور سے ہر ایک کو بیخود بناؤں۔ اس نشہ کی ترنگ میں انجان کار کا خیال کسی نے فرمایا میکدہ کا مختار اسے بنایا۔ اس نے شراب کو پیمانہ و ساغر میں پھر تبدیل کر کے بیہوشی آلود کیا اور ناچتا سوار غر شراب کے سب کے سامنے لے گیا۔ ہر ایک اس کی ادا پر دلدادہ تھا بے تامل پی گیا اور کچھ دیر میں رنگ بادہ خوراں خراب نظر آیا۔

از بسکہ اہل ظرف تھی اس سبب سے جوتی لات لڑنے کی نوبت آئی۔ ہو چند ضبط کیا مگر سنبھل نہ سکے بیہوش ہو گئے۔ عیار مذکور نے تکمہ در دربار میں جا کر دیا اور خنجر کھینچ کر چاہا کہ مہ رخ و بہار وغیرہ جملہ سردار اس کا سر جدا کروں لیکن خالق عالم حافظ حقیقی ہے۔ مہتر قران جو ہمیشہ صحرا میں رہتا ہے اور بارگاہ میں کبھی آتا ہے۔ اس وقت بھی اتفاقاً آیا اور قریب بارگاہ جب پہنچا سناٹا نظر آیا۔ کسی کو اندر بارگاہ کے بولتے نہ سنا۔ حیران ہو کر سراپچہ چاک کر کے دیکھا تو یہ ماجرا دکھائی دیا کہ ایک نازنین خنجر بکف سرداروں کو قتل کیا چاہتی ہے۔ اس حال کو دیکھ کر یہ سمجھ گیا کہ یہ عیار ہے۔ پس اس نے سراپچہ پھاڑ کر اندر قدم رکھا۔ اور نعرہ شیرانہ کیا: "باش او طفل بے ادب۔"

چابک نعرہ سنکر رکا اوعر اس کی جانب اس نے دیکھا تو ایک عیار قوی تن کو کسوت عیاری و جامہ مکاری سے آراستہ دیکھا کہ چوالیس من کا بغدہ تانے ہوئے میری جانب آتا ہے۔ یہ دیکھ کر اس نے چاہا کہ میں جست کر کے نکل جاؤں۔ لیکن قران کب جانے دیتا ہے۔ بسان برق چمک کے اس کے قریب پہنچا اور چاہا کہ بغدہ مارے اس وقت شاہ جاوداں نے بھی عرصہ ہونے سے عیار مذکور کے جانے میں بزور سحر حال دریافت کیا تو

معلوم ہوا کہ وہ ہلاک ہوا چاہتا ہے۔ پس اپنے مقام سے اتنا جلد اٹھ کر سحر سے یہاں آیا کہ قران کے زیرہ بغدہ چابک تھا اس نے پنجہ بن کر اس کی کمر میں ہاتھ دیا اور اٹھا کر بلند ہوا۔ بہتر قران ہی کے آنے سے پہلے تو جست کر کے سراپچہ فرا گیا۔

URDU4U.COM

پھر بارگاہ میں آکر پانی چھڑک کر سب کو ہوشیار کیا اور حال گذشتہ کہہ کر صرغام اور جانسوز کو بہت برا بھلا کہا کہ اسی منہ پر اپنا نام عیار رکھا ہے۔ پھٹے منہ اے نالانقاں اس بے عزتی سے تو تمہارا مر جانا اچھا ہے کہ ایک لونڈے نے تمہیں فریب دیا۔"

غرضیکہ بہت کچھ برا بھلا اس نے دونوں کو کہا۔ انہوں نے بپاس عظمت کہ یہ خلیفہ عیاراں اسلام ہے کچھ جواب اس کو نہ دیا۔ گردن جھکائے چپ سنا کئے آخر یہ صحرا کی طرف چلا گیا اور ضرغام لشکر کی حفاظت و انتظام بخوبی کر کے اپنابدلہ لینے چلا۔

اس مقام پر داستان گو کو اختیار ہے کہ جس قدر چاہے۔ عیاراں ضرغام و چابک کی بیائن کرے۔ میں نے سبب طول ہونے داستان کے نہیں بیان کیں۔

حاصل مراسم کبھی چابک نے ضرغام کو دھوکا دیا تو جاں سوز نے آکر مدد کی اور جب ضرغام نے اس کو گرفتار کیا تو وہ افراسیاب آکر چھڑالے گیا۔ ایک پنجہ دوسرے پر چھڑا لے گیا۔ ایک پنجہ دوسرے پر قابض نہ ہوا۔ اسی دوا دوش نے وہ شب جلسہ عشرت و مسرت بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ عیار روزگار نے لباس شب گردی جسم پر سے اتارا اور ساقی روزنے شراب سرخ شفق پیانہ سحر میں بھری کہ

کہ جب چمکا جمال مہر ہر سو
نظر آنے لگے رخسار و پہلو
فروغ صبح سے تارے تھے پنہاں
زمین پرآسمان تھا نور افشاں

صبح دم افراسیاب نے چابک کی بہت تعریف فرمائی اور کہا: "اب تم چندے آسود ہو۔ میں جو تجویز کر چکا ہوں اس فکر کو پورا ہو لینے دو۔ پھر عیاری کرنے جانا۔"

عیار مذکور نے کہا: بہت اچھااور مجلس نشاط میں بیٹھا۔ شاہ طلسم نے سحر سے ایسا انتظام فرمایا کہ پھر کوئی عیار بارگاہ میں نہ آنے پائے۔ حسب ارادہ یہاں آنے کا کیا۔ چادر سیاہ سامنے آنکھوں کے پڑ گئی۔ راہ نہ سجھائی دی۔ عیار ناچار اپنے لشکر کی حفاظت میں مصروف ہوئے۔

شاہ طلسم نے بعد انسداد راہ عیاراں رات سے بہتر جلسہ عشرت آراستہ فرمایا۔ وہ صبح کی ہوائے سرد وہ جنگل کی کیفیت وہ طائروں زمزمہ سرائی آفتاب نے یا قوت زرد تمام عالم میں بچھایا تھا۔ زمرد سبزہ اخضر نے ظلمت کدہ عالم فیروزہ گون بنایا تھا۔ تارے تو چھپے تھے۔ چرخ زر جدی کر ستارے ان کے سامنے ماند ہوئے تھے۔

اسی حالت سرخوشی و عین مستی میں شاہ جاوداں نے قرطاس و خامہ و دوات طلب فرما کر ایک نامہ بطور عرضی کے نہایت ادب کے ساتھ ملکہ تاریک صورت کش کو لکھا۔ یہ ساحرہ ہفت بلا کی ایک بلا ہے کہ دوسرا حجرا اسی کے نام پر ہے اس کا لڑنے آنا بروقت کھلنے سحر ہائے مذکور کے بیان ہو گا۔ خداوند کریم لشکر اسلام کو اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ یہ بلا حجرہ سے نکل کر جمشید آلاؤ پر آکر رہتی ہے کہ جس آلاؤ کو پانچ کوس کے گرد بنایا ہے۔ پانچ کوس تک آگ بھری ہے۔ زمین برنگ آتش خانہ دہکتی ہے صحرائے محشر سے زیادہ گرم وہ مقام ہے۔ اسی آتش کدہ میں وہ بلا رہتی ہے۔ شاہ طلسم کو اس نے دودھ پلایا ہے۔ بادشاہ اس کو اپنی ماں سمجھتا ہے اور نہایت ادب کرتا ہے اور وہ بھی اپنا فرزند جانتی ہے اور شاہ مذکور کو اور کوکب کو بہت دنوں سبق سحر کا پڑھایا ہے۔ ان دونوں کا وہ رتبہ وہ کچھ نہیں جانتی چھوکرا سمجھتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ افراسیاب نے نامہ میں یہ مضمون درج کیا: "اے مادر مہربان معظمہ و مخدومہ تیرے فرزند کو نمک حراموں نے بہت ستایا ہے۔ ملک رمال چھین لینا چاہا ہے اور انہیں کور نمکاں کا شریک کوکب بھی ہو گیا ہے۔ مجھ سے کئی بالا کر لڑ چکاہے۔چنانچہ میں نے اس کا طلسم بھی باطل کرنا چاہا ہے اور طلسم کشا جستجو سے تمام ہاتھ آیا ہے۔ لوح اس کے طلسم کی میرے قبضہ سے نکل گئی ہے۔ اگر طلسم کشا کے نصیب میں فتاحی

اس کے طلسم کی ہے تو لوح اس دستیاب ہو جائے گی۔
میں مادر گرامی کی شفقت بے پایاں سے یہ چاہتا ہوں کہ راستہ اس کے طلسم کے مرحلوں کا اور جس مقام پر کہ گل حیات کوکب ہو اور طریقہ اس گل کے حاصل ہونے کا مفصل مجھ کو تعلیم فرمایئے۔ تاکہ یہ فرزند آپ کا جو رعدواں سے رہائی پا کر اپنی مراد کو پہنچے اور یہ کمترین بعد آنے جواب اس عریضہ کے قدمبوسی کو حاضر ہو گا۔"
یہ نامہ لکھ کر بزور سحر ایک موسیقار بنایا اور اس کے گلے میں خط باندھ کر حکم دیا اسی وقت یہ نامہ جمشیدی الاؤ پر پہنچاؤ اور جواب لانا۔"
موسیقار پرواز کر کے روانہ ہوا بیابان ہستی کو طے کر کے الاؤ پر پہنچا۔ حال بیابان ہستی اور الاؤ پر وقت جانے افراسیاب اور عمرو کے بیان ہو گا۔
غرضیکہ نامہ ساحرہ مسطور کو موسیقار نے لا کر دیا۔ اس نے پڑھ کر ایک خندہ دندان نما کیا اور الاؤ سے کچھ راکھ اٹھا کر پانی سے تر کر کے ایک پتلی اس کی بنائی اور فسوں پڑھ کر اس کو جاندار کیا۔ ایسا حسن اس پتلی نے پیدا کیا کہ آئندہ مذکور ہو گا۔
اس زن سحر سے حکم دیا: "میرے پلائے پاس جاؤ اور سارا ماجرا طلسم کوکب کے مرحلوں کا مع گل حیات کوکب کے بیان کر دے اور طلسم کے فتح کرنے کا طریقہ جو کچھ مجھ کو معلوم ہے وہ ہے اس طریقے کو بھی سمجھا دینا اگر فرزند میرے تیرے جمال پر شفیتہ ہو تو شربت وصل اپنا اس کو پلانا اس کی اطاعت میں رہنا۔"
پتلی یہ سنکر روانہ ہوئی اور اس کا نامہ کا جواب اس نے لکھ کر موسیقار کے گلے میں باندھ دیا۔ مضمون یہ تھا: "اے برخوردار سعادت اطوار نامہ تمہارا پہنچا۔ حال تمہارے تاسف ہوا۔ سامری تم کو خوش رکھے۔ ہر چند کوکب بھی میرا فرزند ہے مگر تمہارے برابر اس کی محبت مجھ کو نہیں۔ اس لیے کہ اپنا خون چوسا کر تم کو پالا ہے وہ میرا شاگرد ہے گود کا پالا ہے و نیز بانیان طلسم نے تمہارے طلسم کے حجرہ بلا کا مجھ کا مالک کیا۔ پھر جس کا کام پر کہ میں مامور ہوں اس کا پاس ضرور کروں گی۔ شاگرد کا خیال نہ

رکھوں گی۔ ہاں ایک مرتبہ آکر فہمائش اس کو دی جائے گی اگر مانے گا تو بہتری اس کی ہے۔ ورنہ سزائے معقول دوں گی۔ تمہارے لکھنے کے موافق ایک ساحرہ جلیلہ کو روانہ کیاہے کہ وہ جملہ کیفیت گل حیات و مرحلہ جات طلسم نور افشاں وغیرہ کی بیان کر دے گی۔ مگر تم کو یہ لازم ہے کہ اس ساحرہ کی حفاظت کمال درجہ کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ عیار یا ساحر اس کو قتل کر ڈالیں اگر وہ قتل ہو گئی تو پھر تو پھر کوئی جاننے والا حال طلسم نور افشاں کا نہیں ہے اور میں بھی پھر نہ بتا سکوں گی۔ واضح ہو کہ اس پتلی کے قالب میں اس ملعونہ نے وہ بیر بٹھایا ہے کہ جو واقف حال طلسم نور افشاں ہے اگر کوئی اس بیر کو جلا دے گا تو واقع میں یہ ماجرا مذکور نہ بتا سکے گی۔ اس لیے اس نے تاکید اس کی حفاظت نسبت لکھی اور پھر یہ لکھا کہ: "اے فرزند تمہاری معشوقہ ملکہ ظلمات چہار چشم جس پر تم دلدادہ اور شیفتہ مدت سے ہو۔ میرے سمجھانے سے تمہارے وصل پر راضی ہوئی ہے۔ مگر اس شرط پر کہ وہ سلطنت طلسم کی چاہتی ہے۔ اگر تم حیرت کو معزول کر کے تخت طلسم ہوشربا پر بٹھاؤ اور اپنے گھر کا مختار بناؤ تو وہ ماہ پیکر تمہارے برج دل میں آکر منزل کرے اور شب تار ہجراں کر نور ماہ وصال سے منور و روشن فرمائے اور اس خورشید آسمان ساحری کو ایسا نہ جاننا۔ میری وہ شاگرد ہے۔ سحر میں اپنا عدیل و نظیر نہیں رکھتی ہے۔ پس جو کچھ تم کو اس امر خاص میں منظور ہو' مجھ کو اطلاع دو۔" یہ نامہ بجواب خط شاہ طلسم موسیقار کو دے کر رخصت کیا کہ وہ شاہ مذکور کے پاس لایا۔ وہ مضمون پر واقف ہو کر قدم بہت خوشنود ہوا۔ پھر نامہ لکھا کہ "مجھ کو بہزار جان قبول ہے کہ وہ غیرت صد ہزار گلشن میری انجمن کو اپنے قدم گلر رنگ سے رشک چمن بنائے۔"

یہ پیام جب دایہ ناکام پا چکی اس نے ملکہ ظلمات کو اس حوالی میں رہتی تھی رضامندی شاہ سے اطلاع دی۔ اسنے فوج ساحران ہمراہ لے کر بڑے جاہ چشم سے کوچ۔ ہنوزہ وہ پتلی فرستادہ تاریک شاہ جاوداں کے پاس نہیں پہنچی ہے اور یہ ساحر بھی روبراہ ہے۔

مگر شمہ حال کوکب سنئے کہ قلعہ طلسم میں بانتظار خواجہ عمرو تشریف فرما ہے لیکن اس کا ایک پیر بھائی برہمن روئیں تن جادو نام ساحر ذی احتشام کو سامری کو ابجد خوان اپنے دبستان کا جانتا ہے۔اور شہپال و جہپال کو طفل مکتب کی طرح جانتا ہے کہ

کشور سحر اس سے ہے آباد
ساحران جہار کا ہے استاد

وہ ملک طلسم نور افشاں میں اس کے زیر حکم ہے جو آمادہ سے جمشید کر قریب تر ہے ایک سمت طلسم ہوشربا کے الاؤ ہے اور اس کے آگے وہ ملک ہے جو برہمن کا دارالحکومت ہے چنانچہ بپاس خاطر کوکب وہ ہر وقت تاریک کی خبر رکھتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ بلا کچھ ضرر پہنچائے۔

عرضیکہ طائران سحر بڑے بڑے زبردست بیر بن کر الاؤ کے گرد رہتے ہیں۔ اس وقت بیروں نے جملہ کیفیت پتلی کے بھیجنے کی اس کی خدمت میں عرض کی۔ اس نے جملہ حال معلوم کر کے شاہ کوکب کو لکھا کہ: "اے طغر انویس دیوان کدہ محبت والے املا طراز لوح الفت حقیقت حال اس نحو پر ہے۔ آپ ملاحظہ نامہ تو دو شامہ سبق خوان کتاب یکجائی ہوں کہ مجھ کو کچھ اصلاح کرنا ہے۔"

یہ خط پتلا جادو کا لے کر کوکب کے پاس گیا۔اس نے نامہ پڑھ کر پرواز کی اور اس کے پاس آیا اس نے تنظیم کر کے تخت پر بٹھایا اور کہا: "آپ نے گل حیات کو اپنے خزانے میں رکھا ہوتا یا ایسے مقام پر کہ جہاں سے کوئی اس کو لے نہ جا سکتا۔"

شاہ جواب وہ ہوا: "اے برادر بیابان عجائب بادشاہان طلسم بنواتے ہیں۔ اس میں عمدہ اور عجیب اشیاء رکھواتے ہیں۔ میں نے بھی ایسا ہی کیا ہے اور بہت احتیاط سے وہ رکھا ہے۔ کیوں اس کی نسبت تمھیں کیا اندیشہ ہے۔"

اس نے سارا ماجرا تاریک کے پتلی بھیجنے کا بیان کر کے کہا: "جلد تدبیر کرو۔ ورنہ پتلی

حال مرحلہ جات طلسم اور مقام گل مذکور بتلا دے گی۔ جہانگیر اس پتے پر چڑھ آئے گا۔ طلسم پر آفت آئے گی۔"

بادشاہ نے یہ تقریر سنکر اس کے گلے میں ہاتھ ڈال کر کہا: "اے بھائی اب اس کی تدبیر تمہیں کچھ کرو مجھ سے تو کچھ نہیں ہو سکتا ہے۔" برہمن

URDU4U.COM

برہمن یہ ہے سنکر سر بجیب تفکر ہوا اور بعد میں کچھ دیر کے ارماس نکال کر ایک پتلا اس کا بنایا اور افسوں دم کر جلایااور شاہ کو دیا کہ اپنے مقام پر جا کر جلد تر اس پتلے کو روانہ کرنا۔ کیونکہ پتلی بارگاہ افراسیاب میں پہنچ گئی ہوگی۔ ایسا نہ ہو کہ وہ حال بیان کر چکے۔ یہاں سے اس لیے پتلا میں نے نہیں بھیجا کہ شاید تاریک راہ میں راہ میں پکڑ لے۔ پس تم اس راہ اس کو بھیجنا کہ جدھر سے خواجہ آتے جاتے ہیں۔"

کوکب شاراں و فرحاں پتلے کو ساتھ لے کر قلعہ کوکبیہ میں آیا اور حکم دیا: "اے سحر کے پتلے جلد جا کر تاریک کی پتلی کو ہلاک کر۔"

پتلا پرواز کر کے چلا۔ یہ تو ادھر سے آتا ہے مگر اتنے عرصہ میں وہ پتلی بارگاہ شاہ جاوداں میں آ کر مجلس عشرت ترتیب پذیر تھی کہ صدائے خلخال و پازیب کان میں آئی جھنکار گھنگھروؤں کی سنکر سب نے آنکھ اوپر کو اٹھائی دیکھا کہا ایک تخت یا قوت نگار پر زن حسینہ و جمیلہ سوار ہے حسن زیبا کی اس کے عجب بہار ہے زلف عنبر بیز کے سامنے مشک ختن کی کیا قدر روئے م.نور کے مقابل شرمندہ بدر جب بت دل عاقل موشگافی کرے تو بالوں کی صفت شاید کر سکے۔ دیار ظلمت میں بغیر اعانت خضر رخسار سکندر فطرت قدم نہ دھر سکے۔ جبین روشن مطلع دیوان نور رنگ صبیحال عالم غیرت سے مقابل اس کے کافور صفحنہ کتاب ناز فہرست دفتر اعجاز مشرق آفتاب زیبائی مصداق طلوع صبح خوشنمائی و صف ابرو میں نیا شاخسانہ ہے برات عاشقاں پر شاخ آہو اس کے اشارے کا بہانہ ہے۔ہلال عید درد دل کی دوا مشکل عشاق کی کلید بحر حسن کا پل کشتی قلزم حیات عاشقاں بے تامل ترکان چشم شمشیر زنی میں طاق قبضہ میں ان کے جان آفاق ساقی بزم بیخودی

ہمیشہ جان رنگین انجمن دلبری طائر ہوش کے لیے صیاد مژگان دام بردوش مرغ جان کب اس سے آزاد خنجر ایما و اشارہ تیز کیے خون عاشقاں سرخی چشم گردن پر لئے مئی موج چشمہ نور باطور پر شعلہ طور کان حسن و خوبی کی کان رخ مصفا پر قربان عاشقوں کی جان وہاں تنگ مثل عنقا معدوم راز پنہاں نقطہ موہوم لب وا کئے تو میم و نیم ہو۔ گوہر دندان نقطہ بنے دہن جیم ہو۔ بیاض گردن صفحہ سیم طفلک خورشید کو لوح تعلیم کیا وصف اس کا بیان ہو کہ

گردن ہے شفا میں شاخ بلور
پروانہ ہے جس پہ شمع کافور
تابع ہے ہر ایک حسین خوشرو
آتا ہے جھکا کے گردن آہو
الماس تراش ہیں وہ بازو
ہو شمع نہ جس سے ہم ترازو
کیا ساعد صاف نازنین ہے
یہ سیم تو کیسا آستین ہے
ہالے سے عیاں قمر کا جوبن
فانوس میں ہے یہ شمع روشن
کف حسن میں برگ گل نمط ہے
رشک رگ گل ہر ایک خط ہے
موتی ہے جو پشت دست تاباں
انگشت برنگ شاخ مرجان
پنجہ کوہ نور نور جاوید
پھر جائے کرے جو پنجہ خورشید
القصہ وہ شاہد طرحدار

خوباں زمانے کی تھی سردار
لکھتا میں ضرویاں سراپا
پر خوف ہے طول داستاں کا

URDU4U .COM

وہ بانی صد جور و ستم نیرنگ مجسم تخت سے اتر کر خراماں سامنے شاہ جاداں کے آئی۔ اور گردن بھر تسلیم جھکائی شاہ نے قریب تخت اس کو کرسی پر بٹھایا اور جہانگیر نے جو حسن بے نظیر کو اس کے ملاحظہ فرمایا تعریف میں لب سے واہ نکلی اور جگر سی آہ نکلی محو آئینہ رخسار ہوا عشق گئے کا ہار ہوا بے اختیار زبان پر لایا۔ درد دل اپنا اس سخن ناشنو کو سنایا کہ

فیصلہ کیا ہوا جان بسمل کا
موت رخ دیکھتی ہے قاتل کا
اپنے مٹنے کی کچھ نہیں پرواہ
آپ دیکھیں تو حوصلہ دل کا
ملکے تلووں سے ہنس کے کہتی ہے
تھا زمانے میں شور اسی دل کا
آپ کو کھو کے تم کو ڈھونڈ لیا
حوصلہ تھا یہ میرے ہی دل کا
ذکر غم بزم یار میں زیبا
رنگ بھی دیکھتے ہو محفل کا

شاہ جاوداں نے جب یہ صورت شہزادہ پر شوکت کی دیکھی تسلی دی کہ اے حیرت زدہ آئینہ نیرنگ حسن سیماب دار بیقرار نہ ہو آج شب کو اس محبوبہ سے ہمکنار ہونا وہ

نازکبدن بھی بایمائے بادشاہ شہزادہ ذی جاہ کی طرف مخاطب ہو کر عشوہ گری دکھانے لگی اور ایک غارِ پر ہوش و خرد بیجانے لگی۔ شاہ جاوداں نے اشارہ کیا کہ ساقیوں نے جام بادہ ارغوانی سے شہزادہ اور اس شراب حسن سے مخمور کو مست کر دیا۔ حالت مستی میں کچھ کسی کا پاس و لحاظ نہ رہا دونوں سرگرم اختلاط ہوئے بانہیں گلے میں ڈال دیں۔ رخسار پر رخسار رکھ دیئے یہ بارگاہ ساحران ہے بیشتری انکے آب و گل میں ہے۔ سب ساحر اس ناز و انداز کو دیکھ کر ہنسنے لگے۔ شاہ طلسم اپنی معشوقہ سے مختلط ہوا باہم بوس و کنار کی لذت حاصل تھی۔ عجیب صحبت تھی رنڈیاں رقص میں اپنی آن دادا دکھاتیں جو بتوں کے ابار کمر کو لے گئی۔ پھڑک پر دل اہل انجمن لبھاتیں۔ جب وہ پتلی خوب مستی میں بھری چاہا حال طلسم کوکب بیان کر کے شہزادہ کو تخلیہ میں لے جائے حکم اپنی مالکہ کا بجا لائے۔ پس لب شکر بیز کو اس طوطی سروستان حسن نے اس طرح کھولا:

"اے شاہ جاوداں جب سرحد نور افشاں پر کوئی شخص پہنچے تو جانب دست راست جائے۔ لیکن وہ یا تو خود ساحر زبردست ہو یا اس کا کوئی ساحر معین و سرپرست ہو۔ ورنہ ملازمان کب اس کو جانے نہ دیں گے اور برا فتور برپا کریں گے۔

چنانچہ جب سمت دست راست روانہ ہو تو ایک بیابان اس کو ملے گا کہ نام اس کا بیابان تاریک ہے۔ وہ تاریکی وہاں ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہیں دیتا ہے۔ زمین و آسمان کچھ نظر نہیں آتا ہے۔ گویا زمانہ کسی کے غم میں سیہ پوش ہوا ہے یا ملک عدم کا وہ جنگل نا کہ ہے۔ پس رہرد کو اس بادہ ظلمت کے اول یہ چاہیے کہ سر جنگل پر نظر کرے۔ ایک گنبد دکھائی دے گا۔ اس گنبد میں تیغہ جمشیدی رکھا ہے اور مالک اس گنبد اور اسباب کا ایک ساحر ہے۔ چو ہوم جادو نام اس ساحر کو اس طرح تسخیر کرے کہ گنبد کے دروازہ پر چند اسم بلندی کی جانب لکھے ہیں۔ وہ اسم چند بار ور زبان کرے دروازہ گنبد کھل جائے گا اور اندر سے چوہوم نکلے گا۔ اس سے کہے کہ بہ عظمت تاثیر اسمائے جمشیدی تو مجھ کو اندر گنبد کے لے چل اور تیغہ اور چراغ مجھ کو دے۔ وہ بعد

غدر بسیار گنبد کے اندر لے جائے گا اور چراغ و تیغہ حوالے کرے گا۔
پس اسی چراغ کی روشنی میں اول طلسم کشا صحرائے تاریک میں داخل ہو۔ بعد اس کے لشکر اس کا داخلہ کرے اس بیابان کا مالک سرحد دار نیلی پوش جادو نام ساحر زبردست و ذی احتشام ہے کہ لشکر ساحران لیے ایک مقام پر اس صحرا میں اترا ہوا ہے اور بسبب اندھیرے کے نظر نہیں آتا ہے چراغ کی روشنی کے باعث لشکر اس کا دکھائی دے گا۔
پس طلسم کشاتیغہ جمشیدی سے مقابلہ وہاں کرے اور سرحد دار کو قتل کر کے اس کے لشکر کو شکست دے اور آگے بڑھے۔"
اس پتلی نے یہاں تک اس حال کو بیان کیا تھا اور ناچ گانا سب موقوف تھا۔ شاہ جاوداں اور سب اہل انجمن چپ بگوش دل کہانی سن رہے تھے کہ یکایک بروے ہوا نعرہ ہوا کہ "زبان اپنی نگاہ رکھ منم فرستادہ تاریک صورت کش۔"
یہ نعرہ سنکر پتلی خاموش ہوئی اور مع شاہ سب حضاران مجلس کھڑے ہو گئے۔ ناگاہ ایک جوان حسین بافرد تمکین ہوئے ہوا سے نیچے اترا۔ جیسی وہ پتلی خوبصورت تھی اس سے زیادہ وہ صاحب جمال تھا۔ برس اٹھارہ ایک سن کا سال تھا۔ ماہ طلعت و ہماہ رفعت راحت دل مرہم روح لبسمل سلطان حسینہ زمان خسرو و پری رخان غواص دریائے دلبری باغ حسن کا گل جعفری سحر و نیرنگ پر قادر فرمان فرمائی میں نادر شاہوں میں جمشید ستاروں میں خورشید کلاہ و گوہر آگیں سر پر قبائے جواہر دوز پر زر در براز پاتا سر محبوب

کل نظر آیا چمن میں اک عجب رشک چمن
گلرخ و گلگون قباؤ گلغدار و گلبدن
مہر طلعت حور پیکر مشتری زہرہ جبین
سیمبر سراب طبع و سیم ساق و سیم تن
نازنین ناز آفرین نازک بدن نازک کمر
غنچہ لب رنگین ادا شکر وہاں شیریں سخن

زلف کاکل خال و ابرو کے ہیں یہ چاروں غلام
مشک تبت چین مشک خطا مشک ختن

URDU4U.COM

پس اس شہر یار کشور خوبی نے اس پتلی سے قریب آ کر کہا: "اے جان جہاں و آرام دل مشتاقان تم یوں بیباکانہ پہلوئے غیر میں بیٹھی ہوئی راز طلسم جلسہ عام میں بیان کر رہی ہوں۔ ہمارا ذرا بھی خیال نہیں۔"
یہ کہہ کر قریب اس کے بیٹھ گیا۔ جہانگیر یہ سمجھا کہ اس کی زوجہ یہ نازنین ہے۔
پس پہلو سے سرک بیٹھا اور شاہ طلسم اسی دھوکے میں ہے کہ یہ فرستادہ تاریک ہے۔
اور وہ پتلی سہم کر منہ افراسیاب کا دیکھنے لگی اور چاہتی تھی کہ چیخ مار کر بھاگے۔
مگر اس جوان حسین نے گردن میں اس کی ہاتھ اپنے حمائل کر کے لب سے لب ملا کر ایک بوسہ اس کے لب رنگین کا لیا۔ وہ سوزو رون حسرت بوسہ میں رکھتا تھا کہ

دل پوشیدہ تپ عشق بناں رکھتے ہیں
آگ ہم سنگ کے مانند نہاں رکھتے ہیں

بوسہ لیتے ہی اس آتش خون نازنین شعلہ رو کے جسم میں گرمی نے سرایت کی اور منہ سے ناک کان آنکھ سر سے شعلہ آتش نکلا پھر تو یہ حال ہوا۔ کہ

قریب سرو چراغاں ہے سرگذشت اپنی
کہ سیر دیکھتے ہیں شعلہ رو جلا کے ہمیں

سار جسم اس خورشید رو کا جلنے لگا۔ دھڑ دھڑ جل کر خاکستر ہو گئی۔ یہ حال دیکھ کر افراسیاب گھبرایا کہ وائے حسرت و ناکامی یہ کیا ہو گیا۔ ادھر جہانگیر نے آہ سینہ سوزاں سے

کی کہ افسوس میری معشوقہ' بادشاہ طلسم حیرت میں کہ ہائے دایہ صاحب نے فرمایا تھا۔ اس پتلی کے محافظ رہنا مجھ سے بڑی غفلت ہوئی اس تحیر میں تھا کہ اس جوان نے نعرہ مارا "منم فرستادہ برہمن روئیں تن۔" "اس قحبچہ کو تو جلا چکا اب جہانگیر کو لیے جاتا ہوں۔"

یہ کہ کر جانب شہزادہ مذکور ہاتھ بڑھایا۔ شہزادہ نے کھڑے ہو کر بقوت تمام ایک گرز دو دوستی مارا مگر گرز اچٹ گیا۔ا ور بعض بیان کیا ہے کہ جوان ضرب گرز سے پیوند زمین ہو گیا اور پھر نکل کر جانب شہزادہ جھپٹا۔

افراسیاب نے تخت پر سے اتھ کر بیچ میں آگیا۔ اس نے ایک طمانچہ بادشاہ کے مارا ہاتھ سے اس کے بجلی تڑپ کر نکلی اور جانب فلک گئی۔ پھر بادشاہ پر کڑک کر گری۔ دبادشاہ نے دستک سحر دی کہ بجلی سر س ڈگڑ کھاتی ہوئی زمین پر گر کر سرد ہو کے غائب ہوئی مگر سر اور منہ باشاہ کا زخمی ہو گیا اور تاج سر سے اتر کر دور گرا۔ یہ تاج حکومت طلسم ہے کہ اس کی حفاظت ہزار باہیر کرتے ہیں۔ تاج کے گرتے ہی ایک زمین سے نکلی اور بناز دادا قریب اس نوجوان کے آئی۔ ایسا حسن رکھتی تھی کہ وہ جوان حسین اس پر مائل ہو کر لپٹنے کو چلا۔ اس نے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ جوان فوارہ کی طرح چھوٹنے لگا اور سارا جسم اس کا اثر زہر مازلف سے اس زن سحر کے پانی ہو کر بہ گیا۔ گو عشق میں اس یم خوبی کے ہمہ تن چشم بن کر رویا۔

غرضیکہ جب وہ پتلا بہہ گیا۔ پتلی نے تاج بادشاہ کے سر پر رکھا اور غائب ہو گئی۔ جہانگیر کو بہت صدمہ پتلی کے جل جانے کا ہوا۔ ناچ موقوف تھا۔ دل بہلانے کا سامان کیا۔ ناچ ہونے لگا۔ شاہ جاوداں بھی رنجیدہ ہوا کہ اب کس حال طلسم نور افشاں دریافت کروں آخر یہ تجویز کیا کہ جس قدر پتلی نے بیان کیا ہے اسی کی تدبیر کرنا چاہیے۔ شہزادہ کو چراغ اور تیغہ دلا کر اس طلسم پر لے چلنا لازم ہے۔ اگر یہ طلسم کشا ہے تو از خود کوئی رہبر پیدا ہو جائے گا۔ اور پتہ گل حیات کا بتائے گا۔ پس اس نے شہزادہ سے

کہا: "آپ اپنی معشوقہ کے چلنے کا بدلہ لیجیے۔"
وہ رنجیدہ تو تھا ہی آمادہ ہوا اور کہا: "اے بادشاہ تیاری کیجیے۔"
شاہ کار سازی لشکر اور درستی اسباب سفر میں مصروف ہوا۔ اس کو تو اس حال میں رکھیئے لیکن بقیہ حال خواجہ عمرو نیک خصال سنئے کہ یہ قلعہ خورشیدیہ سے جب نکل کر روانہ ہوئے تو برق بھی کہ نامہ دار کے ساتھ سے جدا ہو گیا تھا خواجہ کے ساتھ ہو لیا۔
مختصر یہ کہ دونوں صورتیں بدلے ساحروں کو راہ میں قتل کرتے داخل طلسم ہوشربا ہوئے اور باہم صلاح کی کوئی ساحر جو طلسم میں جاتا ہے اس کے ہمراہ ہو کر چلیں تو بھٹکتے نہ پھریں گے۔ راہ میں ناظمان در بند جانے نہ دیں گے۔
غرضیکہ متلاشی ساحر رہبر ہوئے چنانچہ خواجہ نے ایک پہاڑ پر چڑھ کر دور بین لگا کر پیک نظر چار سمت دوڑایا۔ ایک سمت دریائے نیل اور قلعہ جات طلسم نظر آئے۔ ایک طرف کو بحر ہفت رنگ اور کوہستان دکھائی دیا۔ ایک طرف بیابان وغیرہ طلسمات کے عجائبات دیکھے اور ایک ساحروں کا لشکر اترا ہوا صحرا میں دیکھا۔ یہ دونوں کوہ سے اتر کر اسی لشکر کی جانب چلے۔ جب قریب پہنچے دیکھا کہ خیام و سیاہ پردہ زریں دور تک استادہ ہیں۔ جھنڈے بازار لشکر گڑے ہیں۔ طلایہ دار پھرتا ہے ہر سمت ساحروں کا مجمع ہے۔ سواروں کی لین پڑی ہے۔ پیادوں کے بستر لگے ہیں۔ جمعیت بڑی ہے خیموں میں ستار ڈھولک بجتا ہے کڑھاو چڑھے ہیں۔ جابجا ہوم خانہ بنے ہیں۔ ساحر پوجا پاٹ کر رہے ہیں۔ لشکر کے قریب جو چشمے بھرے ہیں۔ ان کے کنارے مردم لشکر اشنان گیان دھیان کر رہے ہیں۔ کہیں جادوگرنائیں مصروف سحر خوانی ہیں۔ بیاں جوبن نے اٹھتی جوانی ہے۔ کوئی جوان کسی معشوقہ کی تاک میں اس کے خیمہ کی طرف چکر لگا رہا ہے۔وہ بھی مسکراتی ہے اپنی ادائے دلبری دکھاتی ہے کوئی کسی سے اشارہ کرتا ہے کسی کو قربت حاصل ہے نزدیک سے باتیں کرتا ہے حوصلہ دل نکالتا ہے۔ کوئی نامرد کسی کر دیکھ کر آہ سرد بھرتا ہے۔ ہر جانب گھما گھم ہے کٹورا کھنکتا ہے۔ گرم بازاری ہے۔ دیکھنے سے

جی لگتا ہے۔ بیچ لشکر میں بارگاہ فلک فرسا استادہ ہے۔ قبہ اس کا شقف گردوں سے باتیں کرتا ہے۔ تناتیں جواہر دوز ہیں پر وہ ہائے زنبوری چمک دمک میں ماہ عالم افروز ہیں۔

URDU4U.COM

سائبان زربفتی سامنے اس بارگاہ کے کھینچا ہے۔ سلک گوہری کا اس کی جھالنوں جلوہ سے نیچے اس کے تخت عاج جواہر اندگسترده ہے۔ گرد تخت کرسیاں بچھی جو چہرہ طاؤسی رکھتی ہیں۔ تخت کاؤسی کو شرماتی ہیں۔ا س تخت عاج پر ایک نازنین خوبان عالم کی سرتاجہ لباس پر زر اور زیور گوہر و جواہر زیب تن فرمائے جلوہ گر ہے۔ فی الحقیقت معشوقوں کی افسر ہے۔ اس نگار دلفریب کے حسن زیبا کی توصیف کیا تحریر ہو۔ یہ غزل قطعہ بند نظیر کی نسبت اس کے سراپا کے لکھی جاتی ہے کہ

نظر پڑا ایک بت پری دش نرالی سج دھج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو دس کی یہ قہر و آفت غضب خدا کا
جو شکل دیکھو تو بھولی بھولی جو باتیں سنئے تو میٹھی میٹھی
یہ دل وہ پتھر کہ سر اڑا دے جو نام لیجئے کبھی وفا کا
جو گھر سے نکلا تو یہ قیامت کہ چلتے چلتے قدم قدم پر
کسی کو ٹھوکر کسی کو جھڑکی کسی کو گالی نپٹ لڑا کا
راہ چلنے میں چلبلاہٹ کہ دل کہیں ہے نظر کہیں ہے
کہاں کا اونچا کہاں کا نیچا خیال کس کو قدم کی جا کا
لڑا دے آنکھیں تو بے حالی کہ پھر پلک سے پلک نہ مارے
نظر جو نیچی کرے تو گویا کھلا سراپا چمن حیا کا
یہ منچلاہٹ نہ چلبلاہٹ خبر نہ سر کی نہ تن کی سدہ بدھ
جو چیرا بکھرا بلا سے بکھرا نہ بند باندھا کبھی قبا کا
گلے لپٹنے میں یوں شتابی کہ مثل بجلی کے اضطرابی

کہیں جو چمکا چمک کر کہیں جو لپکا تو پھر جھپاکا
نہ وہ سنبھلا کسی کے سنبھلے نہ وہ منایا منے کسی کا
جو قتل عاشق پہ آکے نچلے تو غیر کا نہ پھر آشنا کا
نظیر ہٹ جا پھرے سرک جا بدل لے صورت چھپا لے منہ کو
جو دیکھ لیوے گا یہ ستمگر تو یار ہو گا ابھی جھڑا کا

خواجہ نے جو یہ لشکر اور اس غارت گر کشور دل و جگر کو دیکھا اور اس کے کر و فر کو ملاحظہ کیا کہ گرد تخت کرسیوں پر ہزار ہازن پری پیکر اور ساحران نامور جلوہ گر ہے کہ ایک ایک حشمت میں شاہوں سے بہتر ہے۔ پس یہ دیکھ کر عمرو متحیر ہوا اور لشکر کے ایک ساحر سے کہا: "بھائی ہم اس اطراف کے رہنے والے ہیں اور تم لوگ مسافر ہو۔ یہ بتاؤ کہ اس شہزادی کا کیا نام ہے اور سفر کرنے سے اس کو کیا کام ہے۔"

اس نے جواب دیا: "اس شہزادی کو اکہ ظلمات چہار چشم کہتے ہیں۔ شاہ طلسم ہو شربا نے اس کو اپنے طلسم کے تخت پر بٹھانے کو بلایا ہے۔ اس لیے اس نے کوچ فرمایا ہے اور اپنے مقام سے شاہ جاوداں کے پاس جاتی ہے اور تاریک کے پاس سے آتی ہے۔"

خواجہ نے یہ ماجرا سنکر الگ جا کر برق سے کہا: "اس کر مار لینا چاہیے ورنہ یہ آئندہ فتور برپا کرے گی۔"

یہ کہ کر برق کو ٹھہرا کر آپ فقیر دریو زہ گر کی شکل بنا۔ یعنی تہمد باندھ کر کشکول شانے سے لٹکا کر چھری ہاتھ میں لے کر لشکر کے بازار میں کوڑیاں مانگتا سامنے اس بارگاہ کے آیا اور ملکہ کو دعا دینے لگا: "سامری کی دیا رہے' جمشید کی کرپا رہے۔ میری بچھی کے سب کام سپورن ہوں' من کی اچھا پوری ہو' میری ھدھر ماتما جگ جگ جئیے۔ آج تو اتنا ملنے کا حکم ہو جائے کہ جب تک جیو رہے پیٹ پلے۔"

ساحر نے اس سوال کرنا سنکر بغور اس پر نظر کی۔ سحر نے اس کے اس کو خبر دی کہ

یہ عمرو عیار ہے بارادہ قتل تیرے آیا ہے۔ بڑا مکار ہے۔" یہ معلوم ہوتے ہی اس نے صندوقچہ طلب کر کے کھولا اور ایک مٹھی اشرفیوں سے بھر کر کہا: "اے فقیر لے۔"

URDU4U.COM

خواجہ بھی اس کی نگاہ پہچان گئے ور دلچسپی اور ہوشیاری سے دعا دیتے قریب جا کر ہاتھ پھیلا کر گویا ہوئے کہ: تم جیتی رہو۔ لاؤ" اس نے ہاتھ میں اشرفیاں دے کر دوسرا ہاتھ اپنا کلائی پر ڈال دیا۔ خواجہ کا ہاتھ چکنا تھا کن دے کر انھوں نے چھڑایا اور ڈھیکلی کھا کر ایک دولتی اس کے سینہ پر ماری وہ تخت پر سے گری۔ لوگ اس کو اٹھانے کو دوڑے۔ خواجہ نے جست کر کے چند قدم پر جار گلیم اوڑھ لی کہ لشکر ساحران دور تک رہے میں بھاگ نہ سکوں گا۔

غرضیکہ یہ تو بھاگ کر لشکر سے کنارے ہوئے اور ساحرہ کو اس کے ملازموں نے اٹھایا۔ مگر خواجہ نے صورت اپنی ساحروں کیا ایسی بنائی اور بازار میں لشکر کے پھرنے لگے۔ ادھر ساحرہ جب سنبھل کر بیٹھی۔ سحر نے اس کے خبر دی کہ "عمرو ساحر بنا بازار میں پھر رہا ہے۔ اس نے ایک گھوڑا سازو براق طلاکار سے آراستہ کرا کر ساحر معزز کے ہمراہ روانہ کیا کہ جا کر عمرو کا باعزاز تمام تر میرے پاس لاؤ۔"

ساحر مرکب لے کر بازار میں خواجہ کے پاس آیا اور تسلیم کر کے پیام دیا: "چلئے ملکہ ظلمات نے آپ کو یاد کیا ہے۔"

عمرو نے چاہا کہ بھاگ جاویں۔ لیکن ساحر سامنے کھڑا تھا۔ ناچار بھاگنے کا یارا نہ پایا۔ مرکب پر سوار ہو کر سامنے ساحرہ کے آیا۔ اس نے اٹھ کر تعظیم دی اور باصد عظمت کرسی پر بٹھایا۔ پھر ایک صندوقچہ منگا کر دکھایا اور کہا: "اس صندوقچہ میں ہزار سحر ہیں۔ پس آپ کو مناسب ہے کہ میرے اوپر عیاری کرنے نہ آئیے گا۔ ورنہ بہت پچھتایئے گا۔"

خواجہ نے بجواب ان باتوں کے فرمایا: "انشااللہ ایسا ہی ہو گا۔"

ساحرہ سمجھی کہ خواجہ نے کہنا میرا مانا پس زوہر و جواہرات بہت کچھ منگا کر دیا۔ خواجہ نے کہا: "اے ملکہ دیکھئے یہ آپ کے پست پشت کون استادہ ہے۔"

اس نے یہ سنکر ادھر ادھر دیکھا۔ عمرو نے وہ صندوقچہ جو اس نے دکھایا تھا اٹھا کر زنبیل میں رکھا اور کہا: "ہم جاتے ہیں۔" ساحرہ نے سنکر ادھر دیکھا۔ عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا۔ ساحرہ نے اس وقت خیال کیا کہ سمجھانے سے نہ مانے گا اور کیونکر فہمائش تیری قبول کرے گا کہ دعویٰ مقابلہ شہنشاہ ساحران رکھتا ہے۔ پس یہ سوچ کر دو ساحروں کو حکم دیا: "جاؤ جس مقام پر اس ناعیار کو پاؤ سر کاٹ لاؤ۔"

ساحر حسب الحکم تلاش کناں روانہ ہوئے۔ اس طرف عمرو ساحرہ کے پاس سے بھاگ کر برق کے قریب آیا اور سارا ماجرا بیان کیا اور کہا: "کہا کہ کسی طرح اس قبحہ پر پنجہ قابض نہیں ہوتا ہے اور وہ جس صورت سے سامنے جاؤ پہچان لیتی ہے۔ بلکہ لشکر سے پھرنے سے اس کو ہماری خبر ہو جاتی ہے۔ یہاں ٹھہرنا بھی مناسب نہیں ہے۔

یہ کہکر دونوں لشکر سے صحرا میں چلے آئے اور کچھ دیر میں ایک طرف جو دیکھا تو ساحروں کو دیکھا کہ کسی کو ڈھونڈھتے پھرتے ہیں۔ یہ دیکھ کر ان کو یقین ہوا کہ ہماری تجسس میں ہیں۔ پس دونوں نے صلاح کر کے اپنی صورت بدلی۔ عمرو تو گرد بنا اور برچیلا۔ ایک جگہ زیر درخت دھونی لگائی اور ایک لنگوٹا باندھ کر کنارے اس کے بیٹھ کر گانجا ملنے لگے۔ ہاتھوں میں دونوں کے کڑے پڑے تھے۔ دیپنے سامنے رکھے تھے۔ گرد کی داڑھی تابناف تھی۔ چیلے کے چاروں ابرو صاف تھے۔ ایک گھوڑی زنبیل سے نکال کر چھوٹ تھی کہ وہ چرتی تھی۔ اس صورت سے بیٹھے تھے کہ وہ دونوں ساحر ادھر آئے اور ان کو دیکھ کر پکارے: "بابا جی کوئی آدمی تو ادھر بھاگتا ہوا نہیں آیا۔"

انہوں نے جواب دیا: بچا' ہم نے تو نہیں دیکھا۔ آؤ چلم پیو۔ پھر چلے جانا۔"

وہ دونوں دھونی کے پاس آ کر بیٹھے۔ انہوں نے چلم میں بیہوشی بھر دی کہ وہ پیتے ہی بیہوش ہو گئے۔ انہوں نے دونوں کے سر کاٹ ڈالے۔ شور ان کے مرنے کا بلند ہوا اور بیروں نے یہ خبر ظلمات کو پہنچائی کہ اس طرح عمرو برق نے تیرے ساحروں کا مار ڈالا۔

یہ معلوم ہوتے ہی اس کو غصہ آیا اور برق بنکر چلی۔ خواجہ اور برق دونوں ساحروں کو قتل کر کے وہ اسباب جوہر عیاری زنبیل سے نکالا تھا زنبیل میں رکھ کر جھولیاں ان مقتولوں کی تلاش کر رہے تھے کہ یکایک بجلی کڑک کے گری اور دونوں کے گردن و کمر میں زنجیریں بن کر لپٹی اور لیکر بلند ہو گئی۔ یہ دونوں بیہوش ہو گئے۔ پھر جو آنکھ کھلی اسی بارگاہ کو دیکھا کہ جو پہلے نظر آتی تھی اور ظلمات کو بیٹھے پایا۔ اس ساحرہ نے بہت کچھ ان سے عتاب و خطاب کیا۔ پھر ایک تفس آئینی منگا کر دونوں کو اس میں بند کیا اور ایک تعویذ اپنے جوڑے سے نکال کر اس قفس کی کھڑی سے مس کر کے ایک ساحر کو کہ متین جادو نام رکھتا تھا بلا کہ وہ نقش حوالہ کیا اور کہا: "یہ نقش جمشیدی کا لکھا ہوا ہے۔ جب تک اس قفس سے مس نہ ہو گا۔ یہ نہ کھلے گا۔ بہت حفاظت سے نقش مذکور اپنے پاس رکھ کر اور ان دونوں قیدیوں کو بھی لے جا کر اپنے پہرے میں میں خبردار بہت ہوشیار رہنا اور کسی قفس کے نزدیک نہ آنے دینا۔"

ساحر مذکور بموجب حکم قفس مقیداں کا اور نقش لے کر اپنے خیمہ میں آیا اور جہاں سوتا بیٹھتا ہے اس جگہ سقف خیمہ لٹکایا۔ اس طرح کہ سینہ کے مقابل قفس رہے۔ غرض جب ساحرہ عیاراں موصوف کو قید کر چکی نقارہ کوچ کا بجوا کر جانب شاہ جاوداں چلی اور بعد قطع منازل و طے مراحل قریب لشکر حیرت پہنچی۔ طائران سحر نے خبر اس کے آنے کی شاہ جاوداں کو پہنچائی۔ بادشاہ بسبب آنے جہانگیر کے باغ سیب میں نہ گیا تھا۔ اسی لشکر میں تھا اور شہزادہ مذکور کو طلسم نور افشاں پر بھیجنے کی تدبیر کر رہا تھا۔ جب خبر آمد ظلمات اس نے سنی جملہ سرداروں کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائیں اور یہ بھی کہا: "ساحران جلیل القدر اس ملکہ کو میری بی بی سمجھ کر تسلیم کریں۔"

یہ کلمہ جو ملکہ حیرت نے سنا تیوریاں چڑھا کر پوچھا: "کیوں صاحب یہ محل تم نے کب کیا تھا۔ اے میاں جس دن سے میں نگوڑی نصیبوں جلی تمہارے گھر پڑی چلتی رہی۔ میں کیا خوش ہوئی جو دوسری آ کر خوش ہو گی۔

وہ تو کہو میری تقدیر سیدھی تھی جو ملکہ طلسم بنی نہیں تو وہی نوکری لاچین و تاجدار کی تم کو نصیب تھی۔ یہ میرے ہی جوتیوں کا صدقہ ہے جو تم بادشاہ بنے۔ میری تقدیر میں ہے تو ہر جگہ چین کروں گی۔ تم مجھ کو جلاؤ گے کیا میری پاپوش کی نوک کی جھوک پر یہ سلطنت ہے ۔ جہاں جا بیٹھوں گی لالوں کی لال رہوں گی۔ میں کیوں کسی مالزادی کی سوت بناؤں۔ یہ تو وہی مثل ہے کہ کرتا ارمان نہ کرنا پیشمان جو تمہارے اس رہے وہی جانے۔ وہ جو کہتے کہ موزے کا گھاؤ میاں جانے یا پاؤں۔"

افراسیاب نے یہ تقریر سنکر تیور بدل کر جواب دیا: "اے جی یہ بدزبانی تمہاری میں بہت اٹھا چکا ہوں میں ہی ایسا سامری کی قسم مرد ہوں جو الف سے بے نہیں کہتا ہوں۔ کوئی اور ہوتا تو ناک کاٹ لیتا بھلا کہو عورت تو اس مقدمہ میں دخل دینے سے کیا مطلب۔ مرد سو سو رنڈیاں کرتے ہیں۔ بادشاہوں کے سینکڑوں محل ہوتے ہیں تو کیا ان کی بیبیاں نکل نکل جاتی ہیں۔"

یہ کلام جو حیرت نے سنے اور ناک کاٹنے کا نام سنا ایک دوہتڑ اپنے منہ پر مارا اور کہا: "میں خاک میں لاؤں اس مریلیٹے کو جو میری ناک کا نام لے۔ سامری اس کا ستیا ناس کھوئیں۔ لو صاحب ابھی سے اس سوت حرا مزادی کا ایسا پیار ہوا کہ اس کے بدلے ناک ہماری کٹنے لگی۔ اس کو اپنی اڑی چوٹی پر صدقہ اتار دوں اس کو وہاں صدقہ اتار دوں جہاں میری دائی نے ہاتھ دھوئے ہوں۔ اس مردوے کی تو وہ مثل ہوئی کہ دیکھا نہ بھالا صدقے گئی خالہ۔ ابھی اس کی صورت نہیں دیکھی اور اس کے عوض پھپھڑا تلنے لگے۔ ہماری ناک کاٹنے پر موجود ہوئے جب وہ گلے لگ کر سوئے گی۔ اس وقت تو میاں اپنے ہوتوں سوتوں بھی کی ناک کاٹیں گے میں مردار کے منہ منگل اتوار سات جھاڑ دیں ماروں۔ ناصاحب مجھ سے تم سے نباہ نہ ہو گا۔"

شاہ نے سنکر گھر کا کہ بس چپ رہ نہیں تو مارے کوڑوں کے کھال گرا دوں گا۔ تو نے مجھ کو بھی کوئی اور مقرر کیا ہے۔ بہت چل نکلی ہے جو ٹر ٹر بکے جاتی ہے۔ یہی

شرط ہے کہ حکم دوں جلاد کو بھی سر تیرا کاٹ ڈالے۔"

ملکہ مذکور یہ سنکر تخت سے اتر کر پیٹنے لگی: "آگ لگاؤں اس سلطنت کو اور بھاڑ میں جائے تیرا ساتھ۔"

URDU4U .COM

اب کنیزیں اور جادوگرنیاں معزز بیچ میں آگئیں۔ بادشاہ مارنے اٹھا۔ ہر ایک سمجھانے لگی کہ اے میاں جانے دیجئے حق بجانب ملکہ ہے کہ آپ کے ساتھ کیا کیا مصیبت جھیلی ہا کوئی عورت پر ہاتھ اٹھاتا ہے۔

بعض عورتیں ملکہ کو سمجھانے لگیں: "اے بی بی بہت مرد کے منہ نہیں چڑھتے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ جو تم ہو گی اور کوئی نہ ہو گی۔ اسی اوماتیاں بیسیوں آئیں گی اور چلی جائیں گی اور بی بی اس کا برا ماننا کیا۔ وہ مرد ذات ہیں۔ ایک جوتا چڑھاتے ہیں۔ ایک اتارتے ہیں اور ان کو تو سامری نے چار پیسے' دیئے ہیں والی ملک کیا ہے یہاں تو غریب آدمی جن کو اس بات کی لت ہے لنگوٹی میں پھاگ کھیلتے ہیں۔ پھر بیویاں صاحبزادیاں جلتی ہیں اور بھرتی ہیں۔ لے آؤ اب جانے دو۔"

یہ کہ کر بعض بادشاہ طلسم کے قدموں پر گری کہ: "اے میں سوار میرے بھولے کنور کندھیا بادشاہ اب ملکہ کو کچھ نہ کہنا۔ اس کا دل تھوڑا ہے۔"

بادشاہ بحالت غضب تھراتا ہوا جا کر تخت پر بیٹھا اور ملکہ کو عورتیں سمجھا کو وہاں سے لے چلیں۔ اس وقت صاحب حسن کا ور ہی نقشہ تھا۔ اس بگڑنے سے دونا بناؤ ہویدا تھا۔ ہونٹ غصہ سے تھراتے تھے۔ برگ گل کو بار خزاں جنبش دے رہی تھی۔ حرارت غیظ سے لب کا نیلا ہونا۔ مجلس حیران ہونٹوں پر گویا آراستہ برگ سوسن کا نقشہ ہویدا' یاقوت کا نیلم بننا پیدا مستی کی اداہٹ اس پر شیدا' زلفیں پریشان ہو کر تمام رخ پر بکھری ہوئی اور اس میں وہ چشم نرگسی مخمور رنج سے لال لال۔ گویا میخانہ پر کالی گھٹا چھائی تھی۔ چہرہ تمتمایا ہوا تھا۔ آفتاب تمازت زیادہ رکھتا تھا یا کسی مخمور کو نشہ زیادہ تھا۔ دوپٹہ کاندھے سے ڈھلکا ہوا۔ سینہ کھلا ہوا۔ پائنچہ پاجامے کے چھوٹے ہوئے۔ سلوٹیں رانوں اور پیڑو اور چڈھوں کی نمایاں صفحہ کتاب حسن پر خطوط عبارت مستانہ عیاں۔

حاصل الامر ملکہ کو تو انیسیں سمجھا کر ایک باغ میں کہ قریب تر اس مقام سے تھا۔ لائیں اور سامان آسائش مہیا کر کے وہاں بٹھایا۔ اس کا رونا رشک سے بلبلانا کنیزوں کا سمجھانا بیان ہو گا۔ مگر سر راہ ذی مرتبہ تخت ہائے سحر پر سوار ہو کر برائے استقبال ظلمات روانہ ہوئے اور اثنائے راہ میں جا کر اس سے ملے۔ ہر ایک نے گردن اپنے تسلیم خم کی نذر دی۔ اس نے خلعت سے مخلع کیا اور بجاہ و چشم سوار ہو کر چلی۔

URDU4U.COM

افراسیاب نے اور زیادہ تر جلوس سواری کا روانہ کیا۔ ڈنکا نوبت نشان ماہی مراتب بیا دل و چوبدار تخت رواں فوج بیکراں بھیجی اور ملکہ اس تجمل و حشمت سے سوار ہو چلی کہ

آہستہ روانہ تھی سواری
ہر گام پہ نہر فیاض جاری'
رستے ہوئے بند لوگ بیکار
رہرو گئے بھول طرز رفتار
بازار ہجوم سے لبا لب
فیلوں کی قطار و خیل و مرکب
ممکن نہیں کلک سے ہو تحریر
سیم و زر واسپ و فیل و شمشیر
جتنے تھے مصاحبان سلطان
جتنے تھے ملازمان خاقان
جو خواجہ سرا تھے باوفا خاص
تھے ان کے دلوں میں نقش اخلاص
تھے منتظم اور آگے آگے
کہتے تھے نصیب ہمیشہ جاگے
خدام و مصاحب و اراکین

پیتے ہوئے جام ہائے زریں
ہمراہ تھیں پلٹنیں رسالے
سرداروں کے فوج سب حوالے

URDU4U .COM

○○○

- ملکہ ظلمات جادو

اسی جاہ و تجمل سے سواری تابہ لشکر بادشاہ طلسم پہنچی۔ باشاہ منتظر بیٹھا تھا۔ آنے سے اس معشوقہ کے خود قریب ہوادار گیا اور گود میں لے کر اس کو اتارا۔ تمام فوج نے اسلامی لی۔ لشکر اس کا اتر جانب پڑا۔ بڑی کثرت فوج کی ہوئی۔ ایک طرف لشکر جہانگیر کا۔ ایک سمت ذاتی فوج بادشاہ کی۔ تیسری جانب فوج اس ملکہ کی اتری۔ بادشاہ صورت زیبا اس ماہ پیکر زہرہ جبین کی دیکھ کر غش کر گیا اور خاص بارگاہ ملکہ حیرت کے رہنے کی اس کے رہنے کے لیے مقرر ہوئی پھر سامان تخت نشینی فراہم کر کے روز سعید اور اوان حمید برائے جلوس مقرر فرمایا۔ اس روز یہ تجمل اور شان تھی۔ اسباب خرمی مہیا عشرت فراواں تھی کہ

وہ تخت کہ سلطنت تھی پابوس
اک تختہ ہے اس کا تخت کاؤس
تھے ایسے جڑے ہوئے جواہر
گردوں پہ نجوم جیسے ظاہر
جب تاج پہ آنکھ ڈالتے تھے
ٹوپی مہ و مہر اچھالتے تھے
کیا مہر تھی مہر بادشاہی
نقش رقم جہاں پناہی
اللہ رے سرور قریب سلطان
تھا چتر خوشی سے سر پہ رقصاں
دینے لگے نذر اہل دربار
لائی صدف اپنا در شہوار

خورشید فقط نہ زر بکف تھا
URDU4U.COM
بہرام تلک بھی زر بکف تھا
جو گل تھا وہ زر بکف جدا تھا
غنچہ بھی گرہ کو کھولتا تھا

خدام تھے دست بستہ حاضر
دربار میں سب دو رستہ حاضر
ارباب غنا کے چھڑ گئے ساز
پہنچی تا گوش زہرہ آواز

باجوں کی یہی صدا مبارک
یہ تاج و رنگیں شہا مبارک

بخشش ہے یہ وقت شادمانی
باراں کی طرح گہر فشانی
جھولی بھری زر سے ہر گدا نے
محتاجوں کو مل گئے خزانے
القصہ ہوا جو عہد سلطان
عشرت سے ہوا جہان گلستان

اسی جلسہ جلوس میں بادشاہ اس ماہ پیکر سے منعقد ہوا اور جب دن تمام ہو کر وہ زمانہ آیا کہ ملکہ فیروزہ آباد فلک کا فروغ ظلمات شب نے ہٹا کے تخت ضیا بخشی۔ عالم سے تغیر و معزول فرمایا اور ملکہ ماہ مبین کا سریر چرخ پر جلوس ہوا کہ

اٹھا ساقی ذرا پھر شیشہ و جام
URDU4U.COM
کہ پھر بن ٹھن کے آئی شاہد شام

پری سر پر ستارہ دار چادر
ضیا سے ماہ بھی صدقے تھی اس پر

اٹھا وہ بادشاہ آیا محل میں
ہوئے شمس و قمر یکجا حمل میں

جو حاضر تھیں پرستاران گلفام
کئے حاضر انہوں نے شیشہ و جام
عجب شیشہ سے نکلا پھول کا رنگ
بھرا پیر مغاں نے کوٹ کر رنگ
چنے کشتی میں گلدستوں کی صورت

مصفاے سے شیشہ بے قدورت
ہر اک ساغر پہ کندہ نام جمشید
فدا ہر جام پہ تھا جام جمشید
جمایا نشہ نے جب رنگ صحبت
حیا نے بھی دیا پیغام رخصت
فقط خلوت میں تھی وہ غیرت ماہ
نہ تھی جز ناز و عشوہ و غیر کو راہ
نکالی تجلی خواہش نے وہیں شاخ
کہ دوڑے سوئے پستان دست گستاخ
پسینے ہے ہوئی محرم تک تر
نہایت ملگجی بستر کی چادر

کلی دار اس کا تھا جو پائجامہ
صفت میں گل فشاں ہے شاخ خامہ

پری نے بال کھولے بہر پرواز
بشکل برج ہوت اسکا تھا انداز

دہن تھا مثل غنچہ اس کا بستہ
نہ تھا بوئے چمن کو جس میں رستہ

دل سلطان ہوا خواہش سے بیتاب
بنی آغوش رشک برج مہتاب

ہوا جب غنچہ بستہ شگفتہ
گری تب شبنم آب نہفتہ

یہ تو دونوں سینہ بہ سینہ لب بلب مزے وصلت کے اڑا رہے ہیں۔ ادھر باغ میں ملکہ حیرت کو غش پہ غش آ رہے تھے۔ عوض دور ساغر پیالہ چشم اشک سرخ سے مملو یار کے بدلے درد جگر ہم پہلو رشک و حسرت انیس ندامت و برنج و فرقت جلیس کبھی جو زیادہ بیتابی ستاتی تو وہ مجبورا اور حرماں نصیب یہ زبان پہ لاتی کہ

یاں نالے ادھر ہیں شادیانے
دیکھو تو خدا کے کارخانے

واں گردش چتر سر پہ ہر بار
یاں گردش بخت سر پہ دستار

وہ تخت نشین تاج داری
یاں فرش زمین و خاکساری

وہ مالک فوج ہفت کشور
ہمراہ ہمارے غم کا لشکر

فرمان یہ ادھر تو مہر جاری
یاں سینہ میں داغ بے قراری

واں رقص وغنا سے گرم محفل
یاں دل کی تڑپ سے رقص بسمل
اب کون ہے صورت ملاقات
جو چاہے خدا گلے کی کیا بات
حاسد ہیں ہزار دشمن جان
اب کون وصال کے ہیں سامان
ہاں یہ کہ وصال ہو ہمارا
یوں رفع ملال ہو ہمارا
دام الم و عنا سے چھوٹیں
موت آئے اگر بلا سے چھوٹیں

انیسیں و صدم قربان جاتیں اس طرح سمجھاتیں کہ بی بی ان مردوں کی چاہت کا کیا اعتبار ہے۔ جب تم ایسی پری زاد کو دم بھر میں چھوڑ دیا تو اس نگوڑی نئی نویلی کے دن محبت یہ کہو۔ "ابھی نئے ارمان ہیں کچھ دنوں یہ بھی کھیل سہی۔"

ایک انیس بولی: " میں سچ کہوں ابھی کچھ دن اس کی چڑھی بارگاہ رہے گی۔ پھر دیکھنا بات یہ بھی نہ پوچھیں گے۔" دوسری نے کہا: "اے بوا تمہارے کہنے کی بات ہے۔ ہماری ملکہ کی برابری وہ کیا چڈو کرے گی۔ وہی مثل ہے۔ نیا نو دن اور پرانا سو دن۔ ان کا سنجوک تو سامری نے شہنشاہ کے ساتھ اتارا ہی ہے۔ اسے دیکھ لینا جو چار دن میں ان کو نکالا نہ ملے۔ اے سہی میرا نام جو منہ کال کر کے دیس نکالا نہ ملے۔"

تیسری بولی: "بہن میری بھی اس وقت کی بات لکھ رکھنا۔ یہ بیسوا جو آج تخت چڑھی ہے۔ کل کوئی دو کوڑی کے ان کے ہاتھ سے بیر نہ کھائے گا۔"

اسی گفتگو میں ایک مغلانی بولی: "اے بی ایک میاں جی میرے گھر کے پاس رہتے ہیں۔ ساہی کا کانٹا خوب پڑھتے ہیں۔ ملکہ عالم فرمائیں تو پڑھوا لاؤں۔"

یہ سن کر آتو جی نے کہا: "سات جمعراتیں اگر اس سوت کا نام لے کر ملکہ نیلم کی چتی اور نمک کنوئیں میں ڈالیں۔ یہ ایک پر ایک ہے فوراً وہ مالزادی نکل جائے گی۔"

یہ تو سب اس طرح کی باتیں بنا رہی ہیں اور ملکہ چشم پونم سے سیل اشک بہا رہی تھی۔

آخر اسی بیتابی میں عقل نے یہ راہ بتائی کہ اپنی بہن ملکہ بہار کو بلاؤں اور بطور مخفی اس کی شریک ہو کر اس ظلمات کو راہ ظلمت عدم دکھاؤں۔

یہ تجویز کر کے کنیزوں اور انیسوں سے کہا: "تم نے کیوں بک بک کر میرا مغز کھایا ہے۔ جاؤ اپنے اپنے مقام پر سو رہو۔ مجھ کو اکیلا رہنے دو۔ زیادہ ہجوم سے میرا دم گھبراتا ہے۔ دل الٹا جاتا ہے۔"

وہ سب عورتیں یہ حکم سنکر اپنی اپنی جگہ پر چلی آئیں۔ ملکہ نے باری دانیوں کو بھی ہٹا دیاجب تخلیہ ہوا شمع کے سامنے بیٹھ کر بسان شمع اشکبار ہو کر ایک نامہ اپنی بہن کو لکھا۔ مضمون یہ تھا: "میرے ساتھ ماں کی کوکھ میں پاؤں پھیلانے والی۔ اے میری ماں جائی۔ اے میرے ساتھ کی دکھ اٹھائی۔ اے میری جان' جان و دل سے بہتر' اے میری نور نظر' لخت جگر تیری ماں جائی پر بڑی آفت آئی ہے۔ گھر برباد ہوا۔ جان لینے کے رنج نے دھوم مچائی ہے۔اے میرے کلیجہ کے ٹکڑے ذرا مجھ کو اپنی صورت دکھا جا۔اے بھینا ذرا مجھ تک آجا کہ ایک نظر تجھ کو دیکھ لوں پھر خدا جانے کہ میں جیوں یا مروں۔"

یہ لکھ کر جوڑے سے ایک پتلی نکالی۔ وہ لوٹ کر بصورت پری بن گئی۔اس کو وہ خط دے کر کہا: جہاں میری بہن ملکہ بہار ہے۔ وہاں لے جا۔"

پتلی اڑھ کر چلی۔ ملکہ بہار اس وقت دربار سے اٹھ کر اپنی بارگاہ میں آئی تھی کہ پتلی اسی بارگاہ میں آکر اتری اور ملکہ کو سامنے آکر سلام کیا اور وہ نامہ دیا۔ اس نے پڑھ کر پتلی سے سب پتہ اور نشاں اس باغ کا کہ جہاں حیرت ساکن ہے۔ دریافت کیا اور کہا: "تو جا کر کہہ دینا": "میں آتی ہوں۔"

پتلی یہ جواب لے کر پھر گئی اور حیرت سے جا کر بیان کیا۔ اس نے پتلی اٹھا کر

پھر جوڑے میں رکھ لیا اور منتظر بہار بیٹھی۔ مگر بہار بارگاہ سے اٹھ کر ملکہ مہ رخ کے پاس آئی۔ نامہ حیرت دکھا کر اجازت جانے کی مانگی ملکہ مہ رخ نے ضرغام و جانسوز کو بلا کر مشورہ لیا۔ انہوں نے عرض کیا: "بہتر ہے ملکہ بہار جائیں اور اپنی بہن کو سمجھائیں کیا بعید ہے جو ہماری شریک ہو جائے اور ہم میں سے ایک عیار عمرو ملکہ موصوفہ کے ہمراہ جائے گا اور ان کا معین وہاں رہے گا۔"

یہ کہ کر وہاں سے علیحدہ جا کر ایک زن ماہ پیکر کی ایسی صورت بنا۔ نہایت شوخ و چنچل جس کے دیکھنے سے دل بیکل لب رنگین پر مستی کی نمود برگ گل پر عکس سوسن کبو دوست و پاحنا آلود و خون کن خاطر گلر خان لباس پر زر ذرا عاشقوں کی جان سادی بجلیاں کانوں میں الطاف جان پاکیزہ ان موتیوں کے دانوں میں پائجامہ مشروع کا پاؤں میں کامدانی کا دوپٹہ سادہ سر پر اداؤں پر اس کی تصدق ہر دلبر یا سمبز غیرت گل رخسار قامت رشک صنوبر۔

اس صورت خوب و حسن مرغوب پر درست ہو کر سامنے ملکہ بہار کے آیا۔ اس نے مطلق ان کو نہ پہچانا۔ یہ خیال کیا کہ کسی ساحرہ کی ملازم یا خواص ہے۔ غرضیکہ ملکہ بہار نے لباس اور زیور سے آراستہ ہو کر سحر پڑھ کر ایک تخت تیار کیا اور اس تخت پر بیٹھ کر مع عیار مذکور و چند کنیزاں کی حکم فرما ہوئی کہ یہ تخت جس مقام پر ملکہ حیرت ہے وہاں پہنچے۔ تخت سب کی نظر سے غائب ہو گیا اور بعد لمحہ کے سب نے اسی باغ میں اپنے تئیں دیکھا کہ جس میں ملکہ حیرت تھی اور ملکہ مذکور جہاں بیٹھی تھی اس بارہ دری میں یہ سب پہنچے۔

ملکہ حیرت منتظر اپنی ہمشیرہ کی بیٹھی تھی۔ صورت دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی اور گودف پھیلا کر آگے بڑھی کہ "میری آنکھوں کی ٹھنڈک میرا دل تجھ بغیر تڑپتا تھا۔"

بہار نے سر سینہ سے لگا دیا اس نے بلائیں لیں اور سر سے سر اتارا پھر رونے لگی۔

ملکہ نے کہا: "باجی اماں آخر کہو تو کیا ہوا ہے۔"

اس نے کہا: "اے بیٹی یہ بھی میرا مقسوم تمہارے دولہا بھائی نے رنڈی کی ہے۔ ہم

کو دودھ کی ایسی مکھی جان کر نکال دیا۔ اے جانی میرا دل الٹا ہوا۔ جان دینے کو جی چاہتا ہے۔ وہ جو مثل کہتے ہیں کہ لاٹھی مارے پانی جدا نہیں ہوتا۔ میں نے چاہا کہ تجھ کو ایک نظر دیکھ لوں۔"

URDU4U.COM

یہ کہہ جملہ کیفیت رد رد کر آنے ظلمات اور تخت نشینی اس کی بیان کی۔

بہار نے یہ کہا: "اے باجی میں تمہاری چھوٹی ہوں اور تم کہو گی کہ تم مجھ پر یہ سانحہ جو گذرا اس سبب سے یہ بھی کہتی ہے۔ قصور معاف میں تو سچ کہوں۔ میرا شوہر جو رنڈی کرتا تو اس کے منہ کو جھلسا دیتی۔ سر بازار نکل کھڑی ہوتی کہ جا بھر رے تیری یہ راہ ہے۔ میری یہ راہ ہے اور اے باجی مجھ کو جو تم نے بلایا ہے تو میں دولہا بھائی کا کیا کر لوں گی۔ اگر لڑنے کو کہو تو میں مدت سے لڑتی ہوں۔ ہاں اگر تم خواجہ عمرو کی شریک ہو جاؤ تو وہ اس قبحہ خانہ کی ناک چوٹی کاٹیں اور شہنشاہ کو بھی ناک چنے چبوا دیں اور اے میری ماں کے برابر یقین جانتا کہ میں جب سے شریک خواجہ سلامت کی جا کر ہوئی ہوں۔ ہر وقت تمہارے بچھڑے کا خیال رہتا ہے کسی وقت آنسو نہیں تھمتا ہے باجی اپنے دیدوں کی قسم تم بڑی سنگدل ہو کہ برے دل سے بھی یاد نہیں کرتی ہو۔ اچھااب ان باتوں کو تو جانے دو۔ لو آؤ اٹھو میرے ساتھ لشکر خواجہ میں چلو۔ میں تم کو تخت حکومت پر بٹھاؤں گی دولہا بھائی کو بھی قدر و عافیت کھل جائے گی کہ ہاں کسی کو جلانا ایسا ہوتا ہے اور رنڈی بازی کا یہ مزا ہے اور دوسرے میں سچ کہوں مجھ کو تو خواجہ عمرو کا دین سچا معلوم ہوتا ہے۔ اے بہن اس دین میں حرام نہیں کرتے ہیں اکیلے خدا کو پوجتے ہیں۔ جادو کرنے والے کو نام دھرتے ہیں۔ غریبوں کے حال پر ترس کھاتے ہیں۔ ہر وقت پاکیزگی اور صفائی لباس اور جسم کی رکھتے ہیں۔ عبادت خدا کی دل لگا کر کرتے ہیں اور باہم الفت و محبت ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کی مصیبت میں کام آتا ہے اور جو کچھ بڑائی اس دین کی ہے۔ میں بیان نہیں کر سکتی۔"

حیرت نے کہا: "بیٹی یہ تو سچ کہتی ہے۔ لیکن میں تو ماں باپ کی لاج کرتی ہوں۔ جب

تو اس موئے کا ساتھ کر کے مصیبت بھرتی ہوں۔ اور دوسرے یہ کہ خواجہ صاحب کو بھی یہ ظلمات پکڑ لائی ہے۔اس کے برق فرنگی ہے۔ اگر خواجہ یہاں آتے تو میں ان سے کچھ شرطیں کرتی۔"

URDU4U.COM

یہ اس کا کہنا تھا کہ ضرغام عیار جو ساتھ بہار کے آیا ہے قریب ملکہ آیا اور کہا: "حضور خواجہ کے قید رہنے کی جگہ بتلائیے تو میں چھڑا لاؤں۔"

حیرت نے پوچھا: "تو کون ہے۔"

اس نے کہا: "میں ضرغام عیار ہوں۔"

حیرت کو اس کی صورت دیکھ کر حیرت ہوئی کہ کیا خوب صورت بنائی ہے۔ بس اس نے کہا کہ ایک خیمہ قریب بارگاہ ظلمات ہے۔ اس میں متین جادوگر رہتا ہے۔ اس نے قفس جس میں عیار ہیں اپنے سینہ کے مقابل لٹکایا ہے۔ کئی سو ساحروں کا در خیمہ پر پہرا ہے۔ اندر خیمہ کے ساحر مذکور خود حفاظت کرتا ہے۔اگر کوئی اس کے پاس جائے تو وہ مارا نہ جائے گا۔ اس سبب سے کہ نقش جمشیدی اپنے پاس رکھتا ہے۔ چنانچہ جو کوئی خواجہ کے چھڑنے کا قصد کرے تو اول کسی تدبیر سے نقش جمشیدی اس سے لے۔ کیونکہ خواجہ کا قفس بھی بغیر اس نقش کے لگائے نہ کھلے گا۔ جب نقش عیار حاصل کر لے گا کہ اس کی تاثیر یہ بھی ہے کہ خواجہ وغیرہ کو کوئی خیمہ کے باہر آتے نہ دیکھے گا۔"

ضرغام یہ حقیقت سنکر گویا ہوا: "اے بی بی میں ابھی جا کر خواجہ لاتا ہوں۔"

حیرت نے کہا: "یہاں سے نہ جاؤ۔ اپنی جگہ پر سے جانا۔"

عیار مذکور تامل پذیر ہوا۔ ملکہ بہار بھی کچھ دیر ٹھہر کر رخصت ہوئی اور اپنے تخت پر بیٹھی۔ ضرغام باغ سے باہر نکل گیا۔ تخت سحر پر نہ بیٹھا۔ ملکہ نے تو سحر پڑھ کر اپنے تیئں پہنچایا اور اس نے لشکر ملکہ ظلمات کا راستہ لیا اور اسی خیمہ متین کے پاس حسب نشاندہی حیرت آیا۔ یہاں دربانوں نے روکا۔ یہ زن حسینہ تو بنا ہوا تھا ہی۔ ان سے گویا ہوا: موؤ کچھ شامت تمہاری آئی ہے۔ مجھ کو بھی کوئی اور مقرر کیا ہے۔ لو دیکھو سوجھو یہ کہہ کر ایک کاغذ مہری بادشاہ طلسم کا کمر سے نکال دیا"اس میں لکھا تھا: "اے

متین ہم تمہارے حسن انتظام سے بہت خوش ہوئے۔ ازبسکہ تم بسبب حفاظت قیدیاں شریک جلسہ عشرت شادی نہ ہو سکے۔ اس لیے رتبہ بھی تمہارا افزوں کیا گیا کہ جس کا حال آئندہ تمہیں ظاہر ہو گا۔ اب یہ عطیہ دعوت کے لیے تمہاری بھیجا ہے۔"

یہ مضمون اس کاغذ کیا دیکھ کر دربان تو خاموش ہوئے اور یہ اندر خیمہ کے گیا۔ دیکھا کہ بہت آراستگی ہے شمع ہائے موی و کافوری روشن ہیں۔ فرش پر تکلف بچھا ہے۔ پینگڑی پر جواہر کی ساحر لٹیا ہے قفس اس کے سینہ پر ٹنگا ہے۔

یہ دیکھ کر اس نے آگے جا کر ہاتھ اس کے سینہ پر رکھ دیا۔ متین کچھ نیم خفتہ تھا گھبرا کر اٹھ بیٹھا آنکھ مل کر جو دیکھا تو بالیں پر آفتاب محشر نظر آیا۔ جس نے خواب عدم سے فتنہ خفتہ کو جگایا۔ کتنوں کو خواب کے گور میں سلایا۔ یعنی ایک نازنین شوخ و بے باک قاتل خلق پر فن اور شفاک کہ

ہیں ذبح جو انداز یہ جلا دی کے
ملک الموت کو بھی موت کا ارمان ہو گا

بایں شکل و شمائل قمر پیکر میرے سامنے کھڑی تھی۔ شمع و چراغ کو بھی لو اس کے دیدار کی لگی ہے۔ فروغ و ضیائے رخسار شمع کی روشنی کو اندھا بناتی ہے۔ چھوٹ اس کے حسن کی پڑ رہی ہے۔ یہ دیکھتے ہی ہنستا ہوا اٹھا اور ہاتھ اس گلبدن کا تھام کر گویا ہو اکہ

جان من با آنکہ خاص از بہر رفتن آمدی
ساعتی بنشیں کہ عمر جاوداں گویم ترا

اس نازک اندام نے ہاتھ چھڑا کر ماتھا کوٹ لیا: "اے میرے سامری میں نگوڑی جہاں کئی مردوں نے مستانی ہی سمجھا۔ لگے پکڑ کرنے اور موؤں کو غیرت نہیں آتی۔ یہ مستی

جتاتے ہوئے وہ جو کہتے نہیں کہ

ہونٹوں سے ہونٹ منہ سے میرے منہ ملا لیا
چھیڑا کچھ اس طرح کہ گلے سے لگا لیا

اے میاں کچھ سوتے سوتے بدخواب تو نہیں ہو گئے۔ کچھ جان کی خیر ہے ذرا اپنے ہوش میں آؤ۔ میں صدقے دوں اس نوکری کو جس کے کارن آبرو جائے۔ میں نگوڑی کہتی تھی کہ اے ملکہ اس آدھ ریتا کو مجھے غیر مرد کے پاس اکیلے میں نہ بھیجئے تو نہ مانا میری قسمت کا لکھا آکر وہی پیش آیا نا کہ یہ مردوا مجھ کو اوماتی سمجھا۔"
متین نے جو یہ باتیں سنی اس کی ادائے دلبری پر اور زیادہ فریفتہ ہوا۔ ایک تو وہ سادی سادی وضع دوسرے یہ متانت بہ ناز معشوق تیسرے گوشہ تنہائی بیتابی دل نے مسند ہوس پر پاؤں پھیلائے اور پکارا: "اے جانی خفا نہ ہو میرا دل اس وقت قابو میں نہیں ہے اور میرا تو تیرے عشق میں یہ حال ہے کہ مدت سے جان دینے پر آمادہ ہوں۔"
اس دلربا نے ہنس کر کہا: "مردوے کیوں باتیں بناتا ہے۔ آج کے سوا تو نے میرے پرچھائیں بھی نہ دیکھی ہوگی اس نے یہ سمجھا کہ ظلمات کے پاس سے آئی ہے اسی کی یہ ملازم ہے۔ لاؤ اپنا عشق قدیم جتا کر اس بت کو رام کروں۔ یہ سمجھ کر گویا ہوا کہ واہ اے صاحب' آپ ملکہ عالم کے پاس ااس دن بیٹھی نہیں تھیں جو ملکہ نے مجھ کو ایک کام کے لیے بلوایا تھا بس اسی دن میں آپ کو دیکھ کر فریفتہ ہوا تھا۔"
اس عیار نے یہ تقریر سنکر دل سے خیال کیا کہ اب خوب عشق میں تیرے بے خبر ہے کہ اپنے دل ہاسے باتیں بنا کر مکرا تراشتا ہے اور فقرے کرتا ہے۔ یہ معلوم کر کے شرما کے بے نازو ادا گردن جھکالی۔ اس نے یہ ادا دیکھ دست ہوس زیادہ مدا نہ کیا اور پکارا کہ:

پوچھا جو میں نے دل کوئی تم نے چرا لیا
URDU4U.COM
اتنا ہوا کہ شرم سے سر کو جھکا لیا
دل میں ہمارے میل ہے تم بھی پرکھ کے لو
کھوٹی کھری پڑی تو یہی ہوا برا لیا
بعد فنا بھی دل ہے مرا آرزو کی پوٹ
ایسا دھرا نہیں ہے کہ چپکے اٹھا لیا
بوسے سے چوکتا تھا کہیں دیکھے دل بیاض
لاکھوں میں ایک شخص تھا یہ بھی لیا دیا

اس گلفام نے مسکرا کر کہا: "مستیاں پھر جتانا تو یہ عطیہ بادشاہی تولو۔ میں جانتی ہوں کہ تم مجھ پر مدت سے مرتے ہو تم چاہنے والے سلامت رہو۔"
یہ کہکر پاس اس کے پلنگ پر بیٹھ گئی اور ایک خاصدان چلائی کمر سے نکال کر اس کے سامنے رکھا اس نے اس کو کھول کر دیکھا تو کچھ گلوریاں اور جواہر رکھا تھا۔ اس پری پوش نے اس وقت ایک رقعہ نکال کر دیا اس میں لکھا تھا: "اے متین یہ جواہر تمہاری دعوت کے لیے بھیجا ہے اور چونکہ خالی کوئی چیز نہیں بھیجتے ہیں۔ پس حسب دستور گلوریاں بھیجی ہیں۔
غرضیکہ یہ عنایت اپنی ملکہ کو دیکھ کر ساحر بہت خوش ہوا اور اس نازکیدن سے کہا: "اے جانی ایک گلوری اس میں سے مجھ کو اپنے ہاتھ سے کھلاؤ۔ میرے قتل پر بیڑا اٹھاؤ۔"
اس گلگوں پیرہن نے مسکرا کر منہ چڑھا دیا۔ انگوٹھا دکھایا۔ پھر ایک گلوری ہاتھ میں لے کر کہا: "مردوے تو نے بڑی آفت ڈھائی ہے۔ وہی مثل ہے کہ مان نہ مان میں تیرا مہمان اور پھر خدا سے ارمان بھی دل میں بھرے ہیں اور میں نگوڑی تو یہاں آکر بلا میں پھنس گئی۔ لو منہ کھولو گلوری زہر مار کرو۔ خیر اب تو میری یہ مثل ہے کہ

بوجھ وہ سر سے گراں ہے کہ اٹھائے نہ اٹھے
URDU4U.COM
کام وہ آن پڑا کہ بنائے نہ بنے

وہ یہ سن کر گلوری اس کے دیتے ہی کھا گیا اور کہا کہ

اس لب سے مل ہی جائے گا بوسہ کبھی تو ہاں
شوق فضول و حراث رندا نہ چاہیئے

یہ کہہ کر چاہتا تھا کہ سرگرم اختلاط ہو مگر گلوری میں بیہوشی ملی تھی۔ اس نے یہ اثر کیا۔ یہ بیہوش ہو گیا۔ ضرغام نے چاہا کہ سر کاٹ لے۔ پھر سمجھا کہ ساحر دروازے پر سے اندر دوڑے آئیں گے۔ خواجہ کو تم رہا نہ کر سکو گے۔ بلکہ خود پھنس جاؤ گے۔ یہ سوچ کر اس ساحر کا سارا جسم ٹٹولا۔ ازبسکہ نقش جمشیدی وہ اپنے سینہ پر رکھتا تھا۔ وہ نقش اس کے ہاتھ آیا۔ تاثیر سے اس کی یہ آگاہ تھا۔ نقش لے کر قفس سے مس کیا۔ تیلیاں اس کی الگ الگ ہو گئیں خواجہ اور برق چھوٹ گئے اور متین کو اسی طرح بیہوش چھوڑ کر باہر بارگاہ کے نکلے۔ اس نقش کی تاثیر یہ بھی ہے کہ دربان بارگاہ نے مطلق ان کو نہ روکا۔ جیسے بالکل دیکھا ہی نہیں۔ یہ وہاں سے اپنے لشکر میں آئے۔ خواجہ سے ہر ایک سردار ملا۔ ملکہ بہار نے جملہ حقیقت اپنی بہن ملکہ حیرت کی بیان کی۔ خواجہ نے فرمایا: "تمہاری ہمشیر اپنا وقت گانٹھتی ہے۔ مسلمان کبھی نہ ہو گی اور اس سے کہہ دینا کہ تم اطمینان رکھو ہم ظلمات کو قتل ضرور کریں گے۔"

یہ کہہ کر سب اپنی اپنی فکر میں روانہ ہوئے۔ اس عرصہ میں قفس ظلمات شب سے فروغ مہر روزنے رہائی پائی اور مرغ زریں بالی آفتاب آشیانہ مشرق سے نکل کر عرصہ فلک میں آیا کہ

کہش نے کوس رحلت کا بجایا
نہ پھر آنکھوں نے وہ سامان پایا
صدا دی طائروں نے ہر شجر پر
سحر چمکی اٹھے لوگوں کے بستر

رات بھر افراسیاب ہمراہ ظلمات داد عشرت و نشاط دیا گیا۔ بادہ وصلت پیا کیا یہ حال تھا

ہنسی اور پاس لیٹی اس کے وہ حور
ہوئی افسردہ خاطر شہ کی مسرور
کبھی لپٹے کبھی بس بھر آرام
گلابی کو جھکا کر اک بھرا جام
ملا لب سے قسم دی اپنے سر کی
پھر اس کے بعد گیسو و کمر کی
کہا منت سے پی اس کو مری جاں
کہ ہوں کیفیت خاطر کے سامان
ہجوم شوق اٹدا بسکہ دل پر
گلے سے مل گئی وہ حور پیکر
دیے بوسے لیے اس کے دہن سے
سنگھائے پھول عارض کی چمن سے
پسینہ آکے چہرہ تمتمایا
اسے شرمندہ رغبت جو پایا
نکالے دل میں تھے کہ جو جو ارمان
رہے ذوق و حوس دست و گریباں
کہ اتنے میں بجی نوبت گجر کی

نظر آنے لگی مگر صورت سحر کی
URDU4U.COM
شعاع مہر نے جب منہ دکھایا
ہر اک اٹھ کر سو حمام آیا
ہوئے کھیسے کھنچے بالوں میں شانے
لگے معشوق و عاشق نہانے
ملا خدمت گذاروں نے بدن کو
کیا پر نور رخسار دہن کو
پہنائی لا کے عمدہ ان کو پوشاک
چلی حمام سے وہ شوخ و بیباک
سریر حکمرانی پر بصد جاہ
ہوئی پھر جلوہ گروہ غیرت ماہ
جھکائی سب نے گردن بہر تسلیم
ادا کرنے لگے سب رسم تعظیم
شہنشہ بھی بغل میں آکے بیٹھا
دیا ساقی نے لا کے جام مے کا
ہوا سامان عشرت پھر فراہم
ہوئی پھر وہ انجمن محفل جم

اسی ہنگامہ زاد مستی جلسہ طرف فزا میں اس معشوقہ دلربا کا دل گھبرایا۔ بادشاہ نے اس کا چہرہ اداس پایا۔ سیب ذقن کو ہاتھ میں لے کر کہا: "اے میوہ نورس باغ دانائی تیرے گل رخسار پر افسردگی پائی جاتی ہے۔ دل کو میرے شاکی ہے۔ جو آسیب پہنچا ہو اس کا اظہار کر۔ خار غم دور کر۔ میرا خانہ دل گلزار کر۔" اسی غنچہ دہن نے کہا: "مجھ کو عیاروں نے کھٹکا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ نقش جمشیدی جاتا رہے اور عمرو ایسا باغی چھوٹ

جائے۔"
یہ کہہ کر ایک ساحر کو بھیجا کہ متین کو بلا لائے۔ ساحر اڑ کر بارگاہ متین کی آیا۔ وہ ہوائے سر و سحر اسے ہوش میں آیا اٹھ کر آنکھیں مل رہا تھا کہ اس نے پیام ملکہ مذکور دیا۔ وہ اسی طرح اٹھ کر سامنے ملکہ کے آیا۔ اسنے حکم دیا: "نقش جمشیدی حاضر کر۔"
یہ گھبرا کر سینہ اپنا ٹٹولنے لگا۔ سمجھا کہ بستر پر گر گیا۔ بس یہ کہتا ہوا: "اے ملکہ میں ابھی لایا۔" الٹا کر پھر بارگاہ میں آیا۔ نقش کو ڈھونڈھا نہ پایا۔ گھبرا کر قفس کو دیکھا۔ وہ بھی ٹوٹا دیکھا۔ سر پیٹا سامنے ظلمات کے گیا اور قصہ شبنہ یعنی کنیز کا خاصدان لانا بیان بیان کیا۔ ملکہ نے منہ پیٹ لیااور کہا: "اے شہنشاہ غضب ہوا کہ وہ مکار چھوٹ گیا۔"
یہ کہہ کر سحر پڑھا کہ ایک طائر اڑتا ہوا آکر اس کے زانوں پر بیٹھا۔ اس سے پوچھا: "اے مرغ زیرک سچ بتا کہ رات کو کسی عیار نے آ کر عمرو کو چھڑایا ہے۔ اس طائر خوش نوائے زمرمہ سنجی اس طرح کی کہ ضرغام عیار کنیز بن کر گیا اور یہ ماجرا گذرا۔ اس نے کہا: "اب وہ کس حال میں ہے۔"
اس نے جواب دیا: "اس وقت صحرا میں پھر رہا ہے۔"
یہ سنکر اس نے سحر پڑھا کہ طائر زانوں پر پھر سے اڑ گیا اور یہ ساحرہ خود بھی اڑ کر تلاش عیار میں روانہ ہوئی۔ ضرغام خواجہ سے الگ ہو کر جانب باغ حیرت چلا گیا اور عقب اس کے ملکہ بہار چلی تھی کہ خواجہ کے رہا ہونے ہے اس کو مطلع کر کے مشورہ درباب قتل ظلمات کر دوں۔
چناچہ ضرغام جنگل میں پہنچا تھا اور بہار بروئے ہوا اڑتی اس کے پیچھے کچھ دور پر تھی کہ ظلمات آکر پہنچی اور سحر کو ضرغام نے بیحس کر دیا اور زمین پر اتر کر کمر سے کھینچ کر قتل کرنا چاہا۔ یہ ماجرا بہار جو پیچھے آتی تھی اس نے دیکھا اور قریب پہنچ کر نعرہ بازی کی: "یاش او قبحہ اری تو وہ مستانی ہے کہ منزلوں سے میری بہن پر سوتا پا دینے

آئی ہے۔" یہ کہہ کر ایک گلدستہ جھولی سے نکال کر مارا۔ گلدستہ قریب پہنچ کر جھٹکا اور ایک طاؤس پر کھول ضرغام پر گرا اور پنجہ میں داب لے کر اڑا۔
ظلمات کے ہاتھ سے جو یہ شکار نکل گیا۔ مثل شیر غضب ناک پھری اور ایک ناریل جھولی سے نکال کر ملکہ بہار پر مارا۔ ناریل قریب ملکہ مذکور پہنچ کر شق ہوا۔ اور ہزار ہا شعلہ نکل کر جانب بہار چلا۔ بہار نے پھر ایک گلدستہ نکال کا جانب آسمان اچھالا۔ فوراً ابر گھرا اور پانی برسنے لگا۔ وہ شعلے بجھ گئے اور پانی کا زمین پر پڑنا تھا کہ درخت سنبل و ریحان و گل ارغوان کے پیدا ہونے لگے۔ دم بھر میں وہ تختہ گلزار تھا میدان باغ بر بہار تھا شاہد گل انجمن گلشن میں گلگوں پوش لالہ جام بکف بشکل رند مینوش تھا۔ سنبل کو عشق بہار میں پریشانی نرگس شہلا کو یاد چشم فنا میں حیرانی کلیاں چمن میں کھلتی جاتی تھیں۔ تبسم گلر خان عالم کا رنگ دکھاتی تھیں کہ

تھے سرخ جو ہر طرف شقائق
گل پیرہنوں پہ تھے جو فائق
آرائش بوستان تھی سوسن
طرار تھی وہ زبان تھی سوسن
وہ زلف بنی فشہ مشک آگیں
ملتاہی نہیں دماغ تزئیں
شاخیں تھیں یہ تازگی سے توام
ہو جاتی تھیں بار رنگ سے خم
بلبل نہ تھی چہچوں سے خالی
صیاد سے تھی فراغ بالی
اثمار کی اس قدر تھی کثرت

ہر نخل چمن تھا خواں نعمت
URDU4U.COM
جاں بخشی ہوئی ہوا جو آئی
ہر پھول سے جان تازہ پائی
اس تازہ چمن میں اک چمن تھا
خوباں جہان کی انجمن تھا
استادہ تھی اس چمن میں گلفام
سانچے میں ڈھلا ہوا تھا اندام
جلوہ مہ مصر کا عیاں تھا
کیا حسن فروش کارواں تھا
وہ لالہ باغ بے مثالی
وہ چشم و چراغ بے مثالی
شمشاد ریاض کا مگاری
بنیاد مکان بختیاری
اس باغ میں یوں تھی زیب مجلس
تھا جس سے فروغ چشم نرگس

ملکہ ظلمات اس بہار روح پرور اور حسن بہار فتنہ بیز و ستمگر کو دیکھ کر دیوانی ہوئی۔ عقل داد راک سے بیگانی ہوئی۔ شعر عاشقانہ بحالت مجنونانہ پڑھتی سمت چمن چتان چلی۔ گویا بہار جانب گلستان چلی۔ گو یہ شاگردہ تاریک ہے۔ بہت تحفے الاؤ جمشیدی کے اپنے پاس رکھتی ہے۔ پس جیسے ہی یہ چمن ستان سحر بہار کی طرف چلی۔ زمین سے ایک پتلی بلور کی نکلی۔ ہوا جو اس نے دنیا کی کھائی۔ زن مہر طلعت بن گئی اور ظلمات کو تسلیم کر کے عرض پیرا ہوئی: "اے ملکہ آپ کہاں جاتی ہیں۔ یہ گلشن پراز نیرنگ ہے۔ سراسر افسوس سازی کا ڈھنگ ہے۔"

یہ کہ کر اس نے ایک ڈبیا کمر سے نکال کر سیند و دراس میں سے لے کر ملکہ کے منہ پر پل دیا اور اس گلگونہ کے رخسار پر ملنے سے اس کے سرخ رو پر سے سیاہی بے خبری کی دفع ہو گئی اور کچھ سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک لکہ ابر سرخ گلستان بہار پر آ کر چھایا اور اس میں سے آگ برسنے لگی۔ گلشن کے نہال چنار بن گئے۔ خزاں کا بھی دل جلا۔ تختہ ہائے گل لالہ میں آتش گل اس قدر بھڑکی کہ آکر کو آگ لگ گئی اور باغ برنگ باغ آتش بہار ہوا۔ تن شاہد بہار برنگ جسم بیمار زار و نزار ہوا۔ بلبل شیدا کی قسمت میں آگ لگی۔ معشوقہ گل مثل خاطر عشاق چلی کہ واہ ری تاثیر آہ بلبل شوریدہ سر آگ تلووں سے لگی سارا گلستان جل گیا۔

ظلمات کے بعد جلانے باغ سحر کے افسوں پڑا کر ایک پتلی رسن لیے زمین سے نکلی۔ بہار اپنے سحر کے باطل ہونے سے بیہوش ہو گئی تھی۔ اس پتلی نے آکر مشکیں باندھ سامنے ظلمات کے حاضر کیا۔ اس نے حکم دیا "اس مجرمہ کو یہاں چھوڑ کر میرے لشکر میں جا اور میری انیس خوش رفتار نسیم جادو کو بلا لاؤ۔"

پتلی حسب ارشاد روانہ ہوئی اور لشکر میں اس کے بارگاہ جو اس کے رہنے کی ہے اس میں پہنچ کر پکاری کہ "بیبیوں تم میں سے نسیم جادو جس کا نام ہے۔ اس کو ملکہ عالم بلاتی ہیں۔ فلاں مقام پر تشریف فرما ہیں اور بہار کو قید کیا ہے۔"

یہ پیام دے کر پتلی تو غائب ہو گئی۔ مگر بارگاہ میں سب انیسیں کنیزیں جمع تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ ملکہ دوراں بہ غضب تمام جانب صحرا گئی ہیں۔ا ن کو ڈھونڈنا چاہیے۔ سنو میری جان سوت کا مقدمہ ہے لاکھ دشمن ہیں تو دو چار دوست ہیں۔ اکیلے ملکہ کو چھوڑنا اچھا نہیں۔ا س تقریر میں پتلی کا جو پیام سنا۔ نسیم جس کا نام تھا وہ اٹھ کر چلی۔

لیکن حال عمرو و برق بیان ہوا تھا کہ اپنے لشکر سے بفکر قتل ظلمات روانہ ہوئے تھے چنانچہ صورتیں بدلے ہوئے اور بہت جلد اس سے آگے جا کر صحرا .میں ٹھہرے اور ازبسکہ شکل اپنی ساحر کی ایسی بنائے ہوئے تھے اور نام سے نسیم کے آگاہ ہو چکے تھے۔

جب وہ اڑتی ہوئی اس مقام پر جہاں ٹھہرے تھے پہنچی انہوں نے پکارا: "اے ملکہ نسیم جادو ذرا ہمارے پاس ہوتی جایئے اور جو کچھ ہم عرض کریں مسموع فرمایئے۔"
ساحرہ اس کی آواز سنکر سمجھی کہ کوئی ملازمان شاہ طلسم ہیں۔ شاہد حیرت کا کچھ ذکر کریں گے۔ پس یہ سمجھ کو اتر آئی۔ انہوں نے سلام کیا۔ اس نے رنجیدہ پیشانی کہا:بھیا مزاج اچھا ہے۔"
انہوں نے کہا: "جی ہاں دعا کرتے ہیں۔ ہم نے اس لیے آپ کو تکلیف دی کہ ہم ملازم قدیم شاہ جاوداں ہیں شہنشاہ نے جب ملکہ حیرت کا محل کیا تھا تو ملکہ مذکور کے لیے ایک روغن حکماء طلسم سے تیار کرایا تھا۔ جس سے تمام جسم مثل روئی کے نرم اور بصد خوبروئی نازک تر ہو گیا تھا اور خوشبو جسم سے آنے لگی تھی اور وہی کیفیت اب تک ملکہ کے تن نازک کی ہے۔ چنانچہ وہ روغن ہم کو بھی ایک نہج سے ممکن ہوا اور اب تک موجود ہے۔ پس وہ تمہاری مالکہ کے بہت کام کا ہے۔ آج کل ہم پریشان حال ہیں۔ آپ اس کو بکوا دیجئے گا آپ کا احسان ہم پر ہو گا۔"
اس نے یہ تقریر سن کر کہا: "وہ روغن تمہارے پاس ہے۔"
انہوں نے کہا: "حاضر ہے۔"
اور ایک بوتل پر از روغن بیہوشی کمر سے نکال کر اس کے سامنے پیش کی۔ اس نے بوتل لے کر سونگھی۔ فوراً بے ہوش ہو گئی۔ عمرو نے پیرہن اس کا لے کر صورت اپنی اس کی ایسی بنائی اور برق سے کہا: "تم سر اس کا کاٹ کر صحرا میں ٹھہرنا اور میرا خیال رکھنا میں جا کر ملکہ بہار کو چھڑاتا ہوں۔"
یہ کہہ کر روانہ ہوا: "یہاں برق اس ساحرہ کو جھاڑی میں چھپا کر ٹھہرا رہا۔ اس لیے قتل کرنے سے ایسا نہ ہو کہ ظلمات آگاہ ہو جائے اور پیر سحر روتے ہوئے اس کے سامنے جائیں تو خواجہ کی عیاری میں فرق آئے گا۔"
غرضیکہ یہ تو ٹھہرا اور عمرو سامنے ظلمات کے آیا اس کو تسلیم کی اور کہا: "داری یہ جنگل میں تنہا آنا اچھا نہیں۔"

اس نے کہا: ''اے نسیم لے اس مجرمہ کو لے جا کر قید کر۔ میں تلاش میں عیاروں کے آتی تھی۔ یہ مجھ سے آ کر لڑی۔ خیر اب میں پھر عیاروں کو ڈھونڈھنے چلتی ہوں۔''

URDU4U .COM

خواجہ نے اس کے ہاتھ سے بہار کو لیا اور عرض کیا: ''حضور سحر اپنا رد کریں کہ میں اپنا جادو کر کے اس کو رکھوں۔ اس نے سحر اپنا دفع کر دیا اور خواجہ وہاں سے بہار کو پنجہ میں داب کر کچھ دور لٹکائے ہوئے لائے جب سامنے سے اس کے دور نکل آئے۔ ملکہ مذکور کو پشت پر لاد کر برق جہاں تھا وہاں پہنچے اور ملکہ کو زمین پر لٹا کر پانی منہ پر چھڑکا کہ آنکھ ملکہ کی کھلی۔ کیونکہ سحر اپنا ظلمات دفع کر چکی تھی۔ ملکہ اپنے ہی سحر کے باطل ہونے سے بیہوش تھی۔

خواجہ نے کچھ دعائیں پڑھ کر دم کیں کہ ملکہ اٹھ کھڑی ہوئی اور برق نے اس وقت نسیم کو جھاڑی سے نکال کر ذبح کر ڈالا۔ شور اس کے مرنے کا بلند ہوا۔ بیر روتے ہوئے جانب ظلمات چلے۔ یہاں خواجہ نے بہار سے کہا: ''یہ ساحرہ بہت زبردست ہے۔ اے ملکہ تم لشکر میں جاؤ۔ ہم انشااللہ اس کو قتل کر کے آتے ہیں تمہیں اکیلے ٹھہرنا چاہیے۔ ایک تو اپنی حفاظت ہم کو کرنا ہوتی ہے۔ دوسرے تمہارا خیال کرنا پڑتا ہے۔ یہ اچھا نہیں ہے تمہیں چلے جانا زیبا ہے۔'' بہار یہ سنکر وہاں سے جانب لشکر پھری۔ ادھر ظلمات نے بعد چلے جانے نقلی نسیم کے سحر پڑھا کہ اس وقت عیار کہاں ہیں۔'' سحر نے خبر دی اری احمق عمرو عیار صورت نسیم کی بن کر آیا اور تجھ سے بہار کو لے گیا۔ اب برق نے فلاں مقام پر نسیم کو مارا اور دونوں عیار اس جگہ ہیں۔ یہ خبر معلوم کر کے حیران تھی کہ بیر سحر کے روتے ہوئے آئے اور مرگ نسیم کی خبر دے کر غائب ہو گئے۔ اس کو اور زیادہ غصہ آیا اور اپنے ہاتھ سے کنگن اتار کر اسی سمت کہ جدھر خواجہ وغیرہ تھے کھینچ مارا اور کہا: ''جلد عیاروں کو لا۔''

کنگن سوچ کی طرح چمک کر بلند ہوا اور خطوط شعاع ہزار پیدا ہو کر ہر سمت روانہ ہوئے۔ عمرو و برق ساحرہ کو مار کر بعد رخصت بہار مشورہ قتل ظلمات کر رہے تھے کہ یکایک

چند سنہرے خط ایک سمت سے آ کر گردن و کمر و دست و پا میں لپٹ گئے اور یہ کھنچتے ہوئے چلے اور ضرغام کو جو طائر بہار کالے اڑا تھا اس نے اس کو لا کر صحرا میں چھوڑ دیا وہ بھی بے فکری میں پھر رہا تھا۔ چند کرنیں اس کے بھی جا کر لپٹیں اور کھینچتی ہوئی لائیں۔ ان تینوں عیاروں نے دیکھا کہ ایک آفتاب زمین سے کچھ اونچا بسان خورشید محشر نکلا ہوا ہے اور قریب اس کے ملکہ ظلمات ایسادہ ہے آفتاب کی کرنیں ہم کو کھینچے لیے جاتی ہیں۔

حاصل کلام جب سامنے اس ماہ سپہر ساحری کے پہنچے۔ اس نے آفتاب کی جانب ہاتھ بڑھایا کہ وہ کنگن بن کر ہاتھ میں آیا۔ عیار کرن سے چھوٹ کر بیحس و حرکت کھڑے رہے۔ اس نے کنگن پہن لیا اور ان تینوں کو بغضب تمام تر گھورا۔ انہوں نے دیکھا کہ ساحرہ کو اس وقت بہت غصہ ہے۔ گال فرط غیظ سے لال ہیں آنکھیں مانند جام بادہ سرخ ہیں۔ گیسو پیچ کھاتے ہیں۔ ظاہر آثار ملال ہیں۔

پس اس لالہ رخسار نے ان سے بعتاب خطاب کیا کہ: "اے ناعیار دیکھو تو کس عذاب الیم سے تم کو مارتی ہوں۔ بڑی تم نے آفت ڈھائی ہے۔ مجھ کو بھی حیرت مقرر کیا ہے کہ عیاریاں کر کے جس کو چاہا مار ڈالا اور اس سے کچھ نہ ہو سکا۔ یہ کیسی خاتون شہنشاہ ساحران تھی۔ واہ واہ نام بڑے درشن تھوڑے۔"

عیاروں نے کچھ اس کے کلام نافر جام کا جواب نہ دیا اور اس نے ایک سحر ایسا پڑھا کہ عیار اس کے ساتھ چلے۔ یہ وہاں سے جانب لشکر مہ رخ روانہ ہوئی۔ اپنے لشکر میں نہ گئی۔ اتفاق سے اس لشکر میں جب ملکہ بہار پھر کر آئی تو جانسوز عیار یہاں موجود تھا۔ اس نے بہار کی زبانی حال ظلمات کا سنا کہ صحرا میں ہے اور خواجہ و برق ارادہ قتل اس کا رکھتے ہیں۔

یہ حال سنکر اس نے خیال کیا کہ مبادا خواجہ وغیرہ اسیر پنجہ ستم ساحرہ نہ ہوں مجھے بھی لازم ہے کہ چل کر ان کی خبر رکھوں۔ یہ سوچ کر جانب صحرا چلا۔ اس طرف سے

ظلمات آتی تھی۔ یہ اس کو دیکھ کر راہ کترا کر پہلے تو اور سمت گیا پھر ساحر بن کر قریب اس کے آیا اور آداب بجا لا کر عرض پیرا ہوا: "اے ملکہ شہنشاہ جاوداں آپ کو تلاش میں ہیں۔ انتظار فرما رہے ہیں۔ مجھ کو ڈھونڈنے بھیجا تھا۔ لایئے ان مجرموں کو مجھ کو دیجئے اور آپ شہنشاہ کے پاس جایئے۔"

یہ تقریر سن کر اور اس عیار کو ساحر بنا ہوا دیکھ کر باور کیا کہ بیشک کوئی نوکر بادشاہ کا یہ ہے مگر جب اس قیدیوں کو طلب کیا۔ وہ ایک بار عمرو سے درباب بہار دھوکا کھا چکی تھی۔ اندیشہ ناک ہوئی اور دل میں سحر پڑھ کر نیت اس نے کی کہ مجھ کو ظاہر ہو جائے کہ یہ کون ہے۔ عیار ہے یا ساحر ملازم ذی تبار شاہ ہے سحر نے خبر دی کہ نہیں یہ عیار ہے۔"

یہ معلوم کرتے ہی پکاری: "اب آئے ہو تو جانا نہیں۔"

ایسی تاثیر اسی کلمہ کی ہوئی کہ جانسوز بھی بے حس و حرکت ہو کر اس کے ہمراہ ہوا۔

اس نے کہا: "موذیو' میں اسی فکر میں اس طرف آئی تھی کہ تم جتنے عیار ہو سب کو پکڑ کر فیصلہ کر دوں اور طبل جنگ بجوا کر نمک حرام کو بھی سزا دلواؤں۔ چنانچہ چار عیار تم ہاتھ آئے ہو۔ پانچویں کو بھی گرفتار کر لوں تو اپنے لشکر میں جاؤں۔

یہ کہ کر کچھ فسوں پڑھ کر مشت خاک اٹھا کر گویا ہوئی کہ "اے خاک سر زمین طلسم سچ بتلا کہ قرآن عیار لشکر نمک حراماں میں ہے یا بیابان میں ہے۔"

خاک ناپاک سے آواز آئی کہ "اے ملکہ طلسم وہ عیار کبھی کبھی لشکر میں آتا ہے ورنہ وہ ہمیشہ بیابان رہتا ہے۔"

یہ سنکر ساحرہ وہاں سے پھری۔ پھر سحر کے روز سے عیار بھی ساتھ ہو لیے اور یہ سمت صحرا بتلاش قران روانہ ہوئی۔ قران درہ کوہ میں بیٹھا تھا۔ اتفاقاً چند ساحر ملازمان شاہ طلسم اس طرف سے گذرے۔ باہم کہتے تھے کہ یہ ملکہ بڑی زبردست آئی ہے کہ ابھی کل یا تو تو بادشاہ کی بی بی تھی آج عیاروں کو پکڑنے گئی۔

ایک ان میں سے بولا: "بھائی حیرت بھی تو عیاروں کو پکڑ لاتی۔ لیکن ایسی باتوں میں حاکم

قتل جلد تر ہو جاتا ہے۔ حیرت خوفناک ہوئی اور گرفتار عیاراں سے باز رہی اور یہی سبب ہوا جو آج تک زندہ ہے۔ ورنہ مار ڈالی جاتی تو تم یہ دیکھنا کہ یہ ملکہ جلد قتل ہو گی۔ کس کے لیے کہ ایک تو عیار خود ہی اس کی فکر میں ہیں دوسرے ان کو ستایا ہے اب بچنا اس شہزادی کا مشکل ہے۔"

دوسرے ساحر نے کہا: تم سچ کہتے ہو' ملکہ حیرت جو عیاروں کی طرف سے چشم پوشی کرتی تھی تو عیار بھی طرح دیتے تھے۔ ارے بھئی عیاروں کا ستانا کچھ اچھا تھوڑی ہے۔"

یہ باتیں سب قران نے جو سنیں غور کیا کہ ظلمات ہم عیاروں کے قید کرنے کو شاید آتی ہے۔ تجھ کو بھی فکر اپنی ملازم ہے۔ یہ سوچ کر وہاں سے اٹھا اور اس سمت کو خیال کیا کہ جہاں میں استادہ ہوں کون سی مست ہے معلوم ہوا کہ مشرق ہے۔ پس اب جانب مغرب روبفرا لایا۔ یہ تو ادھر گیا اور ساحرہ اس کے مقام پر پہنچی۔ دیکھا کہ درہ کوہ نہایت مصفا ہے۔ بسیان قلب پار سایان پر از صفا ہے۔ شیر کی کھال ایک مقام پر بچھی ہے اور ایک سمت کو اس درہ میں غار ہے۔

یہ غار میں اتری۔ یہاں طاق بصد خوبی محراب دار کاٹے تھے اور دریچہ اس طرح بنائے کہ جب اس میں کوئی جائے صحرا میں پہنچ جائے کہیں در ایسا بنا تھا کہ پیچھے اس کے غار تھا۔ وہ مقام کوٹھڑی کے طور پر نظر آتا تھا اور دریچوں کے سامنے بنے تھے۔ ان پر مرگ چھالے بچھے تھے۔ غار کی کوٹھڑیوں میں غلہ اور اسباب مے کشی و جملہ سامان راحت آرام و آسائش مہیا تھا۔ سر غار ہر سمت سے پوشیدہ تھا۔ کہیں اجھالا کہیں اندھیرا تھا۔ شیر کے رہنے کا مقام تھا۔ یہ لالہ فام ہر چند کہ ساحرہ تھی۔ مگر نازک مزاج مہ پارہ تھی۔ خوفناک ہو کر باہر نکل آئی کہ مبادا کسی گوشہ میں بیٹھا ہوا اور قتل کر ڈالے۔ غرض باہر آکر اس نے ایک طائر ماش کے آٹے کا بنایا اور سحر کا بیراس میں بٹھا کر زندہ رہنے کا حکم دیا: "ہر سمت اڑ کر جا اور پتہ لگا کہ قران عیار کہاں ہے۔ طائر اڑ کر گیا اور مہتر کو ایک مقام پر دیکھ آیا۔ ساحرہ نے بیان کیا کہ یہ اسی سمت

اٹھ کر چلی لیکن چلتے وقت اس خیال سے کہ راہ میں کوئی فتور قیدیوں کی وجہ سے نہ برپا ہو اور یہ رہا نہ ہو جائیں۔ پس درہ کوہ میں ایک گنبد خاک کا بنا کر تینوں عیاروں کو اس میں بند کر گئی۔ یہ تو جانب قران چلی اور اس نے ایک خط چارگوشہ کا بنا کر چار سمت کا نام ہر گوشہ پر لکھا اور نیت کی یا خبیرا خبرنی اس وقت ساحرہ کس طرف آتی ہے۔

یہ نیت کر کے آنکھ بند کی اور اور انگلی خط پر رکھی۔ جس سمت پر انگلی پڑی۔ اس طرف کو چھوڑ کر دوسری جانب بھاگا۔ جب ساحرہ وہاں پہنچی کہ جہاں طاہر نے بتایا تھا کہ کسی کو نہ پایا۔ پھر طائر کو اس نے روانہ کیا کہ وہ جا کر خبر لایا کہ اب اس طرف عیار ہے۔ یہ اس جانب چلی۔ وہاں مہتر مذکور پانچ سات کوس پر جا کر ٹھہرا تھا اور دم راست کر کے پھر نقشہ کھینچ کر مخبر بفال غیب ہوا تھا کہ ساحرہ اس جانب آتی ہے۔ پس یہ تیسری جانب چلا اسی طرح اس مہر سپہر ساحری کو اس نے قطع منازل کرانا شروع کیا اور آسمان حسن کو چکر میں ڈالا۔ دوپہر کامل اس ماہ کو پھرایا۔ عجب حال اس کا بنایا کہ پائنچے چھوٹے ہوئے۔ پسینے سے پوشاک بدن کی ملگجی۔ جسم تمام عرق میں ڈوبا ہوا۔ باغ حسن پر اوس پڑی ہوئی مسی کی اودی پپڑیاں ہونٹوں پر رنگ رخ فق فق صباحت میں صادق مگر بے رونق۔ دل میں تھک جانے سے قلق گھسیانا پن۔ چہرہ سے ظاہر گیسوؤں کا رخسار پر پیچ کھانا گویا افسوں خواں ساحر۔بالآخر جب زیادہ دوا دوش اس نے کی۔ غضب ناک ہو کر سوچی کہ عمرو سرگروہ عیاراں عالم ہے اس کو مع دونوں عیاروں کے چل کر مار ڈال۔ قران اس کی رہائی کے لیے خود آئے گا اسے بھی قید کر لینا۔ یہ تجویز کر کے اسی طرف روانہ ہوئی۔

ادھر قران تو اس کی فکر میں تھا ہی۔ جب خوب اس کو دوڑا چکا۔ ایک مقام پر بیٹھ کر پہلے خوب آسودہ ہوا پھر فال دیکھی معلوم ہوا کہ ساحرہ جانب جنوب تیرے مسکن کی سمت جاتی ہے۔ یہ معلوم کر کے بہت جلد رواں ہوا اور اس سے آگے نکل گیا اور

ایک مقام پر دامن کوہ میں بہت سے درخت دیکھ کر اور صحرائے سبزہ زار ملاحظہ کر کے جلدی جلدی خنجر سے چار شجر پراز و گل و ثمر بیخ سے کھود کر اکھاڑے اور میدان مصفا تجویز کر کے چار کونوں پر ان درختوں کا بگایا اور سب پھل ان کے توڑ لیے۔ ہر نہال میں چند پھل باقی رکھ کر اس طرح سے انہیں چاک کیا کہ تا کہ چاک ہونا ثابت نہ ہو۔ پس ان میں بیہوشی داخل کی اس طرح کہ تمام جگر ان کا روغن بیہوشی سے خوب تر ہو گیا۔

جب یہ باغبان گلشن عیاری میں کر چکا۔ بیچ میں ان درختوں کے زمین کھود کر لحد ایسی بنائی اور اس میں اتر کر مٹی سے سارا جسم اپنا چھپا لیا۔ صرف دو آنکھیں اور ناک باہر رکھی اور انتظار ساحرہ غدار میں بیٹھا۔ آپ دفن ہو کر اس کو زندہ درگور کرنی کی فکر فرمائی۔ نظر کر وہ بوتراب کو خاکساری کی تیاری پسند آئی۔ جو فکر کہ یہ مستر کر کے بیٹھا تھا وہی سامنا ہوا کہ یہ ساحرہ اس طرف کو آئی۔ درخت بھی مثل گلدستہ کے بہت خوشنما دیکھے اور پھول اور پھل بھی عجائب اور عمدہ نظر آئے۔ تھالے درختوں کے سنگین بنے پائے۔ ہر نہال برنگ تارک الدنیا۔ زبان برگ سے مذمت دنیا کرتا۔ ہر شاخ خمیدہ مراقبہ میں مثل روشن ضمیراں طائر اشجار پر ہمسفر بلبل سدرہ ثمر ہائے بے نظیر ہم رنگ اثمار نہال طوبیٰ دہان شگفتہ پرابہتہ اللہ نباتاً حسنا جاری زبان برگ طوبیٰ لہم و حسن ماب طاری بیچ میں ان اشجار پر بہار کے میدان بسان قلب اہل صفا پاک کہیں نہ خس و خاشاک آئینہ بہار الطاف روح باکمال سے زیادہ تر صاف زمین سبز و خرم پر خصر کا بستر لگا ہوا یا اس زمین صاف و سبز پر یہ گمان کہ رومیوں نے بحکم اسکندر روہر وہ آئینہ بنایا تھا۔ جس نے نقاش فلک کی صنعت گری کا مثل نقاشاں چین عکس اتارا تھا۔ ہمسر پر طوطی سطحہ غبرا تھا بلکہ اس مقام صاف کا طوطی بولتا تھا کہ

زمین ان کی لطافت میں روح سے بہتر
درخت چاروں تھے جسم زمین کے عنصر

URDU4U.COM

ہر درخت کے تھالوں میں جو پتھر لگے تھے۔ ان پر کندہ تھا کہ یہ مقام سامری کے جوگی کا ہے۔ جوگی زمین میں گڑھا ہوا پنتشیا جمشید کی کر رہا ہے۔ "خبردار اے آئندہ ر روندہ زیادہ تر اس مقام پر پہنچ کر نہ ٹھہرنا صرف جوگی کر درشن کرنا اور اپنا راستہ پکڑنا۔"
ساحرہ نے یہ مضمون جو پڑھا اور ایسے مقام خوشتر کو دیکھا جوگی کی جویا اور مشتاق ہو کر بڑھی ایک مقام پر دو آنکھیں چمکتی دیکھ کر جوتیاں اتاریں اور ہاتھ باندھ کر آگے آئی۔ پہلے سجدہ سامری میں گری اور پھر کچھ اشرفیاں اور زیور اپنا اتار کر سامنے ان کی آنکھوں کے رکھ دیا۔ دیدہ دانستہ دھوکا کھایا۔مطلق خیال عیار نہ آیا۔ ہاتھ جوڑ کر کڑ گڑائی: "اے سامری کے جوگی۔ اے خداوند کے اچھے بندے میرے من کی اچھیا پوری کر۔ خداوند میرا مجھ سے تمام عمر راضی ہے۔اپنے بیریوں کو میں ماروں۔ لڑائی جیت جاؤں۔"
اس صنم زیبا کا اور بت رعنا کا یہ پوجا دیکھ کر جوگی کاذرا سا منہ بھی مٹی سے باہر نکلا اور بہت آہستہ سے کہا: "بچا' جا ایک پھل کسی درخت کا توڑ کر ہمارے درختوں .میں سے کھا لے' تیرے سب کام سپھوزن ہوں گے پھلے پھولے گی۔ اب زیادہ یہاں نہ ٹھہر۔ سامری کی یاد میں جمشید کے دھیان میں فرق آتا ہے۔ اہیر ہوتی ہے۔
یہ سنکر ساحرہ اٹھی اور گرد جوگی کے پھری۔ پھر ایک درخت کے قریب جا کر پھل ایک توڑا اور سامری کو یاد کر کے جمشید کی دھیان میں ڈوب کر پھل کھایا۔ دو قدم پھل کھا کر چلی تھی کہ چکر آیا۔ بیہوشی نے اثر دکھایا یا غش کھا کر گری۔ عیار جس نے یہ شگوفہ کھلایا تھا بوٹا سا زمین سے نکل کر نعرہ کر کے منم مہتراں و بہتر بہتراں عید ذلیل ایز منان مہتر قران۔"
یہ نعرہ کر کے بغدہ تانے جانب صحرا چلا۔ ادھر سے تو یہ چلا۔ اس طرف پہلوئے افراسیاب

سے اٹھ کر آئے ہوئے ساحرہ کو عرصہ بہت گذرا تھا اور ساحرہ کہہ آئی تھی کہ میں نے عیاروں کو قید کرنے جاتی ہوں۔ شاہ طلسم کو دیر ہونے سے فکر ہوئی کہ ایسا نعرہ نہ ہو معشوقہ میری قتل ہو جائے۔ اس خیال سے اس نے کتاب سامری منگا کر ح آل اس کا دیکھا تو معلوم ہوا کہ قران عیار اس کو قتل کیا چاہتا ہے۔

یہ معلوم کر کے کتاب بند کر کے بزور اسحر اڑا اور ازبسکہ بادشاہ طلسم ہے۔ مسافت راہ بہت جلد طے کرتا ہے یہ معلوم کر کے اس میدان میں کہ جہاں معشوقہ اس کی بیہوش ہے، اس وقت پہنچا کہ قران بغدہ سر پر ساحرہ کے لگایا چاہتا تھا۔ اس نے نعرہ نعرہ یہ کہا کہ "باش"

یہ کلمہ ایسا پر اثر تھا کہ عیار مذکور کے دشت وپا میں قوت نہ رہی۔ ہاتھ اسی طرح اونچا رہ گیا اور پاؤں سے بھاگا نہ کیا۔ ناچار کھڑا رہا۔ شاہ جاوداں نے زمین پر کھڑے ہو کر اپنی محبوبہ کو فرش خاک پر پڑے پایا۔ ران حیرانی سے آئینہ نمط چمکتی اور کھلی ہوئی تھی۔ زلف بصد پریشانی رخ پر لہرا رہی تھی۔ انگیا کا بند ٹوٹ گیا تھا۔ چھاتی باہر نکلی تھی۔ بلوریں گیند سینہ پر دھرا تھا۔ یا قمقمہ رنگ سے بھرا تھا۔ پیڑو کا ابھار سرکشی عیار کا پتہ زبان حال سے دے رہا تھا۔ بھٹنی تھی یا تیرگی غم چھاتی کے منہ پر چھائی تھی۔ جوبن سارا خاک میں ملنے کی نوبت آئی۔ شاہ جاوداں اس کے سینہ سے لپٹ گیا۔ منہ پر منہ رکھ دیا اور رونے لگا۔ گلاب اشک کا خاکسار پر چھکا آنکھ اس گلبدن کی کھل گئی۔ گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔ دوپٹہ سنبھال کر اوڑھا۔ انگیا کی کٹواری اتاری۔ بدن سب شرما کر ڈھانکا۔ شوہر کو دیکھ کر نیچی نظروں سے کچھ شرمائی لجائی۔ آنکھوں کو پھر کرا ادائے مستانہ دکھائی تیوری چڑھا کر' سنبھلو صاحب زبان پر لائی۔ پھر سسکی بھر کر روئی۔ "یہ کیا آفت ہے۔" کہہ کر اٹھی۔

بادشاہ نے فرمایا: "اے جانی' تو اس طرح بیہوش تھی۔ میں نے آکر ہوشیار کیا اور اس ناعیار کو گرفتار کیا۔ غضب کیا تھا اس ظالم اظلم نے کہ چراغ حسن صرصر ستم سے بجھانا

چاہا تھا اور خانہ عیش میرا تاریک کرنا اس کے دل میں آیا تھا۔"
یہ تقریر سن کر ساحرہ بغضب تمام تر تیغہ لے کر جانب قران چلی اور مہتر مذکور نے صورت مرگ آئینہ شمشیر میں دیکھ کر دعا کی کہ: "اے خالق کل مخلوقات واسطہ شیر کا اپنے' میری مدد فرما اور بھیج میری رہائی کے لیے اس لیے اس اپنے بندے کو کہ جس کی یہ شان رفیع ہے۔

صورتے گرد و مجسم فتح گوید آشکار

لافتہ الاعلی سیف الا ذوالفقار

یہ دعا اس کی درگاہ خدا میں قبول ہوئی۔ یعنی ملکہ بہار جو چھوٹ کر اپنے لشکر گئی۔ حال عیاراں ملکہ مہ رخ و دیگر ساحراں سے بیان کیا کیہ ملکہ مہ رخ نے مرات صلاح سامنے رکھ کر یہ صورت نیک دیکھی کہ یہ ساحر زبردست ہے۔ ہم لوگ بھی بطور مخفی عیاروں کے معین رہیں تو بہتر ہے۔ پس یہ مشورہ کر کے ازبسکہ آپ بادشاہ لشکر تھی جانا مناسب نہ سمجھی۔ ملکہ بہار کو چالیس ہزار ساحران نامدار سے روانہ کیا۔
ملکہ مذکور فوج ساحران کو لے کر ایک صحرا میں ٹھہری اور آپ طائران سحر برائے اور اک حال عیاراں خوشخصال روانہ کئے۔ ایک بار تو طائروں نے خبر گرفتار عمرو و برق و ضرغام دی۔ ملکہ ایک سحر نہایت زبردست تیار کر رہی تھی۔ اس وجہ سے تامل پذیر ہوئی۔ پھر طائروں نے خبر دی کہ مہتر قران اس طرح ساحرہ کو چکر دے رہے ہیں۔ بہار بہت ہنسی۔ پھر ساحرہ کی بیہوش کی خبر پہنچی۔ یہ بہت خوش ہوئی۔ آخر آنا شاہ طلسم کا اور قید ہونا مہتر مذکور کا سنا۔ فوراً نفیر سحر کو بجایا اور لشکر ساحران تیار کرایا۔ ساحر باز اور بط پر سوار ہو کر چلے۔ ملکہ مع فوج اس وقت آکر یہاں پہنچی کہ ظلمات تلوار لے کر قران کے قریب پہنچی تھی۔ بہار نے پہنچتے ہی ایک گولا سحر فولا دی اس کے سینہ پر تاک کر مارا کہ گولا لوکا آگ کا بنا ہوا اس کے سینہ پر آکر پڑا۔ اگر کوئی اور ساحر

ہوتا تو یقین تھا کہ گولہ پشت توڑ کر نکل جاتا مگر یہ ساحرہ زبردست ہے گولا پڑنے سے بیہوش ہو کر گری۔ اس وقت چالیس ہزار ساحر ہمراہ بہار چیدہ روزگار آئے تھے۔ وہ سب بجلیاں بنے اور کڑ کڑا کر گرے کہ کام اس ساحرہ نافرجام کا تمام کر دیں۔

URDU4U.COM

لیکن شاہ جاوداں وہاں موجود تھا۔ بیتابانہ دوڑا اور ایسا افسوں پڑھا کر چالیس سپریں ظلمات پر چھا گئیں مگر بجلیاں ان کو کاٹ کر ساحرہ پر چلیں تھیں کہ بادشاہ نے پھر سحر کی دستک دی کہ وہ برقیں زمین پر الگ کریں اور بجلیوں سے سب نے صورتیں ساحروں کی پیدا کیں اور ترسول اور پنسول وغیرہ حربہ سحر کے وہ سب پکڑ کر شاہ چلے۔ بادشاہ سمجھا کہ یہ فوج بہت ہے اور ملکہ بہار اس لشکر کی سردار ہے اور یہ معشوقہ گلغدار ہے۔ پس اگر تو لڑے گا تو یہ محبوبہ قتل ہو جائے گی اور عجب کیا ہے جو اس ہنگامہ میں ظلمات بھی قتل ہو جائے۔ لہاذا یہاں سے ٹل جانا چاہیے۔ یہ سوچ کر پنجہ بن جو گرا۔ ظلمات کو اٹھا کر بلند ہو گیا ساحروں نے ناریل نارنج ترنج بہت سے مارے۔ مگر وہ بادشاہ ہے کچھ اثر نہ ہوا۔ ملکہ بہار اور جملہ ساحران نامدار نے مل کر اس وقت سحر خوانی ایسی کہ شاہ طلسم کا سحر قران پر دفع ہوا اور وہ رہا ہوا اور اس نے سب حال خواجہ وغیرہ کا گرفتار ہونا ملکہ سے بیان کیا اور کہا: ”ساحرہ میرے مقام پر ان کو قید کر کے آئی ہو تو عجب نہیں۔ کیونکہ اسی جگہ سے میرا تعاقب اس نے کیا تھا۔ ملکہ مذکور نے ین ماجرا سنکر اس کے ہمراہ اس کی جگہ پر آئی اور یہ سحر شاہ طلسم کا نہ تھا۔ بلکہ ظلمات کے سحر میں خواجہ وغیرہ جملہ عیار گرفتار تھے۔

پس بہار نے اس سحر کو اکیلے روکا۔ عیار سب رہا ہوتے ہی رو بفرار لائے اور سمجھے کہ ظلمات جادوگرنی زبردست ہے اس پر سمجھ بوجھ کر عیاری کرنا چاہیے اور اس کے پنجہ ظلم سے بچنا زیبا ہے۔ غرضیکہ یہ تو سب صحرا و کوہ میں متفرق ہو کر اپنی تدبیر میں مصروف ہوئے اور ملکہ بہار اپنے لشکر کی طرف مراجعت فرما ہوئی۔

- ملکہ حنا جادو

لیکن افراسیاب اپنی محبوبہ کو گلے لگائے ایک مقام پر صحرا میں آیا اور وہاں ٹھہر کر رو سحر پڑھا کہ ملکہ ظلمات کو ہوش آیا۔ شاہ نے کیفیت سے مطلع کر کے فرمایا: "اے ملکہ اب لشکر عیاروں کا تعاقب نہ کرو ایسا نہ ہو کسی آفت میں مبتلا ہو جاؤ۔
اس نے جواب دیا: "اے میرے بادشاہ میں غافل تھی جو بہار نے گولا سحر کا مارا۔ اب میں اس کو زندہ نہ چھوڑوں گی اور آپ میرے ساتھ نہ رہیے۔ ورنہ جملہ حریف طعنہ زن ہوں گے باامداد بادشاہ ظلمات مقابلہ کرتی ہے اے میرے بادشاہ قسم ہے آ کو سامری کی کہ لشکر میں جایئے اور اگر ایسا ہی میری تنہائی کا خیال ہے تو میری کچھ فوج اور چند انیسوں کو میرے پاس بھیج دیجئے۔"
بادشاہ قسم دینے سے ناچار ہوا اور پھر لشکر میں آیا۔ اس کی انیسوں کو سامنے بلا کر حکم سنایا کہ "فوج ہمراہ لے کر اپنی ملکہ اعانت کو جاؤ۔" انیسوں نے یہ حکم سنکر لشکر کو جلد تیار کرایا۔ گھنٹے بجے ناقوس پھنکے سواروں کے پرے فوجوں کے دل پیادوں کے نشان کھلے۔ پلٹنیں اور رسالہ اسلحہ سے آراستہ اسباب سحر سے پیراستہ مراکب ہائے پرندو طائران سحر پر چڑھ کر چلے۔ کسی طرف سے دریا جوش مار کر روان ہوا۔ کہیں ہوم کا بلند دھواں ہوا کسی جگہ ابر سرخ سحر کا آتش فشاں ہوا۔ کہیں سانپوں کی مار ہوئی کسی سمت عقرب کی بوچھاڑ ہوئی۔ سیل فنا کی طرح یہ لشکر جوش مار کر چلا جیسے ٹڈی دل اٹدا کہ

روانہ ہوا لشکر لا تعد
نہ کچھ جس کی گنتی نہ پیدا تھی حد
urdu4u.com
کسی جا پہ جادوگروں کی قطار
کسی سمت کو ساحرہ بیشمار
وہ آواز قرنا و بیروں کا غل
زمانہ پر از شور بوق و دہل
یقین تھا کہ بہرام خنجر گذار
فلک پر سے بھی لائے رو در فراز
وہ لہرا کے چلنا ہر اک فوج کا
وہ اٹھنا یم قہر کی موج کا

یہ خبر ملکہ مہ رخ کو جو آسیس نے پہنچائی اس نے بھی نفیر سحر بجائی ادھر بھی جلد تر کمر بندھی ہوئی۔ ملکہ موصوفہ نے چند سرداروں کو لشکر کے جراروں کو برائے حفاظت خیام و خر گاہ اس مقام پر چھوڑا اور آپ تخت سحر پر سوار ہو کر ساحران نامدار کی جمعیت سے روانہ ہوئی۔ صدائے بوق و نفیر سے دنیا بھر گئی۔ فوج ہی فوج دکھائی دی جدھر نظر گئی۔ جادوگرنیوں کی آن بان طاؤس و ہنس و بوتیمار زیر ران ان کے ہر ایک کے جوبن جوانی کے دن رن پر چڑھنے سے زیادہ حسن کی بہار انتہا کا جوبن رخ رنگین غیرت گلشن منہ غصہ سے سب کے گلنبار سیندور کے ٹیکے ماتھے پر لگے۔ آسمان حسن میں ستارے نکلے ہوئے گاتیان دوپٹے کی باندھے کمر مرنے پر کسے' چھاتیاں نکیلی سنانیں آبدار تھیں۔ بے مارے جگر کے پار تھیں۔ ابروان خمدار وہ کمان جس میں تیرمژگان جڑے ہوئے کہ

کم نہیں ابروؤں سے یا آنکھیں
دو کیا ہو گئیں جو چار آنکھیں

URDU4U .COM

سحاب سحر ہر ایک کے سر پر سایہ انداز معشوقان سرا پاناز ناریل نارنج ترنج اچھالتیں۔ جے استاد کی بولتیں۔ جادوگر ہر ایک یاد گار جے پال استاد و شہپال قشقے ماتھوں پر دیئے ترسول اور پنسول ہاتھوں میں لیے آگے ہر پلٹن کے ڈمبر و بجتا' کہیں پیادوں کی قطار۔ کہیں سواروں کا پرا کسی طرف غازیاں صف شکن کا مجمع یہ نقشہ کہ

ہر اک ساحرہ شیر و شمشیر زن
ہزاروں جنہیں یاد جادو کے فن
چلیں اپنا جوبن دکھاتی ہوئیں
وہ رال اور گو گل جلاتی ہوئیں
کسی کی بھری مانگ صندل سحر تھی
کسی کی سیہ آنکھ کاجل سے تھی
تہ ران تھے طاؤس آتش فشاں
سروں پر سیہ ابر کے سائبان
برستے ہوئے ساتھ آتش کے تیر
کہ تھا ڈر سے ترک فلک گوشہ گیر

بایں جاہ و جلال یہ لشکر بہر جدال سمت بہار باقبال چلا اس طرف سے انیساں ظلمات فوج لے کر چلیں ہنوز یہ دو لشکر راہ میں ہیں کہ ظلمات شاہ جاوداں کو رخصت کر کے جو چلی راہ میں بہار تھی۔ یہ پہنچتے ہی پکاری: "اری او جھلو میری سوت کی بہن سوت پرانی خوب تو عیاروں کے پیچھے پھیپڑا تلتی ہے۔"

یہ کہہ اپنے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اور بالوں کو کھول کر اپنے رخسار پر چھوڑ لیا اور جوڑے سے ایک ناریل بھی نکالا۔ زلف خورشید عارض پر گھٹا کی طرح آنا تھا کہ اس نے نعرہ کیا۔ میری زلف کی صورت نظر دشمن میں دنیا سیاہ ہو جائے۔"

URDU4U.COM

یہ کہتے ہی عالم میں تاریکی پھیلنا شروع ہوئی اور اس نے وہ ناریل بھی کھینچ مارا کہ اس میں سے سیاہی نکل کر کاجل کی طرح جھڑنے لگی۔ چادر سیاہی کی مثل چار و آب پڑنے لگی۔ بہار نے ہر چند رو اس افسوں کا کیا۔ ممکن نہ ہوا۔ کچھ دیر میں سب کی آنکھوں سے روشنی کم ہوئی اور بینائی کم ہوئی کہ

گیا چشم گیتی سے نور نگاہ
فلک پر ہوا مہر تاباں سیاہ
ہوا تیرہ اس درجہ ہامون فراغ
بجھا خانہ چرخ کا بھی چراغ

ملکہ بہار نے چاہا کہ میں پرواز کر کے اس سیاہی سے نکل جاؤں لیکن میسر نہ ہوا۔ جہان تک نظر کی دنیا اندھیر نظر آئی۔ لشکریوں نے جلد تر مشعلیں دسحر جلائی۔ مشعل بھی جل کر بجھ گئی۔ اس عرصہ میں فوج ظلمات کی آپہنچی اور ایک طرف مہ رخ لشکر لیے اسی جگہ وارد ہوئی۔ یہ عالم تھا کہ دونوں جانب کوس روماتے گرجتے اور بجتے نوبت اور جھانجھ آگے آگے شور کرتے۔ ٹکڑیاں ساحروں کی اور غول جادوگرنیوں کے پیدا ہوئے نشاں اور علم کے پھریرے کھلے تھے۔ زمین و آسمان چار طرف لشکر ہی لشکر نظر آتا تھا۔ غریو ایسا تھا کہ ترک فلک گھبراتا تھا۔ مہر گردوں تھراتا تھا۔ ان لشکریوں نے پہنچتے ہی صف آرائی کی گرد اس قدر چھائی تھی۔ کہ خاک سوجھائی نہیں دیتا تھا۔ سحر کی ہوا چلی۔ گردو غبار اڑا لے گئی۔ سقائی ابر سحر نے کی۔ خس و خاشاک کا نام نہ رہا۔ میدان پاک ہوا۔ گھٹائیں آئیں بجلی چمکی۔ ہلکی ہلکی بوندیاں پڑیں۔ صفیں معینہ و میسرہ

وغیرہ کی جم گئیں۔ نقیب کڑکیٹ چاؤش میدان میں نکل کر پکارے: "ہاں رن چڑھنے والو۔ نام پہ مرنے والو آج نام سامری وجمشید مٹا دو۔ دشمن کو رو بد دکھا دو۔ یہ میدان ہاتھ سے نہ جائے۔ جان جائے' مگر مردوں کی بات نہ جائے۔"

URDU4U .COM

یہ کہہ کر وہ ہٹے تھے کہ ظلمات جانب مہ رخ بڑھی اور اسی زلف رخ پر بکھرائے ناریل اچھالتی سامنے آئی ادھر سے مہ رخ بڑھی۔ آپس میں چوٹ چلنے لگی۔ کبھی اس نے اس شعلہ خو پر آگ برسائی۔ کبھی اس نے آپ سحر برسا کر بجھا دی۔ اس کے سر پر بجلی گرا دی تو اس نے رو سحر کا کر کے سنگباری کی۔ اس نے وہ کرشمہ بھی دفع کیا اور نیا جادو کیا کہ لشکری حریف کے دیوانے ہوئے۔ عقل خرد سے بیگانے ہوئے ہنگامہ عظیم برپا ہوا۔ اسی قیامت خیز معرکہ میں ظلمات نے وہ سحر کیا کہ زلف سے پھر سیاہی نکل کر بڑھنے لگی۔ اور لشکر پہ رخ پھیلنے لگی۔ ملکہ مذکور نے بہت کچھ سحر اس کے دفع کرنے کو کئے لیکن سیاہی پر فروغ نہ لے گئی۔ دم بھر میں وہ تاریکی تمام عالم میں پھیل گئی۔ مہ رخ ناچار پیچھے ہٹی۔ ظلمات نے اپنے لشکریوں کو للکارا: "ہاں نمک حراموں کو جانے نہ دینا۔ لشکر کے سردار ساحران ذی وقار شمشیر ہائے سحر کھینچ کر لینا لینا کہہ کر چلے۔ اس طرف سے وہ بھی اندھے بھی جان بچانے کے لیے تیغ و خنجر پکڑ پکڑ کر بڑھے لیکن ان کو اس حال میں چھوڑ کر اور ماجرا سنئے کہ

کوکب جو پتلا تاریک کی پتلی جلانے کے لیے بھیج کر قلعے میں اپنے منتظر بیٹھا تھا کہ کچھ حال پتلے کا معلوم ہو کہ اس پر کیا سانحہ گذرا اور انہیں معلوم کہ خواجہ ہمارہ ایلچی گئے تھے ان کا کیا حال ہوا۔ پس اسی فکر میں اس نے مرات سحر طلب کیا اور حسب دستور آئینہ مذکور سے پنجہ نکلا۔ اس نے سب حال خواجہ کے گرفتار ہونے کا اور ظلمات کے لڑنے کا بہار سے لکھ دیا۔

ملکہ کو یہ حال معلوم ہوتے ہی تشویش ہوئی اور اسی فکر میں اپنی جگہ سے اڑ کر ملکہ حنا گلگون پوش کرے مقام پر آیا۔ ملککہ موصوف نے تعظیم کی۔ چمن ستاں میں مسند پر

بٹھایا۔ حال اس لے گلشن پر بہار اول میں تحریر ہو چکا۔
فی الحال اس معشوقہ باوفا نے چہرہ زیبائے بادشاہ متغیر دیکھ کر سبب سنجیدگی استفسار کیا۔
URDU4U .COM
بادشاہ نے من و عن کیفیت بیان فرمائی۔ اس نے عرض کی کہ ظلمات ساحرہ زبردست ہے کہ وہ شاگرد تاریک ہے۔ لیکن اس اپنی کنیز کو اگر اجازت دیجئے تو اس سے جا کر مقابلہ کرے اور باقبال شہنشاہی اس کو مارے۔ بادشاہ نے فرمایا: "بہار باغ خوش رنگی تو کیونکر اس خار گلزار کج ادائی کو قتل کرے گی۔" اس گل رعنا نے جواب دیا: "میں ایک مرتبہ جب طلسم ہوشربا میں غدر نہ تھا اور افراسیاب سے اور آپ سے دوستی تھی۔ الاؤ پر تاریک کے پاس گئی تھی اور وہ مجھ کو گنبد سامری پر لے گئی تھی۔ وہاں اس کر بہت تحفے ملے تھے۔ مگر مجھ کو ایک ناریل ملا تھا کہ اس کا اثر یہ ظاہر ہوا تھا۔ کہ سوائے بادشاہاں طلسم کے جس پر وہ لگایا جاوے کیسا ہی ساحر ہو۔ مگر جان سلامت نہ لے جائے۔ پس وہ ناریل میں نے ساحر زبردست کے مقابلہ رکھا ہے۔ آج تک کام اس سے نہیں لیا ہے۔
بادشاہ نے جب یہ ماجرا سنا اس لعبت دلفریب با زینت و زینت کو سنجندہ پیشانی حکم روانگی دیا اور فرمایا: "اگر شاہ ساحران تجھ سے آ کر ہم نبرد ہو گا تو یہ شیدا تیرا مدد کو آئے گا۔ جا تجھ کو سپرد کار ساز حقیقی کیا۔"
اس فرشک چمن نے یہ سنکر اسی وقت کنیزوں اور نیسوں وغیرہ کو بلایا اور حکم تیاری لشکر دیا۔ کچھ عرصہ میں لشکر مسلح و مکمل ہو کر حاضر ہوا۔ شاہ نے دیکھا کہ دو لکنہ ابر سرخ و زرد سفید آگے لشکر کے ہیں اور ان پر نقارہ نقرئی و طلائی لدے ہیں اور ان ابروں سے پتلے و مبدم نکل کر نقاروں پر دوال دیتے ہیں۔ بام سحاب پر نقارخانہ بار ہے۔ یا فیل گردوں جلوہ داری کو دمامہ لادے تیار ہے۔ بعد اس کارخانہ کے ایک کالی گھٹا پیدا ہوئی کہ بارگاہ خیام اس بار تھے اور اس گھٹا سے ترشح ہوتی تھی کہ گردو غبار بٹھاتی تھی۔ یہ جب بھی نکل گئی۔ پھر ایک طبقہ زمین اڑتا ہوا نظر آیا کہ اس باغ بہار

آگیں لگا تھا۔ گلہائے رنگیں و اثمار لطیف و شیریں سے پھولا پھلا تھا۔ برے ہوا اس گلزار کا چلنا طرفہ تماشا تھا۔ شاہد بہار کا کوچ و مقام کرنا ہوائے بہاریں کا فیض عام ہونا۔ فصل گل کے مع الخیر ہر شہر میں داخلے۔ پھول اس گلشن کے یہ ثابت ہوا کہ آسمان بہار کے سیارے بستان بوئے گل بہار نے کلیوں کی کھڑکیوں سے نکل کر گلیوں میں پھرنا شروع کیا اور برنگ نسیم گلشن اس گلزار نے چلنا پسند فرمایا تھا۔ محبوباً گل خراماں خراماں رواں کبک ہزار جان سے اس پر قربان اس چمن ستان کا جنگ پر چڑھنا پسند فرمایا تھا۔ گلشن کاٹتا' گل عباس طرم بجاتا ہے۔ گلگون لالہ داغ دکھاتا تھا۔ نرگس نظر باز تھی زبان مومن بحر ساز تھی۔ زلف سنبل کمن گلوگیر چنار شعلہ باری کی تدبیر غنچہ غصے سے منہ پھیلائے گل چہرہ لال کئی بلبلوں کا عہدہ نقابت خاطر خزاں میں تجمل بہار کی مہابت بیچ میں اس گلشن کے ایک چبوترہ سنگ لرخ کا بنا نمگیرہ اس پر کاشانی مخمل کا کھینچا۔ مسند مقرق زیر نمگیزہ بچھی دوہری باڑھ مردنگیوں کی لگی۔ اسباب عیش و نشاط چنگیزیں چوگھڑے رکھے۔ کنیزاں گلردیا سمن بو ہزاروں' ہزاروں اس گلستان میں ہر ایک کی مستانی چال بانگی ادا گل ان کے عارض رنگین سے شرماتا لالہ ان کی شمائل پر داغ کھاتا سرو موزوں قامت رعنا پر ان کے قربان یا سمن کی وہ آرام دہ دل و جان ملکہ حنا اس بوستان میں اتر گئی اور چبوترہ پر جا کر مسند پر جلوہ گر ہوئی۔ گرد چبوترے کے ناندے چینی کے رکھے تھے۔ ان میں درخت مہندی کے لگے تھے۔ ساوَنی پھولی بوندیاں پڑنے لگیں۔ جھولے درختوں میں پڑے تھے۔ خوش گل گوں زہرہ جبیں ملار گانے لگے اور وہ باغ سن سن بروے ہوا پرواز کر گیا۔ اس کے جانے کے بعد لشکر ساحران طائران خوش رنگ پر سوار جادوگرنیاں نہایت طرحداری ہنسی کھلکھلاتی نیز تگیان سحر کی دکھلاتی گذریں۔ پھر سواران جرار مرکب ہائے پرند پر سوار لباس زریں پہنے بصد فرد تمکین نکلے۔ کہاں تک اس لشکر کا عظو شان بیان ہوا۔ گرد اس بیان کے سامنے رستم کی داستان ہو۔ فلک پیر نے کبھی ایسا تجمل نہ دیکھا تاھ۔ اسی سبب سے حیران تھا۔

اسی کر و فر سے معشوقہ کوکب بعجلت تمام طلسمی قطع مسافت کر کے اس وقت مقابلہ میں ظلمات کے پہنچی کہ مہ رخ اس سے مغلوب ہو کر ہٹتی آتی تھی کہ یکایک بالائے ہوا نوبت و نقارہ بجتے سنائی دیئے اور ابر اتر کر نقار خانہ ایک سمت قائم ہوا اور باغ پر بہار ملکہ حنا آیا۔ لشکر جرار نے پرایا جمایا اور ملکہ مذکور نے مہ رخ کو میدان سے ہٹا کر آپ ظلمات کا سامنا کیا۔ اب کیفیت کا سامنا تھا کہ معشوقین دونوں طلسم کے بادشاہوں کی مقابل تھیں دو مہر تاباں آسمان حسن کو جلال آیا تھا۔ دو ماہ درخشاں فلک جمال نے سرد مہری کا نقشہ جمایا تھا۔ دو شاہ کشور خوبی باہم آمادہ نبرد' دو گوہر قلزم محبوبی کی ابرو پر گرد۔

غرضیکہ ظلمات پائنچے ناز سے کلائی پر ڈال کر آگے بڑھی اور زلف چلیپا کو جنبش دینے لگی۔ سیاہی اس میں سے نکلنے لگی۔ جیسے سنبلستان سے نسیم مشکبار چلی۔ا س طرف زلف لہرائی اور شمیم جان پرور آیسی آئی کہ مشام لشکریاں حریف بسد بیخود ہو کر شعر عاشقانہ پڑھنے لگے۔

ملکہ حنا نے جو یہ نقشہ دیکھا کہ سیاہی پھیلتی جاتی ہے اور مار زلف سب کو سونگھ کر بیہوش کر رہا ہے۔ ازبسکہ باغ پر بہار سے نکل آئی تھی۔ پس کچھ افسوں پڑھ کر دستک زن ہوئی۔ فوراً ایک تخت پیدا ہوا کہ اس درخت مہندی کے ناندوں میں لگے تھے۔ یہ قریب تخت گئی اور اس گلرو نے مہندی تور کر دست نگاریں میں ملی ہوائے سرد کے جھونکوں کے آنے لگے۔ ابر گھر آیا بوندیاں پڑیں۔ موسم برسات کا ظاہر ہوا۔ پھر تو یہ عالم تھا کہ

بہار آئی کہاں تو ساقیا ہے
تصور ہر گھڑی مجھ کو تیرا ہے
زمرد ہوگئی سازی زمیں ہے
ہر ایک سو باغ میں سبزہ اگا ہے

وہ پانی نہر میں ہے صاف جاری
URDU4U.COM
کہ جس پہ دل میرا لہرا رہا ہے
ملاروں کی کہیں آتی ہے آواز
کسی جا شاخ میں جھولا پڑا ہے
کہیں حق سرہ کہتی ہے قمری
پپیہے کی کہیں پی پی صدا ہے
کسی جا نعرہ زن پھرتی ہے کوئل
کہیں پہ آم کا ٹپکا پڑا ہے
کہیں پر فاختہ کہتی ہے کوکو
کہیں طاؤس رنگین ناچتا ہے
ہزاروں بلبلیں ہیں چہچہاتی
غرض ہر سو نیا اک گل کھلا ہے
وہ جوبن ماہرویوں پر اسدم
پری اور حور بھی ان پر فدا ہے
حنا معشوقہ رنگین کوکب
اسی صورت سے بس آراستہ ہے
مسی ہونٹوں پہ آنکھوں میں سرمہ
رچی ہاتھوں میں پاؤں میں حنا ہے
طلائی ہے پڑا موباف سر میں
چنی ماتھے پہ افشاں خوشنما ہے
گلابی پائجامہ سرخ کرتی
دوپٹہ گاچ کا دھانی رنگا ہے
ملا ہے عطر مجموعہ کا ایسا
کہ سارا جسم عنبر میں بسا ہے

وہ ساون کا مہینہ اور یہ جوبن
کہوں کیا میں کہ یہ کیسا مزا ہے

URDU4U.COM

یہ موسم فرخ افزا اور حسن دلربا جو لشکریاں ظلمات نے دیکھا بیتیابا نہ گلستان حنا کی طرف چلے اور گریبان ہر ایک زن و مرد نے چاک کئے اور اشعار تعریف موسم برشگال اور وصف جمال حنائے مہر تمثال میں پڑھنے لگے۔ کوئی پکارا کہ

یاد تمہیں ہم کو بھی رنگا رنگ بزم آرائیاں
لیکن اب نقش و نگار طاق نسیاں ہو گئیں

کسی نے کہا

مجھے اب دیکھ کر ابر شفق آلودہ یاد آیا
کہ فرقت میں تری آتش برستی تھی گلستاں پر

ایک بولا کہ

گلشن میں بندوبست برنگ وگر ہے آج
قمری کا حلقہ بیرون در ہے آج

کسی کی زبان تھا کہ

باغ میں مجھ کو نہ بلوا ورنہ میرے حال پر
URDU4U.COM
ہر گل تر ایک چشم خون نشان ہو جائے گا

یہ رنگ جو ظلمات نے دیکھا' ناریل اس دشت بہاریں پر سحر پڑھ کر کھینچ مارا۔ اس ناریل سی ایسی سیاہی نکلی کہ یکایک تمام ارض وغیرہ کالا ہو گیا اور وہ مقام دلکشا نزہت افق نظر مردم سے پوشیدہ ہوا۔ سب کے حواس بجا ہوئے۔ ملکہ حنا نے ایک سحر یہ حال دیکھ کر ایسا پڑھا کہ بے اختیار ہنسی آئی اور دہن تنگ کے کھلتے ہی ایک برق چمکی وہ بجلی بند ہو کر جب اس تاریکی میں گئی' فوراً روشنی ہو گئی اور وہ تاریکی گھٹا بن کر لشکر ظلمات کی طرف روانہ ہوئی اور اس گھٹا کو گھیر کر چمن ستان حنا پر لے گئی اور اس گھٹا سے پانی برسنے لگا۔ جس تختہ گلشن پر وہ پانی پڑا۔ سارا تختہ جل گیا۔ پھر تو تیغہ سحر پکڑ کر ظلمات حنا پر جا پڑی اور چمن ستان کے جلنے سے لشکری بھی ہوشیار ہو گئے تھے۔ ان کو بھی حکم دیا: "محاضرہ لشکر حریف کرو۔"

بموجب حکم ساحران لشکر اور جادو گرنیاں نارنج و ترنج لے کر روانہ ہوئیں۔ ملکہ حنا بھی فوج سے لینا لینا کہ کر چلی۔ ایک طرف سے مہ رخ مع لشکر آ پڑی۔ گھمسان کی مار ہونے لگی۔ لیکن ظلمات نے قریب پہنچ پر تیغ سحر پر سر حنا لگایا۔ اس کمان ابرو نے افسوں پڑھا کہ پنجہ پیدا ہو کر تیغہ سے لپٹ گیا۔ اس نے سحر کر کے پنجہ کو جلایا اور پھر وار کیا۔ حنا نے پھر دستک دی کہ سپریں سحر کی سر پڑ آگئیں۔ تلوار اس کی سپروں پر آ کر رکی۔ اس وقت نعرہ زن ہوئی کہ خبردار او تکاتہ' یہ نہ کہنا آگاہ نہ کیا۔ یہ نعرہ کر کے وہی ناریل گنبد سامری کا کمر سے نکال کر اس کی پیشانی پر لگایا۔ اس نے ہزارہا سحر اس کے روکنے کو پڑھے۔ مگر وہ ناریل نہ رکا اور ماتھے پر جور جوڑ کا کھوپڑی توڑ کر نکل گیا۔ بھیجا اس کا سر سے نکل کر دور گرا اور وہ بھی چرخ کھا کر گری اور تڑپ کر ہلاک ہوئی ایک شور قیامت خیز مرنے سے اس کے برپا ہوا اور

صدا آئی کہ: "ہزار افسوس ملکہ ظلمات کی باغ زندگی پر خزاں آگئی۔ عین موسم شباب میں وہ گل رعنا مرجھا گئی۔"

غرض بیر سحر کے روتے پیٹتے جانب شاہ جاوداں چلی اور تاریکی اس کے سحر کی لشکر بہار پر سے دفع ہوئی۔ لشکر نے اس کے جو مرنا اپنی مالکہ کا دیکھا' مرنا گوارا کیا اور جی توڑ کر لڑنے لگے۔ اس وقت بہار و حنا و مہ رخ نے تین طرف سے حملہ کیا۔ برف باری اور آتش بازی شروع ہوئی۔ برق سحر خرمن ہستی کو جلانے لگے۔ کشت حیات پر آفت آنے لگی۔ صر صرفنا چلنے لگی۔ نوجوان کی حسرت بمثل پاشی خاک میں ملنے لگی۔ تلوار کے سامنے دانائی کام نہ آئی۔ لاکھ طرح سے تردد کیا۔ جنگ پر خوب جتے اور تلے لیکن جانبر نہ ہو سکے۔ تختہ کار سب کٹ گئے نحیف دھان و پان کے کڑیل جان پامال سم اسپاں تھے۔ روبروئے صیف شتالنگ مرد میدان تھے۔فوج دشمن کی کھیتی کیونکر ہری ہوتی کہ دہقان نے اس کے حال قضا کو قبولیت لکھ دی تھی۔ کچھ ہی دیر میں ہلچل یونہی اس لشکر میں پڑ گئی برف باری سے سخت لشکر پر پالا پڑ گیا۔ایک سمت سے بہار نے لالہ زار پیدا کر کے ہزارہا کو دیوانہ بنا دیا ایک جانب سے حنا نے برسات کا موسم ظاہر کر کے خریف کو مثل رفع قلم کیا اور بسیان خریف زمین میں بویا ایک طرف سے ماہ رخ نے سحر نیرنگ انواع و اقسام کر کے ہزارہا کو مارا۔ جب سحر سے دشمن عاجز ہوئے۔ غازیوں زیر تیغ بے دریغ رکھ لیا۔ یہ ہنگامہ تھا کہ

انیساں ظلمات اندو ہگین
جو تھیں ناز نیناں وہ زہرہ جبین
وہ سب گلعذاراں زیبا صنم
ہوئیں صورت تختہ گل قلم

وہ بیروں کا غل اور باجوں کا شور
یقیں تھا کہ اٹھ بیٹھیں اہل نشور

کہیں سحر کا شجر تھا موج زن
URDU4U.COM
کوئی خرمن جان پہ آتش فگن
پڑھنت ہوتی تھی اور منتر کی جاپ
چمکتی تھی بجلی برستے تھے سانپ
کڑکنا کمانوں کا مانند رعد
برسنا وہ تیروں کا پھر اس کے بعد
چمکتی کہیں برق شمشیر تیز
کہیں خنجر جانستان شعلہ ریز
رواں تھا ہر اک سمت سے بحر خون
دلاور پڑے تھے بہت سرنگوں
غرض دوپہر میں تھا حال واں
نہ لشکر تھے ظلمات نہ تیر رواں

بہت سے ساحر امیر ہوئے اور ہزاروں تہ شمشیر ہوئے۔ جو بھاگے جان بچا لے گئے۔ جب مطلع صاف ہوا۔ حنا سے ماہ رخ و بہار ملیں اور شکریہ بادشاہ کوکب کا ادا کیا۔ پھر اس سے استدعا کی کہ لشکر میں چل کر کچھ دیر استراحت فرمایئے۔ اس نے کہا: "افراسیاب قتل خبر معشوقہ سن کر آئے گا بکھیڑا مچے گا۔ اس وقت شاہ کوکب کو بھی آنا پڑے گا۔ پھر یہاں ٹھہر کر جنگ کو طول دینے سے کیا فائدہ ہے۔ مناسب یہ ہے کہ آپ اپنے لشکر میں جایئے اور میں اپنے گھر جاؤں۔ بادشاہ کوکب میرے منتظر ہوں گے۔" یہ تقریر اس کی ان لوگوں کی پسند آئی اور اس کو رخصت کر کے مع لشکر مراجعت فرمائی۔ یہ سب تو اس طرف پھرے۔

مگر شاہ جاوداں انتظار میں اپنی محبوبہ کے باغ سیب میں بھی نہ گیا تھا۔ لشکر میں اندر بارگاہ کے بیٹھا تھا کہ دفعۃً کچھ ساز سحر کے زمین پر آکر لوٹنے لگے اور ساحر بن کر بصد گریہ و بکا ماجرائے قتل ظلمات زبان پر لائے بادشاہ نے یہ خبر وحشت اثر سن کر نعرہ آہ

مارا اور گریبان تابدا من چاک کیا۔ تاج زمین پر ٹپکا۔ اراکین سلطنت نے بھی بادشاہ کا ساتھ دیا۔ ہر سمت شور گریہ برپا ہوا۔ نالہ شیون سے گیتی خانہ ماتم تھی۔ ہر چشم پر نم تھی۔ دود آہ اس قدر بلند تھی کہ سقف آسمان نیلی کالی نظر آئی۔ دنیا اندھیر ہوئی تھی۔ اس عرصہ میں فوج بفتہ السیف بھاگی ہوئی۔ رو بروے شاہ آئی۔ بادشاہ اپنے وزیروں اور راعیان مملکت کو ہمراہ لے کر روانہ ہوا اور اسی دشت ایک جہان رن پر پڑا تھا۔

ہر ایک بے گورو کفن پڑا تھا' پہنچا اور پکارا: "اے آہو چشم تو کس جگہ نخچیر کی ہوئی پڑی پائے۔ کہاں تیری رعنائی و زیبائی خاک میں ملی ہے۔ اے ماہ تو کس ابر غم میں پنہاں ہے۔ اے میری ہوا خواہ کہاں ہے افسوس تو مجھ کو جواب نہیں دیتی ہے۔ اے مالک جان و دل میری جان و تاب و توان کا حساب نہیں دیتی۔"

یہ کہتا ہوا لاش پر معشوق کی پہنچا۔ دیکھا تو چاند پر خاک پڑی ہے۔ زلف مشک بیز خاک میں اٹی ہے چشم حسرت آلود میں سرمہ خاک گور لگا ہے۔ مستی کے بدلے لب ہر ایک زہر مرگ سے نیلا ہے۔ حنا خون کی دست وپا میں لگی ہے۔ موت طوق بن کر گلو گیر ہوئی ہے۔ چادر خاک اوڑھے۔ دامن خاک سے نہ چھپائے خونی لباس سے شاہانی پوشاک زیب قامت فرمائے دلہن بنی ہوئی وہ سہاگن پڑی ہے۔ اشک خونی کی طرح لوہو کی بوندیں رخسار پر ماتھے سے بہی ہیں۔ موتی کے سہرے کی چہرے پر لڑی ہے۔ مانگ کوکھ کیا سراپا سے سہاگن ٹھنڈی ہے۔ نہ دودھوں نہائی ہے۔ نہ پوتوں پھلی ہے۔ صرف خون میں ڈوبی ہے۔ بادشاہ اس کے جسم خون آلود سے لپٹ گیا اور رخسار سے رخسار اپنا رکھ کر پکارا: "اے صاحب' ایسا سوئی ہو کہ تن بدن کا بھی ہوش نہیں۔ اپنے شیدا کی محبت کا جوش نہیں۔ اے شرم و حیا دکھانے والی لوگ آتے جاتے ہیں۔ تن اپنا ڈھانکوں۔ اے صاحب ہاتھا پائی کرنے میں ہانپو۔ اے جانی' پھر شرما کر نظریں نیچی کر لو۔ پھر جھجک کر گلے سے لپٹو۔ پھر ہم سے روٹھو اور اپنا ماتھا کوٹو۔ ہائے وہ دور ناز غمزہ کدھر گیا۔ اس چاند سی تصویر کو کون خون میں بھر گیا۔ اے میری پیاری

اس جنگل کی فضا تم کو بھا گئی۔ شب وصل میں جاگی تھیں جو ایسی نیند آ گئی۔ ہائے کون سی نظر بد تمہیں کھا گئی۔ تخت سلطنت تمہارے بغیر سونا پڑا ہوا ہے۔ سب مجرائی واسطے تسلیم حاضر ہیں۔ تمہارے برآمد ہونے کے منتظر ہیں۔ اے صاحب نظر اٹھا کر لو۔ خلعت سرفرازی دو۔ اے دلدار میں تجھ کو' اب کہاں پاؤں گا اور کس کس ادا کو تیرے دل مضطرب سے بلاؤں گا کہ

لحاظ آمیز باتیں بھولی بھالی
خفا ہونا اگر ہمزاد بولی
وہ رونا کچھ مزوں کی گفتگو سے
وہ بچنا ہر طرح کی آرزو سے
زبان ساکت رہی عرس ہوس سے
کہ نکلی روح قالب کے قفس سے
نہ ہونے پائے لب لذت چشیدہ
تمنا رہ گئی دامن کشیدہ
ہوا اچھی طرح سے نہ ہمدوش
کنارہ قبر ہے توہم آغوش
یہ دیکھا جب ہر اک نے حال شہ کا
کہا دستور نے اے شاہ والا
طبیعت کو سنبھالیں آپ للہ
نہیں بیتابیوں کا وقت اے شاہ
چلیں حضرت لے آئیں انہیں ہم
نہ ہو ایسا مزاج شاہ برہم
غرض جب گھر میں آیا واں سے سلطان
ہوئے سب جمع خوش واقر باوان

اٹھائی لاش اس گلرو کی جس دم
URDU4U .COM
گریبان چاک تھے برپا تھا ماتم
حجاب خاک میں سوئی وہ دلدار
کیا مدفن جواہر کار تیار

شاہ جاوداں نے ایک نامہ اس سانحہ جانگزا کا ملکہ تاریک کو لکھا اور سیاہ طائر بروز سحر بنا کر اس کے گلے میں باندھ کر روانہ کیا۔ طائر روتا ہوا جمشیدی الاؤ پر گیا۔ تاریک نے نامہ لے کر جب پڑھا رونے لگی اور جواب لکھا: "اے بادشاہ میں وابستہ اس امر کی ہوں کہ حجرہ دوم مجملہ حجرہ ہائے ہفت بلا کے مالکہ ہوں اور وہ حجرہ جب تک نذر کی بھینٹ دے کر نہ کھولا جائے۔ بلا لڑنے نہ جائے گی۔ اگر جائے گی تو آئین طلسم میں فرق آئے گا۔ فی الجملہ اسی سبب سے میرا آنا ہو نہیں سکتا۔ ورنہ اس خون کا قصاص ایسا لیتی کہ ہر دم ایک دم لینا۔ جو گذر جاتا۔ اب تم صبر کرو میں تجویز کر کے کسی اپنے شاگرد کو کچھ دنوں میں بھیجوں گی۔"
یہ جواب طائر نے بادشاہ کو پہنچایا۔ وہ خاموش ہو رہا اور ازبسکہ مدت سے فریفتہ جمال ظلمات تھا اور وصل وہ ملکہ قبول نہ کرتی تھی۔ اب مراد بر آئی تھی۔ بس جدائی اس کی بہت شاق گذری اور اہل دربار سے شکایت کی کہ "وہ دیکھو ہم پر یہ سانحہ عظیم تر گذرا۔ لیکن ملکہ حیرت نے جھوٹوں کو بھی مجھ کو نہ پوچھا کہ تم کیسے ہو۔ کیا بادشاہوں کے محل نہیں ہوتے ہیں۔ پھر اس کا رشک ایسا کرتے ہیں کہ اپنے وارث کے دشمن بن جاتے ہیں۔"
وزیروں نے کہا: "واقعہ میں یہ ان کی نادانی ہے۔ اب حضور ان کی خطا معاف کریں۔"
یہ کلمات تو بادشاہ نے کہے اور مخفی ملکہ مذکور کو لکھ کر بھیجا کہ اے ملکہ تم کو لازم ہے کہ نامہ مشتمل بر عذر لکھ بھیجا۔ حیرت مرگ ظلمات کی خبر سنکر خرسند ہوئی تھی کہ عرضی اعیان سلطنت کی پہنچی۔ اس نے مناسب سمجھ کر نامہ لکھا: "اے بادشاہ مجھ

کو نہایت صدمہ آپ کی معشوقہ کے مرنے کا ہوا۔ قسم ہے سامری کی کہ میں نے ان کے آنے سے ناراض نہ ہوئی تھی۔ بلکہ اتفاقیہ یہ امر ہوا کہ حضور اس وقت گنج بخشی ہو گئی۔ اب میں اس فعل پر نادم ہوں اور دعا کرتی ہوں کہ رمج خاطر شریف دور ہو درست شاد' دشمن پامال رہیں۔ ملازم خوش حال اور آپ با اقبال رہیں۔"

یہ نامہ زمرد جادو لے کر آئی۔ بادشاہ کو نذر دی گرد پھری اور نامہ دے کر کہا: "ملکہ نے رو رو کر جل تھل بھرے ہیں۔ یہی کہتی ہیں کہ میرے وارث کو سامری اس صدمہ جانکاہ سے بچالے۔ اور مجھ سے چلتے چلتے کہہ دیا تھا کہ میری طرف سے بہت کچھ سمجھانا۔ میری جان کی قسم دلانا۔ اے بادشاہ چلئے ملکہ کے پاس اور انہیں منا لائیے۔"

شاہ طلسم نے فرمایا: "وہ میری جان و مال کی مالک ہے۔ سوا اس کے کون میری دلداری کرے گا۔

یہ کہہ کر وہاں سے اسی باغ میں کہ جہاں حیرت فروکش تھی آیا۔ کنیزوں نے تسلیم کی۔ انیساں ملکہ نے بلائیں لیں ملکہ موصوفہ بادشاہ کی صورت دیکھ کر رونے لگی۔ بادشاہ نے اشک اپنے ہاتھ سے پاک کئے۔ ملکہ نے ہاتھ ہٹا دیا اور کہا: "چلو میں ایسے پھلا سڑوں میں نہیں آتی۔ وہی مثل ہے کہ جب آنکھیں ہوئیں چار دل میں آیا پیار۔ آنکھیں ہوئیں اوٹ دل میں پڑی کھوٹ۔ آج تک نہ پوچھا: "تم پر کیا گذری۔ جب رنڈی بازی سے فرصت ملی تو یہاں آئے۔ میں ایسی الفت سے درگذری۔"

انیسوں نے یہ کلام سنکر کہا: "اے شہزادی' یہ تمہاری بیکار کی لڑائی ہے۔ اے بیوی رہتا پانی رہ گیا اور بہتا پانی بہہ گیا۔ اب ان باتوں ذکر کیا۔ شہنشاہ خود رنجیدہ خاطر ہیں۔ ہمارے سر کی قسم ان کی دلجوئی کرو۔"

شاہ جوداں نے انیسوں سے خطاب کیا: "جمشید کی قسم میں ان کی انہیں باتوں سے گھبراتا ہوں۔ جب دیکھے جب جلی کٹی کرتی ہیں۔" انیسوں نے کہا: "اے میاں ناز کر نانا برادر سے اور سودا کر خریدار سے' مثل چلی آتی ہے دوسرے یہ کہ آخر بیوی ہیں کوئی ہاتھ

پکڑی تو ہیں نہیں۔ پھر رنڈی منڈی سے جلنے کی نہیں کہ گھر برباد ہوتا ہے آپ کو مناسب ہے کہ ملکہ کو گلے لگا لیجئے۔ بادشاہ ہاتھ پھیلا کر بڑھا ملکہ نے اس انیس کی طرف تیوری چڑھا کر کہا۔

URDU4U.COM

"خوب تو نے مجھ کو خلیلا بنایا ہے تو آپ بادشاہ پر مرتی ہے۔ حسرت میں بھری ہے۔ گلے سے کیوں نہیں لپٹتی ہے۔"

انیس نے کہا: "چلو میں ہی مستانی سہی کیا کروں' تمہیں کو گلے ملتی دیکھ لوں۔ قصور معاف میں ہی تو رویا کرتی تھی۔ اے بیوی بس باتیں نہ بناؤ۔ لو آؤ گلے سے مل جاؤ۔"

یہ کہہ کر ملکہ ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور بادشاہ کے قریب کر دیا۔ا س نے آغوش محبت میں لیا۔ ملکہ نے غصہ ہو کر کہا: "ارے مردے میرا ہاتھ دکھا جاتا ہے۔ کچھ تیری شامت آئی۔ واہ مجھ کو یہ ہنسی نہیں بھاتی ہے۔ لو اور چونچلے کی خوبی دیکھو۔"

ملکہ کا بکنا کسی نے نہ سنا۔ گلے لگا کر ایک بوسہ رخسار نازک کا لیا۔ پھر تو ملکہ نے خوب اپنے دل کا حوصلہ نکالا اور گلے شکوؤں کا دفتر کھولا

مبارک ہو جو بھایا خوب بھایا
مزا اچھا کوئی دل میں سمایا
مبارک آپ کو ہو آپ کا گھر
بلا سے گو پھروں خوار ومضطر
بپاس عشق چھوڑا مجھ کو تنہا
اجی اچھا کیا اس سے مجھے کیا
کہ جب چاہا گلے آکر لگایا
کبھی تم سے تعلق اب نہ ہو گا
کسی کے دل پہ میں حاکم نہیں ہوں
بلا ہو تمہاری میرا گر خون

بنایا تم نے مجھ کو فاحشہ کیا
URDU4U.COM
کہ جب چاہا گلے آکر لگایا
مناسب ہے کہ مر جاؤں اسی دم
کہ پھر باہم نہ ہوں تا حشر تم ہم
یہ کہہ کر اک نکالا اس نے خنجر
یقین تھا اس کو پہنچائے جگر پر
وہیں سلطان نے روکا ہو کے بیتاب
کہا اس سے کہ سن اے رشک مہتاب
میں صدقے ہوش کیوں کھوتی ہو جانی
ابھی دیکھو بہار نوجوانی
مجھے دشمن تم اپنا جانتی ہو
طبیعت کو نہیں پہچانتی ہو
یہ کہہ کر بس گلے سے اس کو لپٹا
بہایا اشک کا آنکھوں سے دریا
بہم زاری رہی تادیر باقی
پھر اس کے بعد بدلا رنگ ساقی

غرض دونوں میں اتفاق ہوا۔ انجمن عشرت مرتب ہوئی اور ساغر چلنے لگا۔ خلوت میں وصل کا ڈھنگ جما پھر بادشاہ اپنے ساتھ سوار کر کے لشکر کی بارگاہ میں لایا اور سر پر جہانبانی پر بٹھایا۔ تاج حکمرانی سر پر رکھا اہل دربار نے نذریں دیں۔ مبارک باد کی صدا بلند ہوئی۔ منادی نے ندا دی کہ ملکہ حیرت پھر حاکم طلسم ہوئیں ہر سمت خوشی پھیلی کہ

اللہ رے سرور قلب سلطان تھا
URDU4U.COM
چتر خوشی سے سر پہ رقصاں
اڈا ہوا شہر خرمی سے
کثرت سے تمام بند رستے
پی کر می خرمی کا کاسہ
گلشن سے نسیم آئی آس جا
سب کہتے تھے تاج ہو مبارک
کشور کا خراج ہو مبارک
جو لب تھا وہ نغمہ آشنا تھا
دریا تھا کہ موج مارتا تھا
رقاصوں کے کھینچ کے ہاتھ اٹھانا
قابو میں دلوں کا کھینچ کے آنا
آغاز نمایاں تھی موجود
آواز تھی ان کی لحن داؤد
ہر سمت وہ انجمن میں رقصاں
طاؤس نمط چمن میں رقصاں

جب اس جلسہ عشرت سے فرصت ہوئی۔ بادشاہ نے جہانگیر کو خطاب کیا کہ "اے مہمان عزیز میں باغ سیب میں جاتا ہوں۔ آپ کا کیا ارادہ ہے۔"

شہزادہ نے جواب دیا: "میرا ارادہ ملک گیری کا ہے۔ آپ نے بیکار روک رکھا۔ میں اب تک کئی ملک فتح کر چکا ہوتا۔"

بادشاہ نے فرمایا: "اچھا اب تیاری کیجئے۔ میں بھی آپ کے ہمراہ چلوں گا۔"

یہ سننا تھا کہ شہزادہ موصوف نے طبل سفر بجوایا۔ لشکر ساحران و بہادران تیار ہونے لگا۔

پلٹنیں رسالے کوچ کر گئے۔ پیش خیمہ لد گیا۔ شہزادے نے ملک خورشید کو جانب ملک خورشیدیہ روانہ کیا کہ انتظام ملک قدیم کریں اورآپ سمت طلسم نور افشاں توسن عزم

URDU4U .COM

کو جولان کیا۔ مگر شاہ جاوداں وہاں سے باغ سیب میں آیا اور کچھ افسوں زبان پر لایا۔ زمین باغ ایک مقام پر شق ہوئی ایک ساحر غدار تیرہ روزگار نہایت درجہ کا ستمگار شیر بن کر ببر سوار نام وہاں سے نکل کر سامنے بادشاہ کے آیا۔ بادشاہ نے ارشاد فرمایا: "تم لشکر تھوڑا سا لے کر فوج میں ملکہ مہ رخ کے جاؤ اور نمک حراموں کا کام تمام کرو۔"

ساحر مذکور اپنے مقام پر یہ حکم سنکر گیا۔ حال اس کا عرض کیا جائے گا۔ بعد جانے کے اس ساحر کے بادشاہ نے ایک طائر سحر روانہ کیا کہ ملکہ صنعت وزیرہ کو بلا لا۔ طائر روانہ ہوا۔ حال اس ساحرہ کا لکھا گیا کہ گنبد سحر کے عقب میں لشکر لیے اتری رہتی ہے اور لڑنے وہاں سے آتی ہے پھر چلی جاتی ہے کیونکہ ملک بھی اس کا اسی سمت ہے۔اس کا انتظام رکھتی ہے۔ اس وقت طائر نے جا کر حکم بادشاہ اس کو سنایا۔ اسی وقت حاضر خدمت ہوئی۔ بادشاہ کو تسلیم کی۔ بادشاہ نے کہا: "میرا گھبراتا ہے۔ جی میں آتا ہے کہا ان باغیوں کو ابھی قتل کروں یا اپنی جان دوں۔"

ملکہ مذکور بولی: "تیری جوتی رنج کرے۔ اگر تو اے بادشاہ ابھی طبقہ الٹ دوں۔ میں تیرے قربان تو حکم تو دے۔"

بادشاہ نے کہا: "اچھا تو طلسم میں جا کر ایسی جگہ پر بارگاہ استادہ کرو کہ جہاں سے کچھ سیر تماشا نظر آئے۔ میں دو گھڑی وہیں دل بہلاؤں۔ مجھ کو ملکہ ظلمات بہت یاد آتی ہے۔" وزیرہ نے کہا: "بہت خوب ابھی سامان ہوا جاتا ہے۔"

یہ کہہ کر وہاں سے اڑی اور اپنے لشکر میں آکر ایک بارگاہ اور خیمہ چند اژدران سحر پر بار کرا کر روانہ ہوئی ارباب نشاط اور ملازموں کو حکم دیتی گئی کہ کنارے دریائے خون روان کے دامن کوہ میں سامان عشرت لیکر حاضر ہو۔"

چنانچہ یہ ایک مقام پر سبزہ زار میں پہنچ کر ٹھہری۔ بارگاہ استاد کرائی اور جملہ اسباب مہیا

کر کے منتظر بادشاہ طلسم ٹھہری ۔ اس طرف بادشاہ باغ سیب سے پھر کر لشکر میں آیا اور شہزادہ جہانگیر با توقیر سے فرمایا کہ "آپ کوچ فرمائیے۔ سامری و جمشد کے سپرد کیا۔"

URDU4U.COM

یہ کہہ دو پتلے سحر کے بلائے اور ان کو حکم دیا: "ہمراہ رکاب اس شہزادہ کے جاؤ اور میرے طلسم کی راہ بتا کر سرحد طلسم نور افشاں پر جو گنبد بنا ہے۔ وہاں پہنچا اور شہزادے سے کہا: "اس گنبد پر پہنچ کر جیسا کچھ پتلے کی زبانی سنا ہے۔ اس پر عمل کرنا ہے اور وقت مشکل مجھ کو بھی اسی مقام پر پہنچا جانا۔ تمہیں فتح کرنا طلسم نور افشاں کا مبارک ہو۔ لو سدھارو۔"

شہزادہ نے یہ سنکر تسلیم کی۔ بادشاہ نے خلعت دیا۔ یہ شہسوار عرصہ شجاعت مرکب پر سوار ہوا۔ چابک عیار رکاب تھام کر ساتھ چلا۔ ہمراہ بارہ لاکھ سواروں اور ساحروں کا لشکر ہوا۔ طول ہر جگہ دینا برا ہے۔ یہ شہزادہ بڑے احتشام اور مکنت سے جانب طلسم نور افشاں جاتا ہے۔ اس کو آئندہ انشاءاللہ حال ترقیم ہو گا اور شمہ داستان اور مقام کی گذارش کی جاتی ہے۔ مولفہ

مقفل کیوں ہے یہ مے خانہ ساقی
نہیں کیا بادہ خوشرنگ باقی
نہ سوکھی ایسی رندوں کو ستانا
زبان تر ہو ذرا پھر جام لانا
بہار عمر ہیں معشوق و ساغر
کروں میں ترک تو یہ اس کو کیونکر
بہار آئی ہے تو یہ ٹوٹتی ہے
کہیں اگلی بھی الفت چھوٹتی ہے
محبت دختر رز سے بڑھی ہے

یہی رندوں کے دلکی دل لگی ہے
URDU4U.COM
ہوا ہے دل کو عشق و خت قاضی
طبیعت شیشہ و خم سے ہے راضی
رہے ہر دم لگا لب سے مرے جام
وہ بیخود ہوں کہ دنیا سے نہیں کام
ہوائے شوق کی چھائی گھٹا ہے
بہار آئی ہے کیا ٹھنڈی ہوا ہے
دل پر خون رنگین صورت باغ
بشکل لالۂ احمر ہے ہر داغ
بنا ہے میکدہ سارا گلستان
رخ ساقی برنگ گل ہے تاباں
دل دنداں میں جتنی بیکلی ہے
گل رنگین گلشن کی کلی ہے
خط ساغر ہے مثل سنبل تر
صراحی سرد کی صورت ہے یکسر
صدا شیشوں سے جو آتی ہے قلقل
چہکتا باغ میں گویا ہے بلبل
بط میں ساقیا ہے مثل سرخاب
بشکل نہر ہے موج مۓ ناب
نہال باغ کی جیسے بڑھے شاخ
بڑھیں یوں سمت شیشہ دست گستاخ
بہار عمر کیفیت ذرا دے
لبوں سے جام رنگین کو ملا دے

ہمیشہ ساقیا تیرا رہے نام
سرور افزا پلا دے مے کا اک جام
جو ریحانی مجھے دے کے ساغر مل
کروں میں نغمہ سنجی مثل بلبل
ملے گر دخت زویکل خون رنگین
لکھوں میں ساقیا مضمون رنگین
مگر اے ساقیا دلدار و خود کام
شراب تند سے لبریز ہو جام
کہ مثل دورہ ساغر عدو کو
ہے گردش ہمیشہ کینہ جو کو
قلم سے رزم کا مضمون ٹپکے
برنگ چشم ساغر خون ٹپکے
رواں اے جاہ کر تیغ زبان کو
ذرا پھر معرکہ مبخ بیان ہو

سرمہ کشان دیدہ انجام بین و نور افزاں چشم مروت آگیں زندانیاں سر حلقنہ سلاسل ساحری و طوق پوشاں زنداں خانہ حست و ناچاری درمنداں دیدہ بے بصارتو جگر فکاراں خنجر ظلم و مصیبت کحل الجواہر مضامین مضامین سے دیدہ بے نور داستان کو یوں افزا فرماتے ہیں اور میل قلم سے چشم شاہد تحریر میں اس طرح سرمہ لگاتے ہیں کہ بعد روانگی شہزادہ جہانگیر ذی تدبیر افراسیاب خیمہ صنعت پر تز میں حیران دلگیر آیا۔ یاد کر کے اپنی معشوقہ بے پیر کو رویا پیٹا چلایا۔ خیمہ کے پردے اٹھوا دیئے۔ ایک طرف دریا دوسری جانب کوہ صحرائے سبز و مطلا دیکھ کر اور زیادہ وہ محبوبہ یاد آئی اس وقت یہ حال اس کا تھا۔

تصور خیال پیش دیدہ
اشک آنکھوں میں رنگ رخ پریدہ
ہر وقت نئے نئے تصور
ہر وقت نئے نئے تفکر
بستر پر پڑا تھا بیخود و زار
حسرت سے نگاہ سوئے کہار
کوئی کے ملتفت نہ ہونا
منہ ڈھانپ کے چپکے چپکے رونا

ملکہ صنعت نے جو افراسیاب کی یہ کیفیت دیکھی۔ بادشاہ کی بلائیں لیں اور کہا: "میں تیرے واری ہزاروں معشوقین طلسم میں ہیں تو کہہ تو ابھی حاضر خدمت ہوں۔ تیری بلا رنج کرے۔"

یہ کہہ کر قسمیں دے کر بستر غم سے اٹھایا۔ سامان عشرت مہیا ہو چکا تھا۔ رقاصوں کو حکم ناچنے کا دیا ساقی کو ایما کیا کہ اس نے جام بادہ رنگین بادشاہ کو پلایا۔ غرضیکہ جلسہ مسرت شروع ہوا۔ یہ تو اس مقام پر مصروف نشاط مسرت ہے۔ مگر شیریں ببر سوار جو اپنے مقام پر آیا۔ یہ بھی طلسم کے ایک قلعہ کا مالک ہے اس میں بارہ ہزار ساحر کا لشکر ہے۔اس فوج کو اس نے تیار کرایا۔ ساحر اژدر اور طائروں پر چڑھ کر چلے۔ ڈمرو بجے۔ ناقوس پھنکے۔ شیریں نے بھی جھولا سحر کا گردن۔ اس کے پاس ایک تو نیا تحفہ جات طلسم میں ہے اور ایک لوح اور ایک انگوٹھی ہے۔ تاثیران اشیاء کی یہ ہے۔ کہ اگر تونبے میں خاک بھر کر یہ اڑائے تو تمام لشکر حریف کا غافل ہو جائے اور یہ جو کہے بجا لائے اور انگیٹھی کا دھواں جس مقام پر بلند ہو کیسا ہی کوئی عیار ہو اس کے پاس نہ آسکے اور اگر آئے تو اندھا ہو جائے اور لوح کا یہ اثر ہے کہ جو عیار اس صورت سے اس کے سامنے آئے لوح پر نام آنے والے کا نقش ہو جائے۔

چنانچہ اس اشیاء عمدہ کو اس نے خزانہ سے نکلوا کر اپنی جھولی میں رکھا اور اژدر سحر پر سوار ہوا۔ اندھیاں اٹھیں۔ بگولے پیچ تاب کھانے لگے۔ بارہ ہزار ساحراڑ کر روانہ ہوئے۔

URDU4U.COM

بیر سحر کے غل مچاتے تھے۔ شور روانگی لشکر سے زمین و زمان میں تہلکہ تھا کہ

زمین کانپی ہلے اشجار ہر سو
ہوئی گوگل کی پیدا ہر طرف بو
زمین سے خاک اڑی اٹھے بگولے
بگولوں سے ہزاروں دیو نکلے
بجا ڈمرو کیا بیروں نے پھر غل
اندھیرا چھا گیا پھر بے تامل
چمک پیدا ہوئی پھر بجلیوں کی
گھٹا جادو کی کالی کالی آئی

اسی صورت سے یہ بوم صحرائے ساحری و چغد ویرانہ ستمگری دریائے خون رواں کے پار اتر کر قریب لشکر حیرت ستمگر پہنچا۔ وہ بارگاہ میں تخت پر جلوہ گستر تھی۔ خبر آمد اس خود سر کی سنی۔ استقبال کراکر بلوایا لشکر اس کا اتروایا۔ وہ اپنے ملکہ کے جب آیا۔ نذر دی خلعت پایا۔ اس وقت ملکہ کے پاس ایک پتلا عریضہ صنعت لایا مضمون یہ تھا۔

"اے ملکہ شہنشاہ متصل دریا دامن کوہ عجائب میں خمیر استادہ کرا کر آرام پذیر ہیں مگر رنج فراق معشوقہ سے دلگیر ہیں۔ پس تم اپنے شمع رخسار سے تیرگی غم آکر دور کرو۔ مزاج ہمایوں شاہ مسرور کرو۔"

یہ عرض پڑھ کر بادشاہ کے پاس چلنے کا اس نے سامان کیا اور سوچی کہ ابھی تازہ تر ملال قتل معشوقہ کا بادشاہ کو ہے۔ اس کا رشک کا نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ طبیعت پر کسی کا جارہ نہیں۔اب یہ غم رفتہ رفتہ بر طرف ہو گا۔ دلجوئی تم کو لازم ہے۔

غرضیکہ شیریں کو بروقت چلنے کو کہا: "آپ تشریف لے جایئے۔ میں بھی بعنایت خداوند سامری سب نیک حراموں کو گرفتار کر کے لاتا ہوں اور لشکر دشمن میں جاتا ہوں۔"

URDU4U.COM

ملکہ یہ سنکر علیحدہ گئی اور حمام کر کے لباس و زیور سے اپنے جسم کو خوب آراستہ کیا اور بناؤ سنگار کر کے چند کنیزوں کو ہمراہ لیکر سوار ہوئی اور شاہ جاوداں پاس آئی۔ اور اپنے غمزہ نازو ادائے مستانہ و دلفریب سے پہلوئے شاہ میں بیٹھ کر دل اس کا لبھانے لگی۔ ادھر بعد اس کے جانے کے شیریں اٹھ کر اپنی بارگاہ میں آیا اور تھوڑی دیر آرام کر کے اسباب سحر کو درست کیا پھر اژدر آتشباز پر سوار ہو کر تنہا جانب لشکر ملکہ مہرخ چلا۔ یہاں مذکور مع بہار وغیرہ کے ملکہ حنا سے مرخص ہو کر اپنے لشکر میں آئی تھی اور لشکر نے بھی کمر کھولی تھی۔ آسودہ ہوا تھا۔ ملکہ دربار میں سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھی۔ عیار بھی صحرا سے بارگاہ میں آئے تھے۔ لیکن عمرو نہ آیا تھا۔ اس شاہ کوکب نے پنجہ بھیج کر خواجہ کو بھی بلوایا تھا۔

یعنی جب حنا لفتح و فروزی سامنے شاہ موصوف کے آئی' بادشاہ نے پنجہ بھیج کر خواجہ کو بھی بلوایا اور پنجہ حکم دیا' خواجہ کو بران کے پاس پہنچائے۔ پنجہ خواجہ کو بران کے پاس لایا۔ یہ جگہ بعشرت تمام بیٹھے اور قران کو درہ کوہ میں آکر مسکن گزین ہوا۔ برق بارگاہ میں آخر کرسی پر بیٹھا اور ضرغام لشکر میں برائے حفاظت پھرنے اور جانسوز برائے جاسوس لشکر حریف میں گیا۔

چنانچہ جب شیریں لشکر اسلامیاں کی طرف چلا تو اس سے پہلے بارگاہ میں آکر مہ رخ کو اطلاع دی۔ ملکہ خبر آمد ساحر سنکر گھبرائی۔ اس اثناء میں خبر آئی کہ وہ ساحر داخل لشکر ہوا۔ ملکہ مذکور نے ناچار ساحر پیشوائی کو بھیجے۔ شیریں ہر ایک سے چیں بچیں رہا۔ کسی نے کلام نہ کیا اور نہ کسی کا اس نے سلام لیا۔ لشکر کو بنظر تیزو نگاہ بتیز دیکھا اور حشمت و جلال لشکر دیکھ کر گردن برائے استعجاب ہلاتا کہ ان باغیوں نے بھی بڑی جمعیت مقابل شہنشاہ پیدا کی ہے اور یہ شان و شوکت ہویدا کی ہے کہ لاکھوں کا لشکر اترا ہوا ہے۔ ہزاروں بارگاہ استادہ ہے۔ وہ کون ایسا سامان نے جو نہیں مہیا ہے۔

غرضیکہ اسی آتش و عنار عشرت میں جلتا یہ ناری دربارگاہ دارالامارہ پہنچا۔ یہاں کا جو سامان دیکھا جل کر کباب ہو گیا کہ سواریاں سرداروں کی اور ملازم وغیرہ حاضر ہیں۔ پالکیاں کارگذاروں کی حاضر اور سرگرم انتظام ساحر ہیں۔ لشکر کی کیفیت اور اس مقام کی زینت بیان کرنے سے طول ہو گا۔ مختصر یہ کہ اندر بارگاہ کے یہ در آیا۔ اس جگہ کو نوائے شوکت مہ رخ سر بلند پایا۔ باہر چہل ستون کے بھی کرسیاں یا قوت نگار بچھی ہیں جدو گرنیاں مطیع سردار بیٹھی ہیں۔ خشت زریں آبریز تک جڑی ہیں۔ زمین بارگاہ طلا کی ہے۔ کسی طرف باہر کی کنیزیں عہدے میں لیے استادہ ہیں۔ کسی جانب مخمور کے اہل محلّہ ہیں کسی سمت دفتر کھلا ہے۔ عرضیاں گزرتی ہیں کسی جا مستغیثوں کا مجمع ہے۔ بارگاہ کو شیشہ الات و تصاویر س اس طرح آراستہ کیا ہے کہ واقع میں دلہن بنا دیا ہے۔

مرد ہے۔ بساول فراش و خدمت گار کنارے فرش کے حلقہ باندھے دست بستہ حاضر ہیں۔ قاعدہ ادب سے ماہر ہیں۔ مہ رخ اورنگ آرائے مملکت ہے۔ تاج کئی سو کنگرہ کا گوہر لعل سے مرصع سر پر چتر قبائے شاہی جواہر در بروز یر قیامت پر عظمت ہے۔ وہ رعب و داب ہے کہ روح کیقبا دو منو چہر کا زہرہ یہاں سے آنے آب ہے۔ خسرو و خاور یہ سحر تھراتا نکلتا ہے۔ یہ نقشہ ہے کہ

خورشید فلک ہے سایہ اس کا
ایسا ہے بلند پایا اس کا
پابوس کو ہے سر حمیدہ
ہے پیر فلک کمر حمیدہ
قیصر میں کہاں ہے یہ جاہ و اجلال
قاقان کو کہاں یہ بخت و اقبال
رفعت میں جو دیکھے فریدوں
حکمت میں جو دیکھے افلاطون
خورشید جمال عالم افروز

ہے جس کا غلام بخت فروز

یہ مرتبہ اس نے دیکھ کر سرشتہ عقل ہاتھ سے کھویا اور از خود رعب میں آ کر ملکہ کو مجرا کیا۔ ملکہ نے بھی بعنایت تمام آنکھوں سے سلام کیا۔ پنجہ مژگان کو جنبش دے کر فرمایا: "آیئے" یہ کہہ کر دنگل جو خالی بچھا تھا ادھر اشارہ کیا کہ یہ بیٹھا۔ ملکہ نے ساقی کی جانب اشارہ کیا اس نے جام شراب اس کو دیا - اس وقت اس کو ہوش آیا کہ میں بارادہ رزم آیا تھا نہ بارادہ آشتی۔ پس للکارا کہ مہ رخ و بہار کی طرف خطاب کیا: "اے فرقہ گمراہان وخود سران میں فرستادہ جاوداں آیا ہوں۔ اس طلسم میں تم سریر جہانبانی پر بیٹھو۔ پیام مرگ تمہارے لیے لایا ہوں۔ بڑے حیف کی بات ہے کہ شہنشاہ جس طلسم میں سریر آرائے سلطنت ہوں۔ اس طلسم میں تم سریر جہانبانی پر بیٹھو سچ ہے کہ

غصب یہ ہے کہ زاغ تیرہ صورت
کرے مسکن نشمن پر ہما کے

"کیوں نہ ہوں جب چیونٹی کے پر نکلتے ہیں تو قضا آتی ہے۔ اب جلد ہاتھ اپنے رومال سے باندھ کر چلو کہ خطا تمہاری شہنشاہ سے معاف کرا دوں۔" ان باتوں کا مہ رخ وغیرہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ لیکن برق جو کرسی پر متمکن تھا۔ اپنی جگہ پر سے اٹھا۔ شیریں تو جوش میں اپنے عتاب کر رہا تھا۔ اس نے پشت پر حلقائے کمند مارے اور اپنی طرف کھینچا کہ وہ دنگل سے گرا۔ اس وقت ایک شیر زمین سے نکلا اور نکل کر حربہ کیا۔ برق نے جلد کمند ہاتھ سے چھوڑ دی اور جست کر کے باہر بارگاہ کے نکل گیا۔ شیریں کو قطر زمیں جا کر شیر نے اگلا۔ اس نے خنجر سحر سے حلقہ کند کاٹے اور زمین سے اندر چل کر لشکر کے کنارے پہنچا اور طبقہ ارض توڑ کر باہر نکلا اور اپنے لشکر میں آتے

ہی حکم دیا کہ کمر بندی کی جائے۔ لشکری مسلح و مکمل ہونے لگے۔ قرنا کا شور ہوا۔ نفیر سحر بجی۔ ساحر اور جادوگرنیاں جھنڈیاں ہاتھوں میں لے کر اژدر اور طائر پر سوار ہوئیں۔ تھالیاں پتل کی لیے' قشقے سیندور کے ماتھے پر دیئے۔ دمرو بجتا منقل سلگتی بڑی تیاری تھی کہ

URDU4U .COM

ہر ایک بدحقیقت ہر ایک تیرہ فام
کہ ڈر جائے شیطان جولو ان کے نام
چلے اژدہوں کو اڑتے ہوئے
فسوں سازیاں سب دکھاتے ہوئے
کسی نے ہوا میں جلائی تھی آگ
کسی نے دکھائی تھی منتر کی لاگ
وہ آتش سی منقل دہکتی ہوئی
وہ شعلوں کی بجلی چمکتی ہوئی
کمانیں کڑکتی ہوئی بے شمار
دہل زن دہل زن تھے آگے سوار
سوار اور پیادوں کی جم غفیر
وہ آواز کرنا وہ شور و نفیر

یہ خبر بہت جلد جاسوس نے ملکہ مہ رخ کو پہنچائی کہ ہوشیار ہو جایئے۔ فوج دشمن قریب آئی۔ ملکہ مذکور نے یہ سنتے ہی نفیر سحر بجائی۔ ادھر بھی جلدی تیاری ہوئی۔ لڑنے والوں نے کمر جنگ پر کسی شجاعت شعاروں کے منہ پر ہنسی آئی۔ نامردوں کے رخ پر اداسی چھائی۔ شمشیر تیز دم کر کے جوہر کھلے۔ جلاوت کے دفتر کھلے۔ ہر غول کا ساتھ بندھا۔ انشااللہ مار لیا ہے۔ بہادروں نے کہا۔ نصرت نے ندا دی کہ انجام اچھا ہے۔ یاروں

کی فتح ہے۔ ایک طرف سے بہار تاج دلبری اور کلاہ سروری سر پر دے کر خیمہ سے نکلی۔ گویا بہار جانب گلستان شجاعت چلی وہ اس کو سبز رنگ سبزہ آغاز نوجوانوں کی حسرت مامالی دلاتا۔ گل بوستان خوبی روبروے رخسار مرجھاتا۔ لڑنے کو وہ سینہ تان کر چلی تھی۔چھاتیوں کی سرکشی جان لے لیتی تھی۔ دشمنوں کے حوصلے دلوں سے ابھرنے نہ دیتی تھی۔ پائینچے کلائی پر ڈال کر قریب سحر آئی غل کہ بو گلشن لشکر میں بہار آئی۔ ایک طرف سے مخمور غصہ میں بھری بارگاہ میں نکلی ہوئی آنکھیں ساغر بادہ احمر متوالیوں کی نگاہیں اس پر تھیں۔ چہرہ فرط غضب سے تمتمایا ہوا شراب حسن کا نشہ چھایا ہوا چھاتیاں بڑی انجمن مزاح سے دو جام واژگوں مستوں کے دل جن پر خون گلو سے نازک صراحی دار پان کی سرخی اس میں اظہار جیسے شیشہ کی گردن میں بادہ گلنار یہ بھی طاؤس پر بیٹھ کر ٹیرھی۔

ایک جانب سے مشکین موے کا کل کشار زلف عنبریں سے دشت معتبر کرنے چلی تھی سنبلستان کو سودائی بنانا چاہتی تھی۔ زلف کی ناگن رخسار پر لہراتی تھی۔ غصہ سے روئے رگیں پر پسینہ تھا تو ناگن اوس چاٹنے آئی تھی عکس زلف جو سینہ پر پڑا تھا۔ بروج قلعہ حسن پر ساحروں کا دھاوا تھا۔ کہاں تک گذارش ہو۔ یہ سب جادوگرنیاں طرحدار اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو کر بڑھیں۔ مہ رخ بھی تخت اپنا بڑھا کر چلی۔ ڈنکے پر چوب پڑی۔ نقارے ہلکارے۔ مبازوں کے ہتھیار چمکنے لگے۔ ساحروں کے غول صف باندھ کر کچھ زمین پر ٹھہرے۔ کچھ بروئے ہوا گئے۔ ہوائیں سرد آئیں۔ طاؤس چنگھاڑے اژدہے پھنکارے' اسلحہ کی جھنکار گنبد گردوں کرو ان کے پار ہوئی۔ فوج کی گھٹا گھر سے قیامت آشکار ہوئی۔ ابر آتے۔ چاند سورج سحر کی روشنی دکھاتے۔ آگ پتھر برس جاتے۔ آفت عظیم برپا یہ نقشہ تھا کہ

سیاہی نے گھیرا تھا سارا جہان
URDU4U.COM
نشیب عدم کا زمین پر گمان
کبھی دشت تھا سرخ کالا کبھی
اندھیرا کبھی تھا اجالا کبھی
نکلتا تھا سورج برستے تھے مار
صدا تھی ہر طرف مار مار
فوجوں کی آمد وہ قرنا کا گل
وہ باجوں کا بجنا وہ شور دہل

حاصل مرام یہ لشکر آراستہ ہو کر ٹھہرا ہوا تھا کہ اس طرف سے شیریں ببر سوار اژدر پر سوار مہیب صورت بنائے منقل طلسمی اس خوف سے سلگائے کہ کوئی پاس نہ آئے تو بنا ہاتھ میں لیے لوح گلے میں ڈالے۔ سانپ کالے سر سے لپٹے بھبھوت ملے گردن میں ہڈیوں کے مالے پہنے پشت پر پلٹنیں اور رسالے لیے آیا اور ایسا غصہ میں بھرا تھا کہ نہیب بھی اس نے نہ دی۔ اتنا نے کہا: "جو پہلے مار چلے وہ میر ہے۔ ہاں خبردار ہو جاؤ۔"

یہ کہہ کر اس نے اس تو بے اک منہ جانب خاک کر دیا خاک جو اس میں بھر کر لایا تھا۔ وہ زمین پر خاک بسر ہوئی۔ خاک گرتے ہی آندھی جنگل سے آئی۔ اس نے اور زیادہ ناؤ میں بحر عالم کے خاک اڑائی۔ تمام عالم میں باعانت باد تند وہ خاک پھیلی۔ زمانہ نے دل کا غبار نکالا۔ یہ مجنوں صحرائے ساحری تھا۔ خاک اڑنے سے تسخیر ہوئی ہر ایک لیلیٰ!

○○○

• شیریں ببر سوار جادو

لشکریان مہ رخ نے اس تیرہ رو کو خاک اڑاتے دیکھ کر ابر سحر سے پانی برسایا کہ یہ خاک دب جائے۔ آتش فساد سرد ہو۔ دور دور یہ گرد ہو۔ لیکن وہ خاک جادو کی نہ تھی۔ بلکہ طلسمی تھی۔ جس نے سحاب بھی مکدر کر دیا تھا۔ ابر شق ہو گیا۔ کچھ پانی برس کر رہ گیا۔ تھوڑی دیر میں عالم تمام گرد آباد تھا۔ آئینہ مہر کالا ہوا۔ چشمہ آفتاب گندلا ہوا۔ خاک برسنے لگی اہل اسلام بوتراب کو یاد کرنے لگے۔ مگر مرات قلب پر وہ صیقل ہوئی کہ دوست دشمن سب یکساں نظر آنے لگے۔ دل صفا منزل خاکساری دکھانے لگا۔ لڑنے کا خیال بالکل نہ رہا۔ سب اپنے اپنے مرکبوں اور تختوں اور طائروں پر سے اتر پڑے اور ہاتھ باندھ کر صفت ثنا ساہ طلسم کی کرتے آگے بڑھے۔ شیریں نے اپنی فوج کو حکم دیا: "ان سب کو گھیر لو۔" فوج نے محاصرہ کر لیا۔اس نے افسران نامی مثل بہار و مہ رخ وغیرہ کئی سو درساراں گرامی کو قیل کرلیا۔ ہتھکڑیاں' بیڑیاں پہنا کر ارابہ کو حکم دیا: "بس اب اس لشکر کو گھیرے ہوئے یہیں ٹھہرو میں شہنشاہ کے پاس ان باغیوں کو لیے جاتا ہوں۔ جب تم کو حکم بھیجوں۔ سر سب کے کاٹ دینا۔"

فوج بکوجب حکم رکی اور لشکر مسحور نے اس کے ساتھ چلنے کا قصد کیا۔ اس نے منع کیا کہ "میرے ہمراہ نہ آؤ اسی جگہ ٹھہرو۔" وہ سب ایسے مطیع حکم تھے کہ بہت خوب کہہ کر ٹھہر گئے۔ لشکر نے اس کے ان بیخودوں گھیر کر مقام کیا۔ کچھ فوج تیار رہی۔ کچھ نے کمر کھولی۔ آرام کیا اور شیریں ارابہ اپنے ہمراہ لے کر جانب دریائے خوں رواں چلا۔ اس وقت برق جو بارگاہ سے نکل گیا تھا۔ بر وقت آمد لشکریہ لشکر سے بھی دور تھا۔ اس لیے دوراز مسحور تھا۔ پس یہ پیچھے پیچھے چلا۔ راہ میں ارابہ پر اپنے سرداروں کو دیکھا کہ سحر میں ایسے مبتلا ہیں کہ بیہوش ہیں۔ آئینہ رویوں کے خاکسار تابناک

پر گرد سحر پڑی ہے۔ صورت ہی اور ہو گئی ہے۔ جو کوئی ہوشیار ہے۔ ایسا بے کس و ناچار ہے کہ اپنے تئیں پہچانتا ہے۔ شراب افسوں سے کاسہ باغ پر خمار ہے۔

URDU4U.COM

یہ حال دیکھ کر اس نے اشک حسرت سحاب دیدہ سے برسائے اور ساحر سے کچھ آگے بڑھ گیا۔ ایک مقام پر پہنچا کہ چند درخت گنجان وہاں لگے تھے۔ بہت سایہ دار تھے۔ نیچے ان کے ایک کنواں پختہ تھا چبوترہ اس کا پتھر کا تھا۔ گھڑے رکھنے کے تھالے کنارے کنارے بنے تھے۔ چرخ کنویں پر لگا تھا۔ یہ ماجرا جو اس نے دیکھا' فوراً ایک دھوتی گھٹنوں تک باندھ کر جھولی جھولی کوڑیاں رکھنے کی دھوتی میں بنائی۔ انگوچھا سر سے باندھا بہ فن عیاری صورت اپنی برہمن کی ایسی بنائی۔ زنار گلے میں ڈالا۔ لٹیا پیتل کی اور ڈول پانی سے بھرا کر ڈول کا بجانا شروع کیا۔

اس عرصہ میں شیریں بھی قیدیوں کو لیے اس مقام پر پہنچا۔ از بسکہ راہ کا تھکا ماندہ تھا۔ ٹھنڈا مقام دیکھ کر ٹھہرا۔ ارا بے کے گاڑیاں لٹیا ڈور دیکھ کر اتر پڑے۔ پانی بھرنے چلے۔ برہمن پکارا: "سدا جی رہے جے نکٹ کی ناس چھتری کی سے بھگوان بنائے رکھے۔ مورے مہاتم دھر ماتما ٹھنڈا جل ہمکا ہو تو پیائی۔"

شیریں نے گاڑ بیانوں سے کہا: "مہاراج سے پانی لیکر پیو۔ تم نہ بھرو۔"

وہ سب رکے۔ مہاراج نے لوٹا چنکی سے مانج کرایک بار کنویں میں ڈبویا۔ پھر وہ پانی انڈیل کر اور لوٹا بھرا اور سب کو پانی دینا شروع کیا۔ اس ساحر نے خوف عیاراں زیادہ آدمی نہ ساتھ لیے تھے۔ صرف وہی گاڑی بان تھے جو دم بھر میں سیراب ہو گئے۔ پھر برہمن نقلی نے ڈھول بھرا اور سامنے شیریں کے لایا: "مورے گسیاں تم ڈول سے پیو۔"

اس نے چلو باندھا۔ برہن نے اس وقت بیہوشی پانی میں ملائی اور دھار پانی کی اس کے ہاتھ پر ڈالی۔ اس وقت دو پنجے پید اہوئے اور اس ہاتھوں پر از خود آگئے۔ یہ معاملہ جو اس نے دیکھا۔ لوح جو گلے میں پڑی تھی۔ اس پر نظر کی۔ اس پر نام کندہ پایا۔ یہ برق عیار ہے۔ یہ دیکھ کر اس نے ماش کا دانہ سحر پر مارا کہ عیار مذکور بے حس و حرکت ہوا۔ اس نے جو پنجے پیدا ہوئے تھے ان کو حکم دیا: "گرم پانی لاؤ۔"

پنجے غائب ہو گئے اور پھر پیدا ہوئے۔ ایک آفتاب جو آب گرم سے بھرا ہوا تھا لیے ہوئے تھے۔ چنانچہ ایک پنجہ نے پانی ڈالنا شروع کیا اور دوسرا منہ پر برق کے پھیرنے لگا۔ رنگ و روغن عیاری سب دھو گیا۔ صورت اصلی ظاہر ہوئی۔ شیریں نے اس کو بھی ارابہ پر بٹھایا اور اسیر سلسلہ سحر کر کے آگے کا راستہ لیا۔ تو اس طرح روانہ ہے۔ لیکن عمرو جو بران کے پاس فرستادہ ساہ کوکب پہنچا تھا۔ ملکہ نے آنے سے اس کی خاطر فرمائی۔ انجمن عیش ترتیب دی۔ اس نے عرض کی کہ: "اے ملکہ معشوقہ افراسیاب قتل ہوئی ہے۔ اس نے ضرور کوئی آفت برپا کی ہو گی۔ فوج میری گرفتار بلا ہو گی۔ آپ خبر میرے لشکر منگا دیجیے۔"

ملکہ نے بخاطر خواجہ دو پتلے سحر کے نزدیک سے بھیجے کہ وہ آکر اسیر ہونا مہ رخ کا تمام لشکر کے دیکھ گئے اور سامنے ملکہ کے پہنچ کر معرض بیان میں لائے۔

خواجہ تمام ماجرا سن کر گھبرائے۔ "بران خود اٹھی کہ میں جا کر چھڑاتی ہوں۔ عمرو نے اٹھ کر کمر ہاتھ میں ڈال دیئے کہ آپ تشریف لے جائیے۔ ایک ساحر پر چڑھ کر جانا آپ کی شان کے خلاف ہے۔ دوسرے یہ کہ شاہ جاوداں اس ساحر کی اعانت کو آئے گا۔ ایسا نہ ہو کہ ملکہ عظیم میں دشمن آپ گرفتار ہوں پھر میں آپ کے باپ و کیا منہ دکھاؤں گا۔ پس مجھ کو آپ جلد تر روانہ فرمائیے کہ میں کام اس ساحر نافرجام کا جاتے ہی تمام کروں۔"

بران نے کہا: "اس کے پاس تحفہ طلسم کے ہیں تم اس پر غالب نہ آسکو گے۔"

خواجہ نے کہا: "میں بہر صورت سمجھ لوں گا۔ ایسا ہی آپ کو خیال ہے تو جب مجھ پر کوئی آفت خدانخواستہ آئے۔ اس وقت آپ آئیے گا۔"

ملکہ نے بعد حجت بسیار دو پتلوں کو بلا کر حکم دیا: "خواجہ کو اپنی گردن پر سوار کر کے جس مقام پر کہ شیریں پہنچا دو۔"

یہ سنکر ایک پتلے نے خواجہ کو گردن پر بٹھایا اور دوسرا ساتھ ہوا اور راہ قریب سے چل کر ایسے مقام لائے کہ شیریں قیدیوں کو لے کر ادھر آئے گا۔

غرضیکہ عمرو نے اس جگہ اتر کر دیکھا کہ سامنے ایک پہاڑی نظر آتی ہے۔ پتلوں سے کہا: "تم بطور مخفی میرا حال دیکھتے رہو' اگر آفت مجھ پر آئے تو ملکہ سے جا کر خبر کرنا۔"

URDU4U.COM

پتلے تو چھپ گئے اور عمرو درہ کوہ میں آیا اور کچھ درخت گنجان ڈھونڈھ کر چند تونبیے نبیل سے نکال کر پانی بھر کر ان درختوں میں لٹکا دیئے۔ مرگ چھالا لٹکا کر آپ بیٹھا۔ صورت اپنی مہنتوں کی ایسی بنائی۔ جٹائیں بالوں کی سر پر پیچ در پیچ باندھیں۔ زنجیر کمر سے باندھ کر لنگوٹا کسا موئے زہا باہر نکلے ہوئے دیکھے۔ جسم مٹی سے بھر لیا۔ کان میں کنڈل ڈالا۔ ایک انگیٹھی آگ سے بھری سامنے رکھی اور بڑے بڑے لکڑ جنگل سے کاٹ کر گرد اپنے انبار سلگا دیئے۔ پھر مالا لے کر مرگ چھالے پر بیٹھا سور جینے لگا۔
ادھر شیریں برق کو اسیر کر جو آگے بڑھا تو دیکھا کہ ایک مہنت درختوں کے نیچے بیٹھا ہے۔ ازبسکہ یہ دھوکا کھا چکا تھا کہ یہ مہنت بھی عیار نہ ہو۔ یہ سوچ کر اس نے لوح کو دیکھا۔ اس میں منقوش پایا کہ یہ مہنت نہیں عمرو عیار ہے۔"
یہ معلوم کر کے اس نے ایک ہی قہقہہ مارا اور کہا: "ان عیاروں نے مجھ کو بھی کوئی ایسا ویسا ساحر مقرر کیا ہے کہ ان کی قضا خداوند سامری نے میرے ہاتھ ہی لکھی ہے۔"

یہ کہہ کر برق سے کہا: "او عیار اس مہنت کو پہچانتا ہے۔ یہ تیرا باپ ہے۔"
اس نے جواب دیا: "تمہارا دادا ہے۔"
اس نے جھلا کر کہا: "ارے یہ عمرو عیار ہے۔"
یہ سنتا تھا کہ برق نے چاہا میں پکار کر کہوں خواجہ سلامت آپ ہوشیار ہو جائیے اس حرامزادے نے اس کو پہچان لیا ہے۔ شیریں اس کے ارادے کو پہچان گیا کہ یہ چیخ مار کر عمرو کو بھگا دینا چاہتا ہے۔ پس اس نے ایک دانہ ماش کا سحر پڑھ کر مارا کہ برق بول نہ سکا زبان بند ہوگئی۔ یہ سب ماجرا سامنے عمرو نے بھی دیکھا اور سمجھا کہ اس ساحر نے مقرر تم کو پہچانا ہے۔ کیونکہ اس نے لوح کو دیکھا ہے اور تم سن چکے ہو کہ اسکے پاس تونبا اور لوح اور مجمر ہے۔
پس یہ تجویز کر کے کئی سیر خاک بیہوشی لکڑیوں پر اس نے چھڑک دی اور جب چھڑک

چکا تو اس آگ کے سامنے ہاتھ باندھے۔ ساحر نے اپنے دل میں کہا: "کیا مکار ہے کہ مجھ کو پوجا کرنا دکھاتا ہے۔ تا کہ میں فریب کھاؤں۔ یہ خیال کر کے ارابہ وغیرہ کو چھوڑ کہ آپ آگے بڑھا کہ میں پکڑ لاؤں۔ برق بیچارہ اشارے سے خواجہ کو منع کرنے لگا کہ بھاگ جائیے۔اس نے اشارہ کرتے جو دیکھا۔ سحر سے بالکل دست و پا بیکار کر دیئے۔ برق نے بیقراری کرنا شروع کی اچھلنے اور تڑپنے لگا۔ تا کہ خواجہ میرا حال دیکھ کر گلیم نہ اوڑھ لیں۔ لیکن عمرو نے کچھ خیال نہ کیا اور شیریں ہنستا ہوا کہ جیسا تو یہ مکار مہنت بنا ہے۔ ویسا ہی تو بھی اس کے ساتھ مضحکہ کر کے اس کو گرفتار کر یکایک قید کرنا اچھا نہیں۔ پھر سوچا کہ وہ عیار ہے کہ جس نے ساحر شمس اور دمامہ کو مارا۔ ساحران عالم کا سر اتارا۔ اس کی اسیری میں دیر کرنا اپنے حق میں زہر ہے۔ مکر اس کا سامری کا قہر ہے۔ پھر سوچا کہ ساحر شمس وغیرہ غافل تھے۔اب کیا تو ایسا نادان ہے جو پہچان بھی چکا ہے اور دھوکا کھائے گا۔

فی الجملہ ایسے ہی کچھ خیال کرتا ہوا ان لکڑیوں کے قریب آیا۔ خواجہ نے اس کو گھورا۔ اس نے کہا: "سائیں جی میرا بھی سلام ہے۔"

عمرو نے کہا: "ارے او دنیا جا اپنے کام لگ راہ باٹ میں بچ بڑے بڑے ہیں۔ یہاں عیار فقیر بن کے مار ڈالتے ہیں۔ ابھی کسی سے پالا پڑا نہیں۔ میں تیرے بھلے کو کہتا ہوں۔ اسنے جو یہ تقریر سنی۔ شبہ ہوا۔ کہ یہ کیسی باتیں کرتا ہے۔ شاید عمرو نہیں ہے نہ کوئی فقیر ہے۔"

یہ سوچ کر اس نے پھر لوح کو دیکھا اس میں وہی نقش تھا کہ عمرو عیار۔ پس یہ معلوم کر کے پکارا: "باش اور دزو مکار کہاں جائے گا میرے ہاتھ سے۔" ساتھ ہی عمرو بھی للکارا: "کہ تو جا او حرامی کب بچے گا قتل ہونے سے۔"

اس کو غصہ آیا اور دوڑا کہ پکڑ لاؤں۔ دھوئیں میں لکڑیوں کے تو وہی کھڑا تھا دوڑتے ہی طمانچہ ہوا کا منہ پر لگا۔ بیہوش ہو کر گرا۔ خواجہ نے دوڑ کر خنجر بران کا ایک ہاتھ مارا۔ خنجر اس کے جسم پر پڑا اچٹ گیا۔ اس وقت خواجہ نے سینچہ زنبیل سے نکال

کر اسی آگ میں خوب لال کیا اور اس کے مقام پراز میں چلا دیا۔ العیاذ باللہ دل جگر جل گیا چڑ چڑاتا ہوا وہ ناری تڑپ کر سرد ہو گیا۔ شور اس کے مرنے کا بلند ہوا برفباری سنگ باری ہوئی۔ پھر آواز آئی۔ "مارا شیریں ببر سوار جادو کو۔"

برق و مہ رخ و بہار جملہ سرداران مسحور ہوش میں آکر قید سے چھوٹے اور خواجہ سے کہا: "ہم سب جا کر لشکر اس ساحر کا تباہ اور قتل کرتے ہیں۔" یہ کہہ کر پرواز کر گئے۔ خواجہ نے وہ لوح اور مجمر اور تونبا زنبیل میں ڈال لیا اور جو کچھ مال ساحر کی جھولی سے پایا۔ یہاں تک کہ سحر کرنے کے لیے جو اس کے پاس بنولے اور ہلدی کی گرہ اردماش وغیرہ تھا داخل زنبیل کیا کہ کسی وقت کام آئے گا۔

یہ تو جھالی کی تلاشی لے رہے تھے لیکن اول میں مسطور کیا گیا تھا کہ شاہ طلسم نے باغبان وزیر سے فرمایا تھا کہ عمرو جب طلسم کوکب سے آئے تو اس کو اسیر کر لانا۔ وزیر مذکور نے بہر دریافت حال خواجہ پتلے سحر کے اور طائر وغیرہ مقرر کئے تھے کہ جب بھی عمرو کو طلسم میں یہاں کے دیکھنا تو مجھ کو خبر دینا۔ چنانچہ جب سے اب تک اس طرح خواجہ کا آنا ہوا کہ باغبان کا قابو نہ چلا۔ ظلمات لڑتی رہی اور اس کے مقدمہ میں دخل دینے کی ممانعت تھی۔

فی الجملہ اس وقت وزیر مذکور اپنے باغ میں زوجہ کے اپس اپنی بیٹھا تھا کہ طائر سحر نے آکر خبر کہی کہ اس طرح عمرو عیار نے شیریں کو آکر مارا اور فلاں مقام پر بیٹھا ہے۔

یہ سنکر وزیر بے تابانہ اٹھا۔ زوجہ نے اس کی کہا بھی کہ: "صاحب دیکھو یہ خیال جانے دو۔ عمرو عیار کو نہ قید کرو۔ تمہاری جان رہے گی تو نوکری مل رہی گی۔ یہ کام اچھا نہیں ہے۔"

وزیر نے کہنا اس وفا دار کا نہ مانا اور روانہ ہوا زوجہ بھی اس فرط محبت سے اس کے پیچھے چلی مگر باغبان بہت جلد اس جگہ آیا کہ جہاں عمرو تھا اور اس نے آتے ہی ایسا سحر کیا کہ عمرو بیحس ہو گیا۔ پس اس نے ایک نارنج سحر پڑھ کر لاش پر شیریں

ببر سوار کی مارا کہ وہ لاش شیر کی صورت بن کر زندہ ہو گئی اور ایسی شکل اس کی بنی کہ دھڑ انسان کا چہرہ شیر کا۔ پس زندہ ہوتے ہی اس لاش نے کمر مں عمرو کے پنجہ دیا اور پر پیدا کر کے اڑ گئی۔ برق عیار چھوٹ کر ٹھہرا تھا کہ استاد سے ملوں گا۔ وزیر نے بھی کچھ اس کا خیال نہ کیا تھا کیونکہ جویائے عمرو آیا تھا۔ اب برق خواجہ کا حال دیکھ کر غمگین ہوا اور اپنے لشکر کی طرف پھر اس سے پہلے مہ رخ و بہار وغیرہ قریب اپنے لشکر کے آئی تھیں۔ یہاں لشکر جو مسحور بہ سحر تھا وہ بھی ہوش آ گیا تھا فوج جو گھیرے ہوئے تھے اس پر حملہ آور ہوا تھا کہ سرداران نامی جا کر پہنچے۔ پھر تو سحر کی مار تیروں کی بوچھاڑ تھی۔ ببر غل مچاتے تھے ۔ تلوار سحر کی بجلی بن کر گر رہی تھی۔ مرچوں کے ہار چلتے۔ جسم دشمناں میں چھالے نکلے۔ ناریل ترنج سینوں کو چھوڑ کر بغیر جان لیے بیر پیچھا نہ چھوڑتے آفت کا سامنا غضب کا ہنگامہ تھا۔ صفحنہ ہستی پر رواں شمشیر کا خامہ تھا۔ ورق حیات پر اگندہ دفتر زندگی الٹ ہوا۔ شیرازہ اجزائے عناصر کھلا ہوا۔ کتاب چار باب عنصر و پنج فصول حواس سرسر غلط خامہ روتیغ سے سر ایقط جو ہر شمشیر نقاط صحیفہ شجاعت بلکہ نکات رسالہ جلاوت تا رگ جان مسطر جریدہ فرمان قضا خون کا جسم کا مداوا بھر تحریر حکم نامہ مرگ ہر ایک راضی برضا مصروف جنگ ہر ایک خورو سترگ' شورش عظیم برپا لشکر شیریں لشکر صرف بارہ ہزار ساحر کا تھا اور یہ فوج بہت تھی۔ کچھ ہی دیر لڑائی رہی۔ باہم جنگ آزمائی۔ آکر وہ سپاہ تاب نہ لائی۔ بہت ساحر ہلاک ہوئے تہ خاک ہوئے بہت روبفرار لائے۔

ملکہ حیرت بھی یہاں نہ تھی۔ اس لیے اس کی فوج بھی حمایت کو نہ آئی۔اس لشکر بے سردار نے شکست کھائی اور لشکر حیرت کے قریب بھاگ کر گئی۔ اس وقت مہ رخ نے بھی تعاقب کرنا مناسب نہ جانا طبل طبل فتح و ظفر بجوایا۔ لوٹ مار کور اپنے بستر پر آکر کمر کھولی۔ داخل بارگاہ ہوئے ااور ااپنے اپنے مقام پر بیٹھے۔ دورہ جام شراب آغاز ہوا۔ جلسہ جنگ و رباب ہوا۔ اس وقت برق عیار نے آکر گرفتار ہو جانا خواجہ کا بیان کیا۔ سردار دسا کرنے لگے کہ خداوند بچاتا یہ سب تو اسی فکر میں ہیں لیکن باغبان جو

وہاں سے چلا۔ خیمہ صنعت میں آیا۔ یہاں افراسیاب کو بستر سے ملکہ حیرت نے آکر اٹھایا تھا۔ ملکہ صنعت کرسی زریں پر متمکن تھی۔ کنیزاں قمر پیکر سامان انجمن آرائی لیے حاضر پہلوئے دشاہ میں حیرت جلوہ اسی ہنگام میں باغبان نے پہنچ کر بادشاہ کو تسلیم کی اور کچھ افسوں پڑھ کر لاشہ شیریں کا عمرو کو پنجہ گر میں دابے اڑتا ہوا خیمہ میں اتر آیا اور پکارا: "اے بادشاہ مجھ کو عمرو عیار نے مارا۔" یہ کہہ کر زمین پر گر اشکل مردد صد سالہ بے حس و حرکت تھا۔ بادشاہ کو اس کے قتل ہونے کا رنج ہوا۔ لیکن عمرو کے قید ہونے کی ایسی خوشی ہوئی کہ سب رنج و غم غلط ہو گیا۔ چند ساحروں کو حکم دیا: "لاش شیریں کی لیجا کر بڑے سامان اٹھاؤ ساحر حسب الحکم عمل میں لائے۔ بعد فراغ ان امورات کے خواجہ کی طرف شاہ متوجہ ہوا۔

عمرو سحر سے باغبان کے بیہوش تھا۔ جب بادشاہ نے اس کی جانب توجہ کی۔ وزیر مذکور نے سحر دم کر کے ہوشیار کر دیا۔ عمرو کی جو آنکھ کھلی۔ شاہ جاوداں سامنے بیٹھا ہے۔ آپ کی آنکھیں اپنی بند کر کے کہا: "لاحول ولا قوت الا باللہ۔ کیا خواب پریشان مجھ کو نظر آیا۔ کس بخیل و ظالم کا خدا نے سامنا کرایا۔"

بادشاہ ان باتوں کو سن کر اس کی دلیری پر ہنس پڑا کہ باوجود گرفتار ہونے اس آفت کے ایسی باتیں کرتا ہے غرضیکہ بطور طنز اس نے کہا: "خواجہ سلامت مزاج اچھاہے۔"

عمرو نے جواب دیا: "خدا کا شکر میں بہرحال اچھا ہوں۔ اے بادشاہ تم کہو کہ کس آفت میں گرفتار ہو۔" بادشاہ یہ کلام سن کر خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا: "سچ ہے۔ میں بڑی مصیبت میں گرفتار ہوں کہ پاؤں میں زنجیر پہنے۔ دشمن کے سامنے حاضر ہوں۔" خواجہ نے کہا: "جو کسی کا گھر لینے آتا ہے وہ زنجیر پہنتا ہے اس کا کچھ غم نہیں۔"

شاہ نے کہا: "اس مرد صحرائی کوکب کو لینے گئے تھے مگر وہ میرے مقابلہ میں بھلا کیا آتا۔ اب تم قید ہوئے تو شاید وہ چھوکری بران آئے لیکن کیا کر سکتی ہے۔ اے عمرو بغیر مار ڈالے اب تجھ کو نہ چھوڑوں گا۔"

عمرو نے کہا: "ہمارا خدا حافظ و نگہبان ہے۔ شاہ کوکب کی تیرے مقابلہ میں آنے کی کیا احتیاج ہے۔ وہیں سے بیٹھے بیٹھے وہ تیری سرکوبی کیا کافی ہے تو ہمیں کیا قتل کرے گا۔ اگر ہم کو مارنے اٹھے تو بحکم خدا پاؤں تیرا ٹوٹ جائے۔ اور اگر ہم پر ہاتھ اٹھائے تو ہاتھ ٹوٹ جائے۔

شاہ جاوداں کو یہ کلمات یہ کلام سن کر غصہ آیا اور تلوار ٹیک کر بغضب تمامتر اٹھا اور ازبسکہ غصہ ہیں جو تخت کے نیچے پاؤں اتارا اور جامہ کا کونہ تخت میں اٹکا۔ یہ منہ کے بل گرا اور عمرو نے کہا: "وہ مارا کیوں میں نہ کہتا تھا کہ پاؤں ٹوٹ جائے گا۔"

بادشاہ کے گرنے سے ہر شخص دوڑا اور صنعت نے سنبھال کر تاج سر پہ رکھا اور کہا: "میں قربان اے بادشاہ اس مجرم کی بات نہ مانا کیا' یہ تو اپنی جان پر کھیل گیا ہے اور اگر اس کو قتل کرنا منظور ہے تو جس ملازم سے اپنے اشارہ فرمائیے وہ سر اس کا جدا کر ڈالے۔"

شاہ نے کہا: "میں اس کو دھمکانے اٹھا تھا۔"

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ گل چین زوجہ باغبان جو عقب میں اپنے شوہر کے چلی تھی۔ پتہ دریافت کر کے اسی بارگاہ میں آئی۔ یہاں بادشاہ اور خواجہ ہمکلام تھے۔ اس نے معلوم کیا کہ بیشک خاوند تیرا عمرو کو پکڑ لای ہے بڑا غضب ہوا۔ عیار اب تیرے وارث کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔

غرضیکہ بادشاہ کو سلام کر چپ ہو کر پہلوئے شوہر میں جا بیٹھی۔ اس اثناء میں شاہ جاوداں نے حکم دیا: "جلاد حاضر ہو اور سر اس مکار کا جدا کرے۔"

صنعت نے عرض کیا: "اے بادشاہ یہ مقام سب حضور کا دیا ہوا میرے زیر فرمان ہے اور میں نے ایک مکان مثلی آتش کدہ کے تیار کیا ہے۔ یہاں سے بہت قریب ہے۔ وہ جو سامنے درہ کوہ ہے اس کے متصل تعمیر ہے آپ اس مفتری کو دو گھڑی کے لیے اس مکان میں بھیج دیئے آپ ہی ہلاک ہو جائے گا بادشاہ نے کہا: " اچھا روانہ بھی کرو میں چاہتا بھی ہوں کہ یہ بعذاب الیم ہلاک ہو۔"

ملکہ صنعت نے ایما پا کر ساحروں سے حکم دیا: "عمرو کو اس مکان میں لے جاؤ۔" بادشاہ نے عرض کیا حضور نعمت خانہ آراستہ ہے۔ کچھ تشریف لے چل کر تناول فرمایئے۔
URDU4U.COM
بادشاہ خاصہ نوش کرنے اٹھا چلتے وقت سحر عمرو کو اٹھا کر لے چلے۔"

اس ووقت عمرو نے باغبان کی طرف گھورا۔ ملکہ گل چین ڈری اور خیال کیا کہ اب کی عمرو جو رہا ہوا تو میرے خاوند کو ضرور مار ڈالے گا اور اگر مارا بھی گیا تو اس کے شاگرد برق و قران وغیرہ مار ڈالیں گے۔ پس اب کی مرتبہ عمرو کا چھوٹ جانا اچھا ہے۔ کیونکہ تیرے شوہر کا بچ ہے۔ جب کوئی اور عمرو کو پکڑ لائے اس وقت جس کا جی چاہے اس کو قتل کرے۔

یہ سوچ کر سب تو بادشاہ کے ساتھ دستر خوان پر گئے مگر وہاں سے چل کر باہر نکلی اور جب تک پنجہ خواجہ عمرو پکڑ کر آتش کدہ میں لے جائیں۔ اس سے بھی پہلے یہ اس مکان آتشی میں آئی۔ دیکھا تو چھت اور دیوار ستون اور ایوان سب آگ کا ہے مکان ہے یا برج آتشی ہے یا منازل مریخ میں نہایت درجہ کی گرمی ہے۔ دیواروں سے شرارے نکلتے ہیں ررے ہوا میں صحن سے انگارے گرتے ہیں دوزخ ہاویہ اس مقام کی گرمی سے شرمندہ اسفل السافلین خجلت سے سرافگندہ کہ

گلخن گرمی تھی زمین تمام
چرخ بے سرد خانہ یک جم
رات سوئے زمین پر جو انسان
کروٹیں یوں لے جوں تولے پہ نان
بسکہ گرمی کی آن مانی ہے
شرم سے آگ پانی پانی ہے

گلچین نے یہ حال اس مکان کا دیکھ کر ازبسکہ زوجہ وزیر ہے۔ ساحرہ پر تدبیر ہے۔ ایک

غلو ریخ کا اپنی کمر سے نکالا اور افسوں تازہ اس پر دم کر کے زمین پر مارا کہ وہ خانہ آتش بسان گلزار خلیل بنا۔ آتش نمرود و شان کا بازار گرم سرد ہوا اور جس طرح کسی کا دل ٹھنڈا ہوتا ہے۔ اس طرح وہ مکان خشک ہو گیا اس عرصہ میں وہ پنجہ خواجہ کو لے کر اس گھر میں آئے اور دروازہ وا کرا کے اندر مکان کے ڈال کر دروازہ بند کر کے چلے گئے کیونکہ اندر جانے میں ان کو خوف اپنے جل جانے کا تھا۔

غرضیکہ جب وہ پنجہ چلے گئے۔ خواجہ نے اس مقام کو بظاہر تو ہمسر جہنم پایا۔ لیکن اپنے جسم کو ضرر آتش سے محفوظ دیکھا۔ اس اثنا میں گلچیں تہ زمین سے نکلی۔ عمرو کو باادب اس نے تسلیم کی اور بمنت تمام عرض پیرا ہوئی کہ: "اے خواجہ مہربان یہ کنیز نا چیز آپ کی خدمت گذاری کو حاضر ہے۔ میری تقصیر جو کچھ ہو آپ معاف کریں میں ہر چند اس مردے ناشاد کو منع کرتی ہوں مگر وہ جوانا مرگ نہیں مانتا۔ وزارت کے گھمنڈ پر ہے۔ کہتا کہ میں نمک حرامی نہ کروں گا۔ پس آپ مجھ کو لونڈی کے حال پر نظر عنائت فرمائیے میرے شوہر کو قتل نہ کیجے گا۔ میں آپ کو آ کے خدا کا واسطہ دیتی ہوں۔"

خواجہ نے کہا: "تو کب تک اس کی سفارش کرے گی۔ مثل مشہور ہے کہ بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔ ایک دن فرزند کو چھری تلے پائے گی۔"

ساحرہ نے عرض کیا کہ اب کی مرتبہ تو خطا اس کا قصور معاف فرمائیے پھر جو بے ادبی کرے گا تو سمجھ لیجئے گا خواجہ نے کہا: "اچھا اب کی مرتبہ تو اس کی معاف کی مجھ کو قید سے رہا کر دے۔ ساحرہ نے ایک ماش پڑھ کر مارا کہ زنجیر جو خواجہ کے پاؤں میں تھی کٹ گئی اور افسوں اس نے پڑھا کہ دروازہ اس مکان کا کھل گیا اس نے کہا: "آپ یہاں سے نکل جائیے۔ خواجہ اس مکان اس مکان سے جلد باہر آئے۔

اس مکان کو صنعت نے ازبسکہ بحر مجرماں زنداں مصیبت مقرر کیا تھا اس وجہ سے بیر سحر کے بھی مقرر کیا تھا کہ بیرون مکان محافظ تھے جو کوئی نکل جائے۔ اس کو حتی الامکان روکیں اور نہیں تو خبر اس کی مالک مکان کو دیں۔ پس عمرو جو باہر مکان کے نکلا۔

بیروں نے غل مچائی کہ لینا جاتا ہے۔ خواجہ نے جلد گلیم اوڑھ لی۔ بیر آتش کے شعلہ بن کر ہزاروں ہر سمت دوڑے لیکن کہیں پتا نہ ملا۔ غوغائے عظیم برپا ہوا کہ افسوس مجرم نکل گیا۔

URDU4U .COM

شاہ جاوداں خاصہ نوش کر کے تخت پر آ بیٹھا تھا اسو نے بھی غل سنا ملازموں سے: "ذرا خبر لینا یہ غل کیسا ہے۔"

صنعت نے کہا۔ "بلا لوں عمرو عیار' مکان آتش میں قید ہے وہ جل مر گیا ہو گا اسی کا غل ہو گا۔ یہ کہہ رہی تھی کہ بیر سحر کے طائر بنے سامنے آئے اور عرض کیا۔ "مکان آتش کا دروازہ کھول کر ایک مجرم نکل گیا ہے۔ ہم نے ہر چند تلاش کیا نہ ملا۔ یہ سننا تھا کہ صنعت خود اٹھ کر اس مکان میں آئی' دیکھا کہ وہاں خواجہ کا نشان بھی نہیں۔ اس کو غصہ آیا اور دل سے کہا۔ تو نے ناحق اسے مفتری کو قتل نہ ہونے دیا۔ اب تیری قید سے وہ بھاگا بادشاہ کو مظنہ بد تیری جانب گزرے گا اور اب تجھ کو اس عیار کو گرفتار کرنا پڑے گا۔ لیکن بغیر کسی کے شریک ہوئے یہ عیار رہا نہیں ہوا۔

پس بغضب تمام اس نے سحر پڑھ کر زمین پر دوہتڑ مارا کہ ایک پتلی زمین سے نکلی اور گویا ہوئی۔ "اے ملکہ آپ خفا کیوں ہوتی ہیں' گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔ ملکہ گل چیں جادو پہلے اس مکان میں آئیں اور ایک بیضہ یخ کا مارا کہ مکان سرد ہو گیا۔ پھر خواجہ کو اس طرف سے نکال دیا۔ یہ کہہ کر پتلی غائب ہو گئی۔ ملکہ گل چیں ایک گوشہ مکان مذکور میں چھپی کھڑی تھی کہ غل برطرف ہو جائے تو میں نکل جاؤں۔ اب پتلی کا بیان سن کر سمجھی کہ تو پکڑی جائے گی۔ پس پرواز کر کے وہاں سے چلی۔ بیر وغیرہ اس کے پیچھے چلے۔ صنعت نے بھی کچھ ساحر اس کے پیچھے بھیجے۔

لیکن عمر جو اس مکان سے نکلا' سوچا کہ اسے عمرو اب اس قید کرنے کا بدلہ افراسیاب سے لینا چاہیے اور بن پڑے تو ملکہ صنعت کو مارنا چاہیے۔ پس یہ تجویز کر کے صورت اپنی خدمت گاروں کی ایسی بنا کر بارگاہ میں آیا اور ایک جگہ کھڑا ہوا۔ اس وقت ہزارہا

پتلا حاضر بارگاہ تھا اور بادشاہ چھوٹ جانے سے خواجہ کے بہت متفکر تھا۔ چاروں طرف نگاہ کر رہا تھا کہ یکایک عمرو سے آنکھ چار ہو گئی اور اس نے بزور سحر پہچانا کہ یہی عمرو ہے اور آنکھ ملتے ہی عمرو بھی سمجھ گیا کہ اس نے تجھ کو پہچانا۔ پس فوراً جست کر کے چلا کہ بارگاہ سے نکل جاؤں۔ شاہ جاوداں نے افسوں پڑھا کہ پتلے جو حاضر تھے' ان میں سے ایک نے دامن پکڑ لیا۔ خواجہ نے جلد دامن چاک کر دیا اور بھاگا۔ شاہ نے نعرہ مارا کہ نہ جانے پائے۔

کئی پتلے پرچھائیں بن کر لپٹ گیا۔ دست و پا بے حس و حرکت ہوئے گر پڑا۔ بادشاہ نے فرمایا۔ "مشکیں باندھ کر لے آؤ۔"

پتلے باندھ کر سامنے لائے۔ اس عرصہ میں صنعت مکان آتش سے پھر کر آئی اور عرض کیا۔ "اے بادشاہ آپ کے وزیر کی زوجہ ملکہ گل چیں تو عمرو سے مل گئی ہے۔ اس طرح سے اس کو رہا کرا دیا۔"

شاہ نے فرمایا۔ "کچھ غم نہیں پھر وہ پکڑ لیا گیا۔ اب اس باغیہ کو بھی گرفتار کئے لیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر چاہتا تھا کہ سحر کرے۔ اس وقت اور ماجرا سنئے یعنی بقدرت فراش بساط ارض و خیمہ آسمان یہ خیمہ صنعت نے اس پار دریائے خون رواں کے استادہ کرایا تھا۔ پس برق نے جب لشکر میں جا کر حال گرفتاری خواجہ بیان کیا۔ اتفاق سے مہتر قران بھی حاضر دربار تھا۔ اس نے عیاروں سے مشورہ کیا کہ معلوم کرنا چاہیے کہ شاہ طلسم کہاں ہے اور مقام پیدا کر کے بہر رہائی خواجہ جانا مناسب ہے۔

غرضیکہ لشکر حیرت میں جا کر کیفیت معلوم کی کہ اس طرح کہ اس طرح صنعت نے خیمہ کنارہ دریا کے استادہ کیا ہے۔ اس جگہ بادشاہ ہے۔ یہ دریافت کر کے صورت اپنی مثل ساحروں کے بنائی اور لشکر حیرت میں جو طوائفیں رہتی ہیں۔ ان میں سے ایک کو خرچی دے کر اپنے ساتھ لے چلا۔ جب صحرا میں پہنچا اس طوائف کو بیہوش کر کے ملکہ گل چین کی ایسی صورت اس کی بنائی اور ایک چادر میں لپیٹ کر کے کندھے پر

لاد کر بارگاہ افراسیاب میں آیا۔ بادشاہ اس وقت خواجہ کو گرفتار کر کے گل چین کے پکڑنے کو سحر کیا چاہتا تھا کہ اس نے تسلیم کی' اس نے اس کو پشتارہ بدوش دیکھ کر

URDU4U .COM

پوچھا۔ "کس کو لائے؟"

اس نے گل چین کو' اے بادشاہ اس کو آپ لیجئے اور عمرو پر سے سحر دفع کر دیجئے کہ میں ایک ہی ہاتھ میں سر اس کا جدا کر دوں۔ مجھ کو اس عیار نے بہت ستایا ہے۔ ہزاروں مرتبہ گھر میرا لوٹا ہے۔ بادشاہ نے اس کے کہنے سے سحر خواجہ پر سے رد کر دیا اور آپ چادر میں سے گل چین کو کھلوانے لگا۔ سب ساحروں کی نگاہ اس وقت جانب پشتادہ گل چین تھی۔

اس ساحر نقلی نے جلد خواجہ کو اٹھا کر پشت پر لادا اور سراپچہ فرا کر باہر بارگاہ کے پہنچ کر نعرہ کیا۔ "منم قران عیار"

بادشاہ نے نعرہ سن کر کہا۔ "لینا!"

ساحر دوڑے۔ قران تو کسی مقام پر چھپ گیا اور عمرو نے گلیم اوڑھ لی۔ ساحر ڈھونڈ کر پھر گئے اور بادشاہ نے گل چین نقلی کو ہوشیار کرایا۔ جب اس کی آنکھ کھلی پکاری دہائی ہے شہنشاہ کی۔ مجھ کو ساحر طمع زر دے کر لایا اور اس نے یہ میرا حال بنایا۔ بادشاہ نے منہ اس کا دھلوایا۔ دیکھا تو ایک زن سیاہ فام ہے' اس کو چھوڑ دیا اور ایک ساحر کے ہمراہ لشکر حیرت میں بھجوا دیا۔ لیکن صنعت نے بادشاہ سے کہا۔ "حضور رنجیدہ نہ ہوں۔ میں ابھی اس نا عیار کو لاتی ہوں۔ یہ کہہ کر زمین پر گری اور مثل مشعل روشن ہو گئی۔ پھر مشعل کی لو میں سے دھواں نکلا اور میل بن کر بلند ہوا اور ایک طرف چلا۔

اس اثنا میں بادشاہ نے ساحروں کو اشارہ کیا کہ باغبان کو بھی پہرے میں کر لو۔

ساحروں نے باغبان کو گھیر لیا۔ وزیر چپ کرسی پر بیٹھا رہا۔ بلکہ گردن جھکا کر رونے لگا اور گل بوستان وفاداری سرد باغ غمخواری دلبر مہ جبین یعنی زوجہ اس کی ملکہ گل چین جو روبفرار لائی نسیم آسا ایک صحرائے سبزہ زار میں پہنچی۔ دیکھا کہ اس مقام فرحت

آگیں میں بہار کی حکومت ہے۔ گل زیب وہ اورنگ سلطنت ہے۔ ہوا ہوا خواہی کا مثل اراکین دولت دم بھرتی ہے۔ بلبل بصد عشرت چہچہے کرتی ہے۔ زلف دام مکر بچھائے ہے۔ کمند گیرہ گیر عیاراں کی صورت بنائے ہے۔ نرگس زر گل کی نگہبان ہے۔ سرو ہر ایک پاسبان ہے۔ گل اشرفی کی تحویلداری ہے۔ سوسن کی زبان یہ حکم جاری ہے کہ لالے کی پلٹن تیار ہے۔ گل عباس قرن پھونکے ترک ہزار رسالے دار ہے۔ خزاں قدم یہاں نہ دھر سکے' فوج ہشیار رہے۔

پس اس مقام نزہت انتما کو دیکھ کر یہ شمیم گلشن حیا زمین پر گری۔ شبنم نمط یا برنگ صبا سبزہ زار پر لوٹنے لگی اور صورت اپنی سحر سے ایک گل خوشرنگ کی بنا پر ایک گھنے شجر کو دیکھ کر کہ جس میں ہزار رنگ کے پھول کھلے تھے۔ بس اسی درخت میں اڑ کر پھول بنی ہوئی لگ گئی۔ ساحران باغی جو پیچھے اس کے آتے تھے ہر سمت تلاش کر کے پھر گئے۔

اس طرف سے گل بوستان عیاری جو بھاگے' راہ میں مہتر قران نے کہا۔ "استاد درۂ کوہ میں چلئے' کھچڑی پکاؤں کھا لیجیے۔"

خواجہ نے کہا۔ "میں گرسنہ جاں ساحراں ہوں۔ جب تک کوئی عیاری معقول کر کے کسی زبردست ساحر کو نہ قتل کر لوں گا۔ اس وقت تک بھوک پیاس مجھ کو نہیں ہے۔"

قران یہ سن کر درۂ کوہ میں چلا گیا اور خواجہ فکر عیاری میں چلے مگر یہ گمان تو رفع ہو چکا تھا کہ کوئی میری گرفتاری کو آتا ہو گا۔ اور ہر وقت یہ گلیم اوڑھے بھی نہیں رہتے ہیں۔ اب بھی گلیم اتار کر چلے۔ جیسے ہی کچھ دور گئے ایک طرف سے دھواں پیدا ہو کر چار طرف ان کے ہو گیا اور لکیر دھواں کی زنجیر کی طرح گردن و کمر میں لپٹ گئیں۔ سیہ بختی نے نیا رنگ دکھایا۔ روز سیاہ گرفتاری پیش آیا۔ وہ دھواں گھیرے ہوئے سامنے بادشاہ جاوداں کے لایا اور وہ دھواں پھر صنعت بنا اور خواجہ کو بے حس اس نے کر کے بادشاہ سے کہا۔ "اے شہنشاہ میں نے قسم کھائی ہے کہ اسی وقت اس

ناعیار کو قتل کر دوں گی۔ پس اب حکم دیجئے۔"

بادشاہ نے جلاد کے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ جلاد ایک ساحر تیرہ رو چوڑہ تیغہ باندھے لنگ کھاروے کا کسے بے رحم و سیاہ دل سامنے آیا۔ بادشاہ نے فرمایا۔ "لے جا اس مجرم کو اور سر کاٹ لا۔"

URDU4U.COM

جلاد خواجہ کو کشاں کشاں باہر خیمہ کے لایا۔ بادشاہ بھی برآمد ہو کر سامنے بیٹھا۔ ہزارہا ساگر گرد و پیش استادہ ہوا۔ جلاد نے چبوترہ ریت کا بنا کر بوریائے فلاکت اس پر بچھایا اور خواجہ کو اس پر بٹھایا اور کوئلے کا خط گردن پر دیا اور حاضر خدمت شاہ جاوداں ہو کر عرض رسا ہوا۔ "اے شہنشاہ حکم اول سے ذرا سوچ سمجھ کر دیجئے گا کہ مار ڈالنا میرا کام ہے' جلانا میرا کام نہیں۔"

بادشاہ نے فرمایا۔ "ہزار حکم کا ایک یہ حکم دیا جاتا ہے کہ جلد اس کو قتل کر۔"

جلاد نے آ کر تیغہ اپنا تولا اور پکارا۔ "اے گروہ تماشاہیاں ہٹ جاؤ کہ خون گنہگار تم پر نہ پڑے۔"

اس وقت عجب طرح کا غوغا تماش بینوں کا بلند تھا۔ کوئی نادان عشرت کر رہا تھا۔ کوئی دانشمند عبرت پذیر تھا کہ افسوس اس چرخ کج رفتار گردوں غدار کا یہی طور ہے۔ بسا صاحب جور ہے الوالعزماں دہر کی ذات کا ہمیشہ خواہاں رہتا ہے۔ سر بلندوں کا دشمن جان رہتا ہے۔

خلقت کا تو یہ حال ہے اور جلاد حکم ثانی دریافت کرنے بادشاہ کے سامنے حاضر ہوا۔

مگر خواجہ نے جو سامنا موت کا دیکھا پر جوع قلب درگاہ کبریا میں استغاثہ کیا اور خاصان خدا کو پکارا۔

یہ استغاثہ درگاہ دافع البلیات میں مقبول ہوا۔ یعنی دو پتلے جو اس کو لے کر بران کے حکم سے آئے تھے۔ جب اس کو لاشہ شیریں کا لے کر اڑا تھا۔ اسی وقت سے پتلوں نے جا کر بران سے حال گرفتاری عرض کیا تھا۔ ملکہ نے ہما جادو وغیرہ سے کہا۔ "اب کیا منہ دکھائیں گے خواجہ کو وہ اس طرح اسیر ہوئے اور ہم بیٹھے رہے۔ اے ہما اس

راز کو کسی سے نہ کہنا۔ میں یکہ و تنہا بہر رہائی خواجہ جاتی ہوں۔"
یہ کہہ کر برنگ بوئے گل غائب ہو گئی۔ اس وقت نسیم عنبر شمیم ایسی چلی کہ مشام

URDU4U.COM

ملکہ ہما جادو بس گیا اور ملکہ بران نظر نہ آئی۔ یہ خاموش ہو رہی۔
لیکن وہ چمن بند حدیقہ سلطنت یعنی ملکہ بران بصد شوکت سناٹا بھر کر اپنے طلسم کی سرحد پر آ کر ظاہر ہوئی اور فرط غضب سے لب رنگین مثل برگ بید اس کے کانپے۔ مستی طائر رنگ حنا کی طرح لبوں سے اڑ کر بلند ہوئی۔ تھوڑی دیر میں ادھوری گھٹا کوہسار سے اٹھی۔ اس وقت ملکہ موصوفہ ہنسی لالی پان کی لبوں سے چھوٹ کر اس گھٹا میں بجلی جا کر بنی۔ پھر ملکہ لالہ فام بالحان دلکش کچھ گنگنائی۔ صدائے نغمہ نے صورت طاؤس و کبک کی بنائی اور اس گھٹا میں جا کر مور کوکنے اور تدرو قہقہے لگانے لگے۔ پھر ملکہ گاجذار نے اپنے ہاتھ بلند کئے۔ ایک تخت یاقوت احمر کا ابر میں پیدا ہوا۔ اس ماہتاباں حسن نے اپنے تیئں چاند بنا کر اس تخت پر پہنچایا۔ اب تو عالم ہی اور نظر آیا کہ ادھوری گھٹا میں چاند نکلا ہوا گویا شاہد دہر نے مسی مل کر چاند ٹیکی کو گویا ماتھے پر لگایا تھا۔
نہیں نہیں' فروغ ملکہ بران کو سر پر فلک نے چڑھایا تھا۔

برج حمل میں بیٹھ کے خاور کا تاجدار
کھینچے ہے اب خزاں پہ صف لشکر بہار
ہیں بخشی و وزیر جو مریخ و ماہتاب
ان کو یہ امر ہے کہ امیران نامدار
منہ کھول دو خزانہ گل اشرفی کا تم
لے کر قلم کو ہاتھ' رکھو پیادہ و اسوار

مورخہ کرتے بجلی چمکتی نوائے فتح و ظفر کی پرچم ہلتی۔ رعد نقیبوں کی طرح گرج کو للکارتا۔
ترک ہوا تیر انداز بنی ہوئی ملکہ نسرین بدن کی سواری جانب حریف رواں تھی۔ جدھر

سے وہ گھٹا نکلتی' کیفیت بہار ظاہر ہوتی۔ صحرا صحرا گلہائے بو قلموں کھل جاتے۔ بلبل کے ترانہ دل لبھاتے۔ یہ تو اس سامان سے رواں ہے۔

لیکن بعد اس کے چلے آنے کے ملکہ مجلس جادو لڑکی اس کے مقام پر آئی۔ ملکہ ہما کو چپ اور پریشان دیکھ کر گلے سے لپٹی اور گویا ہوئی۔ "میری اماں جان سچ بتاؤ' تم چپ کیوں ہو۔ میری جان کی قسم' میری اچھی اماں آخر کیا ہوا جو تم رنجیدہ ہو۔"

ہما نے کہا۔ "تجھ کو ہر بات میں خیلا پن آتا ہے۔ خواہ مخواہ بھی میرے پیچھے پڑ گئی۔ میں رنجیدہ کیوں ہونے لگی۔"

اس نے کہا۔ "اچھا بتاؤ' امی جان یعنی ملکہ بران شمشیر زن کہاں ہیں اور اگر نہ بتاؤ گی تو میں اپنی جان دے دوں گی۔"

یہ ضد اس کو دیکھ کر ملکہ ہما ناچار ہوئی اور چپکے سے کہا۔ "کسی سے کہنا نہیں۔ عمرو گرفتار ہوا ہے۔ اس کے چھڑانے کو گئی ہیں۔"

یہ سن کر مجلس خاموش ہو رہی اور کچھ دیر میں بھلاوا دے کر بالائے دام گئی اور کہا۔ "مجھ کو نشہ شراب زیادہ ہے۔ کوئی بک بک نہ کرے میں آرام کروں گی۔"

کنیزیں جو ہمراہ تھیں ان سے بھی حکم دیا۔ "یہاں سے چلی جاؤ۔"

وہ سب چلی گئیں اور جو دلیری سے ٹھہر گئیں۔ ان پر اس نے الزام رکھ کر نکالا۔ ایک کو خوب مارا کہ مالزادی تو نے مجھے کو راہ چلنے میں دھکا دیا تھا۔"

دوسری کی جانب دیکھ کر کہا۔ "گھورتی ہے۔"

تیسری سے کہا۔ "تو بڑبڑا کر مجھ کو برا کہتی ہے۔"

غرض اس طرح الزام دے کر سب کو وہاں سے نکال دیا۔ بالا خانے کا دروازہ بند کر کے آپ ایک سحر ایسا پڑھا کہ ایک عقاب تیز پرواز اڑتا ہوا روئے ہوا سے اس کے پاس آیا۔ یہ جست کر کے اس پر سوار ہوئی اور بہر امداد ملکہ مذکور جانب طلسم ہوشربا چلی۔

لیکن اول حال بران سنئے کہ یہ ماہتاب ہی ہوئی۔ ابر سحر میں چمکتی صحرا و کوہ کو سرسبز کرتی ہوئی اس مقام پر کہ جہاں خواجہ زیر تیغ تھے پہنچی۔ شاہ طلسم نے ساحروں سے کہا۔

URDU4U.COM

"دیکھو کیا خوشنما گھٹا اٹھی ہے۔"

ملکہ حیرت نے کہا۔ "موسم برشگال بھی قریب آیا ہے۔"

یہ گفتگو ہی تھی کہ یکایک وہ ابر تمام عالم پر محیط ہوا۔ ہر ایک پر طاری ہوا مگر صنعت جادوگرنی زبردست ہے۔ یہ اس گھٹا کو دیکھ کر سمجھی کہ مقرر اس وقت میں کوئی آفت ہے۔ پس جلاد کو للکاری کہ جلد اس گنہگار کا سر کاٹ۔"

جلاد نے تیغہ بلند کیا اور خواجہ نے بنگاہ یاس جانب فلک دیکھا اس وقت اس ابر میں بجلی کوندی اور سمٹ کر وہ بجلی چاند بن گئی اور اس چاند کے دو ٹکڑے ہوئے۔ ایک ٹکڑا تو جلاد پر گرا اور دوسرا ٹکڑا خواجہ پر آیا اور اس قدر روشنی ہوئی کہ وہ زمین مطلع الانوار بن گئی۔ سب کی نگاہ خیرہ ہوئی اور چاند کا ٹکڑا ہلال بن کر شمشیر کا کام کر گیا۔ جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے اور خواجہ پر جو ٹکڑا گرا تھا' اس میں سے پنجہ پیدا ہوا۔ پیدا ہوا کہ عمرو کو اٹھا کر بلند ہو گیا اور اس کے بلند ہونے سے کچھ روشنی کم ہوئی اور شاہ جاوداں نے دیکھا کہ سب ساحر بیہوش پڑے ہیں اور جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے ہیں۔ عمرو کو چاند کا ٹکڑا لیے جاتا ہے۔

پس اس نے گھبرا کر کمر پر اپنی ہاتھ ڈالا اور ایک گمزی سامری کے گنبد کی نکالی۔ اس خیال سے کہ یہ دختر شاہ کوکب مالک طلسم نور افشاں ہے۔ بغیر تحفہ طلسمی کے زیر نہ ہو گی۔ چنانچہ اس گمزی کا افسوں پڑھ کر اس چاند پر کھینچ مارا۔ پس وہ گمزی روئے ہوا پر جا کر کشادہ ہوئی اور ایک ٹکڑا اس کا نیچے چاند کے آ گیا اور دوسرا سر پر چاند کے آ کر مثل سرپوش ڈھکا۔ پھر تو زمانہ اندھیرا ہوا اور وہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ زمانہ نے گریبان چاک کیا۔ مور چنگھاڑنے لگے۔ جیسے اہل ماتم شور کرتے ہیں۔ کبک عوض قاہ قاہ کے آہ آہ کرنے لگے۔ برق سحر کا دل بے قرار ہوا' تڑپنے لگی۔

کالی گھٹا نہ تھی۔ دنیا سیاہ پوش ہوئی تھی۔ بہار کی نظر میں عالم تمام خار ابر بسان غمناکان اشکبار تھا۔

بلکہ بران عالی شان کا اس برج میں مقید ہوتا تھا کہ اس نے انتہا کا زور کیا اور ازبسکہ نہایت زبردست ہے۔ مگر کیا کرے کہ ملک پرایا اور مقابلہ شاہ جاوداں کا۔ اور سحر بھی وہ سحر کہ تحفہ گنبد سامری کا۔ لیکن یہ شہزادی باز نہ آئی۔ اس طرح مثل برق اس گنبد سے تڑپ کر اڑی کہ چھت اس گنبد کی شگافتہ ہوئی مگر سر اس کا بھی پھٹ گیا اور ایسا صدمہ پہنچا کہ عمرو ہاتھ سے چھوٹ کر اسی گنبد میں گرا اور یہ سناٹا بھر کر جو چلی ایسی خود رفتگی مزاج پر مستولی تھی کہ خواجہ کے گر جانے کا مطلق خیال نہ رہا۔ آپ اس برج سے نکل کر دور ایک بیابان میں جا کر گری اور اس وقت کی سراسیمگی اس ماہ سپہر رعنائی کی اور پریشانی گل بوستان زیبائی کی عجب عالم دکھاتی۔ سر جو شق ہو کر خون بالوں میں بھرا تھا۔ شفق شام کا دھوکا تھا یا مانگ میں سیندور بھرا تھا۔ خون بہہ کر ماتھا تر ہو گیا تھا۔ گویا خون ریزی عشاق کا اس کے سر ٹپکا تھا۔ رخسار پر خون کی بوندوں کا ڈھل کر آنا اور جم جانا مصحف و رخسار پر سنجرفی آیتوں کی گنڈلیاں بننا تھا۔ نہیں نہیں' دکان محراب ابرو کے نیچے جوہری حسن نے پارہ ہائے یاقوت رمانی کو چنا تھا وہ دوپٹہ سر سے سرکا ہوا۔ ہر عضو بدن کھلا ہوا۔ فرط نزاکت سے ہانپتی ہوئی۔ ران ہر ایک کانپتی ہوئی۔ زلف رخ پر بکھری ہوئی۔ کافر خونخواری کی طبیعت دل لینے پر بپھری ہوئی۔ دل نازک دھڑ دھڑ کرتا۔ تیوری چڑھی ہوئی۔ کمان تین قلاب کھینچی ہوئی۔

غرض یہ کمان ابرو کشیدہ خاطر ہو کر پھر قاصد ہوئی کہ جا کر دوبارہ اس گنبد پر گروں۔ پھر خیال کیا کہ تو زخمی ہو چکی ہے اور یہ سحر زبردست ہے۔ رد نہ کر سکے گی۔

تو بھی چل کر تحفہ طلسمی لا اور اس سحر پر سبقت لے جا۔ یہ سوچ کر رنجیدہ خاطر مراجعت فرما ہوئی۔ راہ میں ملکہ مجلس اس کو ملی کہ عقاب پر سوار آتی تھی۔ اس نے تسلیم

کر کے حال مزاج ہمایوں کا پوچھا۔
اس نے سب کیفیت بیان کر کے کہا۔ "اے فرزند اب پھر چلو' تدبیر کامل کر کے آئندہ آئیں گے۔ مجلس اس کے ساتھ لاچار ہوئی اور یہ اپنے مقام پر آ کر تدبیر کامل میں مصروف ہوئی۔

URDU4U.COM

اس طرف شاہ طلسم ہوشربا نے بزور سحر معلوم کیا کہ بران تو اس براج سے نکل گئی لیکن عمرو رہ گیا ہے اور برج میں شگاف بھی کچھ پڑ گیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ عیار رخنہ پرواز نکل جاوے پس اس نے اڑا کر اپنے تئیں سقف برج پر پہنچایا اور ہاتھ سے افسوں پڑھ کر اس شگاف کو بند کیا۔ وہ شگاف برابر ہو گیا۔ خواجہ اس میں بیہوش پڑے ہیں۔ جب آنکھ کھلتی ہے تو اندھیرا نظر آتا ہے۔ پھر بیہوش ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی مصلحت خدا کہ ان کو بیہوشی طاری ہوتی ہے' ورنہ دم اندھیرے میں خفا ہو کر نکل جاتا۔ ان کا تو یہ نقشہ ہے۔
لیکن بادشاہ ساحران برج سے اتر کر در بارگاہ پر آیا اور ایسا سحر پڑھا کہ جملہ ساحر جو بیہوش پڑے تھے ہوشیار ہوئے۔ بادشاہ نے صنعت سے کہا۔ "اس طرح سے وہ چھوکری کوکب کی آئی تھی مگر میری قید سے نکل گئی۔ اور اس نے چاہا تھا کہ عمرو کو مجھ سے لے جائے۔ بھلا کیا میرا سامنا کرتی۔ مجھ کو رحم آ گیا کہ اس کو نکل جانے دیا۔ ورنہ وہ بھی نہ جا سکتی۔ اب اس اس مفتری ناعیار و زد مکار کو یوں ہی بروئے قید رکھنا چاہیے۔ آپ ہی بے آب و دانہ مر جائے گا۔ دیکھوں تو کون اس کو اس برج غضب سے میرے رہا کرتا ہے۔ اب ایسے میں خوب موقع ہے کہ میدان خالی ہے۔ کوکب کی طرف طلسم کشا کو بھیج چکا ہوں۔ وہ اس کی فکر میں ہو گا۔ عمرو میری قید ہے۔ پس ایک ساحر زبردست کو بھیج کر سب نمک حراموں کو قتل کرنا چاہیے اور میں کوہ نیلم پر جاتا ہوں۔ وہاں سے ایک ساحرہ مالک مرحلہ طلسم کو مع تحفہ طلسم کے جانب کوہ عقیق بھیجوں گا کہ کام لشکر حمزہ کا تمام کر دے۔"
ملکہ صنعت نے عرض کی۔ "اے شہنشاہ واقع میں یہ تدبیر اچھی ہے۔"

پس بادشاہ نے ملکہ حیرت سے کہا۔ "اے ملکہ تم لشکر میں اپنے جاؤ۔ میں ساحر پھر جنگ باغبان بھیجتا ہوں۔

ملکہ مذکور سوار ہو کر لشکر میں آئی اور سریر حکومت پر بیٹھی اور اپنے دربار میں قید ہونا خواجہ کا برج غضب میں بیان کیا۔ طاڑان سحر نے یہ خبر جا کر ملکہ مہ رخ سے عرض کی۔ ملکہ اور تمام اہل دربار ساحران ذی وقار غم میں خواجہ کے بے قرار ہوئے اور ہر ایک نے قصد کیا کہ اس گنبد پر جا کر گریں یا اپنی جان دیں یا گنبد کو باطل کر کے خواجہ کو رہا کریں۔ لیکن بہار نے ہر ایک کو منع کیا کہ ذرا توقف کرو۔ بران زخمی ہو کر گر گئی ہے۔ ضرور اس کا کچھ نتیجہ ہو گا۔ اور اگر کچھ ہو سکے تو آئندہ جان دینے کا اختیار ہے۔

اس کی فہمائش سے ہر شخص دست بدعا ہوا اور اپنے ارادہ سے باز رہا اور ازبسکہ وہ برج غضب اس پار دریائے خون رواں کے ہے تو ساحران لشکر جا جا کر دیکھ آتے ہیں۔ اور وہاں کی خبر ہر وقت کی رکھتے ہیں۔ یہ تو سب اس کاروبار میں ہیں۔ لیکن بادشاہ طلسم سے ملکہ صنعت دست بستہ عرض پیرا ہوئی کہ اے شہنشاہ میں امیدوار ہوں کہ خطا باغبان وزیر کی معاف فرمائی جائے۔ اس بیچارہ نے سوائے نمک حلال کے کوئی امر خطا کا نہیں کیا۔

بادشاہ نے کہنے سے اس کے خطا معاف فرمائی اور حکم دیا کہ اپنے مقام پر جائے۔ وزیر وہاں سے روانہ ہوا اور تلاش میں اپنی زوجہ کے چلا۔ حال اس کا بیان ہو گا۔

اب بادشاہ نے اپنے ارادہ کے بموجب سحر پڑھ کر دستک دی کہ آندھی سیاہ آئی اور اس آندھی سے ایک ساحر عجیب الخلقت نکلا کہ تمام جسم اس کا گول مثل منقل کے تھا اور منہ جس طرح انگیٹھی کا جوف ہوتا ہے اس طرح کا تھا۔ اس منہ میں زبان مثل انگارے کے دہکتی تھی۔ آنکھ برنگ شعلہ جوالہ لپکتی تھی۔ ہر بن منہ سے شعلے آگ کے نکلتے تھے۔ خدا کی پناہ' ایک میرم و آفت زمانہ وہ تیرہ رو تھا۔ بادشاہ نے اس کا سلام لے کر خطاب کیا۔ اے مجمر آتش زبان جاور تم جا کر ملکہ حیرت کی خدمات

میں حاضر ہو اور مقابلہ کر کے لشکر مہ رخ نمک حراماں غارت و برباد کر دو۔"
اس آفت روزگار نے کہا۔ "بہت اچھا!"
بادشاہ نے فرمایا۔ "اور کوئی جادوگر تمہارا کچھ نہ کر سکے گا۔ اس لیے کہ تم تو رہنے والے ظلمات طلسم کے ہو عیاروں سے بچتے رہنا اور عیار اب چار باقی ہیں ان کا سردار اور استاد عمرو عیار تو میری قید میں ہے۔ شاگرد اس کے باقی ہیں۔ انہیں سے بچنا اور افسوس کہ بران میری قید سے نکل گئی۔ نہیں تو اس کا بھی خوف نہ رہتا خیر تم جاؤ میں سمجھ لوں گا۔"
اس نے عرض کیا۔ "سامری کی عنایت سے نہ بران میرا کچھ بنا سکتی ہے اور نہ میرا کوکب کچھ کر سکتا ہے اقبال حضور کا شریک ہونا چاہیے۔"
یہ کہہ کر آداب بجا لا کر رخصت ہوا اور اپنے مقام پر آیا۔ پر وہ ظلمات میں ایک قلعہ ہے کہ نام اس کا کا دخانیہ ہے۔ یہ اس قلعہ کا حاکم ہے لاکھ ساحر اس کا ملازم ہے۔ اس نے آتے ہی حکم تیاری لشکر دیا۔ پچاس ہزار ساحر بہر نگہبانی قلعہ چھوڑا اور پچاس ہزار اپنے ہمراہ لیا۔ ڈھرو کی صدا پر بیر مثل زاغ منڈلائے اژدہے پھنکارتے ہوئے آئے۔ ساحر سوار ہوئے۔ جی جی کا غل بلند ہوا۔ دل دہر خوف سے درد مند ہوا۔ آگے تمام لشکر کے مجمر اژدر آتشباز پر سوار پیچھے اس تیرہ سر کے طاؤس و بوتیمار و ہنس و باز اختر بردار کی قطار ان پر ساحران غدر نابکار سوار سحر سے ان کے تاریک تمام روزگار کہ

کبھی نظروں میں تھے واں روز و شب گم
کبھی تھے اک جگہ خورشید و انجم
کبھی آتش سے سب جلتا تھا جنگل
کبھی اس طرح جوں برسے ہے بادل
ہوا کا نام بھی ہوتا زنہار

مگر تھی فوج میں اژدر کی پھنکار
URDU4U.COM
ہزاروں تھیں بلائیں وحشت انگیز
کہ وحشت جن کی تھی عالم کی خونریز
غرض وہ لشکر گمراہ و جاہل
چلا جاتا تھا بس منزل بہ منزل

بایں کر و فر وہ خود سر قریب لشکر حیرت پہنچا۔ طائران سحر نے خبر آمد اس کی ملکہ بے ہنر کو پہنچائی۔ اس نے گیسوئے بن شہاب اور شہاب جادو وغیرہ ساحران نامی کو برائے استقبال بھیجا۔ فی مجمر بد محصال داخل لشکر بلکہ زشت خصال ہوا۔ لشکر اس کا اترا۔ اس نے آ کر ملکہ کو ندا دی خلعت پایا۔ اس روز اور ایک دن اور بارگاہ اپنے لیے آراستہ کر کے آرام کیا۔ دوسرے دن جب مجمر فلک سے آفتاب کا شعلہ سرد ہوا اور رونق گرم بازاری روز گرد کہ

عروج مہر پہنچا جب لب بام
ترقی پر تب آیا اختر شام
موافق تھا جو اقبال شب و ماہ
تو لی ظلمات نے دربار کی راہ

سر شام وہ ساحر ناکام دربار ملکہ حیرت بد انجام میں آیا اور بیٹھ کر میخواری کرنے لگا۔ جب دماغ نشہ سے گرمایا۔ ملکہ سے عرض پیرا ہوا کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے۔ ملکہ نے فوراً کوس حربی پر چوب دلوائی فلک کو چکر ہوا زمین تھرائی طائران سحر نے یہ خبر ملکہ مہ رخ کو پہنچائی۔ ملکہ موصوف یہ خبر سن کر نہایت اندیشہ ناک ہوئی اور رنگ اس کے چہرے کا متغیر ہو گیا۔ چشم نمناک ہوئی۔ اس لیے کہ یہ ملکہ نانی مہ جبیں کی ہے اور عزیز دار بادشاہ طلسم ہے اور بسبب سن زیادہ ہونے کے ساحر نامی اور ان

کے حالات کو جانتی ہے۔ یہ حال ملکہ نیک خصال دیکھ کر مہتر برق فرنگی سے کہا۔ "اے ملکہ تم کو اس ساحر سے بہت بڑا خوف پیدا ہوا۔ اس کا کیا سبب ہے ہم نے بارہا عرض کیا کہ مالک ہمارا رب ہے۔ نظر بفضل کریم کار ساز رکھو اور حکم نواخت طبل جنگ دو۔ انشاء اللہ ہم فتح پائیں گے اور جو مشیت ایزدی میں ہماری فتح نہیں ہے تو مارے جائیں گے۔"

ملکہ مذکور نے فرمایا۔ "اے مہتر خدا اس موذی کے شر سے ہم کو بچائے۔ اس حرامزادے پر سحر نہیں اثر کرتا ہے اور نہ اس کی کسی حربہ سے قضا ہے۔ ہاں اگر پانی سامر و جمشید کے غسل کا ممکن ہو اور اس میں تلوار بجھائی جائے۔ تب اس خیر سر کی قضا آئے۔"

برق نے کہا۔ "تم ان خیالوں میں نہ پڑو فقیر سحر بجھاؤ۔ پانی غسل سامری کا کیسا میں آب تیغ و عیاری سے غسل اس کو دوں گا۔ شیشہ گرم کر کے پلا دوں گا۔ پانی دانہ دھرا رہ جائے گا۔ جہنم میں ٹھکانہ ہو گا۔ ملکہ نے کہا۔ "اسے مہتر اس پر تم ہرگز عیاری کرنے کا ارادہ نہ کرنا۔"

اس نے کہا' یہ سب ہم نے سنا ہے ہمارا تو عیاری کرنے کا پیشہ ہے۔"

اس وقت ملکہ بہار نے بھی کہا۔ "اے ملکہ مہتر صاحب سچ فرماتے ہیں۔ لڑنے میں پس و پیش کیا اگر چہار چشم ورد زبان جادو ہو زیر زمین کی اس طلسم میں مالک ہے آئے تو ہم اس سے لڑیں گے چاہے جان جائے یا رہے۔"

ملکہ مہ رخ نامور نے یہ کلمات دلیرانہ سن کر نظر بفضل رب اکبر فرما کر نفیر سحر کو دم دیا۔ کوس دمامے جادو کے بجنے لگے۔ دلاور آگاہ و باخبر ہوئے۔ دربار شام کا رکھا گیا۔ ہر بہادر اپنے خیمے میں بیٹھ کر سامان جنگ کرنے لگا۔ ساحر جگانے لگے۔ بیر بلانے لگے' کج فہم خم شمشیر و خنجر کا خوف کھانے لگے۔ دل کی الجھن کو کمند گرہ گیر سمجھے ترقی و حوصلہ کو باڑھ شمشیر کی جان کر مرنے کی تدبیر سمجھے۔

غرض ہوم کے دھوئیں سے وہ بن کجلی ہو گیا۔ مست ہر بہار پیلتن تھا۔ نامرد بھاگنے

پر تیار مثل ہرن تھا۔ منتروں کی جاپ ہر سو تھی۔ آتش سحر کی برنگ معشوق شعلہ خو تھی۔ ہوائے سرد کے سناٹے چراغ خرد گل کرتے تھے۔ آندھیاں چلتی تھیں۔ کلوا بھیروں کا ساحر دم بھرتے تھے۔ ڈھرو کی صدا پر چرخ ستمگر کا ایسا بیر ناچتا تھا۔ ہندو سے زحل کا سنیچر بن کر سر چڑھنے کا ارادہ تھا۔ ساحر تو اس رنگ میں تھے۔ بہادر تیاری آلات جنگ میں تھے۔ شاہد شجاعت کو سنوارا تھا۔ بسان عاشق جان دینے سے دل نہ ہارا تھا۔ کمند ہر ایک مثل زلف پر پیچ جاناں جس میں الجھا ہوا رشتہ جان بہادراں خنجر سب کی نظر میں ابرو سے خوباں جس سے ذبح ہونے ارمان تیر گویا تیر مژگان تیغ ہر ایک تیغ نظر معشوقاں کمانوں پر ابرو سمجھ کر قربان جان جانبازاں۔

لشکر میں تو یہ تیاری ہو رہی ہے لیکن مہتر برق اپنے لشکر سے نکل کر کنارے لشکر حیرت کے آیا اور ایک ساحر ملازم وضع کی صورت بن کر داخل بارگاہ ملکہ موصوفہ ہوا۔ دیکھا کہ مجمر بڑی عزت سے دنگل پر بصد شوکت بیٹھا ہے۔ ملکہ کنیز اور ارکان دولت سب خاطر اس کی کر رہی ہیں۔ جام شراب چل رہا ہے۔

برق یہ ماجرا کھڑا دریافت کر رہا تھا کہ اس کو صرصر عیارہ نے دیکھا کیونکہ جب حیرت طلسم میں چلی گئی تھی تو عیار بچیاں بھی اپنے ملک کو روانہ ہوئی تھیں۔ ملکہ کے آنے سے یہ بھی آئی ہیں۔ غرضیکہ جب صرصر نے اس کو دیکھا آہستہ سے کہا۔ "ارے موے کیوں اپنی جان دینے پر آیا ہے۔" برق اور ہی مطلب سے یہاں آیا تھا۔ اس وجہ سے اس کو کچھ جواب دہ نہ ہوا اور جست کر کے سراپچہ فرا کر نکل گیا۔ یہاں غلغلہ ہوا کہ عیار سراپچہ فرا کر نکل گیا ہے۔ صرصر نے کہا۔ "برق تھا جب میں نے پہچان کر اس کو قید کرنا چاہا تو نکل گیا۔"

مجمر یہ حقیقت سن کر جب ہو رہا کچھ بولا تو نہیں مگر بطور مخفی اس نے سحر کیا کہ حال اس کا آگے کھلے گا۔ فی الجملہ کچھ دیر تو مجمر ملکہ کی بارگاہ میں بیٹھا رہا۔ پھر اٹھ کر اپنے مقام پر بہر آرام آیا۔ لشکر میں اس کے تیاری رزم کی ہو رہی تھی۔ ساحر ہوم اگیار کر رہے تھے۔ بہادر تیز خنجر و تلوار کر رہے تھے اس نے بھی آ کر چند

منتر اپنے جگائے پھر سو رہا اور برق جو بارگاہ سے نکل گیا تھا یا تو عیاری کرنے آیا تھا یا خود بخود دل میں اس کے آیا کہ اپنے لشکر میں چلو زیادہ رات گئے آ کر سمجھ لینا۔ یہ سوچ کر اپنے لشکر میں آ کر وہ خیمہ جو اس کے آرام کے لیے معین ہے اس میں آیا اور آرام پذیر ہوا۔ بعد میں کچھ دیر کے اٹھا اور قصد کیا کہ اب چل کر کچھ فکر کروں لیکن ایسا نشہ اس وقت زیادہ معلوم ہوا کہ سر چکر کرتا تھا۔ یہ پھر لیٹ رہا اور سو گیا اور ایسا سویا کہ رات بھر آنکھ نہ کھلی۔

URDU4U.COM

○○○

• مجمر جادو

ہنگام سحر برق خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ دیکھا تو نفیر سحر بج رہی ہے۔ ڈنکوں پر چوب پڑتی ہے لشکر عازم جنگ گاہ ہے۔ وقت صبح کا ہے۔ دل میں اس نے کہا۔ "اے برق تو ایسا سویا کہ صبح ہو گئی اور رات کو ازخود لشکر مخالف سے پھر آیا اور بغیر شراب پیئے ایسا نشہ ہوا کہ تجھ سے اٹھا نہ گیا اور اس میں مقرر کچھ اسرار ہے۔ بڑا زبردست یہ مجمر نابکار ہے۔"

حاصل کلام خیمہ سے باہر آیا تو لشکر کو روبراہ پایا۔ مہ رخ تخت پر سوار برابر اس کے تخت کے تخت ملکہ بہار گلدستے اس پر رکھے ابر کے لکے سر پر سایہ کئے ایک طرف ملکہ مخمور نشہ حسن سے مغرور برابر اس کے ملکہ سرخ مو' جواہر زیور سے آراستہ مو بمو ایک سمت ملکہ زلف آرا زلف اس کی دام بلا۔

غرض اسی طرح یہ سب شہزادیاں لشکر پیکراں ہمراہ لیے سحر کی نیرنگیاں دکھاتی روانہ تھیں لشکر میں باجے طرح طرح کے بجتے دل میں سوز و گداز پیدا کرتے۔ ہوائیں ٹھنڈی آئیں ابر برستے جنگل میں پھول کھلتے۔ اس کیفیت و بہار سے سب فوج غنچہ باندھے وقت سحر بشگفتہ خاطری جانب میدان رواں تھیں۔

خلاصہ مرام بڑے تزک و احتشام سے لشکر وارد معرکہ کار زار ہوا۔ اس طرف سے مجمر پچاس ہزار ساحر سامری منش ہمراہ لے کر زرمگاہ میں آیا۔ ساحروں کے تختوں کے آگے ڈفلے اور بانسریاں بجتی ہوئیں اژدر پھنکارتے' تھالیاں پیتل کی چمکتیں۔ نارنج ان میں رکھے۔ سب نے آ کر میدان میں پرا جمایا۔ ملکہ حیرت بھی کئی لاکھ ساحروں کو تیار کرا کے علیحدہ میدان جنگ سے استادہ ہوئی۔ صفیں آراستہ کی گئیں۔ میدان جنگی نشیب فراز سے برابر کیا۔ ابر سحر ساحروں نے برسایا۔ عرصہ نبرد آئینہ سان صاف نظر آیا۔ نقیب نقابت کر کے ہٹے۔

اس وقت لشکر حریف میں علم ہائے سیاہ کے پرچم کھلے۔ دہل جنگ بجا کڑکا ہوا۔ لشکر کے

سردار ہوا دار اپنے اپنے بڑھا کر حاضر رکاب امر ہوئے۔ مجمر نے اپنا اژدر میدان میں نکالا۔ اور بہت کچھ نیرنگ و شعبدہ سحر دکھا کر نعرہ مارا۔ "اے سرگروہ گمراہاں! اے فرقہ ممک حراماں آؤ مقابلہ مرداں میں۔" یہ نہیب اس ستمگر کی سن کر ملکہ مہ رخ کی طرف سے ایک افسوں خواں نامور سامنے اس کینہ پرور کے آیا اور طالب ضرب ہوا۔ مجمر نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک تیغ مثل برق شرر بار روئے ہوا پر از خود پیدا ہو کر اس نیک کردار کے اوپر گری۔ ہر چند اس نے سرد سحر کیا۔ لیکن برق اجل نے خرمن حیات کو جلایا۔ جسد دو ٹکڑے ہوا۔ شور مرنے کا بیروں نے مچا دیا۔

مجمر پھر للکارا۔ اس طرف سے ملکہ سرخ مو اجازت اپنے حاکم سے لے کر طاؤس اڑا کر سامنے آئی اس نے پہلے تو وہی تیغ کی بجلی گرائی۔ جب ملکہ نے سحر سے پنجہ پیدا کر کے وہ تیغ رکوائی یعنی پنجے اس شمشیر میں لپٹ گئے۔ اس وقت دوبارہ اس بے حیا نے ایک زنجیر فولادی اپنی کمر سے کھولی اور چرخ دے کر ملکہ موصوفہ پر لگائی۔ حلقہ ہائے زنجیر مثل کمند گیرہ گرہ گردن و کمر میں ملکہ دلگیر کے الجھے۔ اس بیر نے جھٹکا دیا کہ یہ طاؤس سے گر کر زمین گیر ہوئی۔ ہر چند چاہا کہ رکوں مگر سنبھل نہ سکی کھنچتی ہوئی چلی۔ اس نے ساحروں سے حکم دیا۔ "آ باندھ لو۔"

ساحروں نے آ کر گرفتار کر لیا اور ایک زندگی تہ زمین سے پیدا ہو کر اس بیچاری کو اندر زمین کے لے گیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر ملکہ زلف آرا نے جس کا نام مشکیں موے کا کل کشا بھی ہے اپنے ہنس کو اڑایا اور سامنے اس کے آ کر اپنے جوڑے سے ایک پیکان نکال کر سحر دم کر کے اس پر مارا۔ اس نے سحر پڑھا کہ پیکان اور سمت چلا گیا۔ ایک دانہ ماش کا نکال کر منتر پڑھ کر جو مارا ملکہ زلف آرا پتھر کی ہو گئی۔ فلک نے نئی سنگدلی دکھائی کہ اس صنم زیبا صورت کی شکل تصویر آذری بنائی۔ یہ حقیقت اس کی زیر دستی کی دیکھ کر لشکر مہ رخ پریم دہراس طاری ہوا مگر ازبسکہ مدت سے ایسی آنتیں جھیلتے چلے آتے ہیں۔ بدیں وجہ ثابت قدم رہی۔ اور لرزاں جادو نے باجازت مہ

رخ جا کر سامنا کیا اور بغیظ و غضب تمام ایک تلوار اس بد انجام کے لگائی۔ اس خیال سے کہ جو پہلے مار چلے وہی میری ہے۔ لیکن اس نے ہنس کر ایسا سحر پڑھا کہ چار پنجہ پیدا ہوئے تو پنجہ تو تلوار میں لپٹ گئے کہ ضرب سے مجمر محفوظ رہا اور دو پنجوں نے لپٹ کر کلائی سے تلوار چھین لی اور مشکیں باندھ کر لے گئے۔

اسی طرح اس نابکار نے شام تک انواع و اقسام کے سحر کئے اور بہت سے ساحر و ساحرہ لشکر مہ رخ کے گرفتار ہوئے۔ اگر شرح اس کی جائے تو بہت طول کلام ہو گا۔

حاصل مرام جب ساحرہ شب نے دانہ انجم پڑھ کر عرصہ فلک میں پھینکے ساحر روز رو بفرار لایا کہ

غرض مثل مرض گھٹنے لگا دن
چھپا جلد اس قدر گویا نہ تھا دن

شام کو مجمر نافر جام نے للکار کر کہا۔ "اے فرقہ گمراہاں پرادہ شب تمہارے بچنے کے لیے عالم میں حائل ہو گیا۔ اب بھی سرکشی و نخوست سے باز آؤ۔ ورنہ ہنگام سحر ملک الموت کی گرم بازاری ہے۔ جان کی تمہاری خریداری ہے۔

یہ کہہ کر طبل بازگشت بجوا دیا۔ لشکر میدان سے پھرے۔ حیرت سر پر سے اس خیرہ سر کے زر نثار کو آتی ہوئی اور تعریف کرتی ہوئی داخل بارگاہ ہوئی اور لشکر نے پڑاؤ پر کمر کھولی۔ اس طرف ملکہ مہ رخ رنجیدہ و پریشان مراجعت فرما کر علوشاں سے داخل بارگاہ ہوئی۔ وہ سردار جو مقید ہو گئے۔ ان کے دنگلوں پر غاشیہ ڈلوا دیئے اور اشک حسرت بہائے۔ فوج بھی متردد پراگندہ خاطر اتری۔

خصوصاً وہ لشکر کہ وہ جن کے افسر قید ہوئے ہیں۔ نہایت ہی مضطر تھا۔ ہر سمت رنج و الم کی تقریر جان دینے پر آمادہ صغیر و کبیر ناچ نہ راگ کا چرچا غم کا کھڑاک پھیلا ہوا ادھر جب وہ بیدین یعنی مجمر لعین اپنی بارگاہ میں آیا۔ میخواری کر کے گرمایا اور

حکم دیا۔ "نقارہ رزم کا بجے۔"

بجمرد حکم ساحروں نے طبل جنگی بجایا۔ ساتھ ہی ہزارہا گھنٹہ اور ناقوس بجا۔ دل ترک دہر و ساحر فلک کا دہل گیا۔ اس طرف کے ساحر تو خوشی کر رہے تھے کہ کل دشمن کو مار کر دولت عظیم گنج فنحیم پائیں گے یعنی مال عدو تاراج کریں گے۔ اور جلد دے فتح رزم میں بادشاہ سے انعام بہت کچھ پا کر راج کریں گے۔

غرضیکہ خبر نواحت طبل جنگ مہ رخ دل تنگ کو طائران سحر نے پہنچائی۔ ملکہ کے منہ پر اداسی چھائی مگر ہمت مردانہ کو اس بہادر شیر دل نے کام فرمایا۔ بے اختیار نفریر سحر کو بجایا۔ کوس حربی ادھر بھی گڑیا صدائے نقارہ سن کر لشکر بہادر بشاش ہوئے۔ بزدل نامرد بد حواس ہوئے۔ لب پر یہ کلمہ تھا کہ ہم آج یہاں اے کاش ہوتے بہت سے تو رات ہی سے کنارہ کر گئے۔ سوچ کہ ہم یہاں ٹھہرے اور ہول کھا کر گر گئے۔ شجاعت شعاراں عالی تبار تیاری میں اسباب جنگ کے مصروف ہوئے۔ ساحر سحر خوان تھے۔ مبارزوں کے تیز ہوتے خنجر بران تھے۔ ان کو نہ پروائے مرگ نہ فکر عیال جوش تہوری سے چہرہ لال۔ نامردوں کا خوف سے برا حال۔ یہ لوگ ایسا سمجھے کہ موت کا آنا برحق ہے پھر اس کا کا کیا قلق ہے۔ بزدل کہتے جان بچانا حق پھر اسی بات کا دل کو قلق ہے۔

فی الجملہ تو یہ ہنگامہ ہے لیکن برق بانہائے عیاری سے درست ہو کر پھر روانہ ہوا اور آج مطلق شراب نہ پی۔ اس لیے کہ کل کا ایسا حال نہ ہو۔ پس جب اپنے لشکر سے نکل کے چند قدم آگے بڑھا۔ راستہ بھول کر کسی طرف اور چلا گیا۔ کچھ دور چل کر خیال آیا کہ لشکر میں دشمن اس طرف کہاں ہے جو تو جاتا ہے یہ سمجھ کر ادھر سے پھرا اور اپنی دانست میں لشکر مجمر کی جانب قدمزن ہوا۔ مگر بھٹک کر اور سمت پہنچا۔ اب تو اس نے دل سے کہا اے برق آج راہ لشکر عدو سے گمراہ ایسی دشوار ہو گئی کہ اس لشکر کا کہیں پتہ نہیں یہ سحر ہے اسی مجمر حرامزادے کا۔ پس رات بھر میں ہزارہا تدبیریں کیں مگر اس فوج میں جانا ممکن نہ ہوا۔ آخر وہ وقت آیا کہ مجمع ستاروں

کا عرصہ فلک میں پراگندہ ہوا اور پنجہ مہر پنجہ علم کی طرح دشت عالم میں تابندہ کہ

گجر نے دی صدائے آمد صبح
URDU4U.COM
بندھی ہر سو صدائے آمد صبح
سحر کا دانت تھا ہی شب کے اوپر
وہ آئی مشعل خورشید لے کر

صبح کو مہتر برق اپنے لشکر میں آیا۔ لشکر جانب دادگاہ روانہ تھا۔ ملکہ مہ رخ شان سوار ہوئی تھی۔ ساحروں کے پرے پیاروں کے غول معظم رشان تمام جاتے تھے۔ صحرا میں اس فوج کے پہنچنے سے نئے نئے لطف نظر آتے تھے۔ وہ نور کا تڑکا اور جنگل سرسبز ور اس میں گلرخ جادوگرنیوں کا لباس نافرمانی و زعفرانی پہن کر آنا' طرح طرح کے پھولوں کا گویا صحرا میں کھل جانا شق سحڑ پھولی تھی۔ لال کرتی کی پلٹن یہ رنگ دکھاتی نسیم سحر دل میں سوز و گداز پڑھاتی کبھی ہلکے ہلکے ابر آتے۔ وہ نور صبح میں اور زیادہ لطف بڑھاتے۔

خلاصہ یہ کہ اس طرح وارد عرصہ نبرد ہوئے۔ ادھر سے مجمر فوج بیکراں لے کر آیا۔ حیرت نے بھی آ لشکر کا ایک سمت پر ا جمایا۔ ساحروں میں ڈمرو بجا۔ لشکریوں نے قرنا کو دم دیا۔ صفیں کھنچیں۔ تیغیں چمکیں علم کو لے ساحر جے جے پکارے۔ بہادروں نے نعرہ ہل من مبارز مارے نقیب آگے بڑھ کر للکارے کہ عالم میں صدا کون ہے۔ دلاوروں کا نام بہادروں کا کیا ہے۔ کام لڑ کر ہو جانا تمام دیکھو۔ اب نہ رستم ہے نہ سام۔

یہ کہہ کر نقیب ہٹے لڑنے کا حوصلہ بڑھا۔ رن سر چڑھا۔ مجمر اژدر اڑا کر اجازت حیرت سے لے کر میدان میں آیا اور مبارز طلبی کی۔ یعنی للکارا۔ "اے گنہگاران میں نے چاہا تھا کہ تم بچ جاؤ مگر تم نے نہ مانا۔ قضا ہی تمہاری آئی ہے۔ خیر آؤ میرے مقابلہ میں اس وقت زلزلہ جادو نے جادو چاہا کہ میں غرق زمین ہو کر قلاب ارض کو

جنبش دوں۔ لیکن زمین کو مثل سنگ سخت پایا۔ ناچار قدم جانب میدان بڑھایا اور جاتے ہی ایک تیر کمان سحر میں رکھ کر حریف کے لگایا۔ اس نے سحر پڑھ کر دستک دی۔ ایک پنجہ قرولی لیے پیدا ہوا۔ اس نے اس تیر کو کاٹ دیا۔ اور پھر مجمر نے دوہتڑ زمین پر مارا کہ زمین سے ایک زنگی تیرا دروں پیدا ہوا اور زلزلہ کے آ کر لپٹ گیا۔ اس نے ہر چند سحر سے اس کو قتل کرنا چاہا لیکن ممکن نہ ہوا۔ اس نے مشکیں باندھ لیں اور زمین میں لے کر غائب ہو گیا۔

یہ حال دیکھ کر ملکہ بہار کو تاب نہ رہی اور تخت اپنا آگے بڑھایا۔ ملکہ مہ رخ نے لاکھ لاکھ منع کیا کہ تم نہ جاؤ۔ مگر اس نے نہ مانا اور سمت میدان روانہ ہوئی۔ بہار عالم اس پر بلا گردان ہوئی۔ وہ چہرے پر غصہ آیا ہوا۔ پسینہ پیشانی پر نکلا ہوا۔ جوڑا ارغوانی ملگجا ہوا۔ تیوری چڑھی۔ زلف رخ پر بکھری ہوئی۔ کعبہ پر اصحاب فیل کی چڑھائی کہ

ناگنی پیچ میں آ اس کے نہ مانگے پانی
کیل جائے وہیں کالا جو ڈسے اس کی لٹک
قتل کرنے کا یہ جوہر نہ ہو شمشیر کے بیچ
اس کے ابرو سے مشابہ نہ بنائیں جب تک
رنگ رخسار سے شرمندہ ہو کندن کی دمک
آگے غضب کے خجالت زدہ ہونے کی ڈلک

جب یہ بہار بوستان حسن سامنے اس خزاں رسیدہ کے پہنچی اس نے ایک نارنج اس پر مارا۔ ملکہ نے انگشت حنا آلودہ سے اشارہ کیا کہ نارنج صبح الٹا پھر گیا۔ مجمر نے نارنج اپنا آپ روکا۔ یعنی زمین میں غرق کر دیا۔ اب ملکہ بہار نے ایک گیند اپنے گلدستہ سے توڑ کر اس کا سینہ تان کر مارا۔ اس نے گیند اس کو توڑتے دیکھ کر غور کیا کہ اس گلغدار کے سحر کا توڑ تجھ سے نہ ہو سکے گا۔ پس بہت جلد اپنے جوڑے سے

ناریل نکال کر افسوں دم کر کے اس نے تو گیند مارا۔ اس نے ناریل مارا۔ گیند تو جا کر اس پر پڑا اور ناریل اس پر پڑا۔ نہ یہ اس کے سحر کا رد کرنے پائی اور نہ وہ رفع کر سکا۔ برابر سے جو سحر ہوا۔ دونوں بیہوش ہو گئے۔ بیہوش ہوتے ہی ایک طرف سے بلبل اڑتا ہوا آیا اور ایک سمت سے ایک پتلا پیدا ہوا۔ بلبل نے تو پر اپنے روئے گلغدار پر بہار پر ملے اور نغمہ نجی کی کہ "اے بی بی! بسان سبزہ خفتہ پائمال ہونے کو تمہارے دشمن ہوئیں۔ نرگس کی طرح ہمیشہ بیدار ہو لو' اٹھو۔ عدو روسیاہ کو لالہ نمط داغ و داغی غلام اپنا بناؤ۔"

ملکہ بہار ان باتوں سے اس بلبل شیوا زبان برنگ سخیم کل فرش خاک پر سے اٹھی اور ادھر اس پتلے نے پاؤں دبا کر مجمر کو ہوشیار کیا۔ جب یہ دونوں مبارزاں کینہ خواہ سنبھل کر استادہ ہوئے مجمر کو اپنے بیہوش ہو جانے کا بڑا رنج ہوا۔ اور فرط غضب سے ایک مٹھی بھر لاش لے کر اور افسوں اس پر دم کر کے ملکہ بہار پر بہ جلدی تمام مارے' چھرا ماشوں کا ملکہ نے تیروں کی طرح آتے دیکھ کر سحر پڑھا کہ سپر پیدا ہو کر جسم کی پناہ ہو گئی۔ مگر وہ ماش آ کر لشکر ملکہ بہار و مہ رخ پر گرے۔ ہزار ہا آدمی کو مثل خدنگ دلدوز توڑ گئے اور وہ مر کر گرے۔ بیروں نے غل مچایا۔ شور قیامت خیر بلند ہوا۔ تمام لشکر کی صفوں میں تلاطم پڑ گیا۔

ملکہ بہار نے بہت سپریں سحر کی پیدا کر کے اپنے تئیں چھپایا مگر بچاؤ نہ ہوا۔ ایک دانہ ماش کا نشانہ پر آ کر پڑا۔ اس نے بہت جلد افسوں پڑھ کر شانہ پر دم کیا کہ جس کے سبب شانہ میں زخم تو نہ پڑا مگر چوٹ بہت لگی اور اس نے بھی جلا کر ایک گلدستہ اٹھا کر افسوں تازہ پڑھ کر کھینچ مارا۔ مجمر فوراً غائب ہو گیا۔ گلدستہ کی پنکھڑیاں الگ ہو کر اس کے لشکر میں گریں اور پھول ان کے بکھر گئے۔ لشکریوں نے دوڑ کر پھول چنے اور ہزارہا آدمی نے وہ پھول سونگھے اور عشق ملکہ بہار میں از خود رختہ ہو کر اپنے سر اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالے۔

اب ادھر بھی غوغا عظیم برپا ہوا۔ صفوف لشکر تہ بالا ہوئیں۔ بیروں نے شور مچایا۔ جب ملکہ بہار لڑنے نکلی تھی' حیرت بے قرار ہوئے تھی کہ یہ ساحر زبردست ہے۔ اگر بہن میری مغلوب ہوئی تو یہ ساحر مجھ پر فخر و افتخار کرے گا۔ اب جو بہن نے اس کی یہ آفت برپا کی۔ وہ نہایت دل میں خوش ہوئی اور مجمر جو غائب ہوا تھا قریب ملکہ مسطورہ پشت پر آ کر ظاہر ہوا اور بعجلت تمام خاک قبر جمشید ملکہ پر چھڑک دی۔ ملکہ چرخ کھا کر گری۔ مجمر نے سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہو کر ملکہ کو اڑا لے گیا۔

یہ حال جو ملکہ مہ رخ نے دیکھا تخت پر سے اڑ کر بیساختہ اس کے قریب آئی اور نعرہ زن ہوئی کہ "ارے او دغا باز یہ دھوکے کی لڑائی لڑتا ہے۔ وہ چیز کہ جس سے جملہ ساحر عاجز ہیں اس کو تو کام میں لایا اور بہار کو روز بد دکھایا۔ اس کی سند کب ہے۔"

یہ کہہ کر بغصہ جھپٹ تلوار ماری مگر یہ خیال نہ رہا کہ خاک قبر جمشید اس کے ہاتھ میں ہے۔ چنانچہ جیسے ہی اس نے تلوار ماری اس نے خاک اس پر بھی چھڑکی کہ یہ بھی آپ میں نہ رہی اور بیہوش ہو گئی اور ایسی بیہوش ہو گئی کہ گویا اس کے ہوش میں آنے کی سب کو امید منقطع ہو گئی۔ یہ حال جو فوج نے اس کی دیکھا دیکھی لینا لینا کہہ کر چلی۔ مگر اس ساحر نے سحر پڑھا کہ پنجہ آ کر اس کو بھی اٹھا لے گیا اور ساحر نے بھی فوج کو حکم جنگ مغلوبہ دیا۔

دونوں لشکر باہم جنگ آور ہوئے۔ سحر چلنے لگے۔ کلوا بیروں کی پکار ہوئی۔ گھسان کی کار زار ہوئی۔ کہیں پتھر برسنے لگے۔ کسی جگہ انگارے گرے۔ سانپ پیدا ہو کر ڈسنے لگے لوگوں کے۔ چھرے ماش کے دانے پڑنے لگے۔ بوچھاڑ ہوئی۔ العیاذ باللہ آفت عظیم برپا تھی۔ لاش پر لاش گر رہی تھی۔ غیر ساحر شمشیر زن گرتے تھے۔ تلواریں زہر اگلتی تھیں۔ کتابیں چلا رہی تھیں کہ بہادر ہو کر گوشہ نامردی میں منہ نہ چھپانا۔ لب سوفار کی صدا تھی کہ لائق تحسین دزہ کام کر جانا۔ دہل اور دمامے شور کرتے تھے۔ علم سر بلندی کا نشان بناتے تھے۔ گرزند لاف زنی کرنے کی زبان بتاتے تھے' خون کا دریا بہتا

تھا' لوہا برس رہا تھا۔ زمین تھرائی تھی گھوڑوں کے ہمہمے بلند تھے۔ عجب ہنگامہ تھا۔
مجمر بد گہر نے دیکھا کہ لشکر عمرو پائے ہمت استوار کر کے جان دینے پر آمادہ ہے اور چڑھتا چلا آتا ہے پس اس نے حباب شیشہ کا اپنی جھولی سے نکال کر سحر دم کر کے فوج دشمن پر مارا اس وقت ایسی صدائے مہیب آئی کہ گویا آسمان پھٹ پڑا اور وہ حباب بسان حباب چرخ دوار و دراز ہو کر لشکر مہ رخ نکو کار پر محیط ہوا۔ اس دم سب فوج مجمر کی فوج عدو سے علیحدہ ہو گئی اور سرپوش کی طرح وہ حباب تمام لشکر مسلمان پر ڈھک گیا۔ اندر اس حباب کے ہر ایک بیہوش ہو کر گرا۔ وہ شیشہ کا قید خانہ مثل حصن حصین ان کے لیے ہو گیا۔ وہ تمام گروہ محلہ خاموشاں میں جا کر بسا۔ مردوں کی طرح اس حصار گور تمثال میں بے صدا و ندا ہو کر پڑا۔
ان سب کے گرفتار ہوتے ہی یہ ساحر طبل آسائش بجوا کر پھرا۔ اس کے لشکریوں نے مال و اسباب و خیام بارگاہ پر جا کر قبضہ کر لیا۔ جو فوج کو پڑاؤ کی حفاظت کو معین تھی روبفرار لائی۔ بازار بازاریں لٹ گئیں۔ دکاندار بھاگے گردش روزگار ناہنجار کی شکایت ہر ایک کی زبان پر جاری ناقدر دانی چرخ کج مدارج ہر ایک عاری کوئی کہتا تھا کہ اے فلک غدار یہ تیری خو ہے۔ سفلہ پروری کی ہمیشہ تجھے آرزو ہے۔
کوئی کہتا ہے۔ اے دہر خونخوار اگر تو قتل کرتا ہے تو پھر پرورش کیوں کرتا ہے۔ کوئی بھی اپنے پالے ہوئے کو مارتا ہے۔
کسی کی زبان پر تھا۔ اگر تجھ کو دشمنی کرنا ہے تو برائے چند روز یاری کرنا کیا ضرورت ہے۔ اے دون محبت جفا کاری ہی تیرا دستور ہے۔
اس لشکر کی تباہی کا کیا حال بیان کیا جائے۔ یہاں تو سب امیر سر پنجہ تقدیر ہیں۔ مگر مجمر بے پیر شاداں و فرحاں جنگ گاہ سے پھر کر اپنی بارگاہ میں آیا اور ملکہ حیرت نے بھی داخلہ بارگاہ میں اپنی فرمایا۔ لشکر لاکھ ساحروں کا گرد اس حباب سحر کے برائے نگہبانی لشکر مہ رخ مقرر کیا۔ باقی لشکر نے کمر کھولی۔ آسودہ ہوا۔ ہر سمت گھما گھم ہے۔ ہر شخص شاد و خرم ہے۔ جا بجا اسباب عشرت کا مرانی مہیا تھا۔ بادہ خواری کا

چرچا تھا۔ ملکہ حیرت نے عرض اس فتح کی بادشاہ طلسم کو لکھ کر طائر سحر کو دے کر روانہ کی اور آپ بصد مسرت بیٹھی۔ ادھر مجمر نے اپنی بارگاہ میں آ کر سحر پڑھا کہ پنچہ جو مہ رخ و بہار کو لے گئے تھے۔ وہ ان کو لے کر حاضر ہوئے۔ اس نے ایک خیمہ اپنی بارگاہ کے متصل استادہ کرا کر ان کو بھی مقید کرایا اور کئی ہزار ساحروں کا پہرا مقرر کیا۔ غرض جب سب انتظام کر چکا بارگاہ ملکہ حیرت میں گیا اور شریک بزم عشرت ہوا اس عرصہ میں حباب فلک کی قید سے چھوٹ کر شاہ خاور جانب ملک مغرب گیا اور سیاہ انجم کا پہرہ چرخ پر مقرر ہوا کہ

سر شب کیا شفق شعلہ فشاں ہے
کہیں سرخ آگ سے بھی آسماں ہے
لٹا ہے آب گل خورشید کا زر
چمک دکھلا رہے ہیں شب کے اختر

شام کو ساحر نافر جام اپنی بارگاہ میں بہر آرام آیا۔ فی الجملہ یہ تو نہایت درجہ خوشنود ہے مگر قضا سر پر موجود ہے۔ وہ یہ کہ برق جو دو روز سے اس کے قتل کرنے کی فکر میں سرگرداں تھا۔ آج اپنے لشکر کی بربادی دیکھ کر مصروف نالہ و فغاں رہا۔ آخر وہ ساحر جو رو بفرار لائے تھے ان میں سے کئی جادو گرنیوں کو روکا کہ کہاں بھاگی جاتی ہو۔ آؤ میرے ساتھ چلو کہ میں اس ساحر نابکار کو واصل دارالبوار کروں۔

وہ بموجب اس کے فرمانے ہمراہ ہوئیں۔ یہ ان سب کو درہ کوہ میں لایا اور کہا۔ "تم صورت اپنی بزرو سحر تبدیل کرو۔"

انہوں نے سحر سے نقشہ اپنا بدلا۔ اس نے ایک کو ان میں سے حکم دیا۔ "لشکر مجمر میں جا کر اس سے کہے کہ ملکہ بران شمشیر زن و دختر شاہ طلسم نور افشاں تشریف لائی ہیں اور تم سے ملنا چاہتی ہیں۔"

ساحرہ بموجب حکم اس کے لشکر مجمر میں آئی۔ وہ اپنی بارگاہ میں تھا کہ ساحرہ نے سامنے آ کر سلام کیا۔ اور پیام آنے بران کا دیا۔ یہ بہت خوشنود ہوا اور خود بہر پیشوائی چلا۔ دامن کوہ میں جب آیا۔ یہاں برق بعد پیام بھیجنے کی صورت اپنی بران کی ایسی بنا کر زیور لباس سے آراستہ ہو کر اور جادوگرنیوں کو مثل کنیزوں کے تیار کر کے ٹھہرا ہوا تھا۔ اس نے وہاں پہنچ کر اصل میں دیکھا کہ شہزادی طلسم نور افشاں بہزار ناز و ادا استادہ ہے۔ صحرا تمام اس ماہ کے رخسار سے تابندہ ہے۔ مانگ اس کی موتیوں سے بھری ہے۔ تاروں بھری رات نظر آتی ہے۔ زلف شبگون قریب دہن تنگ آ کر لہراتی ہے یا سکندر کنارہ چشمہ حیات کے آیا ہے یا ابر سیاہ گلستان میں پرچھایا ہے۔ آنچل پلو کا دوپٹہ کاندھے سے ڈھلکا ہوا ہے۔ پائنچے کنیزیں سنبھالے ہیں۔ قامت زیبا سرو شمشاد کو خجلت سے بابگل بناتا ہے۔ سینہ کا ابھار سیب کو آسیب پہنچاتا ہے۔

یہ حال ملکہ تمثال کا دیکھ کر ہزاروں جان سے یہ شیدا ہوا اور تسلیم کر کے قریب آیا۔ ملکہ نے فرمایا مقدمہ صحرا کا ہے یہاں ٹھہرنا اچھا نہیں۔ کوئی میرے باپ سے خبر کر دے گا تو برا ہو گا۔ آؤ ہم تم کسی مقام تنہا میں چل کر بیٹھیں۔

یہ کلمہ سنتا تھا کہ یقین اس کو ملکہ کی محبت کا اپنی نسبت ہو اور عجب نہ تھا کہ شادی مرگ ہو جائے پس دست بستہ عرض کی۔ اے ملکہ آفاق میری بارگاہ میں تشریف لے چلئے اور آرام فرمایئے۔

ملکہ نے کہا۔ "اچھا' پھر لے چلو راہ کس کی دیکھتے ہو۔ اس نے فوراً تخت سحر تیار کر کے ملکہ کو سوار کیا ملکہ نے اپنی کنیزوں کو سے فرمایا۔ "تم اسی جگہ درد کوہ میں رہو۔ دو باتیں کر کے ابھی آتی ہوں۔"

کنیزیں سب ٹھہریں اور ملکہ تنہا روانہ ہوئی۔ مجمر کو یقین واثق ہوا کہ ملکہ تجھ پر فریفتہ ہے۔ جب تو اس نے کنیزوں سے بھی کنارہ کیا۔

الغرض دونوں تخت پر سوار باتیں کرتے بارگاہ میں آئے۔ ساحر مذکور نے بھی اپنے تمام

ملازموں کو بارگاہ سے کر دیا۔ تخلیہ کرا کے مسند جواہر کار پر ملکہ کو بٹھایا۔ آپ پائیں مسند پر بیٹھ کر نظارہ جمال عدیم المثال کرنے لگا۔ اس عیار نے صورت ملکہ بران کی بنا کر اس ساحر کو پاس اپنے اس لیے بلایا کہ ساحر مذکور نے سحر کیا تھا کہ عیار راہ بھول جاتا تھا۔ پس اس نے اس کو طلب کر کے اس کے ساتھ ہو کر اس کی بارگاہ میں داخلہ کیا جو مانع تھا وہی رہبر ہوا۔ اگر عیار اپنے پاؤں سے چل کر آتا تو راہ بھول جاتا کیونکہ یہی سحر اس کا تھا کہ جو عیار آپ سے آئے راہ بھول جائے۔ یہ سحر نہ تھا کہ میں خود لے آؤں تو راہ فرش کروں۔

فی الجملہ اب جو بران نقلی مسند ناز پر بصد انداز جلوہ فرما ہوئی۔ لب شکر بار اس طرح کھولے۔ ہنگام تکلم موتی رولے کہ "اے مجمر میں اپنے باپ سے سخت عاجز ہوں نہ تو وہ میری شادی کہیں کرتا ہے نہ وہ بڈھا مر چکتا ہے۔ اکثر شاہان طلسمات نے پیام بھیجے۔ لیکن اس نے منظور نہ کئے۔ اب یہ نیا گل پھولا ہے کہ عمرو عیار کو اپنا رفیق بنایا ہے۔ افراسیاب جادو ایسے بادشاہ زبردست سے لڑنے کا دعوئی کیا اب میرا ارادہ ہے کہ اپنے بھائی جمشید بن کوکب کو شریک کر کے اس کو گرفتار کر لوں۔ اے مجمر تم مجھ کو بادشاہ جادواں سے ملوا دو۔ وہ بادشاہ عالی جاہ جس کے ساتھ چاہے میری شادی کر دے۔ اور میرے یہ شایان نہیں ہے کہ میں بغیر کسی بادشاہ نامور کے شریک کئے آپ کسی کو لوں اور چھنال مشہور ہوں۔ میری شادی میں کروڑوں روپیہ صرف ہوں گے، جب ہو گی۔"

مجمر یہ باتیں سن کر قدم پر اس سراپا ناز کے سر اپنا رکھ دیا اور کہا۔ "اے گل بوستان رعنائی و زیبائی میں تیرے سب کام درست کر دوں گا۔ لیکن مجھی کو اپنی غلامی میں قبول کرنا اور میں بھی قلعہ ظلمات کا حاکم ہوں۔ علم سحر میں بہت بڑا عالم ہوں۔ شاہان طلسمات سے مجھ کو بھی بادشاہ کہتے ہیں۔ جب سے میں نے آپ کا دیدار دیکھا ہے دل مضطر سے صبر و قرار جاتا رہا ہے۔ جینا دشوار ہوا ہے اگر تجھ کو نہ پاؤں گا مر جاؤں گا۔

یاں چاک ہے سینہ بھی جگر بھی
کچھ اس کی نہیں ہے تمہیں خبر بھی
ہونٹوں پہ ہے اب تو جان آئی
کس دن کے لیے پھر آشنائی
دو روز ہے سب یہ زیست کا لطف
مجھے جو ہمارے بعد کیا لطف
پھر تم ہوئے جو ملول تو کیا
تربت پہ چڑھائے پھول تو کیا
کیا ہم کو کھلے جو غم میں گیسو
کیا ہم کو اگر بہائے آنسو

ملکہ نے یہ کلام سن کر مسکرائی اور سر اس کا ٹھوکر سے سرکا دیا۔ اس نے سر اٹھایا۔ ملکہ نے انگوٹھا دکھایا اور کہا۔ "کیا خوب مردوے حواس میں آ۔ اپنا عشق کسی اور سے جتا لو اور دیکھو چونچلے کی خوبی۔ میرے یہاں ایسے ایسے نفرے ہزاروں پڑے ہیں کہ قلعہ جات طلسم کے مالک ہیں۔ لو صاحب میں ان کے پاس شاہ جاوداں سے ملنے کیا آئی کہ یہ اور ہی سمجھے۔ قربان اس سمجھ کے۔ کیا میرے دشمنوں کی شامت ہے جو میں ایسوں پر گروں گی۔ شاہان جہاں اڑ گئے ہیں جو میں ایک قلعہ دار کی جورو بنوں گی۔ کیا اپنے ملازموں سے بادشاہ تخلیہ میں مشورہ نہیں فرماتے ہیں۔ پھر کیا وہ ملازم ان کی عصمت کے خواہاں ہو جاتے ہیں۔ میں آپ کیا شہنشاہ و ساحران کے پاس نہیں جا سکتی ہوں جو تم کو خصم بنا کر جاؤں۔ مجھ کو فقط یہی خیال تھا کہ بادشاہ سے دو ایک بار میں لڑ چکی ہوں۔ بغیر وسیلہ سامنا نہ کروں گی۔ اس لیے تم کو راز دار بنایا۔ تم نے منہ چومتے ہی گال کاٹا۔ کیا کہوں اگر میرے طلسم کا کوئی ناظم ایسے کلام کرتا تو سخت سزا دی جاتی اور اب بھی میں شاہ جاوداں سے جا کر یہ سب ماجرا بیان کروں گا اور رہ تو جا

ایسے تیسے دیکھ تو تیرا حال کیا کرتی ہوں۔"

یہ کہہ کر اٹھی کہ لے اب میں جاتی ہوں۔ اس غصہ کو دیکھ کر مجمر بد حواس ہو گیا کہ بڑا غضب ہوا اگر اس نے شاہ طلسم سے جا کر یہ حال کہا تو وہ زندہ نہ چھوڑے گا اس لیے کہ کوکب اس کا پیر بھائی ہے۔ اس کو وہ اپنی بھتیجی جانتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جب اس سے اور بادشاہ سے صفائی ہو گئی تو لڑائی کا بھی دباؤ جاتا رہا اور لڑنے والوں کی بھی قدر نہ رہے گی۔ تیری بہت بری حالت ہو گی۔ تو نے بڑا ستم کیا کہ یکایک سوال وصل کر بیٹھا۔

پس یہ موقع اٹھا اور ملکہ کے پاؤں پر گر کر گویا ہوا۔ اے شہزادی میرا قصور معاف فرما اور ایک لمحہ یہاں اور ٹھہر جا۔ میری کیا مجال ہے جو نگاہ و بد سے دیکھوں۔ آپ نے ذکر شادی کا کیا۔ پھر شادی کا پیام غریب امیر کے یہاں دے تو کچھ گناہ نہیں۔"

یہ کہہ کر رونے لگا۔ ملکہ نے اس کے آنسو اپنے ہاتھ سے پاک کئے اور ہنس کر ایک طمانچہ ڈھیلے ہاتھ سے مارا کہ موئے عورتوں کی طرح ٹسوے نہ گھلا' جا میرے لیے شراب لا۔ ان اداروں سے پھر اس کو دلیری ہوئی اور دل سے کہا۔ "یہ ناز معشوقانہ ہے تو گھبرا نہیں۔ اگر بخت رسا ہے تو قریب میسر وصل جانا نہ ہے۔ پس خوشی خوشی کشتی شراب کی سامنے لایا۔ اس عیار نے ایسا کچھ بوکھلایا کہ مطلق اس کو خیال عیار کا نہ آیا اور وقت عجب طرح کا طرب خیز تھا کہ فرش صحن گیتی میں چاندنی کا بچھا تھا۔ جنگل میں پھول طرح طرح کے کھلے تھے۔ کٹورے پھولوں کے شبنم کے پھول سے لبریز تھے۔ ہوائے سرو کے جھونکے آ رہے تھے۔ ہوائے محبت بڑھا رہے تھے۔ معشوقہ حور رخ گھر میں مہمان فراہم عشرت کا سامان ناز و غمزے کا دور طرز انجمن کچھ اور ایک نشہ محبت سے چور دوسرا بادۂ حسن سے مخمور ایک کی نگاہ نشیلی دوسرے کی نظر حسرت بھری۔ وہ یاس سے جانب روئے زیبا دیکھتا۔ یہ حال تھا کہ

کھلیں آنکھیں تو دیکھا اک گلستان
URDU4U.COM
پری پہلو میں ہر صورت کے سامان
چراغ و شمع و ساقی شیشہ و جام
پری پیکر تھی معشوقہ گل اندام
کبھی پہلو میں تھی گاہے بہ آغوش
نئی شوخی کی گھاتیں تھیں نئے جوش
کبھی ہٹ جانا پہلو سے جھجک کر
کبھی بیٹھنا ہنس کر برابر
کبھی کہنا اجی اپنی خبر لو
یہ گرمی کس سے سیکھے ہو بتاؤ
کہاں تم اور کہاں یہ نام میرا
مگر شامت نے ہے کچھ تم کو گھیرا

اسی ہنگامہ راز و نیاز میں ملکہ نے جام شراب ارغوانی سے لبریز کیا اور گھبرا کر کہا۔ "دیکھو ادھر سے کوئی جھانکتا ہے۔" مجمر نے اس کے کہنے سے اس طرف دیکھا۔ اس نے شراب میں بیہوشی ملائی اور گردن میں اسی کے دست نازک حمائل کر کے کہا۔ "ارے کم بخت میرا بھی دل تجھ پر آ گیا ہے۔ تیری منتوں نے ناچار کیا ہے۔ لے یہ بادۂ محبت ہے اس کو پی یہ ادائے دلفریب اس سفاک کی دیکھ کر مجمر تو یقین تھا کہ شادی مرگ ہو جائے۔ بے تامل وہ جام لے کر پی گیا۔ اب بے شک جی گیا۔

یہاں تو یہ ہنگامہ تھا لیکن ایک ساحر یہاں سے ملکہ حیرت کی بارگاہ میں گیا اور اس سے کہا۔ "اے ملکہ آج تو ہمارے افسر پاس ملکہ بران آئی ہیں اور بڑی دیر سے بارگاہ میں تخلیہ ہے۔ نہیں معلوم کیا مشورہ ہو رہا ہے۔ یہ خبر سنتا تھی کہ ملکہ مذکورہ پریشان ہوئی

اور جلد صرصر عیارہ کو طلب کر کے حکم دیا۔ "جا دیکھ تو مجمر کے پاس بران کیسی آئی ہے۔ اگر کوئی عیار ہے تو مجمر کو شر سے اس کے بچا۔ اگر اصل میں بران ہے تو اس کا خیال کرنا کہ ایسا نہ ہو مجھ کے پاس ساز کر کے شریک مسلمانان نہ ہو جائے۔
صرصر یہ حکم سن کر بعجلت تمام تر روانہ ہوئی اور در بارگاہ مجمر پر پہنچی۔ یہاں برق عیار کے بعد پلانے جام شراب کے ناز کر کے اس سے کہا تھا کہ لو اب ہم جاتے ہیں۔ وہ اس کو روکنے کے لیے اٹھا تھا۔ اٹھتے ہی بیہوش ہو گیا تھا۔ عیار مسطور نے خنجر بران نکال کر نیام سے گردن پر مارا تھا۔ لیکن خنجر اچٹ گیا اور خط بھی نہ پڑا۔ اس وقت تو اس نے کمند کی پھانسی گردن میں اس کی دے کر چاہا کہ کس کو دوں مگر گردن ایسی کرخت تھی کہ پھانسی بھی نہ لگ سکی۔
اس عرصہ میں صرصر اندر بارگاہ کے آئی۔ برق اس کے پاؤں کی آہٹ سن کر سمجھا کہ کوئی آتا ہے۔ پس گھبرا گیا کہ افسوس میری ساری محنت برباد گئی۔ پس اسی گھبراہٹ میں کہ نہ مہلت شیشہ گرم کر کے پلانے کی ملی نہ پشتارہ لے جانے کا قابو پایا۔
اس اثنا میں صرصر نے جلو خانہ بارگاہ طے کر کے اندر قدم رکھا۔ اس نے بہ جلدی تمام سنفنی سے منہ مجمر کا کھول کر زبان اس کے باہر نکالی اور ازبسکہ سارا بدن اس کا سحر بند تھا۔ مگر زبان روئیں تنی سے خارج تھی۔ کیونکہ وہ سخت ہوتی تو کلام کرنا اور کھانا کھانا دشوار تھا۔ پس زبان اس کی اس نے کاٹ لی۔
اس وقت صرصر بھی قریب آ کر کر کہہ رہی تھی۔ ارے موئے کیا کرتا ہے۔ دیکھ میں آ پہنچی اور خنجر کھینچ کر دوڑی لیکن اس نے کچھ سماعت نہ کی۔ زبان کاٹ کر بھاگا۔ یہ کہتا ہوا کہ استانی مستانی میں ایک دن اسی طرح تیرے پاؤں کاٹ ڈالوں گا کہ تو ہر جگہ آ کر خلل انداز ہوتی ہے۔
صرصر نے مجمر کو اٹھایا اور ہوشیار کیا۔ اب جو وہ ہوشیار ہوا۔ منہ سے لہو بہتا تمام گریبان تا بدامن خون سے بھرا منہ سے بولا نہیں جاتا۔ لڑو لڑو کرتا تھا۔ صرصر دل میں اپنے بہت ہنسی کہ موئے یہ شاگرد عمرو کے بڑے بلا کے ہیں۔ جب اس کا کچھ بس

نہ چلا تو زبان ہی کاٹ لے گا۔
غرضیکہ یہ اس کو چھوڑ کر باہر بارگاہ کے نکلی اور ملازموں کو مجمر کے پکارا۔ جب وہ آئے تو کہا۔ "موؤ تم ایسے غافل ہو گئے کہ عیار تمہارے میاں کی زبان کاٹ لے گیا۔ ملازم اندر بارگاہ کے آ کر چارہ ساز ہوئے۔ لیکن مجمر بہت خون پی گیا تھا۔ زبان جڑ سے کٹ گئی تھی۔ ٹھہرو ٹھہرو کچھ بک کر بعد تھوڑی دیر کے مر گیا۔ العیاذ باللہ شور مرنے سے اس کے بلند ہوا۔ آفت دنیا میں آئی۔ بیروں نے بڑا غل مچایا۔ زمانہ تاریک ہو گیا۔ حیرت گھبرا کر اس کی بارگاہ کی طرف دوڑی۔
اس عرصہ میں صرصر نے آ کر سب حقیقت سنائی۔ ملکہ کو بڑا رنج ہوا لیکن سوائے صبر کے کیا چارہ تھا ناچار باخاطر ملول و چشم اشکبار اپنی بارگاہ کی طرف پھری۔ لیکن مرنے سے مجمر کے مہ رخ و بہار جو خیمہ میں قریب بارگاہ مجمر قید تھیں چھوٹ گئیں اور وہ حباب شیشہ کا لشکر اسلامیان پر سے دفع ہوا۔ پس ان شیروں کا زنجیر قید و صخرۂ اسیری سے چھوٹنا تھا کہ یہ سب تشنہ خون و گرسنہ جان حریف روباہ سیرت و بزدل ہیں بسان ضیغم و پلنگ غضب ناک حربہ سحر کے پکڑ کر لشکر مجمر پر جا پڑے۔ ہزار ہا بجلیاں سحر کی چمک کر ایک بار گریں۔ خیام و بارگاہ میں آگ لگی۔ اس وقت بد حواسی اس لشکر کی کیا تحریر ہو یا بے فکری سے بستر خواب پر پا دراز کئے ہوئے تھے۔ مطلق سر جانے کا خیال نہ تھا۔ یا اب یہ آفت یکایک آئی۔ بس گھبرا گھبرا کر جو اٹھے کوئی لشکر حیرت پر جا پڑا۔ کوئی اہل اسلام کی جانب آ کر طعمہ نہنگ شمشیر ہوا کوئی اپنی پرچھائیں سے گریزاں تھا۔ مگر خوف سے کہ دشمن پیچھا ہی نہیں چھوڑتا کچھ دور بھاگ کر گر پڑا تھا۔ کوئی آپس میں لڑنے لگا تھا۔ کوئی ناریل منتر پڑھ کر اپنے ساتھیوں پر لگاتا۔ کلوا بیروں کو پکارتا' بھاگا جاتا۔ جو سحر نہیں جانتے تھے وہ ترکش میں تلوار اور نیام میں تیر کو ڈھونڈتے تھے۔ زیر جامہ کو گلے میں اور جامہ کو بالوں میں پہنتے تھے۔ لشکر جو گرد حباب سحر برائے حفاظت لاکھ ساحروں کا اترا ہوا تھا۔ وہ مسلح تھا اور ان بے خبروں سے ہوشیار وہ لڑنے لگا۔ سحر کی مار ہونے لگی۔ ماش کا دانہ آگ دھتورے کے پھل مسان

کی خاک کمہار کے چاک پر کی مٹی۔ مرچوں کے ہار چلنے لگے لڑنے والے جلنے لگے۔
اس عرصہ میں وہ ساحر جن کو زنگی زمین سے ظاہر ہو کر لے جاتا تھا وہ بھی آ کر شریک رزم ہوئے کیونکہ زنگی پتلے سحر کے تھے۔ وہ مرگ مجمر سے غائب ہو گئے اور ان قیدیوں نے دیکھا کہ ہم ایک میدان میں کھڑے ہیں۔
غرضیکہ یہ بھی آ کر لڑنے لگے۔ مشکیں موٹے ستارہ زلف سے گرا کر ستارہ بخت عدو کو حضیض نکبت میں پہنچایا لرزاں و زلزلہ نے کوہ و دشت میں زلزلہ ڈال دیا۔ عدو کو چکر دے کر نشیب عدم دکھا دیا۔ ساحر تو اس طرح ابھرے ہوئے تھے لیکن مبارزان شمشیر زن نے خنجر و تیغ سے رن کی زمین پر لاشوں کی صفیں لمبان فرش بچھا دی تھی۔ نئی انجمن ترتیب ہوئی تھی کہ سر لوٹتے تھے۔ رقص بسمل کا تماشا تھا۔ اس طرح شمشیر تیز دم نے مجمع سر تن اعضائے بدن میں فرق ڈالا تھا کہ حواس خمسہ بھی منتشر بغیر لڑے ہوئے جاتے تھے۔ اربع عناصر مثل طائران دشت قفس تن سے اڑنا چاہتے تھے۔ اجزاء موالید ثلاثہ آتش شمشیر نے منجمد نہ رکھے تھے۔ جانیں اس طرح مطیع تیغ تھیں کہ برنگ خادمان اشارہ پر خانہ تن سے نکل کر دوڑتی تھیں۔ وجود انسان کا نام عدم تھا۔ روح یوں جاتی تھی جیسے کسی معشوق پر جان جاتی ہے۔ قضا اس طرح آتی تھی جیسے کسی محبوب پر دل آتا ہے۔ قوت بازو سے دلیراں پر مبارز دہر تعریف کرتا تھا۔ جدھر سنئے لوہے کی جھنکار تھی۔ تیر دلدوز کی مثل قطرات باراں بوچھاڑ تھی۔ مہ رخ اور بہار کی مدح میں ترک فلک یوں ثنا خواں تھا کہ

ترے کمال کے آگے حریف روز نبرد
کہاں سے لائے یہ طاقت جو ہو سکے سیدھا
کہ جس کی تیز کی ہیبت سے آسماں نے کبھو
بغیر خم کئے پشت اپنی سر اٹھا نہ چلا
شہا عجب ہے وہ شمشیر جس کی صولت سے

ترے عدو کو ہزیمت سے شوق ہے اتنا
گر اس کے بعد مصور جو کھینچے اس کی شبیہ
تو روح اس کی پکارے کہ پہلے پاؤں بنا

اسی طرح یہ سب لڑتے ہوئے کنارہ لشکر کے جب پہنچے۔ وہاں بھی تہلکہ عظیم برپا تھا۔ چور مشعلیں اور رن مہتابیں پھک رہی تھیں۔ ملکہ حیرت تخت پر سوار فوج کو روکے استادہ تھیں۔ لشکریان اسلام ہزاروں کو قتل کر کے اس لشکر کے کنارے سے پھرے۔ اس لیے کہ حیرت سے تو مقابلہ ہی ہے پھر کسی اور دن سمجھ لیا جائے گا۔ فوج مجمر کی نالاں و گریاں جانب دریائے خون رواں گئی۔ اسی گیرو دار میں وہ رات بھی تمام ہو چکی تھی۔ وہ وقت آیا تھا کہ زال دنیا نے جلی کٹی کرنے کو زبان شعلہ ریز آفتاب وہاں مشرق سے نکال اور خنجر عیار کرنے ظلمت شب مثل زبان مجمر کاٹ ڈالی۔

○○○

- قاہر کوہی

قاہر کوہی اپنے بھائی کی لاش اٹھانے میں تھا۔ بعد فراغ امور اموات غصہ میں بھرا ہوا کہ خداوند سے چل کر جنگ گاہ سے پھر آنے کا سبب دریافت کروں۔ بارگاہ میں آیا۔ یہاں آ کر سب سے بالا دست ایک ساحر کو بیٹھے دیکھا۔ پس اور زیادہ غضبناک ہوا۔ اور غصہ کو ضبط کر کے قریب بختیارک بیٹھ گیا اور گویا ہوا کہ "ملک جی! ہماری لڑائی تو برابر کی تھی۔ پھر طبل بازگشت کیوں بجوا دیا۔ ہمارا بھائی مارا گیا تھا' ہم بدلہ لینا چاہتے تھے یا حمزہ کو مارتے یا اپنی جان دیتے۔"

شیطان نے جواب دیا۔ "خداوند نے تقدیر نوکر کے اس بندہ کو طلسم سے فوراً بلوایا کہ اس نے آتے ہی جنگ فتح کر دی۔ مشیت خداوندی میں گزرا تھا کہ بغیر فتح کئے نہ پھریں گے۔ پھر تم سے یہ لڑائی فتح ہونا' ناممکن تھی۔"

قاہرہ نے کہا۔ "سب کے سر کٹ آئے اب کوئی حریف زندہ تو نہیں۔"

بختیارک نے کہا۔ "یہ معاملہ میں نہیں جانتا تم سہیل سے پوچھو۔"

اس میں سہیل نے بھی یہ کلام سنا اور کہا۔ "ملک جی کیا معاملہ ہے؟"

کہا۔ "یہ پوچھتے ہیں کہ تم جو لڑے تو کیا بڑھ کر کام کیا۔"

ساحر نے کہا۔ "جو کچھ ہم نے کیا وہ ظاہر ہے۔ یہ پہلوان ہیں دوپہر سے لڑ رہے تھے اور کچھ نہ ہو سکتا تھا۔ ہم نے ایک ہی منتر میں کام تمام کر دیا۔"

قاہر تو آگ ہو رہا تھا۔ یہ سخن سن کر کہ دوپہر لڑے اور کچھ نہ ہوا اور زیادہ بھڑک اٹھا اور غصہ سے گویا ہوا۔ ارے نالائقوں کوہیوں زوف ہے تمہاری اوقات پر اور تف تمہارے جینے پر کہ تم سے دو دوپہر لڑنے میں کچھ نہ ہو سکا۔ اب جو کچھ بہادر اور لڑنے والے میں یہ ساحر ہیں۔

سہیل نے ہنس کر کہا۔ "پھر اس میں کچھ شک بھی ہے۔ ہم نے ہوتے تو یہ دن نصیب نہ ہوتا۔"

قاہرہ نے کہا۔ ابے کیا واہی تباہی بکتا ہے۔ یہ کام نامردوں کا ہے جو بہاروں کو سحر سے عاجز کرتے ہیں دلاور سینہ سپر کر کے سر مکھ ہو کر لڑے ہیں واقع میں مسلمان بڑے بہادر ہیں اور اسی وجہ سے ہم پر فتحیاب ہوتے ہیں کہ کوئی مکر نہیں کرتے۔"

سہیل ازبسکہ طلسم کا رہنے والا تھا۔ کوہیوں کی زبان کم سمجھتا تھا۔ بختیارک سے مستفسر ہوا کہ یہ کوہی کیا بکتا ہے۔"

وہ شیطان لڑوا دینے میں استاد تھا۔ ہنس کر گویا ہوا "تمہیں گالیاں دیتا ہے۔"

یہ سنتا تھا کہ وہ غصہ میں آ کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔ "او نالائق تو کیا بکتا ہے؟"

قاہر بھی کھڑا ہو گیا اور پکارا۔ "تو نالائق' تیرا باپ نالائق' تیرا جمشید نالائق ' تیرا افراسیاب اور لقا سب تیرا کنبہ نالائق اور کم بخت تو میرے منہ چڑھتا ہے۔"

ساحر نے چاہا کہ سحر کرے۔ کوہی نے دل میں سوچا کہ ایسی تدبیر کرنا چاہیے جس میں یہ سحر نہ کر سکے۔ یہ سوچ کر فوراً زمین پر آہ کر کے گرا سہیل گھبرا کر تھا کہ یہ کیا ہوا اور اہل دربار بھی کھڑے ہو کر دیکھنے لگے۔ مگر قاہرہ جو زمین پر گرا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ سے ٹانگیں خوب مضبوط سہیل کی پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ گھبرا کر اور یہ کھڑا ہو گیا اور جب تک سنبھلے سنبھلے اس وقت اس نے چکر دینا شروع کیا۔ اب اس گھن چکر بنے سے اور گھٹی یعنی چرخ کھانے سے سحر جادو سب رفو چکر ہو گیا۔ اہل دربار سب ہاں ہاں کرتے ہیں۔ دور سے پکارتے ہیں ارے کیا کرتا ہے' ارے چھوڑ دو۔

لیکن کون سنتا ہے جو ساحر ہمراہ سہیل آئے تھے لائق حاضری دربار نہ تھے باہر بارگاہ کے ایک خیمہ میں اترے ہوئے تھے۔ غلغلہ سن کر دوڑے۔ اتنے عرصہ میں قاہرہ نے ستون بارگاہ پر چرخ دے کر اس ساحر خیرہ سر کو جو مارا سر اس کا تڑاق سے چوب بارگاہ پر لگ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور وہ ہلاک ہوا۔ زمانہ تاریک ہو گیا آواز آئی کہ سارا سہیل چشم جادو کور آگ پتھر برسنے لگے۔

ادھر اہل اسلام کی عورتیں بلبلا کر استغاثہ بجناب احدیت کر رہی تھیں۔ رو رو کر دعا

مانگتی تھیں کہ اللہ العالمین بتصدق نور ختم المرسلین ہمارے وارثوں کو بچا لے اور صحیح و سالم ہم سے ان کو تارے!

تیری ہی ذات سے متعلق ہے عفو جرم
URDU4U.COM
آنکھوں میں دل میں چشم میں ہر جا ہے تو ہی تو
مولا یہ سچ کہیں کہ ہوئی ہم سے کیوں خطا
مدت سے اپنے دل میں تھی بخشش کی آرزو
تا زیر آسمان ہو زمانہ میں صبح و شام
یارب یہ تجھ سے ہم سے ہے بیکس کی آرزو

ظلم کی بستیوں میں تو جتنے آدمی ہیں سحر ضرور جانتے ہیں۔ چند آدمی اپنے گھروں سے نکل آئے اور اس سے ملاقات کر کے مستفسر ہوئے۔ "بھائے کس کی نوکری ہے کیا تنخواہ ہے؟"
اس نے کہا۔ "نور پیرہن جادو مصاحبہ ملکہ شعلہ چشم جادو بیابان نرگس زار میں جاتی ہیں کچھ ان کی طبیعت یہاں کے صحرا میں پہنچ کر ست ہو گئی ہے۔ وہ نوکر رکھتی ہے۔ تخت سحر اپنے لیتے چلو۔ تنخواہ بیس قرار ملے گی۔ تمام عمر کو سرکار ہو جائے گی۔ چین کرو گے۔ اگر منظور ہو تو میرے ساتھ چلو۔"
دو ساحران میں سے غریب آدمی تھے اور نوکری کی خواہش رکھتے تھے۔ تخت پر اپنے گھر سے بیٹھ کر اور اس عیار کو بھی اپنے ساتھ بٹھا کر روانہ ہوئے۔ یہاں اس عرصہ میں کہ جب تک ضرغام پھر کر آئے۔ برق نے نور پیرہن کا لباس بدن مع زیور اتار کر اپنے زیب تن فرمایا اور رنگ و روغن لگا کر اس کی ایسی صورت اپنی بنائی اور اس کے دماغ پر بیہوشی کی پٹی چڑھا کر کنوئیں میں یا کسی گڑھے میں ڈال دیا اور ایک فرمان ملکہ شعلہ چشم کی جانب سے لکھا۔ مہر اس پر ملکہ مذکور کی کر کے اپنے پاس رکھا۔ مضمون

اس کے آگے بیان ہو گا۔ یہ اس صورت سے درست ہو کر بیٹھا تھا کر ضرغام ساحروں کو لے کر آیا۔ ان جادوگروں نے ملکہ نقلی کو بیٹھے پایا۔ تسلیم کے لیے سر جھکایا۔

URDU4U.COM

ملکہ نے فرمایا۔ "ہم نے تمہارا پچاس روپے مہینہ کیا۔ ہم کو با آرام تمام بیابان نرگس میں پہنچا دو۔ جو کچھ ہمارا کام ہو براہ خیر خواہی کیا کرو اگر ہم خوش ہوں گے تو اور تمہاری ترقی کریں گے۔"

ساحروں نے کہا۔ ہم ہمیشہ سرفروشی اور جانبازی کریں گے اور جو کچھ ہم سے ظہور میں آئے گا۔ حضور ملاحظہ فرمائیں گی۔

فی الجملہ نور نقلی تخت پر آ کر لیٹی اور ضرغام بھی ساحر بنا ہوا گوشہ تخت پر آ کر بیٹھا۔ ساحروں نے تخت کو بزور سحر اڑا دیا۔ اور جانب منزل مقصد راہ لی۔ سحر کے زور سے طرفتہ العین میں وہ تیس کوس زمین طے ہوئی۔

برق قریب بیابان نرگس زار تخت سے اترا اور ساحران ملازم شدہ سے حکم دیا۔ "تم کنارے اس چشمہ اور صحرا کے ٹھہرے رہو۔ جب تک میں نہ آ لوں قدم آگے نہ بڑھانا۔ نہ یہاں سے کسی اور طرف جانا یہ مقام وادی طلسمات ہے۔ سراسر پر آفات ہے۔ میں بحکم شاہ یہاں آئی ہوں۔ ورنہ جو کوئی یہاں آئے گرفتار آفت ہو جائے۔"

وہ ساحر وابستہ حکم تھے۔ ایک درخت کے نیچے تخت لے کر ٹھہرے اور ضرغام و برق آگے بڑھے۔ دیکھا کہ ایک صحرا کئی کوس کا نرگس زار ہے۔ نئی طرح کی بہار ہے۔ چاندنی رات میں نرگس کے پھول کھلے ہیں۔ نرگستان کواکب کو شرماتے ہیں۔ دیدۂ ثوابت کے ہم چشم نظر آتے ہیں۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ معشوقان نرگسی چشم چاندنی کی بہار دیکھنے کو مجتمع ہیں ہر درخت نہال ہو کر آنکھیں ایک دوسرے سے لڑاتا تھا۔ مصروف نظر بازی تھا ہوا سرد چلتی تھی۔ جو کلی تھی وہ یہ پتہ دیتی تھی کہ کوئی معشوق آنکھیں بند کئے سوتا ہے۔ جو پھول زمین پر ٹوٹ گرے تھے وہ بتاتے تھے کہ خفتگان خاک آنکھیں کھولے تماشائے عالم دیکھ رہے ہیں اور چشم حسرت سے بے ثباتی گلشن دنیا کا نظارہ کرتے

ہیں۔ صفحہ کتاب عالم پر منشی بہار نے جا بجا صاد کئے تھے۔ مضمون رنگین صفت چشم معشوقاں میں نئے ایجاد کئے تھے۔ وہ ہوا سے پھولوں کا ہلنا معشوقان خوش چشم کا نگاہ کسی عاشق سے پھیر لینا نظر آتا غنچہ خاطر اس جائے فرحناک کو دیکھ کر کھل جاتا یہ عالم وہاں کا تھا کہ

URDU4U.COM

ہوا کے وصف میں اس جا کے گر لکھوں میں غزل
مرا سخن رہے سرسبز تا بروز شمار
زبس ہوا کو تراوٹ نے واں کیا ہے نثار
شرار سنگ میں ہے رشک دانہ ہائے انار
گذر صبا کا جو ہو جائے اس چمن کی طرف
نہ ہو سوائے زمرد عقیق دان زنہار
جو نخل خشک کی تصویر کھینچے واں نقاش
ہر ایک شاخ وہیں سبز ہو کے لائے بہار

○○○

• ملکہ سلطانہ جادو

برق و ضرغام یہ کیفیت دیکھتے جب بیچ صحرا میں پہنچے۔ کچھ طائر اپنے آشیانوں میں سے نکل کر اڑے اور پکارے۔ "اے آنے والو! جلد تر اپنا نام بتاؤ کہ تم کون ہو تا کہ

URDU4U.COM

ہم خبر تمہاری اپنے مالک سے جا کریں۔"

برق نے اپنے دل میں کہا۔ "یہ نور نے نہ بتایا تھا کہ اس بیابان کا کوئی مالک بھی ہے۔ اب اس نے تو ہم سے مفصل راز نہیں بتایا کہ مگر ہم کو عقل سے کام لینا چاہیے۔

یہ سوچ کر اس نے جواب دیا۔ "اے طائران سحر اپنے مالک کو جا کر اطلاع دو کہ نور پیرہن مصاحبہ ملکہ شعلہ چشم آئی ہیں۔"

یہ سن کر وہ طائر اڑ کر ایک سمت گئے۔ ایک ساحر ملازم شعلہ چشم شمشاد جادو اس جنگل کا ملکہ مذکورہ کی طرف سے محافظ ہے۔ اس نے ایک بنگلہ اس نرگس زار میں صندل کا بنوا کر سکونت اختیار کی ہے۔ وہ چبوترے پر بنگلہ کے آ کے بیٹھا۔ سیر شب ماہ کی دیکھ رہا تھا اور مشغول بادہ خواری تھا کہ طائران سحر نے جا کر خبر سن کر اپنے مقام پر سے اٹھا اور قریب نور جب آیا تو اس کو پہچانا کہ ہمیشہ ہمراہ ملکہ چشم اس کو دیکھا تھا۔ پس پہچان کر اس کو سلام کیا اور کہا۔ "اے نور جادو، تم اس وقت کہاں!"

اس نے کہا۔ "اپنے مقام پر چلو۔ ذرا دم لے لوں تو بتاؤں کہ کس آفت میں مبتلا ہوں۔"

یہ وہاں سے اپنی جگہ پر اس کو لے چلا۔ برق نے اس طرح ادائیں دلفریب اور مستی افزا دکھائیں کہ دل اس کا اس پر فریفتہ ہوا یعنی کبھی چلتے چلتے پائینچے کلائی پر اس طرح ڈالے کہ پنڈلی تک کھول دی، یوں دوپٹہ ڈھلکا دیا کہ شکم و سینہ کھل گیا۔ وہ سینہ کا ابھار گات کی ابھار دیکھ کر دل اس کا سینے میں ملنے لگا۔ پیٹ کا کھل جانا اس میں ناف کا مثل عقدۂ سربستہ درپیش آنا تھا۔ وہ شب ماہ اور عالم تنہائی اور ایسی حسینہ و جمیلہ

عورت کہ

ہوئے اس قامت دل کش پہ قیامت صدقے
سرو جنت بھی اسے دیکھ کے غش کھا کے گرے
پائنچے تھام کے چٹکی میں وہ جس وقت چلے
ہو کے بیہوش گریں پریوں کے گر ہوئیں پرے
یہ ہو اس زہرہ جبیں ماہ لقا پر جوبن
صدقے جوتی کے ستاروں پہ ہو سورج کی کرن
جانفزا ہو دم رفتار صدائے خلخال
وضع مستانہ ہو اور اس پہ ہو اک ناز کی چال
پاؤں وہ ناز سے جس جا پہ رکھے بدر کمال
خاک اس جائے کی لیجائے پری آنکھ میں ڈال
اتفاقاً کہیں وہ نقش قدم دیکھو تم
آئینہ پھر نہ کبھی تابعدم دیکھو تم

غرض اس نقش مراد کو شمشاد بنگلہ کے چبوترے پر لایا۔ مسند پر تکلف پر بٹھایا۔ گلابی شراب سرخ کی سامنے رکھی اور آہ سرد بھر کر پکارا کہ

مرضی جو آئی چرخ کی بیداد کی طرف
مائل کیا دل اس ستم ایجاد کی طرف

اس شعبدہ پرواز نیرنگ حسن نے ہنس کر جواب دیا کہ

زندگی کیوں نہ ہوئے تجھ پر شاق
یار بے اعتنا و دل مشتاق

URDU4U.COM

اسی طرح جب بمصداق کہ

یہ دو دو لطیفے جو باہم ہوئے
اسی لطف سے یہ تو بیدم ہوئے

اسی گرمجوشی میں نور نے کہا۔ "ہم تو جاتے ہیں' جمشید ملائے گا تو پھر ملیں گے۔ ملکہ شعلہ چشم مقابلہ میں مہ رخ کے گئی ہیں۔ وہاں عیار زبردست ہیں۔ پس ملکہ کو یہ خیال وہاں پہنچ کر آیا ایسا نہ ہو کوئی جا کر لوح چشمہ سحر سے لے آئے۔ میری قضا بلائے مجھے سادہ لوح بنائے۔ اس امر کو سوچ کر بھیجا کہ جا کر تو لوح چشمہ مذکور سے لے آ۔ چنانچہ میں چشمہ پر جاتی ہوں۔"
اس نے کہا۔ "اے ملکہ تم کیونکر چشمہ سے لوح نکالو گی۔"
اس نے کہا۔ "مردوے تو باتیں بہت نہ بنا' چل میرے ساتھ دیکھ لے کہ میں کیوں کر لوح لیتی ہوں۔"
اس نے کا۔ "تم جاتی ہو تو ہم کو کیا کہے جاتی ہو۔ ہم جا رہے۔ ایک بار تو وصل سے سے شادی کرتی جاؤ۔"
اس وقت اس کافر کیش نے ہنس کر کہا۔

اب رہو گے اسی تمنا میں
منہ رکھو اپنا دھو گڑھیا میں

یہ کہہ کر اٹھی تھی کہ شمشاد نے اٹھ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔ "اے ترک ستمگر تجھ

کو ملکہ نے لوح کو کیا پتہ بتایا ہے۔"

اس نے جواب دیا۔ "خوب کیا تو نے مجھ کو اوپر آدمی بنایا ہے۔ لوح شکم میں ماہی کے ہے۔ کیا میں جانتی نہیں ہوں۔"

اس نے کہا۔ "تو کسی طرح تم ماہی کو پاؤ گی۔ کچھ نشانی ملکہ کی تمہارے پاس ہے۔"

اس نے کہا۔ "اے شخص تو نے ڈیڑھ پہر باتوں میں لگا کر اور زیادہ دیر کی۔ میرے پاس نشانی ملکہ کی کیسی' فرمان ہے۔"

اس نے کہا۔ "وہ فرمان مجھ کو دو۔ میں لوح کو منگا دوں۔"

اس نے وہ فرمان جو بنایا تھا' کمر سے نکال کر اس کو دیا۔ اس نے پڑھا' مضمون یہ تھا۔ اے ساکنان بیابان نرگسی زار نور پیرہن میری مصاحبہ وہاں آتی ہے۔ اس کو تختی دے کر جلد روانہ کرنا۔"

مہر اس پر شعلہ چشم کی دیکھ کر اور یہ مضمون پڑھ کر شمشاد اٹھا اور نور بھی اس کے ساتھ ہوئی۔ دونوں کنارے چشمہ کے آئے۔ شمشاد نے کچھ سحر پڑھا۔ کہ پانی نے اس چشمہ کے جوش مارا اور ایک مچھلی نے سر بدر کیا ہر فلس اس کا مثل انجم آسمان چمکتا تھا اور برنگ نیر تاباں سارا جسم دمکتا تھا۔ قامت اس کا بسان ماہی بہموت دراز تھا۔ برج حوت پر اس کو ناز تھا۔ پس اس مچھلی سے اس ساحر نے کہا۔ "اے ماہیان جادو ملکہ شعلہ چشم نے لوح مانگی ہے۔ اب یا تو ان کی قضا آ کر برابر ہوئی ہے۔ یا وہ فتح یاب ہوں گی۔ لوح یہاں سے جائے گی۔ وہ دشمن کے ہاتھ آئے گی۔ لوح کا جانا یہاں سے اچھا نہیں۔ لیکن ہم تو ان کے وابستہ حکم ہیں۔ تم لوح دے دو۔"

اس مچھلی نے کہا۔ "تم کو کماہی آگاہی ہے کہ ملکہ نے لوح مانگی ہے۔"

اس نے جواب دیا۔ فرمان ان کا لے کر نور پیرہن جادو انیس ان کی آئی ہیں۔ یہ سامنے موجود ہیں۔"

اس کلام کو سن کر اس مچھلی نے ابکائی لی اور لوح اگل دی۔ نور نقی نے دیکھا کہ ایک

تختی یاقوت سرخ کی ایک طلسم بخط سبز اس پر کندہ ہے۔ پڑھا نہیں جاتا ہے۔ اس نے اس لوح کو لے کر گلے میں پہنا اور ہمراہ شمشاد چبوترے پر آیا یہاں ضرغام نے ان کے بعد جانے کے تمام شراب میں بیہوشی ملا رکھی تھی اور چپکا بیٹھا تھا۔ جب یہ دونوں آئے۔ اس نے اشارہ برق سے کیا کہ میں اپنا کام کر چکا ہوں۔ برق اس کا اشارہ سمجھا اور ہنس کر ساحر سے کہا۔ "ارے موئے اب تو مجھ کو جانے کیوں نہیں دیتا۔ آخر تیرا مطلب کیا ہے۔"

اس نے جواب دیا۔ "اب واسطہ جمشید کا نہ ترسا' ذرا سینے سے لپٹ جا۔" اس نے کہا۔ مردوے ذرا حواس میں آؤ۔ صاحب میں لوح لینے کیا آئی ان کو مستی سوجھی۔ جئیں ملکہ لاکھ برس۔ اب جہاں وہ مجھ کو بھیجا کریں گے۔ وہاں کے لوگوں کی میں جورو بنوں گی۔ تم خوب مزے میں آئے کیا کیا ہم سے کہنے لگے۔

ساحر یہ باتیں سن کر منتیں کرنے لگا۔ پاؤں پر سر دھرنے لگا اور گویا ہوا کہ

دل کو ٹکڑے نہ کر اے آئینہ رو ہاتھوں ہاتھ
جنس یہ وہ نہیں جو ہوئے رفو ہاتھوں ہاتھ

اس کی منت کرنے سے یہ عیار مسکرایا اور جام شراب سے لبریز کر کے اس کے منہ سے لگایا۔ وہ سمجھا کہ اب یہ راضی ہوئی ہے۔ وہ ساغر بے اندیشہ انجام پی گیا۔ پیتے ہی گھبرا کر اٹھا کہ ارے یہ کیا تو نے پلا دیا۔ اٹھنا تھا کہ مارا طمانچہ بیہوشی نے سر نیچے اور پاؤں اوپر۔

برق نے قتل کرنا اس کا اس مقام پر مناسب نجانا کہ صحرا تمام سحر سے بھرا ہے۔ چشمہ سحر موج مارتا ہے مبادا تم اسیر بلا ہو جاؤ۔ اور لشکر تمہارا کام آ جائے لوح لے کر تم نہ پہنچ سکو۔ پس بدیں مصلحت اس کو اور بھی زیادہ تر بیہوش کر کے اندر بنگلے کے لے جا کر لٹا دیا اور باہر سے آ کر دروازہ بند کر کے اپنا راستہ لیا۔ کنارے اس نرگس

زار کے پہنچ کر تخت اپنا ساحروں سے طلب کیا۔ وہ تخت لے کر حاضر ہوئے۔ یہ دونوں تخت پر بیٹھ کر حکم فرما ہوئے کہ جلد ہم کو لشکر حیرت میں لے چلو کہ وہیں ملکہ شعلہ چشم ہیں۔ ہم ان کا کام پورا کر چکے۔ ساحر تخت اڑا کر حسب الحکم روانہ ہوئے۔ اس اثنا میں وہ ہنگام آ گیا کہ لوح زریں آفتاب کو ماہی مشرق نے اگلا اور شراب سرخ شفق سحر نے ساحر شب بیہوش کیا کہ

گئی ظلمات شب مطلع ہوا صاف
نکل آیا ورق گردوں کا شفاف
ہوا نخل سحر جس دم ہویدا
ہوا اس سے گل خورشید پیدا

تخت ان عیاروں کا کہ ملازم ثانی سلیمان ہیں۔ بردے ہوا سن سن اڑتا ہوا۔ نسیم سحری سے باتیں کرتا جاتا تھا۔ کچھ ہی عرصہ میں قریب لشکر مہ رخ نامور پہنچا۔ اس وقت اس نے تخت زمین پر اتروا کر ساحران نو ملازم سے کہا۔ اب تم سے صاف حال کہا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ ہم عیار طرفدار ملکہ مہ رخ ذی وقار ہیں۔ نور جادو نہیں ہیں۔ لشکر ہمارا آتش سحر میں محصور تھا۔ اسی وجہ سے ہم بیابان نرگس میں ایک کام کو گئے تھے۔ اب تم کو نوکری کرنا ہو تو اطاعت اسلام کی اختیار کرو۔ ورنہ اپنا راستہ لو۔ تم نے ہمارے ساتھ احسان کیا۔ اس سبب سے ہم نے تم کو قتل نہیں کیا۔ ورنہ ہم ساحر کو مار ڈالتے ہیں۔"

یہ مضمون سن کر ان ساحروں کے حواس منتشر ہوئے کہ کیا زبردست لوگ ہیں۔ آخر کچھ سوچ کر عرض پیرا ہوئے۔ ہم آپ کے مطیع فرمان ہیں۔ جو آپ نے فرمایا ہم کو بہ دل قبول و منظور ہے۔"

اس نے ان کو امیدوار مراحم بہبودی فرما کر حکم دیا۔ اب تخت کو میرے لشکر حیرت

میں لے چلو۔" وہ سحر خواں ہوئے کہ تخت روانہ ہوا۔ ضرغام تو یہاں سے روانہ ہو گیا اور اس کا تخت چلا۔

وہاں ہنگام سحر ملکہ حیرت سریر حکومت پر آ کر بیٹھی تھی۔ شعلہ چشم بھی اس کی بارگاہ میں آئی تھی۔ سردار جمع ہوتے جاتے تھے۔ ذکر ہو رہا تھا کہ نوکر پیرہن ابھی تک نہیں پھری۔ دیکھیے شہنشاہ کیا حکم دیتے ہیں۔ اسی تذکرہ میں یکایک غلغلہ ہوا کہ نور جادو آئیں۔ لوگ بھی دوڑے۔ نور بھی دربار گاہ پر تخت سے آ کر اتری اس کی کنیزیں جو یہاں تھیں۔ باہر نکل آئیں اور خوشی کرنے لگیں کہ بی بی آئیں ہاتھوں ہاتھ اس کو اتارا۔ یہ اتر کر اندر بارگاہ کے آئی اور شعلہ چشم و حیرت کو تسلیم کی۔ پھر ایک نامہ بادشاہ طلسم کی مہر کا کمر سے نکال کر ملکہ شعلہ چشم کو دیا۔ اس نے پڑھا۔ مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ ہم تم سے بہت خوش ہوئے کہ تم نے نمک حراموں کو سزا دی۔ ہر چند کہ سب باغی قابل رحم ہیں کہ میرا دل ان کے قتل کو نہیں چاہتا ہے۔ لیکن اب کلیجہ پک گیا۔

تاب ضبط نہیں ہے اس لیے تم کو اجازت دی جاتی ہے کہ کام ان سب کا تمام کر دو اور نام و نشان ہر ایک کا ہستی سے مٹا دو۔

یہ مضمون پڑھ کر شعلہ چشم بہت خرمند ہوئی اور حیرت کو وہ نامہ دیا۔ اس نے بھی پڑھا۔ پھر شعلہ نے نفیر سحر کو دم دیا۔ لشکر میں اس کے کمر بندھی ہوئی۔ یہ بھی باہر نکل کر سوار ہوئی۔ حیرت کو بھی اپنے ساتھ کیا۔ اب پھر وہی ہنگامہ افروزی کا زمانہ آیا۔ لشکروں کا جلنا' نفیرو کرنا کا بجنا باجوں کا غل' ہائے ہو کی صدا بلند' سحر کی نیرنگیاں ظاہر۔ طائران سحر کا اڑنا عجب غلغلہ برپا تھا۔ اسی طرح میدان جنگ میں پہنچ کر پشت میل پر تمام لشکر اپنا شعلہ کے ٹھہرایا اور حیرت سے کہا۔ "اب میں سب کو غارت کرتی ہوں۔"

اس نے کہا۔ "میں تو ہمیشہ سے یہ چاہتی تھی لیکن شہنشاہ سے ناچاری تھی۔ اچھا تم اپنا کام کرو۔"

اس نے یہ سن کر چاہا کہ سحر کرے۔ اس وقت نور پیرہن جو اپنی کنیزوں سے طاؤس بنوا کر سوار ہوئی تھی اور برابر ملکہ مذکور کے استاد تھی۔ ملکہ سے گویا ہوئی۔ "آپ کیوں تکلف فرمائیں۔ میں سب کو ایک آن میں ختم کئے ڈالتی ہوں۔"

یہ کہہ کر طاؤس اپنا کنیز سے کہہ کر آگے بڑھوایا اور شعلہ سے کہا۔ "آپ میرے ساتھ آیئے۔"

وہ اس کے ہمراہ ہوئی اور یہ سامنے اس میل کے آئی اور عرض پیرا ہوئی۔ میرے سحر سے ملاحظہ فرمایئے گا کہ کیا آفت آتی ہے۔ ایک تو زندہ بچے گا نہیں۔ اب حضور ایک کام کریں کہ گھڑی بھر گردن جھکا کر اور آنکھیں بند کر کے استادہ ہوں۔ پھر جو آنکھیں کھولیے گا تو نیا تماشا دیکھیے گا۔"

ملکہ اس کے کہنے سے آنکھیں بند کر کے گردن جھکا کر کھڑی ہوئی۔ اس نے تختی کمر سے نکال کر خنجر پر مس کی اور اس میل کے قریب جا کر عکس تختی کا اس پر ڈالا۔ یکایک صدائے مہیب آئی کہ تمام لشکریوں کے دل دہل گئے اور وہ میل جس طرح پہلے غبار کا بنا تھا' ویسے ہی بگولے کی طرح چکر کھاتا جانب زمین چلا اور زمین پر پہنچ کر غائب ہوا اور جو شعلے ہر سمت پھیلے تھے وہ سمٹ کر ایک سمت کو جا کر بجھ گئے۔ اور وہ صدائے آتش بھی غائب ہو گیا۔

صدائے مہیب جو آئی تھی تو شعلہ نے ڈر کر آنکھیں کھول دیں اور گردن اٹھائی تھی۔ یہ سامان نظر آیا کہ میل سحر کا برباد ہو رہا ہے۔ یہ دیکھ کر حیران تھی کہ نور میرا سحر برباد کرتی ہے یا دشمنوں کو مارتی ہے۔ یہ تو حیران تھی۔

ادھر برق اپنے دونوں ساحروں سے کہ جن کو ملازم کر کے لایا تھا کہہ چکا تھا کہ میری خبر رکھنا۔ وہ بھی اس لشکر کے ساتھ طائران سحر پر سوار ہو کر آئے تھے۔ میل کو غائب ہوتے دیکھ کر آگے بڑھ آئے اور شعلہ چشم آگے بڑھی' یہ کہتی ہوئی کہ اے نور یہ تو نے کیا کیا۔

ادھر سے برق آگے بڑھا' یہ کہتا ہوا۔ "باش او قحبہ کہاں جاتی ہے میرے ہاتھ سے۔"

یہ کہہ کر لوح نکال کر اس کو دکھائی۔ لوح کو دیکھتے ہی ایک چیخ اس نے ماری۔ لشکری اور کنیزیں دوڑیں کہ ارے ملکہ عالم کو کیا ہوا۔

URDU4U.COM

کوئی بولا۔ "سحر بہت زبردست کیا تھا۔ کچھ اس میں فرق پڑ گیا۔"

کوئی گویا ہوا۔ "سحر الٹ گیا۔"

غرضیکہ لشکر تو اس دھوکے میں تھا اور تختی دیکھ کر شعلہ چشم چاہتی تھی کہ بھاگ جائے لیکن برق کب جانے دیتا تھا۔ پاس تو پہنچ ہی چکا تھا۔ خنجر مس شدہ لوح جو مارتا ہے۔ گردن پر اس کی پڑا کہ سر کٹ کر دور گرا۔ صدائے شور نشور برپا ہوئی۔ آندھی پانی آیا۔ ہنگامہ پیدا ہوا۔ بیروں نے غل مچایا کہ مارا شعلہ چشم گو ہر دندان جادو کو۔

اس ہنگامہ میں برق نے نعرہ کیا۔ منم متر برق فرنگی!

ساحر اس پر لپکے۔ اس وقت وہ دونوں ساحر ملازم شدہ پنجہ بن کر جو گرے عیار مذکور کو لے کر بلند ہو گئے۔ اور ایک جنگل میں لا کر اتار دیا اس نے ان ساحروں کو بہت تعریف کی اور کہا۔ اب ملکہ مہ رخ رہا ہوئی ہیں ان کی ملازمت کرا کر تم کو خطاب اور عہدہ دلواؤں گا۔"

یہ کہہ کر زنبیل عیاری بجائی کہ ضرغام عیار بھی آیا۔ ان دونوں ساحروں کو ہمراہ لے کر یہ عیار اپنے لشکر کی طرف چلے کہ آؤ چل کر مال دشمن کی فوج کا لوٹیں۔ ادھر تو یہ ماجرا گذرا۔ ادھر لشکر ملکہ مہ رخ کا جو حصار آتش سے چھوٹا اور اس نے جو سامنے لشکر حریف مسلح پایا۔ فوراً حربے سحر کے لے کر حملہ کیا۔ ادھر سے توسن اور قاز سپہ سالاران شعلہ چشم بڑھے۔ لیکن تمام فوج بیدل ہو رہی تھی۔ اور ہر ایک کو خوف اپنی جان کا پیدا ہو گیا تھا۔ مگر سپہ سالاروں کے بھڑ جانے سے لشکری بھی حملہ آور ہوئے۔ پھر تو جادو کی چوٹیں چلنے لگیں۔ منتروں کی کھوٹیں پڑی نارنج سحر نے ترش رویوں کے دانت کھٹے کر دیئے۔ شربت اجل سے پیٹ بھر دیئے ترنج سے تو رنج پیدا ہی تھا۔ چاشنی مرغی چکھا کر جان شیریں لیتا تھا۔ ناریل ہر ایک بل کو نار میں بھیجتا۔ بیر سحر

جھینٹ نہ پاتا تو کلیجے کا لہو پاتا۔ کلوا سر پر کھیل جاتا۔ ساحر تو اپنا کرتب دکھاتے تھے۔ بہادر ہنر شجاعت کے ظاہر کرتے داد تھوڑی پاتے تھے۔ زبان شمشیر کے وہ نعرے گرما گرم تھے کہ سنگ موم کی طرح نرم تھے۔ ہر ایک ناری فی النار تھا۔ موت کا گرم بازار تھا۔ گھاٹ نے تیغ کے نام آذروں کا نام ڈبویا تھا۔ نیزوں نے کجبازوں کو سیدھا جہنم میں بھیجا تھا۔ ضرب سے کر زکی سر تھانہ بھیجا تھا۔ سحاب باراں تیر نے حریف کو ٹھنڈا کیا تھا۔

اس شورش جنگ میں توسن و قاز سپہ سالاران لشکر شعلہ واصل جہنم ہوئے۔ بقتہ السیف فوج نے راہ گریز اختیار کی۔ جب لشکر میں بھگدڑ پڑی ملکہ حیرت نے طبل اذن بجوایا۔ کیونکہ وہ اس کو حکم شاہ طلسم کا بہر رزم نہ تھا۔ غرض مہ رخ بھی شاداں و فرحاں ہزاراں کو قتل کر کے مراجعت فرما ہوئی۔ لشکر تمام آرام پذیر ہوا۔

سردار ہر ایک شراب عشرت پینے لگا۔ عیار بھی بارگاہ میں آئے۔ مہ رخ نے برق و ضرغام کا بہت شکریہ ادا کیا اور انعام میں بے شمار مال و زر دیا۔ ان عیاروں نے ساحران نو لازم کی سفارش کی۔ ملکہ نے ان کو خطاب و خلعت سے سرفراز فرما کر ملازم کیا اور بعیش و عشرت قیام پذیر ہوئی۔

ادھر حیرت رنجیدہ و غمگین مترصد آمد شاہ طلسم ٹھہری۔ ان کو اس جگہ چھوڑ کر حال فرزند رشید عمرو سنیئے۔

چہرہ پرواز عرائس خیال شدہ بیان کو س طرح جلوہ پذیر حجلہ تحریر میں فرماتے ہیں کہ جب شہنشاہ اقلیم عیاری و سپہ سالار عسکر نصرت اثر مکاری و طراری نہال برومند حدیقہ فیلسوفی وہ گل شاداب گلشن عمرو بن امیہ ضمری افسر افسران و بہتر بہتران اعنی چالاک عالی شان سلیمان کوہ سے ہمراہ شاہ طلسم روانہ ہوا تو یہ بھی رفتہ رفتہ قلعہ شعلہ دار پر پہنچا اور اس جگہ بادشاہ رات بھر رہا تھا۔ یہ بھی صورت بدل کر شب بھر فکر عیاری میں پھرا کیا۔ لیکن پنجہ اس کا قابض نہ ہوا۔ ہنگام سحر جب شعبدہ پرواز روزگار نے شعلہ آفتاب فرش اطلس سبز فلک پر چمکایا اور مہرہ ہائے کواب کو نابود فرمایا کہ

فروغ صبح کے سامان دیکھے
کواکب چند دم مہمان دیکھے

صبح کو شعلہ دار تو لشکر لے کر بہر رزم ملکہ مہ رخ روانہ ہوئی۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔ بعد اس کے جانے شاہ جاوداں بھی یہاں سے روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ بطور مخفی عیار مسطور بھی چلا اور تیز روی کر کے اس سے کچھ دور آگے جا کر ایک مقام پر ٹھہرا اور بمشاطگی عیاری صورت اپنی مثل زن مہر سیما و مہ جمال بنائی سر سے پا تک آفت کا پرکالا حسن حسیناں روزگار سے نرالا قیامت خیز جس کا قد بالا مختصر یہ کہ کی حسن کی نسبت یہ زیبا کہ

وہ حسین ہے کہ نہیں اس کا زمانے میں جواب
داغ کھاتا ہے اسے دیکھ کر ہر شب مہتاب
رخ نازک کو نہیں ہے نگہ گرم کی تاب
چشم خورشید سے بھی اس کو ہے منظور حجاب

اس صورت سے آراستہ ہو کر لباس پر زور زیب قامت فرمایا۔ مگر نہایت درجہ شکستہ اور میلا جا بجا سے چاک سر پر غم سے خاک گریبان پھٹا ہوا' سینہ کھلا ہوا' لب پر آہ جانکاہ ایک طرف بیٹھ کر زار زار برنگ ابر بہار رونے لگا۔ برق کی طرح بیتاب تھا اور رعد آسا شور فریاد بلند کرتا۔ اشکوں سے جنگل سینچنے لگے سیل گریہ سے بیابان سراب فرماتا تھا۔

اس اثنا میں شاہ جاوداں پران پران اس مقام پر پہنچا۔ اس مہر طلعت کو کسوف رنج میں مبتلا دیکھ کر مستفسر حال ہوا کہ اسے غنچہ دہن و نازک بدن کس صرصر ظلم سے بسان بلبل گلزار تو مصروف نوحہ و شیون ہے۔ کون سا تجھ کو رنج و محن ہے۔

اس گلعذار نے آنسو پونچھ کر بادشاہ کی طرف دیکھ اور ایک آہ سرد دل پر درد سے بھر کر کہا۔

ہونا جو کچھ ہے وہ آخر شدنی ہوتا ہے
اپنی تقدیر کے لکھے کو ہر ایک روتا ہے

URDU4U.COM

ازبسکہ میں طلسم کی رہنے والی ہوں۔ اس سبب سے پہچانتی ہوں کہ آپ بادشاہ ہیں۔ بدیں وجہ ماجرائے غم و اندوہ و سانحہ ستم آلود اپنا عرض کرتی ہوں اور کسی سے ہرگز میں میں کلام نہ کرتی۔ اے بادشاہ عالی جاہ و شہنشاہ کیوان کلاہ خزاں آفت دہر نے میرے باغ پر بہار کو لوٹا ہے۔ گھر بار عزیز و اقارب ہر ایک مجھ سے چھوٹا ہے۔ دامن کوہ سلیمانی میں میرا مسکن تھا۔ میرا باپ بھی ملازم ملکہ سلیمان پر محن تھا اب میں تنگ خاندان آوارہ و سرگرداں اس بیابان میں بحالت پریشانی پھرتی ہوں۔ ہر قدم پر ضعف سے گرتی ہوں۔ نہ وہ شوکت ہے نہ شان ہے۔ سراسر مصیبت کا سامان ہے۔ سچ ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ مبارکباد تم ہے ہر آواز زمانہ جائے آسائش کہاں ہے۔ چالاک نامی ایک عیار سفاک پر میرے گھر پر آیا اور مکہ سے شوہر و پدر کو میرے خوابگاہ عدم میں اس نے سلایا۔ سب گھر لوٹ لیا۔ ہر ایک کو قتل کیا میں سخت جان بھاگ کر زندہ بچی جو اس مصیبت میں پھنسی کہ نہ کوئی دوست ہے نہ غم خوار ہے۔ صرف بیکسی و تنہائی یاد ہے۔

بادشاہ طلسم اس کی صورت زیبا دیکھ کر قتیل خنجر ابرو و ذبیح تیغ ادا ہو چکا تھا۔ حال پر ملال اس کا سن کر سمجھا کہ وہ عیار ملکہ سلیمان کو قتل کر کے گھر گیا ہو گا۔ بیشک بیان اس کا صحیح ہے گزند اس کو پہنچا ہو گا۔ یہ سوچ کر دست شفقت اس کے زنخدان تلے رکھا اور کہا۔ اے غمزدہ عاشق نیم جان تیرا عوض اس عیار سے میں لوں گا تو غم

نہ کھا۔ وہ ستمگر بادشاہ بادشاہ کو مائل دیکھ کر ناز و کرشمہ دکھانے لگی شیخ و دلال سے بادشاہ کے دل کو نبھانے کی بادشاہ کا بھی یہ حال ہوا کہ

URDU4U.COM

یکایک شوق نے کی مہربانی
ہوا برہم مزاج نوجوانی
نگہ پہنچی جو سوئے سینہ صاف
نظر آیا کچھ ابھرا طور شفاف
قریب پختگی پستان کو پایا
ہوس نے اور ہی مطلب سمجھایا
گل لو اٹھنے شمع ساق پا سے
گھر آیا ابر مستی جا بجا سے

اس زن مصنوعی نے بھی غمزہ کرنا آغاز کیا یہ نقشہ اس کا بھی یہی تھا کہ

مزاج ایمائے دل سے گر بہکتا
سخن تا لب حیا سے آ نہ سکتا

اس گرمجوشی اور اختلاط میں بادشاہ کو یہ خیال دامن گیر ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ مہروش بھی عیار ہو۔ کیونکہ بادشاہ کئی مرتبہ دھوکا کھا چکا تھا۔ پس یہ خیال آتے ہی بنگاہ گرم و سحر آلود اس نے جانب چالاک دیکھا۔ فوراً بیروں نے سحر کے خبر دی کہ یہ چالاک عیار ہے۔
بادشاہ یہ معلوم کر کے نعرہ زن ہوا کہ او نا عیار پہچانا' میں نے تجھ کو۔" عیار مذکور نے چاہا کہ خنجر کھینچ کر اس کے ماروں مگر بادشاہ نے سحر پڑھا کہ یہ بے حس و حرکت ہو گیا۔ شاہ نے چاہا کہ مار ڈالوں لیکن بموجب مثل کہ

جا کو راکھے سائیاں مار نہ ساکے کوے
بال نہ بیکا کر سکے کہ دو جگ بیری موئے

URDU4U.COM

بادشاہ کو خیال آیا کہ باپ بھی اس کا قید ہے اس کو اس کے سامنے اور اس کو اس کے سامنے قتل کرنے میں زیادہ تر لطف ہے کہ داغ برائے داغ جگر دشمن پر پڑے۔ پس ایسا کچھ تجویز کر کے اس نے افسوں پڑھا کہ زمین سے غبار اڑ کر بلند ہوا۔ اور لمحہ بھر میں پھیل کر بارہ دری کی طرح نظر آنے لگا۔ چھت بھی اس کی خام تھی اور بارہ در بھی کچے بنے تھے۔ اور باہر سے وہ بالکل گول مثل گیند کے دکھائی دیتے تھے۔

پس اس بارہ دری میں اس عیار کو اٹھا کر اس نے ڈال دیا اور پھر دستک دی کہ باہر سے سب در اس کے بند ہو گئے۔ اب بالکل ایک بگولہ زمین سے اٹھتا ہوا نظر آتا تھا۔ جب یہ تدبیر کر چکا تو کچھ سنگریزے اٹھا کر سحر ان پر دم کر کے ایک سمت کو پھینکے وہ سنگریزے طائران خوشرنگ بن کر اڑ گئے۔ گھڑی بھر کا عرصہ گزرا تھا کہ آندھی سیاہ آئی۔ ظلمت خراب آباد عالم میں چھائی۔

جب وہ آندھی موقوف ہوئی ایک تخت طلائی روئے ہوا سے نیچے اترا۔ اس تخت پر ایک عورت پری زاد کو سوار دیکھا کہ جمال مہر تمثال اس کا آئینہ رویوں کے رخ شفاف کو رشک سے مکدر فرماتا تھا بال اس کا ہر ایک آئینہ رخسار حوران کا جوہر نظر آتا تھا۔ پیشانی کی صباحت دیکھ کر نور سحر ایسا شرماتا تھا کہ شفق صبح نہ کہنا چاہیے۔ جگر خون سحر کا ہو گیا تھا۔ یا چشم روزگار میں خون اتر آیا تھا۔ رخسار تاباں اس کا ژند و پاژند آتش پرستان یا مصحف بہر تلاوت مسلمانان چشم خیز کے گوشہ میں قیامت نہاں اس طرح ہر اعضاء اس کا صانع قدرت نے اپنے ہاتھ سے بے مثال بنایا تھا۔ چھاتیوں کو اس کے فیہ دین یا ششں گاہ عاشقان کا بت خانہ کیا تھا۔ غلط غلط یہ تشبیہ کچھ نہیں۔ وہ چھاتیاں دمدمہ میدان جنگ تھیں اور وہ دوپٹے کی آڑ جھانکی تھی۔ دل عشاق کا صبر مٹانا چاہا تھا۔

اس مہ پارہ نے ملال آسا خم ہو کر بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے ہنس کر فرمایا۔ "اے سلطان جادو تمہارا مزاج اچھا ہے اور سلیمان تاجدار جادو سرشار ساغر پیمائے جادو اچھی ہیں۔"

URDU4U.COM

اس شوخ نے مسکرا کر جواب دیا۔ میں بھی اور وہ دونوں کنیزیں بھی جناب عالی کی جان و مال کو دعا کرتی ہیں۔ آج نہیں معلوم کیا تھا جو حضور اس طرف تشریف لائے اور آئے بھی تو کنیز کے غریب خانہ کو نہ سرفراز فرمایا۔ اس جنگلے میں ٹھہرے یا سامری میرے گھر سے ایسا انکار۔

بادشاہ نے کہا۔ "تمہاری جان کی قسم میں تمہارے ہی یہاں آتا تھا دو سبب سے اس جگہ ٹھہر گیا۔ ایک تو یہ کہ اس چشمہ پر ایک روز سامری آئے تھے اور اس کے کنارے انہوں نے پیشاب کر کے اس میں اپنے پاؤں دھوئے تھے پس میں اس چشمہ میں نہانے جاتا تھا اور دوسرا سبب یہ کہ راہ میں ایک آفت روزگار سے اور مجھ سے سامنا ہوا۔ اس نے مجھ کو روک رکھا۔ چنانچہ اس قضا دمبرم کو اس گنبد بے در میں میں نے قید کیا ہے اور تم کو اس کی حفاظت کے لیے بلایا ہے۔"

اس نازنین نے آگے بڑھ کر دامن بادشاہ کا تھام لیا اور اٹھلا کر کہا۔ "جمشید قسم اب میں آپ کو کہیں نہ جانے دوں گی۔ میرے گھر پہ چلئے' پھر جہاں جی چاہے جایئے گا۔"

بادشاہ نے کہا۔ "میں قسم کھاتا ہوں کہ اس چشمہ میں غسل کر کے میں تمہارے قلعہ میں ضرور آؤں گا۔ تم اس گنبد بے در کی حفاظت کرو۔ اور اگر اپنے مکان پر جانا تو بہت احتیاط اس کی نگہبانی میں کرنا' کیونکہ اس میں وہ افعی ہے کہ جس کے کاٹے کا منتر نہیں اور وہ آتش اس میں مخفی ہے کہ جس نے خانماں ساحران پھونک دیئے ہیں۔"

ملکہ نے کہا۔ "آخر بتلایئے تو کہ اس میں کون مقید ہے۔"

شاہ نے کہا۔ "چالاک عیار بیٹا عمرو کا۔"

ملکہ نے کہا۔ "خیر معلوم ہوا۔ اچھا آپ جایئے اپنا قیدی مجھ سے لے لیجئے گا اور اسے

شہنشاہ اگر آفت کوئی اس گنبد پر آئے یہ قیدی اس کے اندر کوئی فتور اٹھائے تو یہ کنیز اس گنبد کے اندر کیونکر جائے۔ پس اپنا رد سحر کرنا مجھ کو تعلیم فرماتے جایئے اور کچھ اندیشہ دل میں نہ لایئے اور میں یہاں سے اپنے قلعہ میں جاتی ہوں۔ آپ وہیں تشریف لایئے گا۔ میں نگہبانی اس قیدی کی بخوبی کروں گی۔"

URDU4U.COM

بادشاہ نے فرمایا۔ "تمہارا ٹھہرنا یہاں بہت انسب ہے۔"

اس نے کہا۔ "آپ مطمئن رہیے' خواہ میں رہوں یا نہ رہوں۔"

بادشاہ نے یہ سن کر وہاں سے روانہ ہونے کی ٹھانی اور اس ساحرہ نے سحر پڑھا کہ کئی ہزار پتلا سحر کا پیدا ہوا۔ اور ازبسکہ بادشاہ چلتے وقت رد سحر کرنا اپنا اس کو بتا گیا تھا۔ پس اس نے سحر کا رد پڑھا تو اس بارہ دری میں پھر دوازے پیدا ہوئے۔ اور اس نے عیار کو بھی دیکھا کہ ایک شخص دبلا پتلا نہایت حقیر بے حس و حرکت پڑا ہے۔ اس نے دل میں کہا کہ بادشاہ اس ضعیف الجثہ لاغر اندام کی بہت تعریف کرتے تھے۔ اس مشت استخوان سے کیا ہو سکتا ہو گا۔ یہ سوچ کر ہر دروازہ پر پتلہائے سحر بٹھائے اور چاہا کہ پھر اس بارہ دری کو غائب کر دے۔ چالاک نے بھی اس ساحرہ کو دیکھا اور بادشاہ ساحران کو نہ پایا۔ سحر عیاری سے گوہر مکاری نکالا اور دام تزویر میں لہنگ فطرت کو گرفتار کیا۔ وہ یہ کہ زبان سے کام لیا۔ آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور شکایت چرخ کجمدار میں اپنے حسب حال یہ اشعار زبان پر لایا اور چونکہ اشعار مولف کے ہیں اس لیے درد آلود ہیں۔

جو گردوں سے ہوا گلشن عالم کا یہ حال
جنبش برگ پہ ہے دل کے تڑپنے کا خیال
داغ کی شکل آتے ہیں نظر گلشن میں گل
نالہ کش دیکھیے ہے باغ میں جان بلبل
صرصر قہر سے ہر نخل سے نخل ماتم

ابر اندوہ گھرا آتا ہے غافل ہر دم
کف افسوس ہوئے چرخ کے ہاتھوں پتے
داغدار ہو گئے تن دیکھئے طاؤسوں کے
ہوا صد برگ کا بھی رنج سے رخ سارا زرد
داغدار ہو گیا لالہ بھی اٹھا دل میں یہ درد
چشم نرگس کو یہاں ہر گھڑی حیرانی ہے
زلف سنبل کو جو دیکھا تو پریشانی ہے

ازبسکہ فرزند رشید خواجہ عمرو ہے جن کو لحن داؤدی خدا نے عنایت فرمایا ہے۔ یہ بھی ایسا بے مثل گاتا ہے۔ زہرہ کا ترانہ بیہودہ خیال اس کے سامنے سمجھا جاتا ہے۔ پس ان اشعار میں ایسا درد بھرا تھا کہ ساحرہ کے آنسو نکل آئے کیونکہ اس نے کبھی ایسی صدائے خوش نہ سنی تھی۔ پس بیتابانہ قریب چالاک بن عمرو اور کہنے لگی۔ اے گرفتار راندوہ و مصیبت اگر میں تیری خطا شہنشاہ سے معاف کروا دوں تو مجھ کو کچھ گانا تو بتلائے گا اور تعلیم بطور معقول دے گا۔ مجھ سے دغا تو نہ کرے گا۔

عیار مذکور نے کہا۔ اے ملکہ! یہ آپ کا خیال سراسر بیجا ہے۔ کوئی بھی اپنے محسن کے ساتھ برائی کرتا ہے؟ مگر بادشاہ مجھ کو کسی طرح نہ چھوڑے گا۔ ایسا مجھ کو دشمن سخت وہ جانتا ہے کہ کسی کی سفارش نہ مانے گا۔ مگر آپ نے جو میرے حال پر رحم کیا ہے اور میرا حال پوچھا ہے تو اب مجھ کو بھی لازم ہے کہ ایسی آپ کی نذر کر دوں' جس کے سامنے سلطنت ہفت اقلیم کی بے حقیقت ہو۔ اے ملکہ اگر اگر تم خوف نہ کھاؤ اور میرا اتنا اعتبار کرو کہ یہ برائی نہ کرے گا تو ہاتھ میرے دونوں قابو میں میرے کر دو تو میں ایک طاؤس اپنی کسوت سے نکال کر تم کو دوں کہ وہ زمرد کا ترشا ہوا ہے اور داغ اس کے جسم پر یاقوت سے پچی گئے ہیں۔ پوٹے سے اس مور

کے رنگ شہاب کا جس میں سونا جل گیا ہے۔ کل دبانے سے نکلتا ہے اور آنکھوں سے اس کی گلاب کیوڑہ بید مشک کا فوارہ چلتا ہے اور منہ سے اس کے شراب ارغوانی و زعفرانی نکلتی ہے اور زمین پر ایک بار اس کو زور سے اگر رکھ دو تو کمر کے پاس پردوں میں چھپی ہوئی ایسی کل لگی ہے کہ وہ ناچنے لگتا ہے۔ شاہان روئے زمین کو ہمیشہ ایسی نادر شے کی تمنا رہتی ہے کہ ملے۔ مگر ممکن نہیں ہوتی یہ بادشاہ لشکر مسلمانان کو خدا نے شرف دیا ہے کہ ان کے ادنی ترین ملازموں کو یہ چیزیں میسر ہیں۔ میں یہ تحفہ شاہ کوکب کے لیے لایا تھا۔ لیکن جانتا ہوں کہ شاہ جاوداں مجھ کو زندہ نہ چھوڑے گا۔ پھر وہ تحفہ نایاب آپ ہی کے کام آئے تو بہتر ہے۔

سلطان ایسی نایاب چیز کا بیان سن کر بہت مشتاق ہوئی اور سحر کا رد پڑھ کر ہاتھ اس کے قابو میں کر دیئے اس نے کمر میں ہاتھ ڈال کر پہلے ایک تختی الماس کی نکالی اور کہا۔ "اجی لاحول ولا قوہ ------ نہیں معلوم کیا ہے کہ جس چیز کو ڈھونڈو نہیں ملتی ہے۔ اس تختی پر تڑپ ایسی تھی کہ ساحرہ کی نگاہ خیرہ ہوئی اور پکاری۔ دیکھوں یہ کیا ہے؟

اس نے کہا۔ "یہ تمہارے کام کی نہیں ہے۔ تم طاؤس مجھ سے لو۔"

اس نے کہا۔ "تم جب تک وہ نکالو' میں اسے دیکھوں۔"

یہ کہہ کر وہ تختی اس کے ہاتھ سے زبردستی لی۔ اس میں دیکھا تو وہ تین سوراخ بھی ہیں۔ ان میں عطر سلیمانی بھرا ہے۔ پوچھا۔ "یہ چھید کیسے ہیں؟"

اس نے کہا۔ "اے ملکہ یہ تختی بھی عجب صفت رکھتی ہے۔ یہ جو اس میں سوراخ ہیں ان میں عطر سلیمانی بھرا ہے۔ جو کوئی اس کو سونگھے تو پریاں ناچتی دکھائی دیں۔ حمزہ پردہ قاف سے اس کو لایا تھا۔ کسی حکیم نے اس کو بنایا ہے۔"

یہ ماجرا سن کر ساحرہ نے بصد اشتیاق اس تختی کے ایک سوراخ کو نتھنوں سے لگایا اور خوب اچھی طرح سونگھا چھینک مار کر بیہوش ہو گئی۔ عیار مذکور نے اس کو کمند سے باندھا کیونکہ ہاتھ اس کے قابو میں تھے۔ وہ قریب اس کے بیٹھی تھی۔ غرض اس کو

باندھ کر زبان میں اس کی سوزن دیا اور اس کو ہوشیار کیا۔ اب جو اس کی آنکھ کھلی۔ ہاتھ پاؤں اپنے بندھے دیکھے۔ زبان میں سوا چھدا پایا۔ اشارہ کیا کہ یہ ماجرا کیا ہے؟

URDU4U .COM

عیار نے کہا۔ "اے ملکہ اب خدا کو واحد و یکتا جانو اور دین اسلام قبول کرو۔ میں تم کو قتل کر کے صاف چلا جاؤں گا۔ دیکھا تم نے قدرت خدا کا تماشا کہ مجھ عاجز و بید ست و پا کو تم پر اس نے غالب کر دیا اور اے ملکہ سامری جمشید خداوندان باطل کو بربوبیٹ ماننا کار جاہلان و گمراہان ہے اس خدا کو پوجو کہ جس نے عالم عالم ہست کیا۔ اسی کے قبضہ قدرت میں کون و مکان ہے ہم سب کی جان ہے۔ خالق روزی رسان معین و یاور بیکساں ہے۔

اس نے اس طرح وحدانیت پروردگار بیان کی کہ ساحرہ کے آئینہ دل پر سے رنگ کفر کچھ دور ہوا اور دل میں بھی اپنے اس نے غور کیا کہ بیشک دین اس کا سچا ہے کیونکہ بادشاہ طلسم نے اس کو قید کیا پھر ایسا کچھ اس کے خدا نے اس کے دل میں ڈالا کہ اس نے اس کو قتل نہ کیا اور مجھ پر یہ باتوں باتوں میں غالب آیا۔ پس یہ سوچ کر اس نے اشارہ کیا کہ مجھ کو چھوڑ دے میں مطیع ہوں گی۔ اس نے زبان سے اس کی سوزن نکال کر کھول دیا۔

اس نے کہا۔ "اے عیار طرار تو نے میری جان بخشی فرمائی۔ میں ممنون عنایت ہوئی۔ اب میں تجھ کو اس گنبد بے در سے نکالے دیتی ہوں اور یہاں سے کچھ ہی دور پر ایک پہاڑ ہے کہ کوہ سلیمانی اس کو کہتے ہیں اس کے دامن میں ایک قلعہ ہے' قلعہ سلطانیہ کہتے ہیں۔ اس کوہ اور قلعہ کی ہم تین بہنیں حاکم ہیں۔ میرا نام سلطان جادو اور ان دونوں کا نام سلیمان و سرشار جادو ہیں۔ میں یہاں سے جا کر ان دونوں کو بھی سمجھاؤں گی۔ بادشاہ طلسم بھی وہاں آئے گا۔ بعد اس کی دعوت و ضیافت کے جیسا مشورہ ہو گا' وہ کروں گی۔"

چالاک یہ باتیں سن کر خود فرما ہوا کہ یہاں سے رہائی تم کو ملتی ہے۔ اس کو غنیمت

سمجھو اور اس کے ساتھ اس کے قلعہ میں تم بھی چھپ کر چلو۔ اگر پنجہ قابض ہو جائے تو مع شاہ طلسم ساحروں کو مارو اس کو پھر وہاں سمجھانا۔ اگر مانے بہتر' نہیں اب کی

URDU4U .COM

مرتبہ قتل کر ڈالنا۔ یہ سوچ کر اس نے کہا۔ "اے ملکہ میں تم کو فہمائش کر چکا ہوں۔ اب ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے۔ اچھا مجھ کو رہا کر دو۔"

ساحرہ نے سحر پڑھ کر اس کے دست و پا میں قوت پیدا کر دی اور کہا۔ "یہاں سے نکل جاؤ۔"

عیار نے چلتے وقت کہا۔ "اے ملکہ میں پھر تمہارے ساتھ احسان کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ مجھ کو جو تم نکالے دیتی ہو۔ اگر شاہ طلسم پوچھے گا کہ قیدی کو کیا کیا تو جواب کیا دوں گی۔"

اس نے کہا۔ "ہاں' یہ بات تو سچ کہتے ہو۔ پھر کیا تدبیر کروں؟"

اس وقت اس نے اپنی کسوت سے ایک سر مقوے کا بنا ہوا نکالا اور اس پر رنگ و روغن لگا کر اپنی صورت کا ایسا اس کو بنایا اور ساحرہ کے حوالے کیا' گلے کی رگوں سے خون ٹپکتا تھا۔ آنکھیں حسرت آلود اس کی کھلی تھیں۔ وہ سر ساحر دیکھ کر خوش ہوئی۔ اس نے سمجھایا۔ شاہ جو پوچھے کہہ دینا کہ وہ عیار شرارت کرتا تھا۔ میں نے سر کاٹ لیا۔ یہ سر اس کو دکھا دینا۔

غرضیکہ ساحرہ اپنے بیر وغیرہ یعنی پتلے سحر کے لے کر اور وہ گنبد بے در نابود کر کے اپنے قلعہ میں گئی چالاک بھی یہاں سے عقب میں اس کے چلا اور صورت ساحروں کی ایسی بنا کر قریب قلعہ سلطانیہ پہنچا۔ ایک طرف کو پہاڑ دیکھا کہ سر بفلک کشیدہ ہے۔ یہ پہلے کوہ کے اوپر گیا۔ دیکھا کہ درخت انواع و اقسام کے اس پر لگے۔ گلہائے خوشرنگ پائیں سے تا بہ قلعہ کوہ کھلے ہیں۔ اور پہاڑ کے جھاڑیاں سر تراشی کی ہوئی بادلے سے منڈی ہیں۔ چشمے ہر ہر سمت جاری ہیں۔ چمن ستان بنے ہیں۔ مکانات تعمیر ہیں۔ سامنے مکانوں کے نمگیرے باسلک مرادورید کھینچے ہیں۔ پہاڑ پر تو یہ کیفیت ہے۔ سامنے ایک جانب کوہ کے دراز شہر پناہ گاہ ہے۔ برج اس میں بنے ہیں۔ کنگرے فصیلیں تعمیر

ہیں۔ ہر برج میں ساحروں کا مجمع ہے دروازے پر کئی ہزار محافظ کا پڑاؤ پڑا ہے۔
یہ کیفیت اور سیر دیکھتا پھر کر قلعہ میں داخلہ ہوا۔ دیکھا کہ قلعہ نہایت آباد ہے۔ عمارتیں پتھر کی بنی ہیں۔ در و دیوار کی صفائی پر غش خاطر ہر زہرہ جبیں ہے۔ بازار مثل بازار محبت گرم ہے۔ ہر چیز لطیف و نرم ہے۔ دکانیں مثل خانہ چشم فتان معشوقاں اشیائے عمدہ سے نیرنگ بازی دکھاتی ہے۔ چشماں تماشائیاں حسرت سے اشک ترکا چھڑکاؤ وہاں لگاتی ہیں۔ چوک بہت چوڑا چکلہ آراستہ ہے گلبدنان نازک اندام کا ہر سمت مجمع ہے۔
کہاں تک وصف شہر بیان ہو۔ یہ اشعار اس کی ثنا میں کافی ہیں کہ

خوانچے والے کہیں پر کہیں کھانے والے
حقے والے کہیں پر دل کے جلانے والے
تھے بہشتی جو وہاں پانی پلانے والے
تھے مگر دل کی لگی کے وہ بجھانے والے
گل فروشوں کی دکانوں پہ یہ تھی گل کی بہار
بلبل دل تھا ہر اک شخص کا اس جا پہ نثار

چالاک ہر سمت تماشا کناں قریب دارالامارت شاہی آیا یہاں بھی بڑا انتظام اور سامان پایا۔ عمارت شاہانہ بنی تھی۔ ایک ایک کوٹھی طاق کسرے و قصر فریدوں پر طعنہ زنی کرتی تھی۔ عیار نے بسبب ہجوم دربانان اندر دارالامارہ کے جانا مناسب نجانا۔ اس لیے کہ شاہ جاوداں یہاں آنے والا ہے۔ وہ آئے تو پھر جانا چاہیے۔
فی الجملہ یہ تو باہر دارالامارہ کے اپنی تدبیر کے ٹھہرا اور ادھر سلطان جادو جو داخل دارالامارہ ہوئی تو اس نے اپنی بہنوں سے کہا۔ "بادشاہ نے مجھ کو بلا بھیجا تھا اور ایک قیدی میرے سپرد کر دیا تھا اس کا تو میں نے سر کاٹ لیا۔ لیکن شہنشاہ نے یہاں آنے کا وعدہ فرمایا ہے پس سامان دعوت اور جشن مہیا کیا جائے۔"

اس کی بہنوں نے یہ سن کر حکم دیا۔ "شہر میں منادی کی جائے یعنی ہر شخص سرخ پوش ہو اور اپنے مکان میں آراستہ کرے۔ شب کو روشنی دروازوں پر ہو۔ گلی کوچوں میں خس و خاشاک کا نام نہ رہے۔ تمام شہر آئینہ بند ہو۔"

URDU4U.COM

یہ حکم سن کر کوتوال شہر سرگرم اہتمام ہوا۔ ہر مکان پر مصتصلہ ہونے لگا۔ استر کاری سے عالم کو چمکا دیا۔ ہر مکان چاندی سونے کا ڈلا نظر آتا تھا۔ برج خورشید و قمر ان کے سامنے شرماتا تھا۔ دکانیں اور کمرے منقش و رنگین ہوئے۔ مکانوں کی دیواروں پر طرح طرح کی گلکاری کی گئی۔ ہر ایک اہل شہر نے لباس عمدہ زیب بر فرمایا۔ دکانداروں نے اشیائے عمدہ کا ڈھیر لگایا۔ ہر سمت دھوم ہوئی کہ بادشاہ طلسم آتا ہے سواری دیکھنے کو تمام خلعت شہر در و بام پر جمع ہونے لگی۔ یہاں تو یہ کیفیت اور دھوم ہے۔ وفود عشرت ہے۔ تماشائیوں کا ہجوم ہے۔

ادھر سلطان وغیرہ نے ایک سو قصر عالی شان جو باغ پر بہار کے اندر تعمیر تھا۔ نقش و نگار میں بے نظیر تھا۔ جلسہ دعوت کے لیے مقرر فرمایا اور اس باغ کو بموجب حکم شاہان کار پردازوں نے آراستہ فرمایا۔ یہ نقشہ اس کا بنایا کہ جوش طراوت سے ہر تختہ زمین رشک گلزار جناں تھا۔ فلک اخضرہ بوستان تھا۔ ہر روش کا اس کے نقشہ برنگ کہکشاں تھا۔ فرش مخمل سبز سبزہ کا بچھا تھا۔ ہر خوشہ ڈالی میں مثل عقد ثریا تھا۔ نہریں بصد لطافت ہر طرف رواں آب صفا آب چشمہ مہر تاباں پھول ہر ایک غیرت بخش مہتاب رخ حور کے چہرہ سے بڑھ کر ان میں آب و تاب لالہ حمرا کے تختے مثل چراغاں روشن بہار پر نسرین و سمن چشم نرگس گل خورشید پر چشمک زن گیسو سے غلاماں پر زلف مسلسل سنبل طعنہ فگن اب اس باغ پر بہار کی دیواروں پر گلکاری کی گئی۔ طرفہ بہار پیدا ہوئی۔ خاطر رضوان بھی اس پر شیدا ہوئی۔ بارہ دری میں اس باغ پر بہار آراستگی کی گئی۔ پر وہ ہائے زنبوری و زر بفتی دروں میں چھوٹے گئے۔ مسندیں آراستہ ہوئیں اور جملہ سامان عشرت مہیا کیا جس کا بیان نظم میں کیا جاتا ہے کہ

گرد پھولوں کے عنادل کے ترانوں کا سماں
قمریاں بیٹھی ہیں سرو پہ سرگرم فغاں
ابر کو دیکھ کے طاؤس گلستان رقصاں
سرو پہ قمریاں اور گل پہ عنادل قرباں
چہچہے ان کے ہر ایک زمزمہ پرواز کے ساتھ
جس طرح ساز کی آواز ملے ساز کے ساتھ
واسطے شہ کے مہیا ہوئے سامان کیا کیا
فرش و اسباب سے آراستہ ایوان کیا کیا
گھر ہوا باغ ہوا زیب گلستان کیا کیا
چاندی سونے کے قفس مرغ خوش الحان کیا کیا
خوش نوا ڈومنیاں سامنے گانے کے لیے
ساز سب طرح کے موجود بجانے کے لیے
وہ خواصیں کہ جو آراستہ زیور سے تمام
وہ جلیسیں کہ مے حسن سے سر مست مدام
جن کے دیوانے ہیں غلمان و پری چہرہ غلام
وہ کنیزیں کہ میسر جنہیں حوروں کے مقام
لائیں جنت سے شرابیں جو طلب جام ہو
پاؤں چپی کو وہ بیٹھیں اگر آرام کرو

اسی طرح اس مکان مینو نشان میں ایک طرف میخانہ آراستہ کیا۔ ایک سمت نعمت خانہ سجایا گیا۔

اس سامان کے مہیا کرنے میں وہ دن بھی آخر ہوا اور خسرو طلسم روز چشمہ ظلمت میں ثوابت سمجھ کر ڈوبا ساحرہ شب نے بہت دعوت شاہ انجم سپاہ باغ فلک آراستہ کیا۔

سر شام یہ تینوں شہزادیاں بالائے بارہ دری آ کر جلوہ گر ہوئیں۔ نیچے اس بام کے تمام

شہر آباد نظر آتا تھا اس کوٹھے پر وہ شہر جیسے پائیں باغ تھا۔ شہر میں روشنی خوب ہو رہی تھی۔ خلعت کا ایسا جماؤ تھا کہ میلہ لگا تھا۔ سوانگ طرح طرح کے بن کر آتے تھے اور اس کوٹھے کے نیچے سے گزرتے وہ قلعہ قلعہ افلاک کے ہمسر تھا کہ روشنی چراغاں قنادیل انجم کی طرح تاباں شعبدہ بازی بازی گراں برنگ عربدہ سازی گردش دوراں و آسمان اسی آرائش و زیبائش میں چالاک نے صورت اپنی مثل صورت آتش بازاں بنائی یعنی لباس سے بو گندھک کی اور بارود کی آتی۔ جا بجا پیرہن جلا ہوا۔ دو تین انار کمر میں ایک دو چرخی مہتاب وغیرہ ہاتھ میں لیے۔ اسی طرح چند وزن دکھانے کے واسطے لے کر سامنے اس کے کوٹھے کے آیا۔ شہزادیوں کو تسلیم کر کے دعائیں دے کر عرض کیا۔ "حضور میں آتشبازی ایسی بناتا ہوں کہ کسی بشر نے تو کیا۔ چرخ پیر نے بایں ہمہ پیرانہ سالی نہ دیکھی ہو گی۔ آج میری کے سامنے چرخی چرخ کی رنگ نہیں بدل سکتی۔ کیا مجال ہے جو مہتابی کو مہتاب کی میری مہتابی کے ہم وزن کر سکے اور پھلجڑی عقد ثریا کی مقابل میری پھلجڑی کے ہو۔ گو فلک لاکھ پھلجڑی چھوڑے اور شرر باری آتش فتنہ کی کرے۔ لیکن میری برق اندازی سے برنگ طاؤس آتشبازی آتش حسرت میں جلے۔ حضور دیکھیے میرے پاس یہ وزن ہے۔"

یہ کہہ کر دو ایک کھینچ کر ایسے چھوڑے کہ عقل سب کی چکر میں آئی۔ مہتابی کے چھٹنے سے آتشباز دہر کے منہ پر چھٹنے لگی ہوائی۔ ملکہ سلیمان وغیرہ نے کمال درجہ پسند کیا اور فرمایا۔ "اس وقت بادشاہ طلسم آنے والے ہیں۔ کچھ عرصہ نہیں ہے۔ سر دست آتشبازی تیار کر سکتے ہو۔"

اس نے کہا۔ "دوپہر رات تک حضور اور جلسہ شاہ کو دکھائیں۔ دوپہر شب کے بعد آتش بازی مجھ سے تیار لیں۔ لیکن سب مصالحہ جو جو مجھ کو چاہیے ہو' عنایت کریں۔"

شہزادیوں نے اسی وقت بارود شورہ گندھک لوہ چون وغیرہ منگوا دینے کا حکم دیا۔ منتظمان نے اسی وقت سب سامان مہیا ہو جائے' کر دیا۔ جو اس قلعہ میں کہ آتشباز رہتے تھے

ان کو طلب کرا کر چالاک نے اپنا شریک حال کیا اور انعام کثیر کا ان کو امیدوار فرمایا۔ وہ قلعہ آتشبازی اور نیز دیگر سامان اپنے یہاں سے تیار اٹھوا لائے۔

عیار مذکور الگ سب کاریگروں کو لے کر بیٹھا اور آتشبازی بنانے لگا اور وہ اجزا اس میں شریک کرانے لگا کہ جس کے دھوئیں سے انسان بیہوش ہو جائے۔ یہ تو اس تدبیر میں ہے۔

ادھر شاہ طلسم نے جا کر چشمہ پا شوئے سامری میں غسل کیا۔ جب وہاں سے جانب قلعہ سلطانیہ روانہ ہوا۔ دل میں اس کے خیال آیا کہ ملکہ سلطان جادو نے جا کر میرے آنے کی خبر دی ہو گی۔ سب اہل قلعہ منتظر میرے ہوں گے۔ بڑی تیاری کی ہو گی۔ پس لازم ہے کہ میں بھی بڑے احتشام و تزک سے قلعہ مذکور میں جاؤں۔ یہ غور کر کے ایک مقام پر ٹھہر کر اس نے سحر پڑھا کہ پری زاد طلسم تخت اور جلوس شوکت و حشمت لے کر حاضر ہو جائیں۔ بادشاہ سوار ہو کر قلعہ مذکور میں آیا۔ اہل شہر منتظر تھے کہ یکایک غلغلہ ہوا کہ شہنشاہ تشریف لائے۔ ہر ایک چشم براہ سرگرم نظارہ ہوا۔

دیکھا کہ اول چار سو تخت جن پر جواہر کے درختوں کی چمن بندی کی ہوئی۔ مثل قطعہ گلزار کے ظاہر ہوئے۔ پھر بارہ سو جادوگر سرخ پوشاک پہنے منہ سے آتش فشانی کرتے' تلواریں کھینچے مریخ صولت بنے ہوئے نکلے۔ ان کے بعد کئی ہزار سوار مرکب پر زر پر سوار نکلے کہ گھوڑے ان کے جواہر کے ساز و براق سے آراستہ تھے۔ ان کے گزرنے کے بعد بارہ سو ساحر بشکل ہیبت ناک تھا۔ اژدھوں پر سوار پیدا ہوئے کہ زحل بھی ان کی صورتیں دیکھ کر خوف کھاتا تھا۔ ہندو سے فلک چکراتا تھا۔ جھنڈیاں ہاتھوں میں لیے جھولے گلوں میں نارنج اچھالتے گزر گئے۔ ان کے بعد کئی ہزار رنڈی کا غول ظاہر ہوا کہ ہر ایک عورت سراپا غرق دریائے جواہر تھی۔ فن عشق و حسن سے ماہر تھی۔ لباس ہر ایک گلابی زیب قامت کئے۔ مہندی ہاتھ پاؤں میں لگائے بقول مولف!

ہاتھ میں دل لو اگر تم پھر مزا کیونکر نہ ہو
URDU4U.COM
یہ کباب آتشی رنگ فنا کیونکر نہ ہو

ہر ایک گلبدن مہ جبین حور تمکین جوانی کا عالم کم سن۔ آپس میں قہقہے لگاتی۔ پیر گردوں کو اپنی ستم گری کے سامنے چٹکیوں میں اڑاتی گذر گئیں۔ پھر کئی سو رنڈیاں ساز ہاتھوں میں لیے تختوں پر سوار نکلیں۔ زونٹا سا رنگی کا کھینچتا تھا۔ آپ طبلے پر پڑتی۔ ناچ بروئے ہوا ہوتا ہوا پر بھی ہوا بندھی ہوئی۔
یہ معلوم ہوتا تھا کہ زہرہ ہوا پر اتر آئی ہے۔ ساکنان ہوا کی انجمن آرائی ہے۔ ان کے گزر جانے کے بعد چار ہزار نازنیناں زریں پوش زیور یاقوت پہنے نکلیں۔ ہر ایک ان میں کرشمہ نجی ایسی کرتی کہ سامری کو اپنا غلام بناتی چشم فتان ان کی عربدہ پردازی فتنہ دہر کو سکھاتی گاتیاں دوپٹے کی باندھے' سینہ پر کچیں ابھری ہوئیں۔ عاشقوں کے دل کا ارمان بڑھاتیں کہ ابھر ابھر کر وفور شوق زیادہ فرماتیں۔ کیا وصف ان چھاتیوں کا کیا جائے کہ

وصف پستان کرے کیا کوئی کہ مشہور ہیں یہ
کہتے ہیں شمس و قمر قمقمہ نور ہیں یہ
ثمر پیش رس نخل سر طور ہیں یہ
ہاتھ کس طرح سے پہنچے کہ بہت دور ہیں یہ
آشنا آنکھ سے جس روز وہ انگیا ہو جائے
طائر نور نظر سونے کی چڑیا ہو جائے

○○○

• ملکہ مقراض جادو

اور وصف ان کے حسن کا کیا بیان ہو۔ خوف یہ ہے کہ بہت طولانی نہ داستان ہو۔
وہ یگانہ اور حسن و جمال یا قوت احمر کی ترشی ہوئی چکیاں پھراتی تھیں۔ دل دہر کو لٹو
URDU4U.COM
بناتی تھیں آفتاب سے گویا بزبان ایماد اشارت فرماتی تھیں کہ بھلا حسن میں سامنے ہمارے
آ تو سہی' یہ گو ہے اور یہ میدان ہے۔ کیا تیرے پاس سامان ہے۔ وہ چکیاں یاقوت
سرخ کی جب پھرتی تھیں تو انگارے آگ کے بروئے ہوا اڑ رہے تھے۔ یہ گل رخسار
دیں ملائک فریب تھیں۔ شیطان کو شہاب ثاقب لگاتی تھیں۔ یا انجم فلک کو چٹکیوں میں
اڑاتی تھیں۔ ان کے نکل جانے کے بعد چار ہزار جادو گر طاؤس سوار چہرے ان کے
پری زادوں کے اور جسم سب مثل طاؤس کے ہاتھ میں چکر لیے ایک سمت کو نکل گئے۔
پھر آٹھ نو سو چوبدار عصابردار عصائے جواہر نگار ہاتھوں میں لیے آواز طرقو لگاتے بڑھے
عمرو دولت پکارتے ہوئے روئے ہوا پر اڑتے گزر گئے۔ ان کے بعد سترہ سو عورتیں کم
سن پچکاریاں اور گگریاں لیے رنگ کھیلتی رنگ میں شرابور منہ پر عبیرو گلال ملا ہوا۔
حسن کی دونی بہار ان کا غضب کا نکھار۔ وہ رنگ کھیلنے میں ان کا بیساختہ پن عجب رنگ
دکھاتا۔ گورا گورا نازک بدن پیرہن سے نظر آتا تھا۔ رخسار ان کا رنگ میں بھرا۔ یہ
معلوم ہوتا تھا کہ لعل و بدخشانی جوہری حسن نے دکان جسد میں و حرے ہیں یا دریکہ
نور روشن ہوئے ہیں یا جوش پر رنگ شباب آیا ہے۔ بحر حسن نے پر جوش ہو کر حبابوں
کو بہایا ہے۔
غرضیکہ جب یہ بھی گزر گئیں۔ ایک ابر پیدا ہوا۔ بجلی اس میں چمکنے لگی اور ترشح ہونے
لگا۔ موتی برسنے لگے۔ باجوں کی آواز ارغنوں دار صورت ہزار آنے لگی۔ اب شہر کی
تمام خلعت میں غلغلہ برپا ہوا کہ شہنشاہ تشریف لائے۔ ہر ایک یہ کہتا تھا کہ ہوشیار
ہو جاؤ شاہ شاہان کی سواری قریب آئی کہ

لو وہ آتا ہے جو ہے موجد نیرنگ و فسوں
جو مسلمانوں کا رہتا ہے سدا تشنہ خوں
جس کے آگے سر تسلیم زمانہ ہے نگوں
سر جھکائے ہے قدمبوسی کو جس کے گردوں
جب یہ شمشیر دم جنگ علم کرتا ہے
سر جلا و فلک کو بھی قلم کرتا ہے

یہ غلغلہ سن کر سلطان و سلیمان و سرشار مع تمام اپنے امرائے دولت کے اٹھ کر بہر استقبال چلیں کشتیاں زرد گوہر کی ہمراہ لیں۔ تخت سحر پر سوار ہو کر بلند ہوئیں۔ اس اثنا میں ایک تخت زمرد کا نمودار ہوا۔ بنگلہ اس پر موتیوں کا پڑا تھا۔ شاہ طلسم اس تخت پر جلوہ فرما تھا۔ گرو تخت چلمنیں سونے چاندی کے تیلیوں کی پڑی تھیں اور ہزار ہا نازنین چنور بال ہما کے لیے مروحہ جنبانی کرتی تھیں۔ چلمنیں آدھی بندھی اور آدھی کھلی تھی۔ ساحران خوک پیکر گھنٹے گھڑیال ناقوس بجاتے تھے۔ بادشاہ بھی صورت اپنی مثل جوانوں کے بنائے موتیوں کا تاج سر پر رکھے۔ سفید پوشاک زیب قامت فرمائے زمرد کی سمرنیں ہاتھوں میں باندھے تھے۔

ان تینوں شہزادیوں نے آگے بڑھ کر تسلیم کی اور نذر دی۔ پھر سواری کے ہمراہ مثل کنیزوں کے چلیں۔ شام ہوتے ہوتے بادشاہ داخل قصر جلسہ دعوت ہوا اور تمام سامان تزک و احتشام کو رخصت کر دیا فرمایا! میں یہاں سے جانب کوہ فیروز جاؤں گا۔ پھرتا ہوا باغ سیب آؤں گا۔ پس اس ساز و سامان سے گرد آوری طلسم کی کر نہ سکوں گا۔"

حاصل مرام وہ جملہ سامان طرفتہ العین میں سامنے سے غائب ہو گیا۔ اب بادشاہ کے سامنے ناچ ہونے لگا اس طرف باغ بہار میں مقیش اڑ رہا تھا۔ ناز نیناں ماہ پیکر کا مجمع تھا۔ غرض ناچ دیکھنے لگا۔ شراب کا پیالہ گردش میں آیا۔ ملکہ سرشار وغیرہ تینوں بہنیں جوان اور حسین طرحدار ہیں۔ وہ پہلو میں بیٹھیں۔ پھر تو اس جلسہ کی یہ کیفیت تھی

کہ جشن جمشیدی مقابل اس کے ایک گدا کی صحبت تھی کہ

ناچنے والوں نے وہ دھوم مچائی آ کر
کہ ہوا چار طرف بزم میں شور محشر
تیوریاں ایسی چڑھیں اترے رخ شمس و قمر
نیچی آنکھیں ہوئی تیغیں تو اشارے خنجر
اٹھ گیا ہاتھ جدھر اک نئی آفت اٹھی
پاؤں کی ٹھوکروں سے گرد قیامت اٹھی
ایسے نکال کہ دیکھے نہ سنے آج تلک
تالیوں کی در افلاک پر پہنچی دستک
گہ کمر میں تھی لچک گاہ تھی اعضا میں پھڑک
گہ جوان گاہ بنے پیر کسی دم کو دک
کبھی زاہد کبھی مے خوار بنے تیزی سے
زعفران زار ہوئی بزم طرب خیزی سے
دوپہر رات گئے تک تو یہ جلسے دان پر
بعد ازاں مشغلہ بادہ دوور ساغر
ہم نشیں پہنے ہوئے گرد مرصع زیور
چور سب نشہ میں جامے سے سراپا باہر
شان جام مے گلگوں میں گل خندان کی
قلقل شیشہ صدا بلبل خوش الحان کی
بعد اس جشن کے خاصے کا ہوا پھر سامان
چن دیے لا کے وہ خاصے جو نایاب جہان
میز پر ظرف تھے انجم کی طرح نور افشاں

URDU4U.COM

لائیں حوروں سے کہو مائدہ باغ جناں
چرخ کے خوان سے بھی نعمت الوان آئے
نان خورشید و پنیر مہ تاباں آئے

دوپہر رات گئے آتشباز نقلی نے آ کر عرض کیا کہ: آتشبازی تیار ہے کہاں گاڑی جائے۔

شہزادیاں سوچیں کہ باہر باغ کے سامنے جو میدان ہے' ادھر ایوان شاہی میں راستہ نہیں چلتا ہے۔ اسی طرف آتشبازی چھوٹنا اچھا ہے۔ اس کوٹھے کے نیچے کہ جس پر بیٹھے ہیں۔ شہر آباد ہے۔ تمام خلق دیکھنے کو جمع ہو گی۔ ہجوم سے مزاج شہنشاہی برہم ہو گا۔ پس یہ تجویز کر کے حکم دیا باغ کے دروازے پر جو میدان سے وہاں گڑھے۔" چنانچہ اسی جگہ آتشبازی نصب ہوئی اور درباغ پر ایک کمرے میں فرش مکلف آراستہ ہوا بیچ کے دروازے میں مسند بادشاہ کے لیے بچھائی گئی اور شہزادیوں کے لیے بھی اسی جگہ بیٹھنے کی مقرر ہوئی۔ اور امیران سلطنت اور دروں میں ٹھہرنے کو معین ہوئے۔ بادشاہ کو لا کر انہوں نے اس مسند پر بٹھایا۔ آپ سر پر رومال جھلنے کھڑی ہوئیں۔ شاہ نے ہاتھ پکڑ کر اسی در میں بٹھا لیا۔ باقی کچھ لوگ میدان میں کچھ در باغ پر اور مکانات کے کمروں میں تماشا دیکھنے ٹھہرے۔ لیکن وہی لوگ یہاں ہیں جو رسوخیت رکھتے ہیں اور معترب و معزز ہیں۔ بہت بھیڑ اور جماؤ نہیں ہے۔ اس اثنا میں شاہ کو خیال قیدی کا آیا۔ سلطان سے پوچھا ہمارے قیدی کو کس کے حوالے کیا۔ جو تم یہاں بیٹھی ہو۔"

اس نے عرض کیا: "بعد آپ کے تشریف لے جانے کے میں چند کنیزیں بہر حفاظت چھوڑ کر قلعہ میں اپنے آئی۔ وہاں اس عیار نے نہیں معلوم کیا تدبیر کی کہ اندر اس گنبد بے در کے کنیزوں کو بلا کر بیہوش کر دیا وہ تو میں نے بیر سحر کے معین کر رکھے تھے کہ مجھ کو خبر دیتے رہیں۔ انہوں نے مجھ کو اطلاع دی کہ جد خبر لو کنیزیں قتل ہوتی ہیں۔ میں بہت جلد یہاں سے گئی۔ وہ ایک کنیزیں قتل ہو گئی تھیں۔ میں نے جا کر غصہ میں اس کا سر کاٹ لیا۔ آپ کے دکھانے کو سر لیتی آئی۔"

یہ کہہ کر ایک کنیز سے فرمایا: "میری خوابگاہ میں صندوق رکھا ہے۔ اس میں سر لا کر میں نے رکھ دیا ہے لے آ۔"

وہ کنیز سر مصنوعی چالاک کا لے آئی۔ شاہ نے اس کو دیکھ کر فرمایا "شکر ہے سامری کا جو دشمن صعب قتل ہوا۔"

یہ کہہ کر سر تو مزبلہ پر پھنکوایا اور مصروف تماشائے آتشبازی ہوا۔ چالاک نے حکم چھوڑنے آتشبازی کا جو پایا کہ ارض میں آگ لگا دی۔ پہلے تو غبارے ہزاروں اڑا دیئے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ برج آسمان سے اتر آئے ہیں۔ ان میں ستارے چمکتے ہیں۔ وہ ان غباروں کا ہوا کے رخ پر جانا اور ڈگمگانا یہ ظاہر تھا کہ سبعہ سیارہ راہ میں بھٹکتے ہیں بروئے ہوا برج اور بنگلے بنے تھے۔ شاہد ان شعلہ رخسار ان میں بیٹھے تھے۔ نہیں نہیں گنبد عیاری کے دل جلوں کے دل مردہ تھے اور غبارے ان کے مقبرے تھے۔ یا سرکشوں کے سر کمال فروغ سے ہوا میں بھرے تھے۔ اسی طرح ایک سمت توپیں آتشبازی کی دغنے لگیں۔ صدا نے ان کی عارضی غبرا میں کیا۔ قلعہ افلاک میں تزلزل ڈال دیا۔ ہوائیاں ایسی چھوٹیں کہ کرہ ہوا کرہ نار بن گیا۔ وہ فلک پر سے ستاروں کا گرنا اور سرخ سبز رنگ بدلنا عجب عالم دکھاتا تھا۔ کبھی کوئی ستارہ مریخ تھا۔ دم بھر میں وہ زہرہ و عطاروں نظرا آتا تھا۔ چار سمت سے آتشبازوں نے جنگ بڑھائیں اور ان کی کہنیوں میں چرخیاں باندھی اور پھلجھڑی دم کی جگہ باندھ کر آگ لگا دی۔ جب وہ جنگ بلند ہوئی پھلجھڑی کی آگ چرخی تک پہنچی۔ روئے ہوا پر جو سب چرخیاں چھوٹیں۔ چرخ شعبدہ گر چکر میں آیا۔ لوگوں کو گمان ہوا کہ صدا آفتاب آسمان سے اتر آیا۔ ہزارہا گنبد درختوں میں لٹکتے تھے ان میں جو آگ دی اناروں کی طرح وہ چھوٹے ایک گلزار زریں کوسوں تک نظر آنے لگا۔ زمین و آسمان شرر ریز و شعلہ خیز تھا۔ عدم آباد تھا۔ عالم کا پڑا دار شک کوہ طور بنا۔ خاکدان ظلمت عالم نور بنا کہ

بعد خاصے کے لگی چھٹنے وہ آتش بازی
URDU4U.COM
لگ اٹھی آگ فلک کو ہوئی برق اندازی
تھا تماشا کہیں فیلوں کی دغا پروازی
جل کے طاؤسوں کی تھی چار طرف طنازی
چرخیاں جھٹکے ملیں گنبد دو لابی سے
ہو گئی رات بھی دن زردی مہتابی سے
قلعے کاغذ کے جو تھے نصب ہوئے آتشباز
آگ نے کرہ خاکی کیا دم بھر میں حصار
صفت سرو چراغاں تھے شرر یار انار
جیسے پرواز کریں نالہ عاشق کے شرار
ہوئیں مہتابیاں روشن مہ انور کی طرح
چادریں چھٹنے لگیں پانی کی چادر کی طرح

اس آتشبازی کے دیکھنے میں بادشاہ اور اہل غیور محو تماشا تھے اور تعریف کے نعرے بلند کرتے تھے۔ ادھر ہت پھول جائی جوئی اور پھلجھڑی دیو پری پٹارے بنا کے چھوٹ رہے تھے اور چالاک نے اس رخ سے آتشبازی کو گاڑھا تھا کہ دھواں اس کا باغ کے کمروں کی طرف جاتا تھا۔ ہوا کے رخ پر ان کمروں کو رکھا تھا۔ تھوڑے ہی عرصے میں دھواں گھٹا اور تمام مکانوں میں پھر کر ایسا گھٹا کہ ہر شخص کی جادو و قائم جادو نام سپہ سالار انتظام کرتے پھرتے تھے۔ انہوں نے آپس میں اثر نشہ بیہوشی سے دھول دھپا شروع کیا۔ اقشم نے قائم کے دھول ماری۔ اس نے کہا ابے یہ کیا بھیا کوا تمہارے سر کا خود لیے جاتا ہے۔"

قائم نے گھبرا کر پکارا ابے مشعلچی تیل لا۔

مشعلچی ایسا گھبرایا کہ اس کے سامنے چلو باندھ کر آیا کہ "ابے الو لا۔"

قائم نے کہا "لے۔"

اور چلو میں پیشاب کر دیا اور پکارا جلدی دستی میں بھر کر مشعل پر ڈال' میرے پیشاب میں چراغ جلتا ہے۔"

ایک سپاہی نے آ کر ایک لات ماری کہ "ابے ہمارے سامنے یہ شیخی۔"

لات کھا کر یہ گرا اور بیہوش ہوا۔ دوسرا سپہ سالار سپاہی کو پکڑنے چلا۔ وہ بھاگا۔ یہ دونوں بھی بیہوش۔ آتشباز بھی آپس میں لڑنے لگے۔ ایک نے دوسرے کے پیرہن میں آگ لگا دی کہ آتشبازی کا دیو بھاگا جاتا ہے۔ کسی نے کسی کا ازار بند آ کر تھاما کہ اس پتلے کا یہ فلیتہ ہے۔ ادھر کمروں پر سے آواز تڑاق تڑاق چھینکوں کی آ رہی تھی۔ آخر اس میدان دیوانات کے سب آدمی بیہوش ہو گئے۔ چالاک خنجر کھینچ کر اس کمرے پر آیا کہ جس میں شاہ طلسم بیٹھا تھا۔وہ آتے ہی بادشاہ پر حملہ کیا۔ فوراً ایک پنجہ پیدا ہوا۔ خنجر اس نے روک لیا۔ یہ عیار سوچا کہ بادشاہ ساحر زبردست معلوم ہوتا ہے۔ جس تو غفلت میں بھی سحر اس کا چلتا ہے خیر حال اس کے قتل کا بھی طلسم میں رہنے سے معلوم ہو جائے گا۔"

غرض بادشاہ کے قتل سے ہاتھ اٹھا کر جلد جلد اور ساحروں کے پیٹ پھاڑنا شروع کیے اور بہت کے کاٹے۔ غل اور ہنگامہ بیروں نے مچایا۔ آندھیاں آئیں۔ ساحر جو یہاں علحدہ تھے۔ وہ دوڑے اتنے عرصہ میں اس نے سو دو سو کے سر کاٹے تین چار سو کے پیٹ پھاڑ ڈالے۔ اس وقت ایک تڑاقا ہوا ابر گھر آیا۔ نہ بجلی چمکی بوندھیاں پڑنے لگیں۔ ہوا سرد چلی شاہ جاداں ہوشیار ہو کر اٹھا۔ عیار موصوف نعرہ کر کے کہ امنم چالاک بن عمرو" ایک سمت کو جست کر کے بھاگا ادھر سے ساحر آئے۔ بادشاہ یکایک اٹھا حیران چار سمت دیکھنے لگا کہ یہ کیا ہوا۔ عیار تو کہیں جا کر چھپ رہا اور بادشاہ نے پانی زیادہ برسا کر سب کو ہوشیار کر دیا اور دیکھا کہ سلطان وغیرہ نے دعوت کے عوض ایسی عداوت کی ہے کہ تشنہ خوں ساحران بن گئی ہیں۔ حسرتیں ہماری کشتہ ہیں۔ سمندر بن کر جہاز ڈبویا ہے۔

غرض یہ کہ اس کو غضب طاری ہوا اور دل سے سوچا کہ سلطان وغیرہ نے دعوت پہلے تجھ سے کہ یہ شہزادیاں قلعہ کی عیار سے مل گئی ہیں۔ یہ خیال کر کے اس نے شہزادیاں سے کہا۔ "اری قحبہ بڑا غضب کیا تم نے نمک حرامی پر کمر باندھی اور مجھ سے دغا کی۔"

انہوں نے ہاتھ باندھے اور قدم پر سر رکھا عذر کیا "اے شہنشاہ کنیزیں بالکل بے خطا ہیں اور اگر کوئی شبہ ہماری جانب سے حضور کو ہو تو معاف فرمائیے۔"

بادشاہ نے ایک ٹھوکر ماری سر ان کے قدم پر سے اٹھا گئے اور منہ سے بادشاہ نے اف کیا۔ ایک شعلہ منہ سے نکلا۔ یہ تینوں شہزادیاں بیہوش ہو گئیں۔ اس وقت سب کنیزوں اور انیسوں کو ان کی بادشاہ نے طلب کر کے کہا "سچ بتاؤ کہ یہ کیا ماجرا ہے۔"

انہوں نے قسمیں کھائیں کہ "ہم نہیں واقف ہیں۔"

شاہ نے کہا۔ "اچھا اگر تم شریک حال میرے ہو تو ان مالزادیوں کو گرفتار کئے ہوئے کوہ شگوفہ پر لاؤ میں وہاں ان کو قتل کروں گا۔"

اور افسران لشکر کو اس قلعہ سے بلایا اور ایسا سحر ان پر دم کیا اور حکم دیا۔" اپنے سر کاٹ ڈالو۔"

سب نے اپنے ہاتھ سے سر کاٹ ڈالے۔ قلعہ میں غوغائے عظیم برپا ہوا۔ ان افسران کی بی بیاں لڑکے بہنیں شاہ کے قدم پر آ کر گریں۔ شور و فریاد نوحہ بلند کیا اور عرض کیا "وہ عیار اس میں خوش ہو گا۔ یعنی جو میرے قتل کرنے سے بچ گئے۔ ان کو شاہ نے قتل کیا۔

اس کلمہ سے بادشاہ کو رحم آیا اور مزید کے قتل و ہلاکت سے ہاتھ اٹھایا اور ایک معزز ساحر کو حکومت وہاں کی سپرد کر کے چند پتلیاں بزور سحر مٹی کی بنا کر بیران ان کے قلب میں بٹھا کر سب کنیزوں اور انیسوں کو شہزادیوں کو مقید کر کے تخت ہائے سحر پر بٹھلایا اور کہا۔ "مجھ کو تم سے بھی شک ہے۔ پہلے میں نے قیدان حرامزادیوں کی تمہارے سپرد کرنا چاہی تھی۔ مگر نہیں جن کی مالکیں یعنی ان کی کنیزیں کیونکہ نہ بغی

ہوں گی۔"

یہ کہہ کر ان تینوں شہزادیوں کو بھی ایک سحر کے تخت پر زنجیروں میں باندھ کر بٹھایا اور ہوشیار کر کہ دیا کہ اپنے حال خراب کو دیکھیں۔ پس ان مٹی کی پتلیوں کے یہ سب تخت سپرد کیے اور فرمایا" کوہ شگوفہ پر انہیں لاؤ۔"

URDU4U.COM

اور آپ یہاں سے پرواز کر کے رواہ ہوا۔ لیکن اس انتظام کرنے اور دعوت وغیرہ کے جلسے میں وہ رات گزر گئی تھی۔ خلعت پر زر ستارہ دار جسم فلک سے حاکم طلسم فطرت نے اتار لیا اور لباس عریانی عنایت فرما کر اطلس گردوغبار کا جامد روز گار غدار کو دیا کہ

که جس دم زلف شب گھٹنے کو آئی
سحر کی پھر گئی ہر سو رہائی
درختوں سے ہوئے خشک اشک شبنم
حرارت مہر نے بخشی مگر کم

بادشاہ تو جا چکا تھا صبح کو پتلیاں تخت مقیدوں کے اڑ کر روانہ ہوئیں۔ قلعہ میں عجیب طرح کا تلاطم تھا نوحہ و شیون کی صدا ہر گھر سے بلند تھی۔ بخت سیاہ زلف بن کر جھاڑ و گلیوں میں دے رہا تھا اشک ترکا چھڑکاؤ سر راہ تھا۔ غم و اندوہ کی سیاہ دوریہ استارہ تھی چشم حسرت آلودہ کی طرح ہر دکان کھلی تھی۔ شہر تمام وحشت آبادی تھا۔ خانہ خرابی خانہ نجانہ تھی۔ ہر دیوار دور فرط غم سے ششدر ہر ایک دل مثل آئینہ مدر غرفے اور دریچے مثل آغوش پر منا کھلے تھے۔ دروازے بسان باب مطلب کم نصیباں بند تھے۔ کہاں تک یہ رنج بیان ہو۔ کسی کو جوش الم سے ہوش نہ تھا۔

چالاک بھی شہر سے اسی ہنگامہ میں صبح کو نکل گیا اور ان تختوں کے ہمراہ یہ بھی چلا۔

دل سے کہتا تھا کہ ملکہ سلطان تیرے سبب سے قتل کر ڈالی جائے گی۔ اس نے تجھ کو قید بادشاہ سے رہا کرا دیا تھا تجھ کو بھی چاہیے کہ اس کو چھڑا دے اور اب بادشاہ اس سے یعنی ہو گیا ہے۔ یہ جائے گی کہاں مع اپنی بہنوں کے یقین ہے کہ تیری شریک ہو جائے۔ یہ تجویز کر کے اس نے ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی بارہ چودہ برس کے سن کی عورت کی بنائی لیکن چہرہ پر نور پر زردی غم کی چھائی ہوئی۔ زلف سیاہ پر پریشانی آئی ہوئی حسن صبیح میں شوریت رنج کا نمک جو ملا تھا تو اور زیادہ مزا پیدا ہو گیا تھا۔ مگر شیر برنج میں نمک کسی کام کا سرا سر بے لذت و بد ذائقہ تھا۔ یعنی گرد غم منہ پر پڑی آنکھوں سے بندھی اشکوں کی لڑی۔ دوپٹے کا ایک آنچل سر پہ ایک زمین پر گھسٹتا ہوا پائنچے چھوٹے ننگے پاؤں کانٹے تلوؤں میں چبھے انگیا مسکی ہوئی چھاتی نکلی ہوئی۔ منہ پر دوہتڑ مارتی ہے' امی جان کہتی زار زار روتی اس تخت کے نیچے نیچے کہ جس پر شہزادیاں قید تھیں۔ یہ بھی دوڑتی چلی۔

اس کے حال زار کو پتلیوں نے کہ اصل میں وہ پتلیاں ارواح خبثیات ہیں دیکھ کر رحم کھایا اور تختوں کو زمین پر اتار کر کہا۔ "اے شوریدہ بخت یہ کیا تیرا حال ہے۔ کیوں تو اسیر سلسلہ ملالی ہے۔ مجرموں کے سایہ سے بھاگنا زیبا ہے نہ کو تو ان کے ہمراہ آتی ہے رنج غم ان کے رنج پر بہاتی ہے۔"

اس وابستہ زنجیر اندوہ نے جواب دیا "اے بہنو' ان شہزادیوں نے مجھ کو چھ مہینے کا لیکر پالا تھا۔ان کی بدولت دنیا بھر کے چین عیش کیے۔ کس ناز و نعمت سے پل کر ہم اتنے بڑے ہوئے۔ اب یہ ہماری پالنے والیاں لباس عذاب میں گرفتار ہوں اور ہم گھر میں بیٹھے ہیں۔ یہ ہم سے نہ ہو سکا۔ گھر سے نکلے ہیں نہ دانہ کھائیں گے نہ پانی پئیں گے۔ یونہی تڑپ کر جان دیں گے۔ اگر تم ہم پر اتنا احسان کرو بہت اچھا ہے کہ مشکیں ہماری باندھ کر انہیں کے پاس بٹھا لو تو ہم ان کو دیکھتے چلیں۔ شاہ سے کہہ دینا کہ یہ ان گنہگاروں کی بیٹی ہے۔ قید ہونے سے رہ گئی تھی۔ ہم نے گرفتار کر لیا۔

شاہ ہم کو بھی قتل کر ڈالے گا۔"

یہ کلمات حسرت آیات سن کر وہ پتلیاں بولیں۔ "اے ہے نگوڑی غیر ہے لیکن پا لی جو ہے تو کیا محبت اس کو ہے۔ اچھا اس کو بٹھا لینا چاہیے۔"

ایک نے کہا۔ "جو بادشاہ خفا ہو تو کیا ہو۔"

دوسری بولی۔ "جب مقام قریب شہنشاہ آئے گا تو اس کو تار دیں گے۔"

یہ کہہ کر اس سے کہا۔ "اچھا بد بخت تخت پر بیٹھ جا' مگر غل نہ مچانا' نہیں ہم اتار دیں گے۔"

یہ نازنیں اسی تخت پر کہ جس پر شہزادیاں قید تھیں جا بیٹھی اور گردن میں ان کی باہیں ڈال کر کہا۔ "امی جان تم نے کچھ کھایا بھی۔"

وہ تینوں حیران ہیں کہ یہ کون ہے۔ ہماری تو کوئی لے پالک نہیں۔ مگر یہ سوچتی ہیں کہ تم تو قید ہو اس کے حال کی تفتیش نہ کرو۔ کوئی ہو گی تم سے تو یہ لطف مدام پیش آتی ہے۔ غم خواری جتاتی ہے۔

غرضیکہ جب اس نے پوچھا "تم نے کچھ کھایا۔"

انہوں نے کہا۔ "اے بیٹی قید میں کھانا پانی کہاں۔"

اس گلرو نے کہا۔ "ہم لڈو موتی چور کے تمہارے لیے لائے ہیں تم کھاؤ تو ہم بھی کچھ کھائیں۔"

انہوں نے کہا۔ "اس غضب میں کھانے پینے کا کسے ہوش ہے۔ اچھا ان پتلیوں سے کہو۔ اگر یہ تخت ٹھہرائے رکھیں تو ہم کھائیں۔"

اس گلبدن نے لڈو بہت سے نکال کر ان پتلیوں کے آگے رکھے کہ یہ آپ بھی کھائیے اور تخت ٹھہرائے رکھیۓ کہ ہماری مائیں بھی کھا لیں۔"

انہوں نے وہ لڈو لے کر کھانا شروع کیے اور کہا۔ "جلد تم بھی کھا لو کھلا لو۔"

اس نے کچھ لڈو خالی از بیہوشی نکالے اور شہزادیوں کو دیئے۔ وہ بھی کھانے لگیں لیکن پتلیوں کو لڈو بیہوشی ملے ہوئے دیئے تھے۔ وہ کھاتے ہی بیہوش ہو گئیں۔ اس وقت

شہزادیوں نے پوچھا "اے بیٹی تو کون ہے۔"
اس نے کہا۔ "میں وہ ہوں جس کو سلطان نے گنبد بے در سے نکال دیا تھا۔ اب تم سحر پڑھو اور سب مل کر یہ زنجیر اپنے پاؤں سے دفع کرا اور میرے ساتھ چلو۔"
یہ سننا تھا کہ ان تینوں نے سحر پڑھا اور ازبسکہ ناظمہ ممالک طلسم ہیں۔ سحر کو بادشاہ کے تینوں نے مل کر رو کر دیا اور ان پر سے کیا سحر اترا۔ سب کنیزوں اور انیسوں پر سے بھی اتر گیا۔ انہوں نے جلد ایک تخت اپنے سحر سے بنایا اور چالاک کو اس پر بٹھا کر آپ بھی سوار ہوئیں اور کنیزوں اور انیسوں وغیرہ سے کہا: "زمین آسمان میں غائب ہو کر بطور مخفی ہمارے ساتھ آؤ کہ ہم لشکر مہ رخ میں جائیں گے۔"
وہ سب پرواز کر کے چھپ کر روانہ ہوئیں اور یہ شہزادیاں بھی چلیں۔ ان چیلیوں کو اسی طرح بیہوش چھوڑا۔ اس لیے کہ یہ قتل نہ ہو سکیں گی۔
راہ میں شہزادیوں سے نے عیار سے کہا۔ "ہم بدل مطیع الاسلام ہوئے۔ اطاعت خواجہ عمرو کی مثل مہ رخ ہم نے قبول کی۔ تم ہم کو اس شاہ ستمگار کے ہاتھ سے بچا کر لشکر مہ رخ میں پہنچا در۔ اور اے عیار طرار یہاں سے لشکر مہ رخ بہت دور ہے۔ تم تمام بیابانوں میں سرگرداں پھرتے۔ مگر لشکر مذکور تک نہ پہنچتے۔ ہم بھی جانبازی و سرفروشی کر کے آپ کو پہنچائیں گے۔ ہر چند کہ اس موذی بادشاہ سے بچ کر جانا لیکن مشکل ہے پھر بھی یہاں سے کسی گاؤں میں چل کر دیکھیں۔ جو کوئی آنے جانے والا۔ ادھر کا ہو گا اس کے ہمراہ چلیں گے۔"
چالاک نے کہا۔ "تم گھبراؤ نہیں ہم کسی نہ کسی تدبیر سے پہنچ رہیں گے۔"
یہ باتیں کرتے ہوئے ایک درہ کوہ میں آ کر ٹھہرے اور کچھ اکل و شرب کا بندوبست کرنے لگے۔
ادھر شاہ جادواں جو روانہ ہوا تھا تو کوہ شگوفہ پر آ کر پہنچا۔ اس پہاڑ پر درخت پھولوں کے لگے تھے۔ مشاط بہار نے شاہد گل کا بکمال حسن و تزئین آراستہ کیا تھا۔ قلعہ کوہ سے پائیں کوہ تک درخت سرسبز شاداب لگے تھے۔ غنچے چٹکتے تھے تو صدائے گلبانگ

عنادل آتی تھی۔ غنچہ خاطر کھلاتی تھی غنچہ سربستہ پر عکس جو برگ ہائے سبز کا پڑا تھا تو سرخ گلابی میں بادہ سبز کا ہونا ظاہر تھا۔ پہاڑ پر آئینہ نہربصد صفا رخ خور کو شرماتا جوش تراوٹ سے سبزہ لہراتا۔ درخت میوہ دار بھی پھلے پھولے تھے۔ مثل تو انگران گل و غنچہ و ثمر سے ہر ایک ڈالی نہال تھی۔ فرط عشرت سے جھومتی مالا مال تھی کہ

رشک گلزار جناں جوش طراوت سے چمن
جابجا نسترن و سوسن و نسرین و سمن
تختہ لالہ کا چراغاں کی طرح سے روشن
چشم نرگس گل و خورشید پہ تھی چشمک زن
رشک میں حور کے چہرہ سے رخ گل بڑھ کر
زلف غلمان سے کہیں گیسو سنبل بڑھ کر

بادشاہ طلسم نے اس کوہ پر پہنچ کر سحر کی دستک دی۔ فوراً زمین شق ہوئی اور سوا سو پتلے چینی کے تہ ارض سے نکلے اور ایک طرف اڑ کر گئے۔ پھر جو آئے تو کرسیاں جواہر کار لے کر اور جملہ سامان انجمن آرائی یعنی بادہ و شیشہ ساغر ناز نیناں قمر پیکر اپنے ہمراہ لائے کرسیاں بچھا کر فرش مکلف آراستہ کیا۔ جام مے ارغوانی بھر کر شاہ کو دیا۔ چنگر چوگھڑے سند کے قریب رکھ دیئے۔ بادشاہ گل اندامو ں کو پہلو میں لے کر بیٹھا اور شراب پینے لگا۔ کچھ پریاں ساز لے کر ایک سمت سے آئیں اور سامنے گانے بجانے ناچنے لگیں۔ بادشاہ نے دوبارہ سحر پڑھ کر آواز دی "اے محافظان سلطان جادو وغیرہ تم قیدیوں کو لے کر کہاں بیٹھ رہیں۔ جلد اس پہاڑ پر حاضر ہو۔"
یہ آواز دیتے ہی وہ پتلیاں جن کو چالاک نے بیہوش کر دیا تھا اور تخت پر بیہوش پڑی تھیں ہوشیار تو نہ ہوئیں مگر تخت ان کا آپ سے آپ اڑ کر چلا اور کچھ دیر میں کوہ شگوفہ پر سامنے بادشاہ کے آیا۔ شاہ نے دیکھا کہ تخت ایک آیا۔ وہ بھی خالی آیا۔ پتلیاں

اس پر بیہوش پڑی ہیں۔ قیدیوں کا نام نہیں ہے۔ افرا سیاب نے کچھ پانی لے کر سحر دم کر کے ان پر چھڑکا کہ وہ پتلیاں ہوشیار ہو کر اٹھیں ان سے پوچھا "قیدیوں کو

URDU4U.COM

کیا کیا۔"

ان پتلیوں نے کہا۔ "ہم آپ کی قدرت سے پیدا ہوئے۔ آپ نے سلا دیا۔ ہم سو گئے۔ آپ نے جگا دیا۔

ہم جاگے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ وہ اسیر کہاں گئے۔ بادشاہ نے فرمایا "تم کو میں نے کس طرح اس وقت سلایا تھا۔"

انہوں نے کہا ایک عورت کمسن آئی تھی۔ لڈو اس نے کھانے کو دیئے تھے۔ پھر ہم کو نہیں خبر کیا گزری۔"

شاہ یہ کلام سن کر غضب ناک ہوا اور کہا۔ "تم سب جل جاؤ کہ تم نے حفاظت اچھی طرح نہ کی۔"

یہ کہنا تھا کہ پتلیوں کے منہ سے شعلہ آتش نکلا اور سر سے جو آگ لگی۔ سب جل کر خاکستر ہو گئیں۔ بعد ان کے جلانے کے اٹھ کر اس پہاڑ کے ایک سمت چلا اور دل سے کہتا تھا کہ چل کر عمرو سے مار ڈال۔ غرض اس کوہ کے داہنی جانب بہت دور آ کر ٹھہرا۔ وہاں عجیب و غریب درخت لگے تھے۔ پھولوں سے چہرے پریوں کے نکلے تھے۔ پھل سبوے کلاں کے برابر لگے تھے۔ ان میں سے مار سیاہ پردار نکلتے تھے۔ پتے آپس میں لڑ کر جھانجھ کی طرح بجتے تھے۔ پریوں کے چہرے جو ظاہر تھے۔ ان کے کان آنکھ ناک منہ سے راگ باجے کی صدا آتی تھی۔ اور اسی طرح ہزار ہا عجائبات ظاہر تھے۔

نظر آیا اسے اک طائر خوب

سرمنقار سے تاپا خوش اسلوب

زبان پر کچھ سخن مانند انسان

کبھی خندان کبھی گریاں و حیران

بڑھا وہ کچھ قدم اس دشت میں جب
پکارا ریچھ اک یوں کھول کر لب
کہ جاتا ہے کدھر اس طرف آ
میں اک مدت سے ہوں مشتاق تیرا
وہ ریچھ آخر ہوا زاغ خوش اسلوب
پکارا چند ساعت کوہ پر خوب
ہوئے فوراً ہزاروں زاغ پیدا
کہاں اس سے کہ ہم ہیں تیرے شیدا
شجر دیکھے ہوئے دریا زخار
بنے دریا سے پھر وہ شکل اشجار

بادشاہ نے وہاں ٹھہر کر افسوں پڑھا۔ سب درخت جس طرح آندھی آنے سے ہلتے ہیں۔ اس طرح ہلے اور سر ہر نخل پر ایک ایک پری زاد غیرت شمشاد ظاہر ہوئی کہ حسن میں گل حدیقہ خوبی و غنچہ گلستان محبوبی بلکہ دھانی لباس ہر ایک زیب قامت کیے کھیتی کو حسن کی سر سبز کئے تراوت کشت جمال کو دیئے بلبل شیدائی دل کو بنائیں کہ

بال بنگالے کے طول شب ہجر عشاق
صورت پاک بنارس کی زمانہ مشتاق
لکھنؤ کا وہ غضب ٹھکا پری و دقاق
حسن کشمیر تھا مشہور میان آفاق
چشم پنجاب کمر دہلی کی شملہ کی گات
جسم لاہور کا اور قامت و قد گجرات

ان پریوں بادشاہ کو دیکھ کر قہقہہ لگایا۔ بادشاہ نے فرمایا "اے انہال پری چل جلدی۔" یہ کہنا تھا کہ ایک درخت کی جڑ سے ایک نازنین گل فام سمن اندام پیدا ہوئی۔ یہ سب پریوں سے زیادہ حسین تھی۔ ہر جگہ تعریف جمال مہر تمثال بیان کرنے میں طول ہو گا۔ مختصر یہ کہ اس پری بادشاہ نے خطاب کیا کہ ملکہ مقراض دو زبان جادو کو بلا لا۔ وہ پریزاد یہ سن کر زمین میں سما گئی۔ بعد لمحہ بھر کے سیاہی زمین سے پیدا ہوئی اور زمین پر لوٹ کر صورت اس نے اک بلائے سیاہ کی پیدا کی۔ منہ سے ہنگام تکلم شعلہ نکل کر دو زبانیں بن جاتے اور مثل مقراض نظر آتے اور سراپا اس غیبانی کا یہ تھا۔

بشکل چشم پیشانی پر اک داغ
گمان چہرہ پہ ہوتا تھا کہ زاغ
لب زیریں نے سینہ کو چھپایا
لب بالا فراز درشن آیا
بڑے ناخن کو جیسے تیز شمشیر
زمین کیسی پہاڑوں کے گلوگیر

اس ملائے سیہ نے بادشاہ کو سلام کیا اور جھولے سے چھری نکال کر سر اپنا کوٹ کر ہتھیلی پر رکھا اور بادشاہ کا نذر میں دیا۔ شاہ نے سر اٹھا کر اس کیگ ردن سے ملحق کر دیا اور کہا۔ "اے ملکہ نذر تمہاری ہم نے قبول کی۔ یہ سر میدان کار زار میں جا کر ہمارے کام پر نثار کرو۔ جاؤ ملکہ مہ رخ وغیرہ سب نمک حراموں کا سر کاٹ لاؤ اور ہم کو نذر دو۔"
یہ کہہ کر پھر کچھ جادو پڑھ کر دم کیا کہ سامنے سے ایک دریائے زخار سوج مارتا ہوا پیدا ہوا۔ ہر موج اس بحر پر جوش کی مثل مردم خونخوار غصے سے چڑھائے آستین تھی اور بسان انسان غضب ناک چین پر جبین تھی ایسا جوش خروش اسے پیدا تھا کہ مینڈھا

بانسوں اچھل رہا تھا۔ گویا دریا زخار سے باہر ہوا جاتا تھا کہ

پیمانہ بحر بھر کے چھلکا
ہر چشمہ کی آنکھ میں تھا ڈھلکا
سر تنکے حباب اٹھا رہے تھے
چشمے آنکھیں دکھا رہے تھے
دھارا تھی ہر ایک سیف کی دھار
تھی باڑھ پہ تیغ بحر زخار

اس بحر میں ایک سونے کی کشتی پر ایک جادوگر سوار جس کی کان آنکھ ناک سے پانی جاری منبع پانی کا بنا ہوا ہر مخرج سے رواں پانی کی دھار کشتی کو کھیلتا ہوا کنارے پر آیا۔ شاہ کو مجرا کیا۔ شاہ نے ارشاد فرمایا "اے مندر زخیز جادو ملکہ مقراض لشکر حریفوں پر میرے جاتی ہیں۔ تم بھی ان کے ساتھ جاؤ اور دشمنوں کو میرے غرق قلزم عدم کرو۔"

وہ ساحر یہ سن کر پھر کچھ دیر میں وہ بحر خشک ہو گیا اور وہ ساحرہ بھی بادشاہ سے مرخص ہو کر غائب ہو گئی۔ یہ دونوں ساحر و ساحرہ اسی کوہ کی حوالی میں رہتے ہیں اور تین لاکھ ساحران ان کے مطیع ہیں پس دونوں نے اپنے مقام پر پہنچ کر لشکر تیار کروا دیا اور حکم روانگی فوج کو دیا۔ پھر تو جھانجھ نفیر کا شور طبل فلک تک پہنچا ترسول نیسول کی چمک چشم آفتاب کو خیرہ کرتی تھی۔ ناقوس کی صدا گوش ہندوے چرخ کے پار تھی۔ طائران سحر نے اڑ کر روئے گیتی چھپایا تھا۔ ابر جادو کا چھایا تھا۔ ہتھیاروں کی جھنکاڑ بہرام آسمان کے دل کو خوف دلاتی تھی۔ اژدہوں کی پھنکار سے ہوا مسموم ہوئی تھی۔ حرارت جسم خورشید میں آئی تھی۔ ساحر تختہائے سحر و اژدر و طاؤس پر سوار تھے۔ زمین پر رواں فوج کے جراح تھے۔ زیر ران ہر ایک کے اصیل رہوار تھے۔ آفت تازہ بیکسوں

پر چلی تھی کہ

کبھی ہوتی تھی وہ آنکھوں سے پنہاں
کبھی ظاہر کہ دیکھے اس کو انسان
بدن پر سر بشکل کوہ پیدا
زبان تیرہ مگر شعلے ہویدا
زبانیں دو سنان کی طرح سے تیز
بشکل نیش عترب زہر آمیز
یہی سامان تھا لشکر میں ظاہر
بگولے بن کے اڑتے بعض ساحر
بشکل ابر ہر جانب سے چھاتے
اندھیرا بن کے نظروں میں سماتے

URDU4U.COM

بلکہ مقراض اژدھے چالیس زنجیر سحر سے حلقہ بند کرا کے تخت اس پر کھنچوا کر سوار ہوئی اور سمندر جاؤ۔ نے اسی طرح دریا چھوٹا سا پیدا کر کے ناؤ پر سونے کی سوار ہو کر رہروی اختیار کی اور وہ دریا پیچھے سے خشک ہوا جاتا تھا اور آگے جدھر جاتی تھی بڑھتا جاتا' سانپ کی طرح لہراتا تھا۔لشکر تو بیچاری مہ رخ پر جاتا ہے اور بادشاہ طلسم کو یہ منظور ہوا ہے کہ اب عمرو کو میں جاتے ہی قتل کر ڈالو پہلے مطیع و ہوا خواہ اس کے قتل ہو جائیں۔ اس لیے اب کی سرحداراں طلسم ساحران کو اڑنے بھیجا کہ ان کو نہ عیار قتل کر سکیں گے۔ نہ ساحر ماریں گے اگر طلسم کشا ہو تو ان کو مارے یا شل بادشاہ طلسم کوئی ساحر ہو تو مارے۔

فی الجملہ یہ بلائیں تو راہ میں ہیں لیکن افراسیاب بعد ان کے بھیجنے کے کوہ شگوفہ سے پھر آگے چلا اور سناٹا مار کر ایک جنگل میں پہنچ کر اترا اور سحر پڑھ کر پکارا "اے مرغ

سیاہ زبان جادو آؤ۔"
آواز دیتے ہی زمین سے ایک شعلہ چمکا اور سمٹ کر صورت اپنی ساحر کی ایسی پیدا کی۔ لباس جسم میں سرخ پہنے تھے۔ رنگ بھی تمام جسم کا لال تھا۔ زبان منہ میں سیاہ تھی۔ کل

URDU4U.COM

جھجتا لقب اس کا تھا بدن بد قوارہ اور کا واک سب تھا۔ اس بیہودہ نے بادشاہ کو سلام کیا۔ شاہ نے اس سے یہ کلام کیا۔ "اے مریخ تم یہاں سے جلد جاؤ۔ سلطان و سلیمان و سرشار حاکمان قلعہ سلطانیہ مجھ سے منحرف ہو گئے ہیں۔ ان کو پکڑ لاؤ۔"
اس ساحر نے عرض کیا "کس طرف وہ ہیں کدھر جاؤں۔ امیدوار ہوں کہ پتہ ان کا پاؤں۔"
بادشاہ نے یہ سن کر پھر سحر پڑھا اور آواز دی "اے جاسوس و خبردار جادو میرے پاس آ کر جلد حاضر ہو۔" صدا دیتے ہی ایک پتلا فولادی زمین سے نکلا اور عرض رسا ہوا کہ "شہنشاہ کا بول بالا رہے۔ مرتبہ اعلیٰ رہے حاکمان قلعہ سلطانیہ ایک درہ کوہ میں قریب آہو کوہ کے بیٹھے ہیں اور ایک عیار ان کے ساتھ ہے۔"
یہ کہہ کر وہ پتلا پھر زمین میں سما گیا۔ شاہ نے اس ساحر سے فرمایا "تو نے نشان ان کا پایا۔"
اس نے عرض کیا "بخوبی سمجھ گیا ہوں۔ یہ ارشاد فرمائیے "ان کو گرفتار کر کے کہاں لاؤں۔ حضور یہاں سے کس مقام پر رونق افروز ہوں گے۔"
شاہ نے کہا۔ "کوہ فروزہ پر اور اگر وہاں میں نہ ملوں تو بیابان گلزار میں آنا کہ وہاں ضرور رہوں گا۔ وہ ساحر یہ حکم سن کر پرواز کر کے چلا اور بادشاہ بھی ایک طرف روانہ ہوا۔ لیکن ساحر مذکور کچھ ہی ویراں پہاڑ کے قریب آ کر زمین پر اترا کہ جہاں شہزادیاں اور چالاک تھے۔ یہ ساحر درہ کوہستان میں شہزادیوں کو ڈھونڈنے لگا اور وہاں سلیمان نے چالاک سے کہا۔ " مسافر کے پاس لوٹا ضرور چاہیے۔ تمہاری عنایت سے کھانا تو ممکن ہوا مگر پانی نہیں پیا۔ اب یہاں سے چلو کسی چشمہ پر پانی پئیں۔
چالاک نے کہا۔ "تم ٹھہرو میں پانی لاتا ہوں۔ جب اس جگہ کھا پی کر اپنی ضرورتوں سے فارغ ہو تو ایک ہی مرتبہ چلیں گے کہ راہ میں ٹھہرنا پڑے۔"

انہوں نے کہا۔ "اچھا۔"

عیار موصوف درہ سے نکل کر ایک کنواں تلاش کر کے کنارہ پر آیا اور کسوت عیاری سے ڈولچی نکال کر زنجیر میں کانٹے دے کر پانی بھرنے لگا۔ یہ تو پانی بھرتا تھا۔ مگر وہاں مریخ تلاش کرتا اس درہ میں بھی آیا کہ جس میں وہ شہزادیاں بھی تھیں۔ اس نے آتے ہی للکارا "ارے فراریاں کہاں بچ کر شہنشاہ سے جاؤ گی۔"

شہزادیوں نے اس کو دیکھ کر سحر پڑھا کہ ہزار ہا سانپ زمین سے پیدا ہو کر اس پر لپکا۔ اس نے کچھ ایسا افسوں دم کیا کہ وہ سانپ جل کر خاک ہو گئے۔ اور یہ ساحر اور آگے بڑھا۔ ان بیچاریوں نے دوبارہ جادو کیا کہ چار سمت سے سو سو پتلے برہنہ شمشیریں ہاتھ میں لیے پیدا ہوئے اور اس پر حملہ کیا۔ اس نے پھر سحر پڑھ کر پھونکا کہ وہ پتلے آپس میں لڑنے لگے اور جس پتلے پر تلوار دوسرے پتلے کی پڑتی تھی وہ جل جاتا تھا۔ اسی طرح جو سحر انہوں نے کیا اس نے رد کر کے زمین پر دو ہنٹر مار کر آواز دی "بن جاؤ تم بھیڑیاں۔"

یہ تینوں زمین پر لوٹیں۔ مگر سلطان نے اتنی چالاکی کی۔ کہ جب اس نے دو ہنٹر مارا اس وقت نیل کا قلم انگیا سے نکال کر اپنے دوپٹے پر لکھا "ہم کو مریخ جدو بھیڑ بنا کر پکڑ لے گیا۔" وہ کو لکھا ہوا پھاڑ کر وہیں پھینک دیا اور یہ بھی لوٹنے لگی۔ آخر یہ تینوں بھیڑ بن گئیں۔ اس نے ایک زنجیر اپنی کمر سے کھول کر ان کی گردنوں میں باندھی اور کھینچتا ہوا لے کر چلا اور اسی جانب آیا کہ جدھر چالاک کنوئیں پر پانی بھر رہا تھا اور دیر اس کو اس وجہ سے ہوئی کہ ایک ڈولچی بھر کر پہلے اس نے پانی پیا' ہاتھ منہ دھویا ذرا تفریحاً ہوا کھائی۔ پھر دوسری ڈولچی بھر کر کہ لے چلوں۔ اس اثنا میں ساحر کو دیکھا تین بھیڑیں' زنجیر میں باندھے لیے جاتا ہے۔ اس کو یہ تو معلوم نہ تھا کہ شہزادیاں گرفتار ہوئیں ہیں۔ سمجھا کوئی ساحر ہو گا اور یہ بھی ساحر کی ایسی صورت بن کر پانی بھر رہا تھا تو مریخ بھی اس کو دیکھتا چلا۔ کچھ مزاحم نہ ہوا اور یہ پانی لے

کر درہ کوہ میں آیا۔ وہاں شہزادیوں کو نہ پایا۔ کچھ سحر کا اسبا ناریل وغیرہ پڑے دیکھے۔
آخر وہ ٹکڑا دوپٹے کا پایا اور اس پر لکھا دیکھا کہ ہم اس طرح اسیر ہوئے۔
یہ دیکھ کر سوچا کہ غضب ہوا وہ ساحر انہیں کو بھیڑ بنائے لیے جاتا تھا۔ تجھ کو روکنا چاہیے تھا۔ الحاصل بعض افسوس بسیار ایک لہنگا اطلس زر اندو کا نکال کر پہنا۔ پاؤں مہاور سے رنگین کیے۔ کڑے چھڑے توڑے جھانجھ پہنچی۔ کمر میں سونے کی باندھی گلے میں ہاتھوں میں بہت سا زیور پہنا اور سرخ دوپٹہ اوڑھ کر زن ماہ طلعت کی ایسی بنائی۔ اس کی زلف حسن لیلیٰ غدار کو نظر آئی۔ الفت میں جینا و بال ہوا۔ مجنوں کردار بنا سودائی پیشنای اس کی عید کا چاند۔ ضیائے خورشید جس کے آگے ماند بروے خمدار اس کی طاق محراب کعبہ چلہ کش اس کے لیے زاہدان پیر پا مژگان نشتر رگ جان عاشقاں چشم جادو خیز توسن ناز ابلق لیل و نہار نے نہ دیکھے ہوں۔ وہ انداز و نبالہ سرمہ کا اس توسن کی شوخی کے لیے تازیانہ حاصل یہ کہ عاشق اس پر زمانہ اس طرح از سر تاپا وہ آفت اجل زمانہ یگانہ و دہر بن گئی کہ

گورے گورے سے ہیں رخسار ملائم ازبس
عمر بھر بوسہ دلچسپ کی ہو جن کی ہوس
مفت ہے جان کے عوض بھی جو میسر ہو ہوس
بل بے بدھ ٹپکا ہی پڑتا ہے جوانی کا رس
دیکھ کر کہتے ہیں صورت کو ملک صل علیٰ
رخ سے رخ چھوٹ گئے حور کے حاشا کلا
گال میں ان کے قیامت وہ گلوری کا ابھار
شان اللہ کی معراج میں حسن رخسار
پان کا ناز سے پھر منہ سے چبانا ہر بار
قہر ارگال ان کا نہ دینا وہ دم بوس و کنار

رنگ پان تو دل عالم کا ہوا خون بہا
اک زمانہ کو ہوا رنگ مسی پر سودا

URDU4U .COM

اس صورت سے تیار ہو کر گھونگھٹ نکالا اور ایک تھالی برنجی ہاتھ میں لے کر پوجا کرنے کا سامان اس میں رکھا ہوا چونکہ روشن کنول کا پھول دھرا ہوا چھم چھم کرتا روانہ ہوا اور جدھر بھیڑیاں اے جاتے ساحر کو دیکھا تھا اس طرف آیا دیکھا تو وہ سامنے ایک درہ کوہ میں بھڑوں کو لے کر چلا گیا۔ یہ بھی اسی سمت کو آیا۔ ساحر کو تو نہ پایا مگر دوسرے درہ میں پہاڑ کے ایک ہرن کو بیٹھے پایا۔ یہ سمجھا کہ آہوی صحرائی ہے اور وہ ساحرہ تھی نام اس کو آہوئے جادو تھا۔ غرض جب یہ دوہ کے قریب پہنچا۔ اس ہرن نے پکار کر کہا۔ "ارے ادھر راستہ نہیں ہے بحکم شاہ طلسم اس درہ کی محافظ ہوں۔ یہ مقام آہ کوہ کہلاتا ہے۔"

چالاک یہ کلام اس کی سن کر سمجھا کہ اگر کوہ کا نام آہو کوہ ہے۔ تو اس ساحرہ کا نام بھی غزال یا آہوئے جادو میں تمہارے ہی پاس آتی ہوں۔"

وہ ہرن اٹھ کر اس کے قریب آیا اور کہا۔ "بتاؤ تم کون ہو اور مجھ سے کیا کام ہے۔"

اس نے کہا۔ "میرے گھر میں سامری کی پوجا ہوتی ہے۔ ہم لوگ پجاری ہوتے ہیں۔ دوسرے دن پوجا کرنے کے پھول جو سامری کی مورت پر چڑھتے ہیں وہ بانٹنے نکلتے ہیں۔ مرد ہمارے مردوں کے پاس جاتے ہیں اور ہم عورتیں عورتوں کے پاس اور ایک جگہ ہمیشہ قیام نہیں کرتے ہیں۔ یونہیں گاؤں گاؤں شہر شہر پھرتے ہیں۔ آج کل اس طرف آ نکلے اور سنا کہ آ ہوئے جادو رہتی ہیں۔ پس آپ کو یہ پھول دینے آئی ہوں ڈنڈوت کیجئے اور یہ پرساد لیجئے۔ اسیس دوں اور اپنے گھر جاؤں۔"

یہ سن کر وہ ہرن غلطک مار کر ساحرہ بنا۔ اس نے دیکھا کہ ایک ادھیڑ عورت سانولے رنگ کی ہے مگر آنکھیں غزالاں صحرائے خوبی کو چوکڑی بھلاتی ہیں۔ ابلق لیل و نہار کو آنکھیں دکھاتی ہیں۔ لباس و زیور سے آراستہ ہے۔ نہایت پیراستہ ہے۔ یہ دیکھ کر

اس نے ایک پھول کنول کا نکال کر تھالی میں رکھا۔ اور تھالی کا پھول ہاتھ پر رکھ دیا۔
اس نے ڈنڈوٹ کر کے کمر سے ایک اشرفی اور پانچ روپے نکال کر تھالی میں ڈالے

URDU4U.COM

اور پھول لے کر سونگھا اور آنکھوں سے لگایا۔

ہنوز یہ پجارن اس ابھی دینے نہ پائی تھی کہ بیہوشی اس پر طاری ہوئی۔ چرخ کھا کر گری۔ اس نے فوراً سر اس کا کاٹ ڈالا غل اور شور برپا ہوا "افسوس سارا آہوئے جادو کو۔"

چالاک اس وقت دل سے کہتا تھا کہ بڑی حماقت تم نے کی جو اس کو سارا۔ اگر غل سن کر اور ساحر یا مرجخ دوڑ آئے تو کیا کرو گے۔ اسی سوچ میں ایک تدبیر یہ کی کہ تھالی جلد سے چھپا کر دوپٹی اتار کر جلدی سے الگ پھینکا اور دوہتڑ زانو اور منہ پر مارنے لگا اور زار زار روتا تھا۔ ساحرہ کے لاشے سے لپٹا تھا اور کہتا تھا "ہے ہے میری بی بی' ہے ہے میری چاہنے والی۔ افسوس میری پالنے والی کس نے تجھ کو خاک و خون میں لٹایا۔ ہائے یہ چناد ایسی صورت خاک میں مل گئی۔ اے میری بی بی' میں آنے بھی نہ پائی کہ کسی جلاد نے کام تمہارا تمام کیا۔"

صدائے غوغا شور و گریہ اور غل بیروں کا سن کر مرجخ جو درہ کوہ میں گیا تھا اور آہو جادو کا وہ بھی متلاشی تھا۔ جارتر درہ سے نکل کر دوڑا۔ یہاں آ کر دیکھا کہ ساحرہ مری پڑی ہے۔ اور ایک نازنین عنبریں گیسوئے اس سے لپٹی دور رہی ہے۔ جو آنسو اس کی آنکھ سے نکلتا ہے۔ یہ نقشہ ہے کہ

در ابلق کے کم دید موجود
بغیر اشک چشم سرمہ آلود

اور اس حالت رنج میں تن میں اس کو خبر نہیں ہے۔ دوپٹہ جو اتر گیا ہے۔ پردہ حسن کا پردہ حسن کا پردہ فاش ہوا ہے۔ گیسو ان مشکیں جو رخ پر پریشان ہیں تو ہزار ہا نافے

تار میں پڑے ہیں۔ رخسار رطمانچوں کے نیل پڑے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کدیور حقیقی نے ظرفہ نیرنگ دکھایا ہے۔ گل سرخ میں گل سوسن اگایا ہے وہ اس کا سینہ کھلا ہوا پڑوا ابھرا ہوا۔ انگیا میں قمقمے رنگین و ہرے ہوئے وہ رس میں گولے بھرے ہوئے۔ وہ گورا گورا نرم مخمل سا پیٹ کھلا ہوا۔ کمر پتلی ساق پا بلوریں زانو پیٹنے سے کھل جاتے تمنا سر بزانو ہوتی نظر آتی۔ آرزو یہ پاؤں پھیلاتی کہ کس طرح جلدی زانوں سے لڑیں۔ شاق شمع سے وصل و ہمسری کریں۔ از سر تاپا اس آئینہ رو کے جمال کا عالم کیا بیان ہو۔

غرضیکہ اس شکل شمائل کو اس ماہ کامل کی دیکھ کر مریخ کا دل قابو میں نہ رہا اور قریب آ کر کہا۔ "اے گل باغ وفا یہ کس کی لاش ہے جس کے غم میں تجھ کو یہ خراش ہے۔"

اس نے رو کر کہا۔ "میری پالنے والی کی یہ میٹ ہے۔ مجھ کو اس نے بچا سا مول لیا تھا اور فرزندوں کی طرح پالا۔ بیٹی کہتے وقت منہ سوکھتا تھا۔ ہائے میں کس کی ہو کر رہوں۔ مجھ کو تو اکیلا کر گئیں۔ اے ملکہ آہو میں تجھ کو کس بن میں ڈھونڈھوں۔"

مریخ نے جب نام سنا کہا۔ "افسوس یہ لاش آہوئے جادو کی ہے۔ اے نیک بخت یہ اکیلی اس صحرا میں رہتی تھیں اور بھی کوئی ساتھ تھا۔"

اس نے کہا۔ "سبھی کچھ تھا۔ مگر یہاں سے کئی کوس پر ملازم ان کے ہیں یہ فقط مجھ کو لے کر اس پہاڑ کی حفاظت کرنے کو یہاں رہتی تھیں۔ اس وقت میں ایک کام کو گئی تھی۔ کسی نے ملکہ کو مار ڈالا۔"

اس نے ماجرا سن کر خیال کیا کہ اگر اس کنیز کے ساتھ تو آہو کے مکان ر جاتا ہے تو قیدی تیرے ساتھ ہیں مبادا کوی آفت آئے اور شہنشاہ کے کام میں بھی عرصہ ہو گا۔ اس کو یہاں راضی کر کے اپنے ساتھ لے جانا چاہیے۔ یہ سوچ کر اس نے اس ماہ و ہفتہ سے کہا۔ "بی بی تو تیری خدمت میں جمشید میں گئیں اب اگر تو مجھ کو اپنا

غلام تصور کرے اور میرے ہمراہ چلے تو میں شہنشاہ ساحران کے پاس قیدیوں کو لیے جاتا ہوں۔ یہ بھیڑیاں ساحرہ مجرماں شہنشاہ ہیں۔ بادشاہ تیری بی بی کا بھی مالک ہے اور تیرا بھی۔ اس سے کہہ کر تیرا مرتبہ کراؤں گا اور اپنے ساتھ تیرا بیاہ کروں گا۔"

اس نے یہ باتیں سن کر کہا۔ "خوب میری بی بی کا تو مردہ پڑا ہے۔ میں اس کو چھوڑ کر تمہارے ساتھ مزے اڑانے چلوں۔ دنیا مجھ کو کیا تھوکے گی۔"

اس نے کہا۔ "میں جنازہ ان کا ان کے گھر پہنچائے دیتا ہوں۔ تم چھپ رہو۔ لوگ کہیں گے جس نے آہو کو مارا وہی کنیز کو بھی پکڑ کر لے گیا ہو گا۔"

عیار نے بعد انکار بسیار کہا۔ "اچھا' میں بھی سوچتی ہوں کہ میرے اب کون ہیں ان کے پاس رہوں گی۔ خیر تمہارا ہی ساتھ ہوا سہی بی بی کا جنازہ بھجواؤ۔"

ساحر مذکور نے سحر کے چند پتلے بنا کر حکم دیا " اسی لاش کو قلعہ آہوں میں لے جاؤ۔ وہاں پہنچا کر چلے آنا۔" پتلے لاش اٹھا کر روانہ ہوئے اور اس نے ایک تخت سحر سے بنا کر بھیڑیوں کو اس پر ڈال کر آپ بھی مع اس نازنین کے سوار ہوا اور جانب کوہ فیروز روانہ ہوا۔

لیکن ایسا محبوب پری پیکر و گل اندام پہلو میں بیٹھا تھا کہ جس پر شباب چھاپا تھا۔ تمام اعضا سے مستی ٹپکتی ہے جسم گدرایا تھا۔ وہ صحرا میں ہوائے سرد کا چلنا سناٹے کا عالم پہاڑوں کی دانگ پر جانوروں کی کلیل صحرا میں وحش وطیر کا پھرتا دریاؤں کا بہنا چشموں کا لہرانا' ان پر درختوں کا جھکنا نمونہ نشان باری رحمت تھا فیض خالق خزاں و بہار عالم پر جاری تھا۔ ایسے مقام پر یار دلنواز کا پہلو میں ہوتا اس ساحر کوتاب نہ رہی۔ بے اختیار اس گلعذار کو آغوش میں لیا۔ دست ہوس دراز کیا۔ اس نے ایک طمانچہ الٹے ہاتھ کا دیا اور ہنس کر کہا۔ "مردوے تجھے خیر ہے۔ دنیا کی شرم و حیا بھی نگوڑے اڑ گئی۔ یہ بھیڑیاں بھی انسان ہی ہیں۔ان کے سامنے بے حیائی کرنا تیرا ہی کام ہے اور تو نے اقرار کیا تھا کہ شہنشاہ سے کہہ کر میں تیرے ساتھ بیاہ کروں گا۔ پس جب بیاہ ہو گا اس وقت کچھ امر ہو رہے گا۔ ابھی میں تیرے ہتھے نہ چڑھوں گی تو اپنا تو یہ مطلب

نکال کر جو مجھے چھوڑ دے تو میری موتی ایسی آب اتر جائے گی۔ آبرو گئی ہاتھ آنا دشوار ہے اور تیرا کیا وہی مثل ہے کہ چیر و چار بگھاڑ و پانچ پھر ویسے ہی کے ویسے۔"

ساحر نے یہ عذر سن کر قدم پر سر رکھا اور کہا۔ "اے جان من میری جان نکلی جاتی ہے۔ واسطہ سامری کا شربت وصل ایک مرتبہ پلا دے۔ میں تمام عمر غلامی کروں گا۔ جو کہا ہے اس سے زیادہ اطاعت کا دم بھروں گا۔"

اس نے شرما کر بعد عذر بسیار کہا۔ "اے شخص میں تیرے بس میں ہوں جو تیرا جی چاہے کہ مگر میں اس طرح تو راضی نہ ہوں گی کہ تخت اڑتا جائے اور قیدی سامنے بیٹھے ہوں۔ اگر تجھ کو منظور ہو تو تخت زمین پر اتارو۔ دو گھڑی تنہائی میں ہنسیں بولیں پھر آگے چلیں گے۔"

یہ سنتا تھا کہ ساحر بہت خوش ہوا اور ایک ذخیرہ درختوں کا کنارے ندی کے دیکھ کر تخت اتارا بھیڑیوں کی فٹ کی آڑ میں باندھ دیا اور چاد رندی کے کنارے بچھا کر بیٹھا۔ معشوقہ کو گود میں لیا اور کہا

عبث تو گھر بناتا ہے میری آنکھوں میں اے پیارے
کسی نے آج تک دیکھا نہیں پانی میں گھر ٹھہرا

اس نازنین نے جواب دیا۔ "مردوے کیوں باتیں بناتا ہے۔ بھلا میں تجھ سے پوچھتی ہوں کہ اس جگہ جو تو ٹھہرا ہے تو کیا لطف ہے۔ نہ شراب نہ کباب بغیر نشہ مجھ کو تو کوئی بات اچھی معلوم نہیں ہوتی۔"

اس نے کہا۔ "تم ٹھہرو میں کسی دہ سے جا کر شراب لاؤں۔"

اس نے کہا۔ "اب عرصہ ہو گا۔ میرے پاس ایک گلابی شراب کی ہے۔ رہی ہم اور تم کام میں لائیں۔"

اس نے کہا۔ "بہتر ہے۔ معلوم ہوا کہ تم شراب بہت پیتی ہے۔"

عورت بولی: "اس جنگل میں آہو کو سوائے شراب نوازی کے اور شغل ہی کیا تھا اور میں ان کے پاس رہتی تھی۔ یہی باعث ہے کہ شراب میرے پاس ہے۔"

URDU4U.COM

یہ کہہ کر دوپٹے میں ہاتھ ڈال کر ایک بوتل شراب سرخ کی نکالی اور اس ساحر کی گردن میں ہاتھ ڈال کر کہا۔ "جانی یہاں ساغر نہیں ہے۔ گلابی منہ سے لگا لو۔"

اس نے یہ پیار دیکھ کر منہ کھول دیا۔ اس نے آدھی بوتل حلق میں انڈیل دی۔ وہ پی گیا۔ یہ عیار اس کی گود سے کنارہ کش ہوا وہ پکارا "جانی پہلو میں بیٹھ جاؤ۔ گود سے میریا اور کہیں نہ جا۔"

اس نے کہا۔ "ابے الو تو مجھ کو کیا سمجھا ہے۔ میں تیری جان کا لینے والا چالاک عیار ہوں۔"

یہ سُننا تھا کہ وہ بغضب تمام سحر پڑھنے لگا۔ اس عیار نے دامن سے پنکھا منہ پر جھل دیا کہ وہ بیہوش ہوا۔ اس نے بے تامل خنجر سے سرخس کا جدا کر ڈالا۔ غل و شور برپا ہوا۔ وہ شہزاد پھر حالت اصلی پر آ گئیں اور قدم پر عیار مذکورے کے گریں کہ آپ نے بڑی آفت سے ہم کو چھڑایا۔"

ادھر وہ پتلے جولاش آہو کی لے کر چلے تھے۔ مریخ کے مرنے سے وہ بھی غائب ہو گئے لاش ساحرہ کی جنگل میں گر پڑی اور طعمہ زاغ و زغن ہوئی۔ ملکہ سلطان وغیرہ نے تخت سحر سے بنایا اور چالاک کو بٹھا کر سوار ہو کر منزل مقصود کا راستہ لیا۔ یہ تو اس طرف آتے ہیں مگر اب حال مقراض و سمندر کا سنئیے کہ

بعد قطع مسافت مقراض و سمندر قریب لشکر حیرت خود سر پہنچے۔ اس نے خبر ان کے آنے کی سن کر استقبال کرایا۔ لشکر ان کا مقام عمدہ پر اترا دیا۔ بارگاہ ان کے لیے آراستہ کرائی۔ یہ دونوں ایک روز کسل سفر سے آسودہ ہوئے۔ دوسرے روز بارگاہ ملکہ مذکورہ میں آ کر دنگل پر متمکن ہوئے اور حالی رزم وغیرہ دریافت کر کے بہت کچھ لاف و گزاف کیا۔ ان کے آنے کی خبر ہر کاروں نے ملکہ مہ رخ کو پہنچائی۔ ملکہ موصوف قدیم سے عزیز دار شاہ طلسم ہے۔ اس کی نواسی مہ جبیں بروز نو روز جب تخت پر جلوس کرتی

تھی تو تمام ناظماں طلسم آ کر نذریں دیتے تھے۔ بدیں وجہ یہ سب سرحداران طلسم کو پہنچاتی ہے۔ پس ان ساحروں کا آنا جو سنا لرزہ اندام پر طاری ہوا سبھوں سے کہا۔ "ہم لوگ ایک ادانی سحر بھی انکار نہ کر سکیں گے۔ دیکھیے کہ خالق کو کیا منظور ہے۔"

URDU4U.COM

- سمندر جادو

الحاصل البیان رات قریب آئی یعنی جب زورق طلائی مہر دریائے مغرب میں جا کر ڈوبی اور سمندر فلک میں کشتی ہلال کی تیرتی نظر آئی کہ

URDU4U.COM

سیہ پوش آج کیوں ہے شاہد شام
کہیں پیدا نہیں تاروں کا ہے نام
قمر کی بھی سفید اس دم ہے رنگت
پڑے گی تیرگی شب پہ آفت

سر شام بحکم مقراض خود کام طبل جنگ کی صدا بلند ہوئی۔ طائران سحر خبر دریافت کر کے سامنے ملکہ رخ کے آئے اور بعد دعا و ثنائے شاہی خبر نواخت نقارہ رزم عرض کی۔ ملکہ نے نظر بہ رحمت کار ساز عالم کر کے خود بھی نفیر سحر کو دم دیا۔ پھر تو قوس و بوق بجنے لگے دمامے گرجنے لگے دریار سویرے سے برخاست ہوا۔ سردار اپنے مقام پر آئے۔ جا بجا پوجا ہونے لگا۔ بنگالی ساحر ڈمرو بجانے لگے بھینٹ چڑھانے لگے۔ منتروں کی صدا بلند ہوئی۔ بیروں کے آنے سے سناٹے آئے جاپ کرنے والے جھوم جاتے اسی طرح اس طرف بھی خوک و بز جھٹکا ہوتے تھے۔ مسان کی مٹی چوراہے کی اور ویرانے کی اور جہاں گدھا لوٹے وہاں کی خاک جمع ہوئی تھی۔ دف دائرہ اور خنجری بجتی تھی۔ ڈھولا جھومتا تھا۔ اکیاری ہوتی تھی۔ جوت کا دیا جلتا تھا۔ ساحروں میں تو یہ نقشہ تھا۔ بہادروں نے سطح خانے کھلوائے تھے۔ ہتھیار چھانٹ کر سامنے منگوائے تھے۔ ان کے سامنے دعوئ مردی کسی کو کیا خاک ہوتا کہ اس شب کو قمر بھی ہالے کی چوڑی ہاتھ میں پہنے تھا۔ تیغ تیز کے خوف سے گردوں کی سپر پنجہ مہر چھوڑ کر جانب مغرب بھاگا تھا۔

خنجر بران طوق بن کر گوگیر عدو ہونا چاہتا تھا۔ دلاور ہمہ تن مصروف جدال ہو گئے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ مردم چشم یہ ہیں اور تیغ نظر ہاتھ میں ہے۔ حریف رگ رگ سے شمشیران کی واقف اس طرح تھی کہ جیسے نبض میں جملہ اعضائے تن کی خبر سنتی ہے۔ نیزہ سرکشی کا دعویٰ کر رہے تھے۔ گرز دشمن کا سر مثل مار کچلنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

URDU4U.COM

اسی شورش و ہنگامے میں وہ رات بسر ہوئی اور وہ وقت آیا کہ مقراض سحر نے پیراہن مشکیں شب قطع کیا اور موج ضیائے بحر آفتاب نے عالم کو ڈبو لیا۔

ہنگام سحر ملکہ مہ رخ شبستان سے برآمد ہوئی اور ہر سمت سے جادوگرنیاں اور ساحر نام آور حاضر ہو کر تسلیم بجا لائے اور ملکہ موصوف کو لے کر جانب زرنگاہ چلے۔ اس وقت ہزارہ نقارے بجے ابر سحر کے سر پر سایہ فگن ہوئے۔ تخت طاؤس ساحروں کے اڑ کر چلے۔ ملکہ بہار وغیرہ سرداروں کی عجب شوکت و شان تھی کہ شوکت و عظمت ان پر ہزار جان سے قربان تھی۔

یہ دلاور بڑے کروفر سے وارد میدان قتال ہوئے۔ اس وقت صحرا میں ہوا سرد چل رہی تھی۔ پہاڑوں پر طائر یاد خالق اکبر میں مصروف تھے کہ یکایک گلستان شجاعت کے نونہال عرصہ قتال میں پھولے پھلتے آئے میدان میں سب نے پرے جمائے۔ ہوا بدل گئی۔ امان کنارہ کر گئی۔ شمشیر چلنے کی ہوا چلنے لگی۔ زبان نیزہ و سنان زہر اگلنے لگی۔ یعنی آمد آمد لشکر حریف ہوئی۔ سیاہ سیاہ ہزار دو ہزار بیرق اڑتی نظر آئی۔ آگے سب کے مقراض اژدہوں پر تخت کھنچوائے سوار پشت پر تین لاکھ ساحران غدار شعلہ چمکائے صورتیں ہیبت ناک بنائے آئے تھالیاں برنجی جب ہاتھوں پر بلند کرتے تو معلوم ہوتا کہ آسمان پیتل کا تہ فلک پیدا ہوا ہے۔ ہر طرف نارنجی و ناریل اچھلتا تھا جسے جے کا سامری کے غل پڑا تھا۔ ایک طرف سے ایک دریا مثل خط جدول بہت قریب باریک لہراتا۔ ظاہر تھا کشتی پر سمندر سوار تھا۔

مختصر یہ کہ پہلے بجلیاں سحر کی کڑک کڑک کے گریں اور جھاڑیاں درخت وغیرہ کاٹ

کر جلا گئیں۔ پھر ہوائے سحر کے جھونکے آئے گرد و غبار خس و خاشاک اڑائے گئے۔
ابر سحر برسا غبار بیٹھا۔ دلوں سے غبار نکلنے کا زمانہ آیا۔ نقیب آگے بڑھ کر للکارے دلاوروں کو پکارے کہ وہاں سے مبارزاں میدان شاباش یہی وقت امتحان ہے۔ خبردار سر کٹے جان جائے مگر قدم نہ ہٹے۔ حوصلہ دل کا بڑھا رہے ہیں۔ چاہے مر مٹے جب نقیب رغبت جنگ دلا کر پیچھے ہٹے۔ مقراض نے پکار کر کہا۔ "سمندر بھیا! ان نمک حراموں سے لڑائی کا طول دینا بیکار ہے۔ تم چار سمت سے ان کو گھیر لو۔ میں ایک ہی سحر میں ان سب کو صفحہ ہستی سے مٹا دوں۔ جیسے یہ صف باندھ کر تصویریں مثل نقوش کاغذی کھڑی ہیں۔ ویسے ہی یہ مرقع تم دم بھر میں مٹا ہوا دیکھنا۔"
یہ صدا سن کر عیار تو لشکر مہ رخ سے نکل گئے۔ اور جو لوگ بزدل تھے وہ بھی کنارہ کر گئے۔ سب کو یقین کامل ہوا کہ اب کوئی آفت عظیم آیا چاہتی ہے۔
ادھر سمندر نے کہنا ساحرہ مقراض کا جو سنا کہا۔ اے ملکہ! آپ سچ کہتی ہیں جلد ان باغیوں کا استیصال ہو جائے تو اچھا ہے۔ آپ ملکہ حیرت کو بلا لیجئے کہ وہ آ کر اپنے دشمنوں کا حال خراب ملاحظہ فرمائیں۔"
اس نے جواب دیا۔ "ملکہ حیرت سے میں نے کہا تھا کہ میدان میں چلئے۔ وہ فرمانے لگیں کہ میں خاتون معظمہ شاہ طلسم ہوں' پہلے بہت لڑائیوں میں عرصہ جنگ میں میرا جانا ہوا لیکن جو اپنے نام پر طبل جنگ بجوا کر گیا۔ جب وہ مارا گیا۔ تب مجھ کو پھر آنا پڑا۔ مفت خفت بھی ہوئی لوگ کہتے ہوں گے کہ بی بی شاہ جاوداں کی بھاگی۔
چنانچہ اب میں صرف حکم احکام دینے اور دوستی فوج وغیرہ کے لیے یہاں بجکم شاہ اتری ہوں۔ جب تم فتح کر لینا تو مجھ کو بلانا اور سچ بھی یہ ہے کہ انسان اپنے ہمسر سے لڑتا ہے۔ نہ کہ ادنیٰ سے ملازمان ملکہ کیا کم ہیں لڑنے کو جو ملکہ بنفس نفیس میدان میں تکلیف کریں۔"
سمندر نے یہ باتیں سن کر کہا۔ "بہتر ہے میں اب اپنا کام کرتا ہوں۔"

اور جانب لشکر مہ رخ منہ کر کے پکارا۔ "اے نمک حراماں ہوشیار ہو جاؤ۔ قضا تمہاری ہو گئی۔"

ادھر سے جادوگروں نے جواب دیا۔ "ارے او خیرہ سر بے حیا کیا گد کھاتا ہے۔ قضا تیرے اس افراسیاب کی آئی ہے جو ہمیشہ سے نمک حرام ہے اور محسن کش ہے۔ بادشاہ طلسم جو اصل میں لا چین تاجدار جادو تھا۔ جس کی پشتوں سے حکومت اس طلسم پر چلی آتی تھی۔ وہ افراسیاب ملازم تھا۔ اس بادشاہ کو اس حرامزادے نے قید کیا ہے اور آپ بادشاہ بنا ہے۔ نمک حرام وہ ہے یا ہم ہیں۔ ارے کافر دھمکاتا کیا ہے۔ جو تجھ سے ہو سکے اٹھا نہ رکھ۔ خدا ہمارا حامی و مددگار ہے۔"

یہ سنتا تھا کہ سمندر کو جوش غصہ کا آیا اور ایسا پانی اس کے ناک اور منہ سے نکلنے لگا کہ دم بھر میں دریائے زخار و قہار موج مارنے لگا اور وہ پانی مثل حوصلہ عاشقاں ایسا بڑھا کہ چار طرف لشکر مہ رخ کے ہو گیا۔ بیچ میں یہ سب دریا دل آ گئے اور سحر پڑھ کر دریا میں پھونکتے تھے لیکن وہ اب رعدم کی طرح نابود نہ ہوتا تھا۔ گویا اجرام ارض اور موالید ثلاثہ سب پانی ہو گئے تھے۔ زمین کو عارضہ استسقائے آبی ہوا تھا۔ کشتی آسمان ڈوبا چاہتی تھی۔ چشمہ مہر تک پانی پہنچا چاہتا تھا۔ ہر طرف عالم آب نظر آتا تھا۔ اہل اسلام کے دل خوف سے پانی ہوئے جاتے تھے۔ حباب آنکھیں دکھاتے تھے۔ دریا لب ساحل سے شور مچاتا۔ اس طرح جوش و خروش اپنا دکھاتا تھا کہ جیسے کوئی ہنگام غضب جوش میں آتا تھا۔ پانی پہاڑوں کی بلندی سے بھی بلند ہوا۔ یقین تھا کہ سحر خضر فلک سے جا کر دھارا اس کاٹ۔ پانی کی چادر پڑنے لگی۔ مینڈھا اچھلنے لگا۔ گرداب ایسا تھا کہ تقدیر بد بختاں کے یہ چکر نہ ہوں گے۔ دریا کی تو یہ طغیانی تھی۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ ابر گھر آیا۔ پانی موسلا دھار پڑنے لگا پھر تو یہ عالم تھا۔

بدلی ہوئی بے طرح نظر تھی
URDU4U.COM
آشوب پہ چشم ابر تر تھی

مانند سر شک بادل اڈے
جس طرح سے جنگ کو دل اڈے
بادل کی گرج ہوا کے جھونکے
موج باد صبا کے جھونکے
گھنگھور گھٹائیں آ رہی تھیں
بام گردوں پہ چھا رہی تھیں
بجلی کی کڑک وہ ابر کا زور
کوندے کی لپک وہ رعد کا شور

اس پانی کے پڑنے سے لشکریاں مہ رخ کے جسم کی طاقت جاتی رہی اور دریا بڑھتے بڑھتے قدم تک آ رہا۔ دریا نہ تھا۔ طوفان نوح تھا۔ بند راستہ فتوح تھا۔ ہر ایک کو یقین عاشق ہوا کہ اب غرق بحر اجل ہوئے۔ ان ساحروں نے سحر پڑھنا چھوڑ دیا اور کلمہ شہادت زبان پر جاری فرمایا۔ آپ نے عقائد کی تجدید کی اور رجوع قلب سے درگاہ خدا میں استغاثہ کرنے لگے۔ ادھر جب تمام لشکر کو روک کر تنہا بحر سحر مقراض نے دیکھا کہ ایک نارنج یاقوت کا سحر کے جھولے سے نکالا اور سب لشکر کو روک کر تنہا اژدر اپنا بڑھایا۔
یہاں ملکہ بہار نے مہ رخ سے کہا۔ "اس نارنج کو جو یہ قطامہ لیے ہے پہچانتی ہو۔ ہزار در ہزار بلائیں اس میں مخفی ہیں۔ اس نے کھینچ کر مارا اور سب لشکر تہ و بالا ہو گیا۔"

مہ رخ نے کہا۔ "رضینا بالقضا مرگ سے چارہ ہی کیا۔"
یہ کہہ کر لشکر کے دست راست و چپ نگاہ کی عجب آفت دیکھی کہ نازنیناں یم خوبی و قلزم حسن محبوبی گھٹنوں تک پانی میں ڈوب گئے ہیں۔ سحر کی چھتری اور بنگلے سب بیکار ہیں۔ کوئی کام نہیں دیتے ہیں۔ حنائی ہاتھ نگاراں گلبدن کے کپو گئے ہیں۔ دل سینوں

میں پانی ہے۔ بدن سب کا پھیکا ہے۔ اوس گلستان و ناز پر پڑ گئی ہے۔ غمزہ و ادا پھیکا کیا۔ بالکل کنارہ کر گئے ہیں۔ رخ ان کے دریا میں کنول کے پھول بن گئے۔ یاس و حرماں سے رنگ و رخ سفید تھا تو تختہ یاسمن کھلا نظر آتا تھا۔ بت خانہ آذری کنارے دریا کے کلمہ ابراہیم خلیل اللہ پڑھتا اور وہ دریا آتشکدہ نمرودی ان کے حق میں تھا ایک جگہ لڑنے والے بہادر جمے کھڑے تھے۔ دریا کے دھارے کو تلوار کی دھار سمجھتے تھے۔ موت کے گھاٹ پر پہنچ گئے تھے۔ خدا ہی ان کا بیڑا پار لگانے والا ہے ورنہ ہر موجہ سیف کی روانی دکھاتا ہے۔

یہ حال کثیر الاختلال اپنے لشکر کا ملکہ نے اشک حسرت بہائے اور قلزم مرگ میں جہاز ڈوبتا دیکھ کر دست مناجات بدرگاہ خالق و سحر و بر بلند کئے۔ بہار نے پشت پر بال کھول کر آمین کہنا شروع کی اور ملکہ موصوف بلبلا کر پکاری کہ

یارب تیرے انس و جن ہیں بس میں
ہیں انس کی جنس ساری رسمیں
ہر نخل میں گل ہے گل میں بو ہے
ہر بو میں جو لطف ہے وہ تو ہے
تو چشمہ چشم انس و جان ہے
چشمہ ترے فیض کا رواں ہے
غائب قدرت سے تیری موجود
نابود ہو بود بود نابود
چھوٹا ہو بڑا بلند ہو یا پست
ہو ہست سحر نیست سحر ہست
گویا ہیں لب ملاء اعلیٰ
سبحانک شانہ تعالیٰ
مولا میرے مجھ پہ تو کرم کر

دشمن کو تو مرگ سے بہم کر

یہ دعا اس کی درگاہ خدا میں قبول ہوئی۔ وہ اس طرح کہ جب عمرو کو چھڑائے بران آئی تھی اور شاہ طلسم کے ہاتھ سے زخمی ہو کر جو گئی تو قلعہ ہفت رنگ میں نہ گئی۔ اس فکر میں ایک اپنے طلسم کے مجلس کے سمجھانے سے روانہ ہوئی کہ کسی طرح برج غضب افراسیاب سے عمرو کو نکال لوں۔ چنانچہ جب اس کو عرصہ ہوا کہ قلعہ میں اپنے یہ نہ آئی تو مرزان وزیر خدمت شاہ کوکب میں گیا اور بصد ادب عرض پیرا ہوا کہ چشم و چراغ سلطنت خورشید آسمان حکومت ملکہ دوراں دختر نیک اختر حضور ذیشان دام اقبالہا چند روز سے قلعہ میں تشریف فرما نہیں ہے۔ جانب طلسم ہوشربا گئی تھیں۔ مراجعت فرما نہیں ہوئیں۔ ارکان دولت داعیان مملکت نے لشکر مہ رخ میں بھی ڈھونڈھا۔ وہاں بھی پتہ نہ ملا۔ وہ طلسم تمام پر آشوب ہے لڑائی تو شاہ سے ہے۔ غلام جانباز کو یہ اندیشہ ہے کہ کنیزان ملکہ گردوں احتشام کو اس بادشاہ ناکام نے کسی آفت میں نہ پھنسایا اور دشمنوں کو زندان مصیبت میں نہ ڈالا ہو۔ خاک در دہان من باد' ملکہ عالم کا بول بالا رہے۔ میرا اندیشہ سراسر بیجا ہو۔"

کوکب نے یہ خبر سن کر خیال کیا کہ اگر کسی کو خبر لینے بھیجتا ہوں تو وہ غیر طلسم کے مقامات طلسمی پر جا سکے گا۔ مثل دریائے نورد ظلمات وغیرہ۔ پس میں خود چلوں اور اگر مرات واقعہ سے خبر دریافت کروں اور مبادا اس میں ملکہ کو مبتلائے آفت پاؤں تو لا محالہ جانا پڑے گا اور عرصہ کا عرصہ ہو گا۔ اس سے مناسب ہے ابھی جاؤں۔

یہ سوچ کر بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا اور طلسم ہوشربا میں آیا۔ پہلے لشکر حیرت میں اپنی دختر کو تلاش کرنا چاہا چنانچہ اس طرف اگر یہ ہنگامہ دیکھا کہ ملکہ مہ رخ مصیبت میں گھری ہے۔ وہ ساحر تین لاکھ کے لشکر سے آمادۂ قتل اسلامیان ہیں۔ وہ بیچارے مصروف دعا بصد گریہ و بکا ہیں۔

یہ دیکھ کر اس نے اپنے تئیں زمین پر اتارا۔ وہ وقت تھا کہ مقراض نارنج ہاتھ میں لے کر لشکر اسلامیان پر لگایا چاہتی تھی کہ اس نے قریب بحر سحر پر پہنچ کر نعرہ کیا۔

URDU4U.COM

"باش او قمیہ"

مقراض اس کی جانب متوجہ ہوئی۔ دیکھا کہ ایک جوان وجیہ و شکیل جس کا چہرہ مثل مہر تاباں منور روشن ہے۔ مجھ کو للکارتا ہے۔ یہ ہنستی ہوئی قریب آئی اور کہا۔ "او اجل گرفتہ کیوں ملک الموت کو چھیڑتا ہے۔ جا اپنے کام میں مصروف ہو۔ نہیں جانتا کہ ہم سے لڑ کر کوئی زندہ نہیں بچا۔"

شاہ موصوف نے سحر پڑھ کر کہا۔ "بجا آپ کا ارشاد ہے۔ میری لیاقت نہیں جو آپ سے مقابلہ کروں۔ میں تو تماشا دیکھنے آیا ہوں۔ سنا ہے کہ آپ اور یہ ساحر جو دریا میں ناؤ پر سوار ہے۔ خوب باہم مقابلہ کرتے ہیں۔"

یہ کلمات سحر آگیں ایسے تھے کہ مقراض مسحور ہوئی اور پکاری کہ تو تماشا دیکھے گا۔"

شاہ نے کہا۔ "ضرور"

اس نے کہا۔ "اچھا بلا اس کو ناؤ سے۔"

شاہ نے پکارا۔ "ابے او سمندر چز نطفہ نا تحقیق ادھر آ۔"

وہ ساحر بھی ناؤ کنارے پر لے آیا اور زمین پر اترا۔

شاہ نے کہا۔ "تم دونوں آپس میں لڑو ہم تماشا دیکھیں گے۔"

وہ مستعد بر رزم پیکار ہوا۔ اس وقت بادشاہ ستارہ بن کر فلک پر گیا اور وہاں سے مثل شہاب ثاقب ان شیاطین پر لوٹا اور زمین پر آ کر پھر ظاہر ہوا۔ اب ان دونوں نے دیکھا کہ بادشاہ پر شوکت و جا ہے۔ زیور الماس میں سراپا غرق ہے۔ تاج شہر یاری بر سر چار تب شہنشاہی در بر۔ انہوں نے جھک کر تسلیم کی۔ شاہ نے فرمایا۔ "لڑو آپس میں دیر نہ کرو۔"

مقراض نے وہی نارنج چرخ دے کر نعرہ کیا۔ "او سمندر خبردار"

اس نے وہ نارنج جو دیکھا سمجھا کہ اس سے جانبر نہ ہو گا۔ پہلے میں اپنا وار کروں لیکن

یہ نارنج لگایا ہی چاہتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس سے لپٹ جاؤ۔ یہ سوچ کر نارنج وہ لگانے نہ پائی تھی کہ یہ دوڑ کر لپٹ گیا۔ اس نے ہاتھوں سے اسے روکا اور کم بخت مجھ جیسے حسینہ تو لپٹ گیا۔ میرے بدن کو تو نے اپنے جسم سے مس کیا۔ میرا حسن کنوڈا ہو گیا۔ آبرو میں بٹا لگایا۔ بادشاہان طلسمات میرے عشق میں سر ٹکراتے پھرتے ہیں۔ زہر کھاتے ہیں۔ اب میں کسی کو کیا منہ دکھاؤں لے اپنی جان دیئے دیتی ہوں۔"

یہ کہہ کر کارد سحر کمر سے کھینچ کر اپنے پیٹ میں آپ مار لی۔ لیکن اس سے پہلے جب سمندر آمادۂ حرب ہوا تھا تو لشکر تین لاکھ کا حربہ سحر لے کر لینا لینا کہہ کر چلا تھا۔ اس وقت شاہ ہاتھ اونچا کر کے اشارہ فرمایا ہوا۔ اے لشکریان مقراض آدھے ایک طرف ہو جاؤ اور آدھے ایک سمت اور آپس میں لڑو کہ ہم تماشا دیکھیں۔

ازبسکہ یہ بادشاہ بھی ہے اور ہم مکتب شاہ جاوداں بھی ہے۔ سوائے افراسیاب کوئی اس کا ہم نبرد نہیں۔ وہ رد اس کے سحر کا کر سکتا ہے۔ اور دوسرا اس سے نہیں لڑ سکتا۔ ہاں وہ لوگ بزرگ افراسیاب مثل ماہی زمرد رنگ و آفات چہار دست و تاریک صورت کش وغیرہ جو شاہ طلسم ہوشربا پر غالب آتے ہیں۔ وہی اس پر بھی غالب آ سکتے ہیں۔

حاصل مرام لشکر نصف ہو کر سرگرم پیکار ہوا اور ادھر مقراض نے کا رد مار کر کام اپنا تمام کیا۔ غل و شور برپا ہوا۔ تاریکی چھا گئی۔ صدا آئی مارا۔ "مقراض دو زبان جادو کو۔"

یہ سانحہ سمندر نے جو دیکھا۔ نعرہ آہ بلند کر کے پکارا۔ افسوس ایسی صاحب حسن و جمال ماہ پیکر مہر نشان مر جائے اور میں زندہ رہوں۔"

شاہ کوکب نے کہا۔ "شرط وفاداری یہی ہے تم بھی اس کا ساتھ تا بہ جہنم دو۔ ہاں دیکھیں تو کہ تم کیونکر مرتے ہو۔"

یہ سن کر اس نے خنجر کمر سے نکالا اور اپنا گلا کاٹ ڈالا۔ شاہ کوکب کو معلوم تھا کہ مقراض اپنا سر کاٹ ڈالتی ہے اور زندہ رہتی ہے۔ پس اس نے وہی تاریخ یا قوت نگار

جو وہ لشکر اسلامیان پر لگایا چاہتی تھی۔ وہ ایک تحفہ طلسمی تھا جو اس کے مرنے سے غائب نہ ہوا تھا اٹھا کر اس کے پیٹ پر مارا۔ ایک صدائے مہیب آئی اور ہزارہا شیر و گرگ صحرا سے پیدا کر نعش اس کے نوچ نوچ کر کھانے لگے۔ اور ہزاروں پتلے اور مارو اژدر و عقرب وغیرہ پیدا ہو کر لشکر جو باہم لڑ رہے تھے اس پر گرے۔

ادھر سمندر کے مرنے سے غوغا عظیم بلند ہوا۔ اور وہ بحر زخار سحر دفعتہً روغن کی طرح اڑ گیا۔ مہ رخ نے مع اپنے لشکر کے نجات پائی۔ اہل اسلام کی بن آئی تیغ بران کے جوہر کھلے۔ شجاعت کے دفتر کھلے۔ ازبسکہ وہ فوج تو باہم لڑ رہی تھی۔ دم بھر میں مثل باغ خزاں دیدہ کے قلم ہو گئی۔ بہار اس لشکر کی صیاداں و گل چیناں گلزار جرات نے لوٹ لی۔ فصل مہرگان میں جس طرح گلستان برباد ہوتا ہے۔ ویسا ہی نقشہ اس لشکر کا تھا۔ یعنی کوئی مثل شجر مالخوردہ تیشہ شمشیر سے کٹا تھا۔ کوئی برنگ قبائے گل گریبان چاک نظر آتا تھا۔ کسی کا سبزہ روش جسم پامال تھا۔ کہیں نقد جان کو بسان سوسن کہ ہم رنگ مستی آلودہ لب جاناں تھی دھڑی دھڑی کر کے لوٹا تھا۔ صرصر قہر و آفت تلواروں کے چلنے سے چلتی تھی۔ خنجر جب گلا کاٹتے تھے۔ طوق منت کے گویا بڑھائے جاتے تھے۔ نیزوں نے سینوں میں گویا گھر کیا تھا۔ گویا عشق شاہداں کی طرح دل میں گھر کیا۔ خون کا دریا رواں تھا۔ جنگل لاشوں سے ٹپا تھا۔ ایک بھی ان لشکریوں سے جان سلامت نہ لے گیا۔ ایسا کھیت پڑا کہ تین لاکھ لشکر سب کھیت رہا تھا۔

جب وہ لشکر نابکار و اصل دارالبوار ہو چکا۔ شاہ کوکب کے نعرہ کی صدا آئی۔ "منم شہنشاہ طلسم نور افشاں شاہ کوکب عالی شان۔

مہ رخ تخت پر سے اتر کر دوڑی اور پکاری۔ "اے بادشاہ تشریف لائیے۔ میرے حال پر کرم فرمایئے۔

آواز آئی۔ "یہ کون برا کام تھا۔ جو میں تفاخر کروں اور میں ہم شبیہ شاہ کوکب ہوں۔ اصل میں کوکب نہیں ہوں۔"

یہ آواز دے کر وہ غائب ہو گیا۔ یہ بادشاہ تو اپنی دختر نیک اختر کی تلاش میں روانہ ہوا اور ملکہ حیرت نے جب حال بربادی لشکر مقراض سنا تھا تو مقابلہ کوکب میں جانا بہتر نہ جانا۔ اب ماجرا قتل لشکر سن کر غمگین ہوئی اور جملہ کیفیت لکھ کر نامہ سحر کے پتلے کو دے کر شاہ افراسیاب کے پاس روانہ کیا۔

اس طرف ملکہ مہ رخ فتح و ظفر بجاتی۔ خوشی خوشی مراجعت فرما ہوئی۔ لشکر نے پڑاؤ پر پہنچ کر کمر کھولی ہر طرف قہقہے اور چہچہے اڑنے لگے۔ سردار داخل بارگاہ ہوئے جشن عالی مرتب ہوا۔ ہر جگہ عشرت نشاط کا ہنگامہ تھا مگر بوجہ قید ہونے خواجہ عمرو کے چنداں انبساط کا جلسہ نہ تھا اور ملکہ بہار نے مہ رخ سے کہا۔ اس فتح ہونے سے مفر ہم کو نہیں ہے۔ ابھی جنگ ہونا باقی ہے یعنی بادشاہ جاوداں اب مرحلوں کے ساحر بھیجتا ہے۔ اگر شاہ کوکب یا ہم شبیہ اس کا نہ آتا تو اسی وقت ہمارا خاتمہ تھا۔ پس میں تو یہاں سے اپنے ملک کو جاتی ہوں اور چل کھینچ کر سحر تیار کر کے آؤں گی۔ کیونکہ بے بسی سے جان نہ دوں گی ہاتھ پاؤں ہلا کر مروں گی۔"

یہ کہہ کر تخت سحر تیار کر کے مع اپنی خواصوں کے روانہ ہوئی اور ہر سردار کو یہ خیال ہوا کہ شہنشاہ طلسم جب عمرو کو قتل کرنے آئے گا تو بہت بڑی لڑائی پڑے گی۔ چنانچہ اس خیال سے ہر شخص سحر تیار کرنے میں مصروف ہوا۔

بیماراں بستر ناکامی و مقیداں زندان بے آرامی چارہ سازاں امراض درد و الم و مداوا پردازاں بیماری ظلم و ستم راحت افزایاں دل رنجور و عشرت دہندگان خاطر ناصبور محصوراں حصور جور و جفا حلقہ روزگار بسلسلہ عہد و وفا عارضہ ضعف و دل سے بعنایت شافی مطلق الحکیم علی الا طلاق اس طرح قوت و شفا پاتے ہیں اور حصار درد و الم سے محصوراں زندان غم کو یوں چھڑاتے ہیں کہ جب شاہ افراسیاب گمراہ مقراض وغیرہ کو بھیج کر جانب کوہ فیروزہ روانہ ہوا۔ رفتہ رفتہ اس کوہ پر شکوہ پر پہنچا۔ پہاڑ صانع بحر و بر نے فیروزہ کا بنایا تھا۔ نقشہ اپنی قدرت کاملہ کا دکھایا تھا۔ عکس کوہ سے دور تک زمین سرسبز ہمرنگ

فلک اخضر تھی۔ گویا دیوان کدۂ بہار کی دختر تھی۔ درخت پہاڑ سرسبز و شاداب تھے۔ آب سحاب قدرت سے سیراب تھے۔ طلسمی حالت سے ابر زنگاری سر کوہ پر چھایا۔ زمین فیروز رنگ پر گلہائے سرخ کا کھلنا طرفہ تماشا تھا۔ نیرنگ طراری کلک قدرت منشی بہار نظر آتی تھی۔ لوح فیروزہ پر نقاط سرخ کا ہوتا نئی کیفیت تھی کہ دل سیاحاں روضہ رضوان کا لبھاتی تھی۔ درخت ایک لخت بساط حلہ پوشاں جناں سبز پوش نہروں کے دلوں میں جوش پھول اپنا رنگ جماتے گل لٹاتے ہوا کا رخ بسا ہوا عرش پر پہنچا ہوا۔

بادشاہ اس کوہ فرحت آگیں پر پہنچ کر افسوں خواں ہوا۔ طائران خوش نوا جو اشجار پر بہار پر زمزمہ سنج تھے چہچہے کرتے ہوئے اترے اور قلعہ فیروزہ نگار جو دامن کوہ میں آباد ہے۔ وہاں پہنچے۔ حاکم اس قلعہ کا فیروز شاہ تاجدار جادو سریر حکومت پر بصد عزت متمکن تھا کہ طائروں نے سامنے آ کر دعا دی۔ آمد بادشاہ طلسم کی بیان کی۔ شاہ قلعہ خبر سن کر بہ تعجیل تمام مع ارکان دولت کے اٹھا اور سامان نذر وغیرہ ہمراہ لے کر خدمت شہنشاہ جاوداں میں آیا۔ سر عجز بہر تسلیم جھکایا اور پہاڑ پر جو عمارت اس کے سکونت کی بطور سیر گاہ تعمیر تھی۔ اس کو فرش و مسند و شیشہ آلات سے کار پردازوں نے بہت جلد آراستہ کیا۔ سامان عیش و عشرت مہیا کیا۔ بادشاہ لب نہر ایک بنگلہ میں آ کر بیٹھا۔ جام مے ارغوانی کا دور چلنے لگا۔ ناچ ہونے لگا۔ شاہ جاوداں نے اس وقت فرمایا۔ تمہارے ذمے اسے فیروز شاہ ہمیشہ سے نقابت طلسم کی ہے۔ میں عمرو کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ تمہیں لازم ہے کہ تمام طلسم میں منادی کر دو کہ دوست ہمارے آ کر تماشا اس کے قتل ہونے کا دیکھیں اور خوشی کریں اور دشمن اس خبر کو سن کر آتش غم میں جل جل مریں اور نقارچی یہ بھی پکار دے کہ فلاں روز بادشاہ طلسم اس نا عیار کو قتل کرے گا۔ جس کسی کو دعوئی ہو وہ آ کر چھڑائے۔ قتل و غارت سے کشور جان و جسد کو بچائے۔"

یہ حکم محکم قضا شیم شہنشاہ عالی ہمم سن کر فیروز شاہ نے دست ادب باندھ کر عرض کیا۔

"اے شہنشاہ نصف نشان ہم غلاموں کی یہ مجال نہیں جو میدان عدول حکمی میں قدم رکھیں اور حکم معلیٰ سے سر پھیریں۔ قتل عمرو بنا پر آئین طلسم چالیس روز کے بعد ہونا چاہیے۔

URDU4U.COM

آئندہ جو رائے اقدس و اعلیٰ۔"

بادشاہ نے یہ عذر سن کر حساب کیا تو عمرو کو قید ہوئے تیس روز گزرے تھے۔ دس روز باقی تھے بعد اس حساب کے کتاب سامری طلب کی اور حسب دستور نذر وغیرہ دے کر کھولی۔ حالی عمرو کے قتل کرنے کا دیکھا کہ اس کو کب ہلاک کرنا چاہیے۔ کتاب میں یہی نکلا کہ بعد چالیس روز کے مناسب ہے۔ درمیان میں قتل نہ ہو سکے گا اور اے بادشاہ لشکر مہ رخ تجھ کو غارت کرنا چاہیے۔ عمرو کو کسی زمانہ اور کسی وقت میں قتل نہ ہو گا کیونکہ وہ قاتل ساحراں ہے' مقتول ساحراں نہیں ہے۔

یہ ماجرا کتاب سے دیکھ کر بغصہ کتاب کو بند کیا اور سر اٹھا کر کہا۔ "اے فیروز! جب دن برے آتے ہیں تو آدمی کیا خدا تک برگشتہ بخت سے بگڑ جاتے ہیں۔ خداوند سامری کو دیکھو کہ مسلمانوں کے طرفدار ہوئے ہیں مجھ سے بر خلاف ہیں۔ جب ان کی کتاب دیکھتا ہوں' مسلمانوں کا سراسر جنبہ پاتا ہوں۔ اس وقت بھی یہی حکم کتاب میں نکلا ہے کہ عمرو قتل نہ ہو گا۔ بھلا میں تجھ سے پوچھتا ہوں کہ میں کیسا بادشاہ ہوں کیا ایک آن میں ساری دنیا درہم برہم نہیں کر سکتا۔ کیا میں آسمان کے خدا سے نہیں لڑ سکتا۔ کیا میں کوہ بلند کو چٹکی سے مل کر خاک نہیں کر سکتا۔ کیا میں جامہ ہستی عالم چاک نہیں کر سکتا۔ میں چاہوں تو ایک دنیا اور بنا دوں اور از سر نو عالم خلق کروں۔ میں آپ کی طرح آج تک دیتا رہا۔ ورنہ ان مسلمانوں کو رائی سے کائی کر ڈالتا۔

اب میں اپنا رتبہ آج ایسا دیکھتا ہوں کہ

بھلا سامری کی ہے یہ کب مجال
کرے سامنے میرے کچھ قیل و قال
جو اژدر پہ ڈالوں غضب کی نگاہ
تو وہ پانی پانی ہو بے اشتباہ
اگر دیکھ لے میرے تیور برے
گرے تیغ بہرام کے ہاتھ سے
کروں سمت گردوں جو ترچھی نظر
تو دو ٹکڑے ہو صاف شب کو قمر
غضب میرا شاید ہے یاد آ گیا
جو خورشید گردوں پہ تھرا گیا

اگر عمرو کو میں نے قتل کر ڈالا تو سامری کی پرستش کرنا چھوڑ دوں گا۔ اس کی وجہ کیا کہ وہ حکم میری مرضی کے خلاف دیتے ہیں اور اگر عمرو کو میں قتل نہ کر سکا تو بیشک ان کو سچا جانوں گا۔ تو یہ ممکن نہیں کہ جس بات کا میں ارادہ کروں اور وہ نہ ہو۔

فیروز شاہ یہ لاف و گزاف براہ تکبر اس شیطان مجسم کا سن کر دل میں غور فرما ہوا کہ اب بیشک اس بادشاہ کا ادبار آیا۔ آدمیوں سے لڑتے لڑتے خداوندوں سے لڑنے لگا۔ سامری اس کے ایسے تابعدار تھے کہ اس کے مزاج کے موافق کتاب لکھتے۔ دل میں تو ایسا کچھ سوچا لیکن بظاہر صفت و ثنا بادشاہ کی کرنے لگا۔ اے شہنشاہ سچ ہے کہ آپ کا ارادہ کون رد کر سکتا ہے اور کون آپ کا ہمسر ہے کون ملازمان عالی سے لڑ سکتا ہے۔ آپ کا ارادہ ارادۂ جمشیدی ہے جو حکم ہو غلام اس کو بجا لائے۔ آپ غصہ نہ فرمائیں۔

شاہ نے فرمایا۔ "دس روز چالیس دن میں باقی ہیں۔ عمرو کو قید ہوئے۔ ان دس روز میں تمام طلسم میں ڈھنڈورا پٹ جائے اور تمام ناظمان طلسم کو فرمان پہنچ جائیں کہ فلاں

روز لشکر حیرت کے متصل کنارے دریائے خون رواں کے مع لشکر سب جمع ہو جائیں۔ میں عمرو کو ضرور قتل کروں گا۔"

یہ کلام سن کر فیروز شاہ نے سحر پڑھا۔ دفعتہ ایک آندھی آئی۔ بعد اس آنت کے ایک دیو قوی ہیکل پیدا ہوا کہ منہ اس کا بھاڑ کی طرح کھلا تھا۔ دانت مثل دندان فیل باہر منہ سے نکلے تھے۔ سر برج قلعہ نظر آتا تھا قامت دراز تاڑ ایسا تھا۔ سیاہ رو قوی تن عفص گردن بدن پر روئیں نکلے کی طرح دراز سر میں نخوت دل میں بھری حرص و آز ایک ڈھول مثل خمک فلک زنجیروں سے بندھا گلے میں ڈالے اور چوبیں مثل ستون ہاتھوں میں لیے سامنے آیا۔ اس سے حکم دیا۔ "اے دہل کوب جادو سارے طلسم میں جا کر ڈھنڈورا پیٹ دو کہ فلاں روز عمرو قتل ہو گا۔ ساکنان طلسم آ کر تماشا دیکھیں اور ابتدا ڈھونڈرا پیٹنے کی لشکر حیرت و مہ رخ سے کرتا اور نعرہ دہل زنی کئے بغیر آرام نہ کرنا۔"

اس نے کہا۔ "یہ دہل بھی طلسمی ہے اور میں بھی اسی لیے ہوں کہ منادی کیا کروں۔ میرے ڈھول کی آواز جملہ ساکنان طلسم سنتے ہیں اور ساتھ ستر کوس تک چار سمت میں اس کی صدا جاتی ہے۔ یہ کہہ کر ڈھول کو سنبھالتا پرواز کر کے روانہ ہوا اور بہت جلد لشکر حیرت میں آیا۔ اول بارگاہ میں پہنچ کر ملکہ مذکور کو سلام کیا اور حکم بادشاہ سے اطلاع دی۔ ملکہ بہت خوشنود ہوئی اور گویا ہوئی کہ "جلد جا ڈھنڈھورا پیٹ۔"

وہ کنارے لشکر کے آیا اور دہل پر اس نے چوب لگائی۔ سب ماجرا لشکر حیرت مہ رخ کے گوش بر آواز ہوا کہ سنو ڈھنڈھورا پٹتا ہے۔"

اس اثنا میں اس دہل زن نے رعد آسا کڑک کر آواز لگائی۔ خلق خداوند لقا و سامری وغیرہ پونے دو سو خداوندوں کی ملک بادشاہ کا حکم شہنشاہ ساحران افراسیاب جادو کا کہ تاریخ اٹھارویں ماہ بہمن روز دہشتی سنہ حال کو مریخ یعنی منگل کے دن عمرو عیار برج غضب سے نکال کر قتل کیا جائے گا۔ جو اس کا عدو ہو وہ آ کر تماشا دیکھے اور جو اس کا

محب ہو' آمادہ بجنگ ہو رہے۔

یہ منادی کر کے دو چوبیں اور ڈھول پر مار کر آگے بڑھا۔ تماش بینوں اور لونڈوں کا غول اس کے ساتھ ہوا۔

URDU4U.COM

ادھر طرفداران شاہ طلسم نے جو یہ ڈھنڈوا سنا باہم گویا ہوئے۔ "بھئی عمرو کا قتل ہونا تو یقین نہیں آتا۔ مدت سے یہ خبر سنتے ہیں کہ اب شہنشاہ کو غصہ آتا ہے۔ اب سب باغی قتل ہوتے ہیں۔ خیر دور کے ڈھول سہانے ہیں۔ ڈھنڈورا سن کر خوش تو ہو لو۔"

ادھر لشکر بان مہ رخ نے جو ندا سنی۔ ہر ایک آبدیدہ ہو ہو کر دعا کرنے لگا کہ خدا تعالٰی خواجہ کو شر سے ظالم کے بچائے۔ سرداروں نے باہم کہا۔ "ڈھول کے اندر خول یہ فقط سنانے کے غربے ڈبے ہیں۔ شاہ طلسم خواجہ کو کیا قتل کرے گا۔"

جادوگرنیاں دامن پھیلا کر کوسنے لگیں۔ "موئے ڈھنڈھوریے کے منہ میں خاک' خداوند دشمن کا چیتا نہ ہو۔ موا افراسیاب آپ مارا جائے۔ اسی موئے کی ارتھی نکلے خدا کرے مونڈی کاٹے کی لاش چیل کوے کھائیں۔ حیرت رانڈ ہو کے بیٹھے' ہے ہے وارث کہے۔

مہ رخ کو صدا سن کر بڑا تردد ہوا ہے۔ حال اس کے لشکر کے جمع کرنے کا بیان کیا جائے گا۔ مگر عمرو کا حال سنئے کہ!

ڈھنڈھورا جب شاہ طلسم نے پٹوایا تو کوہ فیروزہ پر بیٹھے بیٹھے سحر اپنا کم کر دیا۔ اس لیے عمرو بھی صدا ڈھنڈرے کی سنے۔ چنانچہ خواجہ تیس روز کے قید ہوئے' بیہوش تھے۔ اب جو ہوش آیا۔ دیکھا کہ اندھیری کوٹھڑی میں قید ہوں۔ جسم پر آبلے پڑ گئے ہیں۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ زمین میں ہوں یا آسمان پر ہوں۔ بشر کی آواز کان میں آتی ہے۔ یہ کہہ کر ازبسکہ بھوکا پیاسا تھا۔ کسوت عیاری سے کچھ میوہ نکال کھایا۔ پانی پیا۔ شکر خدا کا کیا۔ "اے پروردگار تو سچا ہے کہ جب تک منہ سے موت اپنے نہ مانگوں اس وقت تک نہ مروں۔ اس وقت اپنے تئیں زندہ گور میں پاتا ہوں۔ تو ہی اس ظلمت سے نکالنے والا ہے اور قید غم سے رہائی دینے والا اسی سوچ میں تھا کہ یکایک ڈھنڈھوریے

کی آواز سنی اور اپنے قتل ہونے کی تاریخ معلوم ہوئی۔ دل سے کہا۔ "کوئی تدبیر کرنی چاہیے۔" اسی فکر میں یکایک پھر بیہوشی طاری ہوئی۔ کیونکہ شاہ نے کچھ دیر کے لیے ہوشیار کیا تھا اور اس کو بھی خوف تھا کہ یہ ہوشیار رہے گا تو رہا ہو جائے گا۔
چنانچہ بدستور اقوال یہ تو مقید ہیں۔ ادھر حسب فرمان شاہ طلسم فیروز شاہ نے فرمان اور ناظمان و شاہاں طلسم کو تحریر کئے اور پتلہ ہائے سحر اور طائران کو دے کر روانہ کئے۔ آنا ان بادشاہوں کا بیان ہو گا۔ لیکن جب ملکہ حیرت اور اس کے سرداروں نے ڈھنڈھورا سنا باہم مشورہ کیا کہ جب تک شہنشاہ عمرو کو قتل کرنے آئیں۔ اتنے عرصہ میں ہم ایک لڑائی ایسی ساکھے کی لڑیں کہ جملہ باغیوں کا کام تمام کر دیں۔ یہ صلاح ہوئی ہی تھی کہ صنعت سحر ساز ڈھنڈھورا سن کر بارگاہ ملکہ میں اپنے مقام پر سے آئی۔ ایک سمت سے مصور جو چلہ میں تھا مع اپنی زوجہ صورت نگار کے آیا۔ پھر تو اور بھی ساحران نامی مثل شکوہ زریں قبا وغیرہ کے ملکہ مذکور کے پاس آ کر جمع ہوئے اور کہا۔ "اے ملکہ مقراض ایسی ویسی ساحرہ نہ تھی جس کو ہم شبیہ کوکب نے آ کر قتل کیا۔ ہم جانتے ہیں کہ یوں ہی قتل عمرو میں بھی رخنہ پڑے گا۔
حیرت نے کہا۔ "تم سچ کہتی ہو انہی باتوں سے جی میں رہتا ہے کہ خنجر مار کر جائیں اور خواہ افراسیاب اجازت دے یا نہ دے تسمیہ ہو کر نمک حراموں سے لڑنا چاہیے یا تو ان کو ہم نے مار لیا یا ہم کو انہوں نے مار کر طلسم پر قبضہ کیا۔
ملکہ شکوہ نے کہا۔ "مناسب یہی ہے جو آپ فرماتی ہیں۔"
ملکہ صنعت نے بال سر کے پکڑ کر سب کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "اے لوگو! بال سر کے سفید ہوئے ہوس دنیا کی سب نکل چکی اب جی کے کیا کرنا ہے ساحران عالم کو کیا منہ دکھاؤں گی۔ اس بے عزتی سے زندہ بھی رہی تو کیا۔ مثل مشہور نکٹا جیا برے احوال لازم یہی ہے کہ لڑ کر جان دے دوں۔"
مصور اور صورت نگار جو ذلتیں کئی بار اٹھا چکے تھے۔ اس وجہ سے ہاں ہاں تو کرتے ہیں

مگر ٹال رہے ہیں۔ ان کا یہ قصد ہے کہ عمرو قتل ہو جائے تو پھر مقابلہ کریں۔
غرضیکہ جو جس کے مزاج میں آیا صلاح پذیر ہوا آخر یہ امر قرار پایا کہ بادشاہ ساحران سے اجازت لڑنے کی منگوائیں۔ پھر صنعت کی رائے پلٹی اور اس نے حیرت سے کہا۔
"اے ملکہ افسوس ایسے ایسے زبردست ساحر مارے جائیں اور ہم شاہ سے پوچھنے پر بیٹھے رہیں۔ یہ کبھی نہ ہو گا۔ اسی وقت طبل جنگ بجواتی ہوں۔"
حیرت نے کہا۔ "ہم کو اجازت ہر وقت لڑنے کی ہے اور اجازت نہیں ہے تو پھر کس لیے ہم کو سردار لشکر شاہ نے کیا ہے۔ کچھ پوچھنے کی تو احتیاج نہیں ہے۔ مگر اتنی بات کا مجھ کو خیال ہمیشہ سے ہے کہ میری بہن ملکہ بہار شریک نمک حراماں ہے اور وہ کسی طرح قتل نہ ہو گی۔ کیونکہ شاہ جاوداں نے بہت کچھ بتایا ہے اور دوسرے یہ کہ رعد و برق۔ یہ دونوں ماں بیٹے مرحلہ طلسم کے ساحر ہیں۔ برق ہائے طلسم میں سے برق جادو ہے۔ پس ان کا قتل ہونا بھی دشوار ہے۔
یہ کلام سن کر ایک ساحر نے کہا۔ "اے ملکہ آپ کی بہن آج کل لشکر میں نہیں ہیں۔ جانب کوہ آرام گئی ہیں۔"
ملکہ نے کہا۔ "چلو یہ اچھا ہوا' اب رعد و برق رہے۔ ان کو پکڑوا لینا چاہیے۔"
یہ کہہ کر عیار بچیوں کو طلب کیا اور دربار برخاست کر کے ایسا سحر کیا کہ کوئی اندر بارگاہ کے نہ آنے پائے۔ جب تخلیہ ہوا۔ صنعت نے کہا۔ "میں بزور سحر روئے ہوا پر اڑا کروں گی۔ اے صرصر تو کسی بہانہ سے رعد و برق کو اکیلے میں لانا۔ میں سحر کر کے غافل کر دوں گی اور پکڑ لاؤں گی۔
ملکہ حیرت نے کہا۔ یہاں نہ لانا باغ عشرت میں ملکہ حبنین جادو رہتی ہیں۔ وہاں پہنچا دینا۔
راوی کہتا ہے کہ یہ دونوں ماں بیٹے پہلے ہی سے قید ہو کر حبنین کی سپردگی میں رہتے ہیں اس لیے کہ ساحر زبردست ہیں اگر لشکر میں رہتے تو شاہ طلسم کی فوج ہمیشہ مغلوب رہتی۔ پس بادشاہ نے گرفتار کرا کر ان کو بھی قید سخت میں رکھا ہے۔ اول میں چند

بار جو یہ قید ہوئے تو وہ مقام بیان ہو چکے۔ مثل اس کے کہ دختر مصور الماس پری چہرہ پر رعد عاشق ہو کر قید ہوتا ہے۔ یا یہ کہہ کر مہتر قران دیوانہ بن کر ایک چھڑاتے۔ اور کسی مقام پر قید ہونا ان کا دفتر میں دیکھا نہیں اور نہ ان کی کوئی لڑائی دیکھی۔ بہر صورت ان کا قید ہونا اول اگر بیان ہو گیا ہے۔ جب بھی یہ قید ہیں اور اگر نہیں بیان ہو چکا تو اب بیان کیا جاتا ہے کہ

صنعت تو بطور مخفی صرصر کے ساتھ ہوئی اور صرصر صورت ایک ساحر کی ایسی بنا کر بارگاہ برق میں آئی تسلیم کر کے عرض پیرا ہوئی۔ کنارے لشکر کے مہتر برق فرنگی کھڑے ہیں۔ مجھ سے انہوں نے فرمایا کہ جلد جا کر رعد جادو کو اور مع ان کی ماں کے میرے پاس بھیج دے۔ چنانچہ میں نے حسب ارشاد آپ سے اطلاع کر دی۔

یہ عرض کر کے آپ بارگاہ سے چلی گئی۔ رعد و برق کو خیال ہوا کہ نہیں معلوم کیا کام ہے جو مہتر صاحب نے بلایا ہے۔ چلنا چاہیے اور ایسی بے لگاؤ بات سننے سے عیارہ کا مطلق خیال نہ آیا۔ کیونکہ پیام دے کر وہاں ٹھہری بھی نہیں۔ پھر کیونکر ان کو دھیان عیاری کرنے کا آتا۔

فی الجملہ یہ دونوں بارگاہ سے نکل کر کنارے لشکر کے آئے اور برق عیار کو لشکر سے نکل کر صحرا میں تلاش کرنے لگے۔ صنعت نے روئے ہوا سے خاک قبر جمشید ان پر چھڑکی کہ یہ دونوں بیہوش ہوئے۔ صنعت نے بزور سحر ایک تخت بنایا اور دونوں کو اس پر ڈال کر روانہ ہوئی اور باغ عشرت میں لے کر آئی۔ یہ باغ افراسیاب کا بنایا ہوا ہے۔ کئی مقام پر تعریف اس کی تحریر ہوئی ہے۔ ملکہ جبنین کنیز مجلس جادو کی جو بھاگ کر آئی ہے تو بادشاہ نے اس کا رتبہ ایسا کیا ہے کہ اس باغ میں رکھا ہے اور اول بیان ہو چکا ہے کہ مجلس نے پتلا اس کی گرفتاری کو بھیجا تھا۔ وہ پتلا شاہ جاوداں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اس روز سے اس کو باغ عشرت میں بادشاہ نے رکھا کہ کوئی پکڑ نہ لے جائے۔

حاصل امر وہ ایک نہر کے کنارے بیٹھی مشغول میخواری تھی کہ صنعت پہنچی۔ اس نے

اٹھ کر تعظیم دی اس نے ان قیدیوں کو اس کے سپرد کیا۔ اس نے اپنا سحر قیدیوں پر کر کے کہا۔ آپ ٹھہریئے میں آتی ہوں اور تخت جس پر قیدی تھے اس کو اڑ کر باہر باغ کے ایک پہاڑ کے قریب آ کر دونوں کو تخت پر سے اتارا اور خوب سحر سے بے بس ان کو کر کے ہوشیار کیا اور ایک سحر ایسا پڑھا کہ دو پتھر کی سلیں اڑ کر قریب قیدیوں کے آئیں۔ ان سلوں سے حکم دیا۔ "ان مجرموں کو کمر تک نگل لو۔ سلیں فوراً شق ہو گئیں اور پاؤں سے کمر تک یہ دونوں ان پتھروں میں سما گئے۔ ساحرہ اپنے سحر کا حصار گرو اس درہ کوہ کے قائم کر کے باغ میں آئی اور صنعت کی خاطر تواضع میں مصروف ہوئی۔

مگر وہ کچھ دیر ٹھہر کر رخصت ہوئی اور سب چال بیان کیا کہ میں لڑنے باغیوں سے جاتی ہوں۔ طلسم میں یہ ماجرا گزرا ہے اور ایسی صلاح باہم ہوئی ہے۔ غرضیکہ وہاں سے روانہ ہو کر بارگاہ ملکہ حیرت میں آئی تمام کیفیت معرض بیان میں لائی اور کہا۔ "اب دیر نہ کیجئے' ان نمک حراموں کو مار لیجئے۔"

ملکہ نے کہا۔ "تم مختار ہو جو چاہو کرو۔"

یہ سن کر اس نے نارنج ایک مارا۔ وہ زمین پر گر کر شق ہوا۔ اور اس میں سے ایک پتلا نکلا۔ اس پتلے سے اس نے حکم دیا۔ گنبد نور سے تاپشتہ حنا اور کنارے تک دریائے خون رواں کے میرا لشکر پڑا ہے۔ وہاں جا کے پانچ لاکھ کا لشکر تیار کرا کے یہاں لے آ۔ پتلا یہ حکم پا کر روانہ ہوا۔ اور اس کے لشکر میں پہنچ کر پکارا۔ اے افسران فوج ملکہ صنعت نے پانچ لاکھ کا لشکر طلب فرمایا ہے۔

ایسی آواز اس پتلے کی دراز تھی کہ تمام لشکر نے اس کی صدا سنی اور جلد جلد کمر بندھی لشکر میں ہوئی ساحر اژدر گاؤخر پر سوار ہوئے۔ بیرقیں ہوا میں اڑنے لگیں ترسول پنسول چمکنے لگے۔ سامری کی جے کا غل بالفلک پہنچا۔ ہزارہا ترنج نارنج جو ایک بار اچھال کر ساحروں نے روکا تو یہ معلوم دیا کہ گولہ انداز فلک نے باڑھ گولوں کی ماری ہوم کا

دھواں بلند سحر کی بجلی چمکتی۔ توپ خانہ میں دہر کے رنجک اڑتی ابر سرخ روئے ہوا پر چھایا۔ نبرد کا میدان سامنے جو تھا۔ آتش بہار نظر آتا۔ چار سمت سے جو ابر سیہ اٹھا۔ قلعہ آہن بن گیا تھا۔ اسی طرح عجائبات سحر کے نمایاں کہیں بدلی کہیں ظاہر آفتاب تاباں' گو گل مرچیں نوگیں کا نور صندل جلتا۔ اژدر پھنکارتے سانپ ہر ایک زہر اگلتا۔ ساحروں کا تو یہ حال نبرد آزمایاں عرصہ قتال کی ایک سمت مور چال' وہ خنجر و شمشیر کی چمک دیدۂ ترک فلک کو خیرہ کرتی چراغ خانہ تن کو تیرہ کرتی۔ اسلحہ کی جھنکار گوش بہرام گردوں کے پار غرضیکہ بڑے جوش و خروش سے مثل سحر غضب و سیل فنا یہ لشکر دوراں تھا اور کچھ ہی عرصے میں یہاں سے وہاں تھا یعنی قریب بارگاہ حیرت کے نشان تھا۔

ملکہ صنعت نے جب دیکھا کہ لشکر میرا آ گیا۔ خود بھی تخت اژدھوں پر اپنا کھنچوا کر سوار ہوئی اور شام ہونے کا بھی انتظار نہ کیا کہ طبل جنگ بجواتی اسی وقت سمت لشکر مہ رخ چلی اور جب قریب اس فوج کے پہنچی خنجری سحر و قرنائے جنگی اور دہل طبل کا شور گردش ہمایوں مہ رخ میں پہنچا۔ اس عرصہ میں طائران سحر نے خبر دی کہ اے ملکہ فوج دشمن سر پر آ گئی ہے۔

ملکہ مذکور نے بہت جلد نفیر سحر کو دم دیا۔ غازیان صف شکن بہ عجلت تمامتر تیار ہوئے سرداران لشکر بارگاہ سے نکل آئے۔ خیام و خرگاہ میں ہلچل پڑ گئی۔ بازاریں بند ہو گئیں۔ بعض مقامات پر تو بھگدڑ پڑی۔ مہ رخ بھی بہت جلد باہر بارگاہ کے آ کر سوار ہوئی۔

اس عرصہ میں صنعت کے حکم سے اس کے لشکر نے اس فوج کا محاصرہ کر لیا اور اس کے آنے کے بعد مصور کو بھی جوش آیا تھا۔ یہ بھی کئی لاکھ سے چلا تھا۔ حیرت بھی سوار ہوئی تھی۔ یہ دونوں بھی بجمعیت کثیر آ پہنچے اور دو طرف دو راہوں کو روک کر کھڑے ہوئے۔ چار طرف سے نعرہ کی صدا بلند ہوئی۔ صنعت تیغہ سحر پکڑ کر پانچ لاکھ سے لشکر مہ رخ پر جا گری۔ اس طرف سے مہ رخ بھی مع فوج بڑھ غٹ پٹ

ہو گئی۔ اب تو لکے ابر کے آنے لگے۔ پیکان تیر و مار و عقرب برسانے لگے۔ ناریل ترنج سینوں کے پار جانے لگے۔ مہ رخ پر صنعت نے ایک بیضہ سحر کا مارا اور نارنج پھٹا۔ ہزارہا شعلہ اس میں سے نکلا اور لشکر مہ رخ پر گرا اس نے سحر پکڑ کر کہا۔ "دشمنوں کو یہ آگ جلائے اور ہمارے دوستوں پر پانی ہو جائے۔"

یہ کلمہ ایسا پر تاثیر تھا کہ وہ آگ سمٹ کر فوج صنعت پر جا پڑی۔ ایک لاکھ ساحر جلنے لگا۔ صنعت نے دستک دی کہ فوراً ابر سحر گھر آیا اور برسنے لگا۔ وہ آگ بجھی اس وقت مہ رخ نے ایک نارنج سحر کا مارا۔ صنعت نے خالی دے کر ترنج مارا۔ مہ رخ کا شانہ زخمی ہوا۔ اب تو ساحر سے ساحر بھڑ گیا۔ مہ رخ نے پھر سحر پڑھا کہ تیر برسنے لگے۔ صنعت نے سپریں سحر کی پیدا کیں۔ ہر سمت گولے ناریل عاشق کا چھرا سوئیوں کے گچھے چلنے لگے۔ مہ رخ نے گچھا سوئیوں کا مارا کہ سترہ سو پیکان آبدار کا گچھا پیدا ہو کر فوج پر گرنے لگے جس کے وہ پیکان لگتا سینے سے پار نکل جاتا۔ فوج دس بیس قدم ادھر کی کبھی ہٹ جاتی ہے کبھی ادھر کی پسپا ہوتی ہے لاش پر لاش' مردہ پر مردہ گر رہا ہے۔ دریا کا خون بہتا ہے۔ ساحر مچھلیوں کی طرح تڑپتے ہیں۔ مہ رخ و یاقوت و سرخ مو و مخمور وغیرہ کے خون کہنیوں سے بہہ رہا ہے۔ قبضہ و شمشیر ہاتھ میں جم گئے ہیں۔ سرخ مو اور نافرمان وغیرہ نے غول میں گھس کر ایسے نارنج ترنج مارے ہیں کہ سو سو دو سو کا ایک ہی وار میں کام تمام کیا ہے۔ ادھر سے صنعت وغیرہ چڑھتی چلی آتی۔ نقاروں پر چوب پڑتی ہے۔ نقیب للکار رہے ہیں کہ

رزم کا دن ہے نام کر جاؤ
زندگی ہے کہ لڑ کے مر جاؤ

دلیرو جوانو بہادرو آج کا دن ہے نمک حلالی کر جاؤ مار لیا ہے۔ شیرو یہ معرکہ تمہارے ہی ہاتھ ہے نہ گھبرانا۔ تیغ ظفر کا ساتھ تلوار کٹار چل رہی ہے چیلیں منڈلا رہی ہیں

کسی کا سر اڑ گیا کسی کا بازو کٹ گیا کسی کا پاؤں کٹا دریائے خون میں سرخ سرخ مچھلیاں تڑپتی نظر آتی تھیں اعضائے تن بھی حالت تھی۔ سر کچھوؤں کی طرح تیرتے تھے۔

URDU4U.COM

مرکبوں کے سم خون میں غرق دم بھر میں جدا گردن و قرق۔

اس لڑائی میں صنعت نے ایک تاریک سبز رنگ چوٹی دار اپنے جوڑے سے نکالا اور اس ناریل کو دیکھ کر ملکہ طاؤس نے مہ رخ سے کہا۔ "اے ملکہ اس ناریل سے کنارہ کرو۔ یہ باغ جمشید کا ناریل ہے۔" ملکہ مذکور نے کہا۔ ہر چہ بادا باد جمشید کے باغ کا ہو گا تو کیا کرے گا۔ اس عرصہ میں وہ ناریل اس نے چرخ دے کر مارا۔ وہ شق ہوا کئی ہزار پتلا اس میں سے نکلا اور بڑھ کر مثل انسان ہو گیا۔ تلواریں ہاتھوں میں لے کر ہر ایک سے آگے بڑھا صنعت نے حکم دیا۔ "اے پتلہائے سحر جاؤ دشمنوں کو قتل کرو۔"

یہ سن کر ایک ایک نعرہ زن ہوا کہ "منم غلام جمشید"

اور تلواریں مارتا ہر ایک چلا' جس کے تلوار ماری دو ٹکڑے سے کیا۔ نارنج ترنج تلواروں پڑنے لگی۔ مگر کچھ اثر نہیں۔ کوئی پتلا نہ مارے مرتا ہے نہ کاٹے کٹتا ہے۔

مہ رخ نے جو یہ ماجرا دیکھا۔ فوج کو للکارا۔ "ہاں لینا جانے نہ دینا اور آپ سحر کیا کہ خنجر آسمان پر سے برسنے لگے۔ مخمور نے سحر کے گولے برسائے کئی ہزار جادوگر مارے گئے۔ اب تو مشکیں مو زلف کھول کر آگے بڑھی طاؤس و لرزاں و زلزلہ نافرمان و ہلال سحر افگن تیغہ ہائے سحر لے کر غول میں در آئیں اور نعرہ مہ رخ سے ساحر مرکبوں پر سے کود پڑے کہیں خنجر چلنے لگا۔ کہیں کٹار چلنے لگی۔ قراولیوں کے کھونسے چلتے تھے کہیں کشتی ہوتی تھی۔ ناریل نارنج ترنج اچھلتے تھے۔ سحر کی لاگیں اور چوٹیں چلتی تھیں۔ نیزہ باز عدو کو کباب برائے سیخ بناتے تھے۔ ایک طرف سحر کے جانور باہم گتھ گئے تھے۔ شیر سے شیر' ہاتھی سے ہاتھی' اژدر سے اژدر لڑ رہا تھا۔ شور دارو گیر برپا تھا۔ فوج اُمڈی ہوئی تھی۔ ہزارہا لاش پڑی تڑپ رہی تھی۔

فوج مہ رخ ازبسکہ قلیل تھی اور پتلے سحر کے قتل نہ ہو سکتے تھے اور وہ لڑتے مارتے چلے آتے تھے۔ بدیں وجہ اس کی فوج نے گھونگھٹ کھایا۔ بھگدڑ پڑی بارگاہ چھٹ گئی۔ بازاریں لٹنے لگیں۔ غول کے غول بھاگے۔ جدھر جس کا منہ اٹھا چل نکلا۔ مصور نے نعرہ مارا۔ "خبردار جانے نہ پائیں۔"

URDU4U.COM

فوج نے تعاقب کیا۔ یہاں تو ماجرا ہے لیکن عیار ہمیشہ آفت میں لشکر سے نکل جاتے ہیں اور قران تو جنگل میں رہا ہی کرتا ہے۔ اس نے جو نعرہ مبارزان کا سنا اور شور و غوغا جو زیادہ بلند ہوا تو اس نے قلعہ کوہ سے یہ ہنگامہ دیکھا کہ لشکر ہماری جانب کا قتل و غارت ہو رہا ہے کوئی بچتا نہیں نظر آتا۔ یہ دیکھ کر زار زار رویا اور برہنہ سر کر کے دعا درگاہ کبریا میں کرنے لگا۔ آخر پہاڑ پر سے اتر کر ایک سمت کو صحرا میں بھاگا۔ تلاش گل مراد کرتا جاتا تھا۔ رحم خالق جزو کل خضر راہ بنا کہ اس کا گزر قریب باغ عشرت ہوا اور ایک پہاڑ کے درہ میں پہنچا۔ کبھی ایسا کوہ بلند اس کی نظر سے نہ گزرا تھا۔ وہاں دیکھا تو رعد و برق کو کمر کمر پتھر میں غرق پایا۔ ان سے پوچھا۔ "یہ کیا تمہارا حال ہوا؟"

انہوں نے بھی اس عیار کو پہچانا اور کہا۔ "اے مہتر عالی گوہر ہمارے پاس نہ آؤ کہ گرد ہمارے حصار سحر ہے اور ہم قیدی حبنین کے ہیں ایک روٹی جو کی اور کوزہ آب ہم کو ملتا ہے۔" قران نے سب حال لشکر کی بربادی کا بیان کیا۔

انہوں نے کہا۔ "اگر ہم رہا ہوتے تو بتا دیتے۔"

قران نے کہا۔ "پھر وہ حبنین قبہ کہاں ہے؟"

انہوں نے کہا۔ "اس میں جو سامنے ہے۔"

عیار مذکوران سے پتہ معلوم کر کے ساحر کی ایسی صورت بن کر چلا۔ اتفاقاً باغ عشرت میں حنبین نہ تھی۔ اس نے متصل اسی باغ کے ایک باغ اور نیا بنایا ہے کس لیے کہ باغ عشرت میں یار کو اپنے بغیر حکم بادشاہ طلسم نہیں رکھ سکتی ہے۔ شاہ نے صرف اس کے رہنے کی اجازت دی ہے اور کوئی رہ نہیں سکتا ہے۔

اس وقت اسی نئے باغ میں وہ گئی تھی۔ اور تخلیہ تھا۔ یار کو اپنے بلا بھیجا تھا کہ قران بھی اسی باغ کے دروازے پر آ کر دربان سے مستفسر ہوا کہ یہ گلشن رنگین کس محبوب با تزئین کا ہے۔

URDU4U.COM

اس نے کہا۔ "ملکہ جبنین کا۔"

اس نے کہا۔ "اگر تم کہو تو ہم جائیں نوکری کی تلاش میں آئے ہیں شاید تقدیر لڑ جائے اور ملکہ رکھ لیں تو تمہاری بدولت روزگار ہو جائے گا۔ بال بچے دعائیں دیں گے۔"

دربان نے کہا۔ "دوسرے دروازے پر جاؤ۔ ہمیں حکم نہیں کہ ہم جانے دیں۔"

قران یہ سن کر وہاں سے چلا اور ایک سمت اس باغ کے بنگلہ تھا۔ اس کی دیوار چھوٹی تھی۔ یہ سمجھا کہ دوسرے دروازے سے بھی کوئی جانے نہ دے گا اور اس جانے آنے میں عرصہ بھی ہو گا۔ ادھر سے چل کر اپنا کام کرو یہ سوچ کر اس دیوار کو پھاند گیا اور آگے بڑھ کر دیکھا تو باغ نہایت سبز و خرم پایا۔ پھر چبوترہ سنگ سرخ کا بنا تھا۔ فرش مکلف اس پر بچھا تھا۔ ملکہ جبنین اس پر بیٹھی۔ اس نے جھک کر اس کو سلام کیا۔ اس نے پوچھا۔ "تم کون ہو؟"

اس نے کہا۔ "ملکہ ہم بھی جادوگر ہیں۔ سامری کے نام لینے والے' ماں باپ کی بدولت خوب عیش و آرام کیا۔ سب دولت لٹا دی۔ بڑے چین کئے۔ اب محتاج ہو گئے۔ مجبور ہو کر نوکری کو نکلے۔ آپ کا نام سن کر آئے اگر آدھ سیر آٹے سے لگ جائیں گے۔ سرکار کا بول بالا منائیں گے۔"

جبنین نے یہ کلام سن کر کہا۔ "اچھا ہم نے تجھ کو نوکر رکھا۔"

یہ کلمہ جیسے ہی اس کی زبان سے نکلا۔ ویسے ہی زمین شق ہوئی۔ ایک پتلی نکلی اور پکاری۔ "اے ملکہ یہاں نوکر رکھنا کیا۔ باغ عشرت میں نوکر رکھ لیجئے گا۔ آپ تو نہ کچھ سمجھتی ہیں نہ بوجھتی ہیں نوکر رکھ لیتی ہیں۔"

جبنین یہ سن کر کچھ سوچنے لگی۔ اس میں قران نے کہا۔ "یہ بھی قسمت کی خوبی کہ

تیسرے فاقہ نوکری کو آئے اور مالک بھی ملا تو پتلی نے منیش زنی کی۔"

جبنین نے کہا۔ "اچھا باغ سحر میں آنا۔ یہاں سے کچھ دور نہیں ہے۔ نوکری ہو جائے گی۔"

URDU4U .COM

قران چند قدم وہاں سے چلا مگر پتلی سے کہتا چلا۔ "اری پتلی تو نے مجھ کو جھوٹا اور دغا باز سمجھا۔ میرے باپ نے ایسی ایسی ہزارہا پتلیاں بنا کر توڑ ڈالیں تیری کیا حقیقت ہے۔"

یہ سن کر جبنین نے کہا۔ "اے پتلی اگر تجھ کو اس ساحر پر عیار کا شبہ ہے تو بلا کر ہاتھ سونگھ، اگر عیار ہے تو پکڑ لیں گے اور جو نہیں ہے تو نوکر رکھیں گے۔"

○○○

• ملکہ کج ابرو جادو

تپلی نے کہا۔ "اچھا"
جبنین نے کہا۔ "میاں ساحر ادھر آؤ تپلی کو ہاتھ دکھاؤ۔"
قران جھپٹ کر جبنین کے قریب آیا اور کہا۔ "اے ملکہ تپلی ہاتھ دیکھے اور آپ یہ کاغذ دیکھیے میرا نسب نامہ یہ ہے اور میں بڑا عالی خاندان ہوں۔"

URDU4U.COM

یہ کہہ کر ایک کاغذ نکالا کہ مکتوب کی طرح لپٹا تھا۔ وہ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔
اس نے کھولنا اس مکتوب کا شروع کیا اور کہا۔ "عنوان لکھنے والے نے بہت چھوڑا ہے۔"
ادھر پہلو پر عیار مذکور کھڑا تھا۔ اس نے بغدہ کھینچ کر کھوپری پر لگایا۔ تپلی جو پاس کھڑی تھی۔ کہتی تھی ارے کیا کرتا ہے ہاتھ دکھا۔"
اس نے کہا۔ "ہاتھ کیا دیکھے گی ہاتھ کی صفائی دیکھ۔"
غرض بغدہ جو سر پر پڑا مغز اس کا پراگندہ ہو کر دور گرا اور وہ اچھل کر زمین پر گری اور سرد ہوئی آواز آنے لگی "مارا مجھ کو نام میرا جنبین جادو تھا۔ کوہ بیابان میں آگ لگی مکانات پھٹ گئے۔ تڑاق تڑاق چھتیں اڑنے لگیں۔ سحر کی نمود بے بود باطل ہو گئی۔ دربان ساحران ملازم دوڑے۔ قران جست کر کے بھاگ گیا۔ تپلی وغیرہ جل گئی۔
درہ کوہ میں رعد و برق چھوٹ گئے اور لمحہ بھر تو زمین پر لوٹے پھر چاق و توانا ہو کر ٹھہرے تھے کہ مہتر قران بھی آ کر بھی کر پہچان اور ہمراہ ان کے روانہ ہوا۔
یہ دونوں طرفتہ العین میں قریب جنگ گاہ پہنچے اور اپنے لشکر کو مغلوب دیکھ کر رعد زمین میں پاؤں مار کر سمایا اور فوج مخالف جو عقب میں قتل کرتی آتی تھی اس کے بیچ میں نکلا اور ایسی چیخ ماری کہ کئی ہزار ساحر بیہوش ہو کر گرا اوپر سے کڑاکے کی آواز آئی اور برق جادو بجلی بن کر جو گری خرمن ہستی کو جلا کر پھر نیلبند ہو گئی اور اڑی

ترچھی ہو کر ہر سمت گرنے لگی۔ رعد نے چیخنا شروع کیا۔
حیرت نے شکوہ زریں قبا سے کہا۔ "بڑا غضب ہوا۔ رعد و برق چھوٹ آئے۔ یہ وہ بلائے بے درمان ہیں کہ جہاں فتح نہ ہوتی تھی۔ افراسیاب اس مہم پر ان کو بھیجتا تھا اس گفتگو میں جتنا عرصہ ہوا۔ اتنی دیر میں ہزارہا ساحر جل کر دو ٹکڑے ہو گیا۔
ہر چند صنعت نے ان دونوں کا رد سحر چاہا ممکن نہ ہوا۔ ادھر بھاگی ہوئی فوج مہ رخ کی پھر پڑی۔ لشکر دشمن کو زیر تیغ رکھ لیا۔ اس اثنا میں رعد جادو کو یاد آیا کہ جب میں شہر داؤدیہ میں خداوند داؤد کے سجدہ کو گیا تھا تو ساحر روئیں تن بزور سحر ہو یا مالک مرحلہ یا صاحب تحفہ طلسم یا پتلہ سحر کا ہو گا اس خاک کو اس پر پراگندہ کرنا وہ جل جائے گا پس اس نے زمین میں سما کر اپنے تئیں غول میں ان پتلوں کے جو صنعت کے ناریل سے نکلے تھے پہنچایا اور ادھر صنعت کو یہ خیال آیا کہ تیرے پتلے کسی سے نہ مارے جائیں ے تو ان کو حکم دے کر سب ایک بار مجتمع ہو کر جب رعد زمین سے نکلے تو اس پر جا پڑیں اور اس کو اسیر کر لیں دوبارہ ماں کو بھی اسی طرح پکڑیں۔
چنانچہ ایسا ہی کچھ پتلوں کو حکم دیا۔ وہ سب ایک جگہ اکٹھا ہو کر منتظر رعد تھے کہ زمین سے نکلے تو لپٹ جائیں۔ اسی اثنا میں رعد زمین سے نکلا اور ان سب کو ایک مقام پر جمع دیکھ کر قدرت نمائی کارساز حقیقی سمجھا اور جوڑے سے پڑیا نکال کر خاک ان پر چھڑکی۔ وہ پتلے اس کو پکڑنے کو دوڑے تھے خاک جو ان پر پڑی جسم طلسمی میں ان کے آگ لگی۔ تلوؤں کی سر میں بجھی۔ دھڑ دھڑ جلنے لگے۔ بڑی تقیوت لشکر حریف کو ان پتلون کی تھی ان کے جلنے سے فون کب رکتی ہے دل ہار چکے تھے ٹھہرنا مشکل ہوا۔
اس عرصہ میں رعد قریب تخت جا کر نکلا اور چیخ مار کر گرد و پیش تخت صنعت کے جو ساحر تھے وہ بیہوش کئے۔ ہر چند کہ صنعت و مصور وغیرہ نے روکا لیکن بھاگی فوج کب رکتی ہے ٹھہرنا مشکل ہوا۔ فتح کی شکست ہوئی۔ صنعت ازبسکہ ساحرہ زبردست ہے بیہوش

تو نہ ہوئی مگر جھوم گئی اوپر سے برق کڑکڑا کر گری ساٹھ ستر پنجہ سپریں لے کر سر یہ سایہ فگن ہوا مگر برق نے سپروں اور پنجوں سب کو جلایا۔ صنعت جلدی میں سمٹ کر تخت کے ایک گوشے پر گئی۔ بجلی جو تخت پر گری تخت کڑا اور وہ اژدرجن پر تخت کھینچا تھا سب جل گئے تخت جو الٹا صنعت بھی اوندھے منہ گری۔ بہت چوٹ لگی۔

لوگوں نے اٹھا کر ہوا ور اوپر لٹایا اور لے کر بھاگے دوبارہ رعد لشکر مصور میں جا کر چیخا ہزار ہا کے کان کے پردے پھٹ گئے اوپر سے بجلی نے گر کر ہزاروں کو جلایا۔ اٹھ نو سو جادو گر جھلس گئے۔ حیرت نے شکوہ سے کہا۔ "اب یہاں سے چلو اس وقت کچھ تدبیر نہ ہو سکے گی۔ یہ وہ بلا ہے کہ شاہ جاوداں یہ مشکل ان کو روکتا ہے۔

یہ باتیں ہی تھیں کہ حیرت کی فوج پر بھی بجلی گرنے لگی۔ ہزار بارہ سو ساحر ہلاک ہوا۔ حیرت کو غصہ آیا اور آگے بڑھی۔ تمام مصاحبین اس کی کمر سے لپٹ گئیں اور کہا۔ "اے خاتون معظمہ شاہ طلسم اگر دو چار ساحر زبردست ہوتے ان سے آپ لڑتیں۔ یہ جنگ مغلوبہ ہے سامری جانیں کیا آفت آئے آپ نہ جایئے اور بالفرض حضور نے رعد و برق کو پکڑ بھی لیا تو فوج بھاگ چکی ہے یہ لڑائی فتح نہ ہو گی اس فہمائش سے ملکہ مذکور رکی اور آخر کار لوگ اس کو بھگا لے چلے۔

ادھر مصور کو صورت نگار زوجہ اس کی پھیر کر لے چلی۔ ان سرداروں کا عرصہ قتال سے ہٹنا تھا کہ فوج تمام جی چھوڑ کر بھاگی۔ ادھر گلستان خزان دیدہ مہ رخ میں پھر بہار آئی۔ نسیم فتح نے نہالی رایت و نصرت کو جنبش دی۔ دشمنوں کو بسان سبزہ پامال کیا۔ برنگ غنچہ ہر ایک کا دل خون ہوا۔ ہر طرف لاشیں سبزہ نمط بچھی تھیں۔ آنکھیں نرگس آسا کھلی تھیں۔ چشم حسرت سے دیکھ رہی تھیں کہ پلک مارتے کیا سے کیا ہو گیا۔ سنبل کی طرح لشکری پریشان و زار کسی کو الجھنے کی بھی طاقت نہیں۔ نظروں میں ذلیل و خوار دل ہی دل میں خاک کھاتے برگ شجر کی طرف کف افسوس مل کر پچھتاتے سوسن نمط زبان بند کچھ کہنے نہ پاتے جدھر نگاہ جاتی۔ زخم تن پر گلوں کی طرح کھلے

تھے۔ لالہ وار واغدار نظر آتے۔ سرو کی صورت تلخ زندگی سے آزاد تھے۔
حاصل مرام لشکر مہ رخ نیک انجام نے شمشیر آبدار سے ایسی آبیاری گلشن شجاعت میں فرمائی کہ حریف کو پھلنے پھولنے نہ دیا۔ باغبان نہال قامت نے نوجوانوں کا کانٹ چھانٹ کر کے برابر کر دیا۔ سرتراشی کرنا شروع کی۔ دلوں پر بیل ڈال دی بوستان جواہر تیغ کی بہار دکھائی۔

URDU4U.COM

صریر قلم ہے ہنسی کی صدا
قلم فوج دشمن پہ سحر ہنس رہا
لکھے کیا جو اس فوج کا حال تھا
تباہ جان و اسباب اور مال تھا
سی کے جو تھی تیغ کاری لگی
تو تھی نخل قامت پہ آری لگی
کسی کے رواں جسم سے جوئے خون
کوئی خاک میں ہو کے بسمل زبون
برادر کا لاشہ اٹھاتا کوئی
پدر کی لیے نعش آتا کوئی
کوئی پیٹتا نعش فرزند پر
کہ ہے جواں مرگ میرے پسر
ہوا سر میں نخوت کی تھی جو بھری
تو یوں فوج بھاگی کہ آندھی چلی

آخر کار وہ لشکر نابکار بہت ذلیل خوار ہو کر روبفرار لایا۔ ان شجاعت شعاروں نے پڑاؤ تک ان کے اس کا تعاقب کیا۔ جب وہ بھاگ کر پڑاؤ پر پہنچے۔ اس وقت مارنے سے

بھگایا بہتر سمجھ کر مہ رخ نے طبل بازگشت بجوایا اور بہ فتح فیروزی مراجعت فرما ہوئی۔
برق ورعد پر سے بہت زر نثار کیا۔ فقیروں کو مالدار کیا۔ لاشیں اپنے لشکریوں کی اٹھائیں اور دفن کرائیں بھاگی ہوئی فوج پھر جمع ہوئی لشکر میں بازاریں کھلیں۔ مبازروں نے بستر پر آ کر کمر کھولی۔ سردار ہر ایک داخل بارگاہ ہوئے۔

ادھر ملکہ حیرت بخاطر نجور بارگاہ میں آئی۔ بھگیلے سب جمع ہوئے صنعت بھی آئی بلکہ مذکور کی حالت تباہ پائی آنکھوں میں آنسو بھرے دیدہ نرگسی اشک سے مملو گریبان لب پر آہ سوزناک صنعت ہر چند کہ زخمی اور اپنے درد میں مبتلا تھی مگر ملکہ کو سمجھانے لگی واری اس شکست کا رنج نہ کیجئے۔ آخر یہ نمک حرام کہاں بچ کر جائیں گے۔ اور کب تک آفت ڈھائیں گے۔ جب شہنشاہ کو غصہ آیا پھر یہ دم بھر میں فنا ہوں گے شہنشاہ نے طرح دے کر ان کو یہ قوت دے دی اچھا دیر آید درست آید کبھی کے دن بڑے اور کبھی کی رات حیرت نے ان باتوں کا جواب دیا۔ "تم سچ کہتی ہو لیکن مجھ کو اب تاب نہیں ہے۔ کل میں شنہشاہ سے جا کر رضا حرب لوں گی اگر اجازت دی بہتر ورنہ اپنی جان دوں گی۔ میرے وپر دانہ پانی حرام ہے جب تک نمک حراموں کو مار نہ لوں۔"

صنعت نے کہا۔ "یہ بھی قدرت کا کھیل ہے۔" تقدیری امور ہیں کہ بنی ہوئی لڑائی بگڑ گئی۔ کیا وقت پر رعد برق آئے۔ نہیں معلوم یہ چھوٹے کیونکر۔"

حیرت نے یہ سن کر رقعہ جمشدی دیکھا اس میں لکھا تھا" بیک ضرب مہتر قران کا جنبین تمام شد۔"

شکوہ کو اس عبارت کے سننے سے پسینہ آ گیا۔ یہاں تو یہ چرچا ہے۔ وہاں رعد نے مہ رخ سے کہاں "کہ ہماری جان بحکم خدا قران نے بچائی۔"

مہ رخ نے کہا۔ "اللہ ہم ایسے گنہگار ہیں کہ ہماری بارگاہ میں بھی مہتر صاحب نہیں آئے۔"

قران بھی اس وقت موجود تھا۔ اس نے کہا۔ "ایسی کون سی عیاری عمدہ گی کس ساحر

زبردست کو مارا جو بارگاہ میں تمہاری بیٹھوں۔"
ملکہ نے کہا۔ "کوئی دم تو ٹھہر جایئے۔"
اس نے کہا۔ "میں حاضر ہوں۔"
ملکہ نے ایک دنگل یاقوت کا قریب کرسی خواجہ عمر بچھوا دیا اور کہا "تشریف رکھئے۔"
مہتر مذکور کی عادت نہیں جو بیٹھے۔ بارگاہ سلیمانی میں بھی جو آتا ہے تو خشت زریں پر کھڑا رہتا تھا۔ اس وقت بھی برابر اس دنگل یاقوت کے ٹہلنے لگا۔
مہ رخ نے کہا۔ "بیٹھ جایئے۔"
برق عیار نے کہا۔ "اے ملکہ بیٹھنے کو نہ کہو نہیں یہ چلے جائیں گے۔"
دفتر اول میں نو شیرواں نامہ میں مذکور ہے کہ قران ملک حبش کا شہزادہ ہے لڑکپن سے شوق عیاری کا ہوا۔ اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق ہوئے اور وہ دختران سے منسوب ہوئی تھی۔ جب پدران کا انتقال کر گیا تو چچا نے ان کی طرف سے سلطنت کرنا شروع کی مگر دل میں فتور آیا۔ بیٹی کی شادی کرنے سے انکار کیا اور مہتر مذکور کو قتل کرنا چاہا۔ انہوں نے صحرا میں جا پر پھانسی لگائی۔ حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام کی روح مقدہ سے نے آ کر نظر کر رہ کیا اور فرمایا جا کر عمر کا شاگرد ہو۔ خدا تعالیٰ تجھے معاہد فرمائے گا۔ کبھی تو قید شب بھر کسی جگہ نہ رہے گا اور جب شب بھر قید رہے گا تو قضا تیری آئے گی۔ اب جا چچا تجھ کو سلطنت تیرے باپ کی دے کر دختر کی اپنے شادی کرے گا۔"
قران وہاں سے سامنے اپنے چچا کے آئے۔ اس نے سلطنت اس کو تفویض کر کے اپنی دختر کو ان سے منعقد کیا۔ انہوں نے شوق میں عیاری کے سلطنت ترک کی اور لاکھوں روپیہ خرچ کر کے بانہ عیاری کے بنوائے اور خدمت خواجہ عمرو میں آ کر شاگردی اختیار کی۔ منجملہ بانہ ہائے عاری کے جو بنوائے تھے ان میں ایک یہ گلابی شراب کی بھی ہے خاصیت اس کی یہ ہے کہ اگر شراب میں بیہوشی یا کسی طرح کی آمیزش ہوا اور اس گلابی میں وہ شراب رکھی جائے تو رنگ اس شراب کا بدل جائے گا۔ اس

نے اس میں بنا پر احتیاط شراب پینا شروع کی۔
فی الجملہ اس وقت بھی اسی گلابی سے شراب پی۔ جب نشہ ہوا۔ ایک مرتبہ افسوس کہہ کر رویا۔ مہ رخ نے کہا۔ "کیوں اے مہتر والا گھر کیا ہے۔"

URDU4U.COM

یہ سنتے ہی جتنی جادو گرنیاں تھیں سب کو سناٹا آ گیا اور گلغدان یا سمن پیکر ساحرہ جو تھیں ان کے کاسہ چشم برنگ ساغر چشم نرگس آب شبنم سے مملو ہو گئے۔ گلستان حسن میں اشکوں سے آبیاری ہوئی۔ قران نے نسیم آسا سرد بھری اور کہا۔ "لعنت ہے ہمارے جینے پر کہ خواجہ کے قتل ہونے ڈھنڈھورا بھی پٹ گیا اور ہم سے کچھ نہ ہو سکا۔ اچھا اے ملکہ خدا حافظ۔"
یہ کہہ کر جست کر کے سراچہ بالگاہ فرایا اور سمت صحرا چلا گیا۔ بعد اس کے جانے کے کچھ دیر تو سب اپنی بارگاہ روکا کئے۔ پھر ساقیان گلعذار جام مے سرخ لے کر آئے اور شراب پلانے لگے۔ ہنگامہ عشرت گرم ہوا۔ لیکن مہتر برق بھی ان کے پیچھے بارگاہ سے روتا ہوا چلا گیا۔ جب عیاروں سے وہ مقام خالی ہوا صر صر عیارہ ساحرہ کی ایسی صورت بن کر دربارگاہ پر ٹھہری ہوئی تھی۔ بخوف عیاراں اندر نہ آئی تھی۔ اب داخل بارگاہ ہوئی۔ حسب دستور عیاراں یہاں کی دریافت کرنے لگی۔
اسی اثنا میں اس کو خیال آیا۔ اس وقت عیاروں سے یہ مقام خالی ہے۔ بن پڑے تو رعد برق کو پکڑ لے چلوں۔ کیونکہ انھوں نے لڑائی بھی فتح کی ہے۔ ملکہ حیرت ان کے گرفتار کر لے جانے سے بہت خوش ہو گی۔ تیرا رتبہ زیادہ کرے گی اور اگر یہ ماں بیٹے دونو نہ ہاتھ آئیں تو ایک ہی کو لے چل۔ کس لیے کہ دو میں ایک نہ ہو گا تو دوسرا بھی بیکار ہو جائے گا۔ ظاہر ہے کہ رعد چیختا ہے اور بیہوش کرتا ہے ماں اس کی بجلی بن کر گرتی ہے پھر اگر ماں نہ ہوتی تو خالی بیہوش کرنے سے کیا فائدہ ہے اور یہ بھی سوچتی کہ جہاں تک ممکن ہو برق ہی کو پکڑ لے چل کہ بجلی بن کر اکلی ہی کام دے سکتی ہے۔ یہ تو اسی سوچ میں بھی وہاں حسب اتفاق برق جادو نے جو شراب پی۔ اس کو خوب نشہ ہوا۔ اس لیے کہ قید سے چھوٹ کر آئی تھی بہت دنوں کے

بعد جو شراب خواری کی نہایت بد مست ہو گئی۔ دل سے سوچی کہ بارہ بادشاہ لشکر کے سامنے پر آنا یا بری حالت ہوتا خلاف ادب ہے تو یہاں سے اٹھ جا اور کچھ ترشائی وغیرہ کھا کر اپنی بارگاہ میں ٹھہر کر جب نشہ کم ہو اس وقت دربار میں آنا۔ ورنہ سب لوگ تجھ کو کم ظرف کہیں گے۔"

یہ سوچ کر اپنی جگہ سے اٹھی۔ کنیزیں جو ساتھ چلیں ان کو بھی منع کیا کہ "میرے ساتھ نہ آؤ۔ میں ابھی آتی ہوں۔"

یہ اس لیے کہ کوئی نہ جانے کہ دربار سے کس سبب یعنی زیادتی تشنہ رخصت ہو گئی۔ حاصل مرام جب یہ اپنے مقام پر سے اٹھی۔ صرصر پہلے سے باہر بارگاہ کے نکل گئی اور ایک مقام پر راہ میں ٹھہری تھی کہ یہ لڑکھڑاتی ہوئی پہنچی عیارہ نے کہا۔ "بلا لوں نشہ آپ کو بہت معلوم ہوتا ہے۔"

برق سمجھی کہ یہ اسی لشکر کی کوئی ساحرہ کسی کی کنیز یا ملازم ہے۔ یہ سمجھ کر اس نے کہا۔ "اے نیک بخت تیرے پاس ادراک ہو تو دے اور انہیں تو دوڑ کر بازار سے لا۔ میں تجھ کو انعام دوں گی۔"

اس نے کہا۔ "قربان گئی میں ابھی لائی۔"

یہ کہہ کر چند قدم جا کر اور اک بیہوشی آمیز کسوت سے نکالی اور پھر کر ملکہ مذکور کے پاس آئی کہا۔ "لیجئے یہ حاضر ہے۔"

اس نے وہ لیتے ہی کھائی اور پکاری کہ "آؤ بہن روکنا مجھے چکر آتا ہے۔"

عیارہ نے ہاتھوں پر روک کر گود میں لیا اور ازبسکہ لشکر میں یہ معاملہ گزرا تھا۔ وہاں سے لے جانا باندھ کر مناسب نہ سمجھی اور اس کو بارگاہ میں اس کے لا کر پلنگ پر لٹا دیا۔

چونکہ کنیزیں تو اس کی بارگاہ شاہی میں تھیں۔ یہاں تنہائی تھی۔عیارہ نے اور ملازموں کو اندر آنے سے منع کر کے بارگاہ کے سراپچہ گرا دیئے۔ پردے میں تکمہ لگا کر پشتارہ میں اس کو باندھ اور پشت کی جانب سے سراپچہ چاک کر کے نکلی۔ راہ کاٹ کر چھپتی اٹھتی بیٹھتی لشکر سے نکل کر سیدھی بارگاہ خیرت میں آئی۔ یہاں تو پہلے ہی مشورہ ہو

رہا تھا کہ شاہ طلسم سے چل کر اجازت حرب لیں۔

چنانچہ حسب دستور حیرت و صنعت و شکوہ وغیرہ طاؤس ہائے سحر پر بیٹھ کر چلیں۔ صرصر جو بارگاہ میں آئی سنا کہ ملکہ شہنشاہ کے پاس گئی ہیں۔ یہ سن کر وہاں سے پھر کر اپنے خیمہ میں آئی اور صبا رفتار و تیز نگار خنجر زن سے کہا "میں پکڑ لائی ہوں برق جادو کو افسوس ہے کہ ملکہ حیرت نہیں ہیں۔"

یہ کہہ کر برق کو پلنگ پر لٹا دیا اور آپ مصروف حفاظت ہوئی۔

ادھر حیرت وغیرہ جو روانہ ہوئی تھی ایک پہاڑ پر پہنچیں اور اسم پڑھ کر دستک دی۔ پنجہ پیدا ہو کر اٹھا لے گئے۔ شاہ جاوداں کوہ فیروز پر بیٹھا ہو انتظام قتل عمرو کا کر رہا تھا کہ پنجوں نے ان کو لا کر پہنچایا۔ انہوں نے بادشاہ کو سلام کیا۔ شاہ نے پریشان حیرت کو دیکھ کر پوچھا "اے ملکہ کیوں مزاج تمہارا کیسا ہے" ملکہ نے گردن جھکا کر سستی سے جواب دیا "دعا کرتی ہوں۔"

شاہ نے کہا نہیں تم کچھ ست بولتی ہو۔"

یہ سن کر شکوہ نے کہا۔ "اے شہنشاہ کیا خاک مزاج اچھا ہو۔ دشمنوں کے ہاتھ سے کیا ناک میں دم ہے۔ آپ نے مقراض و سمندر کو بھیجا تھا۔ انہوں نے کام دشمنوں کا تمام کر دیا تھا۔ شاہ کوکب یا اس کا ہم صورت آ گیا اس نے سحر کیا کہ آپ کے ساحر آپس میں لڑ کر مر گئے۔ ملکہ صنعت کو اس بات پر غصہ آیا۔ یہ چڑھ دوڑیں سب کا کام تمام کر چکی تھیں کہ رعد و برق آ گئے۔ آفت آسمانی کی خبر نہ تھی بنی لڑائی بگڑ گئی۔ شکست فاش ہوئی۔ تین لاکھ ساحر ہماری طرف کے مارے گئے۔ پانچ ہزار ساحر مصور کا جل گیا۔ اب ہم سے ان ذلتوں کی برداشت نہیں ہو سکتی۔ آپ نے ملکہ حیرت جادو کو قسم دی ہے کہ تم ہر کس و ناکس کا مقابلہ نہ کرنا ان باغیوں سے کہ تمہارے قابل نہیں ہیں نہ لڑنا۔ پھر اب یا تو اجازت حرب دیجئے یا ہم کو حکم دیجئے کہ اپنی جان دے دیں۔"

شاہ نے کہا۔ "میں منادی کر چکا ہوں۔ عمرو کو قتل کر کے ہلاک کر ڈالوں گا۔ تم گھبراؤ

نہیں اور اگر تم کو بہت ہی غصہ ہے تو میں تمہاری خاطر سے رعد و برق کو قتل کرائے دیتا ہوں۔ تم جاؤ۔ میں ملکہ کج ابروے خنجر زن کو بھیجوں گا۔ وہ رعد و برق کا علاج کر دیں گی اور اے حیرت تم لڑنے کا ارادہ نہ کرنا۔ جب تک ملازم ہیں تمہاری بلا لڑے۔"

یہ کہہ کر ان کی خاطر سے سحر کے طائر کو روانہ کیا کہ دشت غضب سے جا کر کج ابرو کو بلا لائے طائر روانہ ہو اور ساحرہ کو جا کر حکم شاہ سے اطلاع دی۔ وہ ساحرہ تخت پر بیٹھ کر خدمت بادشاہ میں حاضر ہوئی۔ یہ ساحرہ تیس برس کا سن رکھتی ہے اور حسن و جمال میں بے مثال تھی۔ ابرو اس کے اس طرح کج تھے کہ بیک اشارہ جنبش ابرو ادھر کی دنیا کرتی تھی۔ آنکھیں زیر ابرو ایسی تھیں گویا یا بد مست محراب میں زاہدوں کو بہکانے آئے ہیں۔ مردم چشم یہ ظاہر کہ عابد ان گوشہ گیر محراب سے نکل کر میخانہ میں تشریف لائے ہیں۔ روئے زیبا آئینہ سے صاف صاف کہتا کہ کچھ تو اندھا ہے جو میرا مقابلہ کرتا ہے۔ دہن تنگ کا غنچہ سے یہ مقولہ کہ تو بڑا بیہودہ ہے جو میرے منہ چڑھتا ہے۔ بیاض گردان کے سامنے بیاض سحر اپنی بیاض نہ کرتا والنہار اذا تجلی کا سبق پڑھتے ہوئے بھول جاتا۔ گیسوے مشکیں اس کا سورہ واللیل زاہدوں کو حفظ کراتا سینہ پر چھاتیوں کا تن تن کرنا رنج سے یہ کہنا کہ اتنا نہ رنج اٹھا تو میرے برابر نہ ہو سکے گا۔ خاطر عاشق کے حوصلے کو ہر دم شرماتیں کہ دیکھ نکلنے والے یوں نکلتے ہیں اور اس طرح ابھرتے ہیں کہ

شکیل ایسی کہ تھا مہتاب کو داغ
تکلم پر تصدق بلبل باغ
سراپا حسن کا عیبوں سے تھا پاک
وہ تھی یکتا مثال مہر افلاک
بشکل صبح پیشانی تھی خندہ

چھری خنجر کٹاری تیر مژگاں
نظر تھی سحر جادو نرگسی چشم
نہ ہوں گے ایسے جادو نرگسی چشم
کمان یا قوس تھی شمشیر ابرو
ہلال عید تھی تصویر ابرو
الف بنی ورق عارض دہن میم
جو گیسو لام تھے تو کان تھے جیم
گہر دندان لب لعلیں تھے یاقوت
ستارے تھے میانہ خانہ ہوت

اس آفت جان نے بادشاہ کو مجرا کیا۔ شاہ نے فرمایا: "تم جاؤ رعد و برق کو قید کر کے ملکہ حیرت کے حوالے کرو اور اگر مہ رخ کچھ مزاحم ہو تو اس سے بھی سمجھ لینا۔"

اس نے یہ حکم سن کر مراجعت کی اور اپنی جگہ پر آ کر تیاری سفر میں مصروف ہوئی۔

ادھر بادشاہ نے نامہ لکھا اے رعد برق تم ملکہ کج روئے خنجر زن کو پہنچاتے ہو۔ اس سے لڑ گے؟ اور اے ملکہ مہ رخ تو کب تک حیلہ و حوالہ کر کے بچے گی۔ دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہوں۔"

یہ نامہ حیرت کو دے کر رخصت کیا اور کہا۔ "مہ رخ کو جا کر بھیج دینا۔ ملکہ مذکور مع اپنے ہمراہیوں کے روانہ ہوئی۔ نیچے پہاڑ پر آئی وہاں سے یہ لشکر میں آئی اور نامہ مہ رخ کو بھجوایا۔

یہاں برق کے گم ہونے کا غل مچا ہوا تھا۔ رعد نے یہ مضمون نامہ سن کر کہا "مجھ سے اکیلے کیا ہو سکے گا جب امان جان نہیں ہیں۔"

برق عیار بھی آیا تھا اس نے کہا۔ "میں جاتا ہوں تمہاری ماں کو خدا چاہا تو لاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر صورت اپنی مثل ساحروں کے بنائی اور لشکر حریف میں آ کر دروازہ پر بارگاہ حیرت کے آیا۔ اور ملازموں میں مل کر اندر بارگاہ کے آ کر ایک گوشہ میں ٹھہرا۔

URDU4U.COM

اس عرصہ میں صرصر نے خبر سنی کہ حیرت وغیرہ آئی ہیں۔ یہ خبر سن کر بارگاہ میں آئی اور ملکہ مذکورہ سے عرض کیا "میں برق جادو کو پکڑ لائی ہوں۔"

یہ کلام سنتے ہی صنعت قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا۔ "جلد لا میں نے قسم کھائی ہے کہ اس کا سر کاٹوں گی۔" صرصر یہ حکم پا کر چلی برق عیار نے سب حال سنا اور صرصر پہلے بارگاہ سے نکل کر ایک درخت پر جو راستہ میں آنے جانے والوں کے واقع ہوا تھا چڑھ گیا۔ اور کمند کے حلقے شاخوں کے بیچ سے لٹکا کر چپکا بیٹھ رہا۔ صرصر کے خیمے کا راستہ ادھر بھی تھا۔ یہ بھی زیر درخت آ کر پہنچی اور غافل تھی اپنی رو میں جاتی تھی۔ حلقہ ہائے کمند کا مطلق خیال نہ تھا جیسے ہی بیچ درخت کی جگہ پر آئی سر سے اتر کر حلقہ کمند گردن میں پہنچا اور صیاد جس نے ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلا تھا جھٹکا دیا کہ ہمائے اوج حسن اس پھندے میں پھنسی اور گردن پھنسنے سے "ارے" اس نے اوپر منہ اٹھا کر دیکھا۔ برق نے بیضہ بیہوشی تاک کر ناک پر مارا کہ بیہوش ہوئی۔ عیار مذکور درخت پر سے اترا اور چادر میں اس کو باندھ کر اسی درخت پر چڑھ کر ایک ٹہنی سے باندھ دیا اور آپ وہاں سے تنہائی میں جا کر صورت صرصر کی ایسی بنا کر اسی کا پیرہن جو بیہوش کر کے اتار لیا تھا پہنا اور خیمے میں اس کے آیا۔

صبا رفتار سے کہا۔ "حیرت تشریف لائی ہیں میں برق کو لیے جاتی ہوں لیکن اس عیار کے پیچھے نگوڑا سارا دن فاقہ سے گزرا۔ منہ پر کھیل اڑ کر نہیں گئی۔ خیر کھانا کھانے کی تو مہلت نہیں کچھ مٹھائی کھالوں ساحری جانے اب کب فرصت ملے۔"

یہ کہہ کر مٹھائی کمر سے نکال کر کھانے لگا۔ صبا رفتار سے کہا۔ "تم بھی کھاؤ اور کچھ لڈو امرتی اس کو بھی رہنے۔ وہ تو صرصر کو جانتی ہی تھی بے تامل وہ مٹھائی کھانے لگی۔ دو ایک ڈلیاں کھائی تھیں کہ بیہوش ہو گئی۔ اور عیار بچیاں کہیں گئی تھیں۔ ورنہ ان کو بھی یہ بیہوش کرتا۔"

غرض یہ کہ صبا رفتار کو اس نے جب بیہوش کیا بلکہ برق جادو کو ہوشیار کر کے حال سب بیان کیا اور کہا۔ "اپنا لباس مجھ کو دے کر تم چلی جاؤ۔"

URDU4U.COM

برق نے صبا رفتار کے کپڑے پہن لیے اور بروز سحر اڑ کر چلی گئی۔ عیار نے صبا رفتار کو اس کی ایسی صورت بنا کر لباس اس کا پہنا کر پشتارہ میں باندھا اور اسی طرح پلنگ پر لٹا کر آپ صبا رفتار کی ایسی صورت بنا اور درخت پر چڑھ کر صرصر کو اتارا اور ہوشیار کر کے کہا۔ "داری آپ کو عیار لیے جاتا تھا بھلے کو میں ادھر آ گئی جو اس سے آپ کو چھینا۔ چلیئے ملکہ حیرت بلاتی ہیں۔"

صرصر نے کہا۔ "بڑا کام کیا۔ میں برق کو جولائی ہوں تو عیار موٹے میری فکر میں ہیں۔"

یہ کہہ کر اپنے خیمے میں آئی۔ ملکہ برق کو اسی طرح لیٹا دیکھ کر پشتارہ اٹھا کر خوشی خوشی روانہ ہوئی اور سامنے حیرت کے لائی اور بڑے تفاخر سے پشتارہ کھولا۔ سب نے دیکھا کہ برق جادو ہے۔ حیرت نے بہت بھاری خلعت منگا کر دیا اور کہا۔ "اے صرصر بڑا کام کیا۔"

اس نے کہا۔ "حضور میں بارگاہ حریف میں جا کر بڑی جانبازی کر کے دن کو بیچ لشکر سے لائی ہوں۔"

صنعت نے کہا۔ " پھر اب اس کو مارنا چاہیے۔"

حیرت و شکوہ نے کہا۔ "چورنگ کایئے۔"

اس نے کہا۔ "سچ کہتی ہو یہی بہتر ہے۔"

پس سب جادوگرنیوں نے تلواریں اسلحہ خانہ سے منگوائیں کسی نے دم طمانچہ پسند کیا اور کسی نے سوسن پتہ لیا۔ کوئی الیمانی لے کر مستعد ہوئی۔

غرض سب قبضہ میں ہاتھ لے کر اور تلواروں کو بیڑے کھول کر کھینچ کر ہاتھوں میں تولنے لگیں اور چار سمت دس دس بیس بیس قدم پیچھے ہٹ کے جھپٹنے کے لیے کھڑی ہوئیں۔ برق فرنگی بھی صبا رفتار بنا ہوا۔ صرصر کے پاس کھڑا تھا۔ اس نے چپکے سے کہا۔ "کیا خلیفہ کی ہماری لونڈی کو قتل کروا ڈالیے گا۔"

صرصر نے کہا۔ "اری کیا کہتی ہے۔"

اس نے کہا۔ "میری طرف پھر مخاطب ہو جنیے گا۔ وہاں ہاتھ پڑا چاہتے ہیں ذرا خبر لیجیے۔"

URDU4U.COM

صرصر نے سب سے کہا۔ "حضور ذرا ٹھہریئے گا۔"

اور آپ جھک کر رنگ و روغن روئے برق پر سے چھڑانے لگی کہ دیکھوں اصلی صورت ہے یا بنائی ہوئی چنانچہ منہ پر جو لگا تھا۔ وہ اس کے ہاتھ میں بھر گیا۔ اس نے اور جو دوا ڈال کر چھڑایا تو صبا رفتار کی شکل نکل آئی۔ اس وقت یہ رنگ چھڑانے کو جھکی ہوئی تھی۔ برق فرنگی نے ہاتھ پھونک کر ایک دھول جمائی استانی خوب چھڑواتی ہو ناک کاٹنے اس وقت کام کیا تھا۔"

صرصر دھپ کھا کر پلٹی تھی کہ برق عیار جست کر کے سراپچہ فرا گیا اور نعرہ کر کے بھاگا۔ جملہ ساحر حیران تھے کہ یہ کیا تماشا ہوا۔ اس حیرت میں آئینہ دار سب دنگ رہے کسی نے عیار کا تعاقب بھی نہ کیا اور صرصر اسی خیال سے نہ دوڑی کہ میں جاؤں اور صبا رفتار پر ہاتھ پڑ جائیں۔ وہیں سر پکڑ کر یہ کہتی ہوئی کہ خدا کرے موئے کے ہاتھ ٹوٹیں۔ میرا سر چرخ کھا گیا بیٹھ گئی۔"

حیرت نے کہا۔ "اب یہ کیا ماجرا ہے۔"

اس نے کہا۔ "بی بی موا برق عیاری کر گیا۔ یہ برق جادو نہیں ہے صبا رفتار عیارہ ہے۔"

یہ سن کر سب جادوگرنیوں نے تلواریں ہاتھ سے پھینک دیں اور نہایت خفیف ہوئیں اور صرصر نے قبیلہ رفع بیہوشی سنگھار کر عیارہ کو ہوشیار کیا۔ صبا رفتار اٹھ بیٹھی اور حیران وار ہر سمت دیکھنے لگی کہ یہ کیا ماجرا ہے اس کی تو یہ کیفیت تھی۔"

ادھر براق جادو کے قید ہونے کا لشکر میں جو غل ہوا تھا تو جانسوز بھی عیاری کو چلا تھا۔ راہ میں اس کا قرا نا اور وہ بھی روانہ ہوا تھا۔

الحاصل یہ دونوں بھی بارگاہ حیرت میں بہ شکل مبدل موجود تھے۔ جب برق فرنگی نکل گیا اور صبا رفتار کو ہوش آیا قرآن نے آگے بڑھ کر کہا۔ "استانی میری معشوقہ کو تم نے

آج مروایا تھا۔ ایک بغدہ ماروں گا کہ فرش ہو جاؤ گی جواب کبھی ایسی حرکت کی۔"

صرصر تو یہ سن کر دم بخود فرط خوف سے ہو گئی۔ لیکن حیرت تخت پر آ کر بیٹھ چکی تھی۔ اس نے بھی یہ کلمات سنے اور ایسا غصہ آیا کہ سحر تو اس غسہ میں کرنا یاد نہ رہا۔ تھرا کر تخت پر سے یہ کہتی ہوئی اٹھی کہ "ارے ماور ان موؤں نے گھر گھیرا ہے۔ ہم کو ذبیل بنایا ہے۔" یہ جیسے ہی تخت پر سے اٹھ کر بڑھنے لگی پشت پر جادو گرنی بنا ہوا جانسوز کھڑا ہوا تھا۔ اس نے ایک ایسا اڑنگا مارا کہ اڑا اڑا دھڑیم سے منہ کے بل تخت کے نیچے گری۔ سب اہل دربار سنبھالنا سنبھالنا کہہ کر اٹھانے کو دوڑے۔ قران جانسوز نعرہ کر کے سراچہ پھاند کر بھاگے اور صاف نکل گئے۔

کس لیے کہ فوج کے ساحر عیاروں سے ایسا ڈرتے ہیں کہ وہ پیچھے نہیں دوڑتے نہ ان کے کپڑے کا قصد کرتے ہیں۔ الحاصل عیار تو نکل گئے اور حیرت کو لوگوں نے اٹھا کر تخت پر بٹھایا۔ اس کے منہ میں اور کو وغیرہ میں بہت چوٹ لگی نہایت ذلیل اور زبوں ہو کر پھر تخت پر بیٹھی۔ صنعت سے کہا اس رسوائی سے تو مر جانا بہتر ہے۔ اب یہ تو تخت تختہ "تابوت سے زیادہ بدتر ہے طلسم کا رنگ بیرنگ نظر آتا ہے۔ دیکھیے کا ہونے والا ہے۔"

لوگوں نے براہ خوشامد عرض کیا "نہیں حضور پھر آپ آپ ہی ہیں۔ یہ موئے عیار کہاں حضور کے مقابل ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی وقت کی بات ہے۔"

حیرت یہ سن کر خاموش ہو رہی۔ اس طرف عیار اور ملکہ برق جادو بارگاہ مہ رخ میں آئے ان کے آنے کی خوشی ہوئی۔ عیاروں کو ملکہ مہ رخ نے خلعت دیا۔ شراب ارغوانی کا جام چلنے لگا۔ بعیش و نشاط ہر ایک انجمن آرا ہوا۔ ان کو تو بعشرت تمام تر رہنے دیجئے لیکن ماجرا سنئے کہ

ملکہ کج ابروے خنجر زن جو اپنے مقام پر سے آئی۔ فوج ساحر ان نے تیار کروائی۔ ظلمات طلسم کے قریب ایک بیابان ہے کہ اس کو دشت غضب کہتے ہیں کئی لاکھ ساحر وہاں

سے رہتے ہیں ان سب کی یہ حاکم ہے۔ بہت بڑی ناظم ہے۔ اس دشت کو مثل شہر کے شاہ طلسم نے آباد کرایا ہے اور اس کو ملک اس کا بنایا ہے اسی طرح اس طلسم میں ساٹھ ہزار ناظم و ناظمہ قلعہ ہائے طلسم ہیں۔ یہ بھی حکمت اور مشیت صانع طلسمات کون و مکان کی ہے کہ جب تک شہزادہ اسد چھوٹ کر طلسم کشائی کریں۔ اس وقت تک بہت سے ناظم قتل ہو ر ہیں۔ ورنہ وہ شہزادہ عالی جاہ کہاں تک لڑتے اور ان بلاؤں کو دفع کرنے کے بعد رہائی شہزادہ باوجود ان سب کے مارے جانے کے ہزاروں مرحلہ ہائے طلسم باقی رہتے ہیں اور بڑی فوج ساتھ لے کر شاہ طلسم مقابلہ طلسم کشا کرتا ہے۔

چنانچہ حضرہ ہفت بلا کا کھلنا اور بلاؤں کا وہاں کی نکلنا اور دریائے ہفت رنگ کا باطل ہونا اور دریائے نیل کے ساحروں کا آنا انشاء اللہ سب بیان ہو گا۔ حاصل کلام یہ ساحرہ نا فرما جام کئی ہزار ساحر منتخب روزگار اپنے لشکر سے چن کر اژور خونخوار پر سوار ہوئی۔ فقیر سحر پھنکی نقاروں پر چوب پڑی ساحران غدار قشوں قشوں انبوہ انبوہ طائران سحر پر چڑھ کر ہمراہ ہوئے۔ لال و تیل کے شعلے اڑنے لگے۔دھوپ کا رنگ میلا ہوا لشکر کے چلنے کی علامت ظاہر ہوئی۔ یہ حالت تھی کہ

بڑے جوش سے فوج لشکر شکن
رواں تھی کہ تھا بحر اک موجزن
وہ بیروں کے نعرے وہ جھجر جھجر کا غل
وہ آواز قرنا وہ شور و دھل
غبار اس طرح تھا زمین سے اڑا
کہ گویا تہ بالا عالم ہوا
کہ سونے کا دریا ہو جیسے رواں
اچھلتے تھے نارنج یوں بار بار

فلک پر سے گرتے تھے گویا شرار
جو ترسول و تیزے چمکنے لگے
ستارے فلک سے اترنے لگے
بڑے جاہ سے اور بڑی شان سے
رواں ساحرہ تھی بڑی آن سے

اسی طرح بعد قطع مسافت راہ یہ لشکر گمراہ قریب لشکر مہ رخ عالی جاہ پہنچا اور اتنا فاصلہ اس لشکر سے لشکر اسلامیان کا رہ گیا کہ تیس کوس وہاں سے تھا۔ اس ساحرہ نے ایک بیابان سر سبز دیکھو کر فرمایا اس جگہ قیام ہمارے لشکر کو کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ یہاں سے لشکر باغیان چنداں دور نہیں اور جائے خرم و دلکشا ہے۔ جھیلیں لبریز ہیں۔ درختان صحرا پر بہار و فرحت بیر ہیں۔ کوہ سر بلند ورے ان کے مثل وروں صافی دلان ارجمند جملہ بیاباں کو سوں تک سبزہ زار پھولوں کا انبار ہے۔ عجایب غرائب ہر رنگ کی بہار ہے۔" ملازموں نے حسب الحکم مالکہ اس جگہ بارگاہ اس کی استادہ کرائی۔ لشکر تمام اتر پڑا پڑاؤ پڑ گیا۔ خیمے نصب ہو گئے بازاریں لشکر میں کھل گئی۔ بارگاہ کے آگے زیر سائبان زر بفتی کج ابرو تخت پر بیٹھ کر کیفیت صحرا کی دیکھنے لگی۔ طرفہ بہار نظر آئی۔ دہنی طرف کو دور تک دیہات کے باغ دکھائی دیئے امریوں میں جھولے پڑے کوئلیں بولتیں پپیئے شور کرتے مور کوک رہے سامنے جنگل میں جھیلیں پر آب تالاب بلب چتر گرداب مارتے ہوئے کنول کھلے ہوئے سنگھار رون کی بیلیں پڑیں کوکا بیلی کنار پھولا ہوا۔ طائر ہر طرف کو غول کے غول اڑتے کھیتوں میں گرتے ایک سمت کو کھیت وصانوں کے سرسبز لہلہے برابر بانسواڑی اور بولون اور تھوہڑ کا پشتہ دیا ہوا۔ دھکیلتی چلتی کسان سچائی کرتے سامنے ایک پہاڑ سنگ مرمر کا نہایت خوبصورت و امان کوہ گل ہائے خورد سے بھرا ہوا۔ کوڑیالا عشق پیچاں پھولا لالہ کھلا ہوا۔ زیر کوہ نرگس شہلا کا تختہ اس کو یہ سیر بہت پسند آئی۔ دیر تک ٹھہر کر وہاں آسودہ ہوئی۔ پھر کئی سو خواصوں کو اپنے ساتھ لے

کر بزور سحر چلی اور بارگاہ حیرت میں آئی ملکہ نے تعظیم کرا کے بٹھایا۔ مزاج پوچھا اور کہا آپ کی بارگاہ و لشکر کہاں ہے۔"

URDU4U.COM

اس نے کہا۔ "میں یہاں سے تیس کوس پر اتری ہوں۔ اس لیے لشکر یہاں نہیں لائی کہ دن بھر کے لیے تو لائی ہوں۔ کار حریف تمام کر کے چلی جاؤں گی پھر آپ کو تکلیف زیادہ کیوں دوں۔ آپ مالکہ تھیں' ملاقات آپ کی واجب تھی وہ ہو گئی اب جا کر مہ رخ کو سمجھاتی ہوں۔ اگر اس نے مانا تو خیر نہیں کل ملاحظہ فرما لیجئے گا کہ کیا اس پر گزر گئی۔"

حیرت نے کہا۔ "میں تم کو منع نہیں کرتی جاؤ۔ لیکن وہ کسی طرح نہ مانے گی۔ اگر ماننے والی ہوتی تو یہ نوبت کا ہے کو پہنچتی۔"

اس نے کہا: "اے ملکہ آپ صحیح فرماتی ہیں۔ اچھا آج طبل جنگ آپ بجوا دیجئے۔ میں صبح حاضر ہوں گی۔ شب بھر کسل سفر سے آرام کروں گی۔"

حیرت نے کہا۔ "کیا مضائقہ ہے۔"

یہ کہہ کر ساقیوں کو اشارہ کیا۔ جام شراب گردش میں آیا۔ شام تک ہنگامہ عشرت گرم رہا جب خنجر بیضاوی آفتاب نیام غرب میں رکھ گیا اور ہلال فلک بسان ابروے معشوق کج نظر آیا کہ

کروں مثل دہان تنگ جانان گھٹا ایسا ہوا آنکھوں سے پنہاں
کوا کب صورت امید مردہ فلک پر تھے مگر افسوس خوردہ

مہر شام حیرت نافر جام نے طبل جنگ بجوایا۔ کج ابرو وہاں سے رخصت ہو کر اپنے مقام فرد و گاہ پر آئی اس نے بھی نفیر سحر بجوائی لشکر میں اس کے تیاری حرب ہونے لگی۔

ادھر جا سو سان لشکر اسلامیان نے ملکہ مہ رخ کو خبر نواخت کوس زری پہنچائی۔ اس نے بھی نظر بفضل خدا تعالیٰ رکھ کر نفیر سحر کو دم دیا۔ دربار سویرے سے برخاست ہوا۔

سردار نامدار اپنے مقام پر آ کر تیاری کرنے لگا۔ بھینٹ چڑھنے لگیں۔ مرچیں جلنے لگی اگیاری ہوئی۔ بیر آنے لگے۔ ڈھولے جھومنے لگے۔ دہڑو بجا بنگالے کا نور و دیس کے ساحر سحر جگانے لگے۔ ایک طرف کو شجاعان عرصہ نبرد نامی و نامی جوانمرد ہتھیاروں کو حیقل فرماتے تھے۔ جوہر آئینہ شمشیر دکھاتے تھے۔ خامہ شمشیر ایسا تصویر کشی میں مشتاق تھا۔ نقاشوں کا ایسا ہاتھ صاف تھا کہ ایک صورت دو صورتیں دم بھر میں کرنے کو تیار تھا۔ نقش ہستی کا نقش غلط کار تھا اجل کی صورت آنکھوں میں پھرتی تھی خاک میں مل جانے کا خاکہ خیال میں برنگ تصویر خیالی جما تھا۔ جوہر تیغ موقلم کا نقشہ دکھاتا تھا۔ ہر ایک کا یہ قول تھا کہ سر مو شبیہ شجاعت میں عیب نہ رہے۔ جان دیتے ہیں فرق نہ آئے چاہے سر کٹ جائے کہ

کہیں کہتے تھے کہ کڑکیت کڑکا
نہ رکھنا اے جوانو دل میں دھڑکا
قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹ جائے
کہیں ایسا نہ ہو توقیر گھٹ جائے
صدائے کرنا جاتی تھی فلک پر
یقین تھا گوش کر دلی بھی ہوں کہ
کہیں گرزوں کو حاصل سر بلندی
کہیں صیقل ہوئی تھی تیغہ ہندی
کہیں نیزے کھڑے تھے ایک پاسے
سپاہی تھے جے میدان میں آ کے

رات بھر یہی ڈھنگ رہا۔ لڑنے کا ٹھاٹھ کا نقشہ جما کیا۔ جب مزاج شب کی کیفیت مثل طبیعت معشوق بدلی اور ترک دہر نے شمشیر خورشید عرصہ افلاک میں چمکائی کہ

ضیائے مہر پھیلی مثل چادر سو مغرب بڑھا خورشید خاور
URDU4U.COM
ہوا آغاز صبح نمودار رہی ہر چشم وا مصروف دیدار

صبح دم مہ رخ فرخ بصد جاہ و جلال سواری ہوئی ایک سمت سے حیرت بھرا ران تمکنت و شوکت عازم عرصہ کا راز ہوئی۔ ادھر صحرا سے کج ابرو مثل اپنے گیسو کے بل کھاتی ہوتی فرط غضب سے بیرنگی سحر کی دکھاتی ہوئی فوج اژدر سواراں و ساحران نکبت نشان ہمراہ لے کر رواں ہوئی ہزار ہا۔ ساحر غول کے غول انبوہ انبوہ گروہ گروہ دستہ دستہ ہر سمت سے چلے ہزاروں سقے آبپاشی کرتے جاتے تھے نشا نہائے کفر ضلالت ایک طرف رایت نصرت آیت دوستی جانب کھلے ہوئے لکے ابر کے سیاہ و سفید و زر سبز و سرخ اڑتے آتے جادوگر دھوتیاں تمپیری باندھے ہوئے ماتھے پر قشقے سیندور کے کھینچے ہوئے کھنور چندن کا کیا ہوا پیویا سے پیشانی رنگی مانگ میں بھبھوت رما ہوا۔ ترسول چھاتی پر بنا ہوا۔ کانوں میں کنڈل پڑے میدان میں آ کر صف کشیدہ ہوئے۔ آگ و تصور سے کے پھل اچھلنے لگے گو گل کی چڑھا بند آنے لگی۔ ماش سرسوں رائی بنولے دونے مردے کے پتے جھولیوں میں بھرے ہوئے اژدوروں اور طاؤسوں اور مرکبوں پر ہر ایک سوار تھے۔ ناریل ناریج ترنج گولے دمبدم اچھالتے۔ بول استادہ تیری صدا جے پکارتے نوکدار ڈلیاں ساری اڑتی لونگ کا ہار ہاتھوں میں پہنے۔ مرچوں کے ہار گلے میں پڑے۔ کہاں تک ان کی کیفیت بیان کی جائے۔

دونوں جانب جنگاہ میں صف آرائی جب ہو چکی کچھ جادو گو زمین پر بزور سحر سما گئے کچھ جانب آسمان اڑنے نقیب نقابت کر کے کنارے ہوئے کج ابرو اڑ کر اپنے اژ در پر سے بلند ہوئی اور ایک ناریل لشکر مہ رخ پر مارا کہ وہ نارنج پٹھا اور کئی ہزار سوئیاں اس میں سے نکل کر لشکریوں کے سر پر گریں سر کو چھید کر سینوں میں اتر آئیں ہزاروں ساحر مہ رخ کے ہلاک ہوئے زبردست جادو گر سحر کر کے بچے کج ابرو نے نعرہ مارا ہاں ان نمک حراموں کو لینا۔ تیس ہزار فودر سوار ساحر حربہ ہائے سحر لے کر آ گرے۔

برق شمشیر سحر چمکنے لگی۔ ایک سے دوسرا بھڑ گیا۔ ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا گرم بازاری رزم ہوئی۔ متاع جان کا سود ارزاں تھا اقلیم جسد لٹنے لگی۔ زخم دکانوں کی طرح کھل گئے۔ سیاح کشور شجاعت جان بیچ کر نام و ننگ کے خریدار بنے۔

URDU4U.COM

عین گرمی جنگ میں کج ابرو ملکہ مہ رخ کے تخت پر آ کر اتری۔ اس نے ایک گولہ جو بڑا زبردست سحر تھا اس پر مارا۔ وہ دھواں بن کر غائب ہو گئی۔ گولا خالی گیا۔ پھر وہ ظاہر ہوئی اور شمشیر سحر سر مہ رخ پر لگائی۔ مہ رخ اس طرح لرزی کہ تلوار بھی خالی گئی۔

اس وقت کج ابرو نے خنجر جمشید کمر سے نکالا اور کہا۔ ”اے مہ رخ میرا نام خنجر زن اسی واسطے رکھا گیا ہے یہ خنجر اپنے پاس رکھتی ہوں تو اس کو پہچانتی ہے۔“

رعد و برق قریب تخت مہ رخ کھڑے تھے۔ چنانچہ رعد نے کہا۔ ”اماں جان ملکہ مہ رخ مفت ماری جاتی ہیں۔ میں تو جا کر ایک چیخ مارتا ہوں کہ پردے کان کے پھٹ جائیں۔“

برق نے کہا۔ ”بیٹا تامل کرو۔“

اس اثنا میں کج ابرو خنجر پکڑ کر آگے بڑھی۔ ساٹھ ستر ساحروں نے مرنا گوارا کیا اور بیچ میں آ گئے مہ رخ کو بچایا۔ وہ خنجر جو اس نے بلند کیا اور ان ساحروں پر مارا دس کے سر ایک مرتبہ میں قلم ہوئے۔ وہ اسی طرح قتل کرتے ہوئے آگے بڑھی اور گلے سے موتیوں کا مالا توڑ کر انبوہ لشکر پر مارا۔ اس مالے کا موتی جس کے ماتھے اور سینہ وغیرہ پر پڑا توڑ کر پار گزر گیا۔ لشکر میں بدحواسی پھیلی۔ یقین تھا کہ بھگدڑ پڑے اس وقت رعد زمین میں سما کر پاس کج رو کے نکلا اور ایک چیخ ماری لیکن خنجر جمشید اس کے ہاتھ میں تھا۔ وہ بیہوش نہ ہوئی۔ اوپر سے برق جادو چمک کر گری مگر کج ابرو کے گلے میں ایک زنجیر پڑی تھی۔ وہ زنجیر گلے سے کھول کر اس نے برق پر ماری کہ وہ زنجیر بھی برق بن کر اس بجلی سے لپٹ گئی۔ اور دیر تک دو بجلیاں باہم گھتی رہیں۔ آخر زنجیر نے کھینچ کر زمین پر برق کو پہنچایا کج ابرو نے زنجیر کو پکڑ کر کھینچ۔

ملکہ برق بجلی سے بصورت انسان ہو گئی تھی اور وہ زنجیر و دست و پاد گردن و کمر میں لپٹی تھی اور ملکہ مذکور بیہوش تھی۔

URDU4U.COM

کج ابرو نے ساحروں کے حوالے اس کو کیا کہ قید۔ کرو اور حکم دیا کہ "آج طبل اسائش بجے کہ جن کو گرفتار کرنے کا حکم بادشاہی تھا ان کو پکڑ لیا۔ اب کل اس مہ رخ سے بھی سمجھ لیا جائے گا۔"

یہ کہہ کر مرہ رخ سے کہا۔ "اگر آج کی شب تو نے فرمانبرداری شہنشاہ افراسیاب کی تو خیر ورنہ کل سب لشکر کو تیرے اور تجھ کو غارت کر دوں گی۔"

یہ کہہ کر ہوا پر آپ چلی اور طبل امان بجوا کر لشکر پھیرا۔ یہ اپنے لشکر کو لیے اسی صحر کی طرف جہاں کہ اتری ہے روانہ ہوئی ملکہ حیرت سے بھی ملاقات نہ کی۔ سب کو یہ گمان ہوا کہ برق کو یہ افراسیاب کے پاس لے گئی۔

غرض یہ کہ لشکر لے کر پھری اور مہ رخ خستہ حال مع فوج زخم خوردہ کے مراجعت فرما ہوئی سب آ کر آسودہ ہوئے۔ ملکہ مہ رخ دربار میں تخت پر بیٹھی۔ رعد جادو اپنی ماں کے لیے غمگین تھا رونے لگا۔ برق عیار نے کہا "میں تلاش کرنے جاتا ہوں۔" مہ رخ نے کہا۔ "وہ افراسیاب کے پاس لے گئی ہے۔ تم کو ملنا اس ساحرہ کا دشوار ہے۔" برق نے کہا۔ "اچھا حال تو کھل جائے گا' جہاں لے گئی ہو گی۔"

یہ کہہ کر روانہ ہوا۔ ادھر کج ارو اپنے لشکر میں داخل ہوئی۔ ہر ایک اس کے مصاحب نے تعریف کی "اے ملکہ آپ نے بڑا کام کیا۔ شہنشاہ جاوداں کی بات رکھ لی۔"

اس نے ایک صندوق فولاد کا منگا کر برق جادو کو اس میں بند کیا۔ برق کا یہ عالم تھا کہ سحر میں بند بند جکڑا ہوا۔ تمام بدن زنجیر آتشیں کے لپٹنے سے جھلس گیا تھا اور بیہوش تھی اس نے بند کر کے صندوق اپنی بارگاہ میں بنا پر احیتاط رکھا۔

ادھر شاہ طلسم نے پتلے خبر کے لیے بھیجے۔ وہ آ کر گرفتار ہوتا ملکہ برق کا معلوم کر کے خدمت شاہ میں گئے اور سب حال جنگ اور قید ہونے برق معرض عرض میں لائے۔

لکھا ہے جیسے ہی بادشاہ باغبان وزیر سے بدظن ہوا ہے۔ اس وقت سے وزیر مذکور خدمت شاہ میں بہت حاضر رہتا ہے اور اپنی بی بی کی خطا معاف کرانا چاہتا ہے۔ چنانچہ شاہ کو فیروزہ کوہ پر آئے ہوئے سن کر وزیر مسطور بھی گیا اور حاضر خدمت شاہ تھا کہ پتلوں سے خبر فتح بادشاہ نے سن کر وزیر کی جانب اس لیے دیکھا کہ میری تعریف کرے۔

وزیر نے لب عجز بہر ثنائے شہنشاہ کھولے اور دامن دامن موتی رولے "اے شہنشاہ خوشید جلاں تیری نظر غضب کی کس کو تاب ہے تو دم بھر میں جس کو چاہے مار ڈالے اور جس کی چاہے جان بخشی کرے۔"

شاہ نے فرمایا "اب برق بھی چمک چکیں اور کوکب کا فروغ بھی دیکھ لوں گا اور وہ جنگلی میرا کیا کر لے گا۔

وزیر نے کہا۔ "کوکب ایسے تیرے نوکر پڑے ہیں۔" یہ تو زبان سے کہا۔ مگر دل سے کہتا کہ کب ایسا ہی ہے جو ہر گھڑی اسی کا خیال ہے اور اسی کا نام زبان پا جاری ہے۔

بادشاہ نے بعد اپنی ثنا خوانی کرانے کے ایک نامہ ملکہ کج ابرو کو لکھا۔ حال یہ ترقیم تھا کہ ہمیں تمہارے لڑنے کی حقیقت معلوم ہوئی۔ خیر خواہان جانباز جیسا کرتے ہیں۔ ویسا ہی تم نے کیا۔ ہم تم سے خوش ہوئے شباش مرحبا نمک حلالی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ خلعت سرفرازی ہمراہ نامہ پہنچتا ہے آئندہ بھی شاباش مرحبا نمک حلالی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ خلعت سرفرازی ہمراہ نامہ پہنچتا ہے آئندہ بھی عنایت خسروانی کی امید وار ہو اور برق نمک حراماں کی حفاظت کی تکلیف نہ اٹھاؤ۔ سر اس کا کاٹ کر بھیج دو۔"

نامہ پتلے کو دے کر روانہ کیا۔ یہاں کج ابرو تخت پر سائبان بارگاہ کے نیچے بیٹھی تھی۔ سامنے تخت کے صندوق رکھ لیا۔ شراب پی رہی تھی رقاض ناچتے تھے۔ خواصیں انیس حاضر خدمت تھیں کہ پتلے نے لا کر نامہ شاہ دیا۔ اس نے نامہ لے کر سر پر رکھا۔ آنکھوں سے لگایا۔ زر نثار کرایا۔ پھر امہ کو تسلیم کر کے وا کیا اور مضمون سے آگاہ ہو کر بہ فخر خلعت زیب تن کر صندوق کھولا ملکہ برق کو نکالا اور چاہا کہ سر کاٹ

کے بھیج دوں۔ برق کا تمام جسم آتش سحر میں پھنک رہا تھا۔ اس پر سے اتنا سحر رو کیا کہ یہ ہوشیار ہوئی۔ ہوشیار ہوتے ہی بے قرار ہوئی۔ آنکھوں میں دم آ گیا۔ کج ابرو نے کہا۔ "تیرا سر شہنشاہ نے مانگا ہے۔ اب پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوا۔ کوئی دم میں قضا آیا چاہتی ہے۔"

برق نے یہ سن کر بحسرت و یاس سمت فلک دیکھا کیوں اے عمرو کے خدا مجھ کو تو نہ بچائے گا اس وقت میں سوائے تیری ذات پاک کے اور کون میری مدد کرنے والا ہے۔ نہ کوئی یار ہے نہ رو مدد گار ہے نہ ہمدم نہ مونس نہ رفیق نہ آشنا نہ خویش نہ اقربا۔ مجھ کو تیری ذات کا سہارا ہے۔ تو ہی بچانے والا ہے۔"

یہ دعا اس کی درگاہ جناب احدیث میں قبول ہوئی۔ یعنی اول میں مذکور ہوا کہ مجلس جادو ملکہ بران کو سمجھا کر پھیر لے گئی تھی۔ چنانچہ ملکہ مذکور قلعہ ہفت رنگ میں نہ گئی۔ فکر میں رہائی عمرو کی ایک مقام پر اپنے طلسم میں تھی۔ اس نے مجلس سے فرمایا "بیٹا تم جا کر ذرا خبر لاؤ کہ طلسم ہوشربا میں کیا ہو رہا ہے۔"

مجلس یہ حکم سن کر پرواز کر کے چلی اور اس دشت میں جہاں برق قتل ہوا چاہتی تھی اور روئے ہوا سے اس نے دیکھا کہ ایک عورت شعلہ ہائے سحر میں گرفتار پڑی ہے اور ایک عورت خنجر کھینچے اس کے سر پر کھڑی ہے۔ سر اس کا جدا کیا چاہتی ہے۔ یہ دیکھ کر زمین پر اتری اور قریب کج ابرو آ کر پوچھنے لگی "بی بی تم کون ہوا اور مجرمہ کون ہے اس نے کیا تمہارا باپ مارا ہے۔ کون سا گناہ اس سے سر زد ہوا۔ جس کے عوض یہ قتل ہوئی ہے۔"

کج ابرو نے دیکھا کہ ایک لڑکی کرتا پہنے ناک بہتی ہوئی۔ زیر پا کی پاؤں میں کرتے میں رومال ناک پونچھنے کا بندھا ہنستی ہوئی مجھ سے حال پوچھتی ہے۔"

یہ دیکھ کر اس نے کہا۔ "بیٹی تم شاید یہاں کسی گاؤں میں رہتی ہو۔ اکیلی نکلی آئی ہو جاؤ بھاگ جاؤ۔ تمہارے ماں باپ بھی افراسیاب کے فرمانبردار ہیں اور میں بھی۔ پس والدین تمہارے شکایت کریں گے کہ لڑکی کو منع نہ کیا۔"

مجلس پہلے جانتی تھی کہ یہ لشکر ملکہ مہ رخ کا ہے۔ اب اس نے نام بادشاہ طلسم کا جو سنا سمجھی کہ یہ ساحرہ دشمن ہے۔ یہ سمجھ کر سنبھلی۔ اس کے ساتھ بطور مخفی چار پتلے آتشی اور چار آبی اور چار فولادی اور ایک گولا فولاد کا اس کے پاس ہے کہ اس کے دونوں سروں پر الماس جڑا ہے۔ خاصیت اس کی یہ ہے کہ اگر کسی ساحر کے پاس کوئی تحفہ جمشید و سامری کا ہو تو اس کو باطل کر کے کام اس ساحر کا تمام کرتا ہے اور علاوہ اس کے یہ ساحرہ صحبت یافتہ بران و کوکب ہے۔ سردار زادی طلسم نور افشاں ہے۔

پس کج ابرو سے اس کے تیور بدل کر کہا۔ "یہ کیا تو نے جھک مارا کہ والدین تمہارے ملازم افراسیاب کے ہیں۔ میں اس مسخرے سیاب خانہ خراب کو کیا جانوں۔"

کج ابرو نے دیکھا کہ یہ لڑکی کچھ بلبلی اور چلبلی سی ہے۔ اس کی بات کا برا ماننا نہ چاہیے۔" یہ سمجھ کر اس نے ہنس دیا اور کہا۔ "لڑکی کچھ گھر سے لڑکے تو نہیں آئی ہے۔ جا چلی جا۔ نہیں روتی جائے گی۔ میں دو طمانچوں میں سیدھا کر دوں گی۔"

مجلس نے جواب دیا "مالزادی تو ہے کس گھمنڈ میں' اپنے دھگڑے افراسیاب پر بھولی ہے تو آپ چلی جا سمجھی کیا ہے اپنے دل میں۔"

یہ کلام سن کر کنیزیں کج ابرو کی بولیں "اے بی بی صاحبزادی تم شاید کچھ خفا ہو۔ جو ایسی باتیں کرتی ہو یہ ملکہ کج ابرو خنجر زن ہیں برق جادو کو لشکر اسلام سے پکڑ لائی ہیں تم ان کو گالیاں دیتی ہو بری بات۔"

مجلس جادو نے جو قید ہونا برق کا سنا ہی گولا جس کا بیان ہو چکا نکالا اور اپنے تئیں درست کر کے یعنی کرتے کی آستین الٹ کے دامن چڑھا کے تنتی ہوئی پینترے بدلتی چلی۔

اس وقت دس بارہ لونڈیاں یہ کہتی ہوئیں کہ "لو بیوی اس چھوکری سے کوئی نہ بولے نہ چالے' آپ سے آپ بگڑی جاتی ہے۔ اے لڑکی کچھ تو دیوانی ہے۔"

لونڈیاں بیچ میں آ گئیں تھیں۔ لڑکی نے کہا۔ "مالزاد دیو اپنی بی بی قحبہ سے کہو کہ سنبھل جائے۔"

یہ کہہ کر وہی گولہ مارا۔ لونڈیاں جو بیچ میں کھڑی تھیں ان کے سینوں کو اس گولے نے توڑ کر کج ابرو تک اپنے تئیں پہنچایا۔ اسنے ہر چند اپنے تئیں بچایا۔ لیکن مثل قضائے مبرم کے وہ گولا نہ ٹلا۔ اس کے سینہ پر آ کر پڑا اور پار گزرا اور زمین میں سما گیا۔ کج ابرو تڑپ کر ہلاک ہوئی۔ شور قیامت زا اس کے مرنے کا بلندا ہوا کہ مارا کج ابروے خنجر زن کو۔

کنیزیں اور انیسیں اس کی بھاگیں۔ لشکر جو اترا ہوا تھا۔ وہ جلد حربہ سحر کا لے کر تیار ہوا لیکن ساحرہ مذکورے مرنے سے ملکہ برق رہا ہو گئی اور آتش سحر اس کے جسم پر سے دور ہو گئی۔ وہ بجلی بن کر جانب آسمان گئی اور آڑی ترچھی ہو کر لشکر پر گرنے لگی۔

ادھر دوبارہ پتلے جو مجلس کے ساتھ آتشی آبی فولادی وہ آ کر گرے آتشی پتلوں کے منہ سے آگ کے شعلے نکلے تھے جو ساحر سامنے آتا خانہ تن اپنا جلاتا۔ خیام و بارگاہ میں آگ بھڑکنے لگی۔ آفت برپا ہوئی۔ ہر طرف شور غوغا بلند تھا ایک پر ایک گرا پڑتا تھا۔ بدحواسی سے لوگوں کی عجیب کیفیت تھی باپ بیٹے کو پہچان نہ سکتا تھا۔

آبی تیلوں کے منہ سے اس قدر پانی بہا کہ دریا پیدا ہو کر موج مارنے لگا۔ مجلس نے خوب مینڈھے لڑائے۔ آگ لگا کر پانی کو دوڑی۔ فولادی پتلے تیغہ پکڑ کر قتل کرنے لگے اوپر سے بجلی گر رہی تھی۔ عجیب آفت اس فوج پر آئی تھی۔ لشکر ہزاروں طرح کے سحر کرتے تھے مگر نہ وہ پتلے مرتے تھے نہ بجلی موقوف ہوتی تھی۔ مجلس ایک طرف کھڑی ہنس رہی تھی اور کہتی تھی۔ امی جان نے سر کی قسم کیا اچھا کھیل میں کھیلی ہوں۔ واہ کیا تماشا ہو رہا ہے۔"

○○○

- ملکہ مجلس جادو

آخر ہزارہا ساحر آتش فنا میں جل کر خاکستر ہوئے۔ اس مہوس نے طلائے جان دشمن کو آنچ دے کر کشتہ کیا۔ خوب تاؤ دیا۔ ہزاروں جادو گر غرق بحر قضا ہوئے اس شناور قلزم سحر نے بہت کو گور کے کنارے پہنچا۔ دم بھر میں نگاہ ایسی پھیری کہ کسی کی آشنا نہ بھی۔ سینکڑوں افسوں خواں فولادی پتلوں کے ہاتھ سے سختی موت کی اٹھا کر فنا ہوئے اور بہت سے خرمن جان بجلی گرنے سے جلے لشکر تمام برباد پریشان ہو کر روبفرار لایا جو بھاگ کر بچے۔ وہ سمت کوہ فیروز گئے۔

جب وہ فوج بحر نحوست کی موج بھاگ گئی۔ ملکہ برق روئے ہوا سے اتر کر مجلس کے پاس آئی۔ شکریہ میں اس کے تر زبان ہوئی اور کہا۔ "آپ کون ہیں۔" اس نے اپنا نام بتایا اور کہا۔ "ملکہ بران کی بھتیجی ہوں۔ میں آئی تھی۔"

برق نے کہا۔ "اچھا اب لشکر مہ رخ میں تشریف لے چلیے۔"

اس نے کہا۔ "مجھ کو تو وہاں کی خبر لینے جانا منظور ہی ہے' چلیے!"

یہ باتیں کر کے دونوں وہاں سے روانہ ہوئیں۔ راہ میں برق فرنگی جو تلاش میں برق کی چلا تھا' ملا۔ اور ان کو ہمراہ لے کر داخل لشکر ہوا۔

جب بارگاہ میں پہنچا۔ یہاں غلغلہ عظیم برپا تھا۔ رعد نے اپنی ماں کے لیے حال اپنا تباہ کیا۔ ہر ایک رو رہا تھا کہ یہ آ کر پہنچیں۔ سب اٹھ کر بغل گیر ہوئے۔ رعد ماں کے گلے لپٹ کر رونے لگا۔ آخر اپنی جگہ پر برق بیٹھی اور مہ رخ سے کہا۔ "ان صاحبزادی کی وجہ سے میری رہائی ہوئی۔"

مہ رخ تو بران کے یہاں ہو آئی تھی۔ مجلس کو پہچانتی تھی۔ تخت پر سے اٹھ کر بغل گیر ہوئے اور اپنے برابر تخت پر بٹھایا۔ رقاصوں کو بلایا۔ ناچ ہونے لگا۔ شراب کا جام

چلنے لگا۔ مجلس کی خاطر ہر ایک نے بہت کچھ کی خواجہ کی گرفتاری کا حال بیان کیا اور کہا۔ "ڈھنڈورا ابھی ان کے قتل ہونے کا پٹ گیا۔"

URDU4U.COM

مجلس نے کہا۔ "گھبراؤ نہیں' امی جان بھی تشریف لایا چاہتی ہیں۔"

غرضیکہ یہاں تو عشرت و نشاط میں ہر شخص مصروف ہے۔ ادھر فوج ہزیمت خوردہ کج آبرو کوہ فیروز پر پہنچی اور افسران فوج سامنے شاہ طلسم کے آ کر پکارے۔ "ملکہ کج ابرو ماری گئیں۔"

شاہ نے متعجب ہو کر پوچھا۔ "ہیں کس نے مارا؟"

انہوں نے مجلس جادو کا آنا اور جملہ کیفیت بیان کی۔ یہ سنتے ہی بادشاہ کو غصہ آیا اور کہا۔ "اس چھوکری مجلس نے بہت سر اٹھایا دیکھو تو کیا حال میں اس کا کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر فیروز شاہ سے کہا۔ "تمہارے قلعہ میں اسرار جادو رہتی ہے' بلاؤ تو اس کو۔"

شاہ نے اس قلعہ مذکور سے لانے کے لیے آدمی کو روانہ کیا اور اسرار کو بلایا۔ یہ ساحرہ کنیز شاہ جاوداں تھی۔ بادشاہ نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔ یہ اس قلعہ میں رہتی ہے اور سامری کی تیشی کہلاتی ہے۔ اس وقت اس نے آ کر شاہ کو مجرا کیا۔ بادشاہ نے دیکھا کہ ایک تہمد گیروا باندھے ہے سالے مردوں کی ہڈیوں کے گلے پہنے ہے بھبوت جسم پر ملا ہے۔ ایک چادر گیروی سر پر پڑی ہے ماتھے پر تصویر سور کی بنی ہے گدنا گدا ہے۔

ہر چند کہ یہ ہیئت اور نقشہ ہے مگر سن چالیس برس کا ہے۔ چہرہ پر جھریاں پڑتی جاتی ہیں کتاب سامری میں سطریں سطر کی پڑی نظر آتی ہیں۔ کان میں کنڈل پڑے ہیں۔ حلقہ بگوش کرنے کا معشوقاں عالم کے دعوئی رکھتے ہیں۔ سر میں دو چار بال جو سفید ہو گئے ہیں شب زلف میں دمدار ستارے نکلے ہیں۔ بھبوت جسم پر ملا ہے یا حسن نے پردہ کیا ہے۔ نہیں نہیں کبر سنی کے سبب آئینہ تن جو مکدر ہے تو اس پر صیقل کرنا چاہا ہے۔

حاصل مرام جب اس ساحرہ نافر جام نے شاہ کو سلام کیا۔ بادشاہ نے ایک کنٹھی اپنے

گلے سے اتار کر اس کو دی اور کہا۔ "یہاں سے مہ رخ کی بارگاہ میں تم جاؤ۔ مجلس جادو وہاں ہو گی۔ یہ کنٹھی اس کے گلے میں پہنچانا اور اپنے گلے میں بھی پہنے رہنا۔ تم دونوں میرے پاس چلی آؤ گی۔"

URDU4U.COM

یہ حکم سن کر ساحرہ نے وہ کنٹھی تسلیم کر کے چلی اور پرواز کر کے اپنے مقام پر آئی۔ دل سے سوچی کہ اس ہیئت سے تو اگر جائے گی تو کنٹھی پہنا نہ سکے گی۔ لازم ہے کہ تبدیل لباس کر کے بصورت اسلامیان روانہ ہو۔

غرض اس نے بڑے پائنچوں کا پائجامہ پہنا' محرم کرتی پہن کر ایک دوپٹہ پر زر اوڑھا کچھ زیور بھی جسم پر آراستہ کر کے چلی۔

وہاں کا ماجرا سنئے کہ مجلس کچھ دیر تو شریک جلسہ مسرت رہی۔ اس کو عمرو سے بہت محبت ہے۔ ان کی گود میں لوٹا کرتی تھی اور اس نے بجوا کر سنتی تھی۔ مطربوں کے گانے سے خواجہ یاد آئے۔ یہ رونے لگی۔ سب اس کے رونے پر رونے لگے۔ یہ اٹھ کر چلی۔ مہ رخ نے کہا۔ "اے بیٹی کہاں جاتی ہو؟"

اس نے کہا۔ "امی جان کے پاس"

مہ رخ نے کہا۔ "تم ٹھہر جاؤ اور بتا دو میں آدمی بھیج کر بران کو بلا نہ بھیجوں۔"

اس نے کہا۔ "مجھ کو اب وحشت ہے نہ بیٹھوں گی۔"

یہ کہہ کر بارگاہ سے نکل کر سیر کرتی چلی اور بازار لشکر کی دیکھنے لگی۔

ادھر اسرار جادو بارگاہ میں آئی۔ ایک عورت تنہا تھی۔ حاجب دربان سمجھے کہ کسی ساحرہ کی ملازم ہے۔ یہ سمجھ کر منع نہ کیا۔ اس نے اندر بارگاہ کے آ کر ہر سمت پیک نظر دوڑایا اور مجلس کو تلاش کیا۔ حسب نشاندہی شاہ طلسم کسی ساحرہ کو لڑکی بنے ہوئے نہ پایا۔ دل سے خیال کیا کہ کہیں ہو گی آئے گی' اچھا یہاں ٹھہرو اور لوگوں سے اس کا ذکر سنو' معلوم ہو جائے گا جو یہاں ہو گی۔ یہ سوچ کر اس خیال سے کہ تجھے کوئی پہچان نہ لے۔ ایک مقام پر نہ ٹھہری۔ ادھر ادھر ٹہلنے لگی۔ اس پر برق عیار کی

نگاہ پڑی۔ دل میں اس نے کہا یہ تو ہمارے لشکر کی عورت نہیں معلوم دیتی ہے۔ اس طرح پھرتی ہے کہ جیسے کسی کو ڈھونڈھتی ہے۔ اے برق اس کو گرفتار کر ہمارے یہاں کی ہے تو چھوڑ دی جائے گی اور نہیں تو شر سے اس کے محفوظ رہیں گے۔

یہ تجویز کر کے یہ بھی اٹھ کر ٹہلنے لگا اور ٹہلتے ٹہلتے پشت کی طرف اسرار کے آیا اور وہ دوسری سمت مخاطب تھی۔ اس نے کانٹھ کر کمند جو ماری ساتوں حلقے گردن و کمر میں پچی ہو گئے وہ الجھ کر گری اس نے حباب مار کر بیہوش کر دیا اور مشکیں اس کی باندھ کر زبان میں سوزن دیا اور ستون بارگاہ سے باندھ کر ہوشیار کیا۔

سب اہل دربار حیرت میں تھے کہ مہتر صاحب نے یہ کیا کیا۔ مہ رخ نے گھبرا کر پوچھا۔ بھیا! یہ کیا ماجرا ہے۔"

اس نے کہا۔ "اے ملکہ یہ عورت ہمارے یہاں کی معلوم نہیں ہوتی ہے۔"

مہ رخ نے اور سب نے بغور دیکھا اور کہا۔ "تم سچ کہتے ہو۔ یہ کسی تدبیر کو یہاں آئی ہے۔ اس نے کہا تم سب اس کی حفاظت کرنا کہ یہ سحر کر کے نکل نہ جائے اور مجھ کو کوئی آزار نہ پہنچائے۔ میں اس کی زبان سے سوزن نکالتا ہوں۔"

یہ سن کر جملہ ساحر نارنج ترنج پکڑ کر مستعد ہوئے۔ برق نے اس کی زبان سے سوزن نکالا۔ سوزن نکلتے ہی وہ پکاری۔ منم اسرار جادو کنیز افراسیاب بحکم شہنشاہ مجلس کو پکڑنے آئی تھی۔ ارے موئے تو نے مجھ کو باندھا ہے۔ رہ تو جا تیری ایسی تیسی شہنشاہ سے کہہ کر تیری بوٹیاں اڑوا دوں گی۔"

یہ کہہ کر سحر پڑھنے لگی۔ ازبسکہ یہ کینٹھی شہنشاہ کے لیے تھی۔ اس پر سحر کسی ساحر کا اثر پذیر نہ ہوا اور ایک پتلا روئے ہوا سے چمک کر گرا۔ پنجہ میں اس کو داب کر مع کمند لے اڑا۔ ساحروں نے نارنج گولے مارے لیکن پتلا بلند ہو کر یہ جا وہ جا روانہ ہو گیا۔

برق عیار نے کہا۔ "لیجیے اور نقصان ہوا کہ کمند بھی گئی اور بنانا پڑے گی۔"

سب ہنسنے لگے اور اطمینان سے بیٹھے۔ ادھر پتلا لیے ہوئے اسرار کو فیروزہ کوہ پر پہنچا۔

ساحروں نے دور سے دیکھا کہ اسرار سے ایک آدمی لپٹا ہوا آتا ہے۔ یہ دیکھ کر سمجھے کہ اسرار مجلس کو لائی۔ پس دوڑ کر خدمت بادشاہ میں انہوں نے عرض کیا۔ "خداوند اسرار اس کو لائیں۔"

URDU4U.COM

شاہ نے یہ سن کر تان کو کج کیا۔ باغبان نے کہا۔ "کیونکر نہ لاتیں۔ آپ نے کینتھی دی تھی۔ مجلس کی طاقت تھی جو نہ آتی۔"

یہ باتیں تھیں کہ پتلا پہنچا۔ شاہ نے دیکھا کہ اسرار کمند میں لپٹی ہے۔ پتلے سے حال پوچھا۔ اس نے کہا۔ "اس طرح عیار نے ان کو باندھا تھا' میں اٹھا لایا۔"

شاہ نے اس کی گردن و کمر سے حلقہ ہائے کٹوائے اور کہا۔ "تم کنتھی دے دو' تم سے یہ کام انصرام نہ ہو گا۔ چنانچہ کنتھی لے کر اس کو رخصت کر دیا اور نامہ ملکہ حیرت کو لکھا۔ مضمون یہ تھا۔

"کج ابرو کو مجلس نے آ کر مارا۔ میں نے اسرار کو کنتھی دے کر بہر گرفتاری مجلس بھیجا تھا۔ اس کو برق نے پکڑ کر باندھا تھا۔ پتلا اٹھا لایا پس اے ملکہ تم عیارہ کو بھیج کر مجلس کو گرفتار کراؤ اور قتل کر ڈالو۔"

یہ نامہ پتلا سحر کا لے کر ملکہ مذکور کے پاس آیا۔ اس نے نامہ پڑھا اور چاہا کہ عیارنیوں کو بلوائے اس وقت شہاب جادو نے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ مجلس آئی تھی مگر چلی گئی۔

حیرت نے کہا۔ "چلی جاتی تو شہنشاہ مجھ کو نہ لکھتے۔"

یہ باتیں تھیں کہ صرصر عیارہ آئی۔ ملکہ نے حکم بادشاہ سے اس کو آگاہی دی۔ وہ روانہ ہوئی اور ساحرہ حسینہ و جمیلہ بن کر لشکر مہ رخ میں آئی۔ یہاں مجلس سیر کرتی پھرتی تھی اور جو چیز پسند کرتی تھی اس دکان پر ٹھہر جاتی تھی۔ اسی وجہ سے اس کو جانے میں دیر بھی ہوئی کہ عیارہ آ کر پہنچی اور اس کے ساتھ چلی۔ وہ سمجھی کہ مہ رخ کی کوئی نوکر یہ بھی ہے۔

غرض ایک ایسے مقام پر جب یہ پہنچی کہ وہاں تنہائی تھی۔ صرصر نے موقع پا کر عرض

کیا۔ آپ نے وہ جو سامنے کباب کی دکان ہے اس کے کباب نہیں کھائے۔ عجب لذیذ کباب اس کے ہوتے ہیں کہ کھانے سے آپ کو معلوم ہو گا۔ اور یہ مزہ بھی یاد رہے گا۔ جو لوگ اس کے مزے سے لذت یاب ہو چکے ہیں۔ سیخ آہ پر کباب دل کو اپنے ہمیشہ چڑھاتے ہیں۔ مطبخ دہر کو جس کو یہ کباب پسند خاطر ہوئے ہیں۔ وہ آتش عشق میں کباب آسا بھنتے ہیں۔"

یہ تعریف اس کی زبان سے سن کر کہا۔ "چلو مول لیں۔"

اس نے عرض کیا۔ "آپ جوہری وغیرہ کی دکان پر ٹھہریں تو مضائقہ نہیں لیکن کبابی کی دکان پر جانا حضور کی شان کے خلاف ہے۔ آپ یہاں گوشہ میں ٹھہریئے میں ابھی لائی۔

یہ کہہ کر اس کو ٹھہرا کر روانہ ہوئی۔ اور کچھ دور جا کر کباب آغشتہ بیہوشی کسوت سے نکال کر طشتری میں لگا کر سامنے لائی۔ مجلس نے بے تامل وہ کباب کھائے اور بیہوش ہو گئی۔ اس نے کمند سے گردن و کمر کو باندھ کر پشتارہ باندھا اور تنہائی ہی میں تو تھی ہی بے منت و اذیت لیے ہوئے بارگاہ حیرت میں آئی اور کہا۔ لیجئے میں حکم شہنشاہ بجا لائی۔ حیرت نے پہلے گرم پانی سے مجلس کا منہ دھلوایا۔ جب شک نہ رہا کہا۔ "صاحبو کوکب کے ہاتھ سے میرے کلیجے میں داغ پڑ گئے ہیں۔ میں اس کو تمام بارگاہ میں کھنچوا کر قتل کروں گی۔ کج ابرو کا بدلہ لوں گی۔"

سب نے کہا۔ "حق بجانب ہے آپ کے' اے ملکہ ضبط کرنے کی بھی کچھ انتہا ہے۔ مناسب ہے کہ تامل نہ فرمایئے۔"

یہاں تو یہ گفتگو ہے اور ادھر مہ رخ کو اس امر کی مطلق خبر نہیں ہے۔ چنانچہ جب حیرت آمادۂ قتل کرنے پر ہوئی صرصر ڈری کہ عیار مجھ کو جیتا نہ چھوڑیں گے۔ پس عرض رسا ہوئی۔ اے ملکہ اس کو قید کرنا بہتر ہے۔"

حیرت نے یہ سن کر کہا۔ "اری تو میری اتالیق ہے۔ ہر بات میں دخل در معقولات' پس چپ رہ۔"

اس نے عرض کیا۔ "آپ مالک و مختار ہیں۔ میری مجال ہے جو آپ کو نصیحت کروں۔"
حیرت نے بعد خفا ہونے کے موتیوں کا مالا انعام میں دیا اور ساحروں سے حکم کیا۔ اس
URDU4U.COM
مجرمہ کے پاؤں میں رسی باندھ کر کھینچو۔"
ساحر اٹھے' لیکن طائران سحر نے یہ خبر ملکہ مہ رخ کو پہنچائی کہ مجلس جادو اس طرح
قتل ہوتی ہے۔ مہ رخ یہ حال سن کر بے قرار ہوئی اور کہا۔ "اے لوگو! میں بران
اور کوکب کو کیا منہ دکھاؤں گی۔"
یہ کہہ کر نفیر سحر کو دم دیا اور کہا۔ "میں اپنی جان دوں گی جس کو چلنا ہو وہ میرے
ساتھ آئے۔ چھ لاکھ کا لشکر جلد جلد تیار ہوا۔ ملکہ مذکور مع سب سرداروں کے نکل
کر سوار ہوئی۔ لشکر کے مسلح ہونے کا غلغلہ عظیم برپا ہوا۔ شعلہ تیغ شمع مجلس عالم تھا۔
بزم دہر میں ہلچل پڑی تھی۔ کمال برہمی تھی۔ ہتھیاروں کی جھنکار زنگولہ پائے رقاص
بنی نفروں کی آواز سے مزاج روزگار ساز تھی۔ کہیں کاٹھرے اژدھوں پر کسے جاتے۔
کسی جگہ پر سحر کے بیر مغل مچاتے۔ جادو کے سبب سے تاریکی ہر سمت چھائی تھی۔ کالی
گھٹا آئی تھی۔ زیر فلک شعبدہ باز اور ایک آسمان تیرہ رو پیدا ہوا تھا یا مجلس عالم کی
آرائش کے لیے شامیانہ تنا تھا۔ اس اندھیرے میں پیکان و سنانوں کا چمکنا شب انجمن آرائی
میں شمعوں کا روشن ہونا نظر آتا تھا۔ یا تاروں بھری رات کا دھوکا ہوتا۔ لشکر کے
گرد روشنی اور بیچ میں تاریکی تھی۔ سویدائے خاطر عابد دہر معلوم دیتی۔ فوج میں تو یہ سامان
تھا اور مہ رخ کے ہمراہ جادوگرنیاں نوجوان تھیں۔ بہار عالم کی جان تھیں۔ گلشن دہر
کی گلہائے پر ارمان تھیں۔
غرضیکہ یہ سب طاؤساں سحر پر سوار ہوئیں۔ ان کا سج دھج اور بناؤ زینت پسنداں عالم کو
لبھاتا تھا۔ یہ عالم تھا کہ

کھچ گئی ابروے پر خم کی سر دست کمان
URDU4U.COM
سینہ ابھرا سرپستان کی ہوئی تیز سنان
ترک غمزے کو ستمگر نے دیا یہ فرمان
ہاں مرے شیر یہی گو ہے یہی ہے میدان
کچھ فرنگی بھی ہوئے جنگ کو تیار برن
لیس چاروں صف مژگان سے ہوئے چار برن
عجب انداز سے ہر عربدہ پرواز چلا
کبک کے صید کو گویا کوئی شہباز چلا

یہ لشکر تو اس انداز سے روانہ ہوا' ادھر بحکم حیرت خیر سر رسن پائے مجلس میں باندھ کر جب ساحران متکبر نے کھینچا اس کے ساتھ بطور مخفی پتلہ ہائے سحر ہیں۔ چنانچہ سحر نے اس کے اسے ہوشیار کر دیا آنکھ جو اس کی کھلی۔ گویا فتنہ خوابیدہ جاگا۔ ہوشیار ہوتے ہی اپنے حال وابستہ ملال کو اس کے دیکھا درد غضب آتش عناد سے اٹھ کر کاخ دماغ سے نکل گیا۔

ازبسکہ حیرت نے اس کے قید ہونے کی خوشی میں سحر بھی اس پر نہ کیا تھا کہ یکایک وہ رہا نہ ہو سکتی اب اس نے افسوں پڑھا کہ وہ رسنہائے بستہ جل گئیں اور وہ سنبھل کر اٹھی۔ اس وقت حیرت نے گھبرا کر ایک نارنج اپنی انگیا سے نکالا اور دم کر کے مارا۔

مجلس کے ساتھ جو پتلے تھے' ان میں سے ایک پتلے نے ظاہر ہو کر نارنج پکڑ لیا۔ مجلس نے دو ہی نارنج پتلے سے لے کر کہا۔ "اے میرے کھیلنے کے گیند کچھ تماشا دکھا۔"

یہ کہنا تھا کہ وہ ہاتھ سے چھٹ کر بلند ہوا اور پھٹ گیا۔ اس میں سے چادر آگ کی نکل کر ساحران حیرت پر گری۔ بہت سے واصل جنہم ہوئے۔ حیرت یہ ماجرا دیکھ کر مثل بید کانپی اور دھواں بن کر بلند ہو گئی کہ جلنے سے بچی اور ساحر ہزاروں مجلس پر

حربہ سحر کے لے کر حملہ آور ہوئے۔ اس اثنا میں مجلس بھی بزور سحر اڑی اور ایک گچھا سوئیوں کا مارا کہ جس سے صدہا کا سینہ فگار و سوار خدا ہوا۔

حیرت پھر ظاہر ہو کر للکاری کہ "او چھوکری تو کہاں میرے ہاتھ سے بچ کر جاوے گی۔ میں نے ایسی ایسی چھوکریاں بہت تعلیم کر دی ہیں۔"

یہ کہہ کر اپنا جوڑا کھولا اور دو پتلیاں اس میں سے نکلیں کہ ایک پتلی آئینہ اور دوسری شانہ ہاتھ میں لیے تھی۔ آئینہ دار پتلی نے مجلس کو آئینہ دکھایا اور اس نے بھی جلد اپنا جوڑآ کھولا اور دو گڑیاں اس میں سے نکالیں۔ ایک گڑیا سے کہا۔ "نگوڑی میں تیری ٹانگیں چیر ڈالوں گی۔"

حیرت نے بھی اپنی پتلی سے یہی کہا۔ "مالزادیو! میں تمہاری ٹانگیں چیر ڈالوں گی۔ تم بری حرامزادی ہو گئی ہو۔ کہنا میرا نہیں مانتی ہو۔"

یہ سب باتیں گڑیوں سے کہتی تھی کہ اس اثنا میں مجلس نے گڑیوں کی ٹانگیں چیر ڈالیں۔ حیرت نے بھی پتلیوں کو پکڑ کے ٹانگیں چیر ڈالیں۔

مجلس قہقہہ مار کر ہنسی حیرت نہایت شرمندہ ہوئی اور چاہتی تھی کہ سحر تازہ کرے۔ اس وقت مہ رخ مع فوج کثیر آ کر پہنچی۔ حیرت کی فوج بھی تیار ہو چکی تھی۔ بارگاہ میں ہزارہا ساحر سحر خواں تھے۔ مجلس پر ناریل نارنج کی بوچھاڑ تھی۔ مجلس کے پتلے وہ حربہ سحر کے رو کر رہے تھے اور سب لڑتے ہوئے بارگاہ سے باہر نکل آئے تھے۔ مجلس نے جب مہ رخ کو دیکھا اڑ کر قریب آئی اور کہا۔ "آپ نے کیوں تکلیف کی۔ خیر آئی ہیں تو میرا ہی تماشا دیکھیے۔"

مہ رخ نے کہا۔ "یہ کب ہو سکتا ہے کہ تم کو تنہا چھوڑیں۔"

غرضیکہ فوج مہ رخ لشکر حیرت پر حملہ آور ہوئی۔ جھانجھ اور قرنا اور نفیر و بوق کا شور برپا ہوا۔ سحر کی چوٹیں چلنے لگیں۔ آگ اور پتھر برسنے لگے۔ قیامت کبریٰ تھیں۔ شیر سے شیر ہاتھی سے ہاتھی بھڑ گیا۔

مجلس کا اس عرصہ نبرد میں یہ حال تھا کہ کبھی تو زمین پر بیٹھ جاتی اور خاک سمیٹ کر گھروندا بناتی۔ لشکریان حیرت بھی لڑنا چھوڑ کر گھروندا بناتے اور کبھی گھروندے میں بچھونا بچھاتی اور گڑیا نکال کر رکھتی اور کہتی اور میری گڑیا کے یہاں لڑکا ہوا ہے۔ سمدھنیں آئی ہیں ان کو گالیاں دینا چاہیے۔"

یہ کہہ کر ڈھول بجاتی اور گالیاں گاتی۔ حیرت کی فوج میں بھی یہی ہنگامہ برپا ہوتا کہ جادو گرنیاں آپس میں سمدھنیں بن کر ڈھول بجاتی اور گالیاں گاتیں' پھکر لڑتیں۔ باہم ڈھول جھگڑ ہوتا۔ ہر ایک اپنی خودی سے گم۔

انجام کو مجلس اپنی گڑیوں کی ٹانگیں چیر ڈالتی۔ جادوگرنیاں لشکر حریف کی باہم لڑ کر ہلاک ہوتیں۔ ایک سمت پتلے آتشی آبی آگ پانی پیدا کر کے آفت برپا کر رہے تھے۔ فولادی پتلے بھی لڑ رہے تھے۔

یہ حال دیکھ کر حیرت ازبسکہ زوجہ شاہ طلسم ہے۔ اس کو بہت غصہ آیا اور ایک دوہتڑ زمین پر مارا۔ مجلس جہاں کھڑی تھی۔ وہاں سے اس کے پاس کھچ آئی۔ اس نے ہاتھ پھیلا کر پکڑ لیا اور اس وقت حیرت کی شکل مثل عفرتیہ خونخوار بن گئی تھی۔ وہ پری زاد دیوانی ہوئی تھی۔

اس نے مجلس کو چاہا کہ چیر ڈالوں۔ رعد نے دور سے اس حال کو دیکھ کر اپنی ماں سے کہا۔ "بڑا غضب ہوا۔ مجلس جادو ہلاک ہوتی ہے۔ یہ کہہ کر زمین میں سمایا اور قریب حیرت آ کر نکلا اور ایسی چیخ ماری کہ حیرت بھوم گئی مگر مجلس کو ایسی زبردست تھی کہ نہ چھوڑا۔ اس وقت کڑکڑا کر برق جادو ابر سے گری۔ پھر تو بنا چاری یہ مجلس کو چھوڑ کر غرق زمین ہوئی۔ اگر نہ چھوڑتی تو دونوں ہاتھ قلم ہو جاتے اور جب یہ زمین میں سمائی تو خیال کیا کہ برق بھی زمین میں آئے گی۔ اس خیال سے یہ تہ زمین پر پانی کے قریب جا کر ٹھہری اور برق جو گری زمین میں غار ڈال کر پھر بلند ہو گئی اور آڑی ترچھی ہو کر لشکر پر گرنے لگی۔ چالیس چالیس پچاس پچاس ساحر ایک ایک مرتبہ

جلے۔ زمین میں غار جا بجا پڑ گئے۔ جتنے ساحر زبردست تھے۔ مثل مصور و صورت نگار و شکوہ وغیرہ سب غرق زمین ہو گئے اور وہ جنگ عظیم ہوئی کہ مہ رخ و مخمور سرخمو وغیرہ سب زخمی ہو گئیں۔

URDU4U.COM

کہ اس اثناء میں حیرت پھر زمین سے نکلی اور روئے ہوا پر جا کر نعرہ زن ہوئی۔ منم ملکہ حیرت جادو۔ اور اپنی فوج کو مغلوب دیکھ کر ایک سحر ایسا پڑا کہ جس کا رد ہونا سامری سے بھی دشوار تھا۔ فوراً آسمان سے ستارے زمردیں رنگ کے ٹوٹ کر گرنے لگے۔ تمام لشکر مہ رخ کا سیر دیکھنے میں مشغول ہوا۔ لڑنا سب نے فراموش کیا۔ ہاہاہا کا شور ہر سمت بلند تھا۔ مہ رخ چونکہ ساحرہ زبردست ہے اور نہایت عقیلہ ہے سمجھی کہ یہ سحر کسی سے رد نہ ہو گا اور ہر ایک نشانہ تیر شہاب بنے گا۔ مجلس جادو کو مہمان عزیز ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس لڑائی میں کام آئے۔

یہ سمجھ کر اپنے مقام پر سے اڑی اور قریب مجلس پہنچ کر اس کو پنجہ میں داب کر زمین میں سما گئی۔ ادھر وہ ستارے جو گر رہے تھے وہ سر پر لشکریوں کے ٹوٹنے لگے اور جس کے اوپر تارہ ٹوٹا۔ وہ از سر تا پا جھلس کر رہ گیا۔ ہزارہا ساحر رہرو ملک عدم ہونے لگا۔ گشت زار لشکر پر پالا گر رہا تھا۔ پاژلہ حار جسد افواج پر گرا تھا۔ ستارے گولیوں کی طرح سر پر گرتے اور ٹانگوں سے نکلتے تھے۔ ستارۂ قسمت اسلامیان گردش میں آیا۔ سب فروغ خاک میں مل گیا۔ شیاطین انگارے اچھالتے تھے۔ ستارے فلک سحر نے ان قمر پیکروں اور مہر طلعتوں پر صدقے اتارے تھے۔ یہ ثابت قدماں عرصہ نبرد فلک جنگ کے یا تو ثابت تھے۔ مگر اب ستارے سے تھے بالکل جی ہارے تھے۔ لشکر چڑھتا چلا جاتا تھا۔ یا اب بھاگنے لگا۔ چرخ اظلم نے نیا چکر دیا۔ سب کا جدھر منہ اٹھ گیا بھاگ نکلا۔

دم بھر میں سارا لشکر تباہ و برباد ہوا اور ہزاروں آدمی کام آیا۔

صاحب دفتر نے لکھا ہے کہ شاہ افراسیاب جو بنگلے میں کوہ فیروز پر بیٹھا تھا۔ اس بنگلے کے سامنے ایک درخت بیلے رکھا تھا مگر بزور سحر یہ اس کا خواصہ مقرر تھا کہ جب حیرت کو غصہ آئے اس شجر میں آگ لگ جائے اور بادشاہ اس پہاڑ پر اس وجہ سے

آ کر ٹھیرا ہے کہ لشکر حیرت کا اس مقام پر سے حال ظاہر ہوتا ہے پس یہاں لشکر میں جو لڑائی پڑی اس درخت سحر میں آگ لگی۔ اس کے جلنے سے بادشاہ نے کہا۔ غضب ہوا ملکہ حیرت سے لڑائی پڑ گئی۔ بی بی میری آج بگڑ گئی۔

یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر پکارا۔ جلد تخت لے کر اپنے اے پری زاد طلسم آنا' میں جاتا ہوں۔"

اس کو یہ خیال آیا مجلس ساحرہ زبردست ہے ایسا نہ ہو کہ میری زوجہ روز بد دیکھے یا عمرو کی قید میں کوئی پیچ پڑے۔ غرضیکہ تخت کو حکم لانے کا دے کر غائب ہو گیا اور آن واحد میں آ کر لشکر حیرت میں پہنچا۔ دیکھا کہ لشکر دشمنان بھاگا جاتا ہے۔ اس اثنا میں مہ رخ جو مجلس کو لے کر زمین میں غرق ہوئی تھی۔ باہر آئی اور اس نے دیکھا کہ افراسیاب بھی یہاں موجود ہے۔ بس ٹھہرنا اچھا نہیں پس یہ اڑ کر مع مجلس ایک طرف کو چلی گئی اور اسی طرح اور جادوگرنیاں جو زمین میں سما گئی تھیں نکل کر رو بفرار لائیں اور شاہ جاوداں نے ملکہ حیرت کو جو بہت غصہ میں پایا' کہا۔ "ہاں ہاں' اے ملکہ آج کیا ہے۔"

ملکہ نے کہا۔ "تم ہمیشہ ان نمک حراموں کی پچ کرتے ہو۔ آج بھی خفا ہونے مجھ پر آئے ہو۔ لو اپنا طلسم رکھ چھوڑو۔ مجھ کو کچھ کام نہیں۔"

افراسیاب نے کہا۔ "تمہارا بھی غصہ بڑے غضب کا ہے دو لاکھ ساحر اپنا قتل کر ڈالا۔"

ملکہ نے کہا۔ "اب تو مہ رخ کے لشکر کو غارت کئے دیتی ہوں ان کو بھاگنے بھی نہ دوں گی۔ بہت انہوں نے سر اٹھایا ہے۔"

یہ کہہ کر ایک گولا مقیش کا اپنے جوڑے سے نکالا۔ شاہ جاوداں دوڑ کر چمٹ گیا۔ کہا۔ "ملکہ یہ گیند مقیش کا نہ غارت کرو۔ اے جان غصہ جانے دو۔ یہ سحر کوکب کے لیے ہے ایسے ریسوں پر یہ نہیں کرتے ہیں۔"

یہ کہہ رہا تھا کہ اٹھارہ انیس سو پری زادیں تخت لے کر حاضر ہوئیں۔ بادشاہ سوار ہوا

اور ملکہ مذکور کو بھی ہاتھ پکڑ کر پہلو میں بٹھا لیا اور میدان جنگ سے پھرا۔ طبل امان بجوا دیا۔ صدائے طبل امان لشکریان مہ رخ نے جو سنی ان کو یقین تھا کہ اب ہماری شکست ہوئی ہے بادشاہ طلسم ہمارے پڑاؤ پر بھی آئے گا۔

اب جو طبل امان بجا۔ یہ سب بھاگنے کو موقوف کر کے اپنے بستروں پر آئے۔ کمر کھولی آسودہ ہوئے ساحر وغیرہ سردار جو تھے۔ وہ بھی زخمی اور شکستہ حال اپنے مقام پر آ کر بہ آرام تمام ٹھہرے لیکن مہ رخ پھر کر نہ آئی معلوم نہیں کس طرف کو گئی اور مجلس کا بھی حال نہ کھلا۔ ہر ایک پریشان و متردد تھا۔ طائران سحر خبر کو روانہ کئے۔

اس طرف شاہ جاودان بارگاہ میں آیا۔ بی بی کو اپنی بہت کچھ سمجھایا اور کہا۔ "تم گھبراؤ نہیں میں اب عمرو کا سر کاٹے ڈالتا ہوں اور در بارگاہ مہ رخ میں جا کر سب نمک حراموں کو پکڑ لاؤں گا۔"

ملکہ یہ باتیں سن کر شاد ہو گئی اور کہا۔ "اے شہنشاہ یہ تدبیر بہت خوب ہے۔"

شاہ نے گردن میں ہاتھ ڈال کر کہا۔ "اے جانی تم رنجیدہ نہ ہونا۔ ہمارے سر کی قسم ناچ دیکھنا عیش کرنا ہم جاتے ہیں۔"

یہ کہہ کر روانہ ہوا اور کوہ فیروزہ پر آ کر بیٹھا۔ ادھر مہ رخ جو مجلس کو لے کر بھاگی تھی تو سناٹا بھرے ہوئے دور نکل گئی تھی منزل پر آ کر ایک جنگل میں اتری۔ مجلس بیہوش تھی۔ سحر حیرت سے از خود فراموش تھی۔ اس نے دامن کی ہوا دے کر ہوشیار کیا اس کو۔ جب وہ ہوشیار ہوئی مستفسر حال ہوئی۔ اس نے سب کیفیت بیان کی اور کہا۔ "اے فرزند! یہ ستارہ زمردیں جس کے اوپر گرتا وہ جانبر نہ ہوتا۔ میں تم کو لے کر زمین میں سما گئی تھی۔ پھر جو باہر نکلی تو افراسیاب کو وہاں دیکھا۔ میں جنگل میں تم کو لے آئی کہ تم میری فرزند اور جان جگر ہو۔ میں میدان سے نہ بھاگتی۔ مگر تمہارے باعث سے یہ بھی گوارا کیا۔"

یہ حال جو مجلس نے سنا' کہا۔ "اے ملکہ بھاگنے میں عزت ہے یا مر جانے میں۔"

مہ رخ نے جواب دیا۔ "یہ فن سپہ گری ہے جیسا موقع دیکھتے ہیں ویسا کرتے ہیں۔ اس وقت جو تمہارے دشمن مارے جاتے تو مدعی کی مراد پوری ہوتی۔ ہم کو کیا حصول ہوتا۔"

URDU4U.COM

اس نے کہا۔ یہ تم بجا کہتی ہو' لیکن میں بغیر مارے اس قحبہ حیرت کے نہ رہوں گی۔

مہ رخ نے کہا۔ "غصہ تمہارا جائز ہے لیکن وہ ایسی نہیں ہے جو یکایک قتل ہو جائے گی۔ تم میری بارگاہ میں چلو تدبیر کر کے لڑیں گے۔"

اس نے کہا۔ "لو خیر اب میں اماں جان کے پاس جاتی ہوں اور ان کو لے کر آتی ہوں۔"

یہ کہہ کر ایک سمت کو پرواز کر کے روانہ ہوئی اور مہ رخ بھی وہاں سے اپنے لشکر کی طرف چلی۔ راہ میں درہ کوہ کے آگے صحرائے سبز و خرم نظر آیا کہ دامن کوہ زر گل سے مالا مال تھا۔ مثل جوان بختاں سر سبزی میں مرفہ الحال تھا۔ چشمہ بسیان جوش طبع نوجوانان پر امان جوش میں طائران نغمہ خوان بے فکری سے خروش میں کنارے چشموں کے فرش نگاری سبزہ کا بچھا تھا کہ طاؤس کا جسم پائیں فولادی تھا۔ ملکہ مذکور اس جائے نزہت آگیں پر روئے ہوا سے اتری اور سیر کناں ہر سمت پھرنے لگی۔ یہاں تک کہ وہ درہ کوہ میں بھی قدم رکھا۔ دیکھا درہ کے اندروں کو کاٹ کر عمارت نہایت عمارہ کسی نے بنائی ہے۔ روح فرہاد اس صناعی کو دیکھ کر شرماتی ہے۔ پتھر میں جالیاں اور گلکاریاں کی ہیں۔ بڑی طرحداریاں کی ہیں جس کو دیکھ کر تختی رنج کی بہ نرمی دور ہوتی ہے۔

جو گلبدن یہاں آتی ہے لب شیریں سے دعا دیتی ہے اور اندر قصر کے جب قدم رکھا ایوان میں فرش دیا و قاقم بچھا پایا اور صحن خانہ میں ایک تخت پر ساحر بیٹھا پایا۔ دھوتی پتمبری باندھے۔ اے موتیوں کے گلے میں ڈالے جواہر کے بت کہنیوں میں باندھے تھا۔

یہ ساحر شاہ طلسم کی طرف سے اس پہاڑ کے درہ کا مالک ہے۔ یہیں رہتا ہے اور نام اس کا طاؤس فولاد جسم مشہور ہے۔ وہ طاؤس جو صحرا میں ملکہ نے دیکھے تھے۔ اس کے سحر تھے۔

الحاصل جب اس ساحر نے دیکھا۔ ازبسکہ بادشاہ لشکر ہے اور قدیم سے عزیزہ شاہ طلسم کہلاتی ہے جملہ ساکنان طلسم اس کو خوب پہچانتے ہیں۔ اس نے بیک نگاہ پہچانا اور اپنے مقام پر سے اٹھا۔ شرائط تعظیم و مراسم تکریم بجا لایا اور منت گزاری آگے جھکایا۔ عرض کیا۔ حضور نے آج کیونکر اس کلبہ اخران میں قدم رنجہ فرمایا۔

اے ملکہ آیئے کرم فرمایئے۔ ملکہ اس کی خوشامد دیکھ کر تخت پر جا بیٹھی اور فرمایا۔ "تم مطعیان شاہ طلسم سے ہو مجھ سے بمدارات پیش آنا تمہارا مقام تعجب ہے۔"

اس نے عرض کیا۔ "یہ حال بھی آپ کو دم بھر میں کھلا جاتا ہے۔"

یہ کہہ کر اٹھا اور اپنے ہاتھوں سے جا کر کشتیاں شراب کی لایا۔ ملازم بھی اس کے دو چار اس مقام پر تھے۔ اس نے حکم دیا۔ طائفے ناچ کے لاؤ۔ اسی طرح انتظام کناں دھوکا دے کر قریب ملکہ بھی آیا اور خاک قبر جمشید چٹکی میں دابے تھا۔ ملکہ پر جھڑک دی کہ وہ بیہوش ہو گئی۔ اس نے ملازموں سے کہا۔ تم مکان وغیرہ سے ہوشیار رہنا میں اس باغیہ کو لے کر ملکہ حیرت کے پاس جاتا ہوں۔

یہ کہہ کر ایک چادر میں ملکہ موصوفہ کو باندھ کر پشت پر لادا اور پرواز کر کے روانہ ہوا۔ جب لشکر حیرت میں پہنچا زمین پر اترا۔ اس لیے کہ اکثر سرداروں سے ملاقات تھی۔ ان سے صاحب سلامت کرنا منظور ہوئی۔ چنانچہ جب دو چار قدم چلا' دو ایک دوست و آشنا مل گئے۔ بعد بندگی و سلام وہ پوچھنے لگے کہ آج تم یہ پشتارہ کیسا لائے ہو۔"

اس نے کہا۔ مہ رخ نمک حراماں کو لایا ہوں۔ ایسا ہی کچھ ہر ایک سے بتاتا ہوا قریب بارگاہ حیرت پہنچا۔ بارگاہ بادشاہان کی سات ڈیوڑھیاں ہوتی ہیں۔ چنانچہ پہلی ڈیوڑھی پر جو ساحر سامعین تھے۔ ان میں سے چند تو پہرے کی چوکی پر تھے اور چند آرام و آرائش میں تھے اور ایک چوبدار میٹھے چاول پکا رہا تھا اور قران عیار جو بہر جاسوسی یہاں آیا تھا۔ اس نے اس ساحر کو دیکھ کر خیال کیا کہ جب یہ پکا چکے تو میں ہانڈی اچک لے جاؤں۔ اس فکر میں صورت بدلے پھر رہا تھا کہ یکایک غلغلہ ہوا۔ ملکہ حیرت سے ساحر خبر کرنے

دوڑے کہ "مبارک ہو' مہ رخ کو طاؤس پکڑ لایا ہے۔"
یہ غلغلہ قران نے سنا اور ادھر حیرت خوش ہو کر جانب دربار گاہ چلی۔ پہلی ڈیوڑھی پر
URDU4U.COM
آ کر اس خیال سے رک رہی کہ ادنیٰ ساحر کے استقبال کرنے کا ہر ایک کو گمان
ہو گا۔ غرضیکہ پردے ڈیوڑھیوں کے اٹھوا دیئے اور منتظر آمد ساحر مذکور ٹھہری۔ اس کے
برابر اس کی انیسیں بھی آ کھڑی ہوئیں۔ اور صرصر بھی ایک طرف اشارہ تھی کہ
طاؤس اول ڈیوڑھی پر آ کر پہنچا۔
قران نے دیکھا کہ غضب ہوا۔ اب لے جائے گا یہ پس دوڑ کر قریب آیا اور پکارا۔
واہ واہ اے بھائی کیا کام کیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ کسی سے نہ ہو سکا۔ جو تم سے
ہوا۔"
طاؤس نے یہ تعریف سن کر سلام کیا اور کہا۔ میں کس لائق ہوں۔ یہ بھی آپ لوگوں
کی دعا اور ملک کا اقبال ہے۔ جو میرا پنجہ اس پر قابض ہو گیا۔"
یہ کہہ کر اندر ڈیوڑھی کے قدم رکھا۔ قران نے سر پر آ کر چپکے سے کہا۔ "تم تو ا
س محنت سے لائے ہو اس کو اگر کوئی چھڑا لے جائے تو کیا کرو گے۔"
اس نے کہا۔ "مار ڈالوں گا اور کیا کروں گا۔"
مہتر نے کہا۔ "چھڑانے والے بھی دیکھو وہ کھڑے ہیں۔"
یہ سن کر اس نے دوسرے پہلو کی طرف دیکھا۔ قران نے بغدہ کمر سے نکال کر برابر
تو کھڑا ہی تھا اس کے پر مارا کہ کھوپڑی کے سو ٹکڑے ہو گئے اور لہو اس کے سر
سے مثل دریا کے جاری ہوا۔ پشتارہ ایک طرف اسی لہو میں گرا اور وہ ایک جانب گرا
اور تڑپ کر ہلاک ہوا۔ گیرو دار کی صدا برپا ہوئی۔ تاریکی ہو گئی۔ مہ رخ کو پشتارہ
میں ہوش آ گیا۔ یہ تاثیر ہے کہ جو خاک قبر جمشید ڈال کر بیہوش کسی کو کرے۔
پس اس کا خون اگر بیہوش شدہ پر گرے تو ہوشیار ہو جائے۔
اس وقت مہ رخ بھی ہوشیار ہو گئی۔ پشتارہ پھاڑ کر باہر نکلی اور قران نعرہ کر کے بھاگا۔
حیرت جو سامنے اول ڈیوڑھی پر کھڑی تھی۔ قران پر اس نے سحر کرنا چاہا کہ بھاگنے

نہ دوں۔ لیکن صرصر نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا۔ داری اس موٹے کالیے کو نہ چھیڑیے یہ بلا کا ہٹ چھٹ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ حضور کے دشمنوں کو کچھ گزند پہنچے۔ ملکہ مذکور اس کے کہنے سے خاموش ہوئی۔ حاجب دوربان تو طاؤس کے گرتے ہی بھاگ گئے تھے۔ ملکہ مہ رخ بھی پرواز کر کے روانہ ہوئی۔ لشکریان حیرت ابھی تو مجلس سے لڑ چکے تھے۔ خستہ و شکستہ خبر بھی نہ ہوئے کہ یہ کون جاتا ہے۔

مہ رخ وہاں سے اڑی ہوئے اپنے لشکر میں آئی۔ حیرت دانت پیس کر رہ گئی۔ یہاں سرداران اسلام منتظر اپنے مالکہ کے تھے کہ وہ جا پہنچی۔ سب کو نہایت خوشی ہوئی۔ ملکہ مذکور نے سریر حکومت کو رونق بخشی۔ ہنگامہ عشرت گرم ہوا۔

ادھر حیرت پھر کر رنجیدہ خاطر تخت حکومت پر جلوہ گر ہوئی اور مصور و شکوہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم نے زبردستی عیاروں کی دیکھی۔ ہم سب کو ادبار ہے۔ ان لوگوں کا اقبال ہے۔ دیکھا چاہیے کہ سامری نے کیا چاہا ہے مگر اتنا سب سے کہے دیتی ہوں کہ جس کو جانبازی کرنا و لڑنا منظور ہو اور یہ قبول کر لے کہ ہم مارے جائیں گے۔ کوکب کے ہاتھ کے گولے سینے پر کھائیں گے اور عیاروں کے ہاتھ سے ذلت اٹھائیں گے۔ پس وہ تو میری بارگاہ میں رہے اور جس کو یہ امر منظور نہ ہوا۔ اس کو گھر بیٹھے تنخواہ جو ملتی ہے ملے گی۔ ایہاالناس میں نے تو اب مرنے پر کمر باندھ لی۔

یہ کلمات جو اہل دربار نے سنے' سب متفق اللفظ ایک زبان ہو کر بولے۔ اے ملکہ ہم جانثاری کو حاضر ہیں۔ تمام عمر بدولت شہنشاہ کے گھر بیٹھے چین کیا کئے شرافت سے بعید ہے جو ایسے وقت پر کام نہ آئیں اور لڑنے مرنے سے جان چرائیں۔

ملکہ نے کہا۔ میں نے اسی واسطے پہلے کہہ دیا کہ وقت پر کوئی طرح نہ دے۔ یہاں تو یہ باتیں ہوتی ہیں اور ادھر افراسیاب خانہ خراب کو سحر اس کا خبر دے رہا ہے کہ ملکہ طلسم بیٹھی غصے میں پیچ و تاب کھا رہی ہیں۔ آخر اس نے انتظام قتل کرنے کا عمرو کے آغاز کیا اور ایسا سحر پڑھا کہ آندھی سیاہ آئی۔ برف گری آگ برسی۔ بعد ان آفتوں کے ایک ساحر سیہ فام مہیب صورت اژدہے پر سوار ہوئے۔ اسے زمین پر

اتر کر سامنے آیا کہ قد اس کا درخت تناور کی طرح بلند تھا۔ سر مثل گنبد کاخ بلکہ اس سے بھی ارجمند تھا قامت دراز ستون قصر ساحری روئے زشت و ناميمون طاق ایوان نیرنگی دمکاری کا سر دماغ مملوانہ شراب کبر و غرور نہ کوئی اس سے منزلوں دور رحم دلی انتہا کی نفور طینت پر فتور مردم آزاری کا پتلا بے حیائی کا نقشہ کہ

بے حیا بانی شر نطفہ شیطان بد ذات
تند خو عربدہ جو بیہدہ و زشت صفات
نام پر اس کے پڑھا کرتا تھا شیطان لاحول
دیو کو صورت بد دیکھ کے آتا تھا ہول
ظالم ایسا کہ وہ دے پیر فلک کو تعلیم
جھک کے ابلیس کیا کرتا تھا اس کی تعظیم
صورت نحس کو جو اس کی سینچر دیکھے
چرخ پر چرخ میں پڑ جانے یہ چکر ہوا سے
اس کی نامردی کا گر وصف کروں میں تحریر
بھاگ جائیں صف ہر سطر سے حرف تحریر

جب اس نے بادشاہ کو سلام کیا۔ شاہ نے یہ کلام کیا۔ اے پشتی باب جادو' تم چالیس ہزار ساحر چیدہ و منتخب اپنے ہمراہ لے کر لشکر حیرت کی جانب جاؤ۔ مگر خاص لشکر میں نہ جانا۔ صحرائے پشتہ رنگین حصار سے لشکر سے کچھ فاصلہ پر اتر کر دریائے ہفت رنگ کی جانب کی سرحد کو روکنا اور ایسا انتظام کرنا کہ کوکب یا اس کا کوئی ملازم یا افسر فوج یا اس کی بیٹی تنہا یا بافوج کثیر لشکر ملکہ مذکور تک نہ آنے پائے اور مہ رخ کے لشکر کا خیال رکھنا کہ یہ بھی یورش نہ کرنے پائے۔ ہم آتے ہیں عمرو کو دار پر کھینچیں گے۔

ساحر مذکور یہ حکم سن کر اپنے مقام پر آیا۔ قلعہ فیروزہ کوہ کے برابر ایک قلعہ ہے کہ وہاں سے ظلمات طلسم کی سرحد ہے اور نام اس قلعہ کا قیصر ہے۔ یہ ساحر اس قلعہ کا حکم ہے اور ساحران ظلمات طلسم سے ہے کہ وہاں کے ساحر طلسم ظاہر و باطن کے ساحروں سے بدرجہا بڑھے ہیں۔ انشاء اللہ حال ان نابکاروں کا بمقابلہ طلسم کشا بیان ہو گا۔

URDU4U .COM

غرضیکہ اس مردود ازلی و ابدی نے چالیس ہزار ساحر چھانٹ کر حکم تیاری لشکر دیا اور ساز سفر دوست کیا۔ حسب حکم کاٹھرے اژدھوں پر کھچ گئے۔ ہوم خانے لد گئے۔ خیام و بارگاہ طائران سحر پر بار ہوئیں جادوگرنیاں ہنس پر سوار ہوئیں۔ دہر و بجا نفیر سحر کا شور تا بہ چرخ پہنچا۔ آگے اس فوج شقاوت موج کے وہ ساحر غدار فیل آتشیں پر سوار ہو کر چلا۔

اسی کروفر سے یہ ساحر خیرہ سر روانہ ہوا اور شاہ طلسم نے اپنی زوجہ کو نامہ لکھا۔ مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ رنج نہ کرو میں عمرو کو ضرور آ کر قتل کروں گا۔ منادی بھی کرا دی ہے اور پشتی بان جادو کو بافوج کثیر روانہ کیا ہے۔ وہ آ کر راہ روکے گا کہ کوکب وغیرہ نہ آنے پائیں۔ ہر چند کہ ان سب لوگوں کو خبر مدت سے ہے کوئی چھڑانے نہ آیا۔ اب کیا میرے مقابلہ میں کوئی آئے گا۔ مگر احتیاطاً انتظام کر دیا گیا۔ یہ نامہ سحر کا پتلا لے کر ملکہ مذکور کے پاس آیا۔ اس نے پڑھ کر نہایت خوشی کی اور ملکہ شکوہ وغیرہ سے کہا۔ "لو مبارک ہو' یہ مضمون شہنشاہ نے لکھا ہے۔"

یہ کہہ کر نامہ کو باآواز بلند پڑھا۔ جاسوسان لشکر مہ رخ یہاں موجود تھے۔ مضمون نامے سے واقف ہو کر خدمت مہ رخ میں حاضر ہوئے اور بعد ادائے دعا و ثنا جملہ کیفیت نامہ کی بیان کی۔ مہ رخ نے خبر سن کر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا۔ "مجلس بھی آتی تھیں۔ نہیں معلوم کہاں جا کر بیٹھ رہیں۔ افسوس خواجہ کے قتل کا بندوبست ہو رہا ہے اور پشتی بان راہ روکنے آتا ہے۔ لیکن ہمارے یہاں کچھ انتظام نہیں کاش عوض خواجہ کے شاہ جادواں مجھ کو قتل کرتا۔ خیر اب کل پرسوں ہم بھی جان دے دیں گے۔

یادگار یہ لڑائی بھی رہے گی۔ یا تو شاہ نے خواجہ کو ضرر پہنچایا' یا ہم نے جان بچ کر چھڑا لیا۔"

یہ کلمات حسرت و افسوس سن کر تمام حاضرین دربار بقسم گویا ہوئے کہ اے ملکہ ایسے ساکھے کی لڑائی روز قتل خواجہ ہم لڑیں گے کہ شاہ جاوداں کے دانت کھٹے کر دیں گے اور ہم سب سر بکف منتظر وقت بیٹھے ہیں۔ برق عیار بھی کرسی پر بیٹھا۔ یہ کلام سن کر رہا تھا۔ یکایک اپنے مقام سے اٹھا اور کہا۔ جب تک خواجہ کے دشمن کو شاہ روز بد دکھائے' اس وقت تک دس پانچ ساحران نامی کو ہم کم تو کر دیں اور بن پڑے تو حیرت ہی کو جہنم کی سیر کے لیے بھیج دیں۔

یہ کہہ کر روانہ ہوا اور صحرا میں پہنچ کر ایک نٹنی نوجوان کی ایسی صورت بنا' لہنگا نہایت پر زور پہنا' قیمتی جس میں گوٹ کی جگہ پٹھا ٹکا تھا اور اس کے بوجھ سے کمر فرط ناز کی سی ٹپکا کھاتی۔ چھڑیاں چٹکی سے ٹکی ہوئیں شاخ پر گل گلزار کو چٹکیوں میں اڑاتی تھیں۔ کرتی ناف تک کی آستینوں دار گلے میں دوپٹا ایسا رنگا ہوا کہ جس میں تصویریں سور اور خچر اونٹ کی بنی تھیں۔ سبز گوٹ لگی تھی لچکا ٹکا تھا آڑا کر کے گات چھپائے ایک آنچل کاندھے پر دوسرا لٹکتا ہوا۔ سر پر مانگ نکلی۔ اس میں سیندور بھرا ماتھے پر بندی بیندی لگی کانوں میں ادراج الٹے سوئے چاندی کے جھمکے لو میں پڑے ہوئے ہاتھوں میں کڑے چاندی کے پڑے۔ پاؤں میں گھنگھرو بندھے بوٹا سا قدر رفتار میں ظاہر قیامت بالوں کا جوڑا بندھا۔ ہزارہا دل عشاق کو کالے جیل خانے میں قید کیا۔

پیشانی اس کی سراسر زیبائی کی نشانی لوح دیوان کلیم و طور چین جبیں مطلع دیوان نور ابر کلید قفل در حسن و جمال فلک خوبی کے ہلال مژگان استاد شاہد کجباز یا مردم چشم کے دست دعا بلند کہ معشوقہ دلبری کی عمر دراز نہیں' نہیں صومعہ نشیناں حلقہ مردم دیدہ تھے اور بہزار زبان یہ دعا دیتے تھے کہ اس آفت کے پرکالے کو سمیع و بصیر نظر بد سے بچائے نیز نظر سے کوئی اس پر آنکھ اٹھائے تو جلا دو دہراس کے دیدے نکالے۔

آنکھ ہر ایک باہم ہو جائے۔ آنکھیں گردش دہر کو دکھاتیں۔ فلک شعبدہ باز کو نیرنگی سکھاتیں رخسار نازک باغ جنان کے دو پھول بلبل دل کے ملول دہن تنگ قفل دراز سربستہ یا حلقہ گوہر ہائے ناسفتہ بیاض گردن سحر سے بہتر سیب زقن سیب جناں سے خوشتر کہ

URDU4U.COM

گول گول ابھرا اکڑا اور چانکیلا سینہ
گنج خوبی کا ہے دمہر بسر گنجینہ
صاف باطن کی طرح ہے صفت آئینہ
حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ
حسن و خوبی سے ہیں یہ دونوں خزانے معمور
چشم بد دور ہیں جوبن سے سراسر بھرپور
کہ کلک میں آئے گا نہیں گر لچکا
بال باندھا لکھوں مضمون کمر کا سیدھا
موشگافی سے پریشان ہو طبع شعرا
پھر نزاکت کا میان نام نہ لیوے چیتا
گر نہ ہاتھ آئے کہ ہو وصف کمر کو اغماض
خالی اک بند کی جا چھوڑ رکھوں صاف بیاض
حسرت تکیہ زانوں میں مجھے ہے گھٹنا
سر بزانو اسی حیرت میں مجھے ہے رہنما
طور کی شمع نہیں ساق کو لازم کہنا
پر فرشتوں کے جلیں ہوئیں پری پروانہ
ہو کے بے پر نہ پڑیں پیروں کہیں آ کر
اور میں جل کے رقابت سے بنوں خاکستر

اس شکل و شمائل سے آراستہ ہو کر ناک میں بلاق ڈال کر بصد ناز و ادا لشکر حیرت میں آیا اور اس خیال سے کہ میرے گانے کا غلغلہ بازار میں ہو اور کوئی سردار اپنے پاس بلائے تو کام میرا بن آئے۔ یہ تصور کر کے قریب بارگاہ حیرت جو خاص بازار تھا۔ اس میں ہر ہر دکان پر کھڑے ہو کر گاتا اور کہر و انا چتا دو دو آنہ اور چار چار آنہ ہر دکان سے لیتا پھرتا بعض دکاندار شوقین گوٹے کی ٹوپی اس کو پہنائے اور کہر و انا نچاتے یہ کمر پر ہاتھ رکھ کر لہنگا چٹکی میں پکڑ کر توڑا لیتا اور چکر باندھ کر ناچتا اور گاتا۔

یہ تو اس طرح پھر رہا تھا کہ بارگاہ ملکہ حیرت سے ملکہ شکوہ زریں قبا اٹھ کر اپنی بارگاہ کو جو روانہ ہوئی تو سواری اس کی بازار میں سے گزر کر نکلی۔ سامان جلوس ہمراہ تھا۔ ہٹو' بچو کا غوغا تھا۔ نٹنی نے اس کو جاتے دیکھ کر اپنے کو قریب ہوا دار کے پہنچایا۔ پہلے جھک کر سلام کیا پھر گانے لگی۔

اس نے بھی ہوا دار کو روک لیا۔ کنیزیں جو ساتھ تھیں۔ ملکہ سے عرض رسا ہوئیں۔ حضور راس چھوکری کی کیا پیاری صورت ہے اور نگوڑی ہے تو بھولی بھولی۔

ملکہ نے نٹنی سے پوچھا۔ "اری تیرے ساتھ نچانے والے نہیں ہیں۔"

نٹنی نے کہا۔ "بلیاں لوں سب کوئی ہیں لیکن اس وقت کوئی تھا نہیں' میں اکیلی چلی آئی۔"

ملکہ نے روپیہ دلوائے اور ملازموں سے کہا۔ "اس کو ساتھ لیتے چلو اور کنیزیں لے کر روانہ ہوئیں اور ملکہ بارگاہ میں آئی۔"

نٹنی نے دیکھا کہ بارگاہ میں سب طرح کی سامان عیش و نشاط مہیا ہے پلنگڑی عمدہ بچھی ہے نیچے اس کے مسند آراستہ ہے ایک طرف مسہری جواہر نگار لگی ہے چنگیر چوگھڑے عطر دان دھرے ہیں ملکہ آ کر مسند پر جلوہ گر ہوئی اور اپنے یہاں کے سازندوں کو بلا کر حکم دیا۔ "اس نٹنی کے ساتھ سنگت کرو۔"

سازندوں نے ساز ملا کر بجانا شروع کیا اور نٹنی نے غزل ہائے عاشقانہ گانا آغاز کیا۔

اس وقت سماں بندھ گیا اور قاضی یہاں آتا تو ایسا محو ہوتا کہ خیال دستار نہ رہتا۔

ہر طرف سے صدائے احسنت بلند ہوئی اور سب کی ٹکٹکی نرگس آسا جمال پری تمثال پر رقاصہ کے بندھی تھی اس وقت نٹنی زار زار برنگ ابر بہار روئی۔ آنسوؤں کا تار رخسار پر بندھ گیا۔ دل سینہ میں طپان ہو کر مثل رقاصہ تھا۔ شاید کمانچہ ابروی یار یاد آیا تھا۔ آہ برنگ نے لبوں سے دمساز تھی۔ بڑی درد ناک آواز تھی۔ سم اس کے لیے سم ہوا۔ دل پر طاری غم ہوا۔ اسی اندوہ ملال میں اس نے رو رو کر دل کا مزا جتایا اس غزل کو گایا یا اہل محفل کو بھی رولا دیا۔

یہی حیرت رہی گر جلوہ قاتل سے خلقت کو
تو اٹھے گا جنازہ اس کے کشتہ کا قیامت کو
نہ تھی صبح ازل افسوس مجھ کو یہ خبر ہرگز
کہ میرے ہی لیے پیدا کیا ہے شام فرقت کو
ادا سے دونوں زلفیں کھول دینا دوش پر اپنے
یہی تعزیر کافی ہے ترے ممنون کی وحشت کو
نئے سر سے جو روز آفرینش آئے دنیا میں
تو بدلوں بخت دشمن سے الٰہی اپنی قسمت کو
وفا کا ذکر کرتا ہے مرے آگے اگر کوئی
تو کس کس یاس سے میں دیکھتا ہوں اس کی صورت کو
نگہ کرتے ہی نواب اس پری پر ہو گئے حیران
بڑے دعوئی سے حضرت آج آئے تھے شکایت کو

اس غزل کو سن کے شکوہ بھی روئی اور نٹنی سے کہا۔ ”میں نے تجھ کو نوکر رکھا تو میرے پاس رہا کر اس نے ایک آہ سرد اپنے دل پر درد سے بھری اور پاس جا بیٹھی۔“
ملکہ نے کہا۔ ”اری تیرا رنگ رخ کیوں زرد ہے۔“

عرض کیا۔ "میرے دل میں درد ہے، اے ملکہ ساحری نہ کرے جو ایسی برہ کا تیر کسی کلیجہ کے پار ہو اور کسی کا جفا کار یار ہو۔"

URDU4U.COM

ملکہ نے کہا۔ "معلوم ہوا تو کسی پر عاشق ہے۔"

اس نے جواب دیا۔ "اگر حضور میری بتھا سنیں تو یہاں اکیلا کرا دیں۔"

ملکہ نے کہا۔ "سب حاضرین دربار اٹھ جائیں۔"

بموجب حکم تخلیہ ہو گیا۔

○○○

- پشتی بان جادو

نٹنی نے اس وقت رو کر حال بیان کرنا شروع کیا۔ "میں جوہری کے لڑکے پر عاشق ہوں اور وہ بھی میرے عشق میں ہیرا کھانے کو تیار ہے اس کے ساتھ مجھ کو سونا نہیں ملتا ہے میرے بھائی بندزر بھی اس سے لیتے ہیں پھر بھی آتش فساد و سلگا کر اس سیم بدن کو جلاتے ہیں۔ اگر حضور مجھ کشتہ رنج و الم پر رحم فرمائیں۔ اور میرے عزیزوں کو ملکہ حیرت سے کہہ کر کشتہ کرائیں تو میں پارس ہو جاؤں اور تمام عمر کی لونڈی آپ کی بنوں۔ علاوہ اس کے لاکھ روپیہ بھی نذر پکڑوں۔"

ملکہ نے کہا۔ "اری تو کوڑی دکان مانگنے والی لاکھ روپیہ کہاں سے لائے گی۔ میں تو ابھی تیری برادری کو بلوا کے قتل کر سکتی ہوں مگر روپیہ ملنے کا یقین نہیں۔"

اس نے کہا۔ "روپیہ ابھی لیجیے۔"

یہ کہہ کر ایک بط شراب زمرد کی ایک ڈال ترشی ہوئی نکالی اور کہا۔ "یہ مجھ کو جوہری بچے نے دی تھی اور کہا تھا کہ لاکھ روپیہ سے زیادہ کی ہے آپ اس کو اپنے پاس رکھیے۔ محفل کی آرائش ہے۔"

ملکہ نے جو اس کو دیکھا زمرد کی بط مرصع کار لعل و گوہر کی اس کی دم اور منقاد واقع میں کئی لاکھ کو ارزاں سے سمجھی کہ یہ نٹنی تو نادان ہے تو اس کو لے لے۔ پس ٹنی کے ہاتھ سے وہ ہنس کر لینے لگی۔ اس نے منہ کے سامنے اس کو رکھ کر دیتے وقت دبا دیا۔ وہ بط حباب کی تھی۔ یکایک پھٹ سے ٹوٹ گئی اور بیہوشی کا رنگ اسمیں بھرا تھا وہ سب منہ پر شکوہ کے پڑا اس نے اتنا تو کہا۔ "اری یہ کیا اتنا ہی کہہ کر بیہوش ہو گئی۔

اس عیار نے لباس اس کا اتار کر آپ پہنا اور اس کی صورت بن کر اس کو پلنگ کے نیچے چھپا دیا پھر ملازموں کو آواز دی کہ یہاں آؤ۔"

وہ سب حاضر ہوئے اس نے کہا۔ "یہ نٹنی اپنے عزیزوں سے چھپ کر نکل آئی ہے۔ سراچہ بارگاہ اٹھا کر اپنے گھر گئی ہے تم بھی کوئی اس کا حال کسی سے نہ کہنا۔"

URDU4U .COM

کنیزوں وغیرہ نے عرض کیا "واری کیا واری مجال جو زبان سے نکلے۔"

یہ عرض کر کے سب کار خدمت میں مصروف ہوئیں اور یہ عیار بھی پلنگ پر جا لیٹا۔ لیکن حیرت بھی۔ ملکہ شکوہ کے آنے کے بعد داخل آرام گاہ ہوئی تھی اور ازبسکہ اب بہت انتظام کرنے پر مستعد ہے تو چند تختیاں سحر کی طلسمی منگوا کر چار طرف پلنگ کے سراچہ بارگاہ میں مثل آئینہ کے لگا لی تھیں۔ ان تختیوں کے جس حال کے دیکھنے کی نیت کر وہ ظاہر ہوتا تھا۔

اتفاق سے اس نے یہی نیت کی کہ اس وقت ملکہ شکوہ کیا کرتی ہے تختی معائنہ کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ سانحہ گزرا اور وہ بیہوش پلنگ کے نیچے مثل مردہ کے پڑی ہے۔ یہ ملاحظہ کرتے ہی اس نے اپنے دونوں ہاتھوں اونچے کئے۔ روئے ہوا سے اس شبستان میں پھول خوشبودار برسنے لگے اور ملکہ مذکور وہاں سے غائب ہو گئی اور یکایک بارگاہ میں شکوہ کے آ کر ظاہر ہوئی۔

برق نے دیکھا کہ حیرت آئی مگر غضب ناک تیوری چڑھائے ہے۔ بہت بری نگاہ سے دیکھتی ہے۔ دیکھئے کیا کرتی ہے۔ دل سے کہا۔ "خدا خیر کرے پس جلد پلنگ پر اٹھا ملکہ کو تعظیم دی اور کہا۔ "آیئے تشریف لایئے۔"

ملکہ نے ہنس کر کہا۔ "جی لونڈی حاضر ہے۔ آپ تکلیف نہ فرمائیں۔"

یہ کلمہ سن کر اس کو یقین واثق ہو گیا کہ ضرور یہ تجھے پہچان گئی ہے اور رقعہ جمشیدی میں تیرا حال دیکھ کر آئی ہے لازم ہے کہ بھاگ جاؤں پھر سوچا کہ یہ سر پر پہنچ چکی ہے۔ بھاگنا دشوار ہے۔ یہ تصور کر پلنگ پر سے اترا اور ملکہ کے قدموں پر گرا پڑا اور عرض کیا "میں برق عیار ہوں۔"

ملکہ نے ایک لات ماری کہ یہ دور جاگرا اور وہاں سے سنبھل کر جو جست کرتا ہے۔

سراچہ بارگاہ فرا گیا ملکہ نے پکار کر کہا جہاں پہنچا ہے وہیں رہ جانا۔ یہ کلمہ سحر کا تھا آگے نہ بڑھنا۔ عیار کے پاؤں زمین نے پکڑ لیے۔ ملکہ نے جا کر وہاں سے گرفتار کیا اور بارگاہ میں لائی اور کہا۔ "موئے غضب کیا تھا تو نے میری انیس کو قتل کیا تھا۔"

یہ کہہ کر پلنگ کے نیچے سے شکوہ کو نکالا۔ کپڑے پہنائے تمام ملازم اس کے یہ ماجرا دیکھ کر دنگ تھے اور تعریف کر رہے تھے کہ حقیقت میں ہماری شہزادی کی جان آپ نے بچائی۔ واہ واہ سحر اس کو کہتے ہیں کہ یوں عیار کو پہچان لیا۔

الغرض شکوہ کو ہوشیار کیا اس نے سارا حال سن کر ملکہ کا شکریہ ادا کیا۔ اب ملکہ عیار کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا۔ "بتا رے موذی کیا حال تیرا کروں۔"

اس نے جواب دیا اگر میرے ہی بتانے پر منحصر ہے تو ایک خلعت بہت عمدہ مجھ کو دے کر چھوڑ دیجئے۔"

ملکہ یہ کلام سن کر ہنس پڑی اور شکوہ نے کہا۔ "او بد ذات نگوڑے میں نے تیرا کیا گناہ کیا تھا جس کا عوض تو نے یہ کیا۔"

عیار نے کہا۔ "میں نے تو آپ کے ساتھ کوئی برائی نہیں کی۔ اگر میں آپ کا دشمن ہوتا تو مار ڈالتا۔ یہ احسان تو آپ نے بھلا دیا اور الٹی شکایت کرتی ہیں اور میں جب بھوکا ہوتا تھا تیری صورت بن کر آتا تھا اور کھانا تیرا کھا جاتا تھا آج بھی بھوکا ہوا تھا۔ ایک دو کھانے کھانے آیا تھا۔"

حیرت نے کہا۔ "کھا موئے تو اپنے ہوتوں سوتوں کو آج تو شکوہ کی صورت بن کر میرے کھانے کو آیا تھا۔"

اس نے کہا۔ "ہاں یہ سچ ہے۔ اگر مارے تو تجھ کو مارے کہ تو مالک طلسم ہو شربار ہے اور بادشاہ ہوں ہی کہ خلعت برا کہتی ہے اور وہی مار بھی ڈالے جاتے ہیں۔ اگر میں مار ڈالتا تو کچھ برا نہ کرتا۔"

ملکہ پھر قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا۔ "اب ہم تجھ کو قتل کریں گے تو کچھ گناہ نہیں۔"

عیار نے کہا۔ "آپ جو مجھ کو قتل کریں گی تو آ کو کون مارے گا۔ آپ کو لازم

ہے کہ ہمیں چھوڑ دیجئے ملکہ نے کہا۔ "ارے کم بخت تو مجھ کو باتوں میں لگا کر نکل جانا چاہتا ہے۔"

یہ کہہ کر باہر بارگاہ کے لائی اور آمادہ قتل پر ہوئی۔ ادھر افراسیاب کو بھی پتلوں نے خبر پہنچائی کہ برق عیار اس طرح گرفتار ہوا ہے اور ملکہ سے بحث رہا ہے۔"

شاہ نے یہ سن کر نامہ لکھا "اے ملکہ اس عیار سے تم کچھ گفتگو کرو فوراً سر کاٹ کر بھیج دو۔"

نامہ پتلے نے ملکہ کو پہنچایا اور پکار کر یہ بھی کہا۔ "شاہ فرماتے ہیں جلد اس کو قتل کرو۔"

اتفاقاً قران بھی صورت بدلے پھر رہا تھا۔ اس نے بھی سنا اور الگ جا کر اپنے سارے جسم پر ٹیکے زرد و سرخ و سیاہ سبز دیئے اور چار جوڑے سر پر باندھے ان جوڑوں میں مقیش کے پھندنے لگائے صورت ساحر کی ایسی بنائے تھا اپنی ہیت اور زیادہ کر کے سامنے حیرت کے آیا اور چاہتا تھا کہ قریب جا کر کوئی عیاری کرے۔

حیرت کے سحر نے فوراً خبر دی کہ یہ ساحر جو سامنے آتا ہے قران عیار ہے۔"

ملکہ نے یہ معلوم کر کے غور کیا کہ اب قران نے دیکھ لیا ہے اس عیار کا قتل ہونا اس جگہ مشکل ہے۔ یہ سمجھ کر پنجے میں برق کو داب کر لے اڑی اور ایک درہ کوہ کے متصل کئی منزل پر جا کر اتری اور چاہا کہ کا برق کا تمام کروں۔ اس وقت روئے ہوا پر نفیر سحر اور ناقوس کی صدا پیدا ہوئی اور ابر کے ٹکڑے اڑتے نظر آئے۔ ملکہ ٹھہر گئی کہ دیکھوں یہ کون آتا ہے۔"

اس اثنا میں ساحر روئے ہوا سے اترنے لگے اور پشتی بان جادو جو بحشم و خدم راہ روکنے روانہ ہوا تھا یہاں آ کر پہنچا اور اژدور پر سے اتر کر سامنے ملکہ کو کھڑے دیکھ کر قریب آیا اور تسلیم کر کے عرض رسا ہوا کہ "ملکہ عالم اس بیابان میں کیوں تنہا استادہ ہیں اور یہ مجرم کون ہے۔"

ملکہ جملہ کیفیت بیان کر کے مستفسر ہوئی "تم کہاں چلے۔"

اس نے اپنا اپنا راہ روکنے آنا بیان کیا۔
ملکہ نے کہا۔ "مجھ کو اس حال کی خبر ہے۔ اچھا تم اس بیابان میں ٹھہرو۔"
اس نے کہا۔ "آپ یا تو میری بارگاہ میں تشریف لے چلیے یا اپنے لشکر میں جائیے اس گنہگار کو میرے حوالے کیجئے میں اس کا سر کاٹ کر شاہ کے پاس بھیج دوں گا اور گوشت جسم کا میں کھاؤں گا کہ بہت دنوں سے گوشت آرم میں نے نہیں کھایا ہے۔"
ملکہ نے التماس اس کی سن کر خیال کیا کہ شاید تو کسی آفت میں گرفتار ہو جائے۔ قران سے بچا کر تو یہاں اس کو لائی ہے۔ شاید یہاں بھی کوئی عیار پھر رہا ہو اور علاوہ اس کے عیار تیرے دشمن جان ہو جائیں گے اسی کو دے دینا اس کا مناسب ہے۔

یہ سوچ کر عیار مذکور کو حوالہ ساحر مسطور کے کیا اور آپ اڑ کر اپنی بارگاہ میں آئی۔ یہاں اس ساحر نے لشکر اپنا دامن کوہ میں اتروایا اور دریائے ہفت رنگ کی طرف روک کر خیمہ و خرگاہ نصب کرائے اور سردار اس کے اترے بارگاہ اس کی بھی استادہ ہوئی۔ سامنے بارگاہوں کے ہوم خانے بن گئے لشکر میں بازار کھلی گھما گھم ہونے لگی۔ لشکری اتر کر اشنان گیان دھیان کرنے لگے۔ کڑھا چڑھ گئے موہن بھوگ تیار ہونے لگا۔
پشتی بان بھی اپنی بارگاہ کے سامنے تخت پر بیٹھا اور برق کو مسحور کر رو برو بٹھا لیا۔ قصد ذبح کرنے کا کیا۔ برق نے جو دایہ اجل کی آغوش کھل دیکھی بے اختیار رو گاہ رہا نندہ عاجزان میں لب استغاثہ وا کیے اور پکارا اے کریم کا ساز عاجز نواز تو وہ خالق اکبر ہے کہ جناب ایوب کو عوارض جسمانی سے تو نے شفا بخشی اور جناب جرجیس کو ظلم بادشاہ جابر سے رہائی دی مجھ کو اس ستمگر کے ہاتھ سے چھڑا کہ میں عاشی ہوں خداوند کرم کر رہا کر مجھ کو انہ دست ستمگر۔
باب حبابت بہر دعا ہوا۔ آسمان سے ایک لخت بسان رحمت خدا نازل ہوا۔ اس تخت پر سلطان و سر شار و سلیمان جو چالاک کو لے کر چلی تھی سوار تھیں۔ کس لیے کہ یہ سب جو اس دشت میں پہنچیں۔ لشکر اترے ہوئے دیکھ کر چالاک نے کہا۔ "یہاں اترو اور دیکھو کہ یہ لشکر کس کا ہے۔"

یہ سن کر جادو گرنیوں نے تخت اتارا اور لشکر ساحران سے پوچھا "تم لوگ کہاں سے آئے ہو اس نے سب ماجرا روکنے آنے کا اور برق کے گرفتار ہونے کا اور قتل کے لیے بٹھائے جانے کا بیان کیا۔ چالاک نے اپنی ساتھ والوں سے کہا۔ "اگر یہاں نہ آتے تو بڑا غضب ہوا تھا۔

غرض یہ کہ بہت جلد سامنے پشتی بان کے یہ سب آئے۔ چالاک بھی صورت ساحر کی ایسی بنائے تھا۔ جب یہ قریب تر پہنچے۔ پشتی بان اپنی جگہ سے بنا پر تعظیم اٹھا انہوں نے بھی سلام کیا اور برابر تخت کے جا بیٹھے اور کہا۔ "آپ نے ہمیں پہچانا ہم سلطان و سر شار وغیرہ ہیں۔ اس کو تو ان کی بغاوت معلوم نہ تھی۔ یہ معلوم کر کے کہ یہ شہزادیاں مالک قلعہ ہائے طلسم ہیں بہت خوش ہوا اور کشتیاں شراب و کباب کی منگوائیں انہوں نے پوچھا۔ "یہ مجرم کون ہے جو سامنے کھڑا ہے۔"

اس نے کہا۔ "یہ بڑا زبردست عیار ہے۔ اس نے بڑے بڑے ساحروں کو مارا ہے۔"

یہ حال سن کر چالاک نے اپنے دل میں کہا۔ "اللہ میاں برق نے اس طلسم میں آ کر بڑا نام پیدا کیا ہے۔"

الحاصل پشتی بان کے تمام مصاحب بھی سلطان وغیرہ سے آ کر ملے اور اپنی اپنی جگہ پر سب بیٹھے اس وقت پشتی بان نے ہر ایک سے پوچھا "بتاؤ گوشت کس جانور کا اچھا ہوتا ہے۔"

کسی نے کہا۔ "مرغ کا۔"

کسی نے کہا: "ہرن کا۔"

کوئی بولا "تیر کا اچھا ہوتا ہے۔"

چالاک نے کہا۔ "اے سلطان مجھ کو آدمی کا گوشت اچھا معلوم ہوتا ہے۔"

پشتی بان نے کہا۔ "اے بھائی تم نے میرے دل کی بات کہی۔ لو اب اس خدا پرست کے کباب کھاؤ۔"

یہ کہہ کر برق پر سے سحر برطرف کر کے زنجیروں سے باندھا۔ اس میں چالاک نے

کہا۔ "اے سلطان کہیں گوشت کے لالچ میں آ کر وہ حال نہ کہنا۔"
اس نے کہا۔ "نہیں کیا مجھ کو تم نے دیوانہ بنایا ہے گوگمو کا حال میں کیوں کہنے لگی۔"

URDU4U .COM

پشتی بان نے کہا۔ "کون سا حال۔"
چالاک نے کہا۔ "جی کچھ نہیں قاعدہ ہے کہ جس کے سامنے ایسی باتیں کرو وہ بے چین ہو جاتا ہے اور اس حال کے سننے کا مشتاق ہوتا ہے اور چالاک نے اسی واسطے یہ شوشہ چھوڑا تھا اور سلطان تو جانتی ہی ہے کہ یہ عیار بے معنی بات نہیں کہتا ہے۔ اس میں بھی کچھ مطلب ہے۔ پس اس نے بھی اقرار کیا تھا کہ میں نہ کہوں گی۔"

تب پشتی بان بے قرار ہو گیا اور کہا۔ "بتاؤ وہ کیا بات ہے۔"
برق یہ جملہ سن کر سمجھا کہ یہ فقرہ تو کسی عیار کا ہے اس جادوگر نے کیا سمجھ کر کہا۔ پس بغور جو دیکھا تو چالاک کو پہچانا۔ دل میں خوش ہوا کہ مرشد زادے اچھے وقت پر آئے اور ادھر جب بہت کچھ پشتی بان نے اصرار کیا وہ بتاؤ کیا بات ہے۔"
چالاک نے کہا۔ "خاطر ہے آپ کی۔ اکیلے بارگاہ میں چلئے تو بتا دیں۔"
یہ اٹھ کر بارہ گاہ میں آیا۔ چالاک اور سلطان بھی اندر گئے اور کہا ہے کہ مجرم کو بھی اندر بلا لیجئے ایسا نہ ہو کہ آپ یہاں باتوں میں رہیں اور وہ عیار سے چھوٹ جائے اس نے برق کو بھی اندر بلا لیا اور پڑے بارگاہ کے چھڑوائے دیئے۔ جملہ ملازموں کو آنے سے منع کر دیا اور کہا۔ "اے ملکہ ہاں اب کہو وہ کیا حال ہے۔"
سلطان نے چالاک کی طرف دیکھا کہ اب کیا کہوں۔
اس نے کہا۔ "کیوں نہیں کہہ دیتی ہو۔ اچھا تم شرماتی ہو تو میں کہہ دیتا ہوں۔"
یہ کہہ کر کہا۔ "حضور مجھ سے سنئیے۔"
پشتی بان منہ اٹھا کر اسی کی طرف مخاطب ہوا کہ کہو اس نے ایک بیہوشی کا حباب مارا کہ وہ منہ پر پڑا تڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش ہوا۔ اس نے خنجر کھینچ کر مارا۔ خنجر کی نوک جھڑ گئی اور برق نے کہا۔ "بھائی صاحب مزاج اچھا ہے۔ یہ جادوگرنیاں آپ کے ساتھ کون ہیں۔"

چالاک نے کہا۔ "یہ میری شریک حال ہیں۔"
اس نے کہا۔ "تو ان سے کہئے کہ اس ملعون کا روئیں تن ہونا سحر سے دفع کریں۔"
یہ سن کر سلیمان وغیرہ نے سحر پڑھ کر دم کیا کہ جسم پشتی بان کا نرم ہوا۔ اس وقت ایک گولہ سحر کا سر شار نے مارا کہ سینہ کو توڑ گیا۔ غل و شور برپا ہوا کہ مارا افسوس پشتی بان جادو کو۔ اندھی پانی ہزاروں طرح کی آفتیں پیدا ہوئیں۔ سردار جو باہر بارگاہ کے ٹھہرے ہوئے تھے اندر دوڑ کر آئے کہ یہ کیا آفت آئی۔ سلطان و سر شار و سلیمان سب چالاک و برق کو پنجے میں داب کر اڑ گئیں اور ایک سناٹے میں دور نکل کر ایک مقام پر چھپ رہیں۔ یہاں سردار ان پشتی بان نے لاش اس کی اٹھائی اور لشکر کو اس جگہ چھوڑ کر آپ شاہ افراسیاب کے پاس فیروزہ کوہ پر آئے اور کہا اے شہنشاہ پشتی بان جادو مارے گئے۔
اس سے پہلے دو پتلوں نے بھی خبر عرض کی تھی۔ شاہ نے تیر سحر کمان میں جو رکھ کر مارا پتلے جل گئے۔ شاہ نے فرمایا۔ "طلسم جو غدر ہو رہا ہے تو پتلے بھی جھوٹ بولتے ہیں۔ قسم ہے جمشید کی میں نے ایسے زبردست رکن طلسم کو نہیں بھیجا ہے جو کسی کے ہاتھ سے مارا جائے وہ ایسا ہے جو راہ کوکب کی روکے گا اور محال نہیں مہ رخ کی جو اس کا مقابلہ کر سکے اسی گفتگو میں تھا کہ سردار لاش اس کی لے کر آئے۔ اب یقین اس کو آیا اور رقعہ جمشید دیکھا۔ تمام حال چالاک وغیرہ کے آنے کا معلوم ہوا۔ شاہ کے آنسو نکل آئے اور کہا "اے باغبان قدرت نمک حراموں کا کیا زور ہے۔ اس طرح پشتی بان جادو مارے گئے وزیر نے کہا۔ "اے بادشاہ اگر ایک غلام ہلاک ہوا بلا سے آپ عمرو کو قتل کیجئے کہ جس نے کاشمیر کا شعر عنطلی آباد کے ایسے ساحروں کو مارا ہے۔ سب کا بدلہ ہو جائے گا۔"
شاہ نے یہ سن کر اسی وقت ناظمان طلسم کو نامے بھجوائے کہ جلد لشکر اپنے اپنے لے کر حیرت کے پاس حاضر ہوں۔
ادھر سلطان نے جب غوغائے ساحران اپنے قریب نہ دیکھا تو قصد چلنے کا کیا۔ برق نے

کہا۔ "اب تم لوگ لشکر میں ہمارے چلو خواجہ قید ہو گئے ہیں۔ان کے قتل کی تدبیر ہو رہی ہے۔ ہم سب جان دینے پر آمادہ ہیں۔"

چالاک نے کہا۔ "اے بھائی ہم قریب لشکر تو آ چکے ہیں۔ ابھی لشکر میں کیا منہ لے کے جائیں گے بروقت ہم بھی آ جائیں گے تمہارا جی چاہے چلے جاؤ۔"

برق یہ سن کر اسے رخصت ہوا اور یہ سب بھی ایک طرف کو ہوا ہو کر تخت سحر پر چلے۔ برق اپنے لشکر میں آیا اور حال چالاک کا آئندہ بیان ہو گا۔ لیکن نامہ جو ناظمان طلسم اور قلعہ داروں کو شاہ طلسم نے لکھے تھے۔ وہ سب تیاری کر کے روانہ ہوئے مثل ان لوگوں کے کہ ملکہ اختر بن طول دراز قد بلکہ دریا بار ماہی گیر ملکہ پری چہرہ عقاب سوار۔ ملکہ خونخوار دیو کش ملکہ اژدر سوار سنہری پوش ملکہ برق شمشیر زن ملکہ روشن نگاہ سر بلند۔ ملکہ مسمار بن سیاہ چشم ملکہ سفاکہ روئیں تن۔ ملکہ طوفان دریا نشین ملکہ ماہ رنگ روئیں تن ملکہ خورشید مثال آتش زبان ملکہ مار سر موئے دراز ملکہ ریحانہ گلزار چشم ملکہ ترسنان کوہ افگن ملکہ بلور دندان ملکہ مشعل نگاہ ملکہ زنار بلا خیز ملکہ روشن زبان دراز ملکہ اظلم زبردست ملکہ ناقوس بلا افگن ملکہ ستارہ چشم آہن دست ملکہ ذیلم دست ملکہ شیاطین بت پرست ملک قائم دوسر ملک مقیم دوسر ملک فولاد کا رخوار۔

اب کہاں تک نام ان کے لکھے جائیں۔ یہ سب دربندوں کے مالک ساٹھ ساٹھ ہزار اور ستر ستر ہزار ساحران نابکار اپنے ہمراہ لے کر جانب ملکہ شاہ طلسم روانہ ہوئے۔

شاہ طلسم نے باغبان وزیر سے کہا۔ "جا تیری زوجہ کی خطا معاف کی اور اپنی بی بی کو لے کر ملکہ حیرت کے لشکر میں جا اور دریائے خون رواں کے کنارے سے پشتہ فنا اور گنبد نور میدان صاف کرا دینا۔ بیابان اور کوہستان سب برابر اور ہموار ہوں۔ جو درخت میدان میں ہوں کٹوا ڈالنا اور جھنڈیاں اور کھڑوا دینا۔ صحرا برنگ آئینہ پاک و صاف ہوں۔ کنکر پتھر وغیرہ کا نام نہ رہے۔ زمین مسطح ہو کہ تمام ناظمان وہاں آ کر اتریں گے اور طبل بجوا دینا کہ کل عمرو ضرور قتل ہو گا۔ جس کو دعویٰ اس کے چھڑانے

کا ہو۔ وہ ہوشیار ہو رہے۔"

وزیر حسب ارشادہ بادشاہ شاد شاد وہاں سے روانہ ہوا اور پہلے اس دشت دلکشا کی طرف کہ جہاں زوجہ نے اس کی یہ چمن ستان بنا کر اپنے تیئں پوشیدہ کیا تھا۔ اول میں لکھا گیا ہے کہ گل چین بخوف عتاب شاہ طلسم ایک گلزار صحرا میں بنا کر پھول بن کر شاخ شجر میں لٹکی تھی۔ چنانچہ وزیر مذکور تو اس کا شوہر ہے اور اس کے سحر سے ماہر ہے۔ بوئے گل کے پتلے اس کی خبر کو اس نے روانہ کیے۔ کچھ دیر میں شام جان اس کا بوئے خبر سے معطر ہوا کہ اس دشت میں تیری زوجہ گلبدن ہے۔ یہ اسی جنگل میں آیا اور بے مثل ایک گلشن پھولوں سے رنگین و پر بہار پایا۔ جیسا پہلے تحریر ہو چکا۔ بس اس مقام فرحت بخش پر ٹھہر کر بسان بلبل نغمہ سنج ہوا کہ اے گل باغ عشرت تو کس نہال میں پھولی ہے کہ بہار گل بن عالم تیرے ہجر میں بھولی ہے۔ اے بلبل گلزار مسرت کس شاخ گل پر بیٹھی ہے کہ تیرے فراق میں فوج خزاں عالم نے ساری باہر لوٹی ہے کہ

کدھر ہے اے گل گلزار خوبی
کہاں ہے رونق بازار خوبی
نشاط افزا ہے بزم عیش و عشرت
سراپا صورت آرام و راحت
جو پہلو ہو گیا ہو دل سے خالی
تو پھر صورت کہاں ہے زندگی کی

یہ تو اسی طرح ڈھونڈھتا پھرتا تھا اور گل چین نے اپنا یہ طریقہ مقرر کیا تھا کہ نصف رات جب جاتی تھی تو وہ شاخ شجر سے چھوٹ کر زمین پر آتی تھی انسان بن کر کچھ کھاتی پیتی تھی۔ احتیاج سے فارغ ہو کر قریب سحر پھر درخت کا پھول بن جاتی تھی۔

اس وقت اپنے شوہر کا حال تا دیر تو دیکھا کی اور اس خیال سے کو شاید شاہ جادواں نے دھوکا دے کر میرے قید کرنے کو میرے شوہر کی ایسی صورت بنا کر کسی ساحر کو بھیجا ہو۔ اسی اندیشہ میں سامنے شوہر کے نہ آئی۔ جب باغبان اس گلستان میں کچھ دیر ٹھہرا اسی شجر کے نیچے کہ جس میں یہ گل باغ خوبی تھی دل کے لگاؤ سے آ کر بیٹھا۔ اس نے خوب پہچان کر برنگ بوئے گل اپنے تئیں ظاہر کیا یعنی پھول تو بنی تھی ہی شاخ سے ٹوٹ کر شوہر کی گود میں تری اور غنچہ سان و گل کھلکھلا کر ہنسی اور زبان حال سے زمزمہ سنج ہوئی کہ

گودی میں سیاں کی گنبدا ہو جاؤں گی

باغبان نے اس پھول کو اٹھانا چاہا تھا کہ اس نے صورت اصلی بنائی اور شوہر کے گلے کا ہار ہوئی۔ باہیں گردن میں ڈال دیں اور اشک شبنم سے چمن ستان حسن کو اپنے سینچنے۔ شوہر بھی اس کا رویا۔ پھر تمام ماجرا بادشاہ کی خطا معاف کرنے کا اور قتل عمرو کے انتظام کرنے کا حکم ملنا اس سے بیان کیا۔ زوجہ نے جواب دیا تم نے پھر میرے جلانے کی باتیں کرنا شروع کیں۔ عمرو کے قتل کا انتظار میں نہ کرنے دوں گی' عیاروں کے ہاتھ سے تم کو خدا بچائے۔ یہ تم نے اقرار ہی کیوں کیا کہ میں بندوبست کروں گا۔"

وزیر نے کہا۔ "جو کچھ ہوا وہ ہوا۔ چلو شاہ کی ملازمت کریں۔ ہماری مجال ہے کہ جو حکم بادشاہ دے اور ہم نہ مانیں۔"

بی بی نے کہا۔ "تم جانو تمہارا کام جانے اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو۔"

یہ کہہ کر اپنی گود پھیلا کر پکاری "اے میرے سامری

میرے خاوند کی جنڈری بچاؤ۔ میرے جمشید میری مدد کو آؤ۔ یہ بادشاہ نگور کیسا میرے وارث کا دشمن ہو گیا۔ ہائے مجھ کو کچھ بن نہیں پڑتا کیا کروں کدھر اس بادشاہ کے گھر کو آگ لگا کر نکل جاؤں۔"

URDU4U.COM

وزیر نے کہا۔ "اے بی بی بادشاہ کی شان میں کچھ نہ کہو۔ ابھی تو خطا معاف ہوئی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت اور آئے لو آؤ گھر چلو۔ میں انتظار کرنے نہ جاؤں گا۔"

یہ کہہ کر سمجھاتا ہوا زوجہ کو باغ سکونت میں لایا۔ اس نے آتے ہی گھر میں آرام و راحت کا سامان مہیا فرمایا۔ باغ میں گویا فصل گل آئی۔ بہار صحبت مینا و ملی آئی کنیزوں نے حمام گرم کیا۔ وزیر زوجہ نے حمام کر کے لباس پر تکلف زیب بدن فرمایا۔ رقاصوں کو بلایا تادیر ناچ گانے کی کیفیت دیکھی۔ پھر تخلیہ ہو گیا۔ زن و شوہر شراب عشرت پینے لگے۔

اشاروں سے تمنائیں ہویدا
نگاہوں سے غرض کچھ اور پیدا
لپٹ کر عارض دلدار چومے
جبین و ابرو رخسار چومے
مزے دینے لگی آواز قلقل
ہو آلائی شمیم زلف سنبل
نگاہوں سے ملیں باہم نگاہیں
محبت کی کھلیں آپس میں راہیں
لیا آغوش میں بانو کو اس نے
کیا فرش بدن زانو کو اس نے
نگاہوں نے چھپایا چہرہ یار
ہوئیں رخ پر نقاب حسن دلدار

مزے بوسوں کے مستی پر جو آئے
ارادے اور ہی مطلب پہ لائے
لپٹ کر مل گیا سینہ سے سینہ
تہی مے سے ہوئی آغوش مینہ
فراغت پائی ناز شوق اٹھا کر
اداسی آئی روئے مدعا پر

یہ دونوں پھر اٹھ کر حمام میں گئے اور بعد فراغ غسل وزیر مندیل وزارت سر پر رکھ کر برائے ابلاغ حکم بادشاہ روانہ ہوا۔ زوجہ بھی اسکی کنیزیں ہمراہ لے کر خدمت حیرت میں چلی۔

غرض یہ دونوں بارگاہ بانو سے شاہ طلسم میں آئے اور حکم سے اطلاع دی اور کہا۔ "بادشاہ نے جمشید و سامری سے گائے کے بچھڑے کی جو سال بھر کے بعد باتیں کرتا ہے قسم کھائی ہے کہ عمرو کو ضرور قتل کروں گا۔ ساٹھ ہزار ناظمان قلعہ ہائے طلسم جو فتح ہونے سے بچ گئے ان کو نالے پہلے بھیج چکے ہیں۔ وہ سب آتے ہیں۔ آپ تیاری فرمایئے۔"

ملکہ یہ سن کر گھبرا گئی اور بولی "تم سچ کہتے ہو۔ ملک پشتی بان بھی آ چکا ہے۔ شاہ ضرو اس ناعیار ضرور ہلاک فرمائیں گے۔"

وزیر نے کہا۔ "اے ملکہ پشتی بان بھی اس طرح چالاک کے ہاتھ سے مارا گیا۔

ملکہ نے کہا۔ "تو جب ہی شہنشاہ کو غصہ آیا ہے۔ اب بیشک بازار موت کا گرم ہو گا۔"

اسی گفتگو میں شکوہ نے پوچھا۔ "چالاک کون ہے۔"

ملکہ نے کہا۔ "بیٹا عمرو کا۔"

اس نے کہا۔ "چالاکی کی بہت کرتا ہے یا نام ہی اس کا چالاک ہے۔"

وزیر نے کہا۔ "نہیں نام ہی یہ ہے۔"

شکوہ نے کہا تو اے ملکہ تیاری کیجئے کہ عمرو قتل ہو جائے۔"

ملکہ نے اسی وقت افسر کو بیلداروں کے بلا کر حکم دیا "جا کر کنارے دریائے سحر سے تا گنبد نور اور پشتہ تاریک وغیرہ تک جنگل کو برابر کرو۔ ساحروں کو ساتھ لو کہ وہ بزور سحر بجلیاں گرا کر درخت جلا دیں۔ ہوا چلا کر گرد و غبار اڑا دیں۔ لیکن تم غاروں مغاک وغیرہ برابر کرو۔ نشیب و فراز ہموار ہو۔ سقے جا کر آبپاشی کریں۔ درختوں میں گیند لٹکا دیئے جائیں۔ پہاڑوں کے درے آئینہ کی طرح مصفا ہوں بیلدار یہ حکم سن کر روانہ ہوئے۔ جمعدار بیلداروں کا سر پر سرخ پگڑی باندھے طرہ لٹکائے تمغہ لٹکائے ساتھ ہوئے۔ پیمائش جاننے والے جریب تختہ مسطح لے کر چلے اور ہزار ساحر منتظم بھی روانہ ہوئے۔ ملکہ خود اٹھ کر کنارے لشکر کے آئی اور خیمہ اشارہ کرائے در خیمہ پر کرسی بچھا کر بیٹھی۔ وزیر اور اس کی زوجہ بھی مصروف انتظام ہوئے۔ جنگل صاف ہونے لگا۔ شجر جو بانغ تھے اکھاڑ دائے گئے۔ باقی جو رہے ان کی سر تراشی کی گئی بادلے سے منڈھے۔ گئے قمقمے اور گیند بلور کے رنگین لٹکا دیئے۔ پہاڑوں کے درے اس طرح کے کھلے کہ جیسے فیاضوں کے دل کھلتے ہیں۔ ہر جگہ چمن ستان بنائے گئے۔ داغ بیلیں پڑ گئیں جواہر کان سے رکھ دیئے گئے جن میں درخت پھولوں کے لگے تھے۔ پہاڑوں سے جھرنا جو جھرتا تھا اور گھاٹیوں سے پانی گرتا تھا۔ ان گاٹیوں کے نیچے سے نہریں سینکڑوں کھدنے لگیں نہروں کی لب گردان ہر ایک پختہ کر کے استر کاری رنگ برنگ کی کر دی گئی۔ کنارے کنارے جانو ان بگلے قاز مرغابی سحر کے سے موم کے بنا کر چھوڑ دیئے۔ جواہر کے معلوم دیتے تھے اور چلتے پھرتے تھے۔ درختوں پر طائر جواہر کے زمزمہ سنجی کرتے تھے۔ میدان میں جو ٹیکرے تھے ان کو چھانٹ کر مثل میل کے بنا دیا۔ درختوں کی بیلوں کو ان پر چڑھا دیا۔ چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کو پھولدار درخت لگا کر گلدستہ کر دیا۔ درہ ہائے کوہ میں رستہ کر دیا۔ اب وہ جنگل بہتر چرخ اخضر سے ہوا نہریں کہکشاں فلک پر طعنہ زن ٹیکرے برج سنبلہ پر چشمک فگن صفائی پر میدان کی آئینہ آفتاب غیرت سے مکدر نظر آتا قمقموں کو دیکھ کر بدر کامل داغ کھاتا۔ درخت جو باولے سے منڈھے

گئے تھے۔ شاید بہار نے کپڑے بدلے تھے تھیلیاں جو اثمار پر چڑھی تھی۔ معشوقوں کی انگیا کو شرماتی تھیں۔ طائر جواہر کے جو نغمہ سنج تھے رافع خفقان درنج تھے داغ بیلیں معشوقاں دہر کی مانگ سے بہتر ہو جانے کا سودا سر میں رکھتی تھیں۔ چمنستان میں کلیاں مثل دہان جان ہنستی تھیں۔ پہاڑوں سے جھرنا جھرتا تھا۔ یا دامن صحرا کو پہاڑ موتیوں سے بھرتا تھا۔ ابر سحر کے روئے ہوا پر چھائے۔ پہاڑ کی داننگ پر طاؤساں مست ناچتے تھے۔ ہر سمت آرائش و زیبائش جان غمگین کی آسائش کہ

جو کوئی پہنچا وہاں نور کا سامان دیکھا
کہ جس کو ایوان فلک کہیے وہ ایوان دیکھا
گل نظر آئے تماشائے گلستان دیکھا
آنکھ حوروں پہ پڑی روضہ رضوان دیکھا
فرش تا دور خز و اطلس و کمخواب کا تھا
ہر جگہ نور عیاں چادر مہتاب کا تھا
چلمنیں نور کی چھوٹی تھیں دروں میں نایاب
ان میں تھے ایسے حسین جن پہ تصدیق تھا شباب
صاف چلمن سے عیاں زیور و ملبوس کی تاب
بزم مہکی ہوئی خوشبو سے کہ چہرے تھے گلاب
نکہت زلف رسا مشک فشاں ہوتی تھی
مشک کی بو کئی پردوں میں نہاں ہوتی تھی

بارگاہیں اور سرا پردے دور تک نصب ہو گئے۔ ملکہ حیرت مع ہزار ہا کنز و انیس کے ایسا کچھ انتظام کر کے انتظار آمد مہماناں ہوئی کہ یکایک روئے خورشید پنہاں ہوا۔ نوبت و نقارے روئے ہوا پر بجتے سنائی دیے۔ دنیا ساری درہم برہم نظر آئی۔ ہر سمت باجوں

اور نفیروں و بوتوں کا شور ایسا تھا۔ گویا ہزار ہا صور پھنکا۔ طائران صحرا اور اژدروں سے دنیا بھر گئی۔ جدھر نگاہ کام کرتی تھی۔ ساحر ہی ساحر نظر آتا تھا۔ کسی سمت سرخپوشوں کا غول ہویدا تھا تو یہ ظاہر تھا کہ آگ لگی ہے کہیں زرد پوشوں کا انبوہ پیدا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ خوف سے دنیا زرد ہوئی ہے۔ کسی جا سبز پوش جمع تھے تو صاف پیدا تھا کہ زہر جسم عالم میں اتر گیا ہے۔ دہر کا تمام بدن سبز ہوا ہے۔ کسی جانب سیاہ پوش جادو گرنیاں جن سے اندھیر جہاں میں پیدا شیران ژیان سے بیشہ عالم بھر گیا۔ فیلان سحر سے سارا زمانہ کجلی بن ہوا۔ اژدھوں نے خراب آباد دہر کو گھیر لیا۔ اب آفت آباد اس کا نام کر دیا۔

حیرت یہ تماشا دیکھ رہی تھی کہ آمد مالکان در بند ہوئی۔ نقیبوں کے للکارنے کی صدا آئی۔ نقاروں کی آواز سے گوش فلک کر ہوا ہزار ہا نشان جن کے پرچم رنگ برنگ کے ہوا میں اڑتے نظر آتے۔ تعریف ان پر سامری جمشید اور گو سالہ کی لکھی تھی۔ ساحران اژدر سوار ہاتھوں میں لیے جلوہ دیتے تھے ان کے بعد اٹھارہ انیس ہزار مرکب پرند کوتل دکھائی دیئے۔ پھر ہزارو فیل جن پر ہو جھانے زرنگار عماری ہائے طرح دار رکھی تھی ظاہر ہوئے۔ جھالروں کی جھولوں موتیوں کی ٹکی پیشانی ہر فیل کی رنگی ہوئی ان کے ظاہر ہوتے پالکیاں نالکیاں مغرق زرکار ظاہر ہوئیں پھر ہزاروں سانڈنیاں سجی ہوئی چھم چھم کرتی نکلیں اور کڑکا روئے ہوا پر ہونے لگا۔ عصا بردار اور خاص بردار غول باندھے روئے ہوا پر اڑتے نکل گئے۔ پھر سقائے ابر چھڑکاؤ کرتے نکلے اور ہزارا ساحرہ جادوگرنیاں منقلوں میں عود و عنبر سگائے ظاہر ہوئیں۔ لخلخے کے لوٹوں نے مشام و دہر بسا دیا اس تجمل اور جلوس کے بعد اژدھوں پر تخت کھینچے جواہر کے بنگلے پڑے شاہانہ قلعہ تختوں پر بیٹھے ہوئے بعض کے زیر ران مرکب اور اژدہے اداب سحر و ساحری ہمراہ تختوں کے کونوں پر برجیاں بنیں نہ ان میں تھالیاں سونے کی رکھیں۔ تھالیوں میں انڈے سیندور کی پڑیاں گوگل مشک زعفران الالچیاں کالی مرچیں۔ ہر ایک کے ہمراہ لباس شاہانہ زیب بدن کیے

تاج گوہرنگا سر پر رکھے زیور جواہر زیب جسم کیے۔
کسی کے ہمراہ ساٹھ ہزار ساحر کسی کے ساتھ ستر ہزار کوئی لاکھ ساحروں کی جمعیت سے ساحران لشکر بازو بط وغیرہ پر سوار قشقے ماتھے پر کھینچے ترسول لیے گھنور چندن کے لگائے کلچڑیاں بھجنگے بھینٹ دینے کا سامان ساتھ لیے بچہ ہائے خوک گود میں بٹھائے صورتیں سحر سے ہیبت ناک بنائے آئے۔ کوئی اژدہے کا چہرہ رکھتا تھا۔ کسی کا منہ شیر کا ایسا تھا۔ کوئی فیل تن کرگدن بدن کوئی بصورت انسان مگر روئیں تن جادو گر' شہزادیاں بعض جوان بعض مسن جو مسن تھیں وہ مہیب صورتیں بنائے تھیں کسی کے چار منہ دس ہاتھ کسی کے دس سر اور چار ہاتھ۔ ہر سر میں کئی منہ جن سے شعلے نکلتے ہوئے۔ سرمثل شمع روشن روئیں بتی کی طرح جلتے نوجوان شہزادیاں آسمان حسن مہرتاباں جسم منور ان کا برنگ مہ درخشاں اگر سنبل ان کی زلف رسا کو دیکھے ہمیشہ باغ عالم میں پریشاں رہے۔ نرگس چشم فتان کو دیکھ کر حیران رہے گل ان کے رخساروں پر نظر کر کے چاک گریبان رہے۔ غنچہ دہن تنگ کو دیکھ کر سد اول بستہ دو ٹکڑے ہونے پر آمادہ بستہ اسی دھن کی گالیوں سے دل ہر عشاق کا پتا۔ گردن پر ان کی جو نظر پڑ جائے کیسا ہی بہادر ہو مگر زیر خنجر ابرو گردن دھر جائے چھاتیوں کی نوکیں برچھی کی نوکوں پر طعن کرتیں۔ بہادران معرکہ عشق کے سینوں پر گر پڑتیں۔ سرو قدان گلشن عالم ان کے قدر رہا کو ملاحظہ کر کے دنیا سے آزاد سرد و شمشاد باغ عالم میں ہمیشہ برباد یہ سب جوان پیر بصد سن و زیبائش ایک کے بعد ایک آنے سے اور اس قدر کثرت لشکر تھی کہ ایک شاہ شہزادی کی سواری آ نہ چکتی تھی کہ دوسرے کی آمد ہوتی تھی تسلسل بندھا تھا۔ تار نہ ٹوٹتا تھا۔ ہر سمت طلسم میں یہی آرائش سواریوں کی جو بیان ہوئی نظر آتی تھی۔ دنیا میں ہلچل پڑی تھی۔ تین چار دن تک برابر کثرت سے تانتا بندھا رہا۔ فوج کا اتارا رہا کہ

ہوا پر تھی یہ کثرت ساحران
URDU4U.COM
کہ تھا تیرہ تار روشن جہاں
زمین کو تزلزل تھا یوں آ شکار
کہ ہو جیسے عاشق کا دل بے قرار
ہوا تھا زمانے میں محشر عیاں
یہ غل تھا کہ دنیا نے کی تھی فغاں
اندھیرے سے تھا دہر ملک عدم
نہ یہ جانتا تھا کوئی کس جاہیں ہم
زمانہ ہوا تھا جو تیرہ سیاہ
سیہ روز پیش آیا تھا بہر شاہ
کسی سمت تھی اژدہوں کی قطار
اگلتی تھی زہر اور تھی شعلہ بار
ہوئی تیز یوں آتش سحر تھی
کہ دل سے کسی کے ہو جیسے لگی
اڑے طائر سحر تھے اس قدر
نکالے تھے دنیا نے اڑنے کو پر
زمانے میں غل ایسا کچھ مچ گیا
فلک ماہ سے پنبہ درگوش تھا

ہر ایک لشکر کے ساتھ بھیرو نبگاہ خیمہ و بارگاہ میں اژدروں پر بار ہر طرح کے اہل حرفہ و پیشہ ہمراہ ان کا کدروں میں شمار ملکہ حیرت کے ملازم سرگرم انتظام تھے جو کوئی آتا جا کر مقام پاکیزہ پرا اترواتے باغبان اور اس کی زوجہ ہر طرح کے آرام کی چیزیں پہنچاتیں۔
ملکہ حیرت کے سلام کو ہر ایک بادشاہ و شہزادی آتی۔ ملکہ مذکور بھی آٹھ پہر میں چند

گھڑی آرام فرماتی باقی انتظام میں مصروف رہتی۔ آخر تمام ناظموں کی بارگاہیں استادہ ہوئی اور لشکر اترے پڑاؤ پڑ گئے بازاریں ہر ایک لشکر میں کھل گئیں۔ منزلوں تک فوج ہی فوج نظر آتی تھی۔ ہر جگہ میلہ لگا تھا۔ دکانیں کھلی تھیں۔ تاجر بھی ہر دیار و امصار سے ہمراہ ناظموں کے آئے کبھی کاہیکو ایسا جماؤ ہوا تھا۔ یہ مجمع طلسم میں کسی کی نگاہ سے کم گزرا تھا۔ ہر ایک میلا جما تھا اور نقارے و مبدم بجتے تھے اور دوکندار پھیری پھرتے تھے۔ کہیں جلائی مٹھائی نفیس نفیس بنا کے تھانوں میں لگا کے نکلے تھے۔ گلابی حلوا سوہن کی صدا آتی تھی۔ بزازہ صرافہ کھلا تھا ایک طرف کھلونے بک رہی تھی۔ کہیں شیشہ موتی والے بیٹھے تھے کہیں ہنڈولا گڑا تھا کسی جانب بازی گر بازی کر رہا تھا۔ نٹنیاں ناچتی تھیں سوانگ ہو رہا تھا۔

غول کے غول ساحروں کے پھر رہے تھے۔ ہر ایک خیمہ میں ناچ ہو رہا ہے۔ بڑے بڑے جادوگر بسیر دیکھنے نکلے ہیں۔ کلواروں کی دکان پر جماؤ تھا۔ شراب پی کر مدمست لٹھ کھڑاتے ہیں۔ بعضے بنکارتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے ایک گھونٹ اور دے۔"

کوئی اپنے کنبے بھر کا حال کہتا ہے کہیں چوسر ہوتی ہے کہیں نوتری کا داؤں لگ رہا ہے کہیں جھنجھنے کا ڈھیر ہے۔ کہیں مٹر کے دانوں کے ہار ہیں کسی جا پنکھیاں اور میانے بک رہے ہیں۔ چار طرف پیادے کوتوالی کے پھرتے ہیں۔ کوتوال گشت کو اٹھا ہے۔ جہاں قضیہ سنا ہے دوڑ گئی ہے۔ کسی شرابی کو باندھ لیا ہے۔ کسی سے دھمکا کے کچھ لے لیا ہے۔ کسی کسی کو دھکا یا دو روپے وصول کر لیے ہیں۔ نرسنگا پھنکتا ہے۔ کہیں تلوار چلی ہے۔ ایک دو زخمی پڑے ہیں۔ دو ایک مر گئے ہیں۔ باقی کو پیادے گرفتار کر کے لیے جاتے ہیں۔ ایک آدھ رنڈی پکڑی گئی ہے نائکہ اس کی پائنچے پھڑکاتی پیچھے چلی جاتی ہے یار آشنا کا غول ترکیبیں بتاتا ساتھ ہے۔

کسی کا لڑکا کھو گیا ہے ڈھونڈھ رہا ہے۔ فقیر بازاروں میں جمشید سامری لقا کا واسطہ دلا رہا ہے۔ کچھ اندھے لنگڑے بیٹھے ہیں چادریں بچھا بچھا کے کوڑی پیسہ پھنکتا جاتا ہے۔

دس بیس اندھے گھڑا بجا کر گا رہے ہیں۔ دس بیس ساحر بھجن کر رہے ہیں۔
ہر مقام پر سحر ہو رہا ہے۔ گوگل تیل رال سیندور کی چراہندی آ رہی ہے ساگ دھتورے کے پھل اچھل رہے ہیں۔ چوکیوں پر بیٹھے ہیں آگ دہک رہی ہے گھنٹ گھڑیال بجتے ہیں۔ ناقوس پھنکتا ہے ایک طرف سواروں کی لین میں غل مچا ہے۔ کوئی گھوڑا چھوٹ کر گھوڑی جا پڑا ہے۔ کہیں پیادے بستروں پر سپر تلوار کھڑکھڑا رہے ہیں۔ قرابینوں کے پائے چڑھا رہے ہیں۔ آپس میں بانکے گھورم گھارا کر رہے ہیں۔ کسی طرف مجھولیاں رنڈیوں کی کھڑی ہیں۔ تماش بین جمع ہیں کوئی دور سے رنڈی پر آواز سے کستا ہے۔ کوئی اشارے کر رہا ہے۔ کہیں بھنگ گھٹتی ہے سو پچاس آدمی گھیرے بیٹھے ہیں۔ کسی جگہ ڈھمدہی بجتی ہے کہیں شعر خوانی ہو رہی ہے طرے گا رہے ہیں سینکڑوں جادو گرنیاں پنچ قوم بنیا رانگ کا گہنا کوٹ بچھوے کڑیاں خرید رہی ہیں۔ ہر سمت غلو شور برپا ہے۔ مونڈ چڑے فقیر دکانوں پر کھڑے گلوں میں تسمے باندھے ہوئے ہاتھوں میں استے سر چرا لہو بہتا ہاتھوں میں سونٹے لیے لگوٹا باندھے ہوئے پشمین باہر نکلی ہوئی جھومتے ہیں تالابوں میں جادو گرنیاں نہاتے واں بن جمشید کے نام پر کرتے۔ کٹورا ہر سمت کھنکھتا؟ کج آباد جھنڈے استادہ۔ ادھر شاہان طلسم بار گاہوں میں تخت پر جلوہ فرماتا۔ ناچ سامنے ہوتا۔ درد شراب ناب جلسہ چنگ و رباب آغاز۔
حیرت کے یہاں سے خوان دعوت کے ہر ایک کے لیے جاتے سردار ہر ایک کی ملاقات کو آتے ساٹھ ہزار سرکاریں ایک جا ساٹھ ہزار دربار روئے زمین پر بارگاہ و خیام سے بھر گیا تھا۔

تھی کوئی نہ چیز واں مفقود
سامان جہاں بھیر کا موجود
آراستہ ہر جگہ بہت خوب
جو شے تھی وہاں وہ تھی خوش اسلوب

جو خیمہ تھا منزل قمر تھا
URDU4U.COM
خیمہ نہیں نور کا وہ گھر تھا
پیدا عجب اژدہام مردم
ہر سمت ہجوم عام مردم
آراستہ ہر طرف دکانیں
دلالوں کی اور ہی زبانیں
تھے جمع ہر ایک طرف فسوں ساز
موجود فسوں کا ہر طرف

یہ تو بعشرت تمام تر اس مقام پر اترے۔ ادھر جب یہ ہنگامہ آمد شاہان طلسم مہ رخ کو ظاہر ہوا مع اپنے تمام سرداروں کے بارگاہ سے نکل کر ایک مقام بلند پر آئی اور استادہ ہو کر تماشہ دیکھنے لگی۔ پھر وہ اپنی بارگاہ میں جا کر بیٹھی اور نفیر سحر کو دم دیا۔ سات لاکھ کا لشکر تیار ہوا۔ ان کے افسروں کو حکم دیا کہ دو لاکھ ساحر خیام و بارگاہ کی حفاظت کرے اور پانچ لاکھ ساحر ہمارے ساتھ چلے۔"

یہ کہہ کر باہر نکل کر سوار ہوئی اور قصد کیا کہ ابھی جا کر جنگ آغاز کروں۔ کیونکہ ابھی شاہ طلسم نہیں آیا ہے پھر آگے بڑا ہنگامہ ہو گا۔ اسی خیال میں چند قدم چلی تھی کہ صدائے مہیب آئی اور چار سو پنجہ پیدا ہوا۔ ہزار ہا پھول گلاب کے برسنے لگے۔ طائروں نے صدا دی "بہار آئی بہار آئی۔"

سب ساحر اوپر دیکھنے لگے۔ ایک تخت طاؤسی پر اس بہار عالم کی جان سردار معشوقاں یعنی ملکہ بہادر زیشان کو سوار دیکھا کہ پھولوں کا گہنا پہنے ہے ہاتھوں میں گل طرح کی چھڑی ہے۔ چار ہزار جادو گرنیاں ہمراہ ہیں۔ اس گلبدن کا حال اول لکھا تھا کہ سحر تیار کرنے کوہ آرام میں گئی تھی کہ وہ مقام اس کی سکونت کا ہے اور حال اس مقام کا بھی تصریح وار تحریر ہو چکا۔

چنانچہ یہ رشک چمن جب وہاں کئی سحر اپنا تیار کر کے اب مراجعت فرما ہوئی۔ مہ رخ تخت سے اتر کر اس سے ملی اور کہا۔ "اچھے وقت آ گئیں کہ آخر وقت میں ہم نے تمہیں دیکھ لیا۔ ہم تو مرنے کو چلے تھے۔"

URDU4U.COM

یہ کہہ کر تمام ماجرا ناظمان طلسم کے جمع ہونے کا بیان کیا اور کہا۔ "ہماری فوج اس لشکر کثیر کے مقابلے میں ایسی ہے کہ جیسے دال میں نمک۔ کہاں کروڑوں اور کہاں پانچ لاکھ۔ لیکن لڑ کر ہم مر جائیں گے۔ دنیا میں نام کر جائیں گے۔"

بہار نے جواب دیا "میں ہر حال میں شریک ہوں۔ جو تمہارا حال ہو گا۔ وہ میرا بھی ہو گا۔ میں اپنے مکان میں بیٹھی تھی کہ یکایک خبر سنی ملکہ ماہ رنگ روئیں تن و خونخوار دیو کش شاہ طلسم کے پاس گئے۔ ان کے قلعے میرے ملک سے قریب ہیں۔ میں نے حال دریافت کرایا تو معلوم ہوا کہ سب ناظمان طلسم جاتے ہیں۔ یہ کیفیت معلوم کر کے میں بھی بتعجیل عجیل روانہ ہوئی۔ یہاں پہنچ کر آپ کو آمادہ مرگ پایا اے ملکہ میری رائے یہ ہے کہ اپنی جانب سے جنگ میں پیش قدمی نہ کرو اور خدا کے فضل پر نظر رکھو دیکھو کہ پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔"

مہ رخ نے کہا۔ "یہ جی چاہتا ہے کہ خواجہ کے قتل سے پہلے مر جائیے۔"

اس نے کہا۔ "اپنا بھی ارادہ یہی ہے اور اس مرنے میں گویا تمام عمر جیتے رہیں گے۔ لیکن ذرا سمجھ بوجھ کے جان دینے کا موقع اور محل ہے کیا بعید ہے کہ خدا اپنا رحم کرے اور خواجہ رہا ہو جائیں کس لیے کہ

دلگیر رہا جو غنچہ گل گل ہو کے ہنسا وہ بے تامل
تن کو جو ہلال نے گھٹایا آخر وہ بدر بن کے آیا
غم سے جو کمان ہوئی زلیخا آخر کو جوان ہوئی زلیخا
زیبا نہیں شکوہ مصیبت آخر کو ہے بعد رنج راحت

اللہ کرے گا رحم ہم پر
فریاد میں ہے اثر مقرر

اس سمجھانے سے مہ رخ پھری اور لشکر کو حکم دیا "نصف لشکر کمر کھولے اور نصف ہر وقت مسلح و مکمل رہے۔اس لیے کہ غفلت میں حریف کی طرف سے کچھ ضرر نہ پہنچے۔ حسب ارشاد لشکر ہی اسی طرح کار بند ہوئے اور ملکہ داخل بارگاہ ہوئی اس وقت ہزاروں طائر سحر کے خبر کے لیے بھیجے اور بہار نے کہا۔ "لشکر حیرت میں آج بڑی خوشی ہے۔ ہم سب بھی جان دیں گے پھر آج آخر مرنا ہے آج کی شب ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ خوب داد عیش و کامرانی دیں اور تمام رات جشن کریں۔ جس میں دشمن کو بھی یہ خیال ہو کہ کچھ تو اسی ہی قوت ان کو ہے جو اتنی بڑی فوج کا اندیشہ نہیں کرتے اور نہایت محظوظ و خرم ہیں۔"

مہ رخ کو یہ صلاح پسند آئی اور اسی وقت ساحروں کو حکم دیا "صحرا میں چاندنی دیکھنے کی تیاری کرو اور جملہ سامان عیش و عشرت مہیا ہو۔"

حسب ارشاد مختار کارخانہ سلطنت انتظام میں مصروف ہوئے۔ عیار بھی یہاں اس لیے موجود تھے کہ ہمارے چلے جانے سے ایسا نہ ہو کہ لشکر بیدل ہو کر بھاگ جائے اور علاوہ بریں عیاری کرنے کس پر جائیں ایک دو ساحر ہوں تو ان پر دست اندازی کریں لاکھوں کروڑوں کو کیونکر ہلاک کریں۔

چنانچہ عیاری ایسے وقت میں کرنا بے سود سمجھ کر اپنے ہی لشکر کی نگران حال رہے اور تیاری سلمان مسرت میں مشغول ہوئے۔ قران بھی صحرا سے یہاں آ گیا۔

غرض یہ کہ اپنی جانب جو بیش و کوہستان میں واقع ہوا تھا اس کو جھاڑ کر صاف کرایا۔ چاندی سونے کی ٹٹیاں استادہ کرائیں آتشبازی گڑ گئی۔ درخت تمامی سے منڈ دیئے۔ ہزار ہا گیند مقیش کے لٹکا دیئے۔ فرش قاقم و سنجاب کنارے نہروں کے بچھا دیا۔ نمگیرے یا سلک مروارید استادہ ہوئے مسندس مغرق زرتار بچھ گئیں۔ ہزار ہا کشتیاں شراب کی

لگا دی گئیں۔ صدیا طائفے ٹولیاں مہر طلعت کے حاضر ہوئے۔ اس سامان کے ہونے سے آخر وہ زمانہ آیا کہ نگاہ و چشم شلتقاں سے نور ماہ تاباں بستان نور حسن جاناں دست و گریباں ہوا اور آفتاب درخشاں مقید ہو کر مثل عمرو برج ظلمت شب میں پنہاں ہوا۔ ناظمان قلعہ طلسم افلاک کی آمد کا سامان ہوا کہ

ملکہ ابر نیلگوں مغرب سے آیا فروغ دامن میں چھپایا
سیاہی مثل زلف یا رچیلی تماشا دیکھنے آئی تھی لیلی

شام ہوتے ہی دشت میں ہزار ہا قندیل روشن ہو گئی۔ جھاڑ فرشی فروغ پذیر ہوئے۔ دشت میں شاہد بہار کے نصیب چمکے۔ واقعی طرفہ حقیقت تھی کہ کبھی پیر گردوں کو خواب میں بھی دیکھنا نصیب نہ ہوئی۔ جنگل میں گل پھولے تھے طائر آشیانہ بھولے تھے۔ فصل بہاری کا جوش تھا۔ بلبل کا خروش تھا۔ ہر شاخ بلبل کے لیے شاہ منزل تھی اوج پر تقریر پر نقش باطل تھی۔ جو شجر وہاں تھا رشک طوطے طوطیوں کا بھی طوطی بولتا تھا۔ ہوا اس اس بیشہ فرحت افزا کی جان بخش کلہائے خاطر پژمردہ پھول کی طرح سے غنچہ دل کھل جاتا جان تازہ پاتا۔ ہر چشمہ مثل مہر روشن نہر لطافت دہر پر طعنہ زن مچھلیاں رنگ رنگ کی اس میں تیرتیں سوجان سے حوت فلک ان پر نثار مہتاب کا دل تصدق ایسی ایسی چادر آبشار کنارے ان کے روشن سو سو بتی کا جھاڑ۔ جنگل جو روشن تھے۔ فروغ افزائے تقدیر دشت ایمن تھے۔ ٹیکروں پر اور قلعہ ہالے کوہ پر جو روشنی تھی شمع طور کا جلوہ دیتی تھی۔ ہر ایک کنول قندیل عرش تھا منور بروئے فرش تھا۔ قمقموں اور گیند ہائے بلوریں پر نثار گوہر عقد پروین زمین مشجری فرش کی تزئین دور تک کھلا ہوا انگار خانہ چین کرسی کی کیا احتیاج مدح پرسی پر ہر ایک عرش پایہ۔ اس فور آگیں انجمن پر اللہ کا سایہ۔

پلنگ زرنگا ہر طرف تخت کاؤس جن کے پایہ میں چوب ناتراشہ و ناکاستہ ہر خیمہ آسمان سے میں بلند پروست ان میں بظاہر گرے پڑے باطن میں سر بلند۔ ہانڈیاں بلور کی قندیل حرم سے ہم زبان نور بخش ان کی بتیاں مسندیں مخواب بوٹے دارا اشرفیاں دیتیں زمین کو ہر یار سامنے ان کے چنگیریں رکھیں۔ بہار دل کا پتا دیتیں چو گھڑے ایسے جن کے مقابل نفاست و زینت پانی بھرے ساغر ہائے زریں جام جمشید کو کم طرف کہتے۔ بوتلوں کے سامن جام مہر و ماہ گردن جھکائے رہتے بادہ گلگون سے لبریز جن کے سامنے ثریا کی بوتل ریزہ ریزہ ہر سمت ناہید طلغنان اور مہر پیکروں کا مجمع غنچہ دہنوں کا جلسہ جمع چاندی جنگل میں چھتکی ہوئی روح خضر بھٹکی ہوئی ایک ایک نازنین بصد تزئین سر گرم اہتمام جشن میں رشک ماہ تمام شاخ ابرو جن کی تلوار پھل مژگان کا نام تیرا جل زلف سنبل کی طرح بہار گیسو جو نو بہاراں باغ عالم دیکھیں پیچ میں پڑیں۔ سوکھ کے کانٹا ہو جائیں رخ پر ان کے شمس قمر بلا گردان کیا وصف کیا جائے۔ نور کے سانچے میں سب بدن ڈھلا ہوا۔ یہ آرائش و زیبائش جشن کیکاؤس و جم اگر دیکھتے یقین تھا کہ اسی دشت میں برنگ نخل جم جاتے۔ خبر اس جشن کی سن پاتے تو ملک عدم ہو جائے سے تھم جاتے فلک پر ثابت ہر ایک سیارہ تھا۔ اسی جانب سر گرم نظارہ تھا کہ

کیا بزم تھی بزم شاہ شاہان
جس میں کہ یہ ساز تھے یہ سامان
اوصاف کی انتہا نہیں ہے
ایسا کوئی دوسرا نہیں ہے
آراستہ وہ جگہ تھی نایاب
پر نور بسان برج مہتاب
تھی بوئے شراب روح پرور
آنکھوں کو نصیب دور ساغر

سر سبز وہ جائے دلکشا تھی
URDU4U.COM
اس دشت میں خلد کی ہوا تھی
دیکھے نہیں فرش روشن ایسے
گل تکیے تھے مہر و ماہ جن کے

ملکہ مہ رخ و بہار موخموہ سرخ موبعد درستی مقام جشن مع سرداروں کے آ کر مسندوں پر رونق افروز ہوئیں۔ اور ساغر بادہ گلنار ساقیان گلعزارنے دینا شروع کیے۔ رقاصوں نے ناچنا مطربان خوش گلو نے گانا آغاز کیا۔ فلک پر زہرہ کو دیوانہ بنایا۔ یہ جلسہ عیش و مسرت کہ

وہاں چاروں طرف شادی کی تھی دھوم
نشان رنج و غم دنیا سے معدوم
دکانوں پر ہجوم روشنی ہے
گل بزم عروساں بنی ہے
مہیا ہر طرف اسباب شادی
کھلا روئے زمین پر باب شادی
سجے تھے چار سو نقار خانے
ہر اک جانب خوشی کے کارخانے
عجب نکھرے ہوئے ارکان دولت
بدن پر تھے مزیں سرخ خلعت
ہر اک جا شمع کافوری تھی روشن
کھلا تھا روشنی کا ایک گلشن
کنول اور جھاڑ روشن اس مکان میں
ستارے جیسے سقف آسمان میں

خواصیں ماہ و خورشید پیکر
URDU4U.COM
پے خدمت مہیا سب وہاں پر
بچھا تھا اک دسترخوان عالی
طلائی اور چاندی کی برابر
ہوئے کھانے سے جس دم فارغ البال
پھر آئے سازو سامان لے کر نقال
جمایا رنگ گانے والیوں نے
بیان ہوں کیا قلم سے وصف ان کے
نہ ہو گی لولی چرخ ان سے بہتر
نہ تھا روئے زمین پر ان کا ہمسر
نہ ایسے راگ سے کان آشنا تھے
نہ ایسے ساز تھے آنکھوں نہ دیکھے

یہ سب تو بعشرت تمام تر بیٹھی ہیں۔ ادھر حیرت کے یہاں بڑی تیاری تھی منزلوں تک روشنی ادھر بھی تھی۔ ادھر بھی تھی۔ سارے طلسم میں رات کا دن ہو گیا تھا۔ حیرت خلعت ہزار ہا رہی تھی۔ سردار مالا مال ہو گئے تھے۔ جا بجاہ آرا کش تسمہ کش جلاد برائے قتل خواجہ پھر رہے تھے چبوترے ریگ کے بنے تھے۔ میدان خونی تیار تھا اور ایک چبوترہ بہت اونچا بنایا تھا۔ اس کے گرد سحر کے ماش بوئے تھے اور ایک سولی کھڑی کی تھی اس پر خواجہ کو بٹھا کر تیر لگائیں گے۔

ادھر طائران سحر یہ خبریں پہنچاتے تھے ملکہ مہ رخ آ سرد بھرتی تھی عیار بھی حاضر تھے وہ کہتے تھے "اے ملکہ کہو کیا ارادہ ہے۔"

یہ جواب دیتی کہ آج کی شب غنیمت ہے صبح جانب ملک عدم کوچ ہے۔ ہم جس وقت سنیں گے کہ عمرو کو برج غضب سے نکالا ہے اسی وقت جا پڑیں گے یا تو چھوڑا لائے یا مارے گئے۔"

قران نے کہا۔ "پہلے ہی سے کیوں نہ چل کر اس برج پر گریں۔"
بلکہ نے کہا اس برج تک کس کا مقدر ہے جو جا سکے۔"
URDU4U.COM
قران نے کہا۔ "کوئی نہ جا سکے گا تو وہ ضرور جائیں گے۔"
بہار نے کہا۔ "وہ کون۔"
اس نے کہا۔ "مولا مشکل کشا علی شیر خدا علیہ السلام اور کون۔" یہ سنتے ہی سب شہزادیوں نے کھڑے ہو کر تسلیم کی اور گالوں پر انگلیاں چڑ چڑ چٹکائیں کہ یا مولا تمہارے نام کے فرمان ہماری مشکل بحکم خدا تم آسان کرو یہ کہہ کر سب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ روئیں کھڑے ہو گئے کہا۔ "بے شک ہمارے مولا مدد کریں گے۔"

○○○

• ملکہ بران جادو

اسی ہنگامے میں عیار بچیوں کا حال سنئے کہ لشکر سے اپنے نکل کر علیحدہ آئیں اور صرصر نے صبا رفتار سے کہا۔ "اے بہن اب کی خواجہ ایسے پھنسے کہ نکلنا دشوار ہے۔ شاہ جاوداں نے بڑا انتقام کیا۔ یقین ہے کہ خواجہ قتل ہو جائیں۔ میں سچ کہوں مجھ کو بڑا رنج ہے۔"

صبا رفتار یہ کلام سن کر ہنسی اور کہا۔ داری کو آپ کو رنج نہ ہو گا تو کس کو ہو گا۔ سچ ہے مقام ہی رنج کا ہے۔

صرصر نے غصہ میں آ کر کہا۔ "میں نے تو دنیا کی ایک بات کہی تو سمجھی کہ میں عمرو کی عاشق ہوں تو طعن کرنے۔"

اس نے کہا۔ نہیں صدقے گئی۔ طعن میں نہیں کرتی ہوں۔ سچ ہے کہ اس کے عیار اور اس کے شاگردوں نے بارہا ہم کو زیر کیا۔ لیکن قتل نہیں کیا اور حق تو یہ ہے کہ خواجہ کے برابر عیار کوئی زمانے میں نہیں ہے۔ اب عیاری کا چراغ گل ہو جائے گا۔"

صرصر نے یہ باتیں جب سنیں غصہ جاتا رہا اور کہا۔ "اے بوا ذرا چل کر دیکھنا چاہیے کہ معین و مددگار خواجہ کے کس رنگ میں ہیں اور کیا تدبیر کر رہے ہیں کیونکہ عمر ہی کی زندگی سے سب کی زندگی ہے بعد خواجہ کے سب ہلاک ہو جائیں گے۔"

صبا رفتار نے کہا۔ "بہتر چلئے۔"

یہ وہاں سے دونوں کنارے لشکر مہ رخ کے آئیں۔ یہاں جشن کا سامان دیکھا متحیر ہو کر باہم مشورہ کیا کہ ان لوگوں کو تو کوئی ملال نہیں معلوم ہوتا ہے۔ یقین ہے کہ خواجہ کو رہا کر لینے کی کوئی تدبیر مستحکم انہوں نے کی ہے۔ اچھا اب ان کے دلوں کو بھی آزمانا چاہیے کہ اپنے ہوش میں ہیں یا جلسہ دکھانے کو کیا ہے۔"

یہ کہہ کر دونوں نے جادوگرنیوں کی ایسی صورت بنائی اور ملکہ مہ رخ کے سامنے آ کر

سلام کیا۔ ملکہ نے کہا۔ "تم کون ہو اور کہاں سے آئی ہو؟"

انہوں نے کہا۔ "ہم اسی اطراف میں رہتے ہیں۔ مدت سے مشتاق زیارت قدم اقدس تھے بارے آج طائع یاور ہوئے جو حضور میں حاضر ہوئے۔"

ملکہ نے فرمایا۔ "اچھا گھر ہے تمہارا' بیٹھو۔"

یہ دونوں ایک مقام پر بیٹھیں اور ناچ دیکھنے لگیں۔ قران عیار ملکہ سے باتیں کر کے کسی طرف چلا گیا تھا۔ بعد لمحہ کے پھر جو آیا۔ ان دونوں کو بیٹھے دیکھ کر بنگاہ اول پہچانا کہ یہ دونوں عیار بچیاں ہیں۔ چنانچہ پہچان کر پھر باہر چلا گیا اور بارگاہ کا سراچہ پھاڑ کر چپکے سے ان دونوں کے سر پر آ کر استادہ ہوا۔ اتفاقاً مہ رخ نے اس کی جانب دیکھا اور کہا۔ "بھیا آؤ کھڑے کیوں ہو' بیٹھو۔"

یہ کلام عیار بچیوں نے جو سنا گردن اٹھا کر دیکھا کہ ہمارے سر پر کون کھڑا ہے۔ غرضیکہ گردن جو بلند کی قران کو دیکھا جان نکل گئی چاہا کہ بھاگ جائیں۔ قران نے دونوں ہاتھ پھیلا کر دونوں کو کوے میں داب لیا اور ذرا زور جو کیا صرصر چلائی۔ "ارے موئے میری پسلیاں ٹوٹیں۔"

قران نے ہاتھ ڈھیلے کر دیئے۔ صرصر تڑپ کر نکلی اور صبا رفتار کو قران نے خود چھوڑ دیا۔ یہ دونوں بھاگ کر چلیں۔

قران نے پکار کر کہا۔ "اے صرصر اگر آج کی شب تو نے ارادہ عیاری کا کیا تو خواجہ خواہ ناراض ہوں یا خوش ہوں۔ میں تجھ کو مار ڈالوں گا اور خواجہ ہی کی جان کی قسم زندہ نہ چھوڑوں گا۔"

صرصر یہ سنتی ہوئی دور نکل گئی اور صبا رفتار سے گویا ہوئی۔ "ان موؤں کو ذرا رنج نہیں ہے۔ مقرر یہ خواجہ کو چھڑا لیں گے۔"

اس نے کہا۔ "داری اس موئے کالیے نے قسم کھائی ہے۔ اب یہاں نہ آیئے گا۔ نہیں تو وہ گزند پہنچائے گا۔"

یہ باتیں کرتی ہوئی دونوں چلیں۔ مگر ضرغام اور جانسوز ان کے تعاقب میں چلے کہ بن

پڑے تو ان دونوں کو اسیر کر لیں کہ یہ بر وقت رہا کرنے خواجہ کے ضرور حارج ہوں گی۔

چنانچہ ان کے ساتھ ان عیاروں کو جانے دیجیے۔ لیکن اب حال سعادت اشتمال بران شمشیر

URDU4U.COM

زن بیان کیا جاتا ہے کہ

ملکہ مجلس جو ہمراہی مہ رخ سے روانہ ہوئی۔ بران کی خدمت میں پہنچی اور تمام احوال یہاں کا بیان کیا کہ خواجہ کے قتل کا ڈھنڈورا پٹ گیا ہے۔ اب کچھ ان کے قتل میں دیر نہیں ہے۔

ملکہ مذکور نے سب حقیقت سن کر دل سے غور کیا کہ اگر عمرو ہلاک ہو گیا تو بڑا غضب ہوا۔ جلد لشکر کشی کرنا چاہیے۔ پس جس دامن کوہ میں ٹھہری ہوئی تھی۔ وہیں سے کچھ مٹی لے کر گوندھی اور اس کے پتلے بنائے اور سحر کے بیران کے پیٹ میں بٹھائے اور انہیں حکم دیا۔ "جاؤ ناظمان طلسم کو ہمارے اطلاع دو کہ جلد فوج اپنے ہمراہ لے کر طلسم ہوشربا آؤ۔"

پتلا ہائے گلی ہزار در ہزار اڑ کر روانہ ہوئے اور مالکان در بند کو طلسم نور افشاں کے حکم ملکہ سے اطلاع دی۔ ہر ایک ناظم اور ناظر تیاری کر کے روانہ ہوئے اور ہر ایک کے ہمراہ لاکھوں ساحر تھے۔ چنانچہ نام ان شاہان در بند کے یہ ہیں۔

ملکہ طولان بن قاہر ماہی خوار جادو' ملکہ طوفان آسمان نشین جادو۔ ملکہ مشیر بن معمار کوہ افگن جادو ملکہ توسن بن خرسان سنگ انداز جادو۔ ملکہ قرناس بن خونخوار روئیں تن جادو۔ ملکہ طول بن دراز اژدر خوار جادو۔ ملکہ کلان بن قہر خرس دندان جادو۔ ملکہ زہر بن کوہ پیکر فیل سوار جادو۔ ملکہ لرزاں بن زلزلہ تیر افگن جادو۔ ملکہ توسن بن ناقوس فیل افگن جادو۔ ملکہ نسیم بن صبای ستارہ چشم جادو۔ ملکہ کمیت بن کوہ فیل پیشانی جادو۔ ملکہ نسرین گلگون بدن جادو۔ ملکہ حور چہرہ سحر نگاہ جادو ملکہ نازک بدن کاکل کشای جادو۔ ملکہ خوش اندام یاقوت پوش جادو۔ ملکہ سلیمان زریں ہیکل جادو ملکہ شور افگن اژدر در نگاہ جادو۔

ملکہ الماس تن شوخ چشم جادو۔ ملکہ خوب رنگ ماہ طلعت جادو ملکہ مہ مثال نرگسی چشم جادو۔ ملکہ خونخوار قہر نگاہ جادو۔ ملکہ گوہر بدن زمرد پوش جادو۔ ملکہ خورشید افگن جادو۔

URDU4U.COM

ملکہ تاجدار ماہ لقا جادو۔ ملکہ محبوب نارنجی پوش جادو۔ ملکہ ہمائے تاجدار جادو۔ ملکہ سلطان شعلہ افگن جادو۔ ملکہ مبہوت گیسو دراز جادو۔ ملکہ زہرہ تاجدار جادو۔ ملکہ یاسمن تاجدار جادو۔ ملکہ کامل کوتاہ چشم جادو۔ ملک قلاب دریا بار سرکش۔ ملک سہراب تاجدار جادو۔

ملک ببر سوار تاجدار جادو۔ ملکہ سنجر تاجدار جادو۔ ملک مخیر شاہ تاجدار جادو۔ ملک فیروز رخ جادو۔ ملکہ شہزور آسمان شگاف جادو۔ ملکہ ہزار چشم چہل دست جادو۔ ملکہ ناوک پران روئیں تن جادو ملکہ قمر سپہر انجم سیاہ جادو۔ ملکہ نو طرز زمرد پوش جادو۔ ملکہ مہیب دیو سوار جادو۔ ملک بہرام مریخ افتخار جادو۔ ملک شورہ زار نمک پاش جادو ملک فیلاف بن خرس خرسان جادو۔ ملک صحرا نورد گرد باد آفریں جادو۔ ملک عقربت خوار زانو سیاہ جادو۔ ملک قوی ہیکل دنیا بدوش جادو۔ ملک سحاب قطرہ زن جادو۔ ملک رعد آواز بلند جنگل جادو۔

اور علاوہ ان بادشاہوں کے جو ساحر کے مالک ہیں وہ بھی روانہ ہوئے مثل ان کے۔

قرار جادو' فرجام جادو' القاس جادو' عمران جادو' صدف جادو' ہدف جادو' گوہر جادو' اقدس جادو' محکم جادو' حاکم جادو' حکام جادو' محکوم جادو' آواز جادو' اعزاز جادو' کاہن جادو' کھیل جادو' قائم جادو' مقیم جادو' مقام جادو' سرجن جادو' امثال جادو' طغیان جادو۔

یہ سب ساحران نامی لاکھوں جادوگران گرامی سے چلے۔ روئے گیتی سیاہ ہو گیا۔ عالم میں طوفان برپا ہو گیا۔ مرزان وزیر کے پاس اول یہ سب طلسم نور افشاں میں جمع ہوئے۔ وزیر مذکوران سب کو ہمراہ لے کر خدمت ملکہ موصوفہ میں چلا۔ ملکہ منتظر آمد لشکر تھی کہ یکایک ابر زرد سرخ و سبز ظاہر ہوئے اور فوج نصرت موج کی آمد شروع ہوئی۔ روئے ہوا پر ایک اور دنیا بسی ہوئی دکھائی دی۔ اول مرزان وزیر نے آ کر مجرا کیا۔ پھر ہر ایک شاہ اور شہزادی آ آ کر باریاب خدمت اور فیض یاب تسلیم و کورنش ہوئے۔

ملکہ نے حکم دیا۔ "لشکر اپنا اپنا تیار رکھو۔ میں سوار ہوتی ہوں۔ برسم یلغر چلوں گی۔"
یہ حکم سن کر سلطان شعلہ بدن نے عرض کیا۔ "آج کی شب جی چاہتا ہے کہ اس

URDU4U .COM

بیابان میں روشنی دیکھیے۔"
بران نے کہا۔ "ہاں روشنی دیکھو گی۔"
یہ کہہ کر منہ پھیرا اور اختر مروارید بالوں سے نکالا۔ تمام جنگل میں روشنی ہو گئی۔
سب نے کہا۔ "اے ملکہ! یہ عجب چیز دیکھنے میں آئی۔"
ملکہ نے کہا۔ "یہ روشنی چل کر لشکر افراسیاب میں دیکھنا۔"
یہ کہہ کر تمام حال شاہ جاوداں کے لشکر جمع کرنے کا بہر قتل عمرو بیان کیا۔ سب نے کہا۔ "جب ہی دھوپ کا رنگ متغیر تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ فوجیں کہیں جاتی ہیں۔ اچھا پھر ہم سب فرمائیے تو کوچ کر جائیں۔"
ملکہ نے کہا۔ "میں خود چلتی ہوں' دیر نہیں ہے۔"
یہ کہہ کر وزیر خوش تدبیر کی طرف دیکھا۔ وہ تو سب سامان سے آیا ہی تھا۔ اس نے اشارہ ملکہ دوراں کا جب پایا خیمہ دل بادل نام اژدر پر بار کرایا۔ بارگاہ زر بفتی چالیس ہزار ساحر کی حفاظت میں آگے بڑھی ایک خیمہ مختصر سا استادہ ہو گیا۔ ملکہ اس خیمہ میں گئی۔ گشتی لباس فاخرہ کے سامنے گئی۔ تاج پر از لعل و گوہر سر پر رکھا۔
قبائے فرمان روائی کو زیب جسم نازک فرما کر خاتم نگین دولت طرازی انگشت میں پہنی۔ اختر مروارید جوڑے میں رکھا۔ نیمہ سحر ہاتھ میں لے کر برآمد ہوئی۔ ایک فیل سفید پر تخت کھینچا تھا بنگلہ زمرد نگار اس پر پڑا تھا۔ تخت کے چاروں کونوں پر گلدستے جواہر آگیں رکھے تھے۔
ملکہ ذی شان جب سوار ہوئی چار لاکھ علم کے پھریرے باولے کے کھل گئے۔ تعریف اس پر کوکب روشن ضمیر اور بزرگان طلسم نور افشاں کی لکھی تھی۔ ہزارہا نقارے سیمین و طلائی اژدروں پر جو بار تھے بجنے لگے۔ ساحران ساحران نامی سحر کی نارنگیاں دکھانے لگے۔

اب منزلوں تک زمین سحر میں مبتلا ہو گئی۔ دریائے زخار سحر سے بہنے لگے۔ کسی دریا کا پانی برنگ یاقوت احمر تھا۔ اس پر آگ کی ناویں اور پل نظر آتے تھے۔ جانور آتشی بہے جاتے تھے۔ دس دس منزل تک شعلہ جوالہ سرکشیدہ ہوتا۔ آگ کا پرکالہ اڑ کر جاتا۔ دیو آتش مژاد جس کو دیکھ کر خوف کھاتا۔ ہزارہا اگیا بتیال آگ برساتے جنگل میں نظر آتے۔ غولہائے بیابانی غل مچاتے۔ ایک ایک ساحر اژدر صورت جب پھنکارتے۔ مارے فلک کو دم دبا کر بھاگنا یاد دلاتے۔ کسی طرف روئے ہوا سے موتی برستے ہزارہا چاند بدلیوں سے نکلتے اور غائب ہو جاتے آفتاب بن کر پھر نظر آتے کبھی اندھیرا ہو جاتا اس میں ہزارہا ستارہ ٹوٹتا صحرا میں شرارے جگنو کی طرح اڑ کے فتنہ و شرارت کے خوف سے بھاگتے منہ موڑتے۔

کبھی ہزاروں ابر پیدا ہو کر نیچے جھکتے ان پر لاکھوں پتلے چینی اور بلور کے نظر آتے۔ بت خانہ آذری کو شرماتے کبھی ہزارہا بجلیاں چمک جاتیں آنکھیں بند ہو جاتیں۔ رعد گرجتا کسی سمت باغ آتشیں نظر پڑتا جس میں ہزاروں نہال شرر باری کرتا آگ کے پھول پھولتے۔ طائران ہم نفس کے قفس شاخوں پر جھولتے کروڑوں اژدروں خونخوار مہیب صورت طویل قامت منہ اپنے نیچے کر کے مار مار پکارتے شعلہ نیری سے جی نہ ہارے بالائے جہاں ایک جہاں اور پیدا ہوا تھا ہزارہا کیا لکھوں برج و گنبد نقرئی و طلائی و جواہرین روئے ہوا پر بنے تھے۔ ان میں سے ستارے جھڑتے تھے ساحران فیل صورت و شیر پیکر و اژدر چشم سر نکالے تھے جے جے سامری کے نعرے مارتے تھے۔

ملکہ بران کا فیل سفید کبھی آفتاب بن جاتا کبھی مثل کوہ بلند کے نظر آتا گرد اس کے شہزادیاں قلعوں کے حلقہ کئے سترہ اٹھارہ ہزار کنیزان ماہ پیکر اسباب سحر و ساحری ہاتھوں میں لیے گھنٹے اور ناقوس بجاتیں۔ سر پر ملکہ کے چتر گردش میں تصویریں وہم کے سامنے دمبدم آتیں گاتی بجاتیں جیسے ملکہ کو علم سیمیا خوب معلوم تھا کہ شبیہ اوہام کو حکم رقاصی دیا تھا۔ ناچ ہوتا تھا۔ آفتاب کا دف فلک نے شرمندہ ہو کر چھپا لیا تھا۔ زہرہ

کو فلک سوم پر غش تھا۔ زبان ناہید چرخ پر عش عش تھا۔ گرد ملکہ کے جو شہزادیاں تھیں وہ سب آفت جہاں تھیں۔ طاؤس اور ہنس سوار تھیں۔ نہایت حسین و طرح دار تھیں۔ اگر بلبل گلزار ان کے بدن پر نگاہ کرے۔ آتش گل کو اشکوں سے بجھائے۔ تمام عمر آہ کرتے۔ تن ہر ایک کا وہ آئینہ مصفا تھا کہ ہر عضو بدن میں عکس چہرہ پیدا تھا بلکہ رنگ جان ہویدا تھا۔

یہ لطافت کا نقشہ تھا۔ وہ ان کا رخ شفاف آئینہ سکندری کیا۔ آئینہ مہر و ماہ صاف نگاہ بسان شہباز مژگان مثل چنگل شہباز دراز ابر و مژگان ہمراہ شمشیر بران و خدنگ جانستان یہ سب بعظم و شان تاج سروں پر رکھے' گاتیاں دوپٹوں کی باندھے' پان کھائے۔ بیڑا قتل دشمن پر اٹھائے ہوئے افسوں خوانی کرتیں' شعبدہ باز فلک کو نام دھرتیں روانہ تھیں۔ گھٹائیں سر پر چھائی ہوئیں بہاریں باغ سحر میں آئی ہوئیں۔

طائران سحر اس بدلی میں زمزمہ سرائی کرتے۔ گل طرح طرح کے کھلتے اس سامان کے علاوہ بہادران رستم وقت و سہراب توانان بھی مرکب ہائے پرند پر سوار تھے۔ ہزارہا مرکب کوتل بازیں مرصع کار تھے اور فیلان جنگی کے پرے جن پر ہودج کسے ہوئے زنگار تھے اور ہزاروں طرح کے عمدہ رہوار تھے۔ بہادروں کے جسم پر ہتھیار سجے تلواروں کی چمک سے خنجر بہرام کے ہاتھ سے گرتا۔ نیزہ کو دیکھ کر ترک فلک سینہ تاننے کا قصد کرتا۔

خلاصہ یہ کہ کوئی سامان ایسا نہ تھا جو اس لشکر میں نہ ہوتا۔ خیمہ و خرگاہ اسپیکن راوٹیاں قلندریاں بیچوبے وغیرہ فیلان' پرند پر بار کر کے خیمہ گردوں جن پر سو جان سے نثار اس کروفر اور جاہ و جلال سے یہ لشکر ظفر پیکر روانہ تھا۔

جس دم پنج شاخہ پنجہ آفتاب سب لشکر انجام میں روشن ہوا اور سواری خسر و خاور کی طلسم افلاک سے روانہ ہوئی۔ عالم میں نور افشاں ہوئی۔ لشکر حیرت میں طبل گڑگڑائے۔ منادی نے ندا کی۔ "آج قتل عمرو ہے جس کو دعوئی لڑنے کا ہو وہ ہوشیار ہو جائے۔"

یہ صدا کان میں مہ رخ و بہار کے پہنچی۔ پس اسی وقت لشکر ظفر پیکر میں طبل و

بوق کی صدا بلند ہوئی۔ بعجلت تمام تر تیغ ہائے جانستان جو دشمن کے سر کھانے پر زہر کھائے ہوئے تھیں۔ بہاروں نے زیب کمر فرمائیں۔ جانیں نثار ہونے کو آئیں۔ زرہ و بکتر خود و عمود چار آئینے رو سے فتح و ظفر کو جس میں معائنہ فرماتے آراستہ تن کئے پیدا' مخالف دشمن کے نیزوں کی سنان سینہ عدو کی مدعی دار پار ہرنے کی شرط بدی ہوئی سنائیں نہ تھیں۔ ستارہ طالع حریفاں کو بلندی دکھا کر پستی کی خبر دیتی تھی تن کر سرکشوں سے نوک کی لیتی تھیں خنجر طلب نگار خنجر دشمن تھے۔ عمود کلہ شکن تھے۔ ہر سمت ٹڈی دل اڈا تھا ملک شجاعت کا یہ میدان ڈانڈا تھا۔ ساحروں نے رات بھر سحر اپنے جگائے تھے۔ بیر جو قابو میں آئے تھے انہیں اس وقت بلایا تھا۔ بھینٹ میں جان کھانے کی حریف کے ہر ایک آیا تھا۔ کلوا بھیڑوں' نارسنگھ کی چوکیوں کو گوگل دے کر سمجھا۔ ہر سمت سے بگیرو بہ بندو بہ کش کی صدا میں آتی تھیں بغیر قتل و قمع خوف سے جانیں جاتی تھیں۔ لشکر میں کسی طرف پکارتی تھی کہ مار لیا ہے۔ کہیں سے یہ صدائیں آتی تھیں کہ نام کیا ہے اور سر دیا ہے کوئی جوان تن کر کہتا کہ ہنگام مقابلہ اپنے ہم نبرد کی ٹانگیں نہ چیر دیں تو کچھ کام ہی نہ کیا کوئی پکارتا کہ چو رنگ ہوائی دشمن کو نہ کاٹا تو نام ہی برباد دیا کہیں یہ غلغلہ تھا کہ یہ گو ہے یہ میدان ہے' بڑا مجھ کو آج ہی کے دن کا ارمان تھا۔ اب وہی سامان ہے۔

غرضیکہ کسی جانب سے سوار آمادہ کار زار چلے' کسی طرف سے پیارے جان دینے پر آمادہ ہو کر منچلے پن سے بڑھے۔ ساحروں کے غول بروئے ہوا اڑتے نظر آئے۔ فتنہ آشوب مثل بلا فلک سے اترے ہنس و طاؤس و اژدر فیل کے غول تھے۔ شعلہ فشان شیاطین و خبیثات و غول تھے۔ مہ رخ و شکیل و نافرمان و مخمور و طاؤس لرزاں و زلزلہ و سرخمو و مشکیں و رعد برق اور ثال سحر افگن و بہار و آفت وغیرہ تخت ہائے سحر پر سوار ہوئے اور گردان کے سب سردار ہوئے۔ ناقوس نوازوں نے جوف ارض و فلک کو ناقوس بنا دیا۔ طائران سحر کی رنگین بدنی نے روئے ہوا کو طاؤس بنا دیا۔ ادھر باد سحری سے خندہ گل کا دشت میں کڑکا۔ ادھر نقیبوں کا کڑکا وہ نور کا تڑکا نوبت کی ٹکور جھانجھ کا شودر

ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی آتی ہوائے شجاعت بہادران بڑھاتی چراغ زندگی جھلملاتا نور دیدہ بصارت ہمت شجاعان کو بڑھاتا صحرا میں تراوٹ شبنم کی پائی جاتی۔ اوس کا دار لشکر اسلام پر

URDU4U.COM

پڑی تھی کل ہمہ تن گوش ہو کر برنگ وحشیاں خبر سننے پر کان لگائے غنچہ چٹک کر کیا ہوا کیا ہوا پوچھتے۔ ستارہ ہائے فلک خوف سے چھپ گئے تھے۔ سنان ہائے نیزہ بسان ستارہ چرخ چمکتے تھے۔ نسیم سحری جو دشت میں سن سن چلتی تھی۔ دلاوران بہار کی تیر افگنی تھی۔

یہ لشکر تو اس آن بان سے اور اس شوکت و شان سے مرنے چلا تھا۔ ادھر حیرت نے اپنے تیئں لباس زیور سے مثل عروس شب اول کے آج اس لیے آراستہ فرمایا تھا کہ شہزادیاں قلعہ ہائے طلسم کی بصد حسن و آرائش یہاں موجود ہیں۔ جمال مہر تمثال پریوں کے مقابل ان کے ہیچ و نابود ہیں۔ شاہ طلسم آ کر انہیں کو دیکھے گا۔ بازار ناز و ادا امیر سرد ہو جائے گا۔ پس ایسا بناؤ کروں کہ میرا بنا شاہ سے رہے کسی پر نگاہ اس کی نہ پڑے اور اسے بناؤ نہ بنے۔ چنانچہ ایسی آراستگی اس زہرہ فلک حسن و ناز نے کی تھی کہ

زرم کر دیں دل مریخ وہ پر زیب کڑے
جو لگائیں دل زہرہ کو بھی چھڑیاں وہ چھڑے

اکے وہ ماہ دو ہفتہ سے جو رتبہ میں بڑے
دیکھے پازیب تو خورشید فلک پاؤں پڑے

ڈھنگ بالوں سے عیاں دائرہ نور کے تھے
پتے وہ برق کہ پتے شجر طور کے تھے

اور حسن بھی اس شاہد رضا کا بہتر از مہر ماہ تھا بارہا اس کا بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ یہ تو اس طرح تیار ہوئی ایک طرف لشکر شاہان در بند طلسم کا کمر باندھ رہا تھا۔ ہزارہا

نشان کھلا تھا۔ تمام دنیا لرزتی تھی۔ آسمان سے آفت برستی تھی۔ اس ہنگامے میں یکایک ہزاروں نفیروں کو دم ملا اور شور بوق و دہل تا بہ گنبد سما پہنچا۔ ملک حیرت سوار ہوئی۔ فیل پرند پر زین پڑا تھا۔ اس پر تخت جواہر آگیں بچھا تھا۔ اسی پر ملکہ کا جلوس ہوا گویا جانب فلک روانہ کاؤس ہوا۔ میدان جنگ کا مقرر ہونا دشوار تھا۔ کثر مردم سے پر دشت و کہسار تھا۔ پڑاؤ پر ہی کمر بندھی ہو کر صف کشی ہوئی اور اس لشکر کو تو ضرورت لڑنے کی بھی نہ تھی۔ صرف منظور تھا کہ خواجہ عمرو کو قتل کریں اور ان کی حمایت کرنے والوں کو روکیں۔

الحاصل جب لشکر تیار ہوا۔ ابر سحر چار سمت سے اٹھ کر برسا۔ گرد و غبار بیٹھا۔ فتنہ و فساد اٹھا۔ روحوں کا لشکر جمع ہونے کا سامان ہوا۔ ملک الموت تخت حکومت پر بیٹھا۔ فتنہ و فساد اٹھا۔ روحوں کا لشکر جمع ہونے کا سامان ہوا۔ دریائے آہن جوش پر تھا۔ جدھر نگاہ جاتی تھی اور جہاں تک نظر کام کرتی علمہائے لشکر دکھائی دیتے تھے اور نقیب ہائے بلند آواز شور کرتے تھے۔ چوب نقاروں پر پڑتی تھی۔

اس طرف لشکر ہمراہ لے کر مہ رخ نامور جو روانہ ہوئی تھی۔ راہ میں قران سے کہتی تھی۔ افسوس اے برادر دل کی حسرت دل ہی میں رہی اور اجل آ گئی۔ شہزادہ اسد کو بھی ہم چھڑا نہ سکے۔ تخت سلطنت پر طلسم کے بٹھا نہ سکے کہ رہرو ملک عدم ہوئے۔

قران کہتا تھا۔ اے ملکہ اپنی نظر بافضال پروردگار رکھو اور خیر اگر ہم سے اور کچھ نہ ہو گا توبہ ضرور کریں گے کہ ایک بغدہ سر پر افراسیاب کے لگائیں گے۔ ہو سکا تو راہ ملک عدم اس نابکار کو بھی دکھائیں گے۔ اسی طرح اور سردار ہی کفن سر سے باندھے جان دینے پر آمادہ باتیں بانکپن کی کرتے لرزاں تھے۔ آخر لشکر دریا مثال دشمن

کے قریب پہنچ گئے اور صلاح کی کہ ایک طرف جا ہی پڑو۔ اس انبوہ کو خاک میں ملا دو یا اپنی ہستی مٹا دو۔ ملک نیستی بسا دو۔ نام تو کر جاؤ۔ تہلکہ ڈال دو، شجاعت دکھا

کر مر جاؤ۔
یہ مشورہ کر کے حربہ ہائے سحر تھام کر سب یکدل ہو کر نعرہ ہائے کوہ شگاف کھینچ کر جا ہی پڑے سرے پر بحرنا پیدا کنارے ملکہ اختر بن طول دراز قد کی فوج صف کشیدہ تھی اسی پر مثل آفت کے یہ سب ٹوٹ پڑے۔ شور قیامت خیز برپا ہوا۔ سحر کی تلوار چلنے لگی گولوں کی بھرمار ہوئی۔ مہ رخ نے ماش کا چھرا مارا۔ ملکہ اختر شیر پر سوار استادہ تھی۔ اس کے شیر پر وہ چھرا پڑا کہ اس کو چکر آیا۔
اس اثنا میں ایک تیر بھی شیر کے آ کر لگا کہ وہ گرا۔ اختر اس کے گرنے سے زمین پر کودی۔ فوج نے اس کی جانا کہ مالکہ ہماری کام آئی۔ یہ معلوم کر کے بیدل تمام لشکر ہوا اور فوج نے جھرمٹ کھایا۔ پیچھے قدم ہٹایا۔ لشکر اسلامیان آگے بڑھا اور ملکہ مشکیں مو نے ایک سل کئی ہزار من کی سحر سے اڑائی۔ سترہ سو ٹکڑا اس سل کا پھٹا اور لشکر پر دشمن کے گرا۔ سترہ سو ساحر ہلاک ہوئے۔ بیروں نے ان کے غل مچایا۔ اندھیرا چھایا۔
اس لشکر کے بعد ملکہ دریا بار ماہی گیر جو بڑی زبردست ساحرہ ہے۔ مع اپنی فوج کے صف آرا تھی۔ اس نے کہا۔ "اے لوگو' بیر کیوں شور مچاتے ہیں ------ کیا ہوا ہے؟"
اس قدر کثرت سپاہ ہے کہ کسی کو مہ رخ کے آنے کی خبر نہیں ہے۔ اسی وجہ سے یہ حال اس نے پوچھا۔ ہنوز کوئی کچھ بتانے نہ پایا تھا کہ مطیعان اسلام نعرہ زنان آ پہنچے۔ دربار اپنا نہنگ بڑھا کر چلی۔ بہار نے اس کو آتے دیکھ کر ایک گنبد اپنے گلدستے سے لے کر زمین پر مارا جہاں وہ گیند گرا وہاں سے پانی جوش مار کے نکلا اور بڑھ کر مثل دریائے ذخار موج زن ہوا۔ مچھلی اس بحر سے تڑپ کر کنارے پر آئی۔ بہار پکاری۔ ملکہ دربار بار' یہ مچھلی قابل شکار ہے۔
یہ کلمہ سحر کا تھا۔ دریا بار نہنگ سے اپنے دریا میں کود گئی اور مچھلی کی تلاش میں آگے بڑھی اس وقت ایک نہنگ دریا سے پیدا ہوا اور اس کو نگل گیا۔ ملکہ بہار کی سب نے تعریف کی کہ اسے ملکہ یہ صفت آپ ہی کے واسطے ہے کہ جیسا اس کا نام دریا

بار تھا۔ ویسا ہی آپ نے سحر اس پر کیا۔
ملکہ نے کہا۔ یہ وقت مدح و ثنا کا نہیں ہے۔ یوں ہی لڑتے بھڑتے کسی طرح حیرت تک پہنچ جاؤ۔

URDU4U.COM

یہ سنتا تھا کہ برق جادو چمک کر چلی اور رعد غرق زمین ہوا۔ دریا بار کی فوج میں آ کر نکلا اور چیخا۔ ساحر بیہوش ہو کر گرے۔ اوپر سے برق چمک کر گری۔ صف ہائے لشکر صاف ہونے لگیں۔ تیروں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ لشکر میں آگ برسنے لگی۔ فوج دریا بار تو اپنے مالک کے غائب ہونے سے شکستہ دل تھی ہی' بھاگ کھڑی ہوئے۔ پشت پر سے سحر مار تیروں کی بوچھاڑ' نیزوں کی آئی پشت کے پار' تیر و شمشیر و خنجر کی دھار۔ مسلمانوں نے حملہ کیا اور دشمن کی صف پر اہل اسلام آ گرے۔ پھر تو تیغ بران جو بسان مصیبت زدگان بار غم سے پشت خم رکھتی تھی اس دم علم ہوئی شجاعوں کی بن پڑی۔ خنجر گلوگیر خنجر ہوئے جواہر شمشیر و خنجر اسی حسرت میں دانت نکالے تھے کہ دشمن کو بیدم کریں۔ سنان نیزہ کی زبان ہو کر سینوں سے ملیں۔ تیر آہ مظلوماں بن کر جگر کے پار ہوں کمانیں کشیدہ خاطروں کی طرح کشیدہ ٹیڑھی سیدھی۔ سوفار کی گفتار ہر بات پر تکرار چلے۔ سپر کڑک کر چلاتے۔ نیزے دار پر دشمن کو چڑھاتے برنگ سرہنگ غدار ہاتھوں ہاتھ قدم بڑھائے آب و تاب آہن چشمہ خورشید پر چمک فگن تلوار کی دھار کا دریا باڑھ پر جیسے ندی بڑھنے کے دن اساڑھ پر سفینہ جان بہادراں تلاطم میں حوصلہ کا بادبان کھلا ہوا۔ غرق قلزم رزم ایسے کہ ہوش مجھ میں نہ تم میں شجاعوں میں تو یہ ہنگامہ برپا تھا۔

ساحروں میں یہ معرکہ تھا کہ آندھیاں سیاہ آتی تھیں بدلیاں چھائی تھیں۔ بلاؤں کا دنیا میں نزول تھا۔ آتش فشاں ہر ایک غول تھا۔ روئے زال دنیا کو مکارہ سمجھ کر کالا کیا تھا۔ چہرہ فلک پر ابر نے برقع ڈالا تھا۔ نہیں نہیں دہر غدار پر کمبل ڈال کر لوٹنے کا ارادہ تھا۔ غبار نے اڑ کر چشم آفتاب میں خاک جھونکی تھی۔ پر آشوب زمانہ تھا۔ ترنج نارنج

ناریل نخلستان جان و تن کے پھل تھے۔ بکرے اور سور کے جا بجا چڑھے بل تھے۔ لہو برستا تھا۔ لوہا بادل تھا۔ اسلحہ کی چقا چاق صدائے رعد تھی۔ جادو کی بجلی چمکتی تھی۔

ہر چند منچلوں نے یہ آفت برپا کی تھی لیکن وہ جمعیت ایسی نہ تھی کہ پریشان ہو جاتی اور وہ فوج اتنی نہ تھی کہ پریشان ہو جاتی اور وہ فوج اتنی نہ تھی کہ شکست کھاتی۔

لشکر ساحران تھا۔ خاطر پریشان نہ تھی فوج شاہان تھی دل شکستہ عاشقان نہ تھی کہ درہم برہم ہو جاتی۔ ہزاروں ساحر لشکر مہ رخ کے کٹ گئے۔ مرنے والا ایک بہت ہوتا ہے۔ یہاں تو اتنے اچھے تھے' انہوں نے بھی جانبازی کر کے لاکھوں کو مارا مگر ایک کنارہ بھی اس بحر ناپیدا کنار لشکر کا کم نہ ہوا کسی کو کسی کے مرنے کا غم نہ ہوا۔ خیال بھی کسی کو نہ تھا کہ کون لڑنے آیا ہے اور یہ ہنگامہ کس نے مچایا ہے۔ جب زیادہ شورش فوج اسلامیان کی بڑھی' ناظمان طلسم نے افسران لشکر کو اپنے حکم دیا۔ "ایک ایک ساحر لشکر دشمن پر دس دس ساحر مل کر سحر کریں اور ہو سکے تو لپٹ کر ان کو اسیر کر لیں۔

افسر یہ حکم پا کر ایک ایک پر بیس بیس ٹوٹنے لگے تھے کہ یکایک اسی ہزار نقارے پر چوب پڑی۔ دریائے خون رواں جوش میں آیا زمین و آسمان کو تزلزل ہوا آمد شاہ ساحران یعنی افراسیاب بے ایمان کی ہوئی۔ تمام فوج تھم کر تماشا دیکھنے لگی۔ سامان جاہ و چشم نظر آیا۔ ہزارہا نشان سحر کے پتلے لیے کھلا ہوا۔ ہر ایک کا پرچم نظر آیا۔ پھر گیارہ سو نازنیناں زہرہ جبین ہاتھوں میں عہدے لیے گزریں پھر کئی سو پری زاد چکیاں یاقوت کی پھراتی دکھائی دیں اور کئی سو رنگ کھیلتی ہوئی نکلیں۔ ان کے بعد ایک تخت بیچ میں فیروزہ کا اور گرد اس کے کئی سو تخت چاندی سونے کے تخت فیروزہ کٹہرہ یاقوت کا مسند نگار بچھا ہوا۔ اس پر شاہ جادواں بیٹھا ہوا اور گرد جو تخت تھے ان پر بولیاں قمر طلعت دراشگراں مہر صورت سوار تھاپ طبلے پر پڑتی سارنگیاں بجتی ناچ ہوتا اس رقص کو دیکھ کر سریر فلک پر خورشید بھی ناچتا دل پیر فلک کا پھڑک گیا تھا۔ سر پر بادشاہ کے ابر

سرخ رنگ لایا۔ اس ابر کے کنارے روپہلی رنگ کا بادل نظر آتا۔ لباس روئے ہوا سرخ تھا اس میں روپہلی گوٹ کی سنجاف تھی۔

URDU4U.COM

رنگ زمانے کا بدلا ہوا صورت خلاف تھی۔ اس بادشاہ کی سواری کا تجمل بارہا بیان ہوا ہے اسی شوکت و شان سے یہ نانجار آیا اور شور لشکریان جو اس نے راہ میں سنا تھا تو باغبان فیروز شاہ وغیرہ سے پوچھتا آتا تھا کہ یہ غوغا کیسا ہے۔"

وہ عرض کرتے کرتے تھے کہ شاید لڑائی ہو رہی ہے۔

بیر غل کرتے ہیں۔ ساحر مر رہے ہیں۔ غرض یہاں جب آ کر پہنچا دیکھا کہ لشکر مہ رخ آ کر میری فوج پر گرا ہے۔ برق جادو تڑپ رہی ہے۔ رعد گرج رہا ہے۔ قران عیار بغدہ مارتا پھرتا ہے۔

یہ دیکھ کر اس نے سحر پڑھا ایک گھوڑا بہت بلند کوہ پیا پیکر پرند ساز و براق سے درست چالاک چست اڑتا ہوا آیا۔ یہ جست کر کے اس مرکب پر سوار ہوا اور جانب آسمان چلا اور بہت بلند ہو کر نعرہ زن ہوا کہ منم افراسیاب!

یہ نعرہ اس کا تمام لشکر مہ رخ نے سنا۔ برق جادو تو سرد ہوئی۔ رعد کا دم بند ہوا۔ عیار بچالا کی بھاگ گئے۔ لشکر سے دور نکل گئے اور تمام لشکر لڑنے سے رک کر جانب بادشاہ دیکھ رہے تھے کہ یکایک شاہ نے ایک نارنج اپنی کمر سے نکالا اور لشکر مخالف پر مارا۔ اس نارنج کے شق ہونے سے پانی برسنے لگا اور ایک ایک بوند اس کی ہر ساحرہ اور ساحر کے سر پر پڑی۔ اس وقت بادشاہ نے تھوڑا اپنا نیچے اتارا اور لشکر پر پہنچا۔ دوسرا نعرہ مارا۔ اے ملکہ مہ رخ و بہار و فلاں فلاں تم سب مع اپنے لشکر کے پھر جاؤ۔ اور غم میں عمرو کے جتنا تم سے ہو سکے خوب روؤ اور جس قدر پیٹا جائے پیٹو۔ سروں پر اپنے خاک اڑاؤ۔ پچھاڑیں کھاؤ۔ کیونکہ اب عمرو کو میں قتل کروں گا۔ پھر تمہارا ایسا شفیق قتل ہوا اور تم ماتم نہ کرو۔ حیف ہے کہ اس کا غم نہ کرو۔ پس جلد ہتھیار پھینک دو۔ اسباب ساحری دور کرو' دل رنجور اپنے ناصبور نہ کرو۔

یہ کلمات ایسے پر اثر تھے کہ بمجرد سنتے اس نعرے کے تمام سرداران لشکر نے گریبان

اپنے پھاڑے اور سواریوں پر سے سحر کی اتر کر جانب صحرا۔ ہائے عمرو اے عمرو کرتے۔ چلے علم ہائے لشکر سرنگوں ہو جائے طبل و بوق نعرۂ ماتم و شیون لگاتے تھے۔ نقیبوں کے

URDU4U.COM

دل خوف ہوئے۔ طاؤس سحر کے آتش رنج سے جسم داغدار ہنس سوز دل سے آتش بار اژدر زہر غم سے ہلاک پرچم ہائے علم سرنگوں ہوئے۔ جادوگرنیاں شمشاد قامت برنگ طوطیاں فریاد و کناں نونہالاں ارجمندی پژمردہ بسان گل ہائے بوستان۔ گھوڑے غم سے سیسے بھرتے ہاتھی خرطوم اٹھا کر سر پیٹتے فریاد کرتے جاہ و حشم لشکر کا خاک میں ملا ہوا سینہ داغوں سے ہر ایک کا نخلستان بنا ہوا۔ گرد و غبار میں ہر شخص اٹا ہوا۔ سر برہنہ گریبان پھٹا ہوا۔ سرد زانو پھیٹتا منہ پر طمانچے ہر ایک لگاتا پھرا۔ یہ سب سردار مع فوج جرار کے پڑاؤ پر بھی نہ آئے۔ اسی ہیئت سے جنگل میں آ کر ٹھہرے اور رو رو کر آب اشک سے جل تھل بھرے سبزہ زار کو سینچنے لگے۔

جب یہ لشکر مسحور بہ سحر ہو کر پھرا مہتر قران نے دور سے اس ماجرے کو دیکھا۔ دل سے کہا۔ اے مردیم یہ کیا غضب ہوا۔ پس صورت ساحر کی ایسے بنائے تو پہلے ہی سے تھا اور ہمراہ مہ رخ لڑتا تھا چنانچہ یا تو بھاگا تھا یا پھر لشکر دشمن میں آیا۔

یہاں شاہ جاوداں مرکب سے اترا تھا۔ ناظمان طلسم بہر تسلیم دوڑے تھے۔ نذریں گزریں تھیں بڑا ہنگامہ تھا۔ یہ اسی ہنگامہ میں قریب افراسیاب خانہ خراب بادل بیتاب آیا اور تان کر ایک بغدہ اس کے سر نجس پر لگایا۔

ازبسکہ وہ بادشاہ طلسم ہے کئی سو پریں از خود نمودار ہو گئیں۔ عیار مذکور ناچار روبفرا رلایا کہ بیکار ہے جان دینا یہ مارا نہ جائے گا۔ شاہ جاوداں مخاطب بجانب شاہان در بند طلسم تھا۔ عیار مذکور کا خیال نہ رکھتا تھا۔ اس وقت اس کی طرف بنظر تیز دیکھا اور پکارا۔ "اے زمین طلسم بگیر"

قران کے پاؤں زمین نے پکڑ لیے۔ اس نے دل میں کہا۔ "انا للہ اب قضا آ گئی۔ لیکن پروردگار کو خیریت کرنا تھی کہ بادشاہ نے دوبارہ کہا۔ اے قران میں جب تمہیں چاہوں

بسان حرف غلط صفحہ ہستی سے مٹا دوں۔ لیکن اب جاؤ اور اپنے استاد کا قتل ہونا دیکھو۔

اس کلام سے قران کے پاؤں زمین سے چھوٹ گئے۔ اور یہ بھی بھاگ کر جنگل میں آیا اور زفیل بجائی برق و ضرغام و جانسوز دوڑ آئے۔ اس نے کہا۔ "دیکھا تم نے کہ دفتر لشکر الٹ گیا۔ اب کہو کیا صلاح ہے۔"

انہوں نے کہا۔ "خنجر کھینچ کر بر وقت قتل استاد لشکر پر جا پڑیں گے اور جان دے دیں گے۔"

مہتر مذکور نے کہا۔ خیر یہ تو کرنا ہی ہے مگر ایک مقام بلند پر جا کر رجوع بدرگاہ عاجز نواز کریں اور خدائے تعالیٰ کو بتضرع و زاری پکاریں کہ وہ ارحم الراحمین ہم سب پر رحم کرے۔ یہ کہہ کر تینوں عیاروں کو ہمراہ لے کر ایک گریوہ پہاڑی پر آیا کہ وہاں سے لشکر شاہ طلسم بھی نظر آتا تھا اور حال اپنے ساتھیوں کا بھی دکھائی دیتا تھا۔ چنانچہ ایک جانب تو سلامی شاہ طلسم کی ہو رہی تھی۔ مجرئی برائے تسلیم گردن جھکائے تھے نعرے خوشی کے بلند تھے۔ ادھر جنگل میں لشکریان مہ رخ درد مند تھے۔ العیاذ باللہ سات لاکھ آدمی لشکر کا "ہائے عمرو ہائے عمرو" کہہ کے روتا تھا۔ زمانہ تمام ماتم کدہ تھا۔ شور ماتم سے دنیا بھر گئی تھی۔ ہائے ہائے کی آواز درد دشت و کوہ و بحر پر سے پیدا تھی۔ ان لوگوں کی صدا جہاں تک چوٹ کھاتی تھی۔ خالی مکان میں بولنے کی طرح آواز آتی تھی۔ وہ سخت ماتم تھا کہ آہ بھی درد دشت سے سر ٹکراتی تھی۔ کوہ و بیابان کے دل پر چوٹ لگی تھی۔ آہ بھی مدالف پر ہونے سے سر پیٹتی تھی۔ دود آہ ایسا بلند تھا کہ عالم سیہ ہوا تھا سوز دروں سے دنیا جلتی تھی۔ گھوڑے روتے' ہاتھی چنگھاڑتے تھے۔ مور نعرے مارتے سوار گریبان چاک پیادے سر پر ڈالتے خاک۔ تیر بشکل آہ لب سوفار پر جاری نالہ جانکاہ کمانیں پشت غم کئے نیزے فرط دشت سے زمین میں گڑھے عمود کلے زمین پر رکھ کر خاکسار بنے تلواریں حسرت سے دانت نکالے دیدۂ جوہر سے عجب کیا جو بہیں خون کے پرنالے نازنیناں ماہ پیکر خاک پر پاؤں پھیلائے بیٹھیں زمین پر پچھاڑیں

کھاتیں زمین برنگ گل زمین گلستان تھی۔ یہ گل ٹوٹے پڑے تھے۔ ہوائے رنج سے لوٹتے پھرتے تھے لاکھوں آدمی جو آہ سرد بھرتے گلستان میں نسیم چلتی تھی۔ چشمہ ہائے چشم

URDU4U.COM

سے اشک جاری تھے تو نہروں کی کیفیت نظر آتی تھی۔ کانٹوں پر ہر ایک کا دامان چاک چاک گریبان موج ہوائے رنج پاؤں کی زنجیر دلوں میں جنوں کی تاثیر آبلہ دل کانٹوں کے مشتاق آرام سے بیٹھنا ساق پہلو میں دل جلتا' منہ سے دھواں نکلتا۔ رگ رگ میں جوش خون سودا تصویر جنوں تن سراپا جوش اشکباری نہایت بے قراری بہار حسن صرف خزاں ہر ماہ وش خراش غم سے بشکل کتان خرمن صبر میں آگ لگی متاع ہوش و حواس لٹی ہوئی۔ ہر شخص اس حالت جنوں میں اور بزبان حزن اس طرح نوحہ خواں تھا کہ بموجب

نالوں نے ہمیں جہاں سے کھویا
رو رو کے ان آنکھوں نے ڈبویا
ٹکڑے ہوئے آستین و داماں
سینے کی طرح پھٹا گریباں
ہر دم ہے زبان پہ آہ شبگیر
کم بخت کہاں گئی ہے تاثیر
تاثیر کا کچھ نہیں پتہ ہے
اے آنسوؤ تم کو کیا ہوا ہے
تاثیر ہے کس طرف بتا دو
بہہ کر ہمیں اس طرف بہا دو
نازل نئی ہم پہ یہ بلا ہے
معلوم نہیں کہ کیا ہوا ہے
قابو میں نہیں اب دل زار

آنکھیں ہیں پر آب زرد و رخسار
URDU4U .COM
ہے ہے کریں اب دل و جگر کو
پیٹیں رو رو کے اب عمرو کو

یہاں نالے تھے لشکر افراسیاب میں شادیانے تھے۔ شاہ مذکور نے بعد مزاج پرسی شاہان در بند اس برج کی طرف کہ جس میں عمرو قید تھا سحر پڑھ کر اشارہ کیا کہ وہ چکر کھاتا ہوا اترا۔ عیار یہ حال دیکھ کر بلبلائے اور کار ساز عالم رب اکرم کی درگاہ میں جبین سائی کرنے لگے کہ الہ العالمین بتصدق نور ہدایت معمور جناب ختم المرسلین و آریطیبین ہم پر رحم کر اور ہمارے استاد کو قید غم سے چھڑا۔

یہ تو مصروف دعا تھے' مشغول گریہ و بکا تھے۔ مقتدی قبول آمین کہتا تھا۔ ادھر شاہ جاوداں نے برج کی طرف افسوں دم کیا کہ وہ دھواں بن کر اڑ گیا۔ عمرو اس میں سے نکلا۔ سب نے دیکھا کہ رنگ رخ سفید ہے۔ جسم پر زار و نزار ہے۔ آبلوں سے تن داغدار ہے۔ شاہ نے اس وقت ہنس کر خطاب کیا کہ کیوں خواجہ کچھ جادو جانتے ہو تو ہم پہ کرو۔"

خواجہ نے آہستہ سے جواب دیا۔ "میں جادوگر پر لعنت کرتا ہوں۔"

شاہ نے کہا۔ "اب حال لعنت ملازمت کا کھلا جاتا ہے۔ کچھ ہی دیر میں دھڑ پر سر نہ ہو گا۔"

یہ کہہ کر رقعہ جمشیدی دیکھا اس میں ظاہر ہوا کہ عمرو کو جلد قتل کر اس نے کچھ گفتگو نہ کر ورنہ وہ رہا ہو جائے گا اور اس کو برج سے نکالنا اچھا نہ ہوا' قید رکھنا بہتر تھا۔ اس حال کو معلوم کر کے اس نے سحر پڑھا کہ غبار زمین سے اڑ کر ایک بنگلہ بن کر عمرو کے گرد ہو گیا۔ پھر اس نے ساحروں سے کہا۔ میں جب اس بنگلہ کو قید کروں تم عمرو پر تیغ ہائے سحر لے کر ٹوٹ پڑنا اور ٹکڑے اس کے کر ڈالنا۔

ساحر حسب ارشاد تلواریں اور حربہ ہائے سحر لے کر گرد بنگلہ کے استادہ ہوئے اور اس نے چاہا کہ بنگلے کو غارت کروں ناگاہ بروئے ہوا نوبت و نقارے بجے۔ شاہ بہر نظارہ اسی

سمت متوجہ ہوا دیکھا کہ چار اژدر آتشی ہوتے ہیں۔ ان پر دو دو جادوگر علم ہائے رنگ رنگ لیے بیٹھے ہیں۔ پرچم ہر علم پر تعریف کوکب اور خواجہ عمرو امیر تحریر ہے۔

URDU4U.COM

یہ دیکھتے ہی بادشاہ نے حیرت سے کہا۔ "اے ملکہ وہ دیکھو عمرو کے حمایتی آئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ خود وہ مرد صحرائی کوکب آتا ہے۔"

ملکہ نے عرض کیا۔ پھر عرمو کو جلد مار ڈالیے۔"

شاہ نے کہا۔ "اب ان کو بھی آ لینے دو حوصلہ دل کا ان کے بھی نہ رہ جائے دیکھو تو کہ میں کیونکر سب کو غارت کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر ایک نارنج جانب فلک اچھالا۔ وہ نارنج بروئے ہوا پہنچ کے پھٹا اور دھواں اس میں سے نکل کر بادل بنا اور سر پر ان چار لاکھ ساحروں کے چھایا۔ کچھ ترشح ہونے لگا۔ بوندیاں جوان جادوگروں پر پڑیں سب کاغذ کے پتلے جیسے تھے کہ پگھل کر مع اژدر کے زمین پر گرے چار لاکھ علم سرنگوں ہوئے بادشاہ نے ایک قہقہہ مارا۔ تمام شاہاں قلعہ نے تعریف کی۔ اے شہنشاہ کیا کہنا' واہ سامری کو بھی یہ ساحر نہ آتا ہو گا۔

اسی تعریف کرنے میں صدائے نفیر سحر سنائی دی اور لاکھ سوار مرکب ہائے سحر پر بیٹھے لباس زریں پہنے ظاہر ہوئے۔ شاہ جاوداں نے ان سواروں کو دیکھ کر پھر کچھ سحر پڑھا کہ ایک طرف سے دور سوار پیدا ہوئے اور بادشاہ کے قریب آ کر عرض پیرا ہوئے کہ آپ کیا حکم دیتے ہیں۔

اس نے کہا۔ "یہ جو فوج سواروں کی آتی ہے دیکھیں تو یہ کیونکر آپس میں لڑتی ہیں۔"

یہ حکم سن کر وہ دونوں سوار غائب ہو گئے۔ وہ فوج آتی تھی یکایک دو لاکھ سوار داہنی جانب ہو گئے اور دو لاکھ بائیں جانب بیچ میں میدان کھل گیا اور آپس میں ایک دوسرے نے دوسرے پر حملہ کیا تلوار چلنے لگی روئے ہوا خون سے گلنار ہوا۔ گلہائے زخم سے تختہ گلزار ہوا۔ تلوار جب علم ہوئی گردوں نے سر اونچا کرنا چاہا۔ بہرام الامان زبان پر لایا کھچاکے کی آواز منزلوں گئی۔ ہتھیاروں کی چقا چاق سے دنیا بھر گئی روئے ہوا

سے خون برسا عالم برزخ عرصہ جنگاہ ہوا۔ طائر اور خلعت بادی کی بربادی کا نقشہ تھا۔
یہ جنگ جو باہم آغاز ہوئی پیچھے اس لشکر کے مہ مثال نرگسی چشمہ آتی تھی۔ اس پر
یہ حقیقت کھلی۔ اپنا تخت اڑا کر قریب تخت ملکہ بران آئی اور پکاری۔ اے ملکہ دوراں
آٹھ لاکھ کا لشکر ہماری طرف کا کام آیا۔ برسر جنگ افراسیاب ناکام آیا۔
ملکہ موصوفہ کے کانوں تک جب یہ پیام آیا فوراً اختر مروارید کو ہاتھ پر رکھ کر فرمایا۔
"جہاں کہیں سحر افراسیاب کا لڑتا ہوں جل جائے۔ ہمارا لشکر اس لڑنے سے سنبھل جائے۔"

ایک تو اس اختر سے جدا ہو کر غائب ہوئی اور زیر زمین پہنچی۔ وہاں دونوں سوار جو افراسیاب
کے پاس آئے تھے۔ باہم لڑ رہے تھے اور انہیں کے لڑنے سے سب فوج بروئے ہوا
جنگ آزما تھی۔ پس ان سواروں کے جسم میں یکایک آگ لگی جل کر خاک ہوئے۔
ادھر سواران ملکہ بران ہوش میں آ کر لڑنے سے باز رہے۔ شاہ جاوداں نے ان کو ہوش
میں آتے دیکھ کر شاہان دربند سے کہا۔ ہوشیار ہو جاؤ حریف آ پہنچا۔ سب ناظموں
کا لشکر مسلح تو کھڑا ہی تھا۔ حربہ ہائے سحر و شمشیر ہائے آلودہ زہر ناک لے کر جانب
حریف متوجہ ہوا۔
ادھر ملکہ بران نے حکم اپنے ناظموں کو دیا۔ ہاں اے شیران دشت ساحری و نبرد آزمائے
اب دیر کیا ہے۔ صید زبوں تمہارا تمہارے سامنے کھڑا ہے لو اور شکار کرو۔
یہ حکم دینا تھا کہ ہزارہا برق و نفیر پھلکی فوج تو سجی ہوئی تھی لینا لینا کہہ کر حملہ آور
ہوئی اب تو وہ غوغا ہوا کہ روز محشر اس کا ایک نمونہ تھا۔ ادھر سے فوج افراسیاب
چلی اور ادھر سے یہ ندی موج مار کر بڑھی۔ ملکہ بران فوج کو حملہ کرنے کا حکم دے
کر آپ غائب ہو گئی۔ یہاں فوجیں جو باہم حملہ آور ہوئیں تو یہ ظاہر ہوا کہ دو جہاں
ٹکرا گئے۔ کون و مکان کے ساکنوں کو غش آ گئے۔ ہوائے تیغ کے سناٹوں کے سوا کچھ
سنائی نہ دیتا تھا۔ ہر سمت بگیر و بکشش کا غوغا تھا۔ شمع جان عالم بجھ رہی تھی۔ صرصر
شمشیر چلتی تھی۔ تلوار علم ہنگام جنگ تھی۔ آسمان و زمین چو رنگ تھے۔ آب سیماب

رنگ آب و تاب صمصام و خنجر رواں تھا۔ شکست لنگر زمین و آسمان تھا۔ خشکی میں ڈوبتا جہاز جسم و جان تھا۔ موجیں قہر ناک اٹھتی تھیں۔ موت کی بہیا آئی تھی۔ ماہی جان گرداب تن میں قیمہ ہوئی تھی۔ زندگی جہان کی حباب آسا ہوئی تھی۔ پہلے ہی حملے میں لاکھوں سینے تیروں نے نگار کئے تھے۔ سیف و خنجر نے چہرہ نگار کئے تھے۔ جوف زمین و فلک بصورت ترکش تیروں سے مملو نظر آتا تھا۔ پر عقاب سے جہاں پر کھول کے اڑا چاہتا تھا۔ شاہان در بند طلسمات ایک دوسرے پر جو حملہ ہوئے تو یہ معلوم ہوا کہ دو آفتاب باہم ٹکرا گئے۔ یا دو دریائے زخار موج مار کر قرین یکدگر آ گئے۔ فوجوں کی مور چال سے بحر اعظم کا لہرانا ظاہر موج آب سنان و خنجر قاہر کہیں تیروں کا سناٹا' کمانوں کا بزور و شور کڑکنا کہیں خنجر و تیغ کا کھچا کا دل عالم دہلاتا اسلحہ سے تو اس طرح کا کام لیا جاتا تھا۔

جادوگروں کا یہ حال ہوا تھا کہ نخل عالم نارنج و ترنج ہی سے پھیلا تھا۔ ثمر مرگ ملتا تھا اور کیا بھلا تھا ایک ایک ناریل ہزارہا کے سینے توڑتا' بیر بغیر جان لیے منہ نہ موڑتا تھا۔ کہیں سیندور کا چوکا دیا تھا۔ کنڈلا کھچا تھا۔ ماش کے آٹے کا سانپ لہراتا تھا۔ لاکھوں جوت کا دیا جلتا تھا۔ دن کو ستارہ نکلنے کا گمان تھا۔ لاکھوں سورج سحر کا زیر آسمان تاباں تھا۔ ہزاروں چاند نکلا ہوا تھا اور ہزاروں ستارہ اڑ کر گر رہا تھا۔ بجلیوں کے گرنے کا تار بندھا تھا۔ شیر سے بندیلا مار سے عقرب فیل سے گینڈا بھڑ گیا تھا۔ اژدر سے اژدر لپٹا ہوا تھا۔ لاکھ ہا پنجہ چمک چمک کر گر رہا تھا۔ بیروں کا تانتا بندھا تھا۔ کلوا بیروں سے اٹکا ہوا تھا۔ ڈمرو بجتا تھا۔ نارسنگھ سے جوگی جیپال کا مقابلہ تھا۔

ساحروں کے چھومنتر نے ساحر دہر کو چھچھو بتا دیا تھا۔ عجوبہ دنیا کو اپنے سامنے سے بھگا دیا تھا۔ نیرنگی عالم وہاں کے سحر کا ایک نمونہ شعبدہ بازی فلک اس سحر سازی کے مقابل ایک ادنیٰ شعبہ کوئی ساحر خون تھوکتا کسی کا کلیجہ کٹ کر گر رہا تھا۔ سلیں برستیں۔ برف گرتی ابر چھائے ہوئے طبق زمین کے تھراتے غبار ایسا اڑتا تھا کہ زمین کا طبق بروئے ہوا تھا۔ پتھر پہاڑوں سے اڑ اڑ کر گرتے۔ غار میں پڑے ہوئے پہاڑوں کو زلزلہ باہم

ہر پہاڑ سر ٹکراتا دریا روئے زمین کے خشک تھے ناریل برستے تھے یا شکم آہوئے دہر سے گرتے نافہ مشک تھے۔

شاہ جاوداں بھی سحر پڑھ کر بلند ہوا تھا۔ اور سحر کرنا چاہتا تھا۔ نعرہ کر رہا تھا۔ اے یادگار سامری و جمشید گھبراتا نہ۔ کثرت لشکر دشمن سے خوف نہ کھانا میں سب کو غارت کئے دیتا ہوں۔

اسی ہنگام میں بران جو اپنے لشکر سے غائب ہوئی تھی۔ پہلو پر اس کے ظاہر ہوئی اور پکاری۔

اے افراسیاب اگر اختر مراورید تیرے سامنے آ جائے تو کیا کرے۔

شاہ نے نام اختر جو سنا پھر کر دیکھا۔ ملکہ مذکور نے اختر کو دکھا دیا اس کا جسم کانپا اور چکر آیا اس کے ساتھ عشاق دو دست جادو و شیاطین بت پرست وغیرہ راست و چپ پر استادہ تھے انہوں نے سحر پڑھا کہ گھٹا ٹوپ ازخود پیدا ہو کر بادشاہ پر چھا گیا اور شاہ اس کے اندر آ گیا۔ گرنے سے بچا اور ہوشیار ہوا۔

○○○

- چالاک بن عمرو

اس اثنا میں بران نے ایک نارنج سحر پڑھ کر لشکر پر مارا کہ اس نارنج کے شق ہونے سے کئی لاکھ ساحر فوج دشمن سے کام آیا۔ بیروں نے ان مقتولوں کے غل مچایا۔ فوجیں تو لپٹی ہی تھیں۔ لاش پر لاش گر رہی تھی۔ شور و غوغا نے مبارزاں سے علاوہ صدئے بیر ہائے سحر نے زمانہ سر پر اٹھا لیا۔ بران نیچہ سحر کا پکڑ کر اور اختر ہاتھ پر رکھ کر صف لشکر عدو میں در آئی اور ایک دار میں چالیس چالیس کا کام تمام کرتی تھی۔
ادھر ملکہ مہ مثال نے ایک ہلال جو مارا سترہ سو ہلال جو بن کر گرے' ایک ایک ہلال سے ساحروں کے دو دو ٹکڑے کئے۔ یہ حال دیکھ کر حیرت آگے بڑھی اور پکاری۔ "اے شہنشاہ! آپ کس طرف ہیں؟" وہ سحر کے گھٹا ٹوپ میں تھا۔ جواب کون دے اس کو یقین ہوا کہ بادشاہ چلے گئے۔ اس وقت ایک نارنج اس نے ملکہ جان پر مارا وہ نارنج ملکہ مذکور کے سینہ پر لگھا کہ اس کے صدمہ سے بیہوش ہو گئی۔ شہزادیوں نے در بند کے اس کو سنبھالا۔
اس اثنا میں باغبان وزیر پھول برساتا ہوا آگے بڑھا ملکہ قمر سپہر انجم چشم نے مشت گوہر جھولی سے نکال کر مارے کہ وزیر نو کے جسم پر بسان تیر وہ آ کر پڑے۔ یہ بھی زخمی ہوا۔
اتنے عرصہ میں بران کو ہوش آیا۔ مجلس اس کے پاس کھڑی تھی اور اس کے بیہوش ہونے سے متردد تھی۔ اب اس کو ہوش میں پا کر شمشیر سحر پکڑ کر لشکر عدو پر گری اور اسی طرح مثل بازی طفلاں سحڑ کر کے لشکریوں کو ہلاک و غارت کرنے لگی۔
ادھر ملکہ بران نے شاہان اور بند طلسم سے اپنا پوچھا۔ "مجھ کو نارنج کس نے مارا تھا؟"

انہوں نے کہا۔ "حیرت ہے۔"
یہ سن کر اس نے ایک تیر سحر کا حیرت کو تاک کر مارا۔ وہ خدنگ جانستان ہاتھی کی

پیشانی پر آ کر لگا کر وہ چکر کھا کر گرا۔ حیرت بھی جانب زمین چلی۔ ایک پنجہ ازخود پیدا ہوا کہ اس کو اٹھا لے چلا۔ اس وقت اس نے پکار کر نہیب دی۔ "اے بران پنجہ سحر کا مجھ کو لے جائے اور تجھ کو زمین کھا جائے۔"

URDU4U.COM

بران یہ کلمہ سن کر زمین پر اتر آئی اور غرق زمین ہونے لگی اور پکاری۔ اے حیرت میں تجھ کو چھڑاتی ہوں تو مجھ کو چھڑا دے۔

اس کلام سے پنجہ نے حیرت کو زمین پر اتار دیا اور زمین نے بران کو چھوڑا۔ پھر یہ دونوں اڑ کر بروئے ہوا ہم نبرد ہوئیں اور بران قتل و قمع کرتی ہوئی ایک طرف چلی۔

حیرت اس کی فوج میں در آئی اس اثنا میں شاہ افراسیاب گھٹا ٹوپ سے باہر نکلا اور سوچا کہ یہ لڑائی عمرو کے لیے ہے تو اب اس کو مار ڈال۔

یہ سوچ کر تیغہ سحر پکڑ بنگلہ کی جانب چلا۔ لیکن اور ماجرا سنئے۔ یعنی چالاک و سرشار و سلطان وغیرہ جو برق عیار سے جدا ہو گئے تھے غوغائے اجتماع لشکر سن کر اس طرف ائے اور پہلے اس طرف ان کا گذر ہوا کہ صحرا میں مہ رخ و بہار وغیرہ مع اپنے لشکر کے غم عمر میں رو پیٹ رہی تھیں اور مسحور بہ سحر افراسیاب تھیں۔ یہ حال ان لوگوں کا دیکھ کر حیران ہوئے اور ایک بلندی پر عیاروں کو مصروف دعا پا کر پاس ان کے جا کر حال دریافت کیا۔ انہوں نے سب ماجرا کہا۔

اس وقت چالاک نے خوب مضبوط ہو کر اپنے ہمراہیوں سے کہا۔ "کچھ تدبیر ہو سکتی ہو تو کرو۔"

انہوں نے جواب دیا۔ "شاہ طلسم کا سحر ہم رد نہیں کر سکتے۔"

اس میں سلیمان نے سلطان سے کہا۔ "مجھ کو یاد پڑتا ہے کہ شاہ جاوداں نے بروز نو روز ایک تعویذ تانبے پر کھدا ہوا تم کو دیا تھا اور ایک برات کو اپنے سحر سے اسی طرح دیوانہ بنا کر تم سے کہا تھا کہ اس تعویذ کو دھو کے پانی براتیوں پر چھڑکو۔ چنانچہ ایسا ہی تم نے کیا تھا۔ وہ ساری برات ہوشیار ہو گئی تھی۔ پھر اگر وہ تعویذ تمہارے پاس ہو تو ان لوگوں پر بھی پانی اسے دھو کے چھڑکو۔

سلطان نے کہا۔ "تم نے خوب یاد دلایا ہاں وہ نقش میرے پاس موجود ہے۔"
یہ سن کر چالاک تخت پر کودا اور چشمہ سے جا کر مشکیزہ پانی سے بھر لایا۔ اس نقش کو دھو کر پانی میں ملایا اور ایک ساحر روئے ہوا پر جا کر قائم ہوا اور لشکر جہاں سے جہاں تک سحر میں مبتلا تھا۔ تھوڑا تھوڑا پانی تمام لشکر پر گرانے لگا۔ یکایک اس جنگل میں تند چلنے لگی اور جسم مسحوران میں لگی۔ وہ سب اول تو بیہوش ہو گئے۔ پھر جو ہوشیار ہوئے آپ میں آ گئے اور حربہ ہائے سحر لے کر پھر لشکر افراسیاب پر چلے۔ اس وقت قران اور سب عیار چالاک سے ملے اور کہا۔ "اے برادر ہم لشکر کی تباہی سے اپنے ہوش میں نہ تھے اور تم کو ہم نے پہچانا نہ تھا۔ اچھا اب چل کر فوج دشمن پر گرداور اور خواجہ کو بہ حول و قوت الہی رہا کرو۔
چالاک نے کہا۔ تم چلو ہم بھی آتے ہیں۔
یہ کہہ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔ تم ان عیاروں کے ہمراہ جا کر شریک مہ رخ ہو کر مقابلہ کرو میں بھی آتا ہوں۔
یہ کہہ کر جست کر کے ایک طرف روانہ ہوا اور قران و برق وغیرہ ساحروں کی ایسی صورت بن کر ہمراہ سرشار وغیرہ چلے اور جنگ گاہ میں پہنچ کر لڑنے لگے اور لشکر مہ رخ و بہار وغیرہ کے آ کر دوبارہ گرنے سے وہ شور برپا ہوا کہ عجب نہ تھا جو آسمان پھٹ پڑے۔ شاہ جاوداں ان ساحروں کے آنے سے حیران ہو کر انہیں کی طرف دیکھنے لگا کہ ان کو کس نے رہا کیا۔
ازبسکہ تیغ لے کر قریب بنگلہ کے آ چکا تھا۔ ان لوگوں کی جانب جو متوجہ ہوا۔ ملکہ بران کو خوب موقع ملا یہ بزور سحر بلند ہوئے اور وہاں سے برق بن کر بنگلے کی جانب چلی۔ بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہوا تھا کہ ایک طرف سے بغدہ قران کا سر پر پڑا سپریں سحر کی سر پر آڑ ہوئیں اور یہ قران کی طرف لپکا کہ دوسری طرف سے برق عیار نے کمند ماری۔ کمند تو جل گئی۔ مگر بادشاہ ادھر پھرا۔ قران اس عرصہ میں اور طرف ہو گیا۔ اس نے چاہا کہ برق کو گرفتار کروں کہ ایک سمت سے ضرغام نے خنجر مارا۔

پنجہ نے خنجر روکا اور یہ اسی کی طرف پھرا تھا کہ جانسوز نے حباب بیہوشی ناک پر مارا۔ یہ چکر کھا کر گرا۔ پتلے سحر کے پیدا ہو کر ہوشیار کرنے لگے اور عیار سب اس لشکر میں ہر طرف چلے گئے۔

URDU4U.COM

مگر جب تک بادشاہ ہوشیار ہوئے اس وقت ملکہ بران بجلی بنی ہوئی بنگلے پر گری اور وہ بنگلہ دھواں بن کر اڑا۔ عمر ظاہر ہوا اور اس نے جو بران کو دیکھا پکارا۔ اے ملکہ جلد مجھ کو لے چلو ایسا نہ ہو کہ لڑنے میں مجھ کو بھول جاؤ۔

اور اس غوغا لشکر میں ہر چند عمرو چیخا۔ مگر کچھ سنائی نہ دیا۔ لیکن ملکہ اس کے چھڑانے کو تو گری ہی تھی جلد کمر میں پنجہ ڈال کر لے اڑی۔ اختر کا سایہ جسم پر خواجہ کے جو پڑا۔ قید سحر کی دور ہوئی جسم میں بھی توانائی آئی اور ساحر جو غوغا کر کے چلے کہ آلینا لینا لیے جاتی ہے۔"

ملکہ نے اختر کی ضیا ان ساحروں پر بھی ڈالی کہ بیہوش ہو کر گرے اور ملکہ بلند ہو کر سناٹا مار کر چلی۔ ادھر افراسیاب بھی ہوشیار ہو چکا تھا۔ "لے گئی' لے گئی" کا غوغا سن کر اڑا لاکھوں ساحر اڑ کر عقب ملکہ چلے تھے ان کو فوج ملکہ کی اور مہ رخ کی کب راہ دیتی۔ سد راہ تھی اور بادشاہ جو اڑا۔ سرداران بران نے روکنا شروع کیا۔ اس نے ایسا افسوں دم کیا کہ سب نے اس کو راستہ دیا۔ یہ بھی سناٹا مار کر چلا۔ لیکن بران اس عرصہ میں بہت جلد دور نکل گئی اور بادشاہ بھی کہتا چلا کہ اس چھوکری کو بغیر مارے آج نہ رہوں گا۔

یہ دونوں تو آگے پیچھے جاتے ہیں لیکن بران کے خواجہ کو لے جانے سے تمام ناظمان در بند طلسم ہوشربا کو ایسی خجالت ہوئے کہ جان دینے پر آمادہ ہوئے اور بڑے جوش و خروش سے لڑائی آغاز کی آتش سحر ایسی شعلہ زن ہوئی کہ خورشید کو اس کی گرمی سے تپ چڑھی سیاہی ایسی بڑی کہ دنیا سیاہ خانہ بنی گھمسان کی مار ہوئے بگیرو بہ بند کی پکار ہوئی منزلوں تک سر کٹے پڑنے تھے۔ دھڑ تڑپ رہے تھے۔ دریائے خون رواں کے برابر اور ایک دریائے خون رواں تھا۔ وقت فراق جسم و جان تھا۔ ایک طرف سے

ملکہ مہ رخ ایک جانب سے فوج بران گری ہوئی تھی۔
ملکہ حیرت نے ہر چند جدوجہد اس لڑائی میں کی مگر فتح ممکن نہ ہوئی۔ آخر تھک کر طبل امان بجوایا لشکر لڑنے سے رکے اور آپس سے جدا ہوئے لشکریان بران شاہان طلسم در بند نور افشاں ہمراہ ملکہ مہ رخ عالی شان مراجعت فرما ہوئے اور متصل لشکر ملکہ مذکوریہ بادشاہ بھی اترے۔
ادھر حیرت نے داخل لشکر ہو کر ہر ایک کو اترنے کا حکم دیا۔ منزلوں تک دونوں جانب لشکر اترے۔ ادھر حیرت نے داخل لشکر ہو کر دیکھا تو مجمع عظیم پہلے ہی سے تھا۔ مہ رخ کے یہاں ویسا ہی ہجوم ہوا کہ جہاں تک نگاہ جاتی تھی لشکر ہی لشکر نظر پڑتا تھا اور ویسا ہی ہنگامہ جیسا کہ حیرت کی طرف بیان ہو چکا یہاں بھی تھا۔
یہ سب تو اطمینان سے ٹھہرے اور عیار اس فکر میں جانب دشت چلے کہ دیکھیں شاہ جاوداں اور ملکہ بران سے کیا گزرتی ہے۔ یہاں ملکہ مہ رخ سے سرشار و سلیمان و سلطان نے ملاقات کی۔ ملکہ مذکور نے ان کو خلعت سے سرفراز فرمایا۔ خیمہ و بارگاہ رہنے کو دیا۔ کفالت واجبی معین کیا۔ الحاصل سب ہنسی خوشی سے مقیم ہوئے۔ ان کو اس حال میں چھوڑ کر شاہ طلسم کی کیفیت بیان کی جاتی ہے۔
یہ جو عقب بران چلا وہ دور جا چکی تھی اور راہ میں سوچتی جاتی تھی کہ تو پرائے طلسم میں فتح یاب نہ ہو گی۔ خاص کر شاہ طلسم سے سربر ہونا مشکل ہے اور وہ تیرے پیچھے آتا ہے کچھ تدبیر کرنا چاہیے چنانچہ ایسا کچھ تجویز کر کے صحرا میں اتری اور عمرو کو ایک غار میں بیہوش کر کے ڈال دیا اور آپ بھی جا کر درہ کوہ میں چھپ رہی اس لیے کہ جو گڑ دیئے مرے مرے اس کو زہر کیوں دیجئے۔ اور دوسرے یہ کہ تو افراسیاب کو آج قتل تو کر ہی نہ سکے گی۔ طلسم کچھ فتح تو آج ہوا نہیں جاتا۔ پھر بیکار ہے لڑنا۔ خواجہ کو چھڑانا تھا وہ تو ہو گیا۔
غرض جب یہ پوشیدہ ہو گئی شاہ طلسم کچھ دیر میں وہاں آیا۔ ہر سمت اس کا تفحص

کیا کہیں اس کا پتہ نہ پایا۔ اس نے سحر سے معلوم کرنا چاہا کہ بران کہاں ہے۔ سحر نے بسبب اس کے کہ بران کے پاس اختر مروارید ہے اس کو خبر نہ دی بلکہ یہ خبر دی کہ ملکہ مذکور اپنے طلسم میں گئی۔

URDU4U.COM

شاہ جاوداں ناچار رنجیدہ خاطر پھرا اور بسبب ندامت کے لشکر حیرت میں نہ آیا۔ باغ سیب میں آ کر کچھ دیر ٹھہرا پھر سمجھا کہ یہاں بھی ساحر تیری ملاقات کرائیں گے۔ ان سے شرمندگی ہو گی۔ یہ سمجھ کر ظلمات میں چلا گیا اور ایک مکان میں وہاں کے آ کر اپنا منہ لپیٹ کر پڑ رہا۔ دل سے کہتا تھا کہ اتنی بڑی ذلت ایک چھوکری کے ہاتھ سے تجھ کو ہوئی۔ یہ نشانی تیرے ادبار کی ہے اب طلسم بھی تو حوالہ باغبان کر دے۔ اسد کو اور بدیع کو چھوڑ دے۔ پھر آپ ہی آپ دل سے کہتا۔ اے افراسیاب تو چاہے بران کو اس کے گھر سے جا کر پکڑ لائے اور اسد گنبد جہان پر قید ہے اس کون چھڑا سکتا ہے لوح کا حال کسی کو معلوم نہیں اور ایسا کہ لوح داراں طلسم اور رکن رکین طلسم بھی نہیں جانتے۔ پھر تو گھبراتا کیوں ہے۔" ایسی باتیں دل سے بناتا۔ رنج و امید کی حالت میں پڑا تھا۔

ادھر بعد اس کے چلے آنے کے کچھ دیر تو بران مخفی رہی۔ ازبسکہ یہ جنگ عظیم چار روز رہی تھی آج چوتھا دن تھا کہ اس نے کچھ کھایا پیا نہ تھا اور یہ دن بھی بھاگنے اور چھپنے میں گزرا تھا۔ ملکہ مذکور بہت تشنہ و گرسنہ تھی درہ کوہ سے باہر نکلی اور بنا بر احتیاط کے خواجہ کو غار سے نہ نکالا۔ جب شہنشاہ ساحران میدان طلسم افلاک سے پھر کر ظلمات میں گیا اور ملکہ ناہید نے پردہ تیرگی شب سے نکل کر فروغ پکڑا۔

بران نے عمرو کو غار سے نکال کر ہوشیار کیا اور تمام ماجرا اظہار کیا۔ اختر مروارید کے باعث سے زندگی ہوئی ورنہ افراسیاب کے ہاتھ سے بچنا مشکل تھا۔

خواجہ نے بھی گل ہائے کلام اس لالہ فام پر نثار کئے اور گلستان شکر میں عندلیب وار ترنم سرا ہوا۔ اے ملکہ تمہارے سبب سے میری جان خدا نے بچائی۔ تم نے بڑا احسان

مجھ پر کیا ہے۔ میں اس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ واقعی تیرا یہ رتبہ ہے کہ

کیا شکر ادا کروں میں تیرا
شہرہ تیرے فیض کا ہے ہر جا
شرمندہ فیض اہل مکان
قبضہ میں ہر ایک دل کا ایوان
دیکھے جو تو فیض کی نظر سے
زر مہر مہ سے سیم برسے
یہ جشن یہ زور یہ حکومت
یا رب رہے تا ابد سلامت

بران نے سحاب بیان سے گہر باری کی کہ خواجہ میں آپ کی دختر کے برابر ہوں اور دعویٰ کنیزی کا رکھتی ہوں۔ آپ بزرگی فرماتے ہیں جو ایسا کچھ زبان پر لائے ہیں۔ یہ جنگ میں نے اپنی رائے سے کی پدر عالی قدر کو اس کی خبر نہیں۔
خواجہ نے کہا۔ شاہ کوکب اس حال کو سن کر ناراض نہ ہوں گے بلکہ خوش ہوں گے۔
ملکہ نے فرمایا۔ خیر ہر چہ بادا باد لیکن افراسیاب جس طرح مجھ سے لڑا اسی طرح میرے باپ سے نہ لڑ سکتا۔ مرد عورت میں بڑا فرق ہوتا ہے اور بہت سے سحر ایسے ہیں کہ عورت سے نہیں ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ قید نہ ہوتے تو میں بغیر مرضی اپنے باپ کے نہ آتی اور جب آپ میرے گھر میں تشریف فرما تھے تو میں نے وعدہ بھی کیا کہ لشکر لے کر آپ کی مدد کو چلوں گی۔ اب لشکر کشی ہو چکی میرا جی نہیں چاہتا کہ گھر پلٹ کر جاؤں دل میں آتا ہے کہ دریائے خون رواں خشک کروں اور پل پری زاداں توڑ ڈالوں۔
خواجہ نے کہا۔ اب برائے چندے تو اپنے گھر چلنا مناسب ہے۔ آئندہ جیسی صلاح تمہارے باپ کی ہو گی وہ کریں گے۔

ملکہ نے کہا۔ "اچھا سمجھا جائے گا۔ اب تو ذرا دم لے لیں۔"
یہ کہہ کر دامان کوہستان میں گئی اور کوس بھر کر کا ایک میدان سبز و خرم دیکھ کر سحر پڑھا کہ چند نازنیناں مہر طلعت زمین سے نکل کر سامنے آئیں۔ ان سے حکم کیا کہ سامان آرام و راحت مہیا کرو۔
یہ حکم پا کر وہ غائب ہو گئیں۔ بعد لمحہ کے پھر آئیں لب چشمہ مسند مفرق بچھا دیا۔ ملکہ و خواجہ آ کر بیٹھے چنگیریں ان گلعذاروں نے سامنے رکھ دیں۔ پھر دو عورتیں آئیں اور دستر خوان انہوں نے بچھا دیا۔ کھانا انواع و اقسام کا لذیذ سلاپچی اور آفتابہ سامنے لائیں اور خواجہ اور ملکہ نے ہاتھ دھو کر کھانا نوش فرمایا۔ بعد فراغ اکل و شرب نازنیناں زریں پوش آئیں اور کشتیاں شراب و ارغوانی ساتھ لائیں۔ ملکہ مے نوشی کرنے میں مصروف ہوئی۔
اس اثنا میں چاندنی نے کھیت کیا۔ دشت دور چاندنی کا بنا ہوا سرد چلنے لگی۔ پانی چشموں کا لہریں لیتا تھا جنگل میں پھول رنگ برنگ کے کھلے تھے۔ ملکہ کیفیت لالہ زار چاندنی دیکھتی تھی اور عمرو اس کی خاطر سے آہستہ آہستہ کچھ گاتا تھا۔ یہ تو اس کی کیفیت میں ہیں۔ لیکن عیار جو برائے دریافت حال خواجہ نیک کردار ملکہ خوش اطوار صحرا میں آئے تھے۔ انہوں نے شاہ طلسم کو جانب باغ سیب خالی جاتے دیکھا۔ سمجھے کہ بران اس کو نہیں ملی۔ پس یہ بھی شاد شاد اپنے لشکر کی طرف پھیرے اور راہ میں ان سے چالاک سے ملاقات ہوئی اور اس کو قسمیں دیں کہ مرشد زادے لشکر میں تشریف لے چلو۔
اس نے کہا۔ "خواجہ سے وہاں حباب ہو گا۔ ابھی کوئی کار نمایاں میں نے نہیں کیا ہے۔"
عیاروں نے کہا۔ ابھی خواجہ لشکر میں نہیں ہیں اور بڑا کام تو تم نے یہ کیا کہ تمام لشکر کو سحر سے جاوداں کے چھڑایا۔ اچھا بر وقت آنے خواجہ صاحب کے چلے جانا۔
عیار مذکوران کے بعد ہونے سے ہمراہ ان کے چلا اور یہ سب اول جانب لشکر حیرت آئے۔

یہاں حیرت کے حکم سے لاشیں مقتولوں کی اٹھ رہی تھیں۔ ملکہ مسطور اندر بارگاہ کے چپ غم میں مبتلا بیٹھی تھی۔ ناچ گانا موقوف سناٹا تھا۔ لشکروں میں بھی وہ گھما گھم اور رونق نہ تھی۔ جا بجا یہ تذکرہ ہوتا تھا کہ اب یہ طلسم بچنے کا نہیں مناسب ہے کہ یہاں سے نکل چلیں۔ ورنہ دین و ایمان سب برباد ہو گا۔ پس خیام سے غم پدر و پسر و برادر سے صدائے نوحہ و شیون برپا تھی۔ عیار یہ تمام سب دیکھتے ہوئے اپنے لشکر میں آئے یہاں مقتول دفن ہو رہے تھے۔ نقارۂ شادمانی پر چوب پڑ رہی تھی۔ ہر خیمہ میں ناچ ہو رہا تھا۔ بازار عیش و عشرت گرم تھا۔ عیار سب طرف پھر کر بارگاہ میں آئے۔

ضرغام نے سب کہا۔ "یہ فرزند رشید خواجہ عمرو ہیں۔"

ہر ایک سردار بڑی گرم جوشی سے ملا۔ چالاک نے بھی صفت و ثنا ہر ایک کی ادا فرمائی۔

مہ رخ نے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی۔ خلوت سے مخلع کیا۔ اس کیفیت میں مہتر تران نے خبر دی کہ ملکہ ہمائے جادو آتی ہیں۔

مہ رخ نے استقبال کر کے بلوایا اس کے ہمراہ مجلس جادو بھی تھی۔ فرض ان کو بتعظیم بٹھایا اور استفسار کیا کہ ملکہ بران کی فوج کا کیا ارادہ ہے۔

ہما نے کہا۔ "میں اسی واسطے آتی ہوں کہ تم سے صلاح کروں۔ میری رائے یہ ہے کہ شب کو شاہان طلسم در بند کو چل کر اپنی بارگاہ میں لے آؤ۔"

مہ رخ نے کہا۔ "بہتر ہے' چلو۔"

یہ کہہ کر مع ہما کے سوار ہوئی۔ قران بھی ساتھ چلو۔ آخر اس لشکر میں پہنچ کر ہر ایک سے ملاقات کی اور اپنے لشکر میں چلنے کے لیے اصرار فرمایا۔

ہر سردار عرض پیرا ہوا۔ ہم تابع فرمان ملکہ بران ہیں وہ ہم سے کچھ فرما نہیں گئی۔ نہ یہ ارشاد فرمایا کہ اپنے اپنے ملکوں کو جانا۔ تو یہ فرمایا کہ یہیں رہنا۔ ہم کو آپ بھی اسی جگہ رہنے دیں۔ صرف اتنا بندوبست کر دیں کہ ایک صحرائے نے فراخ و وسیع میں ہم کو اتروا دیں کہ یہاں تکلیف بہت ہے۔"

یہ سن کر مہ رخ نے مہتر قران سے کہا۔ یہاں سے پانچ کوس پر ایک کوہ سیاہ ہے

وہاں ان سب کو لے جا کر اتروا دو۔
سب بادشاہوں نے کوچ کیا۔ قران ان کو لے کر ہمراہ چلو اور دامن کوہ میں جب پہنچ دیکھا کہ ایک میدان تیس کوس کا ہے۔ جس میں نہ کوئی درخت ہے نہ جھیل ایک تختہ صندل کا ایسا ہموار و مصفا زمین کا تھا غرض وہاں چل کر اترا۔ لیکن بازار سے ملکہ مہ رخ کے سرا اس کا آ کر مل گیا۔ اب سب ساحروں کو بفراغت جائے سکونت ملی۔ مہ رخ و قران پھر کر اپنی بارگاہ میں آئے اور مصروف عیش ہوئے اس وقت صرصر عیارہ بھی بقصد عیاری اس لشکر میں آئی اور یہاں ہزارہا ساحروں کو لشکر بران سے آئے جاتے۔ دیکھا اس نے انہیں کو دیکھ کر صورت اپنی ایک جادوگرنی کی ایسی بنائی اور داخل بارگاہ ہوئی اور اندر کرسی جواہر نگار پر ایک عیار کو اس نے بیٹھا دیکھا۔ یہ تو چالاک کو پہچانتی نہ تھی اور نہ چالاک اس کو پہچانتا تھا۔
لیکن اس نے قیافہ سے دریافت کیا کہ یہ کوئی نیا عیار لشکر امیر سے آیا ہے مگر خواجہ کی صورت سے شکل اس کی بہت مشابہ ہے۔ غرض صورت تو بدلے ہی تھی ایک خط مصنوعی ہاتھ پر رکھ کر آگے بڑھی اور مہ رخ کو تسلیم کی وہ نامہ دیا۔
ملکہ نے پڑھا لکھا تھا کہ "منم جان اے مہ رخ میں عمرو کو لے کر فلاں پہاڑ کے دامن میں آئی ہوں اور اپنے طلسم کو جایا چاہتی ہوں اگر تمہارا جی چاہے تو میری ملاقات کو آؤ اور عمرو بھی میرے ہمراہ جائیں گے ان سے بھی مل جاؤ اور ایک چیز میں نے سحر سے تیار کر کے اس ساحرہ کے ہاتھ تم کو بھیجی ہے اس چیز کو اس سے لے کر سونگھنا تم کو سب واضح ہو جائے گا کہ میں کس وجہ سے تمہارے پاس نہیں آئی اور اس کو تنہائی میں جا کر سونگھنا تاکہ میرا راز اوروں پر ظاہر نہ ہو۔
ملکہ مہ رخ مضمون نامے سے آگاہ ہو کر اٹھی اور بارگاہ کے دونوں سمت راوٹیاں بنی ہیں عیارہ کے ہمراہ ایک راوٹی میں آئی۔ یہاں چالاک سمجھا کہ یہ جادوگرنی اسی لشکر کی ہے کوئی بات پوشیدہ ہو گی اس کو بیان کرنے کو علیحدہ لے گئی ہے۔ یہ سمجھ کر چپکا بیٹھا رہا۔

اس اثنا میں بہار اپنی بارگاہ سے یہاں آئی۔ چالاک کو یہ پہچانتی تھی کہ لشکر اسلام میں داخل ہوتی ہے اس وقت بڑے تپاک سے اس سے ملی اور بیٹھ کر باتیں کرنے لگی۔

URDU4U.COM

ہنگام تکلم میں اس کو خیال جو آیا تو پوچھا۔ "ملکہ مہ رخ کہاں ہے؟" چالاک نے کہا۔ "ابھی ایک ساحرہ نامہ لے کر آئی تھی اس کو لے کر الگ گئی ہیں کچھ مشورہ کرنے کو۔"

بہار نے کہا۔ "اکثر شاہ جاوداں کے یہاں کی عیار بچیاں جادوگرنیاں بن کرتی ہیں اور پکڑ لے جاتی ہیں۔ ان کو کیا ضرور تھا کہ اکیلے گئی ہیں۔"

عیار نے پوچھا۔ "عیار بچیوں کا کیا نام ہے؟"

ملکہ نے کہا۔ "عیار بچیاں پانچ ہیں۔ صرصر شمشیر زن' صبا رفتار شرارہ نقب زن' شمیمہ سنگ انداز تیز نگاہ خنجر زن۔ انہوں نے تمہارے باپ اور بھائیوں سے سامنا کیا ہے اور دعویٰ برابری کا رکھتی ہیں۔"

عیار مذکور نے کہا۔ "تو پھر چل کر ملکہ کی خبر لینی چاہیے۔"

یہ کہہ کر وہاں سے اٹھا اور راوٹی میں آیا۔ یہاں صرصر مہ رخ کو جب لائی۔ ملکہ مذکور نے کہا۔ "لاؤ وہ کیا چیز ہے جو بران نے بھیجی ہے۔"

عیارہ نے کمر سے ایک حباب بیہوشی نکال کر اس کے منہ پر مارا کہ یہ بیہوش ہوئی۔ اس نے پشتارہ باندھ کر قنات چاک کر کے راستہ پکڑا۔ چالاک نے جو آ کر دیکھا جہاں مہ رخ کا پاؤں پڑا تھا وہاں کا فرش تو دب گیا تھا اور عیارہ کے پاؤں کا بالکل نشان بھی نہ تھا۔ عیار یہ دیکھ کر چھپٹا اور تلاش کناں صحرا میں پہنچا۔

صرصر ہنوز جنگل میں پہنچی تھی کہ اس نے پہنچ کر نعرہ کیا۔ باش کہ ماہم رسیدیم! صرصر سمجھی کہ میں پشتارہ بدوش بھاگ نہ سکوں گی۔ پس پشتارہ پھینک کر ایک پہاڑی پر چڑھ گئی۔ عیار کے عقب میں بہار بھی آتی تھی چالاک نے اس سے کہا۔ تم مہ رخ کو ہوشیار کرو اور لے جاؤ۔ میں اس عیارہ سے سمجھ لوں۔

یہ کہہ کر جانب کوہ چلا۔ صرصر وہاں سے بھی چلی اور پکاری۔ ارے میں جانتی ہوں

کہ تو عمرو کا بیٹا ہے۔ پس خیریت اسی میں ہے کہ چلا جا۔
اس نے جواب دیا۔ اری چڈو تو نے بڑا غضب کیا تھا کہ میں بیٹھا رہا اور تو عیاری کر گئی۔ تیرا نام کیا ہے۔ عیارہ نے کہا۔ منم صرصر!

URDU4U.COM

یہ کہتی ہوئی پہاڑی کے دوسری جانب سے اتر کر چلی۔ چالاک سمجھا کہ یوں قید نہ ہو گی۔ پس دھوکا دینے کو ایک جھیل کے کنارے بیٹھ کر منہ دھونے لگا۔ صرصر نے پھر دیکھا کہ دیکھوں میرے تعاقب میں آتا ہے یا نہیں اس کا منہ جو پھیر کر دیکھنے سے چالاک کی سمت ہوا۔ ازبسکہ شب ماہ تھی اس نے ایک گول بیہوشی کی بھری کاغذ کی کمان میں رکھ کر جو ماری۔ صرصر کی ناک پر آ کر پڑی۔ وجہ اس کے ناک پر پڑنے کی یہ ہوئی کہ جب اس نے عیار کو جھیل پر بیٹھے دیکھا۔ یہ بھی تو بے نظیر عیارہ ہے سمجھی کہ یہ عیار مجھ کو دھوکا دیتا ہے۔ آئے گا ضرور مجھ کو پکڑنے۔
پس یہ سمجھ کر سامنے بیٹھ گئے اور حلقہ ہائے کمندہ اپنے سامنے کی اس طرح بچھانے لگی کہ جو کوئی ادھر سے گزرے وہ اس میں پھنسے۔ یہ کمند بچھانے میں مشغول تھی کہ گولی آ کر ناک پر پڑی اور حباب کی پھوٹ گئی بیہوشی تیر کی طرح اس کی دماغ میں سرایت کر گئی۔ تڑاتڑ کئی بار چھینکی اور بیہوش ہو گئی۔ چالاک خوشی خوشی دوڑا۔ جب قریب اس کے پہنچا کمند کے حلقوں پر پاؤں پڑا۔ ساتوں بند کمند کے اچھل کر گردن و کمر میں آ گئے اور یہ بندھ کر گرا۔ اس کے گرنے سے جھٹکا جو پڑا حلقہ پچی ہو گئے۔ چونکہ جنگل میں ہوا سرد چلتی تھی۔ عیارہ بھی جلد ہوشیار ہو گئی اور اس نے دیکھا کہ چالاک بندھا بیٹھا ہے۔ یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔
لیکن کمند میں چالیس گرہیں ہوتی ہیں اور بڑے عیار جو زبردست ہوتے ہیں۔ وہ یہ طریقہ جانتے ہیں کہ ایک طرف سے سرا کمند کا پکڑ کر جھٹکا مارتے ہیں۔ سب گرہیں کھل جاتی ہیں چالاک بھی خیال کر رہا تھا کہ کدھر سے جھٹکا ماروں جو گرہیں کھل جائیں۔

اسی خیال میں تھا کہ صرصر کود کے اس پر آیا ہی تو پڑی اس نے بعجلت تمام تر جھٹکا سرا کمند کا تھام کر لگایا کہ سب حلقہ اس کے کھل گئے اس وقت اس نے صرصر

کے اس زور سے ایک لات ماری دور ڈھلک کر ایک غار میں گری۔ یہ جست کر کے اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا' صرصر کو کچھ نہ بن آیا۔ اس نے انیتین اس کے پکڑے اتفاق سے صبا رفتار بھی اس طرف آئی اور پکاری۔ گھبرانا نہیں ہم بھی آ پہنچے۔
صرصر سمجھی کہ شاید قران آ پہنچا۔ یہ سمجھ کر اس نے چالاک کو چھوڑا اور جست کر کے چل۔ چالاک بھی کود کر اس کے برابر ہی پہنچا۔ ناچار اس نے نیمچہ کھینچا۔ چالاک بھی نیمچہ پکڑ کر مقابل ہوا۔ دونوں عیارانیاں اس پر چوٹیں ڈالنے لگیں اور یہ بھی روک روک کر وار کرتا تھا۔ چالیس چوٹیں اس نے ماریں۔ صرصر نے سب روکیں فقط اتنا فرق ہے کہ وہ در ہیں اور یہ اکیلا ہے۔
اب اس کو بھی غصہ آیا اور اس نے قصد کیا کہ مار ڈالوں لیکن جب اس کو آئے ہوئے صحرا میں دیر ہوئی تو قران لشکر سے اس کو ڈھونڈھنے چلا اور یہاں آ کر پہنچا۔ دیکھا تو برق شمشیر چمک رہی ہے۔ دل سے کہا۔ عجب خونریز زمین ہے کہ جہاں دیکھو تلوار چلتی ہے۔"
آگے بڑھ کر جو دیکھا تو صرصر و صبا رفتار وہ چالاک سے تلوار چل رہی ہے۔ یہ دیکھ کر پکارا۔ واہ واہ اے مرشد زادے سبحان اللہ کیا کہنا۔ لیکن اتنا خیال رہے کہ اس میں ایک کنیز بے تمیز میری بھی ہے۔"
یہ آواز سن کر صبا رفتار کی تو جان نکل گئی۔ صرصر سے گویا ہوئی۔ اے بی بی! وہ موا کالیا حبشی جلاد فلک آ گیا۔
یہ سن کر صرصر ایک سمت کو بھاگی۔ یہ بھی اس کے ساتھ رواں ہوئی۔ چالاک بھی پیچھے چلا تھا کہ قران نے روکا۔ اس نے کہا۔ بھیا اس مالزادی قحبہ نے بڑا غضب کیا۔ مہ رخ کو مار ہی ڈالا تھا۔ وہ تو میں دوڑ پڑا۔ نہیں کام تمام تھا۔
قران نے کہا۔ "ہاں ہاں گالی نہ دو۔ اس کو خواجہ سلامت لونڈی بنانا چاہتے ہیں اور وہ دوسری میری لونڈی ہے۔"
عیار بچیوں نے جو یہ بھاگنے میں سنا پھر کہ گالیاں دینے لگیں۔ خدا غارت کرے موؤں

نے ہم لونڈیاں مقرر کیا ہے ان کو اور ان کے استاد کو گھری گور میں تو ہیں۔ جمشید قسم ان مہتوں نے ہم کو سارے طلسم میں چھنال مقرر کر رکھا ہے۔ یہ کہتی ہوئی بھا گیں۔

URDU4U.COM

قران نے پکار کر کہا۔ استانی صاحبہ آج جو میں نہ آتا تو مرشد زادے مار ڈالتے کیونکہ وہ جانتے نہ تھے اب جو تم نے ایسی حرکت پھر کی تو مار ہی ڈالوں گا یا اندھے کنوئیں میں پہنچا کر دم لوں گا۔

عیار بچیاں کوسنے دیتی ہوئیں ایک طرف چلی گئیں اور یہ دونوں پھر کر بارگاہ مہ رخ میں آئے۔ بہار ملکہ مذکور کو لا چکی تھی۔ اس نے چالاک کا بہت شکریہ ادا کیا۔ پھر مصروف عیش و نشاط ہوئی۔ قران نے کہا۔ "تم بھی بیٹھو۔"

اس نے کہا۔ "میرا جی چاہتا کہ خواجہ کا حال دریافت کرنے جاؤں۔"

ملکہ نے کہا۔ "یقین ہے کہ بران اپنے طلسم میں لیے چلی گئیں۔"

چالاک نے کہا۔ "ان کا طلسم کہاں ہے؟"

قران نے کہا۔ "اس وقت سب حال از ابتدا تا انتہا طلسم کا بیان کیا تا کہ یہ جملہ کوائف سے آگاہ ہو کر دوست دشمن کو پہچان جائے۔ غرضیکہ اسی گفتگو میں مہتر برق باہر سے آیا اور اس نے بیان کیا کہ میں بران کے لشکر میں ابھی تھا تمام سردار ملکہ مذکور کے کہتے تھے کہ ہماری جانیں خواجہ عمرو اور بران پر نثار ہیں اور اے ملکہ اس لشکر میں ابھی تھا بڑے بڑے ساحر ہیں۔

مہ رخ نے کہا۔ اب انشاء اللہ اسی طرح حملہ کر کے شہزادہ اسد کو بھی چھڑائیں گے۔ اب میں انتظار میں ہوں کہ خواجہ میر سے لشکر میں آئیں تو جشن کروں۔

قران نے کہا۔ "میں جا کے لاتا ہوں۔"

برق نے کہا۔ "میں بھی چلتا ہوں۔"

ملکہ نے کہا۔ "تم سب چلے جاؤ گے تو چالاک کا دم گھبرائے گا۔"

یہ سن کر قران تنہا روانہ ہوا۔ ادھر بارگاہ حیرت میں صرصر آ کے پہنچی۔ اور جملہ ماجرا

اپنی عیاری کا بیان کیا۔ حیرت نے کہا۔ "عمرو اگر رہا ہو گیا تو کچھ پرواہ نہیں۔ شہنشاہ سے بچ کر کہاں جائے گا۔

اس وقت اور جادوگرنیوں نے کہا۔ ہم کو ہی تعجب ہے کہ بران شہنشاہ کے ہاتھ سے بچ کر نکل گئی۔

URDU4U.COM

یہ سن کر سفاک روئیں تن نے کہا۔ "میں دیکھتی تھی۔ جب شہنشاہ عمرو کو قتل کرنے چلے تو ایک کالے حبشی نے ان کو رسی میں باندھ دیا۔ رسی سحر سے جل گئی تھی لیکن اتنے عرصہ میں بران بھی نکل گئے تھی۔"

صرصر نے کہا۔ "بی بی یہی بڑا ستم ہوا کہ عیاروں نے شہنشاہ کو روک رکھا۔ حاصل امران کا رنج و الم کہاں تک بیان کروں۔ اسی حرف و حکایت میں وہ رات تمام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ خورشید جو شرمندہ ہو کر پر وہ شب میں چھپ گیا تھا۔ اب اس نے گریبان سحر سے بسان مفکراں سر اٹھایا کہ

یہ باتیں تھیں کہ آئی شب کی شامت
ہوئی پھر صبح کی نازل قیامت
کیا خورشید نے روشن سحر کو
پہنایا نور کا جوشن سحر کو

صبح کو افراسیاب برنگ در جگر بستر خراب سے اٹھا اور ظلمات طلسم سے نکل کر قلعہ ہائے طلسمی کی سیر کرنے لگا۔ اس لیے کہ رنج خاطر برطرف ہو دل بہل جائے۔ چنانچہ ہر سمت پھر کر باغ مینا میں آیا یہاں اس کے آنے کی خبر سن کر چند ساحر حاضر ہوئے۔ یہ تخت پر بخاطر حزیں و بجان غمگیں بیٹھا اور شراب پینے لگا۔ ادھر صحرا میں بران و عمرو شب بھر عشرت پذیر ہوئے لیکن ہنگام سحر ایک ساحر سیہ دل اور سر جادو نام کریہہ منظر و بد انجام ان کے اس مقام پر رہنے سے آگاہ ہوا۔ یہ ساحر اس پہاڑ اور صحرا

کا افراسیاب کی طرف سے محافظ ہے۔
چنانچہ جہاں بران بیٹھی ہے اس کے چار سمت پہاڑ ہے۔ بیچ میں یہ میدان ہے۔ یہ ساحر سوچا کہ میں بران کا سامنا نہ کر سکوں گا کیونکہ وہ مالک اختر مروارید ہے۔ پس یہ اس پہاڑ کے قریب آیا اور ایک جو بہت عمدہ اس کو یاد تھا پڑھا کہ سلیں بڑی بڑی اڑ کر درہ کوہ آڑ ہو گئیں۔ راہ آمدورفت کی بند ہو گئی اور اس میدان میں کہ جہاں خواجہ و بران بیٹھے تھے اندھیرا ہو گیا۔
خواجہ نے کہا۔ خداوندا خیر کرنا۔
بران نے کہا۔ خواجہ گھبرانا نہیں۔ ہم جو یہاں غافل بیٹھے تھے اس سب سے کسی نے یہ جسارت کی کہ راہ کی آمدورفت ہماری بند کی۔ ورنہ میرے پاس اختر مروارید سے کسی کا پنجہ مجھ پر قابو ہونا دشوار تھا اور اب بھی جب چاہوں گی نکل جاؤں گی۔ تم بیٹھے رہو کچھ فکر نہ کرو۔
یہ تو اس طرح کی فکر میں ہے لیکن سیاہ دل جادو دو سر ان کو اپنی دانست میں مقید کر کے افراسیاب کو خبر کرنے چلا اور بزور سحر پرواز کر کے دریائے نور کے کنارے آیا اور سحر پڑھ کر پکارا۔ اے شہنشاہ ساحران میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔
اس کے پکارتے ہی ایک پنجہ پیدا ہو کر اس کو اٹھا لے گیا۔ شاہ طلسم باغ مینا میں بیٹھا تھا اس کے پاس اس وقت نامہ لقا کا آیا تھا اس کو پڑھ رہا تھا اس میں رہی مضمون معمولی تھا کہ تو اپنے خداوند کو بھول گیا ہے مدت سے ہماری مدد کے لیے تو نے کسی کو نہ بھیجا۔ یہاں خدا پرستوں نے مجھ کو پریشان کر رکھا ہے۔ سب ساحر مارے گئے۔ صرف ایک صبا جادو باقی ہے۔ وہ بھی خوف مسلمانان سے بھاگی پھرتی ہے۔ اب جلد کسی ساحر زبردست کو یہاں بھیج کر وہ آ کر کام خدا پرستوں کا تمام کرے اور اگر تو نے تامل در باب اعانت کیا تو میں جانب ہفت کوہ چلا جاؤں گا اور وہاں سے سلیمان کوہ کی جانب روانہ ہوں گا۔
غرض یہ نامہ پڑھ کر بادشاہ ساحروں کو کہہ رہا تھا کہ کیا خدا پرستوں نے سر اٹھایا ہے۔ اب کسی ساحر کو میرا قصد ہے کہ خداوند کے پاس بھیجوں۔ وہ یقین ہے کہ مسلمانوں

کا خاتمہ کر دے کیونکہ پہلے جو ساحر وہاں جاتا تھا' چالاک مار ڈالتا تھا۔ اب تو وہ عیار یہاں آ گیا ہے کوئی اور عیار ان عیاروں کے برابر کا ہے کو ہے وہاں کا اب کھٹکا کچھ نہیں ہے۔

URDU4U.COM

انھی باتوں میں پنچوں نے جا کر سیاہ دل کو سامنے پہنچایا۔ اس نے بادشاہ کو تسلیم کیا۔ بادشاہ نے پوچھا۔ آج کدھر سے آنے کا اتفاق ہوا۔

اس نے عرض کیا کہ اول تو قدم بوسی کو دل چاہتا تھا۔ دوسرے یہ کہ میں جس غار میں رہتا ہوں۔ وہاں سے گرد آوری کے لیے جو اٹھا کوہ کے میدان میں بران شمشیر زن کو دیکھا کہ ایک مرد سے سرگرم سخن ہے سمجھا کہ شہنشاہ کے سامنے سے جو یہ بھاگی تھی اس جگہ آ کر مخفی ہوئی ہے پس میں نے مقابلہ کرنا مناسب نہ جانا لیکن درہ کو چار سمت سے بند کر دیا اور خدمت بندگان بادشاہ میں خبر کرنے حاضر ہوا۔ بادشاہ نے جو یہ خبر سنی فرط عشرت سے چہرہ گلنار ہو گیا اور اس نے پوچھا۔ یہ امر سچ ہے۔

اس نے قسم کھا کر بیان کیا۔

بادشاہ نے اس پر بھی بنا بر احتیاط رقعہ جمشیدی دیکھا۔ اس میں بھی معلوم ہوا کہ جان سیاہ دل سچ ہے۔ پس یہ معلوم کرتے ہی اٹھا۔ اور سیاہ دل سے گویا ہوا۔ اگے چل میں بھی آتا ہوں۔ وہ یہ حکم پا کر روانہ ہوا اور بادشاہ بھی اس کے روانہ ہوا۔

مگر سیاہ دل کنارے سے دریا کے پہنچا۔ پنجہ نے اٹھا کر دریا کے پار پہنچایا۔ یہ اپنے غار کی جانب رواں تھا۔ لیکن اول بیان ہوا کہ قران عیار عمرو کو ڈھونڈنے نکلا تھا اور دریائے خون رواں کے کنارے تلاش کناں پھر رہا تھا کہ اس نے اس کو دیکھا کہ ایک ساحر دریا کے پاس پار اتر کر ایک طرف جاتا ہے۔ عیار ساحر کی ایسی صورت تو بنا تھا ہی دور کر اس کے قریب گیا اور صاحب سلامت کر کے کہا۔ بھائی صاحب جس کام کو گئے تھے وہ کر آئے اور کیوں نہ کرتے ہمیشہ کام پر تم نے ہاتھ ڈالا اس کا انجام خوب ہوا ہے۔

سیاہ دل اس گفتگو کو سن کر کے سمجھایا کہ شاید یہ ساحر بھی ہمارا حال جانتا ہے پس

جملہ ماجرا بیان کیا۔
قران نے کہا۔ اگر تم کچھ برائی نہ سمجھو تو جہاں وہ باغی قید ہیں ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں۔
اس نے کہا۔ ہم تم ملازم شاہ طلسم ہیں۔ دونوں ایک ہیں برائی کیا ہے۔ ایک سے دو بہتر آر چلو۔

URDU4U.COM

یہ اس کے ساتھ ہو اور دونوں اس پہاڑ کے قریب آئے۔ قران نے وہاں پہنچ کر کہا۔
"وہ قیدی کہاں ہیں؟"
اس نے کہا۔ "اس پہاڑ کے اندر۔"
اس نے کہا۔ "پھر اس کو نکالو یا اندر چل کر گرفتار کرو۔"
اس نے کہا۔ "بران بڑی زبردست ساحرہ ہے ہم تو مقابلہ نہ کر سکیں گے افراسیاب کو بلا آیا ہوں۔ وہ آیا ہی چاہتے ہیں تامل کرو۔"
یہاں تو یہ گفتگو ہے وہاں بران سے خواجہ نے کہا۔ اے ملکہ تم یہاں کب تک رہو گی۔ اب اپنے گھر چلو یا میرے لشکر میں یہاں بیٹھنے سے فائدہ کیا۔ دوسرے کھٹکے کی جگہ دل نہیں لگتا ہے۔
ملکہ نے یہ سن کر اختر مروارید اپنے جوڑے سے نکالا۔ تمام درے میں روشنی ہو گئی۔ اس اختر کا یہ ماجرا ہے کہ چار سو برس پیشتر باغ جمشید و سامری میں ایک میلہ ہوا تھا۔ اس روز بران کے دادا پردادا نے قبر سامری پر یہ اختر چڑھایا تھا چنانچہ تابوت پر سامری کے یہ اختر لٹکا کرتا تھا اب اس ملکہ کو وہاں جانے سے پجاریوں نے وہاں کے حسب الحکم نعش سامری عنایت کیا۔ بڑے بڑے سحر اس اختر سے ظاہر ہوتے ہیں۔
چنانچہ ملکہ مذکور نے اس اختر سے لویں کاٹ کر چاہا کہ درہ کوہ میں راستہ پیدا کروں اس نے تو یہ چاہا ادھر بیرون درہ قران نے سیاہ دل سے کہا۔ شہنشاہ کو تم بلا آئے تھے۔ وہ تو ابھی تک نہ آئے لیکن اور کوئی ادھر سے آتا ہے۔
اس نے کہا۔ "کہاں"

اس نے کہا۔ ارے بھائی جھک کے دیکھو وہ درختوں سے نظر آتا ہے۔
اس نے اس کے کہنے سے جھک کر اسی طرف دیکھا۔ کھوپری خوب سامنے تھی۔ قران نے پست پر سے اچھی طرح تان کر بغدا مارا کہ سر اس کا دس ٹکڑے ہو گیا۔ بھیجا نکل کر دور گرا اور صدا ہائے مہیب پیدا ہوئیں۔ تڑاق تڑاق وہ سلیں جو درہ کوہ میں آڑ تھیں گر پڑیں آندھی آئی اور آواز پیدا ہوئی کہ مارا سیاہ دل دوسر جادو کو۔

URDU4U.COM

بران آمادہ سحر تھی۔ یہ ہنگامہ دیکھ کر پکاری۔ وہ مارا کس نے اس کو جس نے ہمیں قید کیا تھا۔
اس اثنا میں قران دوڑ کر اندر درے کے آیا اور اپنا نام لے کر نعرہ کیا۔ عمرو نے نعرہ سن کر کہا۔ آؤ بیٹا ہمارے گلے سے لپٹ جاؤ۔
قران دوڑ کر قدم پر گرنے چلا۔ عمرو نے چھاتی سے لگا لیا اور ننگا تنگ بغل گیر کیا۔
قران نے پھر حال سیاہ دل کا بیان کر کے کہا۔ افراسیاب آتا ہو گا۔ مناسب ہے کہ یہاں سے لشکر میں تشریف لے چلئے۔ سب مشتاق دیدار ہیں۔ اور چشم براہ تمام سردار ہیں۔
عمرو اور ملکہ یہ سن کر اٹھے کہ "اچھا چلو۔"
یہ تو چلنے پر آمادہ ہوئے۔ ادھر شاہ جاوداں بھی نکل چکا تھا۔ اور ایسا قریب پہنچ چکا تھا کہ سیاہ دل کے مرنے کا شور اس نے بھی سنا اور وہیں سے نعرہ مارا۔ منم شہنشاہ ساحران۔
اس نعرے کو سن کر قران تو ایک غار میں کود پڑا اور سر غار پر بنا بر احتیاط حلقے کمند کے لگا دیئے اور اندر غار کے نقب کھودتا چلا کہ شاید یہاں کوئی آئے تو مجھ کو نہ پائے۔
ادھر عمرو بھی بھاگا لیکن لالچ جو دامن گیر ہوئی فرش اٹھانے لگا۔ بران نے کہا۔ فرش کو چولھے بھاڑ میں ڈالو۔ خواجہ تم نکل جاؤ۔
یہ سن کے چاندنی کھینچتا ہوا بھاگا اس اثنا میں زمین کو زلزلہ آیا۔ برق شرر بار چمکی پہاڑ پر طائر پکارے۔ "یا افراسیاب یا افراسیاب جادو"

اس مقام پر صاحب دفتر نے تو یہ لکھا ہے کہ ملکہ مذکور کو شاہ جاوداں نے گرفتار کر لیا لیکن انبہ پرشاد صاحب جو ایک بڑے داستان گو لکھنؤ میں تھے ان کا بیان ہے کہ ملکہ مذکور کو عیار بچی نے آ کر قید کیا چنانچہ صاحبوں کی تقریر پر یہ احقر (جاہ) ترزیق بیان بتصریح تمام بیان کرتا ہے۔

URDU4U.COM

اول بیان صاحب دفتر ------- یہ کہ جب پنجے نے بران کو پکڑ لیا اور شاہ طلسم زمین سے نکلا تو اس نے زمین پر ہاتھ مارا زمین شق ہوئی۔ بادشاہ نے ہاتھ ڈال کر ایک زنجیر اور طوق الماس رنگ نکالا اور بران کی گردان میں طوق پہنا کر زنجیر سے باندھا اور اختر مروارید چھین لیا۔ یہ ماجرا سب عمرو جو گلیم اوڑھے علیحدہ کھڑا تھا اس نے بھی دیکھا اور فکر میں رہائی ملکہ کے ہوا جس صورت پر کہ تیار ہوا بیان کیا جائے گا لیکن اب افراسیاب قید کر کے ملکہ موصوف کو بہت خوش ہوا اور چاہا کہ اس کو مار ڈالوں پھر آپ ہی آپ سوچا کہ اس لڑکی کو کوکب کے پاس بھیج دوں تاکہ وہ شرمندہ ہو اور پھر مجھ سے لڑنے کا ارادہ نہ کرے۔

غرض یہ اسی فکر میں دل سے مصلحت کر رہا تھا کہ دفعۃً ایک آواز ترانے کی آئی اس نے پھر کر جو دیکھا تو ایک جوان خوبصورت کو آتے دیکھا کہ سراپا زیور الماس میں غرق تھا اکے بازو پر ہیرے کے بندھے موتی کے مالے گلے میں پڑے بت جواہر کے کہنی سے شانے تک بندھے تاج ہیرے کا سر پر رکھے لباس فرمانروائی زیب جسم کئے سامنے آیا۔ ملکہ بران نے پہچانا کہ میرے والد ماجد شاہ کوکب ہیں پس اس نے جھک کر تسلیم کی اور فرط خوف سے لرزنے لگی کہ دیکھا چاہیے اب کیا یہ فرماتے ہیں۔ میں اپنی خوشی سے ناحق لڑنے آئی۔ نہیں معلوم کیا انہوں نے سنا جو خود چلے آئے اور اس طرح جلاد بادشاہ کے مقابلے میں جو یہ آئے ہیں اگر کوئی خدانخواستہ ان کو ذلت درپیش ہوئی تو تمام شہریوں میں طلسمات کے میرے باعث سے ان کو ندامت ہو گی۔ اب یہ مجھ کو ولی عہد سلطنت پر نہ رکھیں گے اگر ان کو کوئی ذلت ہو تو زہر کھا کر مر جانا۔

الحاصل یہ تو خوف کھا رہی ہے ادھر شاہ کوکب کو افراسیاب نے بھی پہچانا اور دونوں باہم دست بہ سر ہوئے۔ اور شاہ افراسیاب نے کہا۔ ارے یار بے مروت ہوئی کوئی حق محبت تم نے یاد نہ رکھا۔ سب رسم آشنائی بھلا دی آج بیٹی کی حمایت منظور تھی جو تنہائی میں آ کر ملاقات کی۔ وہ معلوم نہیں کہ لڑنے آئے یا ملنے افسوس کہ

نگاہیں کیوں پھریں یہ کیا ہوا ہے
اگر تیری خوشی یوں ہی بھلا ہے
تباہ تو مجھ سے اور پوشیدہ دشمن
یہی ہے حق الفت یا پر فن
کمی ہمت میں کیوں ہے آج ہم سے
نہ ریزش ہو گی اب ابر کرم سے
اگر کچھ رحم ہو دل میں پیارے
سمجھ مشتاق مضطر کے اشارے
وہ باتیں یاد کر کے اے یار پر فن
کہ کیونکہ ساتھ تھے جب تھا لڑکپن
مراد بے نیازی سے سروکار
تمنا کو نہ تھی تکلیف دیدار

شاہ کوکب یہ باتیں اس کی سن کر آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور پکارا۔ اے یار وفادار مجھ سے کوئی بات بے وفائی کی نہیں ہوئی۔ پہلے تمہیں سے چھیڑ نکلی۔ ہم تخت پر سوار جاتے تھے تم نے اس تخت کی اٹھانے والی پتلیوں سے ایک پتلی کو مار ڈالا پھر جب نامہ ہمیں لکھا تو اس کا جواب اگر تمہارے خلاف تھا تو خود میرے یہاں چلے آتے تمہارا گھر تھا کوئی منع نہ کرتا۔ مجھ سے آ کر لپٹ جاتے۔ اس پر طرہ یہ کیا کہ مجلس کے پتلے کو مار ڈالا۔ اس کی لونڈی کو بٹھا رکھا۔ آج اپنی دختر کو میں اسیر دیکھ رہا ہوں۔

مجھ کو قسم ہے جمشید معلّٰی جناب و سامری والا خطاب کی کہ میں نے اس کو تم سے لڑنے نہیں بھیجا۔ یہ آپ سے چلی آئی تھی۔ پھر از خرداں خطاوار بزرگان عطا اس پر تم رحم فرماتے۔ واہ وا واہ اور الٹے آپ مجھ سے شکایت کرتے ہیں۔

URDU4U.COM

افراسیاب کو یہ بیان سن کر حجاب ہوا اور جلد ملکہ بران پر سے سحر اتار لیا اور کہا۔ "اے برادر تم کو اس دز و مکار عمرو عیار نے ضرور بہکایا تھا۔ وہی سن سن کے مجھ کو بھی غصہ آیا تھا۔ بارے سامری نے عنایت فرمائی جو تمہاری طبیعت راستی پر آئی۔

کوکب نے جواب دیا۔ اس آپس کی شکر رنجی کو غافل کب مانتے ہیں۔ ذرا سی بات میں دوستوں سے نہیں بگاڑتے ہیں۔ اچھا اب گزرے ہوئے رنجور دن کا ذکر کیا' آؤ گلے مل جاؤ۔

افراسیاب یہ تقریر سنتے ہی ہاتھ پھیلا کر گلے ملنے دوڑا۔ ادھر سے کوکب اپنی خوروی جتانے کو ایسا جھکا کہ قدم پر سر رکھنے چلا۔ شاہ جاوداں نے ہاں ہاں کر کے شانہ پکڑ کر اٹھایا۔ جیسے ہی منہ کوکب کا مقابلہ میں اس کے آیا' کوکب نے پف جو کیا بیہوشی کا سفوف ناک میں شاہ جاوداں کے تیر کی طرح پہنچا اور وہ چکر کھا کر زمین پر گرا۔ کوکب نے نعرہ کیا۔ انا شاہ عیاران عمرو بن امیہ عیار۔ اور وہ نعرہ کر کے اختر مروارید شاہ جاوداں سے لے کر بران کو دیا۔ وہ تو خوف سے لرز رہی تھی۔ یا ہنس پڑی اور گویا ہوئی۔

واہ واہ سبحان اللہ خواجہ کیا کہنا۔ آپ نے اس وقت وہ کام کیا ہے کہ اگر شاہ کوکب ہوتے تو داد تمہاری عیاری کی دیتے۔

یہ کہہ کر ایک نارنج سینہ افراسیاب پر لگا دیا۔ وہ نارنج ہر چند کہ بڑا زبردست سحر تھا لیکن شاہ طلسم پر اثر پذیر نہ ہوا اور نارنج پڑتے ہی بادشاہ مذکور زمین سما گیا۔ بران سمجھی کہ یہ مارا نہ جائے گا اور اب جو ہوشیار ہو گا آفت اور قیامت ڈھائے گا۔ پس یہ سمجھ کر خواجہ کو لے کر اڑ گئی اور ایک پہاڑ پر آ کر اتری اور وہاں خواجہ کی حد سے زیادہ تعریف کی اور کہا۔ میری عقل اے خواجہ حیران تھی کہ میرے باپ نے کبھی ایسی گفتگو تو اپنے ادنیٰ غلام سے بھی نہیں کی۔ آج یہ کیا ماجرا جو افراسیاب سے ایسی

باتیں شفقت آمیز کرتا ہے۔